McGill University Library
3 103 077 459 X

s Geschichte der Vorislamischen araber.

slamizaçion (681-1069). Tetuán, 1957.

Widerstand gegen Hollands erste Gesandsch
hen, 1956.

âilesinin mensei hakkında. İstanbul, 19

McGill University Library

Habib .. Mohamed ali bhai
Lucknow.

117

حبیب علی محمد علی لکھنؤ ۸۲۴

خدائی فوجدار

ترجمہ کتاب

ڈان کوئیکساٹ ڈی لا مانشا

جلد اول و دوم

جو پہلے اسپین کی زبان سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی تھی اور اوسکے بعد انگریزی سے پنڈت رتن ناتھ صاحب در سرشار لکھنوی مصنف فسانہ آزاد و جام سرشار و سیر کہسار وغیرہ نے

حسب فرمایش

جناب مالک مطبع اودھ اخبار کے بکمال فصاحت و بلاغت اُردو مین ترجمہ کیا

بار سوم

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوا

اطلاع

حقوق طبع بحق مطبع ہذا محفوظ ہین

37-8

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود رہتا ہے جن کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو صرف اطلاع پانے پر روانہ کی جاتی ہے اور جس کے معائنہ وملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب لی جاتی ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحون پر بعض کتب ناول مرغوب دل نثر اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب ناول مرغوب دل اردو	
فسانہ آزاد۔ کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ درکھنوی یہ تمام ہندستانی ناولون مین ایک دلچسپ ور مشہور افسانہ ہے۔	۸عہ ر
۱۔ جلد اول۔	للعہ رپ
۲۔ جلد دوم۔	للعہ رپ
۳۔ جلد سوم۔	صہ رپ
۴۔ جلد چہارم۔	صہ رپ
سیر کہسار۔ کامل در دو جلد مصنفہ پنڈت صاحب موصوف اس کتاب مین مضامین نصیحت کو افسانہ کے پیرایہ مین مصنف علام نے ظاہر فرمایا ہی اور رئیسان خامکار اور انکے رفقاے غدار ومکار کا نمونہ ناظرین سے پیشکش کیا ہی ایک رئیس کی بیوقوفیان اور مصاحبین کی البلفریبیان اس انداز سے درج ہین کہ باید وشاید	عہ پ
غریب حسن۔ ترجمۂ ناول فوسٹ مصنفہ	

نام کتاب	قیمت
آرنلڈ صاحب مترجمہ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن ریاست ہنگن پلی۔	۲عہ آر ر
جام سرشار باتصویر۔ پنڈت رتن ناتھ درکھنوی	عہ ر
طلسم خیالات یعنی افسانہ جنگ وجیتا اولاً اس ناول دلپذیر کو بابو رومیش چندر دت ای۔ ایس۔ سویلین بنگال نے جو ایک مشہور ناولسٹ ہین زبان بنگلہ مین تصنیف کیا تھا اب منشی ہردیال صاحب سریواستو یہ متوطن سرومن نگر ضلع ہردوئی نے زبان اردو مین بہت فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا۔	۱۱ر
فسانہ سوزن عشق۔ ترجمۂ ناول لیکسٹر مترجمۂ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب منصرم عدالت فیض آباد عجیب قصۂ دلچسپ ہے جو لائق دید ہے۔	۱عہ رپ
فسانہ آلہ دین ولیلی ترجمۂ ناول اسٹار آف منگریلیا مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب رئیس قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ تحصیلدار اٹھ	

دیباچہ

مدت سے تمنا تھی کہ ڈان کوئکساٹ ڈی لامانشا کا انگریزی سے اُردو مین ترجمہ کرون مگر ناولون کی تصنیف اور مختلف انگریزی کتابون کے ترجمے اور وقائع نگاری وغیرہ امور سے مجھے فرصت نہین ملتی تھی کہ یہ آرزو برآئے۔ کچھ دن ہوئے مین نے اپنے محسن اور بزرگ جناب منشی نول کشور صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای سے ذکر کیا کہ اگر ڈان کوئکساٹ کا اُردو مین ترجمہ ہو تو سبحان اللہ منشی جی تو ایسی فیض رسان اور فیض بخش باتون کے لیے ہمیشہ مستعد رہتے ہین فوراً منظور کر لیا اور فرمایا کہ اسکے مطالب کا خلاصہ سنائیے تو مین بھی غور کرون کہ کس درجے اور کس پایہ کی کتاب ہے بہ تعمیل ارشاد مین نے بہت ہی مختصر طور پر اسکے مطالب کا چربا اُتار کر ڈان کوئکساٹ کا لُب لباب پیشکش کیا۔ پڑھتے ہی پھڑک اُٹھے اور چونکہ ماشاء اللہ بڑے تجربہ کار اور فن تصنیف و تالیف کے ارکانون سے خوب واقف ہین اور اس کام کے پورے قدردان اور ہزار ہا لکھو کھا کتابین چھپوانے سے واقف ہو گئے ہین کہ کس کس رنگ کی کتاب کیسے کیسے طبائع کے ناظرین کو مرغوب و مطلوب ہو گی فوراً حکم ترجمہ کا دیا پہلے تو ہمارے اور منشی جی کے فروعات مین اتفاق نہ ہوا اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے مگر حسب معمول جب باردوم گفتگو ہوئی تو خاطر خواہ تصفیہ ہوا اور ہمنے خدا کا نام لیکر ترجمہ شروع کر دیا۔

قبل اسکے کہ اسکی نسبت ہم کچھ لکھین اِس امر کا عرض کرنا ضروری ہے کہ جب ہم اسکا ترجمہ کرتے تھے تو اگر دو گھنٹے ترجمے مین صرف ہوتے تھے تو دس منٹ ہنسی مین ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ جاتے تھے گو مین نے لارڈ ڈفرن کی ایک مشہور تصنیف کا ترجمہ کیا۔ اور اُنکے پرائیوٹ سکرٹری والس صاحب کی تاریخ روس اُردو مین مرتب کی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے ایک پولیٹیکل رسالے کا ترجمہ مطبع کو دیا۔ الف لیلہ کا کئی زبانون سے ترجمہ کیا علم طبیعات کی کتابین اُردو مین تالیف کین۔ تاریخ مصر (شاخ نبات) انگریزی سے اُردو مین تدوین کی مگر میرا خدا اور مین کہ اسقدر دلچسپی مجھے ابتک کسی ترجمے مین نہ معلوم ہوئی جسقدر ڈان کوئکساٹ کے ترجمے مین معلوم ہوئی ترجمہ کرتے کرتے پریشان ہو نا یا تھک جانا چہ معنی دارد۔ لاحول ولاقوۃ۔ جی چاہتا تھا کہ اور سب کام چھوڑ کے اسی کا ترجمہ کرتا جاؤن۔ ڈان کوئکساٹ کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اچھا ایکٹر یا بڑی چھم ایکٹرس تھیٹر کی اسٹیج پر اعلی درجے کے تماشے سے دل لبھائے لیتی ہے یا کوئی دل لگی باز یا مسخرہ مزاح و مذاق سے ملا ملے ہنسی کو ٹن کبوتر بنائے دیتا ہے۔ ممکن نہین کہ کیسا ہی افسردہ دل کیون نہو پڑھتے ہی اسکے دل کی کلی کھل جائے

ہمنے طالبعلمی کے زمانے مین ڈان کوئکساٹ کو پڑھا تھا اور یہ کیفیت تھی کہ درسی کتابون کے مطالعہ کا کچھ دن تک شوق نہ رہا - اور جب تک زسرتاپا پڑھ نہ لیا اور کسی جانب کم توجہ کی گو طالب علمون کو یہ نہ چاہیے مگر کتاب ایسی دلچسپ ہی کہ ہمسے نہ رہا گیا اور ایک ہمپر کیا فرض ہی جسنے پڑھا ہی وہ اس امر کی گواہی دیگا کہ واقعی اس سے زیادہ دلچسپ کتاب شاذونادر ہی دیکھنے مین آئی یہ بہت ہی پرانی کتاب ہی - ملک اسپین مین زمانہ سلف مین اس فشن کے آدمیون کی بڑی گرم بازاری تھی جو غلبۂ شجاعت سے پرائے پھٹے مین پائون ڈالنے کے لیے ہردم تیار رہتے تھے - مان نہ مان مین تیرا مہمان - ان لوگون نے اس کو اپنا پیشہ اختیار کر لیا تھا کہ گھوڑے پر سوار سر سے پائون تک مسلح - خاصے ادبچی بنے ہوئے تھے خود اور زرہ بکتر سے لیس ایک خدمتگار ہمراہ رکاب بڑی شان اور آن بان اور ٹھاٹھ اور طمطراق سے چلے جاتے ہین اگر کوئی صاحب پوچھین کہان چلے جاتے ہین تو ہم اسکا جواب دین جہان سینگ سمائین ادھر ہی جا نکلے - پوچھیے کام - جواب اسکا یہ کہ جنون - کام یہ کہ دنیا مین جہان تک انکی رسائی ہی کوئی زبردست کسی زیردست پر زبردستی نہ کرنے پائے کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم نہ کرے گورنمنٹ سے رعایا کو صدمہ نہ پہونچنے پائے الغرض ظلم اور جبر اور تعدی کا نام دنیا کے پردے سے یون جاتا رہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ - یہ رسم مضر اگلے وقتون مین جاری تھی اور ظلم دور ہونے کے عوض کشت وخون کی زیادتی ہوتی تھی اور فائدے کی جگہ نقصان ہوتا تھا جسطرح ڈوئل کی لڑائی جاری تھی اور اب بھی بعض ملکون مین اس وحشیانہ کارروائی کی گورنمنٹ وقت کی طرف سے روک ٹوک نہین ہی - لکھنؤ مین بھی عہد شاہی مین بیشتر مخانہ جنگیون کی گرم بازاری تھی اور بانکے لوگ مسلح ہوکر آپس مین کشت وخون کرتے تھے -

اسپین کے ایک بیدار مغز مصنف گرانمایہ نے وہان کے اس فشن کے لوگون کا اس کتاب کے ذریعے سے خوب ہی خاکہ اڑایا ہی اور ایسی تصویر کھینچی ہی کہ باید و شاید - مشہور ہی کہ اس کتاب کے چھپنے کے بعد پھر اس قسم کے وحوش کا خروج نہین ہوا -

ڈان کوئکساٹ جو ہماری کتاب کے ہیرو ہین انکا نام ہمنے اپنے اس ترجمہ مین خدائی فوجدار رکھا ہی اور یہ نام انکی شان کے ازبس شایان ہی اور نہایت ہی موزون - خدائی فوجدار یا خدائی خوار بھی نام انکے لیئے زیبا تھا - واضح ہو کہ ہمارے ہیرو ایک پڑھے لکھے تربیت یافتہ آدمی دال ردنی سے خوش ایک قصبے مین رہتے تھے مگر اس قسم کی کتابون کے مطالعہ کا بڑا شوق تھا جنمین پوچ پادرہوا مہمل داستانہائے رزم کا ذکر مذکور تھا - سو باتون مین سو کی سو لغو - ایک بھی صحیح نہین - مثلاً ایک آدمی اسقدر جسری تھا کہ اسنے دیو کی پلٹن سے مقابلہ کیا اور پلٹن کی پلٹن کو ضرب شمشیر خارشگاف سے

جھنم واصل کیا یا یہ کہ ایک کمسن عورت پر ایک خبیث عاشق ہوا اور اُسکو دق کرنے لگا اسنے ایک نامی گرامی پہلوان سے التجا کی اور مدد مانگی اور پہلوان نے اُس خبیث کو ایک بوتل مین جسمین قیامت کا پانی کھولا کرتا تھا بند کر کے کیفر کردار کو پہونچایا اور فلان مشہور بہادر نے اژدرون کے رسالے سے جسمین سترہ سو اژدرا جگہ ون پر سوار تھے مقابلہ کیا اور چشم زدن مین اُن سب کو بکری اور بھیڑ بنا کر مغلوب کر لیا۔

اِس قسم کے قصص فضول پڑھ کر خدائی فوجدار کے آشیانۂ دماغ مین مرغ جنون نے بسیرا لیا اور سوچے کہ آؤ ہم بھی دنیا مین نام اور آبرو پیدا کرین اور ظالمون کے ظلم سے مظلوم بیچارون کو بچائین اور زبردستون کے کام آئین۔ پس یہ بزرگوار یعنی خدائی فوجدار ایک دُبلے پتلے لقات ڈگے گھوڑے پر جو اس شعر کا مصداق تھا۔

لیکن مجھے ز روے تواریخ یاد ہے
شیطان اُسی پہ نکلا تھا جنت سے مو کر

لدے اور ایک بانس کی لمبی اور سخت کھپاچ کو جسکا سرا نکیلا تھا بھالا بنایا اور ایک کچ لوہیا تلوار کمر سے لٹکائی اور خود کا منھو چڑھایا اس وحشیانہ قطع سے جسپر خود وحشت بلکہ گدھون تک کو ہنسی آتی حضور نے خروج کیا اور دیوانگی نکتے زبان حال سے کہنا شروع کیا کہ لداہے لداہے۔ حضور کے ہمراہ ایک خدمتگار بھی تھا وہ بھی سڑی سودائی۔ اور ظاہر ہے کہ سڑی کے ساتھ کون ہوگا۔ سڑی من چہ فش ام برادر فلان من بسیار فش ست۔ آقا خدائی فوجدار یا خدائی خوار۔ خدمتگار گدھے اسوار جیسے کو تیسا ملا مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھنگے دیوانے دو۔ بدھو نفر انکا نام تھا عقل سے بے بہرہ۔ بالکل گدھے مگر مجنون نہین۔ یہ آقا کے لقات گھوڑے کے پیچھے پیچھے گدھے پر رہتے تھے۔ خدائی خوار اور گدھے سوار دونون اچھے ملے خدائی فوجدار۔ صاحب نے اپنی ایک فرضی معشوقہ بھی قرار دے لی تھی جسکا سوائے حضور کے دماغ کے اور کہین مسکن نہ تھا ایکے عاشق زار تھے اور عشق کا درجہ پرستش کے درجے سے کہین بڑھا ہوا تھا۔ شب کو حضور خدائی فوجدار مع بدھو نفر گدھے اسوار کے گانون سے نکل کھڑے ہوئے۔ یا وحشت۔ آدمی مین سوائے حوس کے اور ہے کیا۔ بس حواس ہی حواس تو ہے۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح جب حوس ہی نہین ہے تو پھر وہ جو کچھ کرے اُسکا برا نہ ماننا چاہیے۔ انکے حواس اُن مہمل کتابون اور دیوون اور جنون اور جھوٹی جرات کے آدمیون اور بہادرون کی فضول بہادریون کے پڑھنے سے خیرباد کہہ گئے تھے۔ روانہ ہوئے تو کسی خاص جگہ کا ٹھکانا نہین۔ جو قطع شریف اور برزخ مبارک دیکھتا بیساختہ کہ اُٹھتا ماشاء اللہ۔ واہ صاحب واہ مصرعہ سب صورت لنگور ذرا دُم کی کسر ہے + آدمی ہے کہ بن بلاؤ معلوم ہوتا ہے کسی کا پالو لنگور بھاگ

آیا ہی آپنے یہ کارروائی شروع کردی جو شے سامنے آئی اُسکو غنیم کی فوج یا دیوون کا لشکر یا جن کی سواری یا اژدھون کی جماعت یا اجگرون کا غول سمجھ بیٹھے اور آؤ دیکھا نہ تاؤ شمشیر بکف ہوگئے۔ کبھی اپنے جوش وحشت مین بھیڑیون کے گلے پر ہاتھ صاف کیا سمجھے کہ کوئی فوج عظیم مثل سیل اُمڈی چلی آتی ہی فوراً نیزے سے کوچنا شروع کیا۔ کئی بھیڑیون کا خون کیا گلہ بان لاکھ لاکھ غل مچاتے ہین کہ یہ کیا سودائی پن ہی۔ یہ کیا جنون ہی مگر وہ سنتے کسکی ہین۔ کبھی ایک بی بی کی سواری کے ٹھاٹھ کو دیکھکر سمجھے کہ کوئی بدمعاش بدوضع آدمی کسی شریف زادی کو بھگائے لیے جاتا ہی۔ بس بگڑ گئے اور اُسکی کئی خواصون اور سپاہیون کو مارا اور انھون نے اسقدر پیٹا کہ پنجر لگا ڑ دیے مگر بیجا کی بلا دور۔ جھاڑ پونچھ کے اُٹھ کھڑے ہوے۔ عمر کا ایک حصہ انھون نے دشت پیمائی اور صحرا نوردی مین صرف کیا۔ اُنکے خدمتگار بدھو کو یہ خبط تھا کہ فوجدار صاحب کی نبالت اور بہادری کی بدولت انکو کسی جزیرے کی بادشاہی یا کسی مقام کی گورنری ملجائیگی دیجا رشاد ہو یہ منھ اور کھائے چولائی۔ آپ لُر۔ گنوار کے لٹھ اور بادشاہی! حلوا خوردن را روے باید۔ مگر بدھو نفر مین ایک بات تھی کہ بڑے مذاق کے آدمی تھے اور پرلے سرے کے سادہ مزاج۔ انکے مذاق اور اُنکی حماقت کی باتین پڑھ پڑھ کر ناظرین کو اُسی قدر ہنسی آئیگی جسقدر فوجدار کے سودائی پن کا حال پڑھکر پیٹ مین بل پڑ پڑ جائینگے۔

الغرض کئی سال کی صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کے بعد خدا نے انکو اچھا کیا اور جوش جنون رخصت ہوا اور یہ آدمی بنے۔ الحمد للہ۔ سوچے کہ یہ کیا خبط تھا۔ گھربار چھوڑا اعزا سے منھ موڑا۔ ترک وطن کیا۔ خانمان خراب ہوے بے سبب بیکار دشت دامون اور دریا و جنگل اور کہسار مین گھومنا اور مارے مارے پھرنا اور درندون اور اژدہون کے منھ مین جانا اور انواع واقسام کی تکلیف اُٹھانا عقل کے بالکل خلاف اور دیوانون کا کام ہی۔ اپنی عمر گذشتہ پر تاسف کیا کہ خواہ مخواہ صید مصیبت وادبار ہوے اور جابجا مار کھائی پیٹے گئے۔ فاقے پر فاقے کیے کھانا وقت پر نہ ملا ادھ مرے ہوگئے زکین اُٹھائین اور انجام کیا ہوا۔ کچھ نہین۔ یکے نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ۔ آخرکار توبہ کی اور گھر واپس گئے۔

مذاق جہانتک متعلق ہی اسمین شک نہین کہ اس سے بڑھکر اور کسی کتاب مین نہو گا مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ ایک نظر ملاحظہ فرمایئے اور داد سخن دیجیے رونے کو ہنسانا اسکا ادنے سا کرشمہ ہی

	نشاط و خرمی از دیدنش زسر گرفت		کسے کہ رنج کہن داشت خاطرش ناشاد	

پنڈت رتن ناتھ در

خدائی فوجدار

یعنی

ترجمۂ ڈان کوئکساٹ

مترجمۂ پنڈت رتن ناتھ صاحب درسرشار

جلد اول

پہلا باب

فصل - ۱

کئی صدی کا زمانہ ہوا کہ یہ بزرگوار یعنی ہماری کتاب کے ہیرو خدائی فوجدار کسی گانون مین جسکا نام نحوست کے خیال سے لوگ ابتک زبان پر نہین لاتے زعفران کے کھیت مین عین دوپہر کو عشرے کے دن چھینکتے تولد ہوے تھے - ظاہر ہے کہ جو آدمی اس طمطراق اور دھوم دھام اور عظمت کے ساتھ پیدا ہو گا وہ بڑھکے کیسا کچھ نہ نکلیگا - اِس بے تکے پن کے صدقے کہ زعفران زار مین تو تولد ہوے مگر عشرے کے دن - لیکن یار لوگ بھی کہین پر نہین چوکتے - ادھر یہ بیچارہ دنیا مین بر آمد ہوا اور اُدھر کسی دل لگی باز نے چھینکدیا - کون نہین جانتا کہ میان اینٹھا سنگھ جب لڑائی پر جاتے ہین تو لوگ ہنستے ہی پر ٹوک دیتے ہین - آچھین - اِدھر چھینک کی آواز آئی اور اُدھر انھون نے ٹوپی سر سے پھینک دی -

ہمارے خدائی فوجدار کے پاس ایک دبلا پتلا نقات کا ٹاٹو تھا - اور ایک بدھو نفر - کا ناٹو اور بدھو نفر یہ مثل اُنھین کے وقت سے مشہور ہوئی ہے - ایک مرکھیل کتا بھی ساتھ رہتا تھا - رفیق بے زبان اِنکی غذا بھی ساری خدائی سے نرالی تھی پیر کے دن مسور کی دال صبح شام - منگل کو تحر کے وقت ابلی ہوئی ترکاری اور رات کو نہاری - بدھ کے دن غرہ - خالی دن ہوتا ہے نا بدھ کو روزے کی نیت باندھ لی جمعرات کو کبوتر کا قورمہ تیل مین پکا ہوا اور رائی بسہ پہر کو خرگوش کا گوشت - شام کو ساگ اور روٹی جمعہ کے دن بھاڑے کے بھنے چانول اور گھی مین خوب کڑکڑا کے ہلدی - ہفتہ کے دن ابالے ہوے

8679

آلو اور مچھلی کے انڈے کچے صبح کو اور دو سیر تلی مچھلی شام کو اتوار کو صبح کا کھانا ندارد ۔ سہ پہر کو فاختہ
اور مسور کی دال (کیا اچھا میل ہے) اور رات کو حلوائے تر اور اسکے بعد ماش کی دال کا پانی اسکے بعد انڈے
اسکے بعد باسی روٹی ۔ انکے گھر مین ایک بوڑھی ماما رہتی تھی بدمزاج چڑچڑی حضرت آدمؑ کی کھلائیون کی آنکھین دیکھے ہوئے
ایک انکی بھتیجی کنواری اٹھارہ برس کی ۔ ایک چھوکرا اوپر کے کام کے لئے کہ سودا سلف لائے سائیس کا بھی
یہی کام دیتا تھا اور مچھلی کا شکار بھی کرتا تھا ۔ ہمارے **خدائی فوجدار** کا سن شریف چہل و چار و شش نا
باین ریش فش ۔ یہ بزرگوار کوؤن کے بھی پہلے بستر غم سے اٹھتے تھے بستر استراحت این سبب سے نہین کہا کہ آرام انکی قسمت
کیا معنی انکے نام سے منزلون بھاگتا تھا ۔ نام سنا اور دم سے شام ہو رہا ۔ شہر کے اندیشہ کے سبب سے
آپ ہمیشہ دبلے رہتے تھے ۔ آپ اللہ کی عنایت سے کمر دبھی بڑے تھے مگر شکار کے دل سے شائق بڑے
تیر انداز ۔ باپ نہ مارے پیدڑی اور بیٹا گولند از (گولہ انداز) پہلے لگے ہاتھون آپ کی وضع اور
لباس کا ذکر خیر بھی سن لیجئے ۔ فرق ان مبارک پر سر کنڈون کا خود زرہ نیلی وردی نیلگون ۔ پتلون خاکی
چمڑے کی پیٹی ۔ بچ لوہیا تلوار جس سے ٹکے کی ناک بھی نہ کٹے اور کاٹھ کی کاٹھی ۔ خاصے کاٹھ کے الو ۔ بنے
ہوئے ۔ ع ۔ سب صورت لنگور ذرا دم کی کسر ہے + بوٹ اور گھوڑی اسپ کا اور بھدا ۔ انکے
یہان کھیتی بھی ہوتی تھی اور اسی پر انکی روٹیون کا سہارا تھا ۔ مگر شیطان نے ایک روز دور سے
انگلی جو دکھائی تو دماغ مرغ وحشت کا آشیانہ بن گیا ۔ سوچے کہ پیٹ بھر کھانا تو صبح سے شام تک کتا
بھی کھا لیتا ہے وہ انسان کیا جو دنیا مین آکے نام نہ کرے اور سب سے بڑھکے نام پیدا کرنے کی یہ ترکیب ہے
کہ زبردستون کی زبردستی سے زیر دستون کو بچائے مردم آزارون کی مردم آزاری سے غریبون بیکسون کو
محفوظ رکھے ۔ ظالمون سے خوب دل کھول کے مظلومونکی طرف سے لڑے اور جبر اور تعدی
اور ظلم کا نام دنیا سے ایسا دور کردے جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔ یہ خبط جو سمایا
اور سودا نے جو زور کیا تو اگلے وقتونکی فضول اول جلول جھوٹی کہانیون اور قصے کی کتابونکو
دن رات پڑھنے لگے جنمین امرا کے دل بہلانے کے لیے بہادرون کی بہادری اور مبارزان صف شکن
کی بزد آزمائیون کا ذکر مذکور تھا کہ فلان سورما نے بیک بینی و دو گوش اٹھارہ سو دیوؤن کو نیچا
دکھایا سیستان کے پہلوان نے یہ کیا اور وہ کیا ۔ اور الاؤ دھن کے گھوڑے کی دم بیس
کوس کی تھی اور فلان سپاہی نے شیرون سے جنگل خالی کرالیا اور ننھے شیرون اور گینڈون
سے لڑے ۔ الغرض نوبت بانجارسید کہ بالکل سودائی ہوگئے اور یہی دھن سمائی کہ تمام دنیا مین
فتح کے جھنڈے گاڑ دین ۔ نوشیروان کا عدل اور حاتم کی سخاوت اور سکندر کا کروفر اور قارون کی ثروت

کرشے اور قزل ارسلان سب کو لوگ بھول جائین اور تمام عالم مین ہمارا نام آفتاب کی طرح روشن ہو یہ خبط جو دامنگیر ہوا کہ ہیچو من دیگرے نیست تو جاگیر کے رفتہ رفتہ کوڑے کرنے شروع کیے حتی کہ اب بالکل قلانچ ہو چلے کچھ تھوڑی سی پونجی رہگئی - ان اول جلول کتابون مین سے انکو زیادہ تر وہ کتب پسند تھین جنمین دقیق دقیق کلام اور اخلاق ہوتا تھا - گانون کے پادری سے اور ہمارے خدائی فوجدار سے ذرا بھی نہین بنتی تھی - پادری صاحب انکے بھی چچا تھے - مگر انکی رائے تھی کہ رستم سیستانی سے بڑھ کے پہلوان کوئی نہ تھا - اور ہمارے خدائی فوجدار آلا اودھن کو سب پر شرف دیتے تھے - وہ کہتے تھے کہ رستم پہلوان ہفتخوان منازل جنگ و بسالت تھا اور انکی رائے تھی کہ دلی کے بادشاہ نے آلا اودھن سے کئی بار شکست کھائی اور جب آلا اودھن ایک عورت کی دغابازی کے سبب سے گرفتار ہو گئے تو بادشاہ نے انکو فوج کا جرنیل مقرر کیا اور انہون نے لوہ گابجر نامے علاقہ سر کیا جو بڑا باغی علاقہ تھا اور جنکے راجہ نے کبھی بادشاہ کو پیسا نہین دیا تھا - وہ شاہ نامے کے اشعار رستم کی تعریف مین پڑھتے تھے اور یہ آلا اودھن کی توصیف مین ہندی کتب راجون کا کلام سناتے تھے تین برس اور تیارہ دن پر یار دج چلی تروار + بڑی بڑی توپین اسٹ دھات کی یکامن گوالا کھائین + مارے توپن گرگج ہالین پنیا سوت بند ہوئے جائے) اب سنیے کہ اسی قصبے مین ایک نائی ٹھاکر رہتے تھے وہ بھی بڑے جنادری بڑے خرانٹ - دیرینہ آدمی - وہ رستم سیستانی اور آلا اودھن کی پہلوانی کے مطلق قائل نہ تھے وہ اپنے چچا جان کے مداح تھے جو دن بھر مین سو آدمیونکی حجامت کرتے اور وہ سو کا منہ بناتے تھے - انسے بھی خدائی فوجدار سے نہین بنتی تھی - مگر چونکہ نائی جاہل ان پڑھ آدمی تھا اس سبب سے خدائی فوجدار اسنے بہت بگڑتے نہ تھے - سن کے ٹال دیتے تھے کہ کجا خط اور حجامت بنانا - کجا مورچون پر جانا -

ان کتابون نے اُس خبطی کو اور بھی خبطی بنا دیا - ایک تو مخبوط الحواس تھے ہی ان کتابونکے سبب سے اور بھی حواس غائب ہوش ففرد ہو گئے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا - سویرے سے جو پڑھنے بیٹھے تو شام ہو گئی - اور شام سے بیٹھے تو سویرا کر دیا - نوبت باینجا رسید کہ دماغ کھکھل ہو گیا - نیند اور آرام سے کوئی مطلب نہ تھا - مصرع سونا سوگند ہو گیا تھا بالکل + اب جنسے باتین کرتے سوائے جنگ اور توپ اور تفنگ اور میدان کارزار اور معرکہ گیر و دار اور حرب و ضرب اور دایئن دائین اور گولی اور بارود اور جادو اور سحر اور ٹونے اور زخم اور خون اور لہو کی ندیون اور طوفان اور سلاح جنگ کے اور کوئی بات ہی نہین کرتے - چڑیا بولی اور یہ سمجھے کہ گولی دغی - کسی نے گایا اور انکے نزدیک بم کا گولا پھٹا - گدھے نے

سپیونکی بانگ لگائی اور یہ سمجھے کہ توپون کی باڑھ کی آواز آئی - کسی کا پھوڑا پھنسی دیکھا تو یقین کامل ہوگیا کہ مورچے سے زخم کھاکے آیا ہے - الغرض انہون نے ٹھان لی کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے ممکن نہین کہ زیردست کو زبردست کے ظلم سے نہ بچاؤن - چاہے اسمین جان جاتی رہے مگر دنیا مین نام توہوجائے -

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا		مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا	

اب انکے ذہن مین یہ بات آئی کہ ہم ایک جزیرے کے بادشاہ ذی جاہ دارا دربان ستارہ سپاہ ہین دوچار گانؤن کے زمیندار نہین بلکہ شہنشاہ خاقان کلاہ ہین - آدمی مین حواس ہی حواس ہوتے ہین انکے حواس ایسے غائب ہوئے کہ الامان و فتر جنونکا پہلا مقدمہ یہ تھا کہ جنگی وردی بنوائی - کچ لوہیا تلوار پر باڑھ رکھائی - اور اپنے نانا جان کی خالا امان کے میان کا خود زنگ آلود صاف کیا اب انکے پاس ایک یہ خود ہوا اور ایک سرکنڈے والا مجنون تو تھے ہی سوچے کہ ذرا اس خود کو کہ عرصہ دراز سے زنگ کھایا ہوا ہے آزما تو لین کہ اگر غنیم نے سر پر تلوار لگائی تو یہ خود کہانتک کام دیگا - آؤ دیکھا نہ تاؤ کھینچ کے تلوار ایک ہاتھ جو لگاتے ہین تو خود دشق - ارے! خیر کسی نہ کسیطرح خود کو از سر نو لیس کرلیا - مگر ایکی اُسکے حال پر اتنی عنایت کی کہ بار دیگر آزمایش کی نہ سوجھی - اسکے بعد اصطبل تشریف لیگئے وہان جاکے اپنے عربی نژاد عراقی کو غور سے دیکھا - مرزا رفیع السودا نے اسی رہوار باد رفتار صرصر تگ آہو شکار کی شان مین کہا تھا -

لیکن مجھے زروئے تواریخ یاد ہے رکھتا تھا اس طرح سے وہ بے دانہ و گیاہ قصاب کہتے تھے ہمین کب بیچئے گا یاد		شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہوسوار رکھتا ہے جیسے اسپ گلی طفل شیرخوار امیدوار ہم بھی ہین سکتے تھے یہ چمار	

ہڈی ہڈی گن لیجئے - آج موا کل دوسرا دن - چمار روز ایک دو دفعہ پھیرا کرتا تھا کہ کہین مرے تو یہ دن کے سہے چڑھے اگر کسی روز تھان سے باہر گیا تو نے گھانس کے سٹھون کے ایک قدم نہ چلے منٹھا دکھایا اور اُسنے منھ لٹکایا اور ذرا آگے بڑھا - لوگ پھبتیان کہتے تھے کہ پہیے لگایئے تو چلے - کوئی کہتا تھا بھئی واہ رے کمہار دالله کیا گھوڑا بنایا ہے کہ لوگون کو بیچ بیچ کے گھوڑے کا دھوکا ہوتا ہے بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین گھوڑا کھڑا ہوا ہے - ہنہنایا ہی چاہتا ہے - خدائی فوجدار سوچے کہ بہادرون کے گھوڑون کے نام ضرور ہوتے ہین اسکا بھی کوئی نام تجویز کرنا چاہیئے سوچتے سوچتے سوچے اسکا نام رشک حمار رکھدیا - جنون کی بدولت حمار کے معنے ضرغام سمجھے یعنے شیر - اس گدھے پن کو

دیکھے کہ شیر اور گدھے مین فرق نہ کرسکے - اپنی بھتیجی سے فخریہ کہا کہ اسوقت ساری خدائی مین اس شان کا دوسرا رہوار نہین رکاب مین پائون رکھا اور یہ ہوا ہوگیا یہ جا وہ جا۔

کشادہ سینہ دسم بیش و لیس بھاری کمر نازک
اشارون پر چلا کرتا ہے یہ شایستہ گھوڑا ہی
ہے بجلی گرد اسکے آگے ہی رشک حمار ایسا
قدم کا وا اٹیرن میٹھی پوئی دوڑنا جمنا
سواری کی صفت مین اسقدر طوفان باندھون مین
ذرا سی تھوتھنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی
کہ صورت اسکی حیوانی ہے سیرت اسکی انسانی
ہوا چھوتی نہین ممکن ہے کب اسیر ما لمعانی
ہے سب راہون مین ترکی اور تازی سے یہ لاثانی
کہ عرض لامکان سے صفحۂ کاغذ ہو طولانی

انکی بھتیجی تو انکی طرح سڑن تھی نہین - وہ اسکو بھٹیارے کے لد و ٹٹو سے بھی بد تر جانتی تھی مگر سڑی کی بات کون کاٹے - ہانہین ہان ملاتی تھی مگر دل مین خوب سمجھتی تھی کہ اگر بیچنے جائین تو کوئی پانچ روپیہ کو بھی نہ لے اب ان بزرگوار کو یہ فکر ہوئی کہ اپنے لیے کوئی موزون نام بھی تجویز کرین آٹھ دن کامل غور کیا مگر حسب مراد کوئی نام نہ ملا آخر کار سوچتے سوچتے ایک لمبا چوڑا خطاب تجویز کیا (سرکوب بردست، زبردست آزار، پیلان جہان کے سردار **خدائی فوجدار** دشت نیپال ضیغم مارجنگ کا بھیا دار رہوار شہسوار جنگ) - اللہ اللہ نام کا ہے کو بہرام گھاٹ کا لٹھا ہے بلکہ شیطانکی آنت - اب یہ سب باتین تو ہو گئین - خود اور زرہ اور بکتر - اور سرکنڈے والی جیز اور تلوار بھی لیس ہو گئی - گھوڑے کا نام بھی رشک حمار رکھا خود بھی بڑا لمبا چوڑا خطاب تجویز کیا مگر ایک بات کی کسر رہگئی - وہ بہادر اور پہلوان کیا جسکی کوئی معشوقہ زرین کمر نہو - پہلوان بغیر معشوق کے ایسا جیسے کان بے گوہر - دریا بے در گلشن بے گل - صراحی بے مُل - سوچے کہ کوئی آگ بھبھو کا معشوقہ ضرور ہونی چاہیے اس بے تکے پن کو ملاحظہ فرمایئے کہ معشوقہ ابھی تجویز ہی نہین ہوئی اور تعریفین ہونے لگین -

بیت ابرو کا ہے اب فتنۂ محشر مضمون
پان کھانے سے یہ مطلب کہ کسی کا ہو خون
مطلع صبح قیامت ہے وہ قد موزون
پری اسواسطے بنا کہ کسی کو ہو جنون

منتظر ہے یہ کہ ہو کشتۂ بیداد کوئی
دامن اس ڈھب سے جھٹکنا کہ ہو برباد کوئی

پھر دل آشفتہ ہے کس زلف کا سودائی ہے
پھر جو یون چاک گریبان شکیبائی ہے
چشم حیرت زدہ ہے کسکی تماشائی ہے
اپنی منظور نظر کس کی خود آرائی ہے

روز و شب نالۂ شبگیر ہمی دائم چیت

دیدہ ام خوابے و تعبیر نمیدانم چیست

انکی بھتیجی کو تو یقین تھا ہی کہ انکا دماغ بالکل کھکھل ہو گیا ہے مگر اب اس شعر خوانی اور وحشت نے اور بھی محلے والون پر ثابت کر دیا کہ خلل دماغ ہے۔ ایک روز عین بازار مین جاکر زور زور سے ہانک لگانی شروع کی۔

مرحبا عشق جفا پیشہ و دشمن پرور
عمر گذری کہ مرا داغ سے خالی ہے جگر

بارک اللہ قدم تیرے مری آنکھون پر
رنگ خون اشک مین باقی ہے نہ نالے مین اثر

پاس ناموس جنون رس سکوتم دادست
گوش کن گوش کہ خاموشی من فریادست

اب سُنیئے کہ انکے مکانکے پڑوس مین ایک دیہاتن چھوکری رہتی تھی۔ گدبدی۔ کشیدہ قامت جوان کوئی انیس برس کی عمر چلبلی۔ البیلی۔ کھیت مین کام کرنے جب جاتی تھی تو آنکھین مٹکاتی کولھا پھڑکاتی تھی۔ اور جوان جوانمردون کو دیکھ کر چہل ضرور کرتی تھی۔ لیکن اللہ کی عنایت سے ان بوڑھے میان کا اُسکو خیال بھی نہ تھا کہ کس کھیت کی مولی ہین۔ اس مجنون کو جوش جنون مین کامل یقین ہو گیا کہ یہ پریزاد بھی مجھپر جان دیتی ہے۔ اب فکر یہ پیدا ہوئی کہ اسکے لئے کوئی ایسا نام تجویز کرین جو موزون اور حسب حال ہو اور جو سُنے پھڑک جائے کہ واہ کیا نام ہے۔ سوچتے سوچتے سوچے کہ اسکا اصل نام گلبیا ہے تم بی گلابو جان نام رکھو۔ نام تجویز تے ہی پھڑک گئے اور دل ہی دل مین تعریف کرنے لگے کہ واہ رے مین اور واہ ری میری طبع موزون کہ ذرا ہی سے غور مین نام تجویز لیا گھوڑے کا نام رکھا تو شیر نر سے بڑھا دیا (حمار کو ابتک شیر نر ہی سمجھے ہوئے ہین اس گدھے پن کے صدقے) اور اپنا نام تجویز اتو نور علےٰ نور۔ معشوقہ کا نام چشم بد دور۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔

فصل - ۲

ہمارے خدائی فوجدار سرکوب زبردست زیردست آزار یلان جہان کے سردار دشت نیبال ضیغم مار جنگ کا ٹھیا وار راہوار شہسوار جنگ۔ نامی گرامی بہادر ہونے مین صرف ایک آنچ کی کسر رہ گئی تھی کہ کوئی معشوقہ مطبوعہ نہ تھی اب پورے پورے ناموربن بیٹھے یعنی بی گلابو جان صاحبہ پر یہ مرنے لگے اور وہ اتر اترا نے لگین۔ ایک دفعہ دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ ہم جب اول مرتبہ دیوؤن کے کسی سردار کو بیدریغ تہ تیغ کرینگے تو فوراً اُس کو

بی گلابو جانکی حضور مین بھیجینگے کہ ایک ٹانگ سے کھڑا ہوکر وہ عرض کرے کہ (ایل نامور فیوقار خدائی فوجدار والاتبار رشک رستم روکش اسفندیار نے حضور بی گلابو جان حسینہ نوجوان پری چھم برق دم گیسو کمند بالابلند کی خدمت کیمیا خاصیت مین مجھ ذرہ بیمقدار خستہ وزار کو بھیجا ہے کہ ایک جنگ مین مجھسے زبردست دیو کو جو ع بہ ہیکل قوی چون تناور درخت ہے دم کے دم مین اس طرح زیر کیا جیسے کوئی اُستاد پہلوان کسی لونڈے نو سکھیے کو پکڑ لاتا اور نیچا دکھاتا ہے) بس دیکھتے ہی دیکھتے مارا چارون شانے چت - اب اگر حضور لامع النور حکم دین تو رہائی ہو ورنہ اس بہادر سے چھٹکارا معلوم - اب ماریٹ گسیان توری آرلو راس پڑوس کے زن و مرد گلابو جان سے کہین کہ از برائے خدا اس بیچارے کو رہا کردو اور گلابو جان کے چہرے پر اُسوقت اور بھی ترق ترق نور برسے اور وہ چمکت مک ہو کہ آبنوس کو بھی مات کردے - کوئی دیو قدمون پر ٹوپی رکھے اور کہے خدا سلامت رکھے اگر آپکا ذرا سا اشارہ ہوجاے تو میرا بیڑا پار ہو ورنہ مین ہون اور یہ منجدھار

یہ باتین دل مین سوچ کر خدائی فوجدار بہت ہی خوش ہوے اور پھر اس معشوقہ مطلوبہ مطبوعہ کی تعریف کی -

جب سے اے راحت جان تجھسے جدا رہتا ہون
منتظر ششدر و حیران و خفار رہتا ہون
کیا کہون سخت مصیبت مین پھنسا رہتا ہون
کسی چرچے مین تو مشغول مین کیا رہتا ہون
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہون

الغرض ایک روز انکی گھر کی بوڑھی ماما نے انکی بھتیجی سے سویرے منہ اندھیرے کہا کہ آج سرکار نہین نظر آتے معلوم ہوتا ہے کہ فجر ہی سے کسی طرف کو نکل گئے - بھتیجی نے جاکے دیکھا تو حضرت غائب - اسباب بھی ندارد - سامان جہالت سب غائب غلہ - معلوم ہوا کہ اصطبل مین وہ لقات گھوڑا بھی نہین ہے اب ان سب کو کامل یقین ہوگیا کہ جنون نے اور بھی زور کیا اور وحشت نے پورا پورا قابو پالیا - لوگون سے پوچھا - ادھر ڈھونڈھا ادھر ڈھونڈھا - کہین پتا نہین کہ زمین کھاگئی یا آسمان کھاگیا - شام کو ایک آدمی کی زبانی معلوم ہوا کہ ذرا ایک مرے اسپ بے لگام پر سوار تھوڑی دور پر بہیئت کذائی ملے تھے - صورت سے وحشت برستی تھی - سر پر خود - اور عجیب قطع کی وردی زیر بر - جو دیکھتا تھا ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتا تھا کہ آدمی ہے یا جانگلو انکی بھتیجی اور ماما روپیٹ کے بیٹھ رہین کہ خدا جانے کس سے بھڑ بیٹھے - کس سے لڑ پڑے - کہان گئے مگر کرتین کیا -

قہر درویش برجان درویش۔
اب انکا حال سنیے کہ سحر کاذب کے وقت چپکے اٹھے اور اپنی انوکھی وردی ڈانٹ کر اور وہی کچ لوہیا تلوار کمر سے لگا اور جرنیل بنکے آچلے اور اصطبل مین جاکے رشک حمار یعنی اپنے رہوار باد رفتار کو کسا اور لد لیے (لدا ہی جس وقت اپنے گدھے (لاحول و لاقوۃ گھوڑا کہنے کو تھا) خیر۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اسقدر بشاش تھے کہ گویا قارون کا خزانہ یا ہفت اقلیم کی بادشاہی مل گئی۔ خوب تن کے بیٹھے اور کہا۔ ع۔ ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + گو امر آسان نہین ہے مگر۔ ع۔ دل کو مرے آفرین یہ جو ڈٹا سو ڈٹا۔

من آن رستم وقت رویین تنم | کہ دہ پاپڑ بختہ را بشکنم

ایک شخص نے جو انکی یہ قطع مبارک دیکھی تو ہنس کر کہا استاد واللہ مانتا ہون مثل کاہے کو رکھتے ہو۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی | پاپوش مین لگادی کرن آفتاب کی

دوسرے نے کہا (سب صورت لنگور ذرا دم کی کسر ہے تیسرا بولا) نئے بگڑے ہین بھئی چوتھے نے کہا (ہاتھ پاؤن ماشاء اللہ کتنے خوبصورت ہین) پانچوان بولا (یار یہ پاگل خانے سے کب نکلے چھٹے نے کہا (پاگل خانے سے نہین قبر کی پہلی منزل سے بھاگ آئے ہین وہان نکیرین نے ستایا یہان آگئے) ساتوان بولا بھئی ہٹے رہنا ذرا تیور کڑے پڑتے ہین کہین مار نہ بیٹھین) یہ لوگ اپنی پھبتیان کہتے آوازے کستے تھے اور انکے کان پر جون بھی نہین رینگی تھی۔ گویا کوئی کچھ کہتا ہی نہ تھا بلکہ دو چار آدمی جو انکو دیکھکر ہنسے تو یہ سمجھے کہ ہماری جوانی اور بانکپن پر عش عش کرتے ہین اور ہماری بہادری کا دم بھرتے ہین اس الٹی سمجھ کے قربان۔ واہ ری فہم ع۔ پڑین پتھر سمجھ پر ایسی تم سمجھے تو کیا سمجھے + ایکدفعہ وحشت نے جو گھیرا تو بی گلابو جان بلا آگئین بس پھر کیا تھا اللہ دے اور بندہ لے۔

اے صنم آگے یہ کب طرز دل آزاری تھی
ہم سے منظور شب و روز وفاداری تھی
شکل سے میری کب اسطرح کی بیزاری تھی
نہ یہ انداز ستم تھے نہ جفاکاری تھی

ہم سے اک دم نہ جدائی تھی گوارا تمکو
کوئی ہم سے نہ زیادہ تھا پیارا تمکو

تم حسینون مین پری اور مین دیوانہ تھا | فرط الفت کا زن و مرد مین افسانہ تھا

عنبرین زلف کا ہاتھ اپنا ہر اک شانہ نہ تھا   تم رہم آغوش تھے پہلو مین پری خانہ تھا

ہمسے اک دم نہ جدائی تھی گوارا تمکو
کوئی ہمسے نہ زیادہ تھا پیارا تمکو

ایک دفعہ سوچے کہ خدا نے چاہا تو وہ نام کرون اور وہ وہ لڑائیان سر کرون کہ شاہنامہ کی رزم کو لوگ بھول جائین پھر گیو اور سپہدار۔ اور روئین تن اسفندیار کا نام تک زبان پر نہ لائین **خدائی فوجدار** کی بسالت اور نبرد آزمائی کی چار دانگ عالم اور ربع مسکون مین دھوم ہو اسکندر اعظم اور دارا کے کارنامے پرانے فسانے سے معلوم ہون۔ اگر پرانے زمانے کے سب نامی نامی پہلوانون اور سور ما سپاہیون کو گرد نہ کر دیا ہو تو سہی

دور مجنون گذشت نوبت ماست   ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست

خدا نے چاہا تو بڑے بڑے منشیان گرانمایہ اور شعراے بلند پایہ فخر یہ ہمارے تذکرے قلمبند کرین اور کوئی زبان دنیا مین ایسی نہو جسمین ہماری بہادری کا ذکر ندکور نظم اور نثر کے ذریعہ سے نہ کیا جائے بلکہ سخندانان طلیق اللسان اور ناثران بلند مکان کو قبل اسکے کہ میری بہادری کے حالات اور تذکرے قلمبند کرین خدا سے دعا مانگنی پڑے کہ

جو لفظ لکھون کہین نہ حرف آئے   مرکز پہ کشش مری پہونچ جائے

یہ کہکر اپنے فرضی مورخ کی طرف مخاطب ہو کر یون بے تکی ہانک لگائی (اے میرے پیارے مورخ از براے خدا میرے راہوار باد رفتار صرغام دل آہو شکار کو نہ بھول جانا اسکا ذکر خیر میرے تذکرے مین ضرور لانا۔

تیز گام اگر چلے وہ کبھی غیرت پری   غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری

میرا باد رفتار کمیت خوشخرام تیز گام میری ہر جنگ مین ساتھ دیگا) یہ کہکر پھر بی گلا بو جان یاد آئین اور کہا (اے جان جان دلبر طناز بت سراپا انداز رشک خوبان جہان بی گلا بو جان۔

ترے تو حسن کا مفتون ہے اک جہان نجیر   ترا ہی ذکر ہر اک لو رہے ہے شام و سحر
بھلا بتا تو کہ لیجاؤن رشک کس کس پر   کہان تلک مین کرون ضبط راز ای دلبر

بجان رسیدہ ام از جور بے نہایت تو
بکار دم ہمہ کس میکنند شکایت تو

اے غیرت گلرخان نوشاد وا ے حور نژاد ہر دم تیرے فراق کے سبب سے آہ و زاری ہے۔ دنکو

نالۂ فریاد شب کو اختر شماری ہے۔

آہ من الہجر و حالاتہٖ ۔ یحرق قلبی بجمراتہٖ

تیرے حسن گلوسوز اور نور عالم افروز اور ساق سیمین اور ذقن بلورین نے مجھے کہین کا نہ رکھا ہائے مین نے تم ایسی بیمروت نے وفا سے کیون دل لگا کے داغ مفارقت کھایا۔

حسرت پابوس مین کھوئی ہے مینے جان زار
یا دلعل لب کبھی ہوگا یا دخط سبز
تیرے منھ کے سامنے ہو جاے گل کار زد منھ

خاک سے میری حنا بے ابر باران سبز ہو
رخ اشکون سے کبھی ہوگاہ دامان سبز ہو
آگے زلفون کے نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو

یہ واہی تباہی باتین بکتا ہوا ہمارا سڑی سودائی **فوجدار** چلا جاتا تھا۔ چلتے چلتے وہ دھوپ تیز ہوئی کہ الامان چیل انڈا چھوڑتی تھی اور کھوپڑی چیخی جاتی تھی مگر انکی بلا سے انکو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ دھوپ ہے یا تمازت یا گرمی یا سردی۔ انکو صرف یہ خیال تھا کہ جن ملینگے اور عفریت ملینگے اور دیوون سے مقابلہ ہوگا اور اژدہون کو زیر کرینگے اور اجگرون کو نیچا دکھائینگے۔ پہاڑ دن کو کاٹ کے چشمے اور دریا بہائینگے جنگلون سے شیرون اور گینڈون اور ہاتھیون اور ارنا بھینسون کو نکالینگے انسان کی تو کیا حقیقت ہے چرند اور پرند اور درندا ور دریائی آدمی اور اجنہ سب ہمارا لوہا مانینگے اور جب تک دنیا قائم رہیگی تب تک ہماری بہادری اور جنگجوئی کے کارنامون سے کتابین اور کتب خانے بھرے پڑے ہونگے۔

تمام دن ہمارے **خدائی فوجدار** دام بالا فتخار اپنے سمند وغا پسند یعنی راہوار رشک حمار پر سوار چلا کیے مگر اتفاق سے کوئی معرکہ گیرودار نہوا۔ راہ مین نہ کوئی پلٹن ملی جس سے مقابلہ کرنا پڑتا نہ کوئی واردات ہوئی۔ نہ کوئی اور بہادر یا پہلوان یا بانکا ملا۔ نہ کسی جن یا دیو سے دوچار ہوے اس سبب سے انکی طبیعت پھیکی ہو گئی اور وہ جوش اور ولولہ نہ باقی رہا جو پہلے تھا۔ شام کے قریب خدائی فوجدار اور انکے رشک حمار کی آنتین مارے بھوک کے قل ہو اللہ پڑھنے لگین۔ آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ رشک حمار کو دو قدم چلنا بھی دوبھر تھا صبح سے شام تک فاقہ۔ بالکل بے آب و دانہ۔ اور اسپر سفر کی صعوبت اور راستہ مین کہین دم تک نہ لیا اور گرمی اس غضب کی کہ معلوم ہوتا تھا آفتاب سوا نیزہ پر آگیا۔ اب جائین تو کہان جائین۔ رشک حمار ایڑ پر ایڑ لگانے سے بھی نہین چلتا۔ اور فاقہ کشی کے سبب سے راکب اور مرکب دونونکا برا حال تھا۔ دور سے ایک سرا نظر آئی اور انھون نے رشک حمار کی باگ اٹھائی اور زور سے ایڑ لگائی تھر درویش بر جان درویش۔ گھوڑا بہزار خرابی سرا کی طرف

چلا وہان داخل ہوے تو دیکھا کہ دو جوان جوان عورتین کھڑی ہین۔
اب سنیے کہ اِس چھوٹی سی سرا کو حضور کسی رئیس اعظم کا محل سمجھے۔ سڑی تو تھے ہی۔ یہ بھی دلمین ٹھان لی کہ اسمین قلعہ بھی ہے اور توپین بھی لگی ہوئی ہین اور چاندی کے برج بھی بنے ہین اور گہری گہری کھائیان بھی کھدی ہوئی ہین اور پل بھی بنے ہین اور دریا کو بھی کاٹ کے اندر لائے ہین الغرض مسافرون کے ٹکنے کی چھوٹی سی سرا کو یہ خبط الحواس قلعۂ معلےٰ اور ایوان فلک توامان سمجھ بیٹھے اور دماغ سے القواب اژدرہان اور کھائیان بھی پیدا کر لین جب رُستک حمار سرا کے اندر جانے لگا کہ کسی طرح یہ کمبخت بوجھ جو صبح سے اِسکی پیٹھ پر لدا ہوا تھا اُترے اور یہ ذرا دم لے تو **فوجدار** صاحب نے روک لیا اور گھوڑے کو اُسکے اندر نہ جانے دیا کیونکہ انکو کامل یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی سپاہی آنکے بیتر ابدل کے جنگی سلام کریگا اور قلعے کا دربان نکل کے اپنے افسر کو اطلاع دیگا کہ ایک صاحب رُستک آسفندیار روئین تن فخر پہلوانان زمن تشریف لائے ہین مگر صد لے برنخاست نہ دربان نے بگل بجایا نہ کوئی اُنکے استقبال کو آیا نہ کسی نے جنگی سلام کیا نہ بیتر ابدلا اِس سے اُنکے دل مین ذرا خلجان سا پیدا ہوا۔ اتفاق سے اُسوقت سور چرانے والی عورت نے بگل بجایا تاکہ سور سب اِس آواز پر جمع ہو جائین اور رات ہونے کے قبل ہی گھر پہونچ جائین بگل کی آواز جو انکے کان مین آئی تو آب اِنکے دیوانہ پن کی آگ اور بھی بھڑکی **ع** ۔ سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ یہ پورا پورا یقین ہو گیا کہ قلعہ کے دربان نے بگل دیا اب آپ اُن دونون جوان عورتون کی طرف چلے سمجھے کہ یہ کوئی بڑے گھر کی خاتونین ہین ہوا کھانے اور دل بہلانے آئی ہین۔ یہ دونون آوارہ عورتین تھین اور کچھ اوباش مردون کے ساتھ کہین کو جاتی تھین۔ شام کو سرا مین ٹک گئین مگر **خدائی فوجدار** کی نظرونمین وہ دونون پرستان کی پریان اور بڑی امیرزادیان معلوم ہوئین انکی طرف چلے اور انہون نے جو دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت بدہئیت آدمی انوکھی وضع اور نرالی قطع سے ادھر آتا ہے تو وہ مارے ڈر کے بھاگ گئین۔ انہون نے باآواز بلند پکار کر کہا۔ اے نازک اندام زیبا خرام نوجوان حسینو اگر میری اِس وضع سے تمہارے دلمین کوئی خوف پیدا ہو تو خدا کے لیے اِس خوف کو دل سے دور کرو میرا کام یہ ہے کہ زیردست کو زبردست کے ظلم سے بچاؤن اور دنیا سے تعدی اور جور کا نام مٹاؤن۔

اے زبردست زیردست آزار	گرم تا کے بماند این بازار		
بچہ کار آیدت جہاندارے	مردنت بہ کہ مردم آزارے		

یہ ہم لوگونکا شعار نہین کہ کسی کو خواہ مخواہ ضرر پہونچائین نہ کہ دوشیزگان جادو جمال و گلرخان زہرہ تمثال کو جیسی آپ دونون ہین۔ لاحول ولا قوۃ!!! بلکہ اگر کوئی بدنگاہ سے تمپر آنکھ ڈالے تو چاہیے دیو زادبھی کیون نہ ہو کچا ہی کھا جاؤن۔ بوٹیان نوچ نوچ کے کوؤن اور چیلون کو دون۔ **خدائی فوجدار** کی یہ تقریر جوانؔ دونون زنان بازاری نے سنی تو بے اختیار قہقہہ لگایا اور اس بات پر بڑی ہنسی آئی کہ انکو آپ کنواری سمجھے ہوئے ہین اور دوشیزہ کے خطاب سے یاد فرماتے ہین وہ دونون ٹھہر گیئن اور پھر ایک فرمایشی قہقہہ مارا اسپر حضور چین بہ جبین ہوئے اور بگڑ کر کہا۔ اے کنواری لڑکیو۔ تم ایسی عالی خاندان معالی دودمان دوشیزگان ناز آفرین کے لیے حلم اور حیا اور بردباری لازم ہے یہ قہقہہ وضع کے خلاف ہے تمھاری ہنسی کو تبسم کہتے ہین نہ کہ بازاری۔ عورتون کی طرح قہقہہ تمکو تبسم زیبا ہے۔

	بر آسمان چہارم مسیح بیمارست	تبسم تو زہبہر علاج میخواہد	

جو کچھ مین نے کہا اُسکا برا نہ ماننا کیونکہ مین تم سب کا غلام ہون اور کام میرا یہ ہے کہ کسی کو کوئی گزند اور زیان اور نقصان نہ پہونچائے ہان اگر کسی کے ساتھ کوئی سختی کرے تو دیو ہو چاہے بھوت چاہے عفریت چاہے جن ہرگہ باشد مین روانہ رکھونگا۔ اسمین جان جائے چاہے رہے کچھ ذرا بھی پروا نہین

	جائیگی جان جائے بلا سے خطر نہین نامرد ہے جو جنگ مین سینہ سپر نہین	ہو قتل رن مین اسکا سپاہی کو ڈر نہین! یا سر ہی اُسکا لائیگا یا تن پہ سر نہین	

اگر کوئی نا ملایم کلمہ میری زبان سے نکلا ہو تو معافی کا امیدوار ہون) اس تقریر پران دونون نے اور بھی زور سے قہقہہ لگایا اور ادھر انکے مزاج کے تھرمامیٹر کا پارہ اور بھی بلند ہوتا گیا۔ وہ اپنی ہنسی اور یہ اپنے غصے کو ضبط کرسکے۔ قریب تھا کہ معاملہ بدڈھب ہو جائے مگر سرا کا بھٹیارا آ۔ اتنے مین آگیا۔ اسنے جوان عجیب الخلقت بزرگوار پر نظر ڈالی تو انتہا کا استعجاب ہوا۔ عورتونکو سمجھایا اور ادھر انکے قریب جاکر کہا (اگر حضور کو یہان رہنا ہے تو مین کل سامان آرام مہیا اور لیس کردونگا آپ تو کسی فوج کے کمانیر معلوم ہوتے ہین) اسپر **خدائی فوجدار** صاحب اکڑ گئے سمجھے کہ اس قلعہ معلّے اور ایوان عظمت نشان کے گورنر حضور ہی ہین۔ اتنا بڑا آدمی اور اس انکسار سے ملا بھٹیارے کو گورنر سمجھو ابھی انھین کا کام تھا انھون نے جواب دیا کہ ع۔ درویش ہر جا کہ شب مد سرا ے اوست ہتھیار- تلوار- بندوق- توپ- تمنچہ- قرابینچہ- شیرنچہ- سروہی- سیمچہ- کھانڈہ

سوسن پنا۔ پھکری۔ کٹار۔ بھالا۔ برچھا۔ نیزہ۔ تیر کمان۔ گولی گولہ۔ بارود۔ رنجک۔ ڈھال خنجر۔ تبر۔ بان۔ پیش قبض۔ قبض۔ چھری۔ چھرا۔ یہ سب میرے زیور ہین اور میدان جنگ اور صدائے توپ و تفنگ سے بڑھ کے کسی چیز مین میرا دل نہین بہلتا۔ صلح کے دنون مین مجھے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے بھٹیارا سمجھ گیا کہ انکو کچھ خلل دماغ سا ہے مگر تلوار اور خود اور زرہ بکتر کی قطع دیکھ کر ادب کے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ اسنے کہا اگر آلات حرب و ضرب آپکا زیور ہے اور جنگ سے عشق ہے تو اسمین شک نہین کہ پتھر آپکا بستر ہے اور اختر شماری آپکی غذائے روح۔ واقعی بغیر جنگ کے آپکو سونا اور آرام کرنا حرام ہو جاتا ہوگا لیکن بے ادبی معاف۔ اس جھوٹے سے جھونپڑے مین بھی وہ اشیا موجود ہین کہ ایک دو دن کیا معنے بارہون ماس پلک نہ جھپکے۔ نیند آئی ہو تو اچٹ جائے۔ وہ جل پیون مچتا ہے کہ الامان، یہ کہکر اُسنے بڑی دقت سے **خدائی فوجدار** کو اور انکے گھوڑے کے سردار کو تنگ عماری کی پیٹھ سے اتارا اور گھوڑے نے زبان حال سے خدا کا شکر ادا کیا کہ بڑی مصیبت سے چھٹکارا پایا بہزار خرابی نجات پائی جان مین جان آئی۔ بھٹیارے نے ایک لونڈی کو حکم دیا کہ اس مردے کو ٹہلائے اور اصطبل مین باندھ کے دانہ گھانس کھلائے۔ ادھر انہون نے پھر ان دونون جوان عورتونکو مخاطب کر کے کہا اے دوشیزگان سیم غبغب نسترن بناگوش وائے گلبدنان یاقوت لب سمن گوش اگر سعادتمندی کی خواہان ہو تو بہتر ہے کہ میرے اسلحہ جنگی اور فوجی وردی میرے بدن سے اتار دو اور مین تمہاری خدمت اور تعمیل ارشاد واجب الانقیاد کے لیے دل و جان سے حاضر ہون میری فرخندہ طالعی پر اگر میرا طالع بلند ناز کرے تو می زیبد کہ شہزادے میرے عربی گھوڑے کو ٹہلاتے ہین اور تم سی شہزادیان میری خدمت کر رہی ہین۔ یہ فخر یہ افتخار کسکو حاصل ہوا ہے۔ کسی کو نہین۔ کسی کو نہین۔ گو ابھی وہ وقت نہین آیا ہے کہ مین اپنا نام ظاہر کرون مگر کہے دیتا ہون کہ مین کون ہون اور کیا کام ہے اور کیا نام ہے۔

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اب گوش ہوش سے سنو کہ میرا نام۔ ذہر کوب زبردست زیردست آزار۔ یلان جہان کے سردار **خدائی فوجدار** دشت نیپال ضیغم مار جنگ۔ کاٹھیاوار راہوار شہسوار جنگ۔ بیچارے ان نوجوانون کی سمجھ مین انکی گفتگو نہ آئی۔ مگر انکی صورت سے وہ تاڑ گئین کہ دن بھر کا فاقہ ہے۔ پوچھا کچھ کھاؤگے کہا ہان ضرور کھائینگے کیونکہ دن بھر کا فاقہ ہے اور گرمی نے بہت ہی پریشان کیا اور دھوپ نے مار ہی ڈالا اور ان سب پر طرہ یہ ہوا کہ ہتھیار بھاری اور گھوڑا بھی بھوکا اسوقت سر آئین انکی ہوئی مچھلی

اور کالی کوئلہ سی روٹی تھی بھٹیارے نے کہا آج تو مچھلی پکی ہے۔ **فوجدار** بولے جو پکا ہو لاؤ۔ مگر جلد لاؤ۔ کیونکہ فاقہ کشی ہمارے پیشہ کے آدمی کے لیے جائز نہین ہے ہمارا کام وہ ہے جس سے تمام عالم کو فائدہ پہونچ سکتا ہے پس اگر ہم بیمار پڑ گئے تو ساری خدائی کا نقصان ہوگا اور پھر اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے جسم کے ساتھ عدل نہین کر سکتا وہ خدائی کے ساتھ عدل نہ کر سکیگا۔ محقق دوانی اور محقق طوسی دونون کا یہی قول ہے۔ یہ گفتگو اُن گنوارون کی سمجھ مین نہ آئی۔ ابلی مچھلی اور کالی روٹی انھون نے لا کے سامنے رکھدی۔ اِسوقت اِنکو وہ سیاہ لٹے توے کے رنگ کی روٹی تر مال گھی دودھ کی معلوم ہوتی تھی اور وہ ابلی ہوئی مچھلی نعمت تھی۔ اور ذہن مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ شہزادیان کھانا کھلا رہی ہین شہزادے خدمت کو موجود ہین۔ بارگاہ فلک پایگاہ مین متمکن ہین۔ عراقی کی خدمت گورنرنے کی۔ موٹے جھوٹے ابلے ہوئے کھانے بادشاہون کی غذا سمجھے اور سب سے بڑھ کے یہ بات ہوئی کہ ایک شخص نے سر این سیٹی جو بجائی تو وحشت نے انہین انگلی دکھائی اور انھون نے بے تکی ہانک لگائی اے جان جان دلبر دلدار۔ معشوقہ من **خدائی فوجدار**

کیا چمکتا ہے ترا نور بدن سے پیرہن	ایک عالم کے گمان مین تو تمامی پوش ہی
پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا کے حضور۔	حسن مین خورشید سے افزون تری پاپوش ہی

اے جان من تیرے عاشق کو شہزادیان تک گانا سناتی ہین فقیرون کی خدمت بجالاتی ہین۔ (سیٹی جو بجی تو اسکو گانا سمجھے

فصل ۳

ہمارے **خدائی فوجدار** اِسوقت بہت ہی خوش اور بشاش تھے کہ اسقدر عزت وتوقیر ہوئی مگر ایک خیال دلمین ایسا آیا کہ سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔ بنا بنایا مکان ڈھ گیا عین کریال مین غلا لگا خیال یہ آیا کہ پہلوان اور ادبی تو بنگئے مگر بے پرے وہ شاعر کیا جسنے کسی اُستاد کے آگے مٹھائی نہ رکھی ہو۔ وہ پھکیت کیا جسکو اُستاد نے پھکیتی نہ سکھائی ہو۔ سوچے کہ گھرسے تو چل کھڑے ہوئے مگر بے پرے رہے۔ جبتک کوئی تجربہ کار نامور استاد نہ کہدے کہ تم بھی پہلوانون کے زمرے مین آئے تب تک کوئی کاہے کو ماننے لگا۔ اِس خیال نے انکو بہت ہی پریشان کر دیا اور سست ہو گئے۔ سوچتے سوچتے ایک بات انکے ذہن مین آئی۔ اور بھٹیارے کو علیحدہ لیجا کر کہا بھئی تم سے کچھ کہنا ہے اور قدمون پر گر پڑے۔ بھٹیارے نے کہا ہائین ہائین! یہ کیا خبط ہے۔ اپنا مطلب کہئیے اِس جنون سے کیا فائدہ۔ اب آپ جو گرے تو اُٹھنے کا نام نہین لیتے کہا جبتک

قسم نہ کھالوگے کہ جو مانگونگا وہ دوگے تب تک نہ خود اٹھونگا نہ تمکو اٹھنے دونگا۔ بھٹیارے نے کہا جو مانگوگے وہ دونگا۔ کہا التماس صرف یہ ہے کہ ہم آپکے شاگرد ہون اور آپ ہمکو باضابطہ اپنی بیعت مین لائیے۔ بھٹیارا دلگی باز آدمی تو تھا ہی فوراً منظور کرلی اور خدائی فوجدار کے دل مین جو وسوسہ پیدا ہوگیا تھا وہ دور ہوگیا اور بی گلابو جانکو یاد کرکے کہنے لگے کہ تیرا عاشق دلدادہ۔ مرد آزادہ جانبازی پر آمادہ ہے۔ کل پہلوانی کا پورا تمغہ ملجائیگا اور کل ہی سے دیوون کو نیچا دکھائیگا۔ اور تیرے آستانے پر اچھے اچھے عفریت جاروب کشی کرتے ہونگے تیری شہزادگی کا دم بھرتے ہونگے جو ذرا بھی سر چڑھیگا وہ منہ کی کھائیگا بندہ ضرور نیچا دکھائیگا جو سور ما کے منہ لگا منہ بگاڑ دیا گیا۔ تیرا حسن اور میری بہادری ان دون کا لوگونکو چرچا ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اب سنیے کہ اسی سرا مین چند اونٹ والے بھی ٹکے تھے۔ ہمارے بڑے سودائی ہیرو سرا کے دروازے پر ٹہل رہے تھے اور مصنوعی معشوقہ بی گلابو جان کے حسن عالم افروز کی تعریفین کر رہے تھے کہ ایک اونٹ والا اونٹ کی نکیل لیے باہر جانے لگا کہ جانور کو جھیل سے پانی پلا لائے۔ انہون نے جو اونٹ کو دیکھا تو جنون کے جوش مین دیو سمجھے اور واہمے نے ایک آواز بھی پیدا کردی کہ او گلابو جان کے عاشق بڑا دعویٰ ہے تو آجا۔ اس فرضی آواز کا کان مین آنا تھا اور اونٹ جسکو دیو قرار دیا تھا اسکا سامنا ہونا تھا کہ جنون کی آگ بھڑک اٹھی۔ ایک درخت کی مضبوط لکڑی توڑ کر اونٹ والے پر جمائی وہ تو چوندھیا کے گر پڑا۔ دوسرا ہاتھ اونٹ پر جمایا۔ ادھر ساربان نے غل مچایا (دوڑو مارے ڈالتا ہے) ادھر اونٹ بلبلاتا ہوا سرا مین پہونچا اور ایک اونٹنی کے پاس گیا تو وہ تڑا کے بھاگی اور اونٹ مین اور اسمین لڑائی ہونے لگی اور ساربانون نے سر ابھر کو آسمان پر اٹھا لیا اور جب انکو معلوم ہوا کہ ایک اونٹ والے کو اس انوکھی وضع کے سپاہی نے لٹھ مارا اور اونٹ کو زخمی کیا تو وہ اینٹ ڈھیلے پھینکنے لگے آخرکار سرا کے مالک نے بیچ بچاؤ کیا۔ اونٹ والون کو سمجھایا کہ اس سودائی کے منہ نہ لگو۔ مین اسکو آج ہی سرا سے دفان کیے دیتا ہون۔ سوچا کہ اگر یہ دو ایک روز سرا مین ٹک گئے تو کوئی مسافر نہ رہیگا۔ یہ کسی کو دیو کسی کو بھوت کسی کو عفریت کسی کو غنیم سمجھینگے اور رنگ بھرے لڑنے بھڑنیگے۔ جب سرا کا غل کم ہوگیا اور اونٹ باندھ دیے گئے تو بھٹیارے نے چالاکی سے خدائی فوجدار سے کہا میرے نزدیک اب آپ آج بہادری کا تمغہ لین (خدائی فوجدار کی باچھیں کھل گئین۔ فرمایا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم ان دیوون پر کسقدر غالب ہے اگر دس لاکھ بھی

آتے تو ڈھیر کر دیتا۔ لیکن ہان بس کسر اتنی ہے کہ بے پیر اہون۔ سو وہ کسر بھی اب آپ کی عنایت سے نکل جائیگی۔ بھٹیارے نے اِن دونون جوان عورتون کو بھی بلایا۔ اور کہا اِسوقت کی دل لگی دیکھو۔ یہ ہمارے شاگرد ہوتے ہین۔ اور اِدھر اُنسے کہا کہ اُستاد اِسمین بڑی بڑی زحمتین سہنی ہوتی ہین سخت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ جانکنی کی نوبت ہوجاتی ہے تب کہین جاکے انسان شاگرد ہوتا ہے اور پھر جگت اُستاد ہوجاتا ہے۔ اگر زحمت سہہ سکوگے تو البتہ پھر ساری خدائی مین نام ہوگا وہ بولے آپکا خیال کدھر ہے۔ زحمت تو عین راحت ہے۔ جسقدر تکلیف ہو اُسی قدر آرام ہے۔ ہم تو جان پر کھیل جانے کو بیٹھے ہین زحمت کیسی۔ دیو اور بھوت اور جن کسی سے نہ ڈرین اژدہے کو مار کے دھر دین۔ شیر کا پتا پانی پانی ہوجائے۔ بھٹیارے نے کہا بہت اچھا تو جس ترکیب سے ہم شاگرد کرین اِس ترکیب سے شاگرد ہو جیے یہ کہکر خدائی فوجدار کو اکڑون بٹھایا اور دونون ٹانگون مین ہاتھ ڈالکر باہر نکال لئے اور ایک ڈنڈا دونون رانون مین سے باہر نکالدیا۔ اب میان خدائی فوجدار جکڑ گئے اور ایسے پھنسے کہ چھٹی کا دودھ یاد آیا۔ اب نہ ہل سکتے ہین نہ اُٹھ سکتے ہین نہ بیٹھ سکتے ہین۔ جکڑے پڑے ہین۔ بھٹیارا تو دل ہی دل مین ہنستا تھا مگر ممکن نہ تھا کہ خدائی فوجدار ذرا بھی اِسکے بشرے سے سمجھ سکتے کہ اُسی نے اُلّو بنایا ہے اور پورا چکما دیا ہے۔ ان دونون عورتون کا مارے ہنسی کے برا حال تھا۔ لاکھ چاہا کہ ضبط کرین مگر ہنسی نہ رک سکی۔ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ گولا لاٹھی نے فوجدار کو بہت پریشان کر دیا مگر تھا دھن کا پکا ذرا اف تک نہ کی۔ بھٹیارے نے کہا جب اِس اِس طرح کی سختیان پہلے اٹھانی پڑینگی اور اُسکی طبیعت عادی ہوجائیگی تو پھر کسی قسم کی سختی نہ کھلیگی۔ طبیعت خوگر ہوجائیگی۔ فوجدار نے اِس راے سے اتفاق کیا اور کہا اگر اِسوقت ہماری معشوقہ مطبوعہ بی گلابو جان صاحبہ ہمارے ضبط کو دیکھین تو پیٹھ ٹھونک دین کہ۔ ع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند+ ان دونون عورتون نے جو انکی ایسی ردی حالت دیکھی تو انکو رحم آیا اور اشارے سے مالک سرا کو سمجھایا کہ اب اِس بیچارے کی جان بچاؤ اور اُسنے آہستہ سے وہ لکڑی نکالی اتنی دیر مین یہ بالکل شل ہوگئے تھے دن بھر کے تھکے ماندے تو تھے ہی اِس امتحان نے اور بھی مار ڈالا بھٹیارے نے دل لگی دل لگی مین اچھی طرح بھرکس نکالا۔ اور ایک بات یہ بھی تھی کہ دن بھر کے فاقے کے بعد جو کھانا کھانے مین آیا تو آرام کرنے کو اور بھی زیادہ جی چاہا مگر آرام کجا۔ وہان آرام کے عوض گولا لاٹھی۔ مالک سرا نے ذراسی برانڈی پلادی تو انکی دن بھر کی تھکاوٹ بھی مٹ اور ذرا سرور بھی ہوا۔ اِن

دونون عورتون نے یہ صلاح کی کہ انسے رات کو کچھ دیر پہرا بھی لینا چاہیئے چنانچہ مالک سرانے کہا کہ اِس قسم کی شاگردی مین شرط یہ بھی ہے کہ رات کو شاگرد پہرا ضرور دے یہ اِس پر بھی راضی ہو گئے انکو تو کسی امر مین عذر کسی بات مین دریغ کسی شرط مین حجت ہی نہ تھی جو جس نے کہا وہ منظور مطلب تو یہ تھا کہ کسی طرح سب پیرے نہ کہلائیمن۔ دو گھنٹے تک اِن صاحب نے پہرا دیا وہی تلوار کاندھے پر رکھے ہوئے پیترے بدل بدل کر پہرا دینے لگے۔ اور غل مچانا شروع کیا جاگتے کھٹکھارتے خبردار کوئی اِدھر رخ نہ کرے۔ سرا کے مسافرون کی نیند حرام ہو گئی مالک سرانے جو اِنکے غل غپاڑے کی آواز سنی تو پاس جاکر کہا بس اب سو رہیئے آپ ہماری شاگردی مین پورے اترے۔ اب جاکے زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے بچائیے گا خدائی فوجدار تھکے ماندے حیران و پریشان تو تھے ہی۔ سوئے تو گھوڑے بیچکر تڑکے اٹھے دیکھا کہ سب مسافر سرا سے چلے گئے ہین فقط وہ دو عورتین اور اُن کے ساتھ ایک مرد۔ صرف تین آدمی رہ گئے باقی سناٹا یہ تو سرا کو گورنر کا ایوان اور قلعہ سلطانی سمجھے ہوئے تھے سوچے کہ معلوم ہوتا ہے فوج قواعد پر گئی ہے۔ کہا اگر ہماری ضرورت ہو اور کوئی مہم ہو تو اطلاع دیجئے ہم چلکے مہم سر کرین۔

	منیزہ ہمنم دخت افراسیاب	برہنہ ندیدہ تنم آفتاب	

عورتین تو سمجھین نہین کہ کیا بکتا ہے۔ وہ سمجھین کہ اور اول فول باتون کی طرح یہ بھی نئے تکی ہانک بیٹھا۔ مگر مالک سرا کو بے اختیار ہنسی آئی کہ شاہنامۂ فردوسی کا شعر پڑھا بھی تو کون اِسنے دل لگی مین کہا۔ یہ شعر تو یون سنا تھا۔

	منیزہ توئی دخت افراسیاب	برہنہ ندید تنت آفتاب	

خدائی فوجدار سڑی تو تھے ہی اِس مذاق کو نہ سمجھے اور ساکڑ کر بولے۔ یون غلط ہے فردوسی نے یون کہا ہے۔

	منیزہ منم دخت افراسیاب	برہنہ ندیدہ تنم آفتاب	

اِس بے تکے پن سے اِس کھڈ نے شعر پڑھا کہ اُن دونون کو بے اختیار ہنسی آئی اور اِنکے ہنستے ہی آپ بگڑ کھڑے ہوئے۔ فرمایا (بس یہ خندۂ بے محل ہمکو سخت ناگوار گزرتا ہے اگر کسی مرد نے دانت کھولے ہوتے اور قہقہہ لگایا ہوتا تو کھا ہی جاتا فوراً دانتون ہی پر گولی لگاتا۔ دائین) اِنمین سے ایک عورت نے جلدی سے منہ دبایا اور کہا ایک دانت ٹوٹ گیا دوسری عورت نے تصدیق کی اور انکو کامل یقین ہو گیا کہ واقعی میرے (دائین!) کہنے کا یہانتک

اثر ہوا کہ اسکا دانت کھٹ سے الگ ہوگیا بس پھر کیا تھا اور بھی اکڑ گئے۔ کہا کیوں دیکھا۔ ہم لوگ ایسے بانکے ہوتے ہیں نے بندوق اور تمنچے اور شیر بچے اور تیر کمان کے دانت توڑ ڈالا اب بھلا ہمسے کون لڑ سکتا ہے کیا مجال۔ وہ تو تلوار اور تیر کمان اور بندوق اور قرابینچے سے کام لیگا اور یہاں بے اوزار دانت توڑ ڈالا۔ بس جس شخص میں اتنی قدرت ہو اوس سے بشر بھلا کیا مقابلہ کرے گا۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا مجال۔ امالک سرانے انکو خوب بنایا قدم لیے اور کہا بھئی پہلوان جی یوں ہی ہے کہ اللہ بھی تمہاری ہی طرف ہے۔ بس کمال اسکا نام ہے کہ زبان سے دائین کا لفظ نکلنا تھا کہ گولی اور بارود کا کام کیا۔ خدائی فوجدار نے کہا کہ اے خاتون میں نے دیدہ و دانستہ یہ کارروائی نہین کی تھی کیونکہ زنان بیکس کی ہم لوگ بڑی عزت اور توقیر کرتے ہین۔ مگر اتفاقیہ یہ فعل سرزد ہوا۔ امیدوار معافی ہون۔ اِسپر اِس عورت نے جواب دیا۔ (الیو دانت آپ ہی آپ اچھا ہوگیا) خدائی فوجدار کو اِس بات کا بھی اسدرجہ یقین ہوگیا کہ پھڑک اٹھے اور مالک سرا کو گلے سے لگا کر فرمایا۔ دیکھ لیا۔ زبان میں یہ اثر کہ دائین کا لفظ کہتے ہی دانت کھٹ سے الگ اور دعا کی یہ تاثیر کہ ٹوٹا ہوا دانت منھ کے اندر موجود۔ ایک بان وہ گولی کا کام بھی کرے اور گولہ بھی وقت پر بن جائے اور پیش قبض کی بھی اِسکے آگے کوئی ضرورت نہین اور یہی زبان وقت پر دوا اور دارو اور مرہم اور پٹی کا بھی کام کرے۔ ایسا جری بھلا میرے سوا اور کون ہے۔ تو وجہ کیا وجہ یہ کہ وہ لوگ صرف جری اور آزمودہ کار ہین اور اوزاروں سے کام لیتے ہین اور یہان نہتے ہی لڑنیکو مستعد۔ اب فرمائیے اسوقت میرے پاس کون تمنچہ تھا۔ مگر زبانی دلخلے ہی سے گولی کا کام کیا اور جب رحم آیا تو دانت پھر جوڑ دیا۔ پھر ویسا کا ویسا ہی۔ اِس عورت نے کہا معلوم ہوتا ہے کسی ترکیب سے تمنے اپنا دانت توڑ کے میرے منھ مین لگا دیا ہے۔ خدائی فوجدار اسپر بہت ہنسے اور منھ خوب زور سے کھولکر سب کو دکھایا اور ایکبار نہین کوئی پچاس بار۔ بس منھ کھولے کھڑے ہین زبردستی دانت گنوا رہے ہین اور یقین دلا رہے ہین کہ منھ کے دانت سب موجود ہین۔ ایک کم نہ ایک بیش۔

الغرض شام کے قریب جب اور مسافر بھی آئے تو ہمارے خدائی فوجدار سمجھے کہ جو فوج اور افسر سویرے قواعد پر گئے تھے وہ اب قلعے کو واپس آ گئے۔ اب ایک ایک مسافر سے پوچھتے ہین کیون بھئی خیر سے گزری جنگ دو سردار د۔ دو سردار د۔ وہ لوگ متحیر کہ یہ بکتا ہے کیا کیسی جنگ اور کیسی تفنگ سب سمجھ گئے کہ سڑی سودائی ہے کسی کے کہنے اور یقین

دلانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ صورت دیکھی اور آدمی پہچان گیا کہ خلل دماغ ہے۔ سودا ہے۔ اور اگر کوئی نہ بھی پہچانتا تو آپکی پوشاک اللہ کی عنایت سے صاف گواہی دیتی تھی کہ پاگل ہے۔ ورنہ انسان کی یہ وضع کہین ہوتی ہے شب کو کوئی بارہ کے عمل مین انہون نے پھرنے کی ہانک لگائی (ای تیر بجان اور روح وروان۔ ای خوبان فرخار۔ رشک گلبدنان تاتار۔ اے زلیخ ونوشاد کی پری ہمہ ناز ہمہ دلبری۔)

ہر ایک بزم مین ہے اسکا ذکر صبح ومسا	ہر ایک شہر مین ہے اُسکے حسن کا شہرا
ہر ایک چشم مین ہر دل مین ہے اُسی کی جا	ہر ایک ملت و مذہب مین اُسکا ہے چرچا
ہر ایک جانکو بلبل صفت ہے اُسکی ہوا	اگرچہ اور بھی گل ہین بہت یہ نام خدا

ندانم آن گل رعنا چہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمنے گفتگوے او دارد

مالک سرانے انکو سمجھایا کہ اب رات زیادہ آئی آرام کیجئے آپ لوگون کا کام تو خلق خدا کو آرام پہونچانا ہے نہ کہ آپ کے سبب سے کسی کو اذیت یا تکلیف پہونچے۔ خدائی فوجدار صاحب مطلب نہ سمجھے۔ پوچھا اسکے کیا معنے۔ ہمسے اذیت کیون کسی کو پہونچنے لگی۔ ہم اپنی معشوقہ کی بے مہری اور بیوفائی یاد کر کر کے زار زار روتے ہین کسی کا اجارہ ہے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

مالک سرانے کہا۔ (خانہ زاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپکی طرح اور مسافر بھی یون ہی گکڑون کو کی بانگ لگائین اور سرا کو سر پر اٹھائین تو کوئی کاہے کہ اس سرا مین رہے۔ اور یہ سمجھ مین نہ آیا کہ آپ بہادر کیسے بنے ہین کہ دو دو دن تک سرا مین ٹکے رہتے ہین۔ آپکا کام تو یہ ہے کہ کہین چین سے نہ رہیئے اور یہ بات بھی سمجھ مین نہ آئی کہ بن کوڑی بن دام آپ اس اہم کام مین فائز بمرام کیونکر ہونگے۔ کچھ تو پاس چاہیے)۔ مالک سرا کی یہ گفتگو انکی سمجھ مین نہ آئی کہ مسافر کیسے اور سرا کہان اور کوڑی ہیبا چہ معنے دارد۔ مگر نیند کا لشکر جو غالب آیا تو سو گئے اور جن لوگون کی نیند مین خلل ہوا تھا انہون نے کہا (خفتہ بہ)

فصل ۔ ۳

مالک سرا کی اب یہ خواہش ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے اِن ذات شریف کو یہان سے

رکھا لیے ورنہ کسی نہ کسی روز یہ کوئی گل ضرور کھلائینگے۔ سویرے منہ اندھیرے اُسنے اٹھ کے انکو جگایا اور کہا اب آپ کے امتحان کا وقت آگیا۔ اِس قلعہ پر ایک غنیم حملہ آور ہوتا ہے فوج روانہ ہو گئی ہے آپ بھی جا کے مدد دیجئے۔ ع۔ کوشش کرو کار خیر ہے یہ + اتنا سننا تھا کہ انکو تاب کہان منہ ہاتھ دھو کر رشک حمار کو کسا اور اپنی انوکھی جنگی وردی ڈانٹی اور لد لیے اور رخصت ہو کر روانہ باشد مالک سرا اسکو غنیمت سمجھا کہ کہین یہان سے یہ بلا دفان تو ہو۔ بھاڑا بھی نہ مانگا اور یہ چلتے ہوئے اسوقت کوئی اِنکے چہرے کو دیکھتا کہ کیسے بشاش تھے۔ ترخ ترخ نور برستا تھا کلیجا ہاتھ بھر کا ہو گیا کہ بعد مدت دلی آرزو برآئی کہ پورے اوچھے پورے بہادر پورے جرنیل بنے ہوئے اسپ صرصر تک پر سوار میدان کارزار کو جا رہے ہین۔ اُسوقت واقعی بڑا خوش تھا طبیعت امنگون پر۔ وہ لولہ بس کچھ نہ پوچھیے۔ معلوم ہوتا تھا ہفت اقلیم کو سر کر آئینگے۔ کا نا ٹٹو دو دن خوش تھا کہ مزے مزے سے دانہ کھایا گھانس کھائی سواری نہ شکاری۔ سر اپین دندنائے کیا آج پھر اُسکی شامت آئی چلتے چلتے **فوجدار** کو خیال آیا کہ گورنر کی صلاح کے مطابق کارروائی کرنی چاہئے بے روپئے کے ایسے اہم اور مشکل کام انجام نہین پا سکتے۔

اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

اِسکے بعد یہ خیال بھی دل مین گذرا کہ بغیر ایک آدمی کے پوری پوری عزت و توقیر محال ہے ایک خدمتگار خاص ضرور ہمراہ ہونا چاہیئے تاکہ وقت بے وقت کام آئے اور مدد دے سکے اگر کہین زخمی ہوئے تو مرہم پٹی کو تو کوئی ہو۔ بیمار پڑے تو دوا کا ٹھکانا ہو اور پھر شان امارت بھی ہے ایک آدمی ہر حالت مین ساتھ ہونا چاہیئے۔ یہ سوچ کر اپنے گانون کی طرف گھوڑے کو مہمیز کیا گھوڑے کو بھی نہ کسی طرح سے معلوم ہو گیا کہ وطن کی تیاریان ہین اِس کوچ سے وہ بھی خوش ہوا اور سابق کی نسبت اب ذرا تیز تیز چلنے لگا۔ چلتے ایک مقام پر ایک آواز سی آئی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص کرب مین ہے اور کراہ رہا ہے۔ انکے کان کھڑے ہوئے یقین ہو گیا کہ کوئی مردم آزار بد شعار کسی غریب کو دق اور پریشان کر رہا ہے۔ خدا کا شکریہ ادا کیا کہ انتقام کا موقع ملا گھوڑے کی باگ اُسی جانب موڑی جدھر سے وہ آواز آئی تھی۔ جا کے دیکھتے ہین تو انکے لقات گھوڑے سے بھی دبلی پتلی ایک گھوڑی بندھی ہے اور ایک جانب برس پندرہ ایک کا لڑکا درخت سے بندھا ہے اور ایک آدمی چابک مار کر کہتا ہے۔ (کیون نے پھر تو کام بگاڑے گا۔)

خدائی فوجدار کے سر سے پانوٴن تک آگ لگ گئی۔ بھنک گئے بہت ہی ڈپٹ کر للکارا کہ او خر ناشخص خبردار۔ گیدی خبردار۔ کھول اس لڑکے کو۔ تمکو سورما اور جری جرنیل کسنے بنا دیا ہے۔ اِس بے بس بچے کو جو قابو مین پایا تو کیا شیر ہو گئے۔ جی چاہتا ہے کھال کھینچون اور بھس بھر دون ابھی چھوڑ ورنہ قرابینچہ جھونکدونگا اِسی جگہ لاش پھڑکتی ہوگی۔ اِسنے جو اِس انوکھی وضع کا آدمی دیکھا تو رعب مین آگیا دیکھا کہ سر سے پانوٴن تک ہتھیار باندھے ہوئے ہے۔ ایسا نہو کیونکہ فوراً مار ہی بیٹھے۔ آہستہ سے دبے دانتون کہا جرنیل صاحب مین گڑریا ہون اور مویشی ہی پر میری زندگی ہے یہ لونڈا روز ایک ایک مویشی کھو دیتا ہے اور میرا نقصان ہوتا ہے۔ اِسکو اِسی سبب سے اِسوقت مثل بچونکے سزا دی کہ آیندہ ایسا نہ کرے۔ ملک بے سیاست نہین انتظام پاتا اگر اِسکو سزا نہ دون تو بڑھ کے یہ کاہل ہو جائے اور کوئی کام نہ کرے اور اگر اس سزا سے سدھر گیا تو ازین چہ بہتر۔ فہو المراد یہ سنتے ہی۔ **خدائی فوجدار** نے بھالا گھما کے کہا اگر ابھی ابھی نہ کھولیگا تو بھونکدونگا گڑریا ڈرا کہ ایسا نہو یہ رسالہ دار بھونک ہی دے فوراً لڑکے کو درخت سے کھولدیا اور کہا حضور اِسکے سبب سے میرا بڑا نقصان ہوا لڑکے نے کہا سرکار یہ غلط کہتے ہین۔ دو مہینے سے میری تنخواہ نہین دی ہے آج جو مانگنے آیا تو باندھ کے چابک جمانے شروع کئے **خدائی فوجدار** اور بھی آگ ہو گئے اور بڑھ کے اس گڑریے کی طرف چلے کہ بھالے سے سزا دین مگر وہ زمین پر خود ہی گر پڑا اور عرض کی کہ اگر حضور اِس لونڈے کو میرے ہمراہ میرے گھر تک بھیجین تو اِسکی تنخواہ فوراً دیدون ایک ایک حبہ نہ ادا کر دیا ہو تو جو چور کی سزا وہ میری سزا لڑکے نے کہا صوبہ دار صاحب خدا حضور کو سلامت رکھے اگر اِسکے کہنے پر حضور رکے گئے تو یہ مجھے مار ہی ڈالیگا ہاری جیتی ایک نہ مانیگا۔ اپنے سامنے ہی دلوا دیجئے۔ **خدائی فوجدار** نے کہا اِسکی یہ مجال نہین کہ ہم ایسے مشہور اور جری بہادرون سے یہ برسر مقابلہ آئے اگر ذرا ہماری شان کے خلاف کیا تو ہم کھڑے کھڑے اِس سے سمجھ لینگے اور یہ بہت نیچا دیکھیگا۔ اِسنے عرض کی سرکار بھلا مجھ گڑریے کی کیا تاب و طاقت کہ جرنیلون سے مقابلہ کرون۔ اِس لونڈے کو ابھی دیدونگا۔ چل لونڈے میرے ساتھ چل مگر خداوند اِس نے قسم جھوٹی کھائی دو مہینے کی تنخواہ نہین صرف ڈیڑھ مہینے کی باقی ہے اور اِسمین سے ایک جوڑے جوتے کے دام مجرا ہونگے اور ایکبار اِسکی فصد کھلوانی پڑی تھی اُسکی اجرت مجرا کرونگا **خدائی فوجدار** نے اِسکا یون تصفیہ کیا کہ اِسنے تیرا جوتا پہن کے گھس ڈالا اور تونے اِسکی کھال کھینچی۔ چلو برابر ہو گئے۔ اِسنے فصد کھلوانے کی اجرت تجھ سے پائی تونے مارتے

مارتے اسکی پیٹھ لال کردی باقی رہا یہ امر کہ دو نہین ڈیڑھ مہینے کی تنخواہ باقی ہے - اسمین بھی تو یہی کاذب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسنے قسم نہین کھائی اور تو نے اسپر بہتان کیا کہ قسم کھائی ہے بس دو مہینے کی تنخواہ اسکو دے ورنہ تیری کھال کھینچونگا گڑریے نے انکو یقین دلایا کہ تنخواہ فوراً دے دونگا ہرگز دریغ نہ کرونگا اور انکو اسقدر پورا یقین اسکے کلام کا ہوا کہ گھوڑے کی باگ اٹھائی اور یہ جادہ جا جب نظر سے یہ بالکل غائب ہوگئے اور گڑریے کو انکے واپس آنے کی امید نہ رہی تو اسنے اپنے آدمی سے کہا دلونڈے چل اپنی تنخواہ لے اگر نہ دونگا تو یہ جری سپاہی ابکی ان کے میری کھال ہی کھینچ ڈالیگا اور پھر مجھسے کچھ کرتے دھرتے نہ بنے گی - لونڈا تو شیر ہو ہی گیا تھا اسنے جواب دیا کیا شہر شملہ ہی درخت مین باندھ کے بے وجہ بے سبب مارنے لگے کیا اندھیر ہے - سمجھے تھے اب میرا کوئی سرکوب ہی نہین - فرعون کے لیے کوئی موسے نہ آئیگا - گڑریے نے پھر اسکو درخت سے باندھا اور چابک لگا کر کھولدیا اور کہا جا اپنے حمایتی کو بلالا - اگر وہ اسطرح ہنستے ہنستے آتا تو ہم اتنی سختی بھی نہ کرتے لونڈا روپیٹ کے چلدیا - اب انکا حال سنیئے کہ انکا جنون اور بھی بڑھگیا - اب یہ اور بھی اکڑ گئے سوچنے لگے کہ اللہ رے مین اور اللہ رے میری جوانمردی - کہ مین نے قوی ہیکل گڑریے کو ایک ذراسی ڈانٹ مین رام کرلیا کہ واہ وا واہ - مگر -

اینہمہ شہد و شکر کز سخنم میریزد	اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند

یہ جسقدر کارنمایان مجھسے سرزد ہوتے ہین یہ سب بی گلابو جان صاحبہ کی دعا ہے سحری اور نالے نیم شبی کا اثر ہے گو ہین خلقی جری اور کرار غیر فرار ہون یکتا ہون طرار ہون مگر بی گلابو جان نے اگر جادو نہ کردیا ہوتا تو یہ بات مجھے کبھی کرور برس تک حاصل نہوتی - اے گلابو جان تمھاری سی خوش نصیب فرخندہ طالع عورت بھی خدا کی خدائی مین نہ خلق ہوئی اور نہ ہوگی کہ میرا سا پہلوان جری جرنیل جو میدان مین دیوون کو نیچا دکھا دے شیرون کو ایک تھپڑ مین بولا دے - گینڈون کے دو ٹکڑے کر ڈالے کوئی شیردل شیر مرد اس کلے ٹھلے کا ہو تو لاؤ ایسا سورما جیسا مین ہون تمہارا غلام ہو گیا ہے اس سے بڑھکر خوش نصیبی اور کیا ہوگی - اے توبہ کر بندے توبہ کر رستم اور تھا اُسکا اور ہی طور تھا اسفندیار کی کہان اب تقویم پارینہ ہے - مین وہ ہون کہ ؎

ناوک نے ترے صید نہ چھوڑا زمانے مین	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

وہ گرگڑ یا جو انکی دھمکی مین آگیا تو انکا دماغ اور بھی چڑھ گیا اور سوچنے لگے کہ اللہ اللہ کس مصیبت سے ہمنے اِس بیچارے لونڈے کو بچایا کہ واہی واہ - اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ لونڈے کی انکے سبب سے کھال کھینچ ڈالی گئی - اب کئی دن تک کام کرنے کے قابل بیچارہ نہ رہیگا - اچھی دوستی کی -

خیر چلتے چلتے ایک چوراہا ملا سوچے کہ چوراہے پر پہونچنا اچھا نہین - واللہ اعلم کس راہ مین کار نمایان کرنے کا زیادہ تر موقع ملے اور کس مقام پر کم خطرہ ہو تھوڑی دیر سوچ کر حضور نے گھوڑے ہی کی رائے پر چھوڑا - اور باگ ڈھیلی کر کے ایڑ لگائی تو شتر حمار نے سیدھی اصطبل کی راہ لی - رو بہ طویلہ - سو قدم کے فاصلہ پر گئے ہونگے کہ کچھ سوار سامنے سے نظر آئے دو قاطرون پر تھے دو تین اونٹون پر اور چار پانچ آدمی گھوڑون پر سوار - اِنکے جنون نے یہ ہدایت کی کہ یہ سب غنیم ہین اور اس قلعے پر چڑھائی کرنے جاتے ہین جہان شب کو ٹکے تھے - ایکدفعہ ہی پرپرزے درست کر کے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بیچ سڑک پر کھڑے ہو کر بآواز بلند غل مچایا اے بہادرو - اے جری سپاہیو - خبردار آگے نہ بڑھنا دشت نبرد کا ضیغم مار جنگ کا اژدہا وار راہوار شہسوار جنگ **خدائی فوجدار** - کرار غیر فرار کی سواری باد بہاری آتی ہے - تم لوگ اس بات کو تسلیم کرو کہ بی گلابو جان صاحبہ خیر میری جان جاتی ہے جو میری آنکھون کا نور - دلکا سرور ہین انسے بڑھکر کوئی معشوقہ خدائی خدائی مین کسی ملک یا شہر مین خلق ہوئی - ہرگز نہین ایسی بالا بلند کون ہے - ایسی گیسو کمند کون ہے - آنکھین موتی چور خود غیرت حور - تم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ جب سے پروردگار عالم و عالمیان خدائے دوجہان نے لفظ کن سے دنیا کو نمودار اور مافیہا کو آشکار کیا بی گلابو جان صاحبہ کی سی پری دخت شیرین حرکات نیک صفات خدا کی تمام خلق مین خلق نہین ہوئی لیکن اگر تم لوگ اِس سے انکار کرتے ہو تو بسم اللہ

جوان مردان نہ پیچند از سخن رو	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو

اگر کسی نابکار کو انکار ہو تو بسم اللہ ہمارے اسکے فیصلہ ہو جائے بس ابھی ابھی وارا نیارا ہو جاتا ہے یا وہی نہین - یا ہمین نہین اگر بغیر اقرار اور اقبال کیے ہوے کوئی ٹھہا یدریغ تہ تیغ کر دونگا - زندہ نہ چھوڑونگا - لاش پھڑک رہی ہوگی -

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من

آن صنم کاندر میان خاک خون بینی سرے

سوداگرون نے گفتگو جو سنی تو اول جلول۔ قطع تشریف دیکھی تو نور علی نور۔ ماشاءاللہ چشم بد دور پاگل سمجھ کے خاموش ہو رہے مگر جب **خدائی فوجدار** نے بھالا گھمایا اور کہا اگر کوئی بغیر اقبال و اقرار کے آگے بڑھا تو پھر لاش پھڑکتی ہوگی تب تو یہ سمجھے کہ یہ کوئی خطرناک پاگل ہے۔ اس سے مقابلہ کیے بغیر کارروائی معلوم۔ ایک سوداگر نے کہا۔ ملے رسالدار جرار ہمنے اس خاتون ماہ لقا جادو جمال کی صورت آجتک نہین دیکھی جسکی توصیف مین تم عذب البیان اور تعریف مین رطب اللسان ہو۔ اگر ہمکو دکھا دو تو ہم بھی رٹے دین ورنہ بے دیکھے بھالے کوئی کیونکر کہہ سکتا ہے) اسپر۔ خدائی فوجدار آگ بھبھوکا ہو گئے۔ عضہ مین آکے کہا اگر دیکھنے کے بعد اقرار اور اقبال کیا تو خوبی کیا رہی۔ نہین۔ ہمارا حکم ہے کہ بے دیکھے ہی ایمان لاؤ کہ سارے عالم کی عالم فریب عورتین سارے زمانے کی سیم بدن پریان ہماری معشوقہ زرین کمر کے تلوون کو بھی نہین پہونچتی ہین

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام
قیامت کرے جسکو جھک کے سلام

اسنے جواب دیا جی ہان ممکن ہے کہ وہ ہزار دو ہزار مین اچھی ہون فضلنا بعضکم علی البعض خدا کی خدائی مین ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ مگر بغیر دیکھے کوئی شخص اچھی طرح سے راے نہین قائم کر سکتا خود وہ نہون تصویر ہی دکھا دو۔ ہم یہان تک اقرار کرتے ہین کہ اگر وہ بھینگی یا چندھی یا کانی یا لولی یا لنگڑی بھی ہونگی تو ہم سب تعریف ہی کرینگے۔) اتنا سننا تھا کہ **خدائی فوجدار** مارے غصے کے کانپنے لگے۔ زور سے کہا کہ او بزدلو۔ او نابکارو۔ او عیارو۔ او کتو بلکہ کتو نسے بھی بدتر۔ بی گلابو جان چندے خورشید چندے مہتاب ہے زلف عنبر بار سے بہشت کی لپٹین آتی ہین۔ جامہ زیب۔ زاہد فریب وہ کون ہے جو اس بت سراپا ناز کو دیکھے اور اسکا کلمہ نہ پڑھنے لگے وہ جو ہے کہ زاہد سجدے کرنے لگے۔

بصورت تو بہے کمتر آفرید خدا
ترا تشیدہ دست از قلم کشید خدا

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اگر فوراً ایمان نہ لاؤ گے تو بھالا بھونک دونگا یہ کہکر نیزے کو سنبھالا اور جھپٹ پڑے مگر جلال کی شان کا ناٹو لدو تو تھا ہی گرا تو دھڑ دھڑ دھون) راکب او رمرکب تلے اوپر۔ گرے تو اٹھنا محال ہے۔ گھوڑا بہزار خرابی اٹھا مگر بھالے اور نیزے اور تلوار اور خود اور الم اور علم کے

سبب سے اِنسے نہ اُٹھا گیا۔ سوار اس کیفیت کو دیکھکر راہی ہوے مگر انھون نے اِس حالت زار مین بھی بانکپن کو نہ چھوڑا اور کہا۔ رابے او بھگوڑو۔ نامردو۔ بزدلو۔ دون ہمتو نابکارو بھاگے کہان جاتے ہو۔ غنیم کو پیٹھ دکھاتے ہو بڑے مرد ہو تو آ جاؤ۔ ذرا ایک آدھ چرکا تو کھاؤ۔ اسوقت میرے عراقی نے دغا دی ورنہ ایک ایک کو کھود کے ذبنا دیتا۔ مگر بڑے ہی بودے ہو۔ پلٹ آؤ اور جس طرح جی چاہے لڑو۔ چاہے ایک ایک اکیلے اکیلے لڑو۔ چاہے سب مِل کے آؤ۔ گھمسان سہی۔ تم سب اور ہم اکیلے میدان سے بھاگنے والے کوئی اور ہوتے ہین۔ ہم مارین اور مر جائین) سوارون کے ساتھ ایک شخص نے جو قاطر پر سوار تھا اِنکی ذرا مرمت کر دی تو یہ اور بھی گر پا گئے تب تو اسنے اِنکی خوب گت بنائی اور ساری جوانمردی اور بہادری رکھی رہی۔ دیر کے بعد انمین اتنی طاقت آئی کہ ذرا اُٹھ کے بیٹھے۔ اور ایک آدمی سے پانی مانگا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا یون ہی سی تسلی ہوئی۔ گھوڑا بھی پیاسا تھا اِسنے جو پانی کی صورت دیکھی تو منھ لپکا دیا اور اِس رحمدل آدمی نے ایک بڑی بالٹی بھر کے اُسکو بھی پانی سے چھکا دیا۔ جب وہ چلا گیا تو اِنھون نے اپنے کانے ٹٹو کی طرف مخاطب ہو کر یون تقریر کی (اے سلطان افراس دیار وا مستار میرے عزیز باد رفتار رشک حمار تیری ذرا سی حماقت نے مجھے آج کہین کا نہ رکھا ہوتا اگر وہ گیدی خرسوار میری ہیبت کے سبب سے بھاگ ہی کھڑے ہوئے ورنہ تو ہی سوچ کہ میری جان زار پر کیسی گذرتی یون تو وہ اگر ہزار در ہزار اور قطار در قطار بھی ہوتے تو کیا پروا تھی۔ مگر تیری ٹھوکر لینا میرے لیے ستم ہی ہو گیا مین اُسوقت زمین پر تیرے سبب سے لوٹ رہا تھا اگر کوئی دشمن خدانخواستہ خدانخواستہ ایک ہاتھ بھی چھوڑ دیتا تو مین کہین کا نہ رہتا۔ یہ تو ایسا ہی ہی کہ جیسے سوتے کو کوئی تلوار مار دے۔ سوتا اور مُردہ برابر۔ اُسوقت وہ کیا کر سکتا ہی۔ ہان اسوقت اگر وہ سب کے سب برسر مقابلہ آئین تو بھی عہدہ برا نہو سکین۔ ایک گرز کافی ہی اور بس۔ صرف ایک گرز بس ہی۔)

فصل ۔ ۵

یہ شکست پاکر اور کئی گدے کھاکر خدائی فوجدار بہت ہی نحیف اور ضعیف ہو گئے۔ کوئی اور ہوتا تو مارے درد کے کراہتا مگر انکے جوش جنون نے یہ پٹی پڑھائی کہ وہ سوار انکی بہادری سے ڈر کے فوراً بھاگ کھڑے ہوے۔ اور یہ سارا فساد انکے نزدیک اِنکے گھوڑے کا تھا ورنہ اگر وہ دغا نہ دیتا تو انھون نے اِن سب ناہنجارون کو

نیچا دکھایا ہوتا اور سب انکالو ہا مان گئے ہوتے۔ اُس قاطر سوار نے جو اِنکی مرمت کر دی تھی اُسکو یہ بالکل بھول گئے۔ اِس قسم کی باتین اِنکے ذہن سے اُتر جاتی تھین۔ اب یہ پریشانی کی حالت بین وہی پُرانا اول جلول بکنے لگے۔ وا ہی میرے عزیز رستم سیستانی تیرے بعد بین ہی نے معرکۂ دار و گیر بین نام پیدا کیا ہی

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد / نہ رہی دشت بین خالی کوئی جا میرے بعد

اب جو کوئی اِس بہادری اور جوانمردی کے میدان بین قدم مارے وہ بندۂ بارگاہ ہی کا نام لیگا۔

ہر مرغ کہ پر زد بہ تمنائے اسیری / اول بشگون کرد طوافِ حرم ما

اے رستم سیستانی تیرا برادر عزیز یعنی بین **خدائی فوجدار** وہ نام کرونگا کہ تیرے نام کو روشن کر دون گا۔ دو دو دام کو رام کرون گا۔ وہ وہ کام کرونگا کہ ظلم کی قلیہ تمام کرونگا۔ تعدی کی جڑ ہی دنیا سے کھو دون گا۔ جور کا نام تک نہ باقی رہیگا) یہ اپنے فرضی برادر عزیز رستم سیستانی کو مخاطب کرکے یہ اُلٹی بیہودہ تقریر کر رہے تھے کہ اِنکے گانؤن کے ایک آدمی نے اِنکی آواز سنلی۔ آواز کی طرف چلا دیکھا تو ایک سوار بھالا تلوار لیے ہوے پریشانی کی حالت بین پڑا بک رہا ہی قریب گیا تو پہچانا۔ کہا ارے یار تم تو ہمارے گانؤن کے ہو۔ یہ آج یہان کہان اور یہ قطع تمنے کیا بنائی ہی۔ یہ سر کنڈے کا خود کیسا ہی اونچی کیون بنے ہوے ہو۔

خدائی فوجدار سودائی تو تھے ہی سمجھے کہ رستم سیستانی باتین کر رہے ہین اُنکی تقریر کے جواب بین آپ نے ایک اور فضول تقریر شروع کی۔

دسنو بھائی رستم سیستانی برادر جانی کہ ہمنے ایک نا ظورۂ ماہ وش بالا بلند گیسو کمند سے دل ملایا ہی۔

حسن مکان بین ہو ترے رخسار کا روشن چراغ / ہی یقین بنجائین دیوارون کے روزن چراغ
جب تلک ہی حسن معشوقون پہ ہین عاشق نثار / گرد ہین پروانے بھی جبتک کہ ہی روشن چراغ
روشنی ہی ایسی اسکے سینۂ پر نور کی / ہو گیا مجھکو یقین ہی زیر پیراہن چراغ
گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا / لعل لب کو بین نے سمجھا مال پر روشن چراغ
مانگی حسن روے تابان کی ترقی کی دعا / جب کسی نے سامنے میرے کیا روشن چراغ
باغ بین رخسار تابان دیکھکر تیرا جلا / بنگیا سلے رشک گل ہر لالۂ گلشن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ — دن کو ہو ویگا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ
قتل کرتا ہی خیال روے روشن مین مجھے — ہجر کی شب بنگیا ہی خنجر آہن چراغ
زلف کے باعث فروغ عارض روشن ہوا — شام کو یعنی دکھاتا ہی بہت جوبن چراغ

ای برادر اُسی کے عشق کے تیر کا گھائل ہون - اسی نے مجھے قتل کیا ہی - مگر مجھپر وہ نہین اِس آدمی نے افسوس کیا اور کہا یار تم تو اچھے خاصے تھے یہ مالیخولیا کب سے ہو گیا - تقریر یہہ تو انتہائی اول جلول. گفتگو محض فضول - بہکی بہکی باتین کرتے ہو - مین کچھ پوچھتا ہون تم کچھ جواب دیتے ہو. سوال از آسمان جواب از ریسمان - آثار جنون عیان ہین - یہ کہکر اِس بیچارے نے اِنکا منھ دھولایا - زمین سے بہزار خرابی اُٹھایا گرد جھاڑی - پھر پانی پلوایا جب ذرا ذرا اِنکو ہوش آیا تو اِنکے لدو کانے ٹٹو کو لیا اور انکو اپنے گدھے پر سوار کیا اور لیچلا - رشک حمار بھی انتہا سے زیادہ شل تھا - چلنا دوبھر ہو گیا تھا - اُنکا دوست بیچارہ کسان ٹخ ٹخ کرتا اُسکو لاتا تھا خود پیدل چلتا تھا راستے مین ہوا جو چلی تو چوٹ نے رنگ اثر دکھایا - اُبھری اور انکو بہت ہی پریشان کیا - ازبس بیقرار تھے - اور کرب بہت تھا - مارے درد کے بُرا حال تھا - راستے بھر کراہتے گئے کسان بیچارہ کو انکی حالت پر بڑا افسوس تھا - اور تمام راہ مین انکی تسلی کرتا تھا کہ اب گھر پہونچا اب گھر مین داخل ہوا - خدائی فوجدار گو حالت زار مین تھے مگر دُھن ہی تھی واہ رے دُھن کے پکے - کراہتے بھی تھے اور زار زار روتے بھی تھے مگر بہادری اور جوانمردی اور نبرد آزمائی اور بسالت کی باتین بھی نہین بھولے تھے -

به میدان چو سهراب شد ناامید — برو تیره شد روی روز سپید
باورد گه رفت نیزه گرفت — همین باید از گفت باور شگفت
یکے تنگ میدان فرو ساختند — بکوتاه نیزه همی باختند
زگرز و عمود اندر آمد بجنبش — چمان باد پایان دگردان وزم
شگرفی بماند این ازان آن ازین — چنان تنگ شد بر دلاور زمین
ز سم ستوران دران پهن دشت — زمین شش شد و آسمان گشت هشت
علم برکش اے آفتاب بلند — خرامان شو اے ابر مشکین پرند
بنال اے دل رعد چون کوس شاه — بخند اے دم برق چون صبحگاه

جب رستم اور سہراب مین پہلی مصاف ہوئی تو برادر من پہلے تم تلوار سے لڑے پھر تیرون سے جنگ ہونے لگی۔ اِسکے بعد گرز سے۔ تمہارا لڑکا بھلائی صاحب تمسے بڑھ گیا) خدائی فوجدار اپنے گانون کے اِس کسان کو برابر رستم سیستانی سمجھتے اے دل لگی یہ تھی کہ یہ اُنکی نہ سنین اور وہ اُنکی نہ سمجھین یہ کچھ اول جلول بکین اور وہ اِسکے جواب مین تشفی دین کہ گھبراؤ نہین گانون قریب ہے کسان بیچارہ سمجھا کہ سرسام ہوگیا اِسی سبب سے بہکی بہکی باتین کرتا ہے الغرض اِسی طرح کی باتین کرتے کرتے یہ دونون آدمی شام کے وقت گاؤن کے قریب داخل ہوے۔ یہان پر کسان نے اِنکے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ایک کپڑا بچھا دیا اور اِنکو گدھے پر سے اُتارا اور اُسپر لٹایا اور سوچا کہ شام کے قبل اُنکو یہان سے نہ جانے دونگا تاکہ کوئی اِس بیچارے کو اِس حالت مین نہ دیکھ سکے اور اِسکی مفت مین بدنامی نہو۔ سوچا کہ جب رات ہوگی تو اسکو اُسکے مکان پر پہونچا دونگا کوئی کانون کان نہ سُنیگا اور یہ چپ چپاتے پہونچ جائینگے۔ جب دو گھڑی رات ہوئی تو اُسنے اِس سودائی کو گدھے پر سوار کیا۔ اور جا کے اِنکے دروازے پر پہونچا دیا اُسوقت خدائی فوجدار صاحب کے گھر مین اُنکی بھتیجی اور پادری صاحب اور خلیفہ حجام اور اُنکی ماما باتین کر رہے تھے خلیفہ نے کہا صاحب اسمین شک نہین کہ لڑائی بھڑائی اور جھوٹے قصے کہانی کی کتابون اور روائیتون نے ہمارے مالک کو سودائی کر دیا۔ اب یہ گئے گذرے۔ کیا جانے پانچ چھ روز سے کسطرف نکل گئے ہین اور کیا گذری ہی۔ نہ وہ ٹٹو ہی نہ وہ خود ہی نہ تلوار نہ بھالا نہ نیزہ معلوم ہوتا ہی سودائیون کی صورت بنا کر جدھر سینگ سمایا اُدھر نکل گئے۔ خدا جانے کہان گئے۔ کس سے بھڑ پڑے۔ ماما نے کہا ایک دن جنون کے جوش مین بک رہے تھے کہ فلان بہادر کے گھوڑے کی دُم اٹھارہ میل کی تھی اور فلان جرنیل کی تلوار کا دس من وزن تھا اور ہم جس روز زبردستون کے ظلم سے زیردستون کو بچانے کو مسلح ہو کر نکلینگے دیو اور اژدہے اور شیر خراج گزار ہونگے۔ دیو پریان لائینگے اور اژدہے من دینگے اور شیر ہر قسم کے جانور جنکو انسان کھاتے ہین لا کر نذر دکھائینگے۔ مگر ہم کسی کی جانب رخ نہ کرینگے ہان اگر کوئی شخص کسی پر جور و ظلم کریگا تو اُسکو ہم ضرور جہنم واصل کرینگے۔ اسی طرح کی فضول گفتگو آپ ہی آپ دن رات کیا کرتے تھے بس ہم سویرے جو اُٹھے تو انکو غائب پایا۔ کہین پتا ہی نہین۔ اِدھر ڈھونڈھا۔ اُدھر ڈھونڈھا۔ ندارد۔ اُنکی بھتیجی نے کہا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ دو دو دن برابر دن رات شاہنامہ اور سکندرنامہ اور آلا ادھن کی کتابین پڑھتے پڑھتے

ایک دفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور تلوار نے کے لگے بیترے بدلنے۔ کئی بار دیوار پر تلواریں
لگائیں اور جب اِس مجنونانہ کارروائی سے تھک گئے تو ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا اور ذرا دل کو
ڈھارس ہوئی تو کہنا شروع کیا کہ آج ہمنے چار دیوؤں کو نیچا دکھایا اور دو اژدہے مارے اور دس
شیر کاٹ کے پھینک دیے اور جب پسینا نکلتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ خون بہتا ہے۔ لڑائی میں جو
زخم کاری اُنکو لگے تھے اُنکا لہو بہتا ہے۔ دو ایک دفعہ مین نے کہا کہ چچا جان یہ کیا کرتے ہو پسینے کو
خون بتاتے ہو دیوار پر تلوارین لگاتے ہو اور کہتے ہو دیوؤن سے لڑتا ہون مگر انکی سمجھ ہی مین نہین
آتا تھا کہ مین کیا کہتی ہون۔ اور حقیقت حال یون ہے کہ یہ سب ہمارا قصور ہے۔ مین نے بڑی غلطی کی
تم سب کو اِنکی بیوقوفی کی باتون سے اطلاع نہ دی ورنہ ہم سب ملکے ان کتابون کو پھونک دیتے۔
ساری دنیا پڑھتی ہے اور حظ اُٹھاتی ہے۔ مگر انکے دماغ مین ان کتابون نے خلل پیدا کر دیا
یہ باتین کسان نے سنین تو اسکو اب کامل یقین ہوا کہ اِسکا پڑوسی پاگل ہو گیا تھا اِسنے بآواز بلند
کہا دروازہ کھول دو۔ سہراب اور رستم۔ کئی دیوؤن اور جنون اور اژدہون کو فتح کر کے آئے ہین
یہ عجیب آواز جوان لوگون نے سنی تو دروازہ کھول دیا اور دیکھا تو خدائی فوجدار اور اُنکا پڑوسی ہے
سب کے سب باہر نکل آئے اور خدائی فوجدار نے جو ابھی کسان کے گدھے ہی پر لدے
ہوئے تھے بے تکی ہانک لگائی (دیکھو جی ایک بڑی جنگ مین جسمین کئی ہزار سوار اور پیادہ نامدار
غنیم کی طرف سے آئے تھے اور ایک قلعۂ فلک شکوہ کو سر کرنے جاتے تھے مین اپنے اس گھوڑے
کے سبب سے اسقدر زخمی ہوا کہ سر مین موز خمی ہے۔ یہ سب میرے بادپا کا قصور ہے ورنہ مین نے
تو اُن سب کو کبکا اُڑا دیا ہوتا۔ سب بھاگ کھڑے ہوتے۔ مین گھوڑے پر گرنے کے سبب سے
سنبھل نہ سکا اور سنبھلتا کیا ہتھیار اور گھوڑا اور مین سب گڑبڑ ہو گئے تھے ممکن تھا کہ غنیم جو غنایم و
بہایم سے بھی زیادہ شمار مین تھے ہمکو تہ تیغ کرتے مگر میری صورت اور ڈیل ڈول اور شمشیر خارا شگاف اور طرز
مصاف کو دیکھکر ایسی ہیبت اُنپر چھائی کہ بھاگتے راہ نہ ملی اور مین نے للکارا تو اور بھی تیزی کے ساتھ
جوتیان چھوڑ چھوڑ کر بھاگے مگر بہادرون کو زخم کی پروا کیا ہے۔ اچھا اب تم اُس
بیدراج مصرانی طبیب کو لاؤ جسنے جنگ تولیخان مین فرزبد کا علاج کیا تھا) ماما نے کہا
فرزبد کو لگے آگ اور قولیخان پڑے بھاڑ مین آپ اُتریے ہم بے مصرانی طبیب ہی کے آپ کا علاج کر دینگے
قولیخان کو رہنے دیجئے ہزار خرابی دو چار آدمیون نے ملکر اِنکو گدھے پر سے اُتارا اور اندر
لائے اور پلنگ پر لٹایا اور اِدھر اُدھر دیکھا کہ جو زخم آئے ہون اُنکا علاج کرین مگر زخم کہان

پادری نے کہا ہمکو تو کوئی زخم نظر نہین آتا انھون نے جواب دیا کہ ہمنے دس دیوؤن سے یکہ و تنہا مقابلہ کیا تھا اور دسون کو نیچا دکھا دیا۔ پادری صاحب کو بے اختیار ہنسی آئی کہا داخاہ تو یہ کہیے دیوؤن سے بھی حضور نے مقابلہ کیا۔ اور خالی خولی مقابلہ ہی نہ کیا بلکہ زیر کیا اور وہ سب حضور کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوے۔ اللہ ری جوانمردی اور واہ ری بسالت۔ واہ صاحب واہ۔ دیوؤن کا علاج تو پیچھے کیجیے گا پہلے دماغ کا علاج تو کیجیے جب خدائی فوجدار نے آرام کیا تو لوگون نے کسان سے سب حال پوچھا۔ اسنے کل سرگذشت کہ سنائی کہ ایک مقام پر پڑے سسک رہے تھے مگر اس حالت مین بھی دیو اور جن اور جنگ اور تفنگ کا ذکر مذکور تھا۔ اور راستے بھر یہی اول جلول بکتا آیا۔

فصل ۔ ۶

سرکوب زبردست زیردست آزار۔ یلان جہان کے سردار خدائی فوجدار۔ دشت نبیان ضیغم مار جنگ کا ٹھیا وار راہوار شہسوار جنگ کئی دن کے بعد اپنے گھر مین بیٹھی نیند سوئے۔ پلنگ عمدہ۔ بستر صاف ستھرا۔ خدمت کو آدمی نوکر چاکر۔ نہ کہ سرا کی تکلیف کہ معاذاللہ۔ دو گھنٹے پہرا دیا۔ ٹانگین ٹوٹین۔ اونٹ والے سے جھگڑے گولا لاٹھی کے شکنجے مین کسے گئے۔ انکو اب کئی دن کے بعد آرام کرنے دیجیے اور ادھر انکے گھر کا حال سنیے کہ پادری صاحب نے انکی بھتیجی سے انکے کتب خانے کی کنجیان مانگین اور کنجیان لیکر ماما اور بھتیجی اور پادری صاحب اور خلیفہ حجام اور وہ کسان جسکی بدولت انکو بآرام گھر آنا نصیب ہوا کتب خانے مین داخل ہوئے تو ایک سو کئی کتب انکو وہان ملین جنمین بھوتون اور پریتون اور اجنہ اور دیوزادا وردریائی آدمیون اور گھوڑمونہے آدمیون اور ایسے انسانون کا ذکر تھا جنکا دھڑ مچھلی کا اور بدن انسانی یا بدن ریچھ کا اور سر اونٹ کا۔ یا سر اور دم ہاتھی کی سی اور دھڑ گدھے کا۔ یا کان آنکھ ناک سب چوہے کی سی اور دھڑ سانپ کا سا۔ کسی کتاب مین جادوگرون کا ذکر کہ ماش پڑھ کے کسی پر پھینکا اور وہ چوپایہ بنگیا۔ اشارہ کیا اور جادو کے زور سے انسان کو بیل بنا دیا۔ بیل کو گدھا بنا دیا۔ گدھے کے سر پر سینگ آگئے۔ جس کتاب کو دیکھا اسمین اسی قسم کی حماقت کی باتین۔ ماما بڑی ضعیف الاعتقاد عورت تھی۔ وہ جاکے پانی لے آئی اور پادری صاحب سے کہا حضور یہ پانی حاضر ہے کچھ پڑھ کے اس کمرے مین چھڑک دیجیے تو بہتر ہو ایسا نہو کہ جن۔ دیوؤن اور بھوتون کا اسمین تذکرہ ہے وہ ہمپر عتاب کرین پادری صاحب

کو اسکی سادگی پر ہنسی آئی۔ کہا تم بھی کتنی سیدھی ہو۔ اور ہوا ہی چاہو آخر ہو سکی تو کر۔ یہ کہکر پادری صاحب نے خلیفہ کو حکم دیا کہ تم ایک ایک کتاب مجکو دیتے جاؤ مین دیکھونگا کہ کون رکھنے کے قابل ہے اور کون اس قابل ہے کہ جلا دی جائے۔ مگر بھتیجی نے صلاح دی کہ سب کو پھونک دو۔ انمین کوئی جلد ایسی نہین ہے جو رکھنے کے قابل ہو سب پھونک دینے کے قابل ہین۔ بلکہ بہتر ہو کہ اِس کتب خانے کی کھڑکی سے سب کی سب باہر پھینک دیجائین یا صحن مین ڈھیر کر کے آگ لگا دیجائے۔ دھوان بھی دور تک نہ جائیگا۔ سب یہین جل بھن کے خاک ہو جائینگی۔ ماما نے بھی یہی راے دی۔ خلیفہ نے بھی اتفاق کر لیا مگر پادری نے کسی کی نہ سُنی اور اٹھا ایک کتاب پڑھنے لگا۔ پہلی کتاب کا نام پڑھتے ہی سب ہنس پڑے (کتاب جسمین ایک جادوگر کا بیان ہے جو سانپ کو موم کا آدمی بناتا اور اس سے لکھوکھا آدمیون کی فوج کو شکست دیتا تھا) اور سب تو ہنسنے لگے مگر ماما کانپ اُٹھی۔ کہا ہمین کیا معلوم تھا کہ اِس مکان مین سانپ بچھو بھرے ہین۔ دوسری کتاب پڑھی تو اُسکی لوح پر یہ لکھا تھا (شاہ دیمک اور گنگا دین دھجا کی لڑائی) اسپر بھی قہقہہ پڑا کہ کجا دیمک اور کجا انسان۔ تیسری کتاب کا نام تھا (مہا شاہ کے ہاتھی کے پاٹھے کی کہانی) اس کتاب کو ذرا پڑھا تو معلوم ہوا کہ کوئی مہا شاہ تھے۔ اِنکی ہتھنی کے بچہ ہوا اور وہ پاٹھا ان شاہ جی کی دعا سے عالم اور فاضل ہو گیا۔ صبح کو مناجات پڑھتا تھا۔ دوپہر کو تصوف کا کلام اور شام کو بہرام گور کے حالات۔ اس کتاب کی پشت پر خدائی فوجدار کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا کہ (انشاء اللہ این جانب اسی پاٹھے پر دیوؤن کے سردار سے لڑینگے ملک فرنچیئون مین جا کے دس لاکھ کی فوج کا ستھراؤ کر دینگے) اس فقرے پر بھی دیر تک ہنسی رہی۔ اِسکے بعد ایک اور کتاب آئی سُرخ رنگ کی جلد شنجرف سے سُرخ کاغذ پر لکھی ہوئی (دیو سُرخ پوش اور میان قرمز شاہ کی جنگ احمر) پادری صاحب نے کہا یہ تو سُرخا سُرخ معاملہ ہے۔ زمین سُرخ آسمان سُرخ مکین سُرخ مکان سُرخ۔ اسکے بعد ایک اور کتاب کھولی یہ منظوم نکلی۔

بنام خداے جہان آفرین — یلان زمین و زمان آفرین
سواران جنگی مغفر شکن — پدر بر پدر شیر و فولاد تن
نشد ثانی شان بہ ماچین و ہند — بہ ہیکل قوی ہمچو پیلان ہند
میلے بود در روم غاگینچود — کہ از ہول او شیر نر مادہ بود

چو بر پشت پیل آمد آن نامور
بگفتا بہ خصم خود شر انیست بوم
تو مردان جنگی کجا دیدۂ
چہ دانی کہ مردان بروز ستیز
منم رستم وقت ای نابکار
بہ یک گرز صد توپ برہم کنم
اگر اژدہا ہم مقابل شود
کہ دے را نباشد علاجے دگر
سپہد ہمان کس شود روز جنگ
سپہد مرا ورا بود نام و جاے

بہ شمشیر و بندوق و تیر و تبر
بقول مصنف شہ نامہ روم
ہمین خویشتن را پسندیدۂ
چسان بہرہ ور گشتہ از رستخیز
چہ دانی چہ جنگ ست ناکردہ کار
صفان بر صفان نیز درہم کنم
تپ دق شود نیز ہم سیل شود
بجز تیر و گوپال و بان و سپر
کہ آید بہ جنگاہ چون نقرہ خنگ
کہ باشد جری نیز فرخندہ راے

پادری نے کہا سب کے پہلے اسی کو پھونکنا چاہیے کیونکہ قلم کا اثر نیزے سے کہین زیادہ پہونچتا ہی - اسکو جلد جلا دو اسکے بعد ایک کتاب نظر سے گذری یہ دو حصون مین تھی اور ذکر اسمین یہ تھا کہ ایک روز غلباف بن چقماق بن قاز پاژندی کو راہ مین تین اژدہے ہاتھیون پر سوار ملے اور غلباف کو ڈانٹا کہ اگر خاندان قاز پاژندی سے ہی تو ہمسے مقابلہ کر - غلباف بن چقماق نے کہا ای اژدہو تمکو اور تمہارے ان ہاتھیون کو دم کے دم مین نیچا دکھا سکتا ہون مگر اسوقت ایک دیو سے کشتی بدی ہی اسکو سر کرکے آؤن تو اسکا جواب دون - اژدہون نے کہا او بزدل اور او بودے تجھ ایسے حقیر اور نام کے بہادرون کی یہی باتین ہوا کرتی ہین - بس اتنا کہنا تھا کہ غلباف کو طیش آگیا اور ایک پھونک جو مارتا ہے تو تینون ہاتھی مع اژدہون کے انٹاغفیل ہوگئے ہم سب کو بے اختیار ہنسی آئی - پادری نے کہا واہ رے غلباف تونے اپنے باپ چقماق کی بڑی عزت رکھلی اور اپنے دادا قاز پاژندی پر بڑا احسان کیا - اسکے بعد ایک چھوٹا سا رسالہ دیکھا جسکا نام گزبز دخیز اول تو اس نام ہی پر قہقہہ پڑا اور قہقہہ پڑتے ہی خلیفہ نے پادری صاحب سے کہا آپ نے جو غلباف کی کتاب مجھے دی ہے اسمین بھی سرخ پنسل سے ہماری سرکار نے کچھ لکھا ہے - پادری نے پڑھا تو ہنس دیا - کہا فرماتے ہین کہ انشاء اللہ ہم بھی خاندان قاژ پاژندی کی طرح مثل غلباف اژدہون کو ایک پھونک مین مع انکے

ہاتھیون اور حمایتون کے جہنم واصل کر سکیے بھتیجی بولی بس ایسی ہی کتابون سے انکے دماغ کو یہ خلل ہوگیا کہ اب کسی کی مان کے نہین۔ اژدہون کوایک پھونک مین مار ڈالا اور میان قرمز شاہ کی جنگ جم اور آلا اودھن کی گھوڑیا کی دم اور۔ ع۔ تپ دق شود نیز ہم سل شود۔ خلیفہ افسوس کرنے لگا کہ ایسا پڑھا لکھا آدمی اور یہ خبط۔ اسقدر ان فضول بے معنی اور لاطائل کہانیون کا معتقد ہو جائے کہ اپنے آپ کو اضحوکۂ روزگار بنالے اتنے مین ایک آواز آئی کہ کوئی شخص آہستہ آہستہ کسی کو پکارتا ہی۔ (بی گلابو جان۔ اری بی گلابو جان۔ بات کا جواب دو سائے مین قربان۔)

باور ہو کس طرح یہ کہ ہو دل سے دل کو راہ
پیارا ہو چہرہ چاند کا کس طرح تیری شکل
مشق خرام ناز تو کرتا ہی جس جگہ
گلشن مین ہنس کے میرے رلانے کو کہتے ہین
زانو وہ آئینے مین نہین جسمین جائے زنگ

ہم جان دین یہان انھین پروا وہان نہین
جسمین ترے سے ابرو و چشم و دہان نہین
گلتا زمین کے پلے مین وان آسمان نہین
اِس باغ مین تو ایک بھی نہر روان نہین
ساتین تری وہ شمعین ہین جنمین دھوان نہین

سب لوگ سمجھ گئے کہ آنکھ کھل گئی اور بے تکی ہانک رہے ہین۔ افسوس ہوا کہ اتنے دن کے بعد ذرا شب بھر بھی وحشت دل نے چین نہ لینے دیا۔ بے تکی ہانکنا شروع کی پادری نے کہا اب یہ درد لاعلاج سا ہوگیا۔ خلیفہ نے بھی اتفاق کیا۔ کسان بھی متفق الراے تھا پادری نے کچھ دل لگی دیکھنے لیے اور کچھ اس غرض سے کہ انکے جوش جنون کا حال دریافت کرین **خدائی فوجدار** کے کمرے کے دروازے باہر سے بند کر لیتے تاکہ باہر نہ نکل سکین اور چپکے سے تلوار اور بھالا بھی لے لیا اور بڑے جوش کے ساتھ کہا۔ او بہادرون کے سردار۔ تبر اسر کوب آگیا دیکھکر وہ کتاب منظوم اٹھالی جسکے اشعار درج ہو چکے ہین او زور سے پڑھنے لگے۔)

منم آن یل نامور در جہان　　کہ نا ہید گردم نشان یلان
کمان کیانے و گرز گران
تو اسم خورش یل پسندیدہ　　زگلہا سے جرأت بسے چیدہ
تو مردان جنگی کجا دیدہ
ندیدم کسے بہتر از خود بجنگ　　ہمی گویم اینک بآواز چنگ
کہ عضو تنم ہر ہمہ گشت سنگ
یلان راز مردن چہ بیم و چہ باک　　چو آہنگ رفتن کند جان پاک

چه بر تخت مردن چه برروی خاک

بیا سلے پہلوان بگو کیستی دد و دام وعفریت یا چیستی

نہ مردی مگر زنگه آ آیستی

خدائی فوجدار زبردست آزار زبردست سرکوب کے ساتھ بڑے استقلال سے دشت نیپال ضیغم مار جنگ - کاٹھیا وار راہوار شہسوار جنگ نے یہ اشعار سنے اور سمجھ گئے کہ کوئی بڑا نامی گرامی جرنیل لڑنے بھڑنے آیا ہے اِس سے لڑنے مین ایک لطف مزید حاصل ہوگا - ایک دفعہ اُٹھ کھڑے ہوے اور وردی ڈانٹی اور سر کنڈے والا خود سر پر رکھا اور اِدھر اُدھر تلوار اور نیزہ ڈھونڈھنے لگے - مگر تلوار ندارد - نیزہ غائب - دروازہ کھولنے چلے مگر ہر در کو بند پایا اسپر بہت ہی جھلاّئے - بہت بگڑے - اور غل مچاکر کہنا شروع کیا اِدہ بہادر ادیل نامور یہ بات آئین جنگ اور قوانین نبرد سے بہت بعید ہی کہ ایک پہلوان کو للکارے اور ڈانٹے اور دروازے بند کرلے اور پرانے شاعرون کے اشعار پڑھے اور باہر سے للکارے اور سامنے نہ آئے - یہ بزدلون اور بودون کا کام ہی - ایسے بزدلون سے جنگ آزما ہونا اہل بزم کی وضع کے خلاف ہی اگر مرد میدان ہی تو بسم اللہ آ ایک گرز تیرے سر کے دس ٹکڑے کردے اور تمام زمین تیرے خون سے بھردے - ہم شیران شیر ہین - جری اور دلیر ہین -

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

پادری صاحب نے جواب دیا - اے ایل نامی گرامی - دروازہ بند ہونا بھی کوئی پہلوانون کے لیے بھاگ جانے کی دلیل ہی - لاحول ولا قوۃ - اگر بہادر ہی تو سامنے آ -

اپنی جگہ تو سب کو ہی دعوے مردمی میدان کارزار مین ٹھہرے تو مرد ہی

خدائی فوجدار نے یہ سُنا تو آگ ہی ہوگئے - اور اِس زور سے دروازون کو دھمدھمایا کہ ایک دروازہ کھٹ سے الگ ہوگیا اور آپ برآمد ہوئے - اور آتے ہی فرمایا -

خشمگین چین بجبین از پے کین سے آید زین دو یک از پے دل یا پی دین می آید

پادری صاحب نے کہا خدا خیر کرے اب کس بلا کا سامنا ہی - اس سودائی کو کون روک سکیگا بھتیجی نے آگے بڑھکر کہا چچا جان کہان جاتے ہو - سو رہو - سو رہو - ذرا دیر آرام کرو ابھی ابھی سوئے تھے اُنھون نے ہش کرکے کہا دکھائی لے مرد میدان اے رشک یلان - بیا د بابا نبرد آزما شو - کجا رفتی بہادران بدین طور پشت بہ مرد مقابل د غنیم سے نے دہند

فن جنگ مین یہ امورہ اصول جائز اور روا نہین - اگر تو کاہی تو آجا - انکے غصے کی کوئی حد و پایان نہتھی - تیتو تھمبو کر کے انکو سمجھایا اور بہزار خرابی انکے کمرے مین پھر لیجا کے لٹایا مگر اب انکی نیند اُچٹ گئی - ع - سونا سوگند ہوگیا یا رب - جب بعد خرابی بصرہ نیند آئی تو اور کتابون کا جائزہ لیا گیا (داجہ ندیہ ژند غطلیف قربنوق) یا الٓہی نام ہی یا یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ہماچل پربت کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تیتھر لڑھکا رہا ہی - سو بار پڑھیے مگر پھر کورے کے کورے اسمین سات چورون کا ذکر تھا جنکو لوگ ساتارہن کہتے تھے - یہ سات چور سات بھائی تھے اور ڈاکہ زنی مین حکمت اُستاد - آواز پر تیر مارتے تھے اور نشانہ کبھی خالی نہین جانے پاتا تھا - ان ساتون کو ایک جن نے یہ سب سکھایا تھا مگر ایک اور جن نے جسکا نام ملیحت تھا ان ساتون کو زیر کیا اور کسی کو بلی کسیکو بکرا کسیکو بیل کسی کو بھینس بنا دیا -

ایک اور کتاب کھولی گئی جسمین گھوڑون کی بیماریون اور علاج کا ذکر تھا - پادری صاحب نے کہا اس کتاب کا جلانا فضول ہی - اسکو رہنے دو - اسکے بعد ایک اور کتاب کھولی جسمین گڈریون کو ہدایت تھی کہ جنگل مین مویشی کی یون خبرداری کرین یون پالین اور فلان فلان بیماریون مین فلان فلان بوٹی دین - پادری صاحب نے اس کتاب کو بھی جلانے کی سزا سے بچایا مگر خدائی فوجدار کی بھتیجی نے اصرار بلیغ کیا کہ از برائے خدا ان کل کتابون کو جلا دو - ورنہ ایسا نہو کہ اس مرض سے چنگے ہوکر انکا میلان طبع گھوڑون کی طرف ہو اور رسالو تری بنجائین اور اصطبل اصطبل روز جھانکتے پھرین اور گھوڑون کی لید اُٹھائین کسی کو گُرگری تبائین اور کسی کو بوخمہ تبائین یا اگر گڈریے پن کی سوجھی تو یہ غضب ڈھائین کہ جنگل کی راہ لین بھیڑ بھیڑی بکرے بکری کی جان عذاب مین کرین - انمین کوئی کتاب اس قابل نہین ہی کہ جلائی نہ جائے اور اسکو آگ نہ دکھائی جائے - اتنے مین پھر آواز آئی دغیرت مہوشان عالم فخر بنی نوع آدم دلدار گلعذار دلبر گلرخسار جان آن و بان میری پیاری بی گلالو جان صاحب -

ہالے مین ماہ کا ہوتا ہی چکورون کو یقین
کیون خریدے دل پر داغ ہمارا دہ گل
گذرین سو حال پہ کیا دخل کہ وہ یاد کرے
اور کچھ ذکر نہین یار زبان پر جاری
حال پرُسی مری کرتا ہی مرا درد جگر

کبھی انگڑائی جو دہ رشک قمر لیتا ہی
کوئی داغی نہین دنیا مین ثمر لیتا ہی
کب وہ بھولے سے بھی عاشق کی خبر لیتا ہی
دل مرا نام ترا آٹھ پہر لیتا ہی
وہ مسیحا تو کہان میری خبر لیتا ہی

خلیفہ نے پوچھا پادری صاحب یہ گلابو جان کون ہین انھون نے کہا اس گانؤن مین تو اس نام کی ہمنے کوئی عورت نہین سنی کسان نے کہا اسکے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہین کہ بی گلابو جان کون ہین یہی سوجھ گئی مجھے رستم سیستانی کہتے تھے راستے بھر مین رستم بنا رہا۔ اسی طرح کوئی گلابو جان بھی قرار دے دی ہوگی۔ خلیفہ بولے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ بہادری اور پہلوانی کو گلابو جان اور کسی جان سے کیا مناسبت ہے۔ پادری نے انکو سمجھایا کہ بیشک مناسبت ہے کیونکہ اگلے زمانے مین اس قسم کے بہادرون کی ایک معشوقہ ضرور ہوتی تھی اور اُسی کا نام لیکر وہ خبطی معرکون پر جاتے تھے پُرانی کتابون کی باتین یاد تو یہی ہین بس جو ہوا انمین پڑھا ہے وہ سب حفظ ہے اُسی کے بموجب عملدرآمد کرتے ہین۔ اس تقریر کے لبعد خلیفہ نے ایک اور کتاب پادری صاحب کو دی۔ انھون نے کہا یہ کتابین تو جلانے کے قابل نہین ہین اُن مین صرف گڈریون کا ذکر مذکور ہے مگر انکی بھتیجی کی راے تھی کہ انکو بھی جلادین بھتیجی بولی (ضرور۔ یہ ضرور ضرور جلادی جائین۔ ورنہ ممکن ہے کہ انکے دماغ مین یہ سودا ہو جائے کہ جنگل مین جا کے گڈریے بنجائین اور وہان بگل بجائین اور بھیڑون اور بھیڑیون کو بلائین۔ ایک بلا سے چھٹکارا ملتے ہی دوسری بلا سے دو چار ہون اور ہم کو یہ کہنا پڑے۔)

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جلنا		پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

الغرض کل کتابون کا تھوڑا تھوڑا جائزہ لیکر پادری صاحب نے ماما کے حوالے کین اور صحن مین انکا ڈھیر لگایا گیا اور جلادی گئین اور سب کو ایک قسم کی تسلی ہوئی کہ اسباب وحشت خدا خدا کر کے دور ہوا جسنے اس بیچارے اچھے خاصے بھلے چنگے کو دیوانہ بنا دیا تھا خلیفہ نے شعلون کو دیکھکر کہا۔ (اگر ہمارے حضور اسوقت اپنے اس لاتناہی خزانے کو جلتے بھنتے دیکھ لین تو غضب ہی ہو جائے خود آگ بھبھوکا ہو جائین اور خدا جانے کس کس سے بگڑین اور کیا کرین) بھتیجی نے کہا (غضب ہی ہو جائے۔ انکو یقین ہو جائے کہ کوئی دیو انکو آگ سے ڈراتا ہے یا کوئی جن کسی زیردست کو ستاتا اور آگ مین جلاتا ہے۔ اس سے انتقام نہ لیا تو بہادری مین بٹا لگ گیا۔ نام ہی ڈوب گیا۔ آگ مین پھاند پڑین تو عجب نہین۔ چاہے جل جائین مگر اپنے فن بہادری کے خلاف نہ کرینگے) کسان یہ تماشا دیکھکر رخصت ہوا تو ان سب نے شکریہ ادا کیا اور کہا اگر آپ مدد نہ کرتے تو واللہ اعلم کیا ہو گیا ہوتا۔ بڑا ہی غضب کا سامنا تھا۔ کسان نے افسوس ظاہر کیا اور اپنے گھر گیا جب سب کتابین خوب اچھی طرح سے جل کے خاک

ہوگئین تو ماما نے کل کے ذریعہ سے پانی ڈالا اور سب خاک بہ گئی اور صحن پھر بدستور صاف ہوگیا۔ خلیفہ بھی رخصت ہوئے۔ ماما نے بھی آرام کیا بھتیجی بھی سوگئی سحر کاذب کے وقت **خدائی فوجدار** صاحب بیدار ہوئے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا اور ذرا دیر کے لیے اپنے آپے مین آکے سوچنے لگے کہ میری یہ کیا حالت ہوگئی ہی مگر پھر جنون نے زور کیا اور وحشت کی لینے لگے (اوحور دور از قصور)

بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھ مین ہین تن کے بیٹھے ہین
کسی سے آج بگڑی ہی کہ وہ یون بنکے بیٹھے ہین
دلون پر سیکڑون سکے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
کلیجے پر ہزارون تیر اس جتون کے بیٹھے ہین

نرد دغا کھیلنا یارجانی کا شعار نہین۔ جو اپنے کو دل سے چاہے اسکو بھولنا باوفاؤن کا کام نہین ایک روز ہمارا سینہ کسی معرکۂ دار و گیر مین ہار ہو دا اور چھرون سے چھلنی ہو جائے گا۔ اور کسی دن بڑے بڑے دیو تمھارے آستانے پر معافی مانگتے آئینگے۔ تم خفا ہوگئی ہو تو خیر۔

آثر ہی جذب الفت مین تو کھنچ آہی جائینگے
ہمین پروا نہین ہمسے اگر وہ تن کے بیٹھے ہین
کھڑے ہون زیر طوبیٰ وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی
جو حسرت مند تیرے سایۂ دامن کے بیٹھے ہین
یہ اُٹھنا بیٹھنا اُنکا ضرور اک رنگ لائیگا
قیامت بنکے اُٹھینگے بھبھوکا بنکے بیٹھے ہین

فصل ۔ ۷

دو دن بعد صبح کو بھتیجی اُٹھی تو اُسنے انکی یہ صداے بے ہنگام سنی اور ماما سے کہا کہ جاکے چاے پلا آؤ۔ ماما بولی حضور آج بدھ کا دن ہی۔ آج تو پانی تک نہ پیئینگے اتنے مین پادری صاحب بھی آئے اُنھون نے کہا اب انکو اتنا خیال کہان کہ آج بدھ ہی اور کل جمعرات اور پرسون جمعہ اور کس دن یہ کیا کھاتے ہین۔ انکے کمرے مین گئے تو دیکھا تلوار ہاتھ مین لیکر اُچھل کود رہے ہین پادری صاحب سے کہا شب کو ایک دیو نے ہمین للکارا۔ دروازے سب بند کردیے اور تلوار اور بھالا اٹھا لیگیا ہمنے جادو کے زور سے دروازہ کھولا اور دیو کو قتل کیا اور تلوار چھین لی اب سویرے سویرے دو ساحرون کو مارا۔ پادری صاحب نے انکی جوانمردی اور کارنمایان کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اب آپ تھوڑی چاے پی لیجیے کہ اس مہم صعب مین کسی قدر شل۔ آپ ضرور ہوگئے ہونگے۔ اُنھون نے جواب دیا اچھا لاؤ۔ پادری نے اشارہ کیا۔ ماما نے پہلے مرغ کا شوربہ اور چپاتیان کھلائین اسکے بعد شیرمال کے ٹکڑے کھلائے اور پھر چاے پلائی تو ذرا ڈھارس ہوئی کیونکہ چار بجے سے تلوار گھماتے اور بکتے بکتے شل ہوگئے تھے۔ شوربے سے ذرا قلب کو تقویت ہوئی تو شمشیر بکف حضور کمرے سے برآمد ہوئے اور صحن مین ٹہلنے لگے اب سنیے کہ بھتیجی نے پادری کی صلاح سے ایک رات کو معمارون

اور مزدورون کے ذریعے سے اس کمرے کو چنوا دیا تھا جہان کتابین رہا کرتی تھین اور باہم صلاح ہوگئی تھی
کہ اگر یہ سوال کرین تو یہ جواب دینگے اور کمرے کی نسبت دریافت کرینگے تو یہ کہینگے۔ کچھ دیر کے بعد
انکو اپنا کتب خانہ یاد آیا۔ دیکھا تو ندارد۔ ادھر گئے اُدھر گئے۔ اِس کمرے مین جا۔ اُس کمرے مین جا۔
این اِکتابین کہان ہین۔ کتابون تک تو خیریت تھی کتب خانہ کہان ہی۔ اُسکا پتا نہین۔ این گل
دیگر شگفت۔ اب انکو کچھ خیال ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی۔ اور یہان تو۔ پہلے ہی سے وہ شبندی
ہوگئی تھی۔ ماما سے پوچھا کتب خانہ کیا ہوا۔ اُسنے کہا میان اسکا حال کچھ نہ پوچھو تم تو چھوڑ چھوڑ
کے چلے جاتے ہو اور یہان ہماری جان پر بن آتی ہی۔ ایک روز گھڑگھڑاہٹ کی سی آواز ہوئی جیسے
بادل گرجتے ہین ہم لوگ کانپ گئے کہ یا اللہ بچائیو۔ اتنے مین دھوان سا نمودار ہوا اور سارے
گھر بھر مین پھیل گیا۔ مین تو مارے خوف کے اچھی طرح دیکھ نہ سکی مگر حضور کی بھتیجی نے سب دیکھا بھتیجی کو
بُلایا اُسنے کہا پہلے تو معلوم ہوا کہ جیسے بادل گرجتے ہین اور مین ڈرنے لگی۔ ماما کے دل پر بھی خوف طاری
ہوا کہ یا اللہ کیسی مہیب آواز ہی۔ اتنے مین ایک ساحر سانپ پر سوار آسمان سے آتا ہوا
نظر آیا۔ سانپ سے اُترا اور اُس کمرے مین گھس گیا اور وہان خدا جانے اس نے کیا کیا تھوڑی دیر مین
ہم لوگون نے دیکھا کہ چھت مین سے اُڑ کے نکل گیا اور گھر مین اِدھر اُدھر چوطرفہ دھوان
چھا گیا۔ اور ایک آواز آئی کہ جو ہمسے دشمنی کرے گا اُسکے ہان ہم اُسکی غیبت مین چوری کرین گے
اور اُسکی بھتیجی کو جادو کے زور سے اُٹھا لیجائینگے۔ پوچھا اُسکا نام تو نہین معلوم ہی بھتیجی نے کہا شاید
قرچاچ زفرف بتا گیا ہی۔ غور کرکے آپ نے فرمایا زقرچاچ زفرف نہین۔ غرنوغاف تُرفُشرف
کہا ہوگا وہ ہمارا بڑا دشمن ہی ہمنے اسکو کئی زکین دی ہین) ماما اور بھتیجی دونون نے کہا ہان کچھ ایسا ہی
نام بتایا ہی۔ اچھی طرح یاد نہین مگر آخر مین زفرف ضرور تھا۔ فرمایا (کیا کتب خانہ اُٹھا لیگیا) بھتیجی نے
کہا (کتب خانہ تو کتب خانہ وہ تو کتب خانے کا کمرا تک لیگیا اور یہ کہ گیا کہ ایکدن اسکی بھتیجی کو بھی لیجاؤنگا مین
عورت ذات اسکا کیا کرلونگی تم اب کبھی چار چار پانچ پانچ دن کے لیے باہر نہ غائب ہو جاتا۔ اللہ
کے لیے۔ انھون نے تلوار لی اور جس مقام پر کتب خانہ تھا وہان کھڑے ہوکر کوئی سو ہاتھ
تلوار کے مارے ہونگے یہان تک کہ تلوار خم ہوگئی اور اُنھون نے ہانک لگائی (ای غرنوغات
زفرف تو بھلا مردون اور بہادرون کا کیا مقابلہ کرے گا۔ ای لاحول جب بہادرون کی غیبت مین تو اُنکے
ہان چوری کرنے لگا تو اب تیری کیا اصل و حقیقت ہی۔ ڈاکو چور گرہ کٹ کو پہلوانی اور جوانمردی
سے کیا سروکار ہی۔

تو مردان جنگی کجا دیدۂ
ہمین خویشتن را پسندیدۂ

اسمین کون بہادری ہی کہ بے بس عورتون پر شیر ہوگیا - اگر مرد ہی تو ہمسے لڑ - اگر عہدہ برآ ہو جائے تو اس فن کو ترک کردون - پھر اسکا نام نہ لون - گرز سے سر اعدا کچل دون یہ گستاخی کہ ہزار ہا برس کا آباد اجداد کے وقت کا کتب خانہ لے اُڑا دھمکا گیا کہ عورت سے بدلہ لیگا اسے لعنت ہے تیری بہادری پر - عورت سے جو شخص انتقام لے وہ بزدل بودا - ہان اگر ہم سے انتقام لینا ہو تو آ (خم ٹھوک کر) ابھی ابھی آ - (پھر خم ٹھوک کر) ابے آتا ہی یا نہین آتا - بڑا مرد ہی تو آجا - دیکھ مع تیرے سانپ کو ایک پھونک مین اُڑا دیتا ہون یا نہین -

تیرے گلشن کے لیے اک تیف دل کافی ہے
بحث نالہ نہ کر اے بلبل نالان ہم سے

اتنے مین خلیفہ آیا تو یہ سمجھے کہ زفرف آگیا - اور پینترے بدل کر تلوار تول کر جھپٹنے ہی کو تھے کہ مگا پادری صاحب انکو لپٹ گئے - اور کہا یہ تو تمھارا نوکر حجام ہی - دوست اور دشمن مین فرق نہین کر سکتے ایسے از خود رفتہ ہوگئے ہو تم دیوؤن اور بھمون کا کیا مقابلہ کروگے - اپنون ہی کو قتل کر ڈالوگے خدائی فوجدار نے جو پادری کو بگڑتے ہوئے دیکھا تو سہولت کے ساتھ سمجھایا کہ بھائی تم پادری آدمی انجیل اور توریت کی باتین جانو تمکو اس کوچے مین کیا دخل ہی یہ ساحر لوگ باپ کی شکل بناکے آئین اور مار ڈالین - دادا چچا بنین اور زک دین اِنکا کوئی اعتبار تھوڑا ہی ہی - اچھا مین اِنکی آزمایش کرتا ہون امتحان لیتا ہون اگر یہ وہی ساحر ہی تو میرے اسکے لڑائی ہو جائیگی اور اگر ساحر نہین ہی تو صورت دیکھو کے بیوقوف کی طرح چپ چاپ کھڑا رہیگا اور بولیگا نہ چالیگا - اب مین اس سے کچھ گفتگو کرتا ہون (اجی قانون جاق بیوطن شوئی - سوکھدے بشرنی کہ ساہو شوئی - وژ وژا غژنی رژارژ - بیوطن شوئی - سوکھدے پاژ ندے دھوق) خلیفہ کو بے اختیار ہنسی آئی اور خدائی فوجدار نے پادری سے کہا ہمنے اجنہ کی زبان مین جس سے سب ساحر واقف ہوتے ہین اُسکو گالیان دین مگر یہ خاک بھی نہ سمجھا اِس سے یقین ہوگیا ناواقف آدمی ہی ورنہ واقف کار آدمی تو اگر مٹی کا بھی ہوتا تو کٹ مرتا اور جان دے دیتا بھتیجی نے ماما سے کہا ذری جاکے دروازے کی کنڈی تو لگا دو جب انکو زفرف سمجھے اور تلوار لے کے دوڑے تو اسی طرح اور جو کوئی یہان آئے گا اُسکو بھی غرجاچ یا شرشاف یا منقوطیف سمجھکر دوڑ پڑینگے -

خدائی فوجدار نے کہا - بات یہ ہی کہ اس ساحر کو مجھسے بڑی دشمنی ہی کیونکہ ایک نامی

بہادر ہے اور مجھسے لاگ ڈانٹ ہے اور وہ اِس ساحر کا چیلا ہے اور ساحر یہ خوب جانتا ہے کہ مین اُسکے چیلے کی کساد بازاری کر دونگا - اسی سبب سے وہ جلتا ہے اور مین یہانتک کہتا ہون کہ دیکھ لون گو مین اکیلا مار کے گرا دون گا اور یون - یون ڈھکی بجاتے ہوئے) یون نیچا دکھا دونگا - یون وہ لاکھ دشمنی کرے جو قسمت کا نوشتہ ہے وہ مٹ نہین سکتا - یو کرم لیکھ نا مٹے کرے کوڑلا کھن چترائی ایک دن میرا خنجر ہے اور اسکا سر ہے - اُنکی بھتیجی نے کہا یہ جو آپ فرماتے ہین یہ تو سب سچ ہے مگر اِس رہ نوردی اور کوچہ گردی اور جنگل بیابانون مین پھرنے سے کیا فائدہ - اپنے گھر مین بیٹھو - جو روکھی سوکھی ملے وہ کھاؤ اور چین سے زندگی بسر کرو اس سے کیا فائدہ کہ کہین سر پھوٹا اور کہین ناک ٹوٹی اور کہین کان کٹا دو دو دن تک کھانا پینا حرام ہو - نیکنامی در کنارا ور مفت مین انسان بدنام ہو عقلمندی کے یہ معنی کہ کم کھائے مگر غم نہ کھائے آدھی چھوڑ کے پوری کو دوڑنا دانشمندی کے خلاف ہے - ورنہ اکثر ہوا ہے کہ چوبے جی چھبے ہونے گئے تھے وہان سے دوبے ہو کے آئے - **خدائی فوجدار** نے کہا بٹیا تم بھی کتنی نادان ہو - یہ باتین تم کیا جانو - بھلا مجال ہے کہ کوئی میرا بال بیکا کر سکے - کھال کھینچلون اور بھس بھر دون - وجہ یہ کوئی ہمارا نقطہ مقابل نہین -

دشمنی را ہمنفنی شرط ست وآن دانی کہ نیست		از تو نبود نغمہ ور سازی کہ در چنگ من ست

اس گفتگو سے اُنکا جوش جنون اور بھی تیز ہو گیا اور خون آنکھون سے ٹپکنے لگا اور مارے غصے کے کانپنے لگے - یہ کیفیت دیکھکر سب خاموش ہو رہے کہ اب چھیڑنا اور نصیحت کرنا فضول ہے ایسا نہو کہ بگڑ جائین اور جنون کی آگ اور بھی بھڑکنے لگے -

کون سنتا ہے تری جوشش جنون مین ناصح		خضر بھی آئین تو ہم راہ بتا دیتے ہین

پندرہ دن تک **خدائی فوجدار** نے اپنے گھر پر قیام کیا اور حرکات سکنات خو بو گفتگو وضع قطع بات چیت سے یہ نہین پایا جاتا تھا کہ کسی زمانے مین پھر اُنکا یہ میلان طبع ہوگا کہ گھر بار کو خیر باد کہکر جنگل کو سدھارین - اور روز بروز ذرا ذرا جنون اور جوش مین بھی کمی تھی ہان اتنا ہوتا تھا کہ انکے جو دو دوست تھے خلیفہ اور پادری اُنسے اِنسے روز بحث ہوا کرتی تھی مگر دوستانہ طور پر - ہنس ہنس کے - پادری صاحب کبھی اختلاف رائے کرتے تھے اور کبھی اتفاق - اتفاق کبھی کبھی اسوجہ سے کرنا پڑتا تھا کہ اگر بالکل اختلاف ہی کرتے تو **خدائی فوجدار** بگڑ جاتے مصلحت وقت تھی - دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز -

اب سنیے کہ بدھو نفر نامے ایک غریب مزدور اِنکے پڑوس مین رہتا تھا اُسکو یہ ہر روز دو چار

گھڑی تلقین کیا کرتے تھے کہ ہم یون ملک سر کرینگے اور تاج بخشی کرتے ہوئے آگے بڑھینگے اور گردون کوس کے رستے مین ہماری رعایا ہوگی اور ہم زنفرشرف دیو اور غزنا قوف جن اور حرجا لچ عفریت کو نیچا دکھائینگے مگر ہمارے ساتھ ایک نفر ضرور ہونا چاہیے۔ اگر تم چلو تو دنیا بھر مین تمھارا نام ہو ورنہ عمر بھر مزدوری کرتے کرتے مر و گے۔ اگر خوش نصیبی اور نیکنامی کے خواہان ہو تو ہمارے ساتھ چلو اور ہمارے ساتھ ساتھ تم بھی نام کرو۔ ورنہ ہم کوئی اور ڈھونڈ ھینگے صدہا آدمی ہمارا نام سنتے ہی شریک ہونگے اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلینگے اور تم پچھتاؤ گے اور روؤ گے یہ بیچارہ بڑا سیدھا سادہ آدمی تھا جسوقت خدا نے اپنے بندونکو عقل بانٹی تھی یہ غیر حاضر تھے۔ کہین بتاہی نہین تھا ہر چند فرشتون نے پکارا مگر یہ نہ بولے نہ بولے۔ خدائی فوجدار کی تلقین نے انکے دل مین بڑی جگہ کی یہانتک کہ انہون نے ٹھان لی کہ نہ کسی سے بولو نہ چالو بس کان دبا کے چلے ہی چلو۔ خدا کا نام لو اور بسم اللہ کہکے چلو۔ ع۔ خدا خود میر سامان ست ارباب توکل را چلیے ایک سے دو بھلے۔ ع۔ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو یہ بھی سوچے کہ اگر خدائی فوجدار نے اکیلے اکیلے لطف حاصل کیا تو کیا فائدہ ہوا۔ بہتر یہ ہے کہ تم بھی انکی نیکنامی کا ایک حصہ حاصل کرو۔ اور خدائی فوجدار کو اکیلا نہ چھوڑ دو۔ ع۔ قیس صحرا مین اکیلا ہے مجھے جانے دو۔ دل ہی دل مین سوچنے لگے جب یہ شہنشاہ ہونگے تو وہان انکے وطن کا اور تو کوئی ہوگا نہین۔ بس ہم ہی ہم ہونگے اور ظاہر ہے کہ ہموطن کے سوا اور غیر وںکو کون پوچھتا ہے کوئی اپنونکو چھوڑ کے پرایونکی طرف مخاطب ہوتا ہے اور بیگانون کا بیگانونکے سامنے اعتبار کیا مطلق نہین۔ دگر دگر ہے۔ جگر جگر ہے۔ یہ بھی سوچے کہ ہم سونے کی دیوارین چڑھا لینگے اور ہماری بی بی جو بیر شراب کی بڑی شائق ہین ہماری وزارت کے زمانے مین دو وقتہ بیر پی سکینگی اور ہمارے لڑکون کو خوب شراب پینے مین آئیگی۔ الغرض شیخ چلی کے سے منصوبے گانٹھنے لگے کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر چونکہ کسان اور غریب آدمی تھا اس سبب سے خواہش بھی تھی تو ویسی ہی۔ خود بدولت کے زمانۂ وزارت مین اپنے لڑکے یعنی وزیرزادے شراب پئینگے گویا حاتم کی قبر پر لات ماری اور حضور کی زوجہ مقدسہ دونون وقت بیر پی سکینگی۔ بہت بڑھ گئے وزیر کے لڑکون اور بی بی کے لئے شراب اور بیر گویا معراج ہے سچ ہے۔ ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ گھر گئے تو انھون نے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر ایسی بات ہو کہ تم روز دونون وقت بیر پاؤ اور تمہارے لڑکے خوب سی شراب پئین اور روز بلاناغہ پئین تو تم خوش ہوگی یا نہین۔ وہ بولی ایسی قسمت کہان۔ مہینے مین ایکدن بھی شراب ملے تو غنیمت سمجھین اور دو وقتہ بیر بھلا ہمین کون پلائیگا۔ انہون نے جواب دیا بی بی ہمنے شیالڑا پایا ہے دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔ ع۔ شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر دبال۔ عنقا گردد۔ تیمور کون تھے پھر کتنے بڑے

شہنشاہ گزرے ہین کہ آجتک مشہور ہین۔ پیادون ہی سے سوار ہوجاتے ہین خدا کی خدائی ہین کسکو دخل ہے
بدھو نفر کو لیس کرکے میان خدائی فوجدار نے کچھ زیور کچھ اسباب کچھ مکانات کچھ دوکانین بیچ ڈالین اور
کوڑیے کرکے نقدی جمع کر لی اور عمدہ عمدہ قمیضین کئی رقسم کی بنوائین مالات حرب کو بھی درست کرلیا
اور آٹھون گانٹھ کمیت ہوگئے۔ بدھو نفر نے ایکدن لنسے آکے پوچھا کہ (ہمارے لیے کونسی سواری
تجویز کیجیئے دو چار دس پانچ دنکی بات ہو تو پیدل چلے چلین مگر یہ لمبے سامان ہین خدا جانے
کتنے دن تک مسافرت رہے) خدائی فوجدار سوچے کہ ہم ایسے بہادرون کے ساتھ جو مصاحب
رفیق خدمتگار رہتے تھے انکی نسبت نہین سننے مین آیا کہ گھوڑے یا اونٹ یا قاطر پر سوار ہوا کرتے ہون اور
نہ کسی کتاب مین پڑھا۔ سوچتے سوچتے اٹھے کہ کتابون مین دیکھین شاید اسکا ذکر ہو۔ مگر فوراً یاد
آیا کہ کتاب کہان)۔ کتب خانہ اور اسکا کمرہ دونون اس ساحر کامل فن نے غائب کر دیے اسوقت
انکو اپنے بیشبہا کتب خانہ کے گم ہوجانے کا سخت افسوس ہوا۔ ہاتھ ملتے رہگئے۔ پادری صاحب کو بلوایا
خلیفہ آ رہے۔ دونون سے کہا کہ ہمین اسوقت بڑا صدمہ ہوا کہ وہ نابکار ناہنجار نامعقول نالائق ساحر
ہمارا کتب خانہ بیگیا ایک امر کی نسبت پرانے مصنفون سے کچھ مشورہ کرنا تھا مگر ع۔ آن قدح بشکست
آن ساقی نماند + اگر اسگانون مین کوئی بڑا کتب خانہ ہو تو بڑا مطلب نکلے ورنہ خیر۔ پھر درویش بر جان
درویش۔ پادری اور خلیفہ تو انکی کتابین جلا چکے کتب خانے کا کمرہ چنوا چکے تھے یہ بھلا ایسی کتابونکی
انکو کب جہان دکھاتے۔ دونون نے کہا کہ اس گانون مین کتب خانہ کجا۔ پڑھنے لکھنے ہی کا لوگونکو
شوق نہین۔ کتب خانہ کجا۔ یہ بولے کہ (ہمسے کئی سو علما اور فضلا اور کئی جنون اور دیوون نے کہا تھا
کہ اتنا بڑا کتب خانہ ہفت اقلیم مین نہین ہے) پادری نے کہا اسمین کیا شک ہے۔ جب تو یہ نوبت آئی کہ
کتب خانے اور کمرے تک کی چوری ہوگئی۔ آپنے فرمایا (چوری ہوگئی! آپکو کچھ خبر بھی ہے۔ دد
جادوگرون نے جاکے چین کے پادشاہ سے کہا کہ حضور فلان شخص کے پاس ایسا کتب خانہ ہے کہ روے
زمین پر نہین۔ بس سنتے ہی حکم دیا کہ مع مکان کے لے آؤ۔ وہ تو بڑی خیریت گذری کہ ماما
اور یہ لڑکی بچ گئی کتب خانے ہی کے ساتھ گئی ہوتی) بھتیجی نے مسکرا کر کہا (چچا جان پھر وہان سے کسی
ترکیب سے منگوائیے) جواب دیا بیٹا چین والون کو اور ہمسے ایک دلی محبت ہے۔ بادشاہ کا فعل
اور ساحر کا فعل اور ہوتا ہے اور ہم بہادر اور ہی ڈھب کے لوگ ہوتے ہین وہان کے دیو ہمارے
یار ہین ابھی چاہین تو چین کے بادشاہ کی کل سلطنت اڑا لائین مگر دیوون کو اسمین بڑی پریشانی
اور دقت اٹھانی پڑیگی۔ اچھا خیر۔ اب ہم ذرا اچھے دل سے مشورہ کرتے ہین تم لوگ

چلے جاؤ۔ دن بھر تنہا رہونگا۔ یہ کہکر اپنے کمرے کے دروازے بند کر لیے اور غور کرنے لگے کہ
بدھو نفر کی سواری کیا تجویز کی جائے۔ انجام کار رائے یہ قرار پائی کہ جسطرح ممکن ہو بدھو نفر کو ایک
گدھا خرید دیں خود تو اپنے رشک صرصر راہوار باد رفتار پر متمکن ہوں اور بدھو نفر گدھے پر بیٹھا کیے چلیں
بس ٹھان لی کہ ایسا ہی ہوگا۔ دوسرے دن بدھو نفر کو بلا کے دس روپے دیے اور کہا تم اپنے لیے
ایک گدھا خرید دو اور کاٹھی ہم دینگے۔

کیل کانٹے سے لیس ہو کر ایک شب کو سرکوب زبردست زیردست آزار خدائی فوجدار دشت نیپال ضیغم
مارجنگ کاٹھیاوار راہوار شہسوار جنگ چپ چپاتے اٹھے اور اپنے عراقی کو کسا وردی ڈانٹی۔ جرنیل
بنے۔ ہتھیار لگائے نیزہ ہاتھ میں لیا۔ خنجر کمر سے باندھ کے ساتھ لیے اور جھجھکتے ہوئے پشت
توسن پر سوار ہوئے اور چلے بدھو نفر سے صلاح ہو گئی تھی کوئی سو قدم کے فاصلے پر وہ بھی گدھے پر
سوار چہرہ مارے خوشی کے گلنار۔ آگے آگے خدائی فوجدار اونکے پیچھے بدھو نفر خدمتگار۔
اب دل لگی دیکھیے کہ انکا ٹٹو کانا اور انکا ایک ٹانگ سے ذرا لنگ کرتا تھا۔ دونوں اچھے ہی سے چلتے چلتے تڑکا
ہو گیا تو گانوں سے دور نکل گئے تھے۔ بدھو نفر نے کہا اب ہماری جان میں جان آئی اب کوئی ہمسے
مواخذہ کرنے والا نہیں ہے۔ نہ لڑکے ڈورے آئینگے کہ ابا جان کہاں بھاگے جاتے ہو۔ نہ جورو طعنے دیگی۔
کھانے بھر کو اللہ ان سب کے لیے بہت کچھ جمع کر دیگا۔ وہ لڑکے ہیں دن بھر میں دو آنے بھی پیٹ لائینگے تو
کھانے بھر کو بہت ہی ہے بی بی اگر دو سیر غلہ بھی دن بھر میں لائیگی تو چین ہی چین لکھا ہے۔ نہ غم دزد نی غم کار۔ خدا نے چاہا
تو ایک سال کے اندر ہی اندر حضور کے مکان جواہرات کے اور ہمارے سونے کے ہو جائینگے دونوں دندنائینگے پڑوس
میں وہ جو منیہاری رہتی ہے اسکی لونڈیا کو فوراً باہر کر دونگا۔ خدائی فوجدار نے یہاں پر بات کاٹی اور کہا کیوں
بھئی اس منیہاری کی لونڈیا نے کیا بگاڑا ہے۔ بدھو نفر بولے اسکے سبب سے ہمارے لڑکے بدنام ہیں خدائی فوجدار
نے بگڑ کر کہا سنو جب ابھی سے گانوں کے اجاڑنے اور گانوں والوں سے بدلہ لینے کا خیال دل میں نہ لاؤ بس صرف یہی دعا مانگو
کہ اللہ کرے روز جنوں اور دیووں اور غنیم سے مقابلہ ہو اور ہمارے ذریعہ سے ہمارے رعب سے ہمارے جلال
کی ہیبت سے ظلم کا نام تک نہ باقی رہے تعدی متزلزل ہو اور جور کافور ہو جائے جب تو ہم خدائی فوجدار
اور تم ہمارے رفیق اور خدمتگار۔ اور اگر یہ سوچنے لگے کہ منیہارن کی لڑکی کو گانوں سے نکالدینگے اور کنجڑے کی
دکان کھود کے پھینکدینگے تو بہادری گئی گزری۔ ادھر خدائی فوجدار وعظ کر رہے تھے اور ادھر
بدھو نفر دل ہی دل میں دعا مانگ رہے تھے کہ یا خداوندا وہ دن جلد دکھا کہ ہمارے آقا ٹاپو کے بادشاہ ہو جائیں
اور ہمکو وزیر بنائیں۔ خدائی فوجدار ابکی بھی اسی ڈھرے پر چلنے لگے مگر اب کی مرتبہ دھوپ تیز نہ تھی اور سویرا

بھی تھا۔ بدھو نفر نے آقا کی طرف مخاطب ہو کر عرض کی اے پیر و مرشد۔ دیکھیے غلام نے حضور ہی کے سبب سے گھر بار چھوڑا رشتہ دارون سے منھ موڑا صرف اس طمع سے کہ اگر کوئی جزیرہ حضور فتح کرین تو خانہ زاد کو اسکا گورنر مقرر فرمائین اس وعدے کو بھول نہ جائیے گا انہون نے بکشادہ پیشانی جواب دیا ابھی یہ تو ہوتی ہی لی کی ہے۔ ہمارے پیشہ کے لوگ ہمیشہ سے یہی کرتے آئے ہین کہ ادھر کسی ٹاپو پر فتح کا ڈنکا بجایا اور ادھر اپنے مصاحب کو گورنر مقرر کیا) بدھو نے مقرر ہونے کے پہلے ہی جھک کے سلام کیا اور اپنے نزدیک گورنر مقرر ہو گیا۔ خدائی فوجدار نے پھر انکی طرف خطاب کر کے کہا۔ بدھو میان۔ تمکو ابھی ہم لوگون کے اختیارات کا حال نہین معلوم ہے کہ ہم کس بلا کے لوگ ہین اور کیا کچھ کر سکتے ہین۔ اگر کوئی جزیرہ یا بادشاہت فتح کی تو سب سے پہلے تمہارا حق اسکی گورنری کا ہوگا۔ ہم لوگ گورنرون کو اکثر راجہ اور نواب کا خطاب دیتے ہین گو ابھی تو درجہ بہت چھوٹا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی روز ایک جزیرے کا جزیرہ ٹاپو کا ٹاپو تمھارے زیر نگین ہو جائے اور ہم خطاب عطا کرنے مین بڑے فیاض ہین۔ عجب نہین کہ تمسے ایسے خوش ہون کہ بادشاہ کا خطاب دے دین۔ بدھو اسقدر خوش ہوئے کہ بیان سے باہر۔ سوچے کہ اگر بادشاہ ہوا تو منھیارن کی لونڈیا کو فوراً قتل کر ڈالونگا۔ پوچھا کیون جناب بھلا کب تک اس فتح کی امید ہے۔ فوجدار نے جواب دیا۔ بھائی صاحب یہ کوئی اختیاری امر نہین ہے۔ مگر اتنا یاد رکھنا کہ چھ دن کے اندر ہی اندر اگر فتح نہ حاصل ہو تو نام بدل ڈالونگا اور خدا نے چاہا تو تم نواب ہو جاؤ گے اور عجب نہین کہ بادشاہ کا خطاب ہم تمکو دے دین۔ بدھو بولے کیون حضور جو ہم بادشاہ ہو جائینگے تو ہماری زوجہ مخدومہ کیا ہونگی۔ فوجدار کو اس سوال پر ہنسی آئی۔ اور کئی برس کے بعد یہ محرمی پیدایش آج ہنسے انہون نے کہا یہ تو نئی بنائی بات ہے۔ تم بادشاہ تمہاری بی بی بادشاہ بیگم بدھو اور بھی خوش ہوئے اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ اپنی کٹڑی بی بی کو بادشاہ بیگم نہ بنایا ہو تو سہی کٹڑا نام رکھونگا اور پیشخدمتین خواصین ماما ئین اصلین مغلانی ددا اچھی۔ آبدار خانے والی۔ الغرض جتنی خادمہ ہونگی سب کٹڑی کو زہ پشت اور یہ ان سب کی سرتاج ہونگی اور چین کرینگی۔ مگر دو دکھ تکلیف زحمت تو ہم اٹھائینگے اور لطف وہ اٹھائینگی۔ انکو ہمارے کارنامون اور معرکہ آرائیونکی بھلا کیا خبر ہوگی۔

تمام رات وہ جاگین وہ سوئین سارے دن
شب وصال ہو کیونکر نصیب روز فراق
کسی کے جاتے ہی گھر مین ہوئی وہ تاریکی
تمہاری طرح بھی ہوگا نہ کوئی ہرجائی

خبر ہی کیا انھین کیونکر کٹے ہمارے دن
کہ زلف لیلی شب کسطرح سنوارے دن
چراغ مین نے جلائے ہین آج سارے دن
تمام رات کہین ہو کہین ہو سارے دن

فوجدار نے کہا بدھو اگر چھ دنکے اندر ہی اندر بادشاہ نہو جاؤ تو جب ہی کہنا۔ انشاءاللہ تعالے

فصل ـ ۸

خدائی فوجدار۔ مع کانے ٹٹو اور بدھو نفر اور انکے گدھے کے پوئی پوئی جارہے تھے کہ دفعتہ بڑی سودائی۔ فوجدار نے غل مچایا کہ (سنبھلے ہوے ذرا اس کو کڑا کرلو خوب سنبھلے ہوئے بیٹھنا بیس چالیس دیوؤن سے ستم کا مقابلہ ہے قیامت کا سامنا ہے۔ بڈھب ہوگی بدھو نفر خوب سنبھلے رہنا۔ ہان ذرا کان تو ہمیٹھا ڈالو۔ ڈرنا نہین۔ اُفوہ دیو ہین کہ دیوؤن کے بھی باپ ہین اور قطار در قطار) بدھو نے غور کرکے چو طرف دیکھا تو کہین دریغ نظر آئے۔ آنکھین جا کے دیکھا اگر دیو نہ دکھائی دیے۔ دیا الٰہی یہ دیو کہان ہین بھئی خدائی فوجدار کو قطار کی قطار دکھائی دیتی ہے۔ اور ہمکو ایک لعنے بھی نہین سوجھتا یہ کیا اسرار ہے) اتنے مین پھر اُنھون نے ہانک لگائی داب وقت قریب آتا جاتا ہے۔ چالیس بیالیس دیوؤن سے کم کی فوج نہین ہے اور ایک ایک دیو وہ زبردست کہ الامان بدھو سے نہ رہا گیا۔ پوچھا سرکار دیو کہان ہین۔ ہمین تو ایک بھی نہین سوجھتا دور تک دیکھا دیو کیا معنی ہمین تک نہین سوجھتے۔ اُنھون نے کہا عجب آدمی ہو ارے میان وہ کیا سامنے کے رخ ہین۔ تمکو دیو تک نہین سوجھتے۔ ان لوگون سے بھی بڑھ گئے جنکو دن کو اونٹ نہین نظر آتا۔ وہ سامنے دیوؤن کی قطار ہے۔ وہ بڑے بڑے مہیب دیوزاد۔ بدھو نے پھر غور کرکے دیکھا اور کہا یہ دیو نہین ہین یہ تو پنچکیان ہین۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ دیوؤن کی اچھی کہی۔ مین بھی کہتا تھا کہ یا خدا دیو اور ہمکو اس میدان مین نہ دکھائی دین اب ہم ایسے اندھے ہوگئے کہ آدمی تو آدمی دیو تک نہین سوجھتے۔ اجی جناب یہ تو گھٹی ہوئی پنچکیان ہین۔ دیو سے کیا مطلب ہے خدائی فوجدار نے کہا یار تم بالکل ناتجربہ کار آدمی ہو۔ تمکو یہ بھی معلوم ہے کہ دیو ہوتے کیسے ہین پنچکیان نبجائین دریا نبجائین پہاڑ نبجائین۔ چوہے نبجائین۔ سنا نہین۔

تا بلاغ ارم سر ناگ پہونچاؤ		دیوؤن سے کہا کہ چوہے نبجاؤ	

یہ کہکر اُنھون نے بدھو نفر کو ہدایت کی کہ اگر ہم زخمی ہو جائین تو پانی فوراً پلا دینا۔ بدھو نے پھر منع کیا اور کہا ذرا تو آنکھون سے کام لیجیے ورنہ زک اُٹھائیے گا اور بہت ہی پچھتائیے گا۔ اُنھون نے کہا۔ بس تم دور سے کھڑے ہوے تماشا دیکھا کرو۔ ہم ان سب کو مار کے ڈھیر کر دینگے۔ تم دعا مانگتے جاؤ۔ یہ کہکر ہمارے حضور نے گھوڑے کو کڑکڑا دیا اور میان رشک حمار اُچک اُچک کر چلنے لگے۔ نو دن چلے اڑھائی کوس۔ بدھو گلا پھاڑ پھاڑ کے چلاتے اور غل مچاتے ہین کہ ایسا غضب نہ کرنا۔ اجی پنچکیان ہین دیو نہین ہین۔ یہ سب کو دیو ہی سمجھ رہے ہین اور اٹھکھیلون پر ہین۔ قریب پہونچکر غل مچا کے کہا او بزدلو بودو۔ خبردار بھاگنا نہین۔ تمھارا سر کوبلٓن پہونچا یا تو سب کے سب ہاتھ جوڑ کے ایک ٹانگ سے کھڑے ہو جاؤ اور ہمارا لوہا مانو یا جہنم داصل ہو۔ مین اکیلا تن تنہا بیک بینی و دو گوش تم سے لڑونگا اور کاٹ کے پھینک دونگا۔ تم اتنے

اور مین اکیلا۔ مگر خبردار جو بھاگو۔ اگر مرد ہو تو ڈٹے رہو۔ ورنہ لوہا مانو۔ اور ہماری بیعت کرو۔ دو ہاتون مین سے ایک مانو۔ یا ادھر یا اُدھر۔ خبردار بھاگنے کی سند نہین مقابلہ پر آؤ۔) اسکے بعد گھوڑے کو دوڑا کر آپنے ایک بھالا پنچکی کے بھونک ہی تو دیا۔ بھلا اِسکا اور اُسکا مقابلہ کیا۔ بھالے کے ستر ٹکڑے ہوگئے۔ اور کانا ٹٹو اس صدمے سے دھڑ سے گرا اور فوجدار صاحبنے بھی زور سے ٹھنی کھائی بڑی چوٹ آئی انجر پنجر بگڑ گئے۔ ہوش حواس غائب۔ بدھو یہ حالت زار دیکھکر دوڑا۔ اِنکو بہزار خرابی اُٹھایا اور کہا مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ پنچکی ہے۔ اندھے تک کو دکھائی دیتی۔ مگر آپنے ہار ہی مانی نہ جیتی دیو ہی سمجھا کیے۔ مجھے تو اب آپ کے دماغ مین فتور معلوم ہونے لگا۔ غضب خدا کا دن کا وقت اور آپ کو دیو سوجھنے لگے یہ دیو ہین یا پنچکیان ! ۔ **خدائی فوجدار** بولے بھائی تم بڑے ناآزمودہ کار ہو واللہ۔ ارے بیوقوف یہ جنگ کا میدان ہے خالا جی کا گھر نہین۔ یہان خدا جانے کیا کا کیا دکھائی دیتا ہے۔ ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔ اصلیت یہ ہے کہ اُسی جادوگر پاجی نے جو ہمارا کمرہ اور کتب خانہ چرا لیگیا ہے دیو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے اور جب ہم شمشیر خارا شگاف اور تیغ خوش غلاف لیکر جھپٹے تو بس سمجھکر کہ کچھ دیوؤن کو بھگا دیا۔ جانتا تھا کہ مقابلہ کرنے کے قابل تو ہین نہین اور کچھ پنچکی بنا دیا۔ خیر لونگا بدلا۔ انشاءاللہ۔ بدھو نے بڑی دقت سے اُنکو گھوڑے پر لادا گھوڑا بھی چُرمُر ہوگیا تھا ٹخ ٹخ کرتے چلنے لگے۔ راستے مین اِنھون نے کہا یار بدھو بھئی بڑے بازار کیطرف سے چلنا کیونکہ وہان اکثر زور آزمائی اور جنگجوئی کی باتین ملینگی اور خوب ہی نام کرینگے۔ مگر ایک بات کا افسوس ہے کہ ہمارا بھالا ٹوٹ گیا اِسکی چندان پروا بھی نہین کیونکہ ہمنے کتابون مین پڑھا ہے کہ جب چیتاوس پہلوان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی تو اُنھون نے لکڑی کی تلوار بنائی تھی اور اُسی سے وہ وہ کار نمایان کیے تھے کہ بایدو شاید۔ بس اسی طرح ہم بھی لکڑی کا بھالا آج ہی بنائینگے اور دیکھ لینا وہ وہ کار بزرگ کرینگے کہ عش عش کرنے لگوگے۔ بدھو تو جلا ہوا تھا ہی۔ اِسنے کہا خیر کار بزرگ تو پیچھے کیجیے گا۔ پہلے ذرا سنبھل کے تو بیٹھیے گھوڑے پر سے آپ کھسکے پڑتے ہین اور سبب اِسکا یہ ہے کہ مارے درد کے آپکا بُرا حال ہوگا۔ بڑی چوٹ لگی ہے اور سویرے کی چوٹ بہت کڑی ہوتی ہے۔ اِنھون نے اتفاق کیا اور کہا اِسمین شک نہین کہ بڑی چوٹ آئی۔ مرتے مرتے بچے مگر ہم لوگ اِن ذرا ذرا سی چوٹون کو کب مانتے ہین۔ مرتے دم تک اُف نہ کرین بہادری مین فرق آجائے نا۔ وہ بانکا کیا جو روئے اور ایسے دیسون کی طرح کراہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ چرکے پر چرکا پڑے اور اُف نہ کرین۔ ہم تو دنیا مین اِسی کام کے لیے خلق ہوئے ہین۔ تلوار بندوق کی گولی توپ کا گولا پڑے کچھ پروا نہین۔ جوانمرد اِنکو کب سمجھتے ہین۔ موت سے کب ڈرنے والے ہین کفن بدوش ہر دم مرنے پر تیار۔ جنازہ روان کی سواری۔ زخمی ہونیکو معراج جانتے ہین۔ ایک ہو

تو مقابلہ کرین اور ہزار ہون تو نہ ڈرین۔ سینہ سپر۔ جان بکف۔ جان کیا شی ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ ہر دم
جان بکف۔ مگر یہ امر قواعد کے خلاف ہے کہ بہادر ہوکر اور چوٹ یا زخم کھا کے شکایت کرتے۔ بدھو بولا
دمگر سرکار ہمکو تو اگر ذرا سا بھی زخم لگیگا یا چوٹ آئیگی تو ہم ضرور روئینگے ہان اگر یہ بھی قواعد کے خلاف ہو
کہ جو شخص آپ لوگون کے ہمراہ ہو وہ بھی مار کھائے اور نہ روے تو قہر درویش بر جان درویش۔
ضبط کرونگا) خدائی فوجدار کو ایکی بھر ہنسی آئی اور کہا ہمنے اجازت دی کہ تم خوب رو یا کرو
چوٹ لگے یا نہ لگے۔ پیٹ بھر کے زار زار رو لو۔ اگر رونے ہی سے تمھاری تسلی ہوتی ہے تو کیا
مضائقہ۔ آپ خوب روئیے۔ ہم لوگون کی نسبت البتہ قواعد سخت ہین مگر ہمارے ساتھ جو لوگ ٹھہور ہتے
ہین اُنکی نسبت کوئی ممانعت نہین ہے خوب دل کھول کے روئین پیٹین۔ بدھو نے اُنسے تو کچھ نہ کہا مگر
دل ہی دلمین کہنے لگا کہ اگر آج ہی کی سی حماقت پھر کی تو تم اور ہم دونون روئینگے۔ بلکہ روتے نہ بنیگی۔
اب بدھو نے اُنسے کہا کہ سرکار ہمارے نزدیک کھانے کا وقت آگیا۔ ہان اگر یہ بھی بہادری اور جرنیلی
اور خانہ جنگی کے قواعد کے خلاف ہو تو جانے دیجیے۔ کھانے سے بھی گئے۔ انھون نے کہا بھئی اسکے لیے کوئی
قاعدہ نہین ہے جب بھوک لگے کھاؤ جب پیاس معلوم ہو پیو۔ اگر تم بھوکے ہو تو ہمارا خیال نہ کرو۔
مزے سے چکھو۔ اتنی شہ جو پائی تو بدھو نفر نے روٹی اور چٹنی گدھے پر بیٹھے ہی بیٹھے کھائی۔ آگے آگے
اُنکے ٹری سلطان آقا ٹٹوے کو ٹخ ٹخ کرتے جاتے تھے اور انکے پیچھے پیچھے حضور گدھے پر نوالہ توڑتے چٹنی
کے ساتھ اُڑاتے اور دندناتے تھے۔ کھانا کھا کر اُنھون نے ایک کنوئین پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی چلو سے پیا۔
مگر گدھے سے نہ اُترے جس سے پانی مانگا تھا وہ کہنے ہی کو تھا کہ گدھے پر سے اُترو۔ آدمی بنو لیکن جب
اُسنے میان خدائی فوجدار پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ کہین کا کمیدان چلا آتا ہے اور اسکے ہمراہ یہ شخص ہے
تو فوراً پانی لیکے پہونچا اور خدائی فوجدار سے بھی پوچھا کہ حضور تو نہ نوش فرمائینگے۔ حکم ہو تو شربت حاضر کرون
اُنھون نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ ہمین نہین چاہیے۔ بدھو نے جو کھانا کھایا اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا اور اپنے آقا کی
عظمت کا حال دیکھا کہ لوگ کیسی توقیر کرتے ہین اور کسقدر مانتے ہین تو دل کی کلفت ذرا دور ہو گئی۔ اور
خوش خوش چلنے لگا۔ کوئی کوس بھر کے فاصلے پر نکل گئے ہونگے کہ ایک دلکش مقام پر جہان سبزہ و لالہ و گل
اور رود بار کی روانی سے دل کو ایک قسم کا سرور حاصل ہوتا تھا خدائی فوجدار نے گھوڑے کی باگ
روک لی اور میان بدھو بھی گدھے کو ٹخ ٹخ کرتے ہوئے پہونچے۔ فوجدار کو دیکھکر ایک گاؤن والا لٹیا بھر کے دودھ
لایا اور ایک تلے ہوئے انڈے لیکے آیا۔ اُنھون نے دودھ تو خود کھایا اور انڈے بدھو کو دیے۔ میان بدھو اور بھی
خوش ہوئے کہ اور کچھ نہین تو کھانے پینے کا آرام ہے۔ یہان پھر تازہ تازہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا اور خوش و خرم چلے

شام کو ان دونون نے درختون کے تلے بسیرا لیا - بدھو دن بھر کے تھکے تو تھے ہی لیٹے تو آنکھ لگ گئی مگر خدائی فوجدار کو نیند کہان - یہ تمام شب جاگتے رہے اور بی گلابو جان کی یاد ایکدم بھی نہ گئی - ہر لحظہ معشوقۂ زرین کمر کی یاد تھی وجہ یہ کہ خلل دماغ نے یہ پٹی پڑھائی کہ وہ بہادر نہین جو شب کو آرام کرے. بہادر اور جری وہ جسکو -

ہ شب کو چین نہ راتون کو آب ودانہ ملا ملا تو شام کو ٹوٹا سا قید خانہ ملا

جری وہ جو جنگلون بیابانون پہاڑون ریگستانون برفستانون مین دس دس بارہ بارہ رات نہ سوے وہ لاکھ کوشش کرے کہ نیند آئے مگر آنکھ ہی نہ جھپکے. ایک دفعہ بی گلابو جان کو یاد کرکے ان اشعار کو ترجمان دل کیا -

تمکین تری شوخی مین تو شوخی ہو حیا مین غمزہ ترے انداز مین انداز ادا مین

دو باتون کی فریاد ہو درگاہ خدا مین رحم آئے ترے دلمین اثر میری دعا مین

کیا کہون تجھکو جو بے مہر و فسونگر نہ کہون جسکو دنیا کہے اِس بات کو کیونکر نہ کہون

ہمین دشوار جینا عار تمکو قتل کرنے سے بڑی مشکل مین ہم کتے ہو بڑی مشکل مین رہتے ہین

خدائی فوجدار خبط الحواس نے بک بک کے جنگل بیابان کو کاندھے پر اُٹھا لیا مگر ا نکے پٹھو میان بدھو گھوڑے بیچ کے سوئے تو اُٹھنے کا نام نہین لیتے یہ اول تو دن بھر کے تھکے ماندے دوسرے روٹیان اور چٹنی خوب پیٹ بھر کے کھائی - اور انڈے بھی چکھے - سوئے تو مردون سے شرط باندھکر - انکے خراٹون سے فوجدار صاحب کبھی کبھی گھبر ا اُٹھتے تھے یہ جو پڑے تو تڑکا کر دیا - اگر میان فوجدار نہ جگاتے تو شاید دو پہر تک نہ اُٹھتے - طیور ذی شعور شاخون پر مصروف زمزمہ پردازی و نغمہ سنجی تھے مگر انکا چہکنا انکی نیند پر ذرا اثر نہین پہونچاتا تھا - اگر ڈھول لیکے بھی کوئی انکے سر پر کھڑا ہو جاتا تو بھی انکو کانون کان خبر ہنوتی - دھوپ چڑھ آئی مگر یہ اپنے نزدیک شبنم ہی مین سوئے ہوئے تھے - خرخر کی آواز سے فوجدار کو بڑا رنج ہوا - سوچے کہ یہ شخص ہم ایسے جفاکش بہادرون کی مصاحبت کے کام کا نہین - ہمارا پٹھو وہ ہونا چاہیے جو ہمسے زیادہ جفاکش ہو - یہ تو ایک کاہل آدمی ہے - غضب کا دن چڑھ گیا اور یہ آرام ہی مین ہے - آواز دی ربدھو - بدھو ابے او بدھو - اُٹھتا ہے کہ نہین) بدھو (اُون اُون) کرکے اُٹھے - اور پھر لیٹ رہے - اب فوجدار کو غصہ آیا - اور شانہ ہلایا - اب بیدار ہوئے - منھ دھویا اور منھ دھوکر بوتل سے ذراسی شراب پی اور جو روٹی اور چٹنی بچی تھی وہ کھانے ہی کو تھے کہ ایک آدمی دھوئی ماش کی دال اور تازی تازی روٹیان لا یا اُنھونے باسی روٹی تو چھوڑ دی اور تر مال نوش جان کیا - گائون کا گھی اور پیاز سے داغا ہوا

اِسنے بڑا مزا دیا - شراب پی کر اور گرما گرم روٹی کھا کر یہ تو جھک کر لیس ہو گئے - انکا گدھا بھی خوب گھاس کھا چکا دونون مزے مین تھے - اب خدائی فوجدار کا حال سنئے کہ کھانے سے قطعی انکار کسی کتاب مین انہون نے پڑھ لیا تھا کہ کبھی مردان جنگی صرف اپنی معشوقہ کی یاد پر بسر کرتے ہین یعنی معشوقہ کی یاد انکی بھوکھ پیاس بند کردیتی ہے - بی گلابون جانکو یاد کرکے انھون نے کہا

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی	روز معشوق نیا روز ملاقات نئی
ہونگے حوان بہشتی کے پرانے انداز	آپ کی بات نئی گھات نئی گات نئی
آپکا اعتبار کون کرے	روز کا انتظار کون کرے

ایک دفعہ ہی جوش جو آیا تو گھوڑے کو کسا اور میان بدھو کو بھی ڈانٹا کہ تیار ہو اور مہم پر چلو وہ بھی پُرپُرزے جھاڑ کے موجود ہو گئے - اور دونون سوار روانہ ہوئے - فوجدار نے کہا بھائی بدھو ایک بات یاد رکھنا آج بہت بڑا مقابلہ ہے کیونکہ جہان ہم تم چلتے ہین - وہان اظہار جوہر شمشیر بسالت کا بڑا موقع ہے ایسا نہ ہو کہ تم ڈر جاؤ مگر ایک امر کہدینے کے قابل یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی ہمارا نقطہ مقابل میدان مین لڑے اور ہمسے جنگجو ہو تو تم ہماری جانب سے مقابلہ کر بیٹھنا کیونکہ یہ آئین بہادری سے بہت بعید ہے اور مرد میدان اِسکا روادار روا نہین رکھتے کہ کوئی ثالث انکی طرف سے بولے یا لڑے - ہرگز نہین - ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ ہمارے حملہ آور چھوٹی امت کے لوگ اور ذلیل اوقات ہین تو تم بھی بھڑ پڑنا مگر جو لوگ ہمارے مدمقابل ہون انسے نہ بولنا - اُسنے تمہاری طرف سے نہ لڑنا بدھو نے انکو یقین کامل دلایا کہ یہ کسی جنگ یا معرکے مین نہ بولینگے مین تو لڑنے بھڑنے والا آدمی ہی نہین ہون مجھے اِس سے کیا سروکار - ہان جو کوئی خواہ مخواہ مجھ پر حملہ آور ہوگا اُس سے ہم بھی سمجھ لینگے جب دیکھینگے کہ عزت ہی جاتی ہے تو ضرور جان پر کھیل جائینگے آپ کو اگر کوئی خدانخواستہ زخمی بھی کرے یا مار بھی ڈالے تو بندہ درگاہ اپنی جگہ سے نہ ہلینگے - بس ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم - پرائے پھٹے مین کون پاؤن ڈالے اب سنئے کہ چلتے چلتے راہ مین دو مہنت ملے دونون ایک ہاتھی پر سوار تھے اور ہاتھیونکے گلون مین گھنٹے تھے - ٹھن ٹھن کی آواز آتی تھی - خواصی مین ایک ایک چیلا چھاتا لگائے ہوئے تھا - اِنکے پیچھے ایک فنس پر کوئی شریف زادی سوار تھی اُسکی فنس آرہی تھی - آٹھ کہار ادھر ادھر مہریان اور خاص بردار اور سپاہی - مہنت تو اپنی راہ جاتے تھے اور زنانی سواری اپنی راہ راہ - ایک کو دوسرے گروہ سے کوئی تعلق نہ تھا اِس بھیڑ کو جو فوجدار نے دیکھا تو بدھو کو قریب بلایا اور کہا یار سُنتے ہو کچھ - بھئی اِسمین ذرا شک نہین کہ اِن ہاتھیون پر دو ساحر سوار ہین اور کسی رانی یا شہزادی کو بھگائے لیے جاتے ہین اِنسے البتہ مقابلہ مین لطف آئیگا - دیکھو تو کیا کرتب دکھاتا ہون - ع - یکے را دو کرد و دو را چار کردہ میری بہادری لعنت

اگر اس اتنی بڑی زبردستی کو روا رکھون۔ ضرور انتقام لونگا اور اس شہزادی کو بچاؤنگا۔ بدھو نے کہا حضور کو کچھ خبر ہے۔ ساحر کیسے یہ تو مہنت ہین ہنومان گڑھی کے مہنت جاتے ہین۔ اتنے مین مہنتون کے ساتھیون نے ایکدم ہی بگل بجائی۔ اسکی آواز سنتے ہی فوجدار نے کہا لو اب بھی تنہا ہو جنگی بگل بجنے لگے اب مین بھی لیس ہوا جاتا ہون۔ بدھو نے کہا حضور بس ایک لفظ اس سے کیجیے یہ بجلی والے مقابلہ سے کہین بڑھ جائیگا یہ ہنومان گڑھی کے مہنت مین بھوگ کے کھانے والے نہنگ لاڈلے۔ یہ مار ہی ڈالینگے اور وہ زنانی سواری تو الگ جاتی ہے۔ آپ ان جلتون سے بھڑیے گا کیا آپ کو ہو کیا گیا ہے شیطان آپکو دھوکا دے رہا ہے اور آپ اغوائے شیطان مین آگئے۔ افسوس۔ از برائے خدا انہین تڑسے بھڑنے کا نام بھی نہ لیجیے گا۔

خدائی فوجدار نے بڑی متانت کے ساتھ کہا کہ یار تم بالکل ناواقف آدمی ہو ہمکو ان معاملات کا بہت بڑا تجربہ ہے تم کیا جانو۔ ع۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک + ابھی ابھی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ کتنی بڑی جنگ ہوتی ہے۔ گہوارۂ زمین ڈانواں ڈول ہو جائے تو سہی۔ یہ کہکر آپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور بیچ سڑک پر جا کھڑے ہوئے اور باواز بلند للکارا اے دوزخی جہنمی آدمیو۔ بس ٹھہر جاؤ اور اس شہزادی بلقیس مرتبت کو جسکو تم اسکی مرضی کے خلاف بھگائے لیے جاتے ہو فورًا رہا کردو۔ ورنہ بڑی بیڈھب ہوگی۔ اگر رہائی مین ذرا توقف کیا تو تمہارے سر خاک و خون مین لوٹتے ہونگے۔ تمہاری یہ مجال کہ ہمارے ہوتے ہوئے تم ایسی عالی خاندان شہزادی کو بھگا لیجاؤ اگر تامل ہوا تو اسی دم تہ تیغ کردونگا۔ لاش پھڑک رہی ہوگی) مہنتون نے ہاتھی روک لیے اور کہا صاحب ہم دوزخی اور جہنمی نہین۔ ہم ہنومان گڑھی کے مہنت ہین۔ ہمین کیا معلوم کون شہزادی ہے اور کون اسکو بھگائے لاتا ہے۔ انھون نے جواب دیا کہ تمہاری خوشامد سے کوئی مطلب نکلیگا۔ مین خوشامد کا عادی نہین ہون اس سے نفرت ہے تم فورًا اس شہزادی کو رہا کرو۔ یہ کہکر گھوڑے کو کڑکڑا کر ایک ہاتھی کی جانب دوڑے اتفاق سے ہاتھی اس زور سے بھاگا کہ مہنت گر پڑا اور اسکے سخت چوٹ آئی خواصی مہنت کو اٹھا کر سوار کرنے ہی کو تھا کہ میان بدھو گدھے سے اتر کر مہنت کا چاندی کا حقہ چھیننے لگے۔ خواصی والے مہنت نے کہا تو کون ہے اور یہ حقہ کیون چھینتا ہے یہ بولے ہمارے جرنیل نے جنگ سر کی کہ نہین۔ اب ہم لوٹ کا مال نہ لینگے تو اور کون لیگا مہنت اس اول جلول تقریر کو خاک نہ سمجھا گرو کے گرنے سے جھلایا ہوا تو تھا ہی بدھو کو اٹھا کے اس زور سے پٹخنی دی کہ لوگ سمجھے مر گیا۔ مہنت تو روانہ ہوئے مگر خدائی فوجدار صاحب نے ٹٹو کا کان پکڑ لیا اور ایک تقریر کی۔ وہو ہذا۔

	حسن تو ہمیشہ در فزون باد		روئیت ہمہ سال لالہ گون باد	

(اے گوہر شبچراغ درج رعنائی۔ گل گلشن زیبائی۔ کان ملاحت۔ جان صباحت۔ اے عالی خاندان معالی دودمان شہزادی اب تمکو اختیار ہے کہ جہاں چاہے جدھر جاؤ کیونکہ جو مردک تمکو بھگائے لیے جاتے تھے یعنی وہی بدمعاش انکو مجھ نامی گرامی مشہور و معروف بہادر نے قتل کر کے پھینکدیا اور ایک ہی گرز کے صدمے سے وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر دیو پرے سے گرا۔ وہ جو ہمنت بنا ہوا تھا وہ اصل میں دیو تھا اور جس ہاتھی پر وہ سوار تھا وہ بھی دیو تھا اور اُنکے ساتھی بھی سب دیو تھے جب مجھ سرکوب زبردست زبردست آزار خدائی فوجدار دشت نیپال ضیغم مارجنگ کا ڈھیا وار راہ ہو شہسوار جنگ نے دیکھا کہ دیو پلید تمسی مہر منیر آسمان جمال کو زبردستی بھگائے لیے جاتے ہیں تو رگ جوانمردی خوش زن ہوئی۔ پہلے حسب قوانین بہادری جتا دیا سمجھا دیا کہ دیکھو اگر خیر چاہتے ہو تو فوراً ان شریف زادیوں کو رہا کر دو۔ ورنہ لاشین پھڑکتی ہونگی نہ مانا تو ہمنے ایک ہی گرز کی سلامی سے دے مارا یہ ظاہر ہے کہ جلب منفعت ذاتی ہمارا مقصود نہ تھا صرف مطلب تھا کہ ان شہدون بدمعاشوں کے پھندے اور قید سے تمکو بچائیں اور وہ مطلب اس خوبصورتی سے حاصل ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ اپنے محسن کے احسان کا شکریہ ادا کرنا ہر بھلے مانس کا فرض منصبی ہے محسن کش شریف نہیں ہوا کرتے چونکہ مین نے آپ کو ایک بہت بڑی بیعزتی سے بچایا اور آپ کے بدخواہوں کو تہ تیغ کیا لہذا صرف اسقدر عرض ہے کہ جس لولی شوخ و شنگ پری رخان فرنگ کا میں عاشق ہوں اُس سے جا کر صرف اتنا کہدیجیے کہ اے بی گلابو جان خدا آپ ہی کے عاشق زار مرد جرار مشہور ربع مسکون نے مجھے اُس دیو پلید کے پھندے سے بچایا ہے جو مجھے بھگائے لیے جاتا تھا) کہار دنگ تھے کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے خاصبردار اور گرز لڑنے پر تیار۔ مہریاں چپ۔ زنانی سواری خالف کانپتی ہوئی۔ اتنے میں ایک سپاہی نے اُنسے کہا آپ فنس کا کونا چھوڑ دیں بس بس کہدیا ہے۔ خدائی فوجدار بولے۔ لے جا کیوں بیدھا ہوا ہے ذلیل ادقات آدمی ہے اس سے چھوڑ دیا ورنہ تماشہ دکھا دیتا اسنے کہا کیا تماشا دکھاتا!۔ تماشہ دکھائیگا اور ہم ذلیل ادقات ہیں اچھا کو جیجھری نہیں جو ڈھیر نہ کر دیا ہو بھالا پھینک کے تلوار سوت کے آؤ۔ ہم بھی تلوار کھینچتے ہیں۔)

(اس مقام پر یہ کہنا ضرور ہے کہ خدائی فوجدار نے صبح کو ایک عمدہ درخت کی بڑی لمبی اور مضبوط شاخ توڑ کے اُسکا بھالا بنایا تھا اور لوہے کی سنان و بنان اِدھر اُدھر نصب کر دی تھیں) خدائی فوجدار نے بھالا پھینکا اور تلوار کھینچکر گھوڑے کو خیز کیا۔ ادھر جیجھری بھی تلوار کھینچ کے آیا اور آتے ہی ایسا لا ہوا ہاتھ دیا کہ اگر فنس کا بانس حائل نہ ہو تو خدائی فوجدار کی لاش پھڑکنے لگے مگر بایں ہمہ ایسا صدمہ پہنچا کہ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور گرے تو بیہوش ہو گئے۔ ادھر بدھو ہمنت سے لڑ جھکنی کھا کر شل ہو گئے اُدھر اُنکی یہ گت ہوئی بدھو تو چپ چاپ کھڑے سسکیاں بھر رہے تھے مگر اُنکی وحشت انکو چپ بیٹھنے دیتی تھی

انہون وہی نے تکی ہانک لگائی اے تدرو بوستان حسن خوبی عندلیب گلزار جمال و محبوبی اے پیاری گلابو جان زید اللہ حسنہ وجوبنہ۔

مٹ گئے عشق مین گھر سیکڑون ویران ہوکر
بھر گئی آنکھ تری گردش دوران ہوکر

سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر
آئے ہو کیا طرف گور غریبان ہوکر

خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
جان پر کھیل گیا کوئی پریشان ہوکر

یہ ہنر دست جنون کا یہ سلیقہ دیکھو
دھجیان اڑتی ہین دامن کی گریبان ہوکر

آج ہم تمہارے سبب سے اپنی جان پر کھیل گئے اور وہ کار نمایان کیا کہ کبھی دید کی آنکھ نے نہین دیکھا نہ شنید کے کان نے سنا ایک سو دیوؤن سے مقابلہ کیا اور زخمی۔

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہین
ہم بھی دیکھین تو اسے دیکھکے کیا کہتے ہین

ہم تصور مین بھی جو بات ذرا کہتے ہین
سب مین اڑ جاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہین

ہین گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ
ہین خطاوار اگر اسکو خطا کہتے ہین

بس ذرا ہی سی دیر مین پیمبر پرزے سنبھال کر حضرت خدائی فوجدار پھر تلوار سوت کے چھری کے مقابل مین کھڑے ہوگئے اور خاص صبردار پہریان سپاہی سب ٹھہر گئے کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہے۔ میان بدھو اس مار پیٹ کے تو عادی تھے ہی نہین۔ انکو جو ملہنت نے ایک ٹھنی تبای تو بے جرم ہو گئے اور دور ہی دور سے تماشہ دیکھا کیے خدائی فوجدار کے چھٹتے ہی فورًا چھری بھی شمشیر برہنہ کھینچ کے چڑھ دوڑا مگر ابکی مرتبہ اور بھی خونخوار تھا۔ آگ بھبھوکا لوگون کو یقین ہو گیا کہ ابکی دونون مین سے ایک کی جان ضرور جائیگی اور خون کی ندیان بہتی ہونگی کیونکہ دونون اجڈ ہین اور دونون خونخوار ایک دوسرے کے جانی دشمن خون کے پیاسے۔ دونون تلے ہوئے کہ ایک ہی وار مین گردن کھٹ سے الگ کر دین

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

باب دوم

فصل - ۱

ناظرین باتمکین کو خوب یاد ہے کہ جلد اول مین یہ جری چھتری سپاہی کرار راجپوت ہمارے ہیرو خدائی فوجدار کے مقابلہ مین سر دہی کھینچکر تلا ہوا تھا کہ ایک ہی ہاتھ مین بھنڈارا کھولدے اور ادم سرکوب زبردست زیردست آزار خدائی فوجدار ایک تبرک اٹھانے کے بعد بھی تلوار لیکے جھپٹ پڑے کہ اسکی تسمہ تک باقی نہ رکھین اور حوالی موالی میان بدھو اور سوار جی ہمراہی خاصبردار سوار مہریان کہار سب دنگ اور خائف تھے کہ دیکھین کیا ہوتا ہے اور سب کو یقین کامل تھا کہ ایک ہی ہاتھ مین دونونکا کام تمام ہو جائیگا۔ دونون ڈھیر ہو جائینگے۔ یہ ادھر۔ وہ ادھر۔ کیونکہ قطع اور گفتگو سے ثابت تھا کہ دونونکے سر پر خون سوار ہے کوئی دبکے چلنے والا نہین۔ دونون سرشار دونون آمادۂ پیکار۔ اسلیئے کہ اس جوش اور خونخواری کے ساتھ یہ دونون بڑھے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین اور آسمان کے قلابے ملجائینگے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر دو ہاتھی بیچ مین کھڑے ہو جائین تو دونون کو کاٹ کے تلوار دس دس انگل زمین کے اندر دھس جائے۔ سب کے پہلے چھتری نے بیترا بدلکے ایک ہاتھ لگایا اگر خدائی فوجدار ذرا گردنکو نہ ہٹا دین تو سر بھٹا سا اڑ جائے۔ مگر خوش نصیبی سے بچگئے ورنہ پورا پورا تصفیہ ہو گیا تھا۔ دوسرا کسکا سر ہی کی خیر ہوتی خدائی فوجدار ابھی اچھی طرح سنبھلے بھی نتھے کہ اسنے دوسرا ہاتھ راس پھرتی سے جمایا کہ یہ روک نہ سکے اور ایک کان اڑگیا۔ چلیئے کان کٹا مبارک۔ ناک کٹی سلامت اور خود بھی نصف ندارد۔ ادھر خود ادھر کان زمین پر کھٹ سے موجود۔ وہ سمجھا کہ اب اس مرے ہوئے کو کیا ماردن۔ الگ ہو گیا۔ مگر خدائی فوجدار نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور پیچھے سے جا کے ایک ہاتھ لگایا تو اسکے سر سے خون بہنے لگا اور قاطر مارے خوف کے بھڑکا اور کھیتون کھیتون بھاگا۔ چھتری نے لاکھ لاکھ روکا مگر نہ رک سکا۔ نوبت باینجا رسید کہ آسن نہ جما سکا پہلے تو گلے مین لٹک گیا اور آخرکار گرا تو بڑا صدمہ پہونچا اور بہت چوٹ آئی۔ اس صدمے سے اسکو غش آگیا خدائی فوجدار پہلے تو غور سے دیکھا کیئے اسکے بعد قریب جا کر تلوار پیٹ پر رکھدی اور کہا یا تو ہاری مان اور قول دے کہ میرا لوہا مان گیا اور اب مقابلے پر نہ آئیگا ورنہ ابھی ابھی جان لونگا وہ بیچارہ تو غش مین تھا جواب کون دیتا اسپر خدائی فوجدار کو بہت ہی غصہ آیا اور قریب تھا کہ گلا کاٹ ڈالین مگر اس فنس سے میرزادی اتر پڑی اور مہریون نے خدائی فوجدار کے ہاتھ جوڑے کہ از برائے خدا اسکی جان بخش دو۔ ہماری بی بی آپکو بلاتی ہین۔ فوجدار

نے شمشیر خار اشگاف میان مین رکھی اور اِس امیرزادی کے قریب آ ے اور کہا اے خاتون بلقیس مرتبت
آپکی درخواست کے مطابق مین نے بڑی خوشی کے ساتھ اُسکی جان بخشی کی گو یہ اسی قابل تھا کہ اِسکو
فورًا تہ تیغ کرتا ابھی ابھی اُسکی جان لیتا کیونکہ یہ ملعون ہمارے ساتھ بڑی گستاخی سے پیش آیا مگر مخدرات
اور مستورات اور عالی خاندان عورتون کے دل کا رکھنا بڑے شریفون بھلے مانسون کا کام ہے مین
اِسکی جان اب نلونگا مگر شرط یہ ہے کہ یہ جرنیل میری معشوقہ سرو قد گلعذار تذرو رفتار کے پاس جا کے حاضر
ہو اور عرض کرے کہ اے خسرو خوبان جہان۔ ملکۂ ملک خوبی و محبوبی تیرے عاشق زار دلیور ستم شکار یعنی سرکوب
زبردست زبردست آزار یلان جہان کے سردار خدائی فوجدار از دشت نیبال ضیغم بار جنگ کا ٹھیا وار
راہو اشہسوار جنگ نے مجھے زیر کیا اور اب مین مجروح اور خستہ ہوکر حاضر ہوا ہون اگر جان بخشی کرو
تو بندہ احسان ہون۔ ورنہ اختیار بدست مختار۔

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اگر یہ شرائط منظور کرو تو فہو المراد ورنہ ہم لوگ نثار بلاے نے درمان اسید مصائب ہین ہی) اِن
عورتون کی کچھ بھی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ بکتا کیا ہے۔ اور حقیقت حال یون ہے کہ یہ اول جلول تقریر کسی
کی سمجھ مین کاہے کو آتی مگر اِسوقت تو جان پر بنی تھی فورًا منظور کر لیا اور کہا اچھا جو جو شرطین کہو
وہ سب منظور ہین۔ فرمایا بس شرط اتنی ہی ہے کہ معشوقہ خورشید رخسار بی گلابو جان صاحبہ کی
خدمت مین یہ حاضر ہو جائے) یہ کہکر خدائی فوجدار نے گھوڑے کو لیس کیا۔

فصل ۔ ۲ ۔

اب سنیے کہ بدھو نفر ہنہت کے ہاتھون پٹ پٹا کے اور گڑ گڑا کے دیر تک کراہتے رہے اور
دل مین بہت ہی خفیف ہوے کہ اتنے بڑے آدمی کے مصاحب ہو کر ایسا گڑگڑایا کہ جزو مرغ ہو گئے
آنکھ کو نکھ کے اٹھے اور چھتری سپاہی اور خدائی فوجدار کی لڑائی دیکھکر دعا مانگنے لگے کہ ان کے آقا
فتحیاب ہون اور کوئی جزیرہ اِنکے زیر نگین ہو اور یہ اُنکے گورنر مقرر ہو جائین اور اپنی بی بی اور
اور بچونکو بھی بلوالیئن۔ اول مرتبہ جب اُنکے آقا نے چھلتی ہوئی تلوار کھائی تو یہ رو دیے مگر اِس مرتبہ جو میابی
سرخروئی حاصل ہوئی تو دل شاد ہو گیا اور خوش ہو کر پھر دعا مانگی کہ خدا کرے کوئی بڑا جزیرہ فتح ہو۔
جب انہون نے دیکھا کہ اُنکے آقا رشک حمار پر سوار ہونے ہی کو ہین تو لپک کر لگام پکڑی اور عرض کی
کہ حضور یہ فتح مبارک ہو اور خدا ایسی ایسی اور فتوح نمایان مبارک کرے۔ آمین۔ مگر خانہ زاد سے
جو وعدہ تھا وہ پورا ہونا چاہیے کسی جزیرے کی گورنری عنایت ہو غلام گھر بار چھوڑ کے ہمراہ رکاب

آیا ہے اِسی لالچ پر کہ حضور کی بدولت چین کرونگا اور جان و مال کو دعائین دونگا خدائی فوجدار
بولے بھائی صاحب یہ فتح جو حاصل ہوئی تو یہ راہ چلتے کی کارروائی ہے۔ یہان جزیرہ اور ٹاپو کہان
جزیرے اور ٹاپو کی لڑائیان تو ہمارے بزرگ ہونگی۔ اُنکا اِنکا کون مقابلہ۔ ع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
اور تم گھبراتے کیون ہو قول مردان جان دارد۔ اگر کوئی جزیرہ آجکل مین فتح کیا تو تمکو گورنری ہی نہین
اس سے زیادہ کچھ ملیگا۔ اطمینان رکھو۔ بدھو نے شکریہ ادا کیا اور جھک جھک کے سلام کیا۔ خدائی فوجدار
بولے) بھئی راستہ کی اِن لڑائیون مین بجز اِسکے اور کوئی نتیجہ نہین ہے کہ کان کٹ گیا۔ زخم آگیا چوٹ آئی
بس مزہ تو ان بڑی بڑی جنگون مین ہوگا بندہ نواز جنمین ملک کے ملک کا انبار ہو جائیگا۔ یہ کہکر خدائی فوجدار
اپنے عراقی اور انکے پٹھو اپنے گدھے پر لدے اور ایک جنگل کی راہ دھر لی۔ بدھو کا گدھا جب
بہت پیچھے رہ گیا تو انہون نے آواز دی کہ ذرا باگین روکے ہوئے ہمکو بھی آنے دیجئے۔
خدائی فوجدار نے گھوڑا روک لیا بدھو نے کہا اب ایک کام کیجئے کسی جانب چھپ رہیے ورنہ سرکاری
پیادے اگر ان دونو کی خبر پائینگے تو ضرور دوڑ لائینگے اور باندھ لیجائینگے۔ آپنے اِس بوڑھے
ہمنت سے لڑکر اپنے کو تہلکے مین ڈالدیا خدائی فوجدار بولے بھائی تم اِن باتون کی فکر نہ کرو۔
تم بخاطر رہو ہم سب امور کا تصفیہ کر لینگے۔ یہ آپنے کہان سنا ہے کہ جرنیلون اور بہادرون اور
ٹیلونکو کوئی مجسٹریٹ کے سپرد کرے لاحول ولاقوۃ۔ وہین تلوار چل جائے۔ خون خرابہ ہو جائے۔ دل لگی بازی
ہے بدھو نے کہا مجھے ٹیلون کا حال اور انکی تواریخ تو معلوم نہین ہے اور نہ کبھی اِن فضولیات مین پڑا۔ مگر اتنا
جانتا ہون کہ جو لوگ سرکاری سڑک پر اسطرح کی بدعتین کرتے ہین جیسے حضور کرتے پھرتے ہین انکا
بدمعاشی کی علت مین ضرور چالان کر دیا جاتا ہے اور مین کچھ نہین جانتا خدائی فوجدار بولے
تم تو بالکل ناآزمودہ کار ہو بڑے اچھے اب یہ بتاؤ کہ تمنے آجتک مجھسے بڑھکے کوئی جری سپاہی دیکھا ہے
ہرگز نہین۔ کس پھرتی سے گھوڑے کو چمکا کر پھینک کے غنیم کے کلے پر ہو رہتا ہون اور کس خوبصورتی سے چرکا
لگاتا ہون کہ واہ واہ اور کس ڈپٹ کے ساتھ دشمن کے سر پر دھر دھمکتا ہون کہ اسکے آئے حواس
غائب ہو جاتے ہین اور اِدھر زخمی کیا اِدھر الگ۔ واہ رے مین سبحان اللہ۔ آجتک تمنے کسی تاریخ
مین کسی ایسے بہادر جرنیل کا ذکر پڑھا تھا کبھی نہین۔ بدھو نے آہستہ سے کہا۔ صاحب پڑھنے لکھنے
کی نہ کہیے پڑھا لکھا یہان کون ہے آپ جرنیلون کرنیلونکا حال کہا جانین بھلا کیسے جرنیل ہوتے ہین اور کیسے
کرنیل۔ اور یہ خون کہانسے آتا ہے اور اسکو دھو ڈالئے اے یہ تو کسی حضور کا آدھا کان ہی کتر لیا لاحول ولاقوۃ۔ لو
صاحب کان تو کٹا۔ اب خدا ہی خیر کرے۔ فوجدار بولے ہمکو یاد ہوتا تو مرہم طلسم ہمراہ لاتے اُدھر زخم کو ذرا سی دکھایا اور زخم بھر گیا

گویا زخم تھا ہی نہین۔ عجب تاثیر ہے۔ اگر وہ مرہم ہمراہ ہو تو پھر زخم کیا معنی کسی قسم کی چوٹ بھی نہ معلوم ہو۔ لگایا اور چنگے بس۔ اکسیر ہے اکسیر! بدھو نے جھلا کر کہا جب آپ جانتے ہی تھے کہ لڑائی ہے اور زخمی بھی ہونگے تو پھر اُسکو کسدن کے لیے اٹھا رکھا تھا۔ ساتھ کیون نہ لیتے آئے۔ لے اب آپ ذرا ٹھہر جائیے میرے پاس مرہم اور پٹی سب ہے۔ **خدائی فوجدار** نے کہا یار ہمین چوک گئے ہمکو ایک تو وہ مرہم طلسم لانا چاہیئے تھا اور ایک عرق حیرت۔ پوچھا اِس عرق کی کیا خاصیت ہے **فوجدار** بولے بھائی صاحب عجب عرق ہے۔ مردے کو زندہ کردو۔ دس بیس آدمیون کو مرتے دم ہمنے خود دیا آنکھین کھولدین۔ اور کتابون مین بھی پڑھا اور خود بھی تجربہ کیا ہے۔ بدھو نے کہا کیا آپکے پاس ہے یا آپ کو خود نسخہ معلوم ہے۔ فرمایا بھئی ہمین خود نسخہ معلوم ہے ایسا بنادون کہ اِدھر مردہ نے خوشبو سونگھی اور اُدھر زندہ ہوگیا اور زندہ ہوتے ہی کھانا مانگنے لگے تو سہی۔ بدھو نے جھلا کر کہا پھر ہمکو آپ وہ نسخہ کیون نہین بتاتے۔ آخر اب کس روز کام آئیگا جس جزیرے کا آپنے وعدہ کیا ہے اُسکی گورنری سے بندہ کنارہ کش ہوتا ہے بس عرق حیرت کا نسخہ بتا دیجیئے۔ دس جزیرہ انسان مول لے لے۔ ایک جزیرے کی کیا حقیقت ہے **خدائی فوجدار** نے کہا ارے یار یہ سب تمھارے لیے تو ہئی ہے یہان نہ لڑکا نہ بالا تم ہی تم ہو۔ بدھو اور بھی خوش ہوئے۔ گدھے تو تھے ہی انکو یقین ہوگیا کہ ضرور اِس دوا مین یہ اثر ہے کہ مردے کے قالب مین جان ڈالدیتی ہے دل مین سوچے کہ یہ جزیرے وزیرے سب سے بہتر ہے اِدھر **فوجدار** کو بھی گلابو جان جو یاد آئین تو ہانک لگانی شروع کی۔

وہ جانا پھر کر جیتون کسی کا	ہمارے ہاتھ مین دامن کسی کا
غبار آلودہ ہین پائے حنائی	مٹا کر آئے ہو مدفن کسی کا
زمانے کے چلن دیکھے ہین تو نے	کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
دل ویران کو جب دیکھا تو بولے	یہ ہے اجڑا ہوا مسکن کسی کا
کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے	ہمیشہ کب رہا جوبن کسی کا

میان بدھو نے کہا سرکار اب ذرا کان اِدھر لائیے تبھی غزل گائیے گا **فوجدار** نے کہا (بھئی کان مین اسقدر درد ہے کہ میرا ہی دل جانتا ہے) بدھو نے کان کو دھویا۔ پہلے تیل اور پانی ملا کر کان پر دیر تک کپڑا رکھا اسکے بعد مرہم لگایا تو ذرا درد کم ہوا اور کہنے لگے واہ رے مین۔ کان کٹا اور خبر نہین جری ایسے ہوتے ہین کہ اف تک نہین کرتے۔ زخمی ہوئے مجروح ہوئے کان کٹا مگر وہی خم دم ہے وہی چتونکی خونخواری۔ وہی کس بل اور یہ سب کیون ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اپنا نام ہوگا اور زبردستونکا

کام نکلیگا اور گلابو جان خوش ہونگی۔

دل نکلے کسطرح ترے پیکان کو چھوڑ کر ۔ جاتا ہے گھر سے کوئی بھی مہمان کو چھوڑ کر
قاتل خدا کے واسطے ایک زخم اور بھی ۔ تلوار پھر سنبھال نمکدان کو چھوڑ کر
دست جنون کا اور کرین چارہ گر علاج ۔ سر پیٹتا ہون جیب و گریبان کو چھوڑ کر

اے بی گلابو جان صاحبہ یہ سب تمہارے عشق کے سبب سے ہے خدائی فوجدار کی نظر خود پر جو پڑی تو سخت رنج ہوا کیونکہ اس خانہ جنگی مین خود اس قابل نہ رہا تھا کہ پہن سکتے قسم کھالی کہ اس چھتری سے ضرور بدلہ لونگا اور اگی پھر کہین مڈھ بھیر ہوئی تو جیتا نہ چھوڑونگا مارہی ڈالونگا میان بدھو نے کہا اب آپ بہادری کے آئین و قوانین کے خلاف کارروائی کرنے لگے جب آپنے اسکو نیچا دکھایا اور وہ ہار گیا اور بی گلابو جان صاحبہ کی خدمت مین جا کے آپ کی توصیف کی اور مدحت سرا ہوا اور انکو بھی حویلیون اور گانؤن کی عورتون اور مردون کے سامنے فخر حاصل ہوا تو اب اس بیچارے کا کیا قصور رہگیا وہ صاف بے قصور ہوگیا اب اگر از سر نو کوئی خطا سرزد ہو تو لائق سرزنش قرار پائے ورنہ وہ بیگناہ ہے فوجدار نے میان بدھو کی پیٹھ ٹھوک دی اور کہا شاباش بدھو واللہ اسوقت تو تمنے ہمین خوب ہی صلاح دی واقعی اسکا کوئی قصور نہین ہے جب اُسنے ہمارا لوہا مان لیا اور ہماری معشوقہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو پھر اب اس سے خواہ مخواہ بدلہ لینا بالکل خلاف قوانین جنگ ہے ہان اب یہ البتہ فکر ہے کہ کسی بہادر کو زیر کرین اور اُسکا خود چھین لین۔ بدھو نے کہا سرکار اب تو اس راہ مین کوئی خود نہ ملیگا اول تو جب سے ہمارا آپکا ساتھ ہوا ہی ہمین کوئی خود والا دکھائی ہی نہ دیا صرف حضور کی کھوپڑی پر نظر آیا اور بس یہ بولے صاحب ہمنے تو قسم کھالی ہے کہ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ہم کسی نہ کسی سے خود ضرور چھینینگے اور ہم اس قسم کے معاملہ مین ایسے ہی پکے ہین جیسے غلطوس آفندی تھا بدھو نے جھلا کر جواب دیا حضور تو بس انھین سڑی سودائیون کا نام لیتے ہین جنگی وحشت ساری دنیا مین ضرب المثل ہے غلطوس آفندی تو ایک مشہور مجنون تھا اُسنے قسم کھالی تھی کہ نہ تو کبھی بالون مین کنگھی کرونگا نہ کپڑے بدلونگا نہ خط بنواؤنگا نہ بستر پر سوؤنگا نہ سلاح جنگ بدن سے اُتارونگا صرف ایک گھنٹے کے لیے روز کپڑے اُتار کر رونگا اور وہ بھی اُسوقت جب غسل کرونگا باقی اللہ اللہ خیر صلاح ایسے سڑی سودائی کا کون اعتبار ہے اور اگر حضور ایسے سودائیون کی تقلید کرین تو خدا ہی حافظ ہے۔

جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہکن بگڑا ۔ چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا چلن بگڑا

اگر سودائیون کی تقلید کا شوق ہے تو خیر اور اللہ کی عنایت سے ہمین تو ابھی سے سمجھ ایسے ہی کچھ

ساماں نظر آتے ہین۔ خدائی فوجدار مارے بھوک کے بدحواس تھے اپنے بٹھو سے کہا بھائی
بدھو دیکھو کچھ کھانے کو ہو تو ذرا ہمکو بھی دو اور چلو کھاپی کے کسی شہزادے یا رئیس کا محل ڈھونڈھیں اور
وہین شب باش ہون بدھو بولے (اسوقت تو ہمارے پاس کچی پیاز ہے اور پنیر اور روٹی مگر یہ تو
ہم ایسے خدمتگارون کی غذا ہے حضور کے لئے تو بادشاہی کھانے ہونے چاہیئن۔) میان
بدھو سوچے کہ ایک آدمی کا تو کھانا اب ہگیا ہے اگر حضرت بھی شریک ہوئے تو ہم بے موت مرے اس سبب سے
انکو کہنا پڑا کہ یہ موٹا چھوٹا کھانا ہم لوگون کے قابل ہے آپ لوگون کے لیئے سلطانی پسند چیزین ہونی چاہیئین
انگریزی مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیئے فوجدار بھلا ان جھکون مین کب آنے والے تھے
کہا یار یہی تو کہتے ہین کہ تم ابھی بالکل انیلے ہو۔ اصول سے ذرا بھی واقف نہین برادر عزیز یہ ٹاچھوٹا
کھانا تو ہمارے لیئے فخر کا مقام ہے ہم لوگونکی بسر نان جوین پر ہوتی ہے نرگسی کباب ور پلاؤ اور مطنجن سے
ہمین کیا سروکار ہے بس اب جلد کھانا کھاؤ اور چلو۔ بدھو نے کھانا نکالا اور دونون نے مل جل کے
زہر مار کیا اور گھاپی کے سوار ہوئے اور چلے۔

اثناے راہ مین بدھو نے کہا خدا کرے آج کوئی جزیرہ ملجائے تو ہم فوراً اپنی زن کو زہ پشت کو
مع بال بچون اور بچے کچھے کے بلالیں اور گورنری یا بادشاہی کرین۔ فوجدار نے تسلی کی کہ تم بولو نہ چالو
دیکھتے جاؤ کہ کیا ہوتا ہے ایک جزیرہ سبز ہے اسکو چل کے فتح کر لینگے اُترکے رخ ایک ٹاپو ہے (جو رنگا
دہاں کے راجہ کو چورنگ کرینگے وہ لاکھ جو کھاڑے نیچے مین پھنسا اور مین نے چھکے چھڑا دیے لا کھ
دون کی لے بندہ یکے را دو کرد و دو را اگرچہ چاق چوبند ہون اب رت ہونے مین تھوڑی ہی دیر لگی تھی
خدا خدا کر کے کچھ جھونپڑے جسمین گڑریے رہتے تھے دیکھے خدائی فوجدار تو بڑے خوش ہوے کہ آبادی سے
دور جگہ ملی مگر بدھو کو سخت رنج ہوا قبل اسکے کہ جھونپڑون کے پاس پہونچین فوجدار نے اپنے بٹھو سے
کہا دجا کے اِدھر اُدھر دیکھو کسی امیر کبیر کی ڈیوڑھی یا بادشاہ کا محل تو نہین ہے۔ وہین چلکے رہین ورنہ
کچھ پروا نہین ہے۔ درویش ہر کجا کہ شب آمد سرا ے اوست + بدھو تو روانہ ہوئے اور ادھر انکو
بی گلابو جان صاحبہ یاد آئین اور انہون نے مرغ بے ہنگام کی طرح ہانک لگائی۔

اُسمین رہتا ہے صفاے روے جانانکا خیال | دل نہین پہلو مین اپنے آئینے کا خانہ ہے
باغ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین | گل ہے اپنا یار یوسف سبزۂ بیگانہ ہے
آج کل اے مہ جبینو شغل ہے متسکو یہی | چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے
کون تجھسے رشک یوسف کی خریداری کرے | قیمت کون و مکان تیرا فقط بیعانہ ہے

جسکے سُننے سے ہزارون کوس بھاگے خواب عیش
دمبدم کرتا ہے قصد شمع روے آتشین

درد آگین اے پری ایسا ترانہ نہ ہے
دل نہین ہے میرے پہلو مین کوئی پروانہ ہے

اتنے مین میان بدھو لیٹ کے آئے اور کہا سرکار جھوپڑے البتہ نظر آتے ہین محل کا تو کہین منزلون تک پتا بھی نہین ہے کہ محل کس کھیت کی مولی ہوتی ہے اب کیا تیجئیے گا فوجدار بولے کرینگے کیا۔ اس سے بڑھکے اور کیا راحت ہوگی کہ زمین پر آرام کرین اور ہم لوگون کیلیے تو یہی معراج ہے کہ دن رات محنت کرین اور نہ کھائین نہ پیئین نہ سوئین دونون سوار روانہ ہوئے جھوپڑون کی راہ لی میان بدھو نے اپنے گدھے کو ٹہلایا اور باندھ دیا اِسکے بعد اپنے آقا کے گھوڑے کو ٹہلا کے باندھا اور دونون کو بھنگ اور گڑ کھلایا تاکہ تھکاوٹ مٹے۔

فصل ۳

سرکوب زبردست زیردست آزار یلان جہانکے سردار خدائی فوجدار کو جوان لوگون نے پشت توسن پر سوار اور انکا بھالا اور تلوار اور اس انوکھی قطع نرالی وضع دیکھی تو سمجھے کہ کوئی بڑا معزز جرنیل ہے جنگی وردی کی سبھی توقیر کرتے ہین اور میان بدھو نے انکو اور بھی آسمان پر چڑھایا اور ان سیدھے سادھے گنوارون کو سمجھایا کہ یہ کئی بڑی بڑی جنگین سر کر چکے ہین آوازہ تیر لگاتے ہین اور دیو تک اِنکے تابع ہین تو اُن بیچارون کو پورا پورا یقین ہوگیا کہ سب سچ کہہ رہے ہین سب نے انکی تعظیم کی کوئی گھوڑا مل رہا ہے کوئی کھالنس لاتا ہے ٹٹو اور گدھے دونون کے آگے گھانس رکھی گئی اب سنیے کہ اِن جھوپڑون کے قریب ایک بڑا سا تال تھا اس تال سے ان مہمان نوازون نے مچھلیان شکار کین اور کچھ تلی ہوئی مچھلیان اور روٹی اور ہری ہری ترکاریان تیل مین پکی ہوئی لائے اور سب نے ملکے کھانا کھایا فوجدار چپکے چپکے اپنے پٹھو سے کہتے جاتے تھے کہ اردیکھو بدھو خوش ہوئے یا نہین۔ بھائی صاحب ہم لوگون کی بڑی قدر اور بڑی منزلت ہے جہان جاتے ہین وہان عزت ہوتی ہے کوئی دودھ لاتا ہے کوئی ترکاری کوئی انڈے کوئی مچھلی اور روٹی لئے آتا ہے اور یہ تو کوئی بڑی بات ہی نہین ہے جس دن ہم جزیرہ فتح کرینگے اور ٹاپون کے گورنر ہونگے اُس دن البتہ تم دیکھو گے کہ ہم کیا کمال کرتے ہین مگر یہ سب باتین صرف بی گلابو جان صاحبہ کے لئے ہتنے کی ہین۔

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم	برائے یار فروشی دکان سے باید

اے ماہ وش ماہرو گلبدن قوس ابرو

ہر تنک آنکھون سے جاری ہوئے لہو کے مثال	نہ تاب ہم مین رہی ہے نہ دل مین ہے کچھ حال

بس اب ہمارا ہوا جاتا ہے برا احوال — کہان تلک کوئی صدمون سے اُسکے ہو پامال
دے نماند کہ دیگر شکست بردارد — خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد
بر دبکار خود اے واعظ اینچہ فریاد ست — مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد ست
بجان رسیدہ ام از جور نے نہایت تو — کجا روم ہمہ کس میکنند شکایت تو

بدھو نے کہا مہربانی کر کے یہان ذرا غل نہ مچایئے گا۔ ع۔ بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما
خدائی فوجدار بولے اللہ اللہ اب آپ نازک دماغ بھی ہو گئے ع۔ بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما
سنو بدھو بھائی اب مہربانی کر کے تم اِس قسم کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا۔ یہ بڑی حماقت ہے کوئی دانا
ہیتا اِسکو پسند نہ کریگا) اتنے مین میان بدھو خدائی فوجدار کے ٹھو کی ناک مین گوشت کے بھوننے
کی خوشبو آئی اور اِدھر اُدھر دیکھا تو انکو معلوم ہوا کہ وہی گلہ بان بکری کا گوشت بھون رہے ہین دل
مین تو آئی کہ جسطرح ممکن ہو پتیلی ہی لے بھاگین مگر خدائی فوجدار کے خوف سے مجبور تھے جب گوشت
پک کے تیار ہو گیا تو اُن گلہ بانون نے کھالین بچھائین اور فوجدار اور اُنکے ٹھو کو بلایا اور بہت اعزاز
کے ساتھ کھانا کھلایا گوشت روٹی اور چٹنی کھا کے خدائی فوجدار نے پہلے خدا کا شکریہ ادا کیا اور اِسکے
بعد اپنے مہمانون کا شکریہ ادا کیا بدھو نے چپکے سے کہا حضور کھانا تو کھایا مگر وہی گنوار و بندۂ درگاہ
تو خیر خود بھی گنوار کے لٹھ ہین مگر حضور کو یہ موٹا جھوٹا کھانا کاہے کو پسند آیا ہوگا) خدائی فوجدار
نے بڑی بلاغت کے ساتھ کہا اے برادر عزیز وافر تمیز بشنو از من خدائی فوجدار کہ اغذیہ لطیف
و اطعمہ لذیذ اور شراب ناب اور شربت ترنج و بید مشک اور حلوائے تر اور مربہ وغیرہ ہم لوگون کے لیے نہین ہے یہ اُن لوگون
کے لئے ہین جو آرام اور راحت اور عیش و عشرت مین بسر کرتے ہین برف آب کے بغیر پانی نہین پیتے خسخانہ
ہو تو آرام کر سکین صبح کو جام شب کو دلآرام۔

صبح تو جام سے گذرتی ہے — شب دلآرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے — اب تو آرام سے گذرتی ہے

مگر ہم لوگون کا یہ شعار نہین ہے یہان یہ قول ہے۔

نمود و بود کو عاقل حباب سمجھے ہین — وہ جاگتے ہین جو دنیا کو خواب سمجھے ہین

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہے — بھاگو بھاگو کہ خوف اس راہ مین ہے
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا — دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہے

ہمارا بستر سنگ ہے اور پہاڑ پلنگ ہے نان جوین غذائے روح ہے زخمی ہونا کیمیائے فتح ہے

اور یہ سب اُس معشوقہ زرین کمر کی بدولت ہے جسکی شان مین

جنبش ہوئی مژہ کو تو برہم ہوئے دو کون
آہوے چشم یار کی یہ ایک جست ہے

صادق آتا ہے اور ہم بھی سوچے ہوئے ہین کہ

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھوینگے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

یلان جہان نامدار اور خدائی فوجدار ہمیشہ اِس قطع سے رہے ہے

پانون مین بیڑیان ہین تو ہاتھون مین ہتھکڑی
گیا کشور جنون مین مرا بند و بست ہے

بدھو نے کہا اب اِسوقت گوشت چکھا ہے نہ۔ بوٹیان پیٹ کے اندر کلبلا رہی ہین جبھی تو دور کی سوجھتی ہے منزلون کی خبر لانے لگے ہم تو اِسوقت بڑے مزے مین ہین (واللہ) اسی مین خدائی فوجدار کو شیطان لعین نے پھر انگلی دکھائی اور وحشت نے زور کیا تو یون ہانک لگائی (اے برادران مہمان نوازان یعنے گلہ بانان۔

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

حضرات۔ بی گلابو جان صاحبہ میری معشوقہ شیرین حرکات ہین اور انھین کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کی غرض سے مین نے یہ پیشہ معزز اختیار کیا اور وطن اور اعزہ کو چھوڑ کر جنگل اور بیابان اور کوہ و ہامون کی راہ لی۔

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ہوا
سیر ویرانہ و آبادی کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقونکا
پردہ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو تری دیکھا ہے
مصرع سرو یہ ایزاد کیا کرتے ہین

اگلے وقتون مین دوشیزگان جادو نگاہ اور کمسن نوجوان زنان رشک مہر و ماہ بڑی عفیفہ و صاحب عصمت ہوتی تھین حورین اُنکے دامن پر نماز پڑھتی تھین اور مرد کی مجال اور تاب و طاقت کیا تھی کہ اُنکی طرف دیکھ سکتے۔ مگر کچھ دن سے مردون کی جرأت بڑھتی جاتی ہے اور عورتین بھی ذرا چلبلی ہین لہذا ہملوگ یعنی خدائی فوجدار جو زبردست زیردست آزار کے سرکوب ہین اِس امر کی کوشش کرتے ہین کہ اِس بیحیائی سے دنیا کو بچائین۔ ابھی دو تین مہینے کی بات ہے کہ ایک کمسن عورت جو نہایت ہی جمیلہ اور ساتھ ہی اسکے نہایت عفیفہ اور پاکباز تھی اور کنوین پر پانی بھر رہی تھی ایک بدمعاش نے کنکری پھینکی وہ چپ ہو رہی دوسرے دن پھر کنکری ماری۔ ٹن سے بولی تیسرے دن جو اسکے برتن پر جسمین پانی بھر نے آئی تھی کنکری پڑی تو اسنے پیچھے پھر کے دیکھا اور مسکرا دی۔ بس وہ بدمعاش سمجھ گیا کہ عورت ڈھب پر

آگئی۔ دو ایک روز کے بعد اسکے مکان پر جانیکا قصد کیا۔ مین یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب یہ نوبت پہونچی تو ہمنے اس بدمعاش کی گردن ناپی اور تمام محلہ مین غل اور شور مچ گیا کہ جو کوئی آوارہ دبدکارہ مرد یا عورت یہان ہوگا اُسکی گردن ناپی جائیگی اور زیردست ہمیشہ زبردست کے ظلم سے مصئون رکھے جائینگے (اے حضرات جس مہمان نوازی اور لطف و خلق سے آپ لوگ پیش آئے اُسکا مین اور میرا ٹھو کمال شکر گذار ہین یہ شکر نعمتہائے تو چندان کہ نعمتہائے تو اگر کوئی مرد بدکار آوارہ تم لوگونکی کسی عزیز عورت یا رشتہ دار یا مان یا بہن یا بی بی یا ہمشیرہ کو نظر بد سے دیکھتا ہو تو ہمسے کہو۔ ہم اُسکی خبر لے لین۔ اور اُسکو زیر کرکے اپنی معشوقہ بی کلابو جانکی خدمت کثیر الرافت مین بھیجدین کون کلابو جان۔ وہ پریزاد جو اس کلام کی مصداق ہے حسن اور جمال اور خوبصورتی مین شہرۂ آفاق ہے۔

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے — چودھوین شب کو بھی دیکھے صورت مہتاب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو — جمع کرسکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
ہنس کے دانتونکی صفا سے تونے اکتا ای پری — قطرہ پانی کا بنایا گوہر خوش آب کو
اس لطافت کی بھلا اس رنگ کی سرخی کہان — تیرے رخ سے کچھ نہین نسبت گل شاداب کو

ہم لوگ پہاڑون کے غارون اور کھوہون مین زندگی بسر کرتے ہین اور ریچھون اور بنڈیلے سورون اور شیرون سے لڑتے ہین اور غریبون اور زیردستون کو بچاتے ہین) گلہ بان انکی ترکی کیا سمجھے بھینس کے آگے بین بجائی بھینس پڑی پگھرائے۔ مگر خدائی فوجدار کی یہ گفتگو البتہ دو چار کو بڑی معلوم ہوئی کہ (اگر کوئی مرد بدکار و آوارہ تم لوگون کی کسی عزیز عورت یا رشتہ دار۔ یا مان۔ بہن یا بی بی یا ہمشیرہ کو نظر بد سے دیکھے) الخ۔ تھوڑی دیر مین گلہ بانون نے دو ایک لڑکون کو بلایا اور کہا یہ صاحب ہمارے مہمان ہین انکو گانا سناؤ۔ وہ دونون لڑکے گانے لگے اور کچھ گلہ بان بانسری بجانے لگے خدائی فوجدار نے اپنے ٹھو سے کہا کہ یار عزیز اگر بادشاہ اور وزیر بھی آتا تو یہ لوگ اسقدر خاطرداری نہ کرتے جیسی ہماری اور تمھاری خاطرین ہوتی ہین اسکی وجہ یہ کہ بادشاہ اور وزیر سے اتنا خوف نہین ہوتا جتنا خوف ہملوگون سے ہوتا ہے ہم جان پر کھیل جانے والے لوگ ہین جانکو کوئی چیز ہی نہین سمجھے ہر دم جان بکف سر ہتھیلی پر لیے ہوئے بادشاہ اور وزیر تو جسوقت مرتے ہین اُسوقت ہزارہا لکھوکھا آدمی جمع ہوتے ہین اور تزک و احتشام کے ساتھ جان نکلتی ہے اور یہان زخمونسے خون کے تراٹے جاری ہوتے ہین

چو آہنگ رفتن کند جان پاک — چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

ہان ہم لوگونکی خواہش صرف اسقدر ہوتی ہے کہ ہماری معشوقہ کو یہ امر معلوم رہے کہ انھین کے لئے

ہم اِسقدر کاہشین سہتے ہین - اور زحمتین اُٹھاتے ہین اور تکلیف برداشت کرتے ہین اور جان پر کھیل جاتے ہین اس پری کو معلوم ہو جائے - بس -

جان آجاتی ہے سن سن کے سخن دلدار کے
یاد آئینگے جواب دیون ہی مجھکو یار کے

کیا لب و لہجہ ہے صدقے یار کی گفتار کے
دیکھنا مر جاؤنگا مین دل پہ خنجر مار کے

اِدھر گلہ بان گاتے بجاتے تھے اور اُدھر خدائی فوجدار صاحب اپنی نئے تکی ہانک لگاتے تھے

فرقت مین تجھ ہمین نہ خوش آیا سوائے رنج
ہے رنج عشق میرے لیے مین برائے رنج
یا تنگی کنار تھی یا اب فشار قبر

شادی کو دی طلاق ہوئے کتخدائے رنج
خود بھی مٹے یقین ہے جو مجھکو مٹائے رنج
وہ ابتدائے عیش تھی یہ انتہائے رنج

اتنے مین فوجدار صاحب کے کان مین پھر درد شروع ہو گیا اور اپنے ٹٹو سے کہا بھائی صاحب اب تو ہمارے کانکا برا حال ہے - اب مرہم پٹی کرو) میان بدھو نے مرہم پٹی کی اور دونون آرام کرنے چلے مگر خدائی فوجدار صاحب کی غزل بازی کے سبب نیند حرام ہو گئی -

فصل ۱۴

میان بدھو کروٹین بدل رہے تھے اور خدائی فوجدار صاحب زٹل قافیہ ہانک رہے تھے اور گلہ بان اُنکے اردگرد بیٹھے اُنکی قطع اور حرکات سکنات پر غور کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک لونڈا گانون سے آیا اور آتے ہی کہا بھائیو گانون مین ایک نئی واردات ہو گئی - تم لوگون نے سنا ہی ہوگا) وہ سب کے سب ہمہ تن گوش ہو کر بولے (خیر باشد - ہمنے تو کچھ بھی نہین سُنا - کہو تو - کیا ہوا کیا خیریت تو ہے) اُسنے کہا بھائی صاحب وہ شیخ جی جو ٹیلے پر بنگلے مین رہتے تھے لکھو کھا روپیہ چھوڑ کر مر گئے وہ ایک ہندو عورت پر جو قوم کی گڈرن ہے عاشق تھے مگر وہ اُنکے ہتھے نہ چڑھی - وصیت کر گئے ہین کہ پہاڑ کے دامن مین جو کھوہ ہے وہان ہی وہ جلائے جائین اور اُنکے تیجے کے دن ہزار گڈریے اور اُنکی عورتون کو کھانا دیا جائے اور کھانے مین صبح کو دودھ اور دہی اور چاول اور ماش کی دال اور شام کو گوشت اور روٹی اور چٹنی اِسی کھوہ مین پہلے پہل اُنسے اور اس عورت سے چار آنکھین ہوئی تھین مگر گانون کے مُلّا لوگونکی رائے اِس وصیت کے بالکل خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ مسلمان کی لاش کا جلانا خلاف شرع ہے ایسا ہرگز نہو گا اور اس عورت کو روپیہ ملیگا شیخ جی بڑے عالم و فاضل تھے اُنکا ایک شاگرد ہے ملا چیون نام یہ ملا اور مولویون کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ اُستاد کی وصیت کے مطابق ضرور کارروائی ہونی چاہیے روپیہ بھی اِس عورت کو ملنا چاہئے اور شیخ کی لاش بھی ضرور اُنکی وصیت کے موافق جلانی چاہئے

ہمین بڑا جھگڑا ہوگا کل گڈریے ملاجیون کی طرف سے ہین۔ کل صبح کو شیخ کی لاش جلائی جائیگی بڑا سامان ہو رہا ہے اور بڑی دھوم دھام اور تزک احتشام سے جنازہ اٹھیگا۔ امیر آدمی تھا دس بیس کوس ادھر ادھر اسکا نقطہ مقابل کوئی نہ تھا آپ لوگ بھی ضرور چلیے گا ایک تو تماشہ قابل دید ہوگا دوسرے ملاجیون کا ہاتھ بٹانا ہوگا ہم سب پر انکی کمک کرنا فرض ہے لوگون نے اسکی رائے سے اتفاق کر لیا اور کہا آؤ۔ چھٹی والین کہ یہان گلے کی نگہبانی کے لئے کون رہیگا بس ایک آدمی کافی ہے انمین سے ایک نے کہا یہ خدمت ہمارے تعلق کیجیے آپ سب جا کے تماشا اور جنازہ دیکھیے بندہ درگاہ یہان بکری اور مویشی کی نگہبانی کرین۔ لوگون نے انکا شکریہ ادا کیا تو اسنے سادگی اور صفائی کے ساتھ کہا بھائی صاحب حقیقت حال یون ہے کہ مقت کرم داشتن ہے۔ وجہ یہ کہ میرے پانو مین کل کانٹا چبھ گیا تھا اور اب تک کھٹک ہے یہ کوئی آپ پر احسان نہین ہے۔ ورنہ اس دھوم کا جنازہ بھلا مین نہ دیکھتا۔ عصمت بی بی از بیچارگی گفتگو ہمارے خدائی فوجدار سر کوب بردست زبردست آزار دشت نیپال ضیغم بارجنگ کا ٹھیا وار اہوار شہسوار جنگ نے دل لگے کانون سے سنی۔ اس لونڈے کو قریب بلایا اور سوال کرنے لگے سوال (یہ جو مر گیا یہ کون شخص تھا) جواب (یہ بڑا مالدار شیخ تھا) سوال (کیا پیشہ کرتا تھا) جواب (یہ بڑا عالم و فاضل تھا۔ علم نجوم مین خاص کر اسکو دستگاہ حاصل تھی اور آفتاب اور چاند کا سب حال اسکی پور پور پر پورا پورا لکھا تھا اور ان دونون کے کسوف کا حال بھی جانتا تھا) خدائی فوجدار نے کہا (آفتاب اور مہتاب کا کسوف نہین ہوتا خسوف اور کسوف کہتے ہین) اس لونڈے نے انکی اس اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور کہا (وہ یہ بھی بتا سکتے تھے کہ یہ سال اچھا ہوگا یا برا۔ غلہ خوب پیدا ہوگا یا قحط پڑیگا) خدائی فوجدار نے پھر ٹوکا (کال کو قاط نہین کہتے قحط لفظ ہے) لونڈے نے جواب دیا۔ وہ قاط کہا تو کیا اور قحط کہا تو کیا ایک ہی بات ہے۔ بس انھین باتون سے امیر ہو گیا ہے کہ جب قحط قاط کا سال ہوا تو اسکے بوڑھے باپ نے سستا غلہ خرید کے جمع کر لیا اور کال کے دنون مین دس گنے دامون پر بیچنا شروع کیا۔ وہ اپنے باپ سے سال بھر پہلے کہہ دیتے تھے کہ (ابکی گیہون نہ بونا۔ جو بونا۔ گیہون نہ پیدا ہوگا۔ بس یہی ہوا اور انکا باپ امیر کبیر ہو گیا) خدائی فوجدار نے کہا) اس علم سے ہم لوگ بھی واقف ہین۔ نجومی اور ہئیت دان اسکے عالم ہوتے ہین) وہ بولا یہ تو مین جانتا نہین مگر ان وہ بڑی بڑی باتین جانتے تھے اور علم نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ملاون کی وضع ترک کی گڈریون کا لباس پہننے لگا اور اسکے چیلے نے بھی اسکا تتبع کیا۔ یہ وہی چیلا ہے جو اب لڑ رہا ہے کہ حسب شرائط وصیت کارروائی کی جائے۔ وصیت کے خلاف کوئی بات نہو جب اسکے باپ نے وفات پائی تو یہ کل جائداد کا مالک ہوا۔ مگر لباس کے بدلنے سے لوگ حیرت مین تھے کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے

آخرکار معلوم ہوا کہ ایک عورت پر عاشق ہے اور اُسی کے عشق کے سبب سے لباس بدل ڈالا ہے۔ اب اس زبان ملایک فریب کا حال سنیے کہ جب سے دنیا اور دنیا کی عورتین پیدا ہوئی ہین تب سے ایسی عورت کسی کی نظر سے نہ گذری ہوگی۔

ملایک صورتے طاؤس زیبے ۔۔۔ نگارے دلربا عابد فریبے

بڑی مقبول صورت ہے۔ خدائی فوجدار نے پھر انکو اصلاح دی (مقبول صورت نہ کہو قبول صورت بھی خیر کوئی عمدہ محاورہ نہین ہے) ٹونڈا انکی جھلا کر بولا۔ وہ مقبول کہا تو کیا ہوا اور قبول کہا تو کیا ہوا اگر آپ اسی طرح بات بات مین عیب نکالینگے اور ٹوکا کرینگے تو کل تک کہانی کا خاتمہ نہوگا اور جنازہ نکل جائیگا۔ فوجدار صاحب نے مسکرا کر کہا (اب نہ ٹوکونگا۔ آپ کو جو فرمانا ہو وہ فرمایئے) اُسنے کہا حضور اسی گانون مین ایک کسان رہتا تھا جسکے پاس شیخ سے بھی زیادہ ثروت۔ اور سب سے بڑھکر یہ دولت تھی کہ اُسکی لڑکی ایک بڑی ہی جمیلہ اور جادو جمال زہرہ مشتری خصال تھی مگر اس لڑکی کی ما اُسکی صغیر سنی ہی مین جان بحق ہوئی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رخسار تو چاند ہے اور دوسرا سورج چندے آفتاب چندے مہتاب۔ اسکی مان کے مرنے سے اسکا باپ بے بس پریشان خاطر ہوا جب لڑکی بالغ ہوئی تو حسن نے اسکی بلائین لین اور ادا نے اُسکی ادا کی قسمین کھانا شروع کین۔

فدائے حسن جمال تو گلعذارانند ۔۔۔ شہید تیغ نگاہ تو شہسوارانند

اسیر حلقۂ زلف تو پختہ کارانند ۔۔۔ غلام نرگس مست تو تاجدارانند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

بہ پیچ و تاب نہ تنہا منم بجان حزین ۔۔۔ کہ عالم ست پریشان بیقرار و بے تسکین

زگفتنم اگر آشفتہ و چین بجبین ۔۔۔ گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

اسکی گردن ہے کہ ایک نور کے سانچے مین ڈھلا ۔۔۔ جسنے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا

آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا ۔۔۔ رشک کی برق سے کیا جسم صراحی کا گلا

سوئے میخانہ گلو اسکا اگر منھ موڑے

ہو کے ہر مست خجل شیشہ کی گردن توڑے

جب پندرھوان سال آغاز ہوا تو اور بھی جوبن کی آگ بھڑکی۔ جو دیکھتا تھا یہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتا تھا۔ شدہ شدہ اُسکے حسن گلوسوز کی وہ دھوم مچی کہ دور دور تک شہرہ ہوا۔ اور برابر جابجا سے

پیغام آنے لگے۔ اُسکے باپ نے ٹھان لی کہ بغیر لڑکی کی مرضی کے شادی نہوگی۔ اور جن جن لوگون نے پیغام بھیجا تھا اُن سب کی نسبت مختصر مختصر حال بیان کیا اور کہا اب تمکو اختیار ہے۔

من نگویم کہ این مکن آن کن — مصلحت بین و کار آسان کن

لڑکی نے کہا (ابا جان ہم غور کر کے جواب دینگے۔ شادی بیاہ کچھ ہنسی ٹھٹھا تو ہے نہین کہ کاتا اور لے دوڑے اسکے لیے بڑا غور چاہئے ایک ہفتہ کے بعد اس لڑکی نے اپنے باپ سے کہا (ا ہمنے بہت غور کیا تو یہ رائے قرار دی کہ ابھی شادی کی چنداں ضرورت نہین ہے۔ کم سنی کی شادی کا انجام برا ہوتا ہے لہذا اس بات چیت کو ابھی ملتوی کرنا چاہیے) اسکے باپ نے کہ فہمیدہ آدمی تھا منظور کر لیا کیونکہ اُنکی خود بھی رائے تھی کہ کم سنی کی شادی اچھی نہین ہوتی اب سنئے کہ کہاں تو اس لڑکی کے یہ خیالات۔ کہاں اب اُسنے اپنے خیالات بالکل بدل دیے اور دلمین کچھ ایسی سمائی کہ گڈریونکی عورتون کی پوشاک پہن کے کھیتون اور جنگلون مین بے حجاب اور براگندہ نقاب جانے لگی۔

طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ — پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

اُسکے حسن گلو سوز اور نور عالم افروز کی شہرت تو یون ہی تھی اب جو بیحجاب اور بے نقاب باہر آئی تو گنتا یہ ہو گیا۔ تمام عالم محو نظارہ ہوا جسنے دیکھا تیر نگاہ کا گھائل ہو گیا۔

عالم فریبیان جو یہی ہین حجاب مین — معلوم فتح باب کشود نقاب مین

اور بڑے بڑے امرا اور تجار اور فضلا اور کملا نے اپنا لباس خاص ترک کر کے وہی پوشاک اختیار کی جو اُس بت بے پیر نے اختیار کی تھی جنگل اور کوہ دامون اور میدان بیابان مین ہر سمت اُسکے طالب و خواہان اور عاشق زار ادھر ادھر شوریدہ سر اور پریشان حال پھرتے تھے اور وہ کسی کی جانب نظر بھی نہین اُٹھاتی تھی

غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل — کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

ان عشاق زار مین سے ایک شیخ بھی تھے جو آج مر گئے یہ شخص اس بلبل گلزار خوبی کا صرف عاشق ہی نہ تھا بلکہ پرستش کرتا تھا۔ برسون کا ریاض اور سالہا سال کی ریاضت دم کے دم مین خاک مین مل گئی

پنجہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد — طاعت صد سالہ آتش تاراج یک نظارہ شد

لطف یہ کہ وہ قمری شمشاد رعنائی یعنی وہ زن نو خیز و نوجوان باوصف اسکے کہ نے نقاب برآمد ہوتی تھی حیا پردہ عفت کوش بھی تھی۔

میاں بہ پیش رخت چشم بستہ می آید
ادب ببزم تو صد جا نشستہ می آید

گو ایک زمانہ اسکے شمع رخسار کا پروانہ تھا تاہم ممکن نہ تھا کہ کسی کو اتنی بھی جرات ہوئی ہوتی کہ ابرو کے اشارے سے بھی بات کرتا۔ رعب حسن سے یہ جرأت نہین ہوتی تھی کہ ذرا سا اشارہ تو کرے دور ہی دور سے عاشق مزاج جوبن کے مزے لوٹتے تھے اور ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے اور اسکی بیرحمی اور جور و ظلم کے نالان تھے۔

یہ کسکی زلف کی ناگن نے ایدل مار ڈالا ہے
کہ کوسون تک مری تربت پہ پھیلا کوڑیالا ہے
خیال گیسوے شبگون سے رہتا ہے یہ دل روشن
اندھیرا جسکو کہتے ہین مرے گھر کا اجالا ہے

اس لونڈے نے کہا اگر آپ یہان رہنے لگیے تو صبح شام برابر انھین بیکسون کی آوازین سنیے جو اسکے مظلوم ہین اور جنھون نے اس بت پندار کی تلاش مین گھر بار کو ترک کر دیا اور کوہ و بیابان مین ڈیرے ڈال دیے۔ اتنے مین کسی کی آواز دور سے آئی اور اس لونڈے نے کہا دیکھیے میرے کہنے کی تصدیق ہو گئی کوئی عاشق خستہ پہاڑون مین رو رہا ہے۔

چشم نم ہو تو امنڈ آتے ہین دریا منھ پر
کھینچیے آہ تو آتا ہے کلیجا منھ پر
خال رخسار کو تیرے نہین دیکھا جب سے
سو قسم لیجیے جو اک دانہ ہو رکھا منھ پر
روے گلرنگ پہ آخر خط سبز آہی گیا
ہے مثل جس سے ڈرے وہی آتا منھ پر
خواب گونگے کا ہوا یار کا شکوہ گویا
دل مین بھرتا ہے مگر لا نہین سکتا منھ پر
کل جو تم بوسے پہ بگڑے تھے کہ کسکو کہتے
لیکے منھ اپنا سا رہ جاتے جو کہتا منھ پر
ہمسے یون کڑوے رقیبون سے یہ میٹھی باتین
جھوٹ کیا زہر ہے سچ بات کا کہنا منھ پر
بڑھ کے فوارے کے مانند نہ بول اے منعم
تھوکنا چرخ کو ہے اپنا ہی آتا منھ پر

خدائی فوجدار دلمین سوچنے لگے کہ اس عورت کی بڑی شہرت ہے اس سے ضرور ملنا چاہیے کسقدر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑی سنگدل بیرحم سفاک ظالم ہے

یہ کون پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑون کے آبشار مین ہے

لونڈے نے پھر اسکا حال بیان کیا کہ ہر پہاڑ اور جنگل مین لوگون کو اسکے عشق مین تباہ او سرگردان پائیے گا۔ اکثر درختون پر جا بجا اس پری وش کا نام کندہ ہے۔ جدھر جائیے عجب دل لگی نظر آئیگی کوئی کھڑا رو رہا ہے کوئی عاشقانہ غزلین گا رہا ہے۔ کوئی پانی کے جھرنون کے پاس بیٹھا آہ سرد بھر رہا ہے۔ تاکا جسے زخمی کیا دیکھا جسے مارا۔ لونڈے نے کہا آپ ایکمرتبہ اس ماہ وش سے ضرور ملیے اگر بھوک پیاس

نہ بند ہو جائے تو ہمارا ذمہ جو چور کی سزا وہ ہماری سزا عجب صورت ہے۔

نظر آجائے جو اُس ماہ جبین کا ماتھا ۔ درد سر ہو تجھے کیا رشک سے اے مہر لقا
بوسے لون اسکی جبین کے کبھی چومون کفِ پا ۔ تو سماجت سے قدم پر مرے دے سر کو جھکا
پاؤن آخر کو مرا اور تری پیشانی ہو ۔ جو مین کہتا ہون وہ اک دن ترے پیش آنی ہے

خدائی فوجدار کو اس تقریر پر ہنسی آئی تو میان بدھو کو بڑا استعجاب ہوا کہ یہ رونی صورت محرم کی تیس اور ہنسے۔ لونڈے نے بھی متحیر ہوکر کہا حضور ہنسے کیون مین نے ہنسنے کی کونسی بات کی فوجدار بولے ایک تو یہ اشعار تمنے بے تکے پڑھے۔ بالکل بے محل اور بے موقع شعر گفتن چہ ضرور۔ مگر چونکہ مین نے وعدہ کیا تھا کہ اب تمکو نہ ٹوکونگا اس سبب سے اسکی بحث ہی اب فضول ہے ہان ایک بات البتہ کہونگا کہ یہ تمہارا خیال خام ہے کہ اُس عورت سے بڑھکے دنیا مین اور کوئی نہین ہے میان صاحبزادے ع۔ ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو۔ برادر عزیز ع۔ تمنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے۔ شاید رنگین قبا شیرین ادا قالب حسن کی روح دردان بی گلابو جان صاحبہ دام حسنہ وجمالہ کو دیکھو تو ساری کہانی بھول جاؤ پھر کسی کے حسن کی تعریف نہ کرو۔

کالی گھٹا سی چھائی ہے اور کھلے ہوئے اُسنے بال ۔ بجلی سی کوندتی ہے وہ بجلی مگر کمر
بل کی نہ لو میان کہ نزاکت سے کھل گیا ۔ وقت خرام تھلتے ہین موسے سر کمر
ہیمثل کیون نہ جانون سراپاے یار کو ۔ موہوم ہو دہن ہے نہ معدوم ہر کمر
گفتار بے ثبات تو رفتار بے طریق ۔ کیونکر کہو کہان وہ دہن ہے کدھر کمر

اتنے مین گلابو نے عرض کی حضور اب آرام کرین کیونکہ شب کو زیادہ جاگنے سے زخم جرانے لگتا ہے اور درد بھی زیادہ ہوتا ہے۔ میان بدھو تو خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح آرام کرین خدائی فوجدار کی بک بک کے سبب سے سخت پریشان تھے۔ انہون نے بھی ہان مین ہان ملائی اور کہا مین تو دو گھنٹے سے غل مچا رہا ہون کہ از برائے خدا آرام کرو۔ ذرا تو آرام ملے مگر انھون نے تو قسم کھائی ہے کہ چین سے نہ سونگے خدائی فوجدار سوچے کہ اگر کان کا درد بڑھ گیا تو بڑی مصیبت پڑجائیگی اور پھر یہ تماشاے جانفزا نہ دیکھ سکینگے اور نہ شریک جنازہ ہو سکینگے اس سے بہتر یہی ہے ان لوگون کا کہنا کرین۔ لونڈے سے کہا یار عزیز کل ہمارے ہمراہ ضرور چلنا اور ہمکو جنازہ ضرور دکھا دینا ہمکو کچھ لطف تماشہ نہین ہے ہم کہا دری جاتے ہین۔ لڑکے نے کہا مین بہت قریب کے راستہ سے لے چلونگا بدھو تو گلہ سے اور ٹٹو کے پیچ مین دراز ہوئے۔ ۔۔ وہ ٹنڈا بھی سویا مگر فوجدار صاحب کو نیند نہ آئی۔ انہون نے آہستہ آہستہ بے تکی ہانک لگائی

دل پر مرے اب رہتا ہے ہر دم یہی کھٹکا
بے فائدہ لیکن یہ مرا دھیان ہے بھٹکا
کانٹا کبھی دامان فلک پا نہین سکتا
افسوس صد افسوس ہا جاتا ہون ناکام
نے چین ہے نے تاب ہے نے صبر آرام

اس زلف کے ہاتھ آنے کا پانون کوئی لٹکا
شعلے کے بھی دامن سے کہین خار رہے اٹکا
ذرہ کبھی خورشید تلک جا نہین سکتا
ہر صبح مصیبت مین ہون شامت آئی ہون شام
لکھ بھیجو نسیم انکو یہی نامے مین پیغام

زہر غم ہجر تو بہ جان کارگر افتاد
امید وصال تو بعمر دگر افتاد

یہ کہکر خدا خدا کرکے انکی آنکھ لگی

طالعے را خفتہ دیدم نیم روز
گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

خواب مین اپنے دیکھا کہ وہی زن حور طلعت جسکے سبب سے صدہا عشاق زار بحالت خراب کوہون اور آبشارون اور رود بارون اور ہامون اور جنگل کے قریب سرگردان پھرتے ہین انکو ملی اور گلے سے لگایا اور دیر تک مدحت سرا رہی اور کہا صرف تمہارے سبب سے اتنے آدمیون کی زندگی عذاب مین تھی- مین نے ٹھان لی تھی کہ شادی کرون گی تو خدائی فوجدار سے ورنہ بن بیاہی رہونگی تمنے ساری خدائی مین نام پیدا کیا ہے اور ہم اس پہاڑ کی ملکہ ہین منزلون کی راہ سے لوگ میری خوبصورتی کی شہرت سنکے آتے ہین اور دیوانہ کی طرح سر دھنتے اور تنکے چنتے ہین اور مین ذرا بھی مخاطب نہین ہوتی غرور حسن کے سبب سے نیچی نظر اور ترچھی چتون کر کے انکے قریب سے نکل جاتی ہون تو کوئی تو یہ شعر حسب حال پڑھتا ہے

غرور حسن اجازت اگر دہد ای گل
کہ پرسشی بکنی عندلیب شیدا را

اور کوئی باآہ سرد دل پر درد و بصد حسرت و نومیدی اس بیت کو ترجمان دل بناتا ہے

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

اتنے مین انکی آنکھ کھل گئی دیکھا تو نہ وہ بت شوخ و شنگ ہے نہ وہ کوہ فلک شکوہ-

فصل ۵۰

ادھر سپیدۂ صبح جھلکا- ادھر گلہ بانون نے کمرین کسین اور خدائی فوجدار کے پاس آئے کہ انکو جگائین مگر یہ تو کوؤن کے بھی پہلے اٹھ بیٹھے تھے- دیکھا تو کٹورا سی آنکھین کھلی ہوئی ہین اور بڑی شان کے ساتھ لیٹے ہوئے اپنی مصنوعہ معشوقہ بی گلابو جان کو یاد کر رہے ہین

پر ہوا تھا نہ ابھی کھونے لگے دل بوس و کنار
طالع خفتہ نے جو کر دیا مجھکو بیدار

نہ وہ گلشن نظر آیا نہ وہ صحبت نہ وہ ر | ہاتھ مل مل کے یہ ہین کہنے لگا یا دل زار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

وہ گنوار آدمی اس نئے کی ہانک کو کیا خاک سمجھے انہون نے پوچھا رہے کیسے جنازہ دیکھنے چلیے گا لیے یہ تو ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے کہ جاے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ اس تماشہ سے دل غریب کو ہاتھ نہ دینگے۔ فوراً بدھو کو آواز دی میان بدھو کب ایسی سنتے تھے۔ یہ مردون سے شرط باندھ کے سوئے تھے۔ تڑکے تڑکے اٹھنا کیا معنی۔ بہزار خرابی اٹھے تو مارے غصہ کے کسی سے بات کی۔ خدائی فوجدار نے حکم دیا گدھے اور ٹٹو کو کسو۔ آج وہ وہ باتین دیکھنے مین آئینگی جو کبھی تمہارے باپ دادا نے بھی نہ دیکھی ہونگی۔ میان بدھو جھلائے تو تھے ہی بگڑ کر بولے (ہمارے باپ تو لدھے تھے ورنہ ہم ایسے گدھے بدنصیب کاہے کو اس دنیا مین آتے) گھوڑا اور گدھا دونون لیس ہو گئے تو خدائی فوجدار صاحب لد لیے اور تنگ تو بڑا سنبھال کے میان بدھو بھی ساتھ ہوئے۔ خدائی فوجدار صاحب نے سوار ہوتے ہی بی گلا بو جانکو یاد کیا۔

این ابروے زرین کہ ہلال رمضان ست | یا غبغب سیمین بت تنگ دہان ست
در باغ شد از قد و رخ و زلف تو نایاب | گل برگ تر و سرو سہی سنبل سیراب

اتنے مین وہ لونڈا بھی دوڑتا ہوا آیا اور ساتھ ہو لیا۔ یہ پانچ گلہ بان اور خدائی فوجدار صاحب اور انکے پٹھو میان بدھو اور وہ لونڈا آٹھ آدمیون کا چھوٹا سا قافلہ جا رہا تھا۔ راستہ مین جو لوگ ملتے تھے خدائی فوجدار کی قطع وضع ہیئت دیکھکر متحیر ہوتے تھے کہ یہ کون جانور ہین اور یہ وضع کیون انکو پسند آئی۔ چلتے چلتے کیا دیکھتے ہین کہ چھ گلہ بان اور تین امیر رئیس قیمتی گھوڑون پر سوار آہستہ آہستہ چلے آتے ہین۔ جب قریب ہو گئے تو علیک سلیک کے بعد اس قافلہ والون نے پوچھا آپ لوگ کہان جاتے ہین انہون نے کہا ہمنے سنا ہے کہ سامنے والے گاؤن کے ایک بڑے نامی گرامی شیخ نے جو بڑا رئیس تھا کل انتقال کیا اور آج اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھایا جائے گا۔ سنا وہ وصیت مین لکھ گیا ہے کہ جنازہ بڑے تزک سے اٹھے اور دفنانے کے عوض جلا دیا جائے۔ ان تینون سوارون نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہین۔ یہ کیفیت قابل دید ہوگی) اب دونون قافلے ساتھ ساتھ چلنے لگے انمین سے ایک سوار نے خدائی فوجدار سے دریافت کیا کیون بندہ نواز یہ آپ خود اور تلوار اور جنگی وردی اور نیزہ کیون نہین ترک کرتے اس ملک مین تو امن و امان ہے سونا اچھالتے چلے جایئے۔

کسی نمی پرسد کہ بھیا کون ہو ۔ ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو

خدائی فوجدار کو جو انھون نے چھیڑا تو یہ ابل پڑے اور بولے سواران نامدار دیلان باوقار ہمارے معزز پیشے کے لوگ ہر دم سولی کی نوک پر رہتے ہین ہر وقت مسلح نیزہ اور خود اور بھالا اور تیر کمان اور تفنگ اور شمشیر اور سروہی اور کھانڈا اور شیر بچہ اور پیش قبض اور بندوق اور قرابینچہ اور قرابین اور سپھر کلا اور کھکھری اور بان ہمارا ہر دم کا ساتھی ہے وجہ یہ کہ ہم لوگ نہین جان سکتے کہ کسوقت اور کس ساعت مین ہمکو ضرورت پڑے اور کیا افتاد ہو اور کیسی گذرے اس سے بہتر یہی ہے کہ ہر دم کیل کانٹے سے لیس رہین ہر وقت تیغ بکف ۔ کوئی دم ہتھیار ہاتھ سے نہ چھوٹے بلکہ ہمارے مذہب مین یہانتک حکم ہے کہ سونے اور کھانے پینے کے وقت بھی مسلح رہین صرف ایک گھنٹہ کا وقت اسلحہ اتارنے کا ہے اسوقت اگر ہمارے معزز پیشے کا کوئی بہادر ہم پر حملہ کرے تو وہ بہادرون کے زمرے سے خارج کر دیا جائے اور کوئی اسکو عزت کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ لوگ بہت ہی حقیر تصور کرین مین بھی اس غرض سے اِن دنیائے دون گذشتنی و گذاشتنی مین منجانب اللہ بھیجا گیا ہون کہ شیطان کے بندون اور چیلون کو زیر کرون چنانچہ ابھی پرسون کا ذکر ہے کہ مہنتون کے بھیس مین ہاتھیون پر سوار دو شورہ پشت ایک نوجوان اور نوخیز اور خوشرو عورت کو کہ کسی امیر کی لڑکی تھی قفس پر بھگائے لیے جاتے تھے مین نے ایک کو ہاتھی سے گرا دیا اور اٹھا کے دے مارا اسکے بعد ایک سپاہی سے بھڑ پڑا اور اسکو بھی نیچا دکھایا اور اسی جنگ مین ہمارا ایک کان کسی قدر اڑ گیا اور ایسے زخم کاری لگے کہ خون کی ندیان بہنے لگین ۔ مگر اُف تک نہ کی ۔ ہماری مطبوعہ یعنی معشوقہ بی گلابو جان صاحبہ کو بھی ہمارے اِن محاربات کی خبر پہونچ گئی ہے اور نہ بھی کوئی کہتا تو بھی وہ ضرور سمجھ جاتین کیونکہ دل رہے ست ۔ دلکو دل سے راہ ہے ۔ اور ہملوگون کی معشوقون کو ایک قسم کا علم غیب بھی ہوتا ہے یہ مانا کہ ۔ ع ۔ عالم الغیب کیست غیر از حق مگر بعد خدا یہی لوگ ہوتے ہین ۔ اور انکے بعد ہملوگ ہمارا نام سرکوب زبردست زیردست آزار یلان جہان کے سردار خدائی فوجدار دشت نیپال ضیغم بار جنگ کاٹھیاوار راہوار شہسوار جنگ ہے) انکی اس اول جلول تقریر سے تینون سوار اور انکے ساتھی سمجھ گئے کہ خلل دماغ ہے ضرور دماغ مین فتور ہے ان سوارون سے آدمی جسکا تخلص مذاق تھا اسم بامسمے بذلہ سنجی مین شہرہ آفاق تھا انسے جو یہ مہمل پوچ یاوہ گفتگو سنی تو دلمین ٹھان لی انکو خوب بناؤ دو گھڑی راستہ ہی کٹیگا دل لگی ہوگی انکو مخاطب کر کے میان مذاق نے کہا کیوں حضور ہم جانتے ہین کہ اپلوگون سے زیادہ دوست بنی نوع انسان کا اور کوئی نہین ہے لینا ایک نہ دینا دو جلب منفعت ذاتی سے کوئی سروکار ہی نہین غرض کے لیے یہان جو کچھ کرنا پڑے پھٹے مین پاؤن ڈالنا کوئی دل لگی نہین ہے

یہ آپ ہی سورماؤن کا کام ہے۔ دوسرا نہین کرسکتا ہے۔ ہان وہ فقیر بھی قابل تعریف ہین جو جنگلون
اور پہاڑون مین بیٹھ کے ہمارے اور ہمارے بھائیون کے فائدے کے لئے اسقدر نفس کشی اور ریاضت کرتے ہین
اور تکلیف سہتے ہین خدائی فوجدار بولے بندہ نواز انکی ریاضت اور نفس کشی اور فقر و فاقہ اور خداشناس اور
خداترس ہونے مین کوئی رشک نہین مگر وہ لوگ صرف دعاگو ہین اور اپنا ہی بھلا چاہتے ہین اور ہم لوگ قہر خدا ہین جس سے
ہم بگڑے اُسپر قہر الٰہی نازل ہوا اور بس وہ گیا گذرا اُسکا دونون جہان مین کہین ٹھکانا ہی نہین ہے ہاربیت
گیسان تو رہی اس. ہم اپنے بازو کی قوت ہاتھ پانون کے زور اور اپنی جوانمردی اور بسالت اور شجاعت
سے لڑتے ہین اور بدبختون کو نیچا دکھاتے ہین اور جو قہر خدا سے نہین ڈرتے ہین انکو دکھا دیتے ہین
کہ قہر الٰہی کیا شے ہے ہم جس سے بگڑے اُسپر بجلی گرائی۔ اور بجلی بھی کون۔ وہ جسکو برق جہندہ کہتے ہین اور
جسکی لپک سے کرور دن ہون تو جل بھن کے خاک سیاہ ہو جائین۔ گرمی تمازت ہمارے لئے خنکی
ہے گویا برفستان مین بیٹھے ہین جس دھوپ مین چیل انڈا چھوڑے اسکو ہم لوگ ذرا نہین مانتے
اور سردی سے گو سرد ملکون تک کے باشندون کے جگر ٹھٹھر جائین اور انکے دانت کڑکڑانے لگین
مگر ہملوگ اس سردی کو کیا مانتے ہین گویا اپنے نزدیک گرم کون کے حمام مین بیٹھے ہین۔ خون کی ندیان ہر رگ
وپے سے جاری ہون تو ہم سمجھین کہ ہمنے اپنا فرض ادا کیا ہم جی اٹھے جان پڑگئی۔ اور تلوارون کے زخم
اور تیرکون پر تیر کے کھانا اور برچھیون کے زخم کھا کے اف تک نہ کرنا ہمارا ہی کام ہے ہم خدائے جلیل کے وزرا ہین اور
دنیا کا انتظام ہمارے تعلق ہے۔ جہان خدا کے بندون کا پسینا گرے وہان ہم خون گرانے کو موجود
ہین سختیان سہنا تکلیفین برداشت کرنا گرنا پڑنا یہ سب ہمارے لیے فخر کا مقام اور جان ہتھیلی پر رکھ کے
میدان کارزار مین جانا ہمارا خاص پیشہ ہے اور کام ہے فقرا وغیرہ گوشہ عافیت مین بیٹھے ہوئے ریاض کرتے ہین اور یہان گوشہ
عافیت مین بیٹھنا ہمارے لئے ننگ ہے بزن بزن اقتلوا اقتلوا عون عون۔ خم زخم مرگ مرگ الفاظ ہر دم ہملوگونکی زبان پر
رہتے ہین ہمارا اور انکا کون مقابلہ وہ بھی اچھے ہوتے ہین مگر فرق ہے وہ وہی ہین ہم ہم ہی ہین۔ اس تقریر کے بعد
مذاق نے کہا آپکی رائے سے مجھے پورا پورا اتفاق ہے مگر آپ لوگون مین ایک بڑا نقص یہ ہی کہ جب کبھی آپکو کسی بڑی
جنگ مین جانا ہوتا ہے یا کسی غنیم یا دیو یا جن سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو آپ لوگ خدا کو جو پروردگار عالم ہے بالکل ہی
بھول جاتے ہین اور اپنی معشوقہ کو یاد کرکے جنگ اور مقابلہ غنیم کی تیاری کرتے ہین اسکے یہ معنی کہ خدا کو بھول گئے
اور صنم پرست ہو گئے۔ ہمنے جسقدر کتابین اس قسم کی پڑھی ہین سب مین یہی دیکھا کہ گھنٹون وقت
معشوق کی یاد مین ہلان نامی گرامی نے صرف کیا اور اللہ پاک کا نام ایک دفعہ بھی زبان سے نہ لیا ہماری سمجھ
مین نہین آتا کہ اسکا کیا سبب ہے۔ سپاہی کے لئے بہت بڑی بات یہ ہے کہ خداترس اور خداشناس ہو

اللہ سے ڈرے۔ نہ یہ کہ معشوقون کو معاذ اللہ خدا بنائے

بت کرین آرزو خدائی کی — شان ہی تیری کبریائی کی

خدائی فوجدار نے اِس اعتراض کو بڑے غور کے ساتھ سنا اور کہا اصلیت یہ ہی کہ آپ اِس فن شریف سے مطلق واقف نہین ہین کہ یہ کون فن ہی اور اُسکے اصول کن کن اخلاق پر بنی ہین۔ ہم لوگ بیشک معشوقون کی یاد مین دن رات صرف کرتے ہین مگر اِسپر کوئی صاحب اعتراض نہین جا سکتے وجہ کیا۔ اِسکی وجہ یہ کہ معشوق خوبصورت ہوتے ہین اور خدا خود بھی خوبصورت ہی اور خوبصورتون کو پیار بھی کرتا ہی۔ اللہ جمیل و یحب الجمال شاعر نے کیا خوب کہا ہی۔

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہی — ارادہ کون سے در پر کرون مین داد خواہی کا

اب اِسکے یہ معنے ہوئے کہ جو خدا کا معشوق ہی اُسکی ہم عزت کرتے ہین اور ظاہر ہی کہ معشوق کی جو کوئی تعریف کرتا ہی تو عاشق خوش ہوتا ہی لیس ہمارے اِس فعل سے ہم بھی خوش اور ہمارا خدا بھی خوش۔ چلیے چھٹی ہوئی با الخیر شما بہ سلامت اور خدا ہم لوگون سے کیون ناراض ہونے لگا کہ ہم اُسکے بندون کی کمک اور مدد کے لیے جان لڑا دیتے ہین۔ گرمی کو گرمی نہین سمجھتے سردی کو ذرا نہین مانتے۔ سینے پر تیر اور برچھی اور تلوار کا زخم کھاتے ہین اور ہمکو اس سے ذاتی فائدہ کیا ہوتا ہی۔ خاک ذاتی فائدے کی غرض سے اگر ہم کوئی کارروائی کرین تو پھر خوبی کیا۔ ہمارا کام تو یہ ہی کہ لڑ بھڑ کے نام کرین اور وہ کام کرین جو کسی نے آج تک نہ کیا ہو۔ ابھی دو ہی چار دن ہوئے کہ ایک جادوگر کو جو جادو کے ہاتھی پر فقیر بنا ہوا چلا جاتا تھا اور ایک شہزادی کو بھگائے لیے جاتا تھا ہمنے نیچا دکھایا اور اس خوبصورتی کے ساتھ کہ سنبھل نہ سکا اور پھر اُن آدمیون کو زخمی کیا جو اُس عورت کے ساتھ جادوگر کی طرف سے مقرر ہوئے تھے اور اِس محاربۂ عظیم مین ہمارا یہ نقصان ہوا کہ ایک کان ندارد خود اور جنگی وردی گرد برد۔ مگر باشد۔ مذاق نے پوچھا کیون صاحب کیا یہ فرض ہی کہ آپ لوگون کا ایک معشوق ضرور ہو۔ ہم تو جانتے ہین کہ یہ کچھ فرض نہین ہی۔ اور اگر ضروری ہی تو پھر حضور کی بھی معشوقہ کوئی نہ کوئی ضرور ہی ہوگی۔ اتنا سننا تھا کہ خدائی فوجدار کی آتش جنون مشتعل ہوئی دیوانہ وار ہوئے بس ست۔ ایک آہ سرد بھری اور ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔

کیا مین اِس کافر بدکیش کا احوال کہون — یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون

زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون — رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہی نوبت بجنون

یہی خونریز تو خونخوار ہی انسانون کا
در بن کھوتا ہے یہ کافر ہی مسلمانون کا

ناقۂ لیلے مضطر کا شتربان یہ تھا
نجد میں قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ میں ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
جان ہر شیر کی لیئے کو نیستان یہ تھا

حسن بنجا نا ہی انداز کہین ناز کہین
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے
کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے
جان چھوڑی نہین جینا جسے پایا اسنے
اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اسنے

کام مردون سے لیا رندون کو ناکام رکھا
درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

حضرات یہ ہمنے کسکی شان مین شعر پڑھے۔ اِسکا آپ لوگ جواب دین۔ اور ہمکو بتائین کہ یہ کسکی شان مین ہمنے کہا)

نداق نے جواب دیا کہ یہ مرض عشق ہی۔ لا دوا۔ اسکا علاج ہی نہین

عشق در آمد ز در گفت سلام علیک
عقل برون شد ز سر گفت سلام علیک

خدائی فوجدار پھڑک گئے اور میان نداق کی تعریف کی کہ آپ بڑے زود فہم اور رسا آدمی معلوم ہوتے ہین اِسکے بعد بلبل زبان یون ترانہ سنج بیان کیا لاے برادر نامدار و شہسوار والا تبار ہماری معشوقہ گلعذار و طرحدار رشک بتان فرخار کے حسن صبیح اور ادا و ناز و انداز کی توصیف فزون از حیطۂ تقریر و خارج از حیز و تحریر ہی۔

دل لگا کر مجھسے ٹھانی اُسنے جی مین دشمنی
بڑھ گئی ہو جاتی ہی آخر دل لگی مین دشمنی
خو بر و یون کا زمانے کے موافق ہی مزاج
منھہ پہ باتین دوستداری کی ہین جی مین دشمنی
ہجر مین اِس سیمتن کے جان سے بیزار ہون
دشمنی مین دوستی ہی دوستی مین دشمنی
سرخ اطلس کا وہ پاجامہ سجا بوٹے دار
جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے نہ شمار
ہاتھ سے پائنچے دونون جو اُٹھائے اکبار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار

گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اُس نے
ٹھیکیون مین دم رفتار اُڑایا اُس نے

اُنکا نام نامی بی گلابو جان صاحبہ ہی بس اسم بامسمےٰ ہین بالکل گلاب کے سے گال سفید لال لال۔ نزاکت ایسی کہ اسکی قسم کھائیے۔ نازک بدنی کا اُسپر خاتمہ ہی۔ اور ملاحت تو ایسی دیکھی و سنی۔ شعر لنے

اسی کی شان بین کہا ہے۔

ملاحت آنقدر ہا دشت ساقی ۔ گرسے خوردن زدست اجل ملّت
بر اندامش فتدگر پرتو ماہ ۔ نزاکت سازوش در خواب آگاہ

یہ اسی کی شان بین کہا گیا تھا (پتلی کمر بل کھائے ری نندیا) وہ تینون سوار اور دونون گروہون کے گلہ بان اُنکی تقریر سُن سنکر دل ہی دل بین ہنستے تھے اور جون جون اُنکی وحشت بڑھتی جاتی تھی اُن لوگون کو یقین کامل ہوتا جاتا تھا کہ پاگل پنے کا جوش ہے۔ مگر میان بدھو کچھ ایسے وضع کے پابند تھے کہ یہ خدائی فوجدار کے ہر ایک بیان کو آیت حدیث سمجھ لیتے تھے ہان ایک امر بین البتہ اُنکو بھی اختلاف تھا وہ یہ کہ اُنھون نے اپنے گانون بین بی گلابو جان کا نام بھی نہین سُنا تھا یہ سوچتے تھے کہ یا الٰہی یہ گلابو جان کون ہین جنکی تعریف بین خدائی فوجدار صاحب اسقدر مبالغہ کرتے ہین کہ ساری خدائی بین انکا فقط مقابل کوئی نہین ہے بس جو کچھ ہین وہی وہ ہین اگر کوئی ایسی حسین ہوتی تو ضرور گانون بھر کو معلوم ہوتا نور از نگریز کی چھوٹی لڑکی البتہ حسینون بین مشہور ہے۔ سارا گانون جانتا ہے پنچم کاچھی کی بہن کا حسن البتہ زبان زد خاص و عام ہے جسطرف سے نکل جاتی ہے لوگ گھورنے لگتے ہین کہ عورت کاہے کو ہے خدا کی قدرت ہے ع - آپ اللہ نے بنایا ہے۔ گانون کے ٹھاکر کی سالی کُندن البتہ پری سے بھی شان دلبری بین بڑھ چڑھ کے ہے۔ مگر گلابو جان کا نام آج تک نہ سُنا اور نہ اُنکی کبھی زیارت کی۔ قریب جاکے چپکے سے پوچھا کیون سرکار یہ تو فرمایئے کہ ہمارے گانون بین بی گلابو جان کون ہین تعجب ہے کہ ایسی رشک پری اُس چھوٹے سے گانون بین رہے اور ہمکو کانون کان خبر بھی نہو۔ ایسی پری اور ہمنے دیکھی نہ سنی۔ کیا پنچم کاچھی کی بہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ ٹھاکر کی سالی کندن کے حسن کو پہونچتی ہے نور از نگریز کی چھوٹی لڑکی سے اچھی ہے۔ ان سب کی البتہ گانون بھر بین دھوم ہے اور تمام گانون والے کہتے ہین کہ اِن عورتون کو کوئی عورت گانون کی بلکہ اور پانچ پانچ کوس ادھر اُدھر کی نہین پہونچتی۔ کندن پر تو سیکڑون کی جان جاتی ہے۔ گلابو جان کا نام بھی نہین سُنا (خدائی فوجدار نے بگڑ کے ہو کر کہا تم کچھ جانتے بھی ہو۔ کندن اور اس رنگریز والی چھوکری اور کاچھی کی بہن اُسکے مقابل بین گرد ہین۔ اُنکی کیا اصل حقیقت ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + بدھو نے پوچھا بھلا مکان کہان ہے ہم غور تو کرین کہ وہ کون بچہ حور ہے۔ کہ باوصف اس حسن اور نزاکت کے ہمنے آج تک دیکھی ہی نہین اُنھون نے کہا بھئی ہمارے سامنے وہ جو سراسر محل ہے اُسی دیوان فلک نشان بین بی گلابو جان کا محل اقامت ہے جن دیوون اور ساحرون اور اژدہون کو ہمنے فتح کیا اور فتح کرینگے اور زیر کیا اور زیر کرینگے اور

بکری بیل گدھا گھوڑا ابناد یا اور بنا دینگے وہ سب بی گلابو جان صاحبہ زادحسنہ کے قلعۂ معلے کے پھاٹک پر ایک ٹانگ سے کھڑے ہوکر گڑگڑا کے کہینگے کہ اے سرخیل ماہرویان جہان تیرے عاشق زار سرکوب زبردست زبر دست آزار خدائی فوجدار نے۔

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا ۔۔۔ کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

ہمکو حضور مین آپکے بھیجا ہی کہ اگر حضور پر نور ہمکو رہائی دین تو ہم رہا ہو جاتے ہین ورنہ اسیر زندان بلا تو ہین ہی۔ بدھو نے کہا ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ حضور کے مکان کے سامنے وہ قصر ارفع کون سا ہی اور قلعہ کہان ہی۔ قلعہ تو ہمنے آج تک آنکھون سے بھی نہین دیکھا۔ اب تک تو بی گلابو جان صاحبہ کی تلاش تھی کہ وہ کہان تشریف رکھتی ہین اور اب قلعہ اور محل ڈھونڈھنا پڑا۔ یا تو میرا حافظہ بالکل ضعیف ہو گیا ہی کہ اب کام نہین دیتا اور یا حضور غلطی پر ہین۔ معلوم ہوتا ہی محل اور قلعہ کی طرح بی گلابو جان بھی آپ ہم فرضی ہین۔ قلعہ کی ایک ہی ہوئی واللہ) خدائی فوجدار نے جھنجلا کر کہا بدھو۔ تمکو ضرور جنون ہو گیا ہی اپنے فوراً عرض کی د پیر و مرشد جنون تو ضرور ہو گیا ہی جنون کی تو یہ باتین ہی ہین مگر نہین معلوم کسکو ہو گیا ہی۔ آپ سیدھا سیدھا پتا کیون نہین بتاتے) اسپر خدائی فوجدار بگڑ کر بولے (وہ سامنے والے کھیتون کے مالک کی رئیس زادی نہین ہی۔ گلابو جان!۔ (انھون نے کہا گدہی سی ہی ناکشیدہ قامت۔ وہ جو راہ مین مردون سے جھپٹ ٹھٹھا کرتی جاتی ہی۔ اسے وہ گلبیا الاحول ولاقوۃ!! مین بھی کہتا تھا یہ بی گلابو جان کون ہین مگر عورت اچھی ہی۔ جوان ہی۔ عنفوان شباب ذرا گدہی تو زیادہ ہی) اسپر خدائی فوجدار آگ ہو گئے اور اگر بدھو گدھے سے اتر کر لوٹ نجائین اور ہاتھ نہ جوڑین تو کھا بار ہو جاتا۔ اتنے دنون کے سفر مین سرکوب زبردست زیر دست آزار میان خدائی فوجدار کو اسقدر غصہ کبھی نہین آیا تھا۔ آگ بھبھوکا ہو گئے۔ بدھو کو مار ہی ڈالا تھا مگر وہ اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا۔ غضب خدا کا گلابو جان کو جنکے قلعے کے پھاٹک پر دیو اور جن ایک ٹانگ سے کھڑے التجا کرین کہ از برائے خدا ہمکو رہا کر دو اُنکی شان مین یہ گستاخ آدمی ایسے کلمات زبان سے نکالے (گلبیا) اور (ذرا گدہی تو زیادہ ہی) اور (لاحول ولاقوۃ!!) اُنکو تاب کہان بھلا بھونک ہی دیا تھا اگر اتفاق سے بچگئے نہین تو گلبیا کی ہجو کرنا اور لاحول ولاقوۃ اُسکے نام پر پڑھنا بھول جاتے۔ ساتھیون نے جو یہ رنگ دیکھا تو اُنکو خوف ہوا کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی یہ یونہی پیش آئے سودائی تو ہی ہی اس سے ذرا سمجھ بوجھ کے بولنا چاہیے۔ میان بدھو کی سب کے آگے بڑی کرکری ہوئی اور جتنے ساتھی تھے سب کا مارے ہنسی کے بُرا حال تھا کہ بی گلابو جان تو گلبیا نکلین اور ذرا گدہی زیادہ

ہین اور مردون سے راہ بین دوگال ہنس بول لیتی ہین اور یہ اِنکے پھاٹک پر جن اور دیو بھیجتے ہین۔ اب سنیے کہ میان بدھو گرد دور دیو کچھ پانچھ جھاڑ جھوڑ کے اُٹھ بیٹھے اور گدھے پر پھر لد لیے مگر اب ذرا دور دور چلتے ہین اور ادھر وحشت نے جو انتہا سے زیادہ زور کیا تو حضرت **خدائی فوجدار** اور بھی اُبل پڑے فرمایا دای برادران۔ سوار راہوار ہاے صبا رفتار واے گلہ بانان نامدار تم لوگون نے دیکھا کہ ہمنے کس آن بان سے اُس دیو کو دم کے دم مین زیر کر دیا جسنے کلمات ناملائم اس گستاخی کے ساتھ خسرِ خوبان جہان بی گلابو جان کی شان کے خلاف اپنی پلید زبان سے نکالے تھے) ایک سوار نے پوچھا کیا یہ دیو تھا ہم تو آدمی سمجھے تھے۔ مگر اور سوارون اور گلہ بانون نے **خدائی فوجدار** کے خوش کرنے کے لیے کہا (آدمی ایسے بھی ہوا کرتے ہین۔ دیو بلکہ دیو کا بھی دادا۔ مگر آپنے بھی ایسا بھالا چمکایا کہ گر پڑا اور ہاتھ جوڑ رے)۔ **خدائی فوجدار** اس تعریف سے ازبس محظوظ ہوئے۔ اور ایک گلہ بان نے چپکے سے میان بدھو سے کہا (ارے یار وہ تو تمکو دیو سمجھے تھے) بدھو نے کہا (ہان اب اُنکی گفتگو سے ثابت ہوا کہ دیو سمجھکر بھالا ہلایا تھا۔ مین بھی کہتا ہون کہ یہ آج نئی بات کیون ہوئی۔ آج تک ہمکو بھائی بھائی کہتے تھے۔ اور یار کہتے تھے اور اب آج ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ یہ کیا بات ہے) قریب جا کر اُنھون نے کہا مین ذرا آگے نکل گیا تھا۔ سنا کہ آپ نے کسی دیو کو مار ڈالا۔ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا بھئی بدھو تم ہمارا ساتھ نہ چھوڑ دیا کرو۔ اگر ہم اسوقت زخمی ہوتے تو مرہم پٹی کون کرتا۔ ہوا یہ کہ ہم بی گلابو جان کی تعریف کر رہے تھے کہ بس یکایک ایک دیو دوسرے دیو پر سوار قریب آیا اور اُس گل گلزار رعنائی۔ عندلیب شاخسار زیبائی۔

آتش فگند حسن تو بر کالہ درچمن	شد دور جام شعلۂ جوالہ درچمن
شبنم بشیشہ می فگند ژالہ درچمن	از انفعال لعل لبت لالہ درچمن

دیگر بدست خویش دگیرد پیالہ را

ایسی پری پیکر رشک قمر کی شان مبارک مین کچھ کلمات خرف ذیل ملائم زبان پر لایا مین سنتے ہی نیزہ لیکے گلے پر آیا تو لیٹ کے لوٹ گیا اور ہاتھ جوڑنے لگا۔ اسطرح کا رنج ہوا کہ کچھ بیان نہین کر سکتا۔ رنج کا یہ سبب ہے کہ ایسے بزدل پر ہمنے ہتھیار کیون اُٹھایا۔ اور اسی وجہ سے ہمنے اُسکو بی گلابو جان صاحبہ کی خدمت مین بھی نہین بھیجا کہ اِس بزدل بودے کو کون بھیجے۔ بدھو کی جان مین جان آئی کہ خیریت ہوگئی کہ دیو سمجھے۔ ورنہ مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا۔ اور اب بھی جان لے لیتے اور دل ہی دلمین سوچنے لگا کہ یہ اُنکو کیا سوجھی کہ اتنے بڑے آدمی ہوکر اُس گلبیا پر عاشق ہوئے

گاے سر کا کوئی ایسا نہین جس سے اُسنے آنکھ نہ لڑائی ہو اور یہ اُسکو خسرو خوبان جہان فرماتے ہین۔ مگر میان بدھو بھی عجب راسخ الاعتقاد تھے۔ اتنے دن سے اِنکی حماقت کی باتون کا حال آنکھون سے دیکھتے جاتے تھے کہ پنچکی پر لپک پڑے اور دیو کہکر بھالا بھونک دیا خود اُنپر حملہ کیا اور دیو قرار دیا اور گدھے کو بھی دیو ٹھہرایا۔ اور گلبیا کو بی گلابو جان بنایا لیکن اب تک اسکے قائل ہین کہ جزیرہ فتح ہوگا اور یہ اُسکے بادشاہ ہونگے۔ اتنے مین جنازہ دور سے نظر آیا اور قافلہ تیز تیز چلنے لگا کہ چلکے دیکھین کون نئی بات ہے اور کیا کیا سامان ہین قریب آئے تو دیکھا کہ ایک جنازے پر مختلف اقسام کے پھول پڑے ہوئے ہین اور چوطرفہ گلہاے خوش رنگ عنبر بار کے ہار لپٹے ہوئے ہین اور لوبان جلایا گیا ہے۔ جنازہ چھ آدمیون کے دوش پر تھا اور جنازہ اُٹھانے والے سب سیاہ پوش تھے اور سینہ کوب۔ تھوڑی دور جاکے جنازہ زمین پر رکھا گیا اور شیخ مرحوم کے چیلے سے دریافت کیا گیا کہ مرحوم نے وصیت مین کون مقام جلانے کے لیے تجویز فرمایا تھا۔ اسکا آپ پتا لگاتے ہے۔ چیلے نے کہا اس میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور ایک کوہ فلک شکوہ کی ایک مہیب دہشتناک اور وحشتناک گھاٹی کے پاس حکم دیا کہ جنازہ اُتار دو اور جو لوگ وہان موجود تھے اُنکی طرف مخاطب ہوکر کہا حضرات۔ اِس تابوت مین جس شخص کی لاش آپ لوگ دیکھتے ہین وہ ایک بڑا نامی گرامی آدمی تھا علم و فضل اور فنون شریفہ و نفیسہ مین برق۔ بحر تبحر مین ازسرتاپا غرق۔

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح	کہ جبکے آب و گل مین تھا قیام رکن ایمانی
سنجی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گا تنہا پیاسا	جو کچھ پائے بہائے جائے اُسکا جوش فیضانی
سبب یہ ہے علو ے مرتبت پر خاکساری تھی	بھلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی
بخیر انجام ہوگا اُسکا تھی نیت بخیر اُسکی	کہ الاعمال بالنیات دینی ایک دس پانی
وہ موتی رولتا تھا اور کیا کیا لعل اُگلتا تھا	جو باتین تھین دُر غلطان تو لب تھے لعل رمانی
جہان جس سے ملائی آنکھ اُسنے دم نہ مارا پھر	نگاہِ قہر اسکی سرمہ تیغ صفاہانی

مگر رفتہ رفتہ ایک محبوب سیم بدن پستہ دہن پر بدرجہ عاشق ہوئے کہ از خود رفتہ ہوگئے اور ورع و تقوی کو ترک کرکے اُسی کے فرقہ کا لباس اختیار کیا اور ہمنے بھی اُنکی تقلید کی۔ اب یہ اُنکا جنازہ ہے اور یہ وہ مقام ہے جہان اول مرتبہ اُس ناز فروش ستم کوش کے تیر نظر نے اس مبرور کو گھائل کیا تھا۔ بس اسی مقام پر انکی لاش رکھی گئی اور وصیت کے موافق لاشہ جلایا جائیگا اسی سبب سے گلہ بان اِنکے ہمراہ ہین۔

نالان نشود چون دل ناشاد من	بر چرخ چسان رسد نہ فریاد من

بارنج والم جگفتہ ارشد — رحلت زجہان گزیدا ستاد من
ای وا ے چون نبود بہ تقدیر او شفا — سودے نداد ہیچ علاجے و اہتمام
از تیغ تیز کم خبر مرگ او نبود — زخمے بدل رسید کہ شد کار دل تمام

الغرض اب یہ بزرگوار نوم ابدی سورہے ہین ان صاحب کے کلام بین سے کچھ موجود ہی مگر چونکہ انکی وصیت بین یہ اشارہ ہی کہ انکا کلام شگرف اس لاش کے ساتھ ہی جلا دیا جائے لہذا بمجبوری تمام یہ کلام ندرت التیام جو حرز جان بنانے کے قابل ہی دنیا و مافیہا سے نیا منیا کیا جا ئیگا کیونکہ خلاف وصیت عمل بین لانا عقل کے خلاف ہی جب انکی یہ تقریر بلاغت تخمیر ختم ہوئی تو ان تینون سوارون بین سے ایک نے کہا حضرت اس کلام کو چلہے نیا منیا کر دیجیے مگر ایک نظر دیکھ تو لینے دیجیے۔ کل حاضرین و سامعین نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فصل ۔ ۶

امبر والانبار یعنی اُس سوار نے سب کو مخاطب کرکے شیخ مرحوم کا کلام شگرف سنایا اور سب کو وجد بین لایا۔ وہ ہوندا ر دلبر گلعذار۔ دلدار طرحدار طرۂ دستار جمال مشتری خصال زہرہ تمثال۔ گیسوے عذار۔ نازنینی۔ افشاں جبین سحر آفرینی (قدرم)

کوئی ہمسا بھی ستانے کو نہ پایا ہوگا — کوئی یون داغ دکھانے کو نہ پایا ہوگا
کوئی تربت بین سلانے کو نہ پایا ہوگا — کوئی مٹی بین ملانے کو نہ پایا ہوگا

دم بھرے جائینگے ای جان جو دم بین دم ہی
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہی

یان تڑپتا ہی دل زار تمھین ہوش نہین — ہی ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
تمپہ ہم مرتے ہین ای یار تمھین ہوش نہین — دونون آنکھون کے ہین بیمار تمھین ہوش نہین

جگر و دل کبھی اے جان سنبھالے نہ گئے
کانٹے پلکون سے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

ای بت سفاک۔ شوخ و بیباک تیری بیرحمی نے ہمین مار ڈالا۔ کہین کا نہ رکھا اسقدر ظلم ہمپر کہ دل اور جان سے تمپر مرتے ہین روا نہ رکھو ظلم کی بھی کوئی حد ہی۔ کوئی پایان ہی۔ یا کوئی حد ہی نہین

پیاری شکل آپ سی ای رشک قمر کسکی ہی — ایسی تقریر بھلا شیر و شکر کسکی ہی
یہ نگاہ اور یہ چیتون یہ نظر کسکی ہی — یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور یہ کمر کسکی ہی

سحر کی شکل ہی اعجاز کی گویائی ہی
مرگ کی آنکھ تو جینے کی کمر پائی ہی

بس نہ اتراؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

تم نہ شرماؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دلمین ہین اے جان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہی کلیجے سے لگالین آؤ

جان من جانان من۔ میرے دل سے وہ وہ دردناک آوازین نکلتی ہین کہ کلیجا منھ کو آتا ہی اور جو سنتا ہی تھرا جاتا ہی۔ اک ہوک سی ہوتی ہی۔ شیر کچھار مین اسطرح سے نہین ڈکارتا۔ سانپ کی آواز ایسی ہیبتناک نہین ہوتی۔ بھیڑیون کے غل سے لوگ اسقدر نہین ڈرتے جسقدر ہمارے درد دل کی تپک سامعین کے دل پر اثر کرتی ہے۔

سیدھی باتون پہ ہی ہمسے یہ کجی تمپہ نثار
ایک جان اور ہی اب وہ بھی ہی تمپہ نثار

جگر و چشم و دل و سر ہی اجی تمپہ نثار
لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تمپہ نثار

یہی حسرت ہی کہ مر کر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

سمجھے ہم حسن پہ اِن روزون غرور آپ کو ہی
اے صنم حسن پہ اِن روزون غرور آپ کو ہی

ہی ستم حسن پہ ان روزون غرور آپ کو ہی
دمبدم حسن پہ اِن روزون غرور آپ کو ہی

قہر ہی آپ کے حق مین یہ کیے دیتے ہین
زہر ہے آپکے حق مین یہ کیے دیتے ہین

انڈیون کیسا مزاج اے مری جان آگیا ہی
یون تو سنے کو زمانہ ہی جہان آگیا ہی

یہ تو فرمائیے کس سمت کو دھیان آگیا ہی
دل مین جب جا ہو چلے آؤ مکان اپنا ہی

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوئے جاتے ہین
طور کچھ آپ کے بے طور ہوئے جاتے ہین

ابتو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بددور
ماتھے پر روز چینی جاتی ہی افشان ضرور

جم گیا رنگ ہزارون مین ہوئے تم مشہور
زلف ہی آئنہ ہی کنگھی ہے بدست حضور

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ

پان مسی کے سوا منھ بھی لگاتے نہین آپ

سبز رنگت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہی اللہ اللہ

چہرہ بھی شمع سر طور ہی اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہی اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین پہلے پہل یوسف ثانی ہو تم

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہی
چوک کی سیر ہی کمرے پہ پلنگ آپکا ہی

فتنہ رفتار ہی کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہی
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہی

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

چال وہ کبک دری پانوٴن پڑے آکر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پر

جی اٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین الفت باتون پہ سب جادوگر

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جاے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

ہمسا عاشق نہ ملیگا نہ ملیگا پیارے
اگلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے

خوب ان روزون بری سوجھی ہی چھایا پیارے
کہتے تھے دل ہی نہین آپسے پایا پیارے

اچھی باتون پہ کسے لوگ برا کہتے ہین
بری چالون سے بھلا اسکو بھلا کہتے ہین

اے سنگدل میرے نالہ و بکا بین کی آوازین کوہ و ہامون سے ٹکراتی ہوئی دریا پار اور سمندر پار جاتی ہین اور حاملان عرش سن سن کر تھرا تے ہین اور زیر زمین گاؤ زمین کانپ اٹھتی ہی ثور فلک کو لرزہ آتا ہی کہ یا الٰہی یہ کسکی آواز اندوہناک ہے۔ الامان الحذر۔

یہ کون پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑون کی اینٹ اینٹ مین ہی

ای ابر رحمت ہم خاکسارون پر کرم کر۔ ای ابر نیسان موتی رولنے بس ظالم اب اس ظلم و جور کی بھی کوئی انتہا ہی۔ ۶ - چہ در دست این کہ در زمانہ ندارد ؎ جس روز ہمسے تمسے آنکھ لڑی تھی اور ہماری تمہاری آنکھ لڑی تھی اُس روز سے آجتک کبھی وہ مہر و وفا نہ دیکھی روز بروز غرور حسن زیادہ ہی ہوتا گیا۔ مگر پہلے پہل یہ رنگ جفا نہ تھا۔

آگے معترض کی صورت نہ زبان تھی طرار
پھر سے تھا تیز ہی تقریر نے کسکا دل زار

ترشروئی سے تری کھٹے تھے جی سب کے یار — لب شیرین پہ نہ بات آتی تھی میٹھی زنہار

یون شکر ریزیون مین قند کہان گھولتا تھا
مرغ تقریر کا طوطی نہ صدا بولتا تھا

رفتہ رفتہ یہ ہوئے میرے کہے سے بیزار — بے اجازت چلے جانے لگے ہر شخص کے گھر
سیر عالم کی ہوئی چشم کو منظور نظر — ہاتھ پردے سے یہ غضب ہے کہ اٹھایا یکسر

پانؤن کیا جلد بری چال سے آگاہ ہوئے
راہ پر آنے نہ پائے تھے کہ گمراہ ہوئے

کوچہ گردی سے کبھی پانؤن کو یون راہ نہ تھی — آرزو چاندنی مین پھرنے کی اے ماہ نہ تھی
یہ ان ترانے کی ہوا دل کی ہوا خواہ نہ تھی — تھا کنارہ مجھے تالاب سے یہ چاہ نہ تھی

بخت دریا کے تو لے بحر گرم سوتے تھے
آشنا پانؤن نہ ساحل سے کبھی ہوتے تھے

در تک آتے نہ تھے صاحب کہین جانا کیسا — بغلین تم جھانکتے تھے آنکھ لڑانا کیسا
سائے سے بھاگتے تھے دل کا لگانا کیسا — اف نہ منھ سے کبھی کرتے تھے جلانا کیسا

زیست کا لطف تھا ہر دم مرا جی بھرتے تھے
جان جان زندہ دلون پر نہ کبھی مرتے تھے

کمر اور کولون کا عالم ہے کہ عالم ہے فدا — ناز کی چال سے ہوتی ہے قیامت برپا
آگے ہے غور کی جا فکر ہے پابند جیا — شکم بحر لطافت کا کہون حال مین کیا

کلمہء وصف نہین منھ سے نکالا جاتا
سینہء صاف مین کینہ نہین ڈالا جاتا

ساق پانے تو عجب نور کا پایا ہے ظہور — دیکھے مہتاب تو منھ فق ہو رنگ کافور
نور کا جوش ہے یکدست صباحت کا وفور — چمن حسن مین کیا پھولی ہے شاخ بلور

شب کو وہ پنڈلیان جامے سے جو باہر ہو جائین
شمعین فانوسون مین خاموش سراسر ہو جائین

او سفاک بت سنگدل میرے نالہء زار کی آواز مین اُن اُن آبشارون اور کوہستانون اور پہاڑون اور جھیلون تک جاتی ہین جہان کبھی انسان کی آواز نہین گئی جہان کبھی انسان کا گذر نہین ہوا

آواز کی کون کہے۔ جہان جانور اور دو و دام چرند پرند تک ایک کا بھی کبھی گذر نہ تھا۔ انسان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ وہان ہمارے رونے کی آواز رات بھر گونجا کرتی ہے۔ قدرائے ہمارے حسب حال خوب کہا ہے۔

وصل کا دن جلد بسر ہوگیا	ایک منٹ ایک پہر ہوگیا	آہ جو کھینچی تو شجر ہوگیا

عشق میں رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی
بزم جانان میں جو آمد شد ہماری ہوگئی	غیر بیگرنے کو بکلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جب سے اُسکے تم خواہان ہوئے	مجکو بھی اُس دن سے اپنی جان بھاری ہوگئی
اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے	لاش اپنی کیون احباب پر نہ بھاری ہوگئی
آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی	آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
کاش یہ قاصد نہ لکھدیتا کہ آتا ہے کوئی	ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے	سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہوگئی
آ نہیں سکتا میں بیخود ہوکے پھرون آپ میں	رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے	ہمسے بیہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہوگئی
مجھسے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اُسے	دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی

وصل میں دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

سب لوگ انکی اول جلول تقریر سُنا کیے جب خدا خدا کرکے تقریر کا خاتمہ بالخیر ہوا تو قبر کھودی گئی اور لاش دفنائی گئی اور کاغذات جلادیے گئے اور ارد گرد جو جمع تھے سب زار زار رو دیے۔

گریان شد فراز زار بگریست	بے گریۂ تلخ در جہان کیست

قبر کو بند کرکے ایک بڑا بھاری پتھر اُسپر رکھدیا اور اُسپر یہ اشعار کندہ کیے گئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے	تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ای کارکشاے بستہ کاران	امید همه امیدواران	دیگر	مائیم بحسرت و تحیر	سرگشتہ بوادی تفکر
درداکہ ز آب بے بر دیم	لب تشنہ درین سراب ماندیم		زین پردہ ندا دکس جوابی	بکشود دری بہ پیچ بابے
من شدم کشتہ چشم و نگہت	خاک رہ گشتم از ستمت	دیگر	خاک رہ کرد مرا حیرانم	غیر مردن نبود درمانم
سوختم سوختم از بیدادت	چند فریاد کنم از دادت		ہمچو من نیست کسی بندۂ تو	بندۂ لعل شکر خندۂ تو

شب ہجران خبر از خویشتم نیست | جز خیال تو کسی ہم نفسم نیست
عاجزم عاجزم از ہجر انت | لطف فرما کہ شوم قربانت
مہر و مہ را نبود پیش تو قدر | پیش تو جملہ ہلال اند تو بدر

اسکے بعد اُس قبر پر گل افشانی ہوئی اور بہت قدر پھول لوگون نے پھینکے قبر پر گلستان کا دھوکا ہوتا تھا گل فشانی کے بعد حاضرین نے دعا دی کہ خدا اِس مرحوم کو غریق رحمت کرے اور باہم مصافحہ کرکے یکے بعد دیگرے رخصت ہونے لگے ہمارے **خدائی فوجدار** دام بالافتخار سے اکثر حاضرین نے عرض کیا کہ شہر قلابہ تشریف لے چلیے وہان آپ کو جوہر بسالت کے اظہار کا زیادہ موقع ملیگا۔ غریبون کو امیرون کی بدعت اور مظلومون کو ظالمون کے پنجے سے بچالیے اور زبردستون کو جو بیچارے زیردستون پر ظلم کرتے ہین سزا دیجیئے۔ قلابہ اِس بات کے لیے دور دور مشہور ہی کہ وہان لوگون کی نیت مین بڑا فتور ہے آپکے سوا اس صدی مین اور کوئی نہین جو اُن ستم رسیدون مصیبت زدون کے کام آئے اور اُنکی جان اِس مخمصے سے بچائے۔ ہمارے **خدائی فوجدار** اِس خوشامد آمیز تقریر سے از بس محظوظ و مسرور ہوئے کہ جسطرف جاتا ہون ظفر یاب اور فائز بمرام ہی آتا ہون کہین شکست نہین پاتا ہون ہر فرد بشر عزت کرتا ہی رتبہ بڑھاتا ہی شکریہ ادا کرکے کہا کہ بالفعل عزم روانگی قلابہ محال ہی معاف فرمایئے پھر کبھی ادہر بھی رخ کرونگا سر دست تو پورا قصد کرلیا ہی کہ اِس کوہستان سر بفلک کشیدہ کو جسکو مین نے اپنے آنے سے سر بلندی بخشی ہی تو یہان کے زیردستون کو ظلم سے بچانا بھی مجھپر فرض ہی بالفعل کر و فر اور طنطنہ و دبدبے کے ساتھ اِن پہاڑون کے بدمعاشون ڈاکوون رہزنون اور لٹیرون کو ضرب شمشیر خون آشام اور تیغ خارا شگاف سے زیر کرون تو جان مین جان آئے۔ بہادران جہان مین نام ہو۔ بڑا کام ہو۔ دلیون کی جماعت مین سرخرو ہون اور اپنی معشوقہ ازرین کمر پری پیکر کو لکھون کہ۔

دلبر جانان من برو دل و جان من | برو دل و جان من دلبر جانان من

یہان بہت آدمیون کی زبانی یہ بات سنی کہ جسقدر بدعت اِس کہسار جنون خیز وحشت انگیز مین ہوتی ہی اسقدر کہین اور نہین ہوتی لہذا لازم آیا کہ پہاڑ اور ٹیلون اور چٹانون کو مسند قاقم و سنجاب سمجھوں اور غارون اور کھوہون مین جا جا کے انسان اور دد و دام سے لڑون اور ظلم اور بدعت کے نام کو اِسطرح مٹا دون جیسے گدھے کے سر سے سینگ مین اپنی پیاری معشوقہ سے جو کامنی بدمنی حسن مین کل حسینان زمان سے فائق ہی کہ آیا ہون کہ جان جانا رشک دلبران جہان غیرت حور ماشاء اللہ چشم بد دور۔

ایکہ در شوخی ندارے ہمسرے | مے نمائے ہر دمے از منظرے

مین اس غرض سے سفر صعب اختیار کرتا ہون اور دور و دراز مقامون کی خبر لاتا ہون کہ بہادران

نامی گرامی کے معشوق جسوقت یکجا فراہم ہون تو سب کے سب تمھارے قدم دھو دھو کے پیین اور تمکو اپنا سرتاج گردانین۔ اور سب اعتراف کرین کہ جو ہمنے تمھارے عشق مین کارنمایان کیے وہ آج تک کسی نے نہ کیے اور نہ کوئی کریگا۔ پس ہم اپنا فرض ادا کرینگے ان لوگون کو ہمارے خدائی فوجدار کی تقریر پسند آئی اور مسکرا کر کہا کہ اگر کوئی ہمسے کہتا کہ دنیا مین آپکے سے لوگ بھی موجود ہین تو ہرگز یقین نہ آتا۔ اب آنکھون دیکھی بات کو کیونکر باور نہ کرین یہ کہکر خدائی فوجدار سے رخصت ہوئے تو انھون نے ٹوک کر کہا ایک بات اور سنتے جائیے گا۔ تکلیف معاف فرمائیے گا۔ ہین اس مظلوم مرحوم کی معشوقۂ ظلم سے فوراس کو وفیع ین ملونگا۔ والسلام۔ الوداع۔

مسافرون نے تھوڑی دور جاکر باہم اس دیوانے کی حماقت پر ہنسنا شروع کیا کہ عجب سودائی ہے گھر بار چھوڑ کے آپ پہاڑون کے باشندون کو ظلم سے بچانے کی کوشش کرتے ہین۔ ع بربین عقل و دانش بباید گریست۔ الغرض انکار استہ ہمارے مجنون کی مجنونانہ حرکتون کی یاد مین بخوبی کٹ گیا اور خدائی فوجدار اپنی معشوقۂ دلنواز کی یاد مین یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

پاس رکھ لگے بیٹھنے مین تو صدہا مشکل
دور سے نالہ سُنائین تو سنانا مشکل
انکے کوچے مین اگر جائین تو جانا مشکل
پڑ گئی ایک مری جان کو کیا کیا مشکل

زندگی ہے شب فرقت کہ جو جاتی ہی نہین
موت ہے وصل کا وعدہ کہ جو آتی ہی نہین

ہو جو خورشید تو اپنے کو چھپاتے کیون ہو
آرزو ہو کسی دل کی تو ستاتے کیون ہو
ہو اگر برق تو آنکھون مین سماتے کیون ہو
کہدو کہنا ہو جو کچھ بات بناتے کیون ہو

زندگی ہو تو رہو پاس یہ جانا کیسا
موت ہو تم تو چلے آؤ بلانا کیسا

باب - ۳

فصل ۱

ساقیان میخانہ مزاح شراب مذاق کو جام رنگین ظرافت سے یون لنڈھاتے ہین کہ ہمارے خدائی فوجدار اپنے خدمتگار و مصاحب وفا شعار کے ہمراہ اِن دوستون سے رخصت ہوکر اور اُنکے دلون پر اپنے مجنون اور سرشار بادۂ حماقت ہونے کا کامل یقین دلاکر روانہ باشد۔ دلمین جنون کی امنگ اور وحشت کی ترنگ عجیب عجیب خیالات پیدا کرتی تھی اور حماقت کا دم بھرتی تھی۔ بدھو نفر سے کہا یار بدھو اگر خواستۂ خدا ہی تو اسی اٹھواڑے مین ہم کہین کے بادشاہ ہوتے ہین اور تمکو اپنا وزیر ذیجاہ بناتے ہین۔ اسنے کہا واہ حضور یہ تو آپ نے نئی سنائی۔ آج تک کبھی ایسی بات سننے مین نہین آئی وعدہ تو ہمارے آپکے یہ تھا کہ اِدھر آپنے کوئی جزیرہ فتح کیا اُدھر ہمکو اُسکا والی جمجاہ مقرر کردیا چلیے چین ہی چین لکھا ہی۔ اور آج آپ یہ فرماتے ہین مجھ غریب نے بادشاہ بننے کی طمع سے وطن چھوڑا۔ گھر بار سے منھ موڑا۔ لڑکے بالون سے جدائی ہوئی جگت ہنسائی ہوئی۔ راستے مین مار کھائی۔ آپکے طفیل مین شامت آئی نہ اِدھر کا رہا نہ اُدھر کا رہا۔ اور اب آپ ہی ایسا کلمہ فرماتے ہین خود بادشاہ بنتے ہین اور غلام کو خالی خولی وزیر بناتے ہین خدائی فوجدار بولے کبھی تو ہماری تمھاری عقل مین فرق ہی۔ وہ بولا حضور کا قطع کلام ہوتا ہی ہماری آپ کی عقل مین فرق نہین ہی بلکہ فتور ہی۔ عقل ہمارے آپکے دماغ سے منزلون بلکہ کالے کوسون دور ہی۔ اگر عقل ہوتی تو یہ مجنونانہ حرکت بھلا کیون سرزد ہوتی کہ میدان بیابان جنگل کوہستان مین بے سبب بیوجہ مارے مارے پھرتے اور صعوبت سفر کہ بصورت سقر ہی مفت مین برداشت کرتے۔ لاحول ولاقوۃ۔ پھر اگر اس مصیبت کے ساتھ کہین پر صورت آرام نظر آتی تو بھی اک گونہ تسلی ہوتی۔ وہ بھی درکنار۔

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی

اور طرہ سب پر یہ کہ جہان گئے وہان سے پٹ ہی کے آئے واے ناکامی۔ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ ہمارے خدائی فوجدار نے مسکراکر کہا سنو یار بدھو نفر۔ تم جلد باز آدمی معلوم ہوتے ہو ابھی تمنے زمانہ تو دیکھا نہین ہی۔ ع۔ ایک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو + مرد آدمی یہ تھوڑے کیا کہ جہان جاتے ہین وہان سے پٹ کے آتے ہین۔ ارے بدنصیب ہماری جوتیان سیدھی کرکے اور اتنے دن صحبت اُٹھا کے ابھی کورے کا کورا ہی رہا۔ وہی موچی کا موچی۔ ہکو پٹنا نہین کہتے ہین۔ اسکا نام بہادری ہی۔ ہمارے

فرقہ کے لوگون کا نام قیامت کے دن تک اعزاز کے ساتھ لیا جائے گا اور اسکا منشا دنیا کی بنا پر موقوف ہی میرا مطلب یہ تھا کہ ہم ملک کو فتح کر کے پہلے دو چار دن خود بادشاہی کرینگے تاکہ لوگون کے دلون پر رعب جم جائے کہ انکی اطاعت کے جادے سے قدم باہر نکالا اور گئے گذرے بس جہان ایکبار رعب جما پھر کسیکو مقرر کر کے مین اپنی راہ لونگا۔ میان بدھو نفر کو اس تقریر سے تسلی ہوئی اور کہا بسر و چشم مین جان دینے جان لینے لڑنے بھڑنے پر تیار ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت خدائی فوجدار نے کہا کوئی دو گھنٹے گذر گئے ہونگے مگر ابھی تک مرحوم مظلوم کی معشوقہ مرغوبہ و مطبوعہ کا پتا نہ ملا۔

چلتے چلتے ایک مرغزار لطافت بار نزہت کی جان سامنے سے نظر آیا۔ بہار اسپر صدقے ہوتی تھی بلائین لیتی تھی۔ ہری ہری زمردگون گھانس اور پھولون کی بھینی بھینی بو باس سبزہ نو دمیدہ کا لہلہانا درختان پر میوہ کی شاخون کا جھونکے کھانا عجب لطف دکھاتا تھا۔ غنچۂ دل کھلا جاتا تھا اور ایک چھوٹی سی ندی چکر کھاتی ہوئی اس لطف کو اور بھی دو بالا کرتی تھی۔

روان آب در سبزۂ آبخورد — چو سیماب در پیکر لاجورد
ریاحین دمیدہ بر اطراف جوی — صبا عطر بیز و ہوا مشک بوی

کئی دن کی تکلیف مالایطاق کے بعد خدا نے جو یہ سمان دکھایا اور آرام پایا تو بدھو نفر کا دل خوش ہو گیا مگر بادۂ بسالت کے سرمست و سرشار میان خدائی فوجدار ساون ہرے نہ بھادون سوکھے انکو گرمی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور برفاب اور گرمی کی باد گرم اور لون کے تھپیڑے دونون یکسان تھے وضعداری کے یہ معنی ہین کہ گرم و سرد زمانہ کو ایک طور پر برداشت کرے۔ گرمی مین خس کی ٹٹی اور پنکھے سے کام نہین۔ تو سردی مین آتشدان اور برسات مین باران پوش کا نام نہین نفس کشی اسیکے معنے ہین۔ بدھو نفر نے کہا حضور اب ذرا یہان پر ستانا چاہیے۔ عین دوپہر کا وقت ہے اور گرمی کہتی ہے کہ اپنا رنگ آج ہی دکھاؤنگی۔ بہتر ہی کہ ذرا دم لے لیجیے۔

تم آئے ہو گرمی مین نکل کر دل سے ای اشکو — کوئی دم نخل مژگان کے ذرا سائے مین دم لے

شاعر کہ گیا ہی۔ بزرگون کا قول بھی ماننا چاہیے۔ انکے بہت بڑے اصرار سے خدائی فوجدار دالاتبار اشہب صرصر تگ سے اور میان بدھو نفر اپنے گدھے سے اُترے۔ اور دونون عراقیون کو چھوڑ دیا کہ مزے سے آزادی کے ساتھ گھانس نوش جان فرمائین اور دل کھول کے کھائین۔ گھانس تو کثرت سے تھی ہی۔ ہری ہری دوب بن بن مین چرنے لگے۔ اور ادھر یہ دونون میودن کی طرف جیسے درخت لدے ہوئے تھے جھک پڑے الغرض راکب و مرکب دونون چین چان خوش گذران کرنے لگے محبت کا

دم بھرنے لگے۔ نہ کوئی پوچھنے والا نہ گچھنے والا جو چاہین وہ کھائین اور جو چاہین وہ پئین۔

کس نمے پرسد کہ بھیا کون ہو
ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا یون ہو

بدھو نفر نے اپنے آقا کے عراقی عربی نژاد بادرفتار کو رسی سے نہین باندھا۔ خالی چھوڑ دیا کہ چرتا رہے یہ خوب جانتے تھے کہ اس نقاہت سے ہلا تو بھی طرح جاتا نہین۔ بھلا اسمین اتنی سکت کجا کہ بھاگ جائے۔ اگر احیانًا دوڑنے کی کوشش بھی کریگا تو ذرا دیر مین دم ٹوٹ جائیگا۔ منھہ کے بھل آئے گا۔ آج مواکل دوسرا دن۔

لیکن مجھے زروئے تواریخ یاد ہے
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

یہ بھی جانتے تھے کہ گھوڑی کو دیکھا اور پیٹھ پھیر کے دوسرے رخ بھاگا۔ اگر گھوڑیون کا اصطبل کا اصطبل کھولدیا جائے تو اللہ جانے تو میان عراقی کے کان پر جون بھی نہ رینگے ایسے گھوڑے ہین کہ باتین گھوڑی کی دم سے دم سم سے سم ملا کے چلین اور وہی بھل ہنسی کی چال رہے۔ میرے گھوڑے کی کچھ نہ پوچھو۔

اب سنیے کہ اتفاق وقت سے اسی مرغزار مین ایک جانب کو کچھ سوداگرون کی گھوڑیان بھی چر رہی تھین۔ پانی اور گھانس کی فراوانی کے سبب سے انھون نے گھوڑیون کو وہین کھول دیا تھا شیطان کو ایسے مقام پر اپچ کی سوجھتی ہی ہے۔ یہ وہان پہونچے اور خدائی فوجدار کے سمند بادپا کو دور سے ذرا انگلی دکھادی اور بس مین جنگی ڈال جلوا لگ کر گھوڑی کو دیکھنے مین تو بہت ہی مرا پیٹا نقاہت صورت حرام زندہ در گور تھا مگر شیطان سر پہ سوار۔ دور کی سوجھی۔ بن کی ہری ہری دوب جو بھر پیٹ کھانے کو ملی تو آپ نے گھوڑیون کی جانب رخ کیا۔ اب رکتے ہی نہین کھسکتے لڑکھڑاتے گرتے پڑتے چلے جاتے ہین۔ یہان تک بھوت انکے سر پہ سوار تھا کہ گھوڑیون مین پہونچ ہی تو گئے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ واہ میرے شیر کیا کہنا ہی منھہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت مگر جوانی کا زور چرایا۔ سچ ہے۔

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت ست
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

گھوڑیون نے جو اس فرتوت کی خرمستیان دیکھین تو دولتیون سے انکی ایسی خبر لی کہ اسکے حواس غائب ہوش ففرد۔ کوئی لات کھوتھنی پر پڑی۔ کوئی آنکھ پر پڑی۔ آنکھ پھوٹی بیر گئی۔ کسی نے کان کی خبر لی اچھی کان گوشی کی۔ وہ ہری ہری دوب چرنے کی شائق۔ انکی خوب ہی مرمت کی۔ ساری ستی نکل گئی اُلٹے لینے کے دینے پڑے۔ اور لطف یہ کہ آگے سے گھوڑیون نے دانتون سے کاٹنا شروع کیا اور پیچھے سے دھڑا دھڑ دولتیان اُچھلتی تھین۔ وہ کٹی یہ فقط ٹٹرون ٹون اکیلے۔ انھون نے

تین چار طرف سے گھیر گھار کے مار کے اُڑا دیا۔ یہ مصیبت ہی کیا کم تھی کہ اِسپر ایک مصیبت اور متنراد ہوئی۔ سوداگرون نے جو دیکھا کہ گھوڑیان بگڑی ہوئی ہین اور دولتیان اُچھل رہی ہین اور چل یُون مچی ہوئی ہی تو آؤ دیکھا نہ تاؤ اُٹھکے ڈنڈے مارتے مارتے اور بھی بھُرکس نکالدیا۔ یک نہ شد دو شد

ہر دم زمانہ داغ غمے بر جگر نہد　　یک داغ نیک نا شدہ داغ دگر نہد

خوب پٹ پٹا کے آپ بھاگے۔ بھاگے تو کیا یہ کہیے کہ رینگتے ہوئے چلے۔

خدائی فوجدار سردار یلان نامدار نے جو اپنے فرس آہو شکار کی یہ دُرگت دیکھی کہ اِکھوان ہوگے بھاگا آتا ہی تو بڑا ہی غصہ آیا اور رفیق شفیق سے مخاطب ہوکر کہا کبھی سنتے ہو اِن لوگون کی قطع سے وضع سے حرکات سکنات چال ڈھال سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی یلان نامدار نہین ہین۔ کوئی لیسے ہی ویسے ہین۔ عجب نہین کہ جر کٹون یا گرا س کٹون کی اولاد مین سے ہون۔ لہذا تم بھی میری کمک کر سکتے ہو۔ چلو ہم تم دونون ان کمینون سے سمجھ لین۔ اُنکی گستاخی کو تو دیکھو کہ ہماری آنکھون کے روبرو ہمارے بادرفتار عراقی کو ایس بیدردی سے انھون نے مارنا شروع کیا۔ اب اسکا انتقام لینا ہمپر فرض اور ضروری ہوگیا۔ اسنے کہا اے صاحب آپکی بھی کچھ عجب باتین ہین۔ انتقام بھلا کیا لیجیے گا ایک کی دوا دو۔ دو کی دوا تین۔ چلو چھٹی ہوئی۔ وہ بیس اور ہم دو بلکہ ڈیڑھ۔ کیونکہ میری تو مردون مین گنتی ہی نہین۔ عورتون سے بھی بدتر۔ کجا بیس اور کجا ڈیڑھ۔ بھوڑے کے رگھدینگے صورتین بگڑ جائینگی۔ دیو دن سے مقابلہ کرنے جاتے ہو۔ **خدائی فوجدار** بولے کچھ پاگل ہوئے ہو۔ ارے ہم اکیلے آدمی اُنکے سے سو پر بھاری ہین۔ تم بس للکار بھر دینا۔ مین سبکو کاٹ کوٹ کے دھر دون گا۔ جاتے کہان ہین۔

من آن رستم گرد روئین تنم　　کہ وہ پاے تخت را بشکنم

ابھی تمکو ہماری طاقت کا حال ہی نہین معلوم ہوا ہی۔ اِن بیس کی ہم کیا اصل و حقیقت سمجھتے ہین۔ اتنی تو بس اسقدر کہکہ **فوجدار** صاحب کو کہ پورے پورے فوجدار تھے اسقدر غصہ آیا کہ جامے سے باہر ہوگئے اور کچ لوہیا تلوار کھینچ کے لپک پڑے۔ میان بدھو نفر تھے تو بدی ہی سے مگر انکو بھی اسوقت جوش آگیا لینا لینا مار کے اُڑا دینا۔ جانے نہ پائے گیدی کہتے بے تکی ہانک لگاتے آپ بھی دوڑ ہی پڑے اور ادھر **خدائی فوجدار** نامدار نے جاتے ہی تلوار کا ایک تلا ہوا ہاتھ دیا تو ایک سوداگر کو زخم شدید آیا۔ دوسرا ہاتھ اور کڑک کے لگانے ہی کو تھے تو وہ سب چڑھ دوڑے بس پھر کیا اللہ دے اور بندہ لے۔ مارتے مارتے اُڑا دیا۔ بھُرکس نکالدیا۔ کہین کا نہ رکھا آتا ہی تو جاتا کہان ہی۔ آتنی سے بھاؤ کی پڑین کہ ساری مشیخت کرکری ہوگئی اور بہادری اور فوجداری اور سپہگری طاق پر رکھی رہی

یہ پڑی وہ پڑی۔ ادھر چوٹ آئی ادہر چوٹ آئی عراقی بھی مار رکھا جا چکا تھا اور ایسا پٹا تھا کہ ابھی تک باوصف کوشش دوجگہ گرکے اُٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی کے قریب فوجدار صاحب کی لاش بھی پڑی تھی راکب اور مرکب دونون بری حالت مین تھے۔ تھوڑی دیر مین بدھو نفر کی لاش بھی زمین پر پڑی نظر آئی۔ آقا اور مالک اور گھوڑا اسب زمین دوز۔ اچھی دل لگی ہی۔ یارون کی دل لگی ہی مگر انکی جان پر بنی ہی۔ کوئی سسک رہا ہی کوئی بلک رہا ہی۔ کوئی جانکنی کی حالت مین ہی چلے تھے بیس آدمیون سے مقابلہ کرنے۔ اُلٹی آنتین گلے پڑین۔

پیٹ پاٹ کے مار دھاڑ کے بیہوش کرکے سوداگرون نے گھوڑیون کو کسا اور تیز کیا۔ یہ جا وہ جا۔ اب یہ دونون ستم زدہ بیچارے مصیبت کے مارے پڑے سسک رہے ہین۔ نہ کوئی یار نہ آشنا۔ نہ اپنا نہ بیگانہ۔ جنگل بیابان۔ ہو کا عالم سنسان میدان۔ وہ تو زدوکوب کرکے بفراغت تمام روانہ باشد۔ یہ ادھر مردون سے شرط لگائے ہوئے پڑے ہین۔ پہلے پہل بدھو نفر کو ہوش آیا۔ دیکھا تو اُنکے آقا اُنکے قریب مردہ پڑے ہوئے ہین۔ اور ایک جانب عراقی عربی نژاد کا ڈھیر ہی اور بیچون بیچ مین حضور کا لاشہ نمودار ہی۔ اپنی حالت دیکھتے ہین کہ گٹے پٹے بشل۔ گھوڑے کو دیکھتے ہین تو آنکھین پھری ہوئین۔ آقا کو دیکھا تو سمجھے نزع کا عالم ہی آہستہ سے پکارا۔ حضور حضور۔ ہائے کیا اپنے غلام کو چھوڑے جاتے ہو۔ میری بیکسی اور بیبسی پر ذرا نظر نہ کی اور مجھے یون اس جنگل بیابان مین چھوڑ گئے۔ ہائے اگر مرنا ہی تھا تو مجھے بادشاہ بناکے مرتے۔ اب مین کس منھ سے گھر جاؤنگا۔ کیونکر وہان کسی کو منھ دکھاؤن گا۔ اگر کوئی ٹوٹکا بہادری کے فن مین تھا تو مجھے بتا گئے ہوتے کہ اپنے گھر تو چلا جاتا۔ اب مین کیا کرون گا۔ مین تو کہتا تھا کہ وہ بیس ہین اور ہم ڈیڑھ۔ نہ مانا۔ نہ مانا۔ آپ اپنی جان دی اور مجھے زندہ درگور کیا۔ یہان سے گھر تک جانا محال ہی۔ ہم بھی کسی روز بھوکے پیاسے کسی جنگل یا کھوہ مین مرے پڑے ہونگے۔ اُنکو تو خیر ہم کہین دفنا ہی دینگے ہمکو کون دفنانے آئیگا۔ چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کے کھا جائینگے۔ یون تو۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ۔۔۔ زجام دہر مے کل من علیہا فان

مگر ماتم تو یہ ہی کہ ویرانے مین جان جائیگی۔ جہان انسان کی صورت نہین جسکر تو یہ ہی کہ کوئی پانی تک دینے والا نہوگا سچ ہی۔

بدوزد طمع دیدہ ہوشمند ۔۔۔ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

اگر لالچ نہ کرتے تو یہ روز بد کہان سے دیکھنے مین آتا۔ بادشاہی درکنار گداؤن بھی بدتر موت ہوگی

اتنے مین **فوجدار** کا اشہب لولوسم وقت کے ساتھ اُٹھا۔ مگر مردہ۔ اِدھر بدھو نفر نے پھر ہانک لگائی۔ اے ہوشمند و غالپسند۔ اور رہوار خوشخرام تیز گام۔ اُٹھ اُٹھ آنسو رو کہ تیرا مالک میرا آقا۔ دنیا کا نامی سپہدار غریبون کا دوست ظالمون کا دشمن۔ شجاعت کا نہنگ بحر آشام۔ **خدائی فوجدار** نام۔

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا	کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

اِس دنیاے دون سے اُٹھ گیا اور چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خورشید سر برہنہ بر آمد ز کوہسار	زیر زمین چو عیسے گردون مقام رفت

اتنے مین آہ کی آواز بدھو نفر کے کان مین آئی۔ آواز کیا کان مین آئی گویا اِنکی جان مین جان آئی۔ غل مچا کے باواز بلند کچھ کہنا چاہتے تھے مگر آواز نے کوتاہی کی آہستہ سے پوچھا **فوجدار** صاحب مزاج کا کیا حال ہی۔ طبیعت تو بحال ہی۔ ہتمنلاتے ہوئے جواب دیا مزاج کا حال کچھ نہ پوچھو۔ بڑا برا حال ہی معلوم ہوتا تھا کہ دور کے کنوین سے کوئی بول رہا ہی۔ بڑی خرابی اور دقت کے بعد بدھو نے آقاے نامدار کی آواز سُنی۔ کہا اگر کوئی دوا ممکن ہو تو پلا دیجیے کہ ذرا جان مین جان آئے۔ ہاتھ پانون کی چوٹ غضب ڈھاتی ہی۔ اسوقت مردے سے بدتر ہون۔ **فوجدار** بولے۔ بھائی دوا تو اسوقت کوئی نہین ہی مگر خدا نے چاہا تو دو دن کے اندر ہی اندر اِس قسم کی دواؤن کا ڈھیر لگا دونگا۔ بدھو نسے جلا ہوا تو تھا ہی کہ خود بھی پٹے اور مجھے بھی پٹوایا اور اب فرماتے ہین کہ دو دن مین اِس قسم کی دواؤن کا ڈھیر کر دونگا جل بھن کے خاک ہو گیا۔ جھلا کے کہا کہ دو دن مین تو آپ ضرور ڈھیر لگائیے گا مگر کچھ یہ بھی خبر ہی کہ اُٹھنے کے قابل کتنے دن مین ہو جیے گا پہلے دو ہفتے تک ہلدی لگائیے پھر اُٹھنے اور دوا بنانے کا قصد فرمائیے۔ مین کہتا تھا کہ اِن دیوؤن سے نہ بھڑ و۔ ہم دو آدمی ٹٹرون ٹون۔ وہ دو درجن کے قریب۔ اور وہ سب سنڈے مُسٹنڈے۔ ڈنڈ پیل۔ ایک ایک کے یہ یہ جیجے رکھے ہوئے۔ اور ہماری بھنگے کی سی جان ہی۔ چٹکی مین ملکے دبا ڈالو۔ نہ مانا۔ آخر کار ہمکو بھی پٹوا دیا اور خود بھی پٹے۔ اب یہ فرماتے ہین آپ کہ دو دن مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا دو دن کیا معنے دو ہفتے تک اگر ہل بھی سکو تو ہمارا ذمہ۔

خدائی فوجدار نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر جنبش تک نہ کر سکے۔ اُٹھنا محال۔ ہلنا تک نہ گیا لیٹے ہی لیٹے یون اپیچ دی۔

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار من ست	از پے دیدن او دادن جان کار من ست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا	عشق آن لولی سرمست خریدار من ست

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود — نرگس رو کہ طبیب دل بیمار من است

ای بدھو نفر بہ عافیت باش۔ سنو صاحب عاشقی اور معشوقی۔ ع۔ کار بوزینہ نیست نجاری قیاس اس بات کا مقتضی ہی کہ چونکہ ہمنے کمینون اور پاجیون اور چرکٹون اور گراس کٹون کیساتھ نبرد آزمائی کی لہذا خدائی جنگ نے ہمکو ایسی سخت سزا دی کہ ہم اب کہین کے نہ رہے۔ پڑے سسک رہے ہین۔ ہمارے پیشۂ بزرگ اور فن شریف کے اصول اسکے منافی ہین کہ ہم کسی ایسے ویسے سے جنگ آزما ہون۔ مگر ہماری شومی بخت۔

میار ای بخت بہر غرق ما در شور دریا را — پر ماہی مگردان بادبان کشتی ما را

مگر اس بدنصیبی کے ماجرائے جانسوز۔ اور سانحۂ درد انگیز سے ہمین بیدل نہونا چاہیے۔ ع۔ بیدنیم ہنوز بہ بینیم چہ میشود۔ انشاء اللہ تعالی وہ روز نزدیک قریب ہی کہ ہم یہ شعر پڑھتے ہونگے۔

بخت رمیدہ رو بہ سوئے من نہادہ باز — بر من در سعادت و دولت کشادہ باز

اب ہم تمکو ایک نصیحت کرتے ہین اسکو بگوش ہوش سنو۔ وہ یہ ہی کہ انسان کچھ کھو ہی کے سیکھتا ہی ہم اس جنگ سے یہ بات سیکھ گئے کہ ہمکو صرف بہادران نامی اور یلان نامور سے جنکا پیشہ ہی نبرد آزمائی ہو ناچاہیے۔ ہان اگر کوئی پاجی شخص ان دو دون بزدلون کے جنسے ہمسے تمسے خوب خوب چوٹین چلین اس طرح کی کوئی گستاخی کرے جیسی انسے سرزد ہوئی تھی تو تم اسکا بدلہ لو اور گھس گھس کے وہ وہ چوٹین لگاؤ کہ یاد ہی تو کرے۔ عمر بھر بھولے نہین ہمیشہ یاد رہے کہ ہان کسی سے سابقہ پڑا تھا۔ آنا ٹھوکو کہ ہلدی لگانے کی نوبت آئے۔ اور اگر کوئی بہادر جنگجو تند خو اُسکی یا اُنکی کمک کو آئیگا تو پھر بندہ بھی بگڑ ہی تو جائیگا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر — ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

اول تو تم اکیلے کافی ہو اور اگر اچیانک کوئی ہمارا ہم پیشہ تمہارے حریف کی جانب سے بولا تو اتنی لگاؤن کہ یاد ہی تو کرے۔ پیشہ ور بہادرون سے ہم لڑینگے اور پاجیون سے تم سمجھلو

میان بدھو نفر چپ چاپ انکی نصیحت سن رہے تھے اور دل ہی دلمین جل رہے تھے جب انھون نے نصیحت ختم کی تو انھون نے جواب دیا کہ سنیئے حضور والا۔ آپ نے جو اسوقت اگول جگول تقریر کی اس سے خانہ زاد کو بالکل اتفاق نہین ہی۔ ذرا بھی اتفاق نہین۔ اول تو آپ فرماتے ہین کہ نبرد آزمائی کی۔ جوتیان کھانے کا نام حضور نے نبرد آزمائی رکھا ہی دوسرے آپ ان میر سوداگر کی چیر کتا بناتے ہین جنکے سامنے ہم اور بے ادبی معاف حضور دونون چرکٹون سے بدتر اور بے حقیقت

معلوم ہوتے ہین۔ اور یہ بھی حضور نے ایک ہی کہی کہ ہم بہادرون سے لڑین اور تو مردود پاجیون سے بھڑ۔ آئے تھے اس امید پر کہ بادشاہی ملیگی۔ ڈنکا آگے بجیگا۔ سواری ہی شیران شیر کی نقیب دورباش وادب کی صدا بلند کریگا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ پاجیون سے لڑنے بھڑنے کے لیے مقرر کیے گئے آپکا یہ فقرہ بھی یادگار رہیگا (ہمسے اور اُن پاجیون سے خوب خوب جوتیں چلین) جوتیں چلین یا جوتیان کھائین جوتیان کھانے کا نام آپنے جوتیں رکھا ہی۔ ایسی جوتین حضور ہی کو مبارک رہین۔ غلام درگزرا ایسی بادشاہی کو دور ہی سے سلام ہی۔ بلی بخشے چوہا بیچارہ لنڈورا ہی ہو کے جیئے گا۔ بیچ بی ہزار نعمت کھائی اب تو کوئی ایسی تدبیر سوچیے کہ کسی صورت سے غلام کو نجات ملے۔ ابکی تو آپنے مرا ہی ڈالا تھا۔ اور آپنے بھی آنکھین پھیر لی تھین۔ مین تو سمجھا کہ خدا گنج ہو چکے مگر خدا خدا کر کے بچگئے۔ لیکن اگر آپ کی وحشت نے ابکی پھر زور کیا تو ہم اور آپ دونون عدم کی راہ لینگے ایک مے النار دوسرا فی السقر۔ ادھر نہ اُدھر ہم بھی کسی میدان مین انٹا غفیل ہو نگے اور آپ بھی انٹا چت۔ آپ تو ہنگ لاگے ہین بندہ گھر گرستی لڑکے بالے والا آدمی۔ بی بی ہی بچے ہین۔ اب مجھے اتنا عرض کرنا ہی کہ میری تلوار ہمیشہ غلاف مین رہیگی۔ کاٹھی سے باہر نہوگی ہر دم میان مین۔ آپ جس سے جی چاہے شوق سے لڑیے مگر غلام سے کمک کی امید نہ رکھیے اب سے آئے گھر سے آئے۔ آپ لڑیے مین تماشا دیکھون گا۔ اتنی مدد مجھسے ضرور ملیگی کہ آپکے رقیب روسیہ کو کوسون گا اور آپکے حق مین دعا مانگون گا کہ یا اللہ انکی دہنی آنکھ بچائیو۔ انپر ضرب نہ آئے۔ پٹین بھی تو چوٹ نہ لگے اور اگر چوٹ بھی آئے تو کم۔ بس یون ہی سہی۔ معلوم بھی ہو کہ کہان بڑی کہان نہین پڑی۔ اسوقت مین خدا سے اپنی مغفرت کی دعا مانگتا ہون۔ یا الٰہی اگر مجھسے کوئی گناہ ہوا ہو یا کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو معاف کر۔ اب آج سے مین کسی پر ہاتھ نہ چلاؤنگا اگر کوئی برا بھلا بھی کہیگا تو بھیگی بلی بنجاؤن گا۔

خدائی فوجدار نے اسکا یون جواب دیا۔ بھئی افسوس ہی کہ اسوقت پسلی کے درد کے سبب سے اچھی طرح بول نہین سکتا سانس لینا دوبھر ہی۔ ورنہ تمکو قائل کر دیتا۔ بادشاہ بننے کا تو شوق اور بزدلا ین اتنا۔ ع۔ جرأت لازم ہی بادشاہی کے لیے۔

بگڑی ہوئی بات کچھ بنائی نہ گئی بس ایک گڑی دلا اُٹھائی نہ گئی		عاشق ہوئے یہ میرزائی نہ گئی زنجیر پہنتے ہی کیا غل تونے	

فرض کرو کہ آج یا کل یا پرسون یا دس دن مین یا بیس دن مین بندۂ درگاہ کسی جزیرے کی

بندرگاہ کو سر کرین اور وہانکا بادشاہ زیر ہو جائے اور تمکو حسب اقرار اُس جزیرے کا بادشاہ مقرر کرین تو تم بادشاہی کیا خاک کروگے۔ تم تو ایک بودے آدمی ہو۔ محض بزدلے۔ اگر غنیم تاخت لائے تو کیا کرو بھاگ کھڑے ہو جب ایک ذراسی مہم مین جسکی اُن جنگون کے مقابل مین جو ہمسے اور دیوؤن اور اژدہون اور شیرون سے ہونگی کوئی اصل و حقیقت ہی نہین۔ محض بے اصل۔ تو پھر تمسے یہ امید ہم ہرگز نہین رکھ سکتے کہ تم بادشاہی کے کام کے ہوگے۔ بادشاہتون اور سلطنتون مین قاعدہ ہی کہ جب کوئی انقلاب ہوتا ہی تو رعایا یہی چاہتی ہی کہ انکا پرانا بادشاہ پھر تخت نشین ہو اور نئے بادشاہ سے انکو ہمدردی نہین ہوتی رعایا کوشش کرتی ہی کہ کسی طرح اس نئے بادشاہ کو نکال باہر کرے اور پُرانے بادشاہ کا پھر ڈنکا بج جائے اگر تم جرأت اور دوراندیشی سے کام نہ کروگے تو بادشاہی نہ رہیگی۔ دوراندیشی مقدم ہی۔

میان بدھو بولے آپنے جو کچھ فرمایا سب میرے سر آنکھون پر۔ اور مجھے بڑا افسوس ہی کہ پہلے آپنے یہ نصیحت کیون نہ دی کہ دوراندیشی سے کام کرو۔ مین ضرور دوراندیشی سے کام کرتا یعنی یہ کہ چپ چاپ کھڑا سیر دیکھا کرتا ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اسوقت گفتگو اور نصیحت کی ضرورت نہین ہی اسوقت مجھے پلاسٹر کی ضرورت ہی۔ یہان زخم چرّا رہے ہین اور آپ کو نصیحت کی سوجھتی ہی۔ اب یہ کام کیجیے ذرا رینگتے ہوئے آئیے اور اس گھوڑے بیچارے کو اُٹھائیے گو یہ اس قابل نہین ہی کہ ہم لوگ اسکو مدد دین کیونکہ یہ مصیبت اسی کے سبب سے ہمپر نازل ہوئی۔ ع۔ ہر بلا سر پر اسی کمبخت کی لائی ہوئی میرے وہم و گمان مین کبھی یہ نہ تھا کہ یہ لدّو بوڑھا ٹٹو آج مرا کل دوسرا دن اسکی یہ حرکتین ہونگی یہ تو چھپے رستم نکلے۔ اب رنگ لائی گلہری۔ ہمارے تجربہ مین بٹا لگ گیا۔ ہم تو سمجھے تھے کہ یہ بکری ہی۔ مگر دُمش چو برداشتم مادہ برآمد کے برعکس نتیجہ نکلا۔ کاندھے الگ درد کر رہے ہین۔ پسلیون مین الگ درد ہی عجب حال ہی۔

خدائی فوجدار نے ابکی انکو ذرا ڈانٹا سنو جی بدھو نفر تم ہو کیا چیز تم تو پٹنے پٹانے کے عادی ہو ہمکو کہو جسنے کبھی پھولون کی چھڑی نہین کھائی تھی کبھی آدھی بات کسی کی نہین سُنی۔ میرے درد اور میری چوٹ کا تو خیال کرو مگر تسلی یہ ہی کہ اس پیشے مین تو ایسی ہوتی ہی آئی ہی۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہی۔ مار بھی پڑتی ہی۔ پٹتے بھی ہین۔ گرتے بھی ہین۔ ہارتے بھی۔ جیتے بھی ہین۔ مگر گھبراتے نہین۔

شکست و فتح نصیبون سے ہی ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا۔

اگر مجھے یہ تسلی نہ ہوتی تو میرا دل ہاتھ سے جاتا رہتا اور مین اس صدمے کی کوفت سے مر ہی جاتا ہرگز جیتا نہ بچتا۔ مگر خدا بڑا کارساز اور بندہ نواز ہی۔

بدھو نفر نے دریافت کیا کہ آپ ذرا اتنا تو فرما دیجیے کہ حضور کے اس پیشہ شریف مین اس قسم کی بہادری

کارروائیان ہمیشہ ہوا کرتی ہین یا کبھی کبھی۔ کیونکہ ایک یا دو دفعہ اگر اور ایسی بودی مار پڑی تو ہمارا آپکا کام ہی تمام ہوجائیگا۔ پھر تیسری جنگ ور نبرد آزمائی کا موقع ہی نہ ہاتھ آئیگا ؎۔ درد سر کسکا بیان سر ہی گیا + اسکے جواب مین فوجدار کو اپنی معشوقہ یاد آگئین اور آواز بلند کہا

کیا گیا نہین آہ ظلم مجھپر ہوتا
سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہیتا

ہر لحظہ تری جدائی مین ہون روتا
نکلے ہی زبین سے جیسے کوئی سوتا

سنو صاحب۔ ہمارے پیشے کے لوگ جان کو ہردم ہتھیلی پر لیے رہتے ہین یہ کبھی خیال بھی نہین ہوتا کہ جان جاتی رہیگی۔ ہزار ہا خطرون کا سامنا ہوتا ہی۔ لاکھون خدشے سیکڑون آفتون کا مقابلہ۔ مگر تشفی کی بات یہ ہی کہ دم کے دم مین بادشاہ ہوجاتے ہین۔ ایک چشم زدن مین تخت پر بیٹھے حکمرانی کر رہے ہین۔ تم تواریخ سے تو واقف ہو نہین۔ ؎۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ ہمارے پیشے کے لوگون پر سال سال بھر تک روز سو سو دُرّے پڑتے تھے۔ غار مین ٹنگا دیے گئے تو باہر نکلنا دوبھر ہوگیا۔ مہینون ننگے پھرے ہین۔ اگر جوتے بھی پڑین تو بھی عزت نہین جاتی۔ یہ سب باتین مین اس غرض سے کہتا ہون کہ تم اس معاملے کو جو ابھی واقع ہوا کوئی بےعزتی کی بات نہ سمجھو۔ اسمین عزت نہین جاتی۔ عزت کو اس سے کوئی بحث نہین جن ہتھیارون سے انھون نے ہمپر حملہ کیا وہ جوتی یا پیزار تو تھی نہین اور جوتیان بھی ہوتین تو ہمارے ہم پیشہ بہادرون کی کوئی توہین نہ تھی۔

بدھو نفر بولے یہ آج معلوم ہوا کہ جوتیان کھانے سے بھی عزت نہین جاتی اور یہ تو آپ نے غور کرکے دیکھا ہوگا کہ ان لوگون نے جنکو آپ چرکٹا بتاتے ہین کس آلہ حرب سے مارا تھا۔ وہ تو اسس کھُرتی کے ساتھ برس پڑے کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ ایک ایک چوٹ پر دس دس چوٹین۔ اور اس سے تو مجھے کوئی بحث نہین ہی کہ پٹنے سے بےعزتی ہوتی ہی یا نہین۔ عزت تو خاک مین مل ہی گئی تھی یہان تو رونا یہ ہی کہ مارے درد کے بُرا حال ہی خصوصاً کاندھے تو کبھی اس چوٹ کو عمر بھر نہ بھولینگے نہ بھولینگے اتنے زخم ہین کہ اسپتال کے کُل پلاسٹرون سے بھی نہ اچھے ہوسکین گے۔

خدائی فوجدار نے للکار کر کہا اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید۔

ز عکس سر تیغ و برق سنان
ترنگ کمان رفت در مغز کوہ
ز پولاد بخت گردن کشان
ز بیداد گو بال پیل افگنان

دل از جاے میرفت و دست از عنان
قش قش کنان تیر بر ہر گروہ
برون ریختہ مغز ہا در دہان
فلک جامہ در خشم نیل افگنان

مہیب بلارک زہر ہاے مور — زبال خط بان ستے کرد زور
سر نیزہ از طاسک سرنگون — سپر چیم فرو ریختہ طاس خون
سُم بادپایان زخون چون عقیق — شدہ تا نمد زین بخون در غریق
سنان در سپر کوکب افروختہ — سپر بر سپر کوکبان دوختہ
ز بس خشت آہن کہ شد بر ہلاک — لحد بست بہ کشتگان خون و خاک
سر افشانی تیغ گردن گزار — برآورد از جوے خون لالہ زار
ز بس کشتگان گرد بر گرد راہ — چو بازار محشر شدہ حسر نگاہ
ز ہر قبضۂ خنجرے در شتاب — برآورد چون اژدہا سر ز خواب
چو در برقع کوہ رفت آفتاب — سر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ — ز ماہے برآورد سر سوے ماہ

اب تمکو یہ اشعار رزمیہ سنکر جوش مین آنا چاہیے۔ یا معبود کہکر اُٹھ تو بیٹھو۔ شاباش۔ اسنے جواب دیا جب اُٹھا بھی جائے۔ تم ہی بڑے مرد ہو اپنے معشوق کا نام لیکر یہانتک کھسک تو آؤ۔ ہان میرے شیر! فوجدار نے کہا ہمکو اس گھوڑے پر بڑا ترس آتا ہی۔ مگر تمھارا گدھا خوب بچا ہم تینون کے ماتھے گئی۔ وہ ملوہ بچ گیا۔ کیا خوش نصیب گدھا ہی۔ اب ہمارے عراقی کی جگہ یہی کام دیگا۔ تم تو پیدل چلو۔ پیادہ پا اور ہم اسپر لد لین۔ اسمین کوئی بیعزتی کی بات نہین ہی۔ اور بھی پہلوان نامور کو گدھے کی سواری نصیب ہوئی ہی ہم بھی بیٹھے ٹخ ٹخ کرتے جائینگے۔ نو دن چلے اڑہائی کوس۔ چلتے چلتے کوئی قلعہ ملجائیگا اور قلعدار ہماری دوا دارو کریگا۔ اب چلو جس طرح ہوسکے چلین۔ ایسا نہو کہین گدھے پر بھی کوئی ایسی ہی آفت پڑے جیسی اس بیچارے نیربان گھوڑے پر پڑی۔

میان بدھو نفر اپنے آپ کو کوستے ہوئے بہزار خرابی کانکھتے کونکھتے اُٹھنے لگے مگر اتنی سکت نہین کہ اُٹھ سکین۔ دوہرے ہوگئے اور نہ اُٹھا گیا۔ اب اُنھون نے خدائی فوجدار اور اپنی عقل کو دل ہی دل مین کوسنا شروع کیا کہ مین بدبخت اس کمبخت کے ساتھ کیون آیا اور ساتھ آیا تھا تو یہ کیا سوجھی کہ خواہ مخواہ اِس دیوانے کی طرح خود بھی بھڑ پڑا۔ اب سے آئے گھر سے آئے آیندہ کو کان پکڑے ادھر خدائی فوجدار نے پھر للکارا - ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید آخر کار خدا خدا کرکے بدھو نفر نے جی کڑا کیا اور اُٹھے تو گدھے کا پتا نہین اسنے جو آزادی پائی تو دور نکل گیا۔ اِسکو جاکے بڑی دیر کے ڈھونڈھنے کے بعد لائے تو فوجدار صاحب

شعرخوانی اورخوش الحانی مین مصروف پایا۔

داد گرا فلک تراجرعہ کش پیالہ باد
دشمن دل سیاہ تو غرق بخون چولالہ باد

ذروہ کاخ رفعتت راست زفرط ارتفاع
راہروان راہ را راہ ہزار سالہ باد

زلف سیاہ پرچمت چشم وچراغ عالمست
جان زنسیم دولتت درشکن کلالہ باد

اے مہ برج معدلت مقصد کل زآدمی
بادۂ صاف دائمت درقدح وپیالہ باد

چون بہوای مدحتت زہرہ شود ترانہ ساز
حاسدت ازسماع او ہمدم آہ ونالہ باد

اتنے مین بدھونفر نے گدھے کو کسا اور عراقی کو بھی تیار کیا اور کہا حضور غلام کی بے ادبی معاف یہ رونے کا وقت ہے ۔ گانے بجانے اور کلاونت پن دکھانے کا وقت نہین ہے اور یون حضور کو اختیار ہے ۔

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین وکار آسان کن

القصہ خدائی فوجدار خستہ وزار کو بہزار خرابی اپنے گدھے پر لادا اور گدھے کی دُم مین گھوڑے کی رکاب جان سے بیزار ہوگیا تھا) لگام باندھ دی وہ ٹخ ٹخ کرتے چلے ۔ لدا ہے لدا ہے یہ کون جاتے ہین یہ خدائی فوجدار گدھے پر سوار جاتے ہین - یہ بیچارہ کبھی گدھے اور گھوڑے کے آگے کبھی پیچھے پریشان حال خراب وخستہ ۔ گھوڑے کے اگر زبان ہوتی تو بدھو سے زیادہ اپنی مصیبت کا حال بیان کرتا ۔ فوجدار قریب تھا کہ گدھے سے زمین پر لوٹ جائین ۔ سب مردہ مگر گدھا ہری ہری گھانس بھرپیٹ کھا کے ذرا تیار ہوگیا تھا چلتے چلتے سڑک ملی ۔ سب کی جان مین جان آئی ۔ فوجدار تو اسوقت آرام کرنا چاہتے تھے ۔ گھوڑے کو ایک ایک قدم چلنا دوبھر تھا ۔ گدھا بھی بھرپیٹ کھا کے سستانا چاہتا تھا میان بدھونفر کی تو موت ہی تھی ۔ تھوڑی دیر مین خدا خدا کر کے ایک سرا نظر آئی بدھو نے خدا کا شکر ادا کیا فوجدار جامے مین نہ سمائے کہ قلعۂ معلے نظر آیا ۔ یہ سرا کو ہمیشہ قلعہ ہی سمجھتے تھے بدھو نے کہا لیجئے سرا آگئی ۔ آپ بولے تم اندھے ہو سرا یہان کہان یہ شاہی مکان ہے ۔ قلعہ معلے کی سی شان ہے ۔ ان دونوں مین خوب جھگڑا ہوا ۔ وہ شاہی مکان بتائین یہ سرا کہے جائے یہان تک جھگڑا بڑھا کہ سرا کے دروازے تک آگئے ۔

16

فصل - ۲

گدھے پر سوار میان خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار سرا کے اندر رونق بخش ہوئے تو بھٹیاری نے انکی انوکھی وضع دیکھکر تعجب کیا بعدازان بدھونفر سلمہ اللہ الاکبر سے پوچھا کہ انکو خدا نخواستہ

کون بیماری ہے۔ اب بدھو یہ تو کیا کہتا کہ فلان بیماری ہے۔ کہا یہ ایک پہاڑ پر پھسل گئے تھے۔ اِسی سے چوٹ آگئی اور پسلیون مین بہت درد ہے۔ یہ بھٹیاری اور بھٹیاریون کی سی نہ تھی۔ بڑی رحم دل عورت ہمدرد۔ اسکو انکی حالت زار پر رحم آیا۔ بولی میان شکر بھیجو اللہ نے بچایا۔ ورنہ جان پر بن آئی تھی۔ غضب کی چوٹ کھائی ہتی۔ اِسنے انکی خاطر کی اور اپنی لڑکی کو کہ ایک نوعمر خوشرو عورت تھی بلایا اور کہا یہ بیچارے مسافر بیمار ہین انکا علاج کرنا چاہیے۔ اِس بھٹیاری کی ایک ملازمہ تھی۔ ایک تو ایک آنکھ کانی دوسری اینچا تانی۔ چوڑا چکلا چہرہ چپٹی ناک۔ اوندھی کھوپڑی۔ منہ بھی عجیب فشن کا۔ مگر پھرتیلی اتنی کہ بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی۔ ایک بولی دس کام۔ اِس قابل تھی کہ صورت نہ دیکھئے اور کام لے۔ قد بھی خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ پستہ قد سے پستہ قد آدمی کے کاندھے کو ہاتھ سے نہ چھو سکتی۔ بالکل بالشتیے آدمیونکی یاد دلاتی تھی۔ اِس لونڈیا کی مدد سے بھٹیاری کی پیاری چھوکری نے **خدائی فوجدار** کو آدمی بنایا اسکے یہ معنی کہ ایک ٹوٹی پھوٹی کھٹیا بنائی یا رہے بدنسیل۔ نواڑ یا نرکل یا لوہے کی لچکدار کمانی کے عوض ایک تختہ رکھدیا۔ اگر انسان دو دن اُسپر سوئے تو یقین کامل ہے کہ خود تختہ ہو کے رہجائے۔ بس اکڑ جائے۔ اوڑھنے کو وہ شے رکھی جو نمائشگاہ سے کوئی مسافر چرا لایا تھا اور نمائشگاہ مین اسلیے آئی تھی کہ لوگ دیکھین کہ نی حوا کی کھلائی کیسی رضائی (رزائی) اوڑھتی تھین۔ اِس خوشنما اور نفیس بستر پر ہمارے **خدائی فوجدار** سلمہ اللہ الغفار سلائے گئے گو تختہ لمبا نہ تھا کہ ذرا بھی آرام انسان کو ملتا مگر بھوک کے وقت درختون کے پتے انسان کھا کے بسر کرتا ہے اور پلاؤ اور زردے سے زیادہ ذائقہ پاتا ہے۔ رات ہو گئی تھی۔ لونڈیا جسکا نام کرمین تھا ہاتھ مین چراغ لیے تھی۔ اور وہ لڑکی مرہم پٹی کر رہی تھی دیکھتے دیکھتے لڑکی نے کہا یہ چوٹ تو گرنے کی نہین ہے۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے بڑی مار کھائی ہے اور خوب ہی پٹے ہین۔ بدھو بولے جی نہین پٹے نہین ہین۔ اِس پہاڑ سے جو گرے اور لڑھکے تو یہ نشان بنگئے۔ اب آپ ذرا اتنا احسان کیجیے کہ سب مرہم نہ ختم کر دیجیے گا شاید کسی اور کو بھی ضرورت ہو۔ کیونکہ میرے شانے اور پسلیون مین بھی درد ہے۔ اُسنے پوچھا کیا تم بھی گرے تھے (کہا نہین مین تو نہین گرا مگر انکے کراہنے سے میرا دل ایسا بھر آیا کہ درد ہونے لگا) یہ نئی قسم کا درد ہے۔ لڑکی بولی ہان اکثر ایسا ہو جایا کرتا ہے مین جب کبھی خواب مین دیکھتی ہون کہ اونچے سے گری تو آنکھ کھلنے کے بعد بھی درد سا ہوتا ہے۔ میان بدھو بولے مگر یہ ایک نئی بات ہے۔ آپکو تو خواب مین ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہان یہ کیفیت ہے کہ خاصے جیتے جاگتے ہین اور جسوقت کپڑے اتار دینگے تو یہ معلوم ہوگا کہ جسقدر لاٹھیان یا لکڑیان یا جوتے اُنپر پڑے ہین اُتنے ہی ہمارے اوپر بھی

پڑے ہین - ہماری اور ہمارے آقا خدائی فوجدار کی ایک سی کیفیت ہے - بعینہ ایک سا حال اس لڑکی نے پوچھا انکا کیا نام لیا آپ نے - انہون نے کہا خدائی فوجدار - یہ بڑے ہی نامور ہین دنیا مین انکا کوئی ثانی نہین ہے - یلان نامدار مین انھون نے بڑا نام پیدا کیا - وہ استعجاب کے ساتھ بولی کہ یہ کسے کہتے ہین میان مسافر - بڈھو نفر ہنسے اور کہا اے نوجوان عورت تمکو اتنا بھی نہین معلوم - یہ وہ لوگ ہین جنکے طفیل سے ساری خدائی قائم ہے - اگر یہ نہون تو مسافر و مسافر سرا اور روپیہ پیسہ کچھ بھی نہ نظر آئے ان لوگونکا کام یہ ہے کہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچائین تاکہ مردم آزاری نہونے پائے اور زیردست پر زبردستی نہ چلے - کھوہون اور پہاڑون اور جنگلون اور بیابانون اور جھیلون اور میدانون اور دریاؤن اور آبشارون مین جاتے ہین دیوؤن اور اژدہون اور اجگرون اور ڈاکوؤن اور شیرون کو زیر کرتے ہین ظالم بادشاہونکو تخت سے اتارتے ہین اور انکی سلطنت اپنے ہمراہی مصاحب کو جیسا کہ مین ہون دے دیتے ہین - وہ بولی پھر میان مسافر تمکو کوئی سلطنت کیون نہ ملی - تمکو تو بادشاہ ہونا چاہیے تھا - انہون نے کہا ابھی قبل از وقت ہے ان یلان نامدار کا جنکے یہ سردار ہین قاعدہ ہے کہ بڑی بڑی مصیبتین اٹھاتے ہین - سونے کو پتھر - اوڑھنے کو پتھر سرہانے پتھر - کھانے کو دو دو دن نہین ملتا تکلیف سی تکلیف ہے پھر اگر کوئی ظالم کسی غریب بیکس پر ظلم کرتا ہو تو اسکی مدد انپر فرض ہے - چاہے ادھر سے سو ہون چاہے دو سو - یہ ضرور بھڑ پڑینگے - ہم بیچ مین نہین بول سکتے (اب تو آپ یہانہی چاہین پٹ چکے ہین نا اور آقا کی نصیحت یاد ہی نہین کہ پاجیون سے تم سمجھ لیا کرو - ابکی ہلے مین خدا نے چاہا تو بھرکس ہی نکلجائیگا جاتا کہان ہے گیدی) وہ بولی جب سلطنت پانا تو ہمکو نہ بھول جانا -

خدائی فوجدار یہ تقریر بڑی توجہ سے سن رہے تھے - بغور تمام - اور دلمین خوش تھے کہ بدھو نفر اب راہ پر آچلا - گو درد کے مارے برا حال تھا مگر انسے نہ رہا گیا - کسی نہ کسی ترکیب سے اٹھ ہی تو بیٹھے اور اس لڑکی کا ہاتھ پکڑکے یون ارشاد فرمانے لگے (اے بت جادو جمال پری تمثال میری داستان شوکت نشان کے لیے بڑا زبردست منشی مثل علامہ ابوالفضل - مثل طاہر وحید مثل طغرائے کشمیری چاہیے اور اگر کوئی شخص میری داستان عظمت توامان نظم کرنا چاہے تو فردوسی طوسی یا نظامی گنجوی یا خاقانی کا سا دل و دماغ ہونا لازم ہے - اگر میری داستان کی کوئی شرح لکھے تو ابوالفضل فیضی فیاضی کے بغیر ہیمرنگ محال ہے گو اپنے منہ میان مٹھو بننا یا وہ گوئی اور ہرزہ درائی اور کجرائی ہے مگر امر حق کا اظہار نہ خلاف نہ منافی اصول انصاف ہے -

	نظامی بسا صاحب آوازہ		کہن گشتہ ہمچنان تازہ	

اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ نظامی مغرور تھا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ امر حق کہرہا ہے احقاق باطل اور ابطال حق ہمار اشعار نہین۔ بیہودہ گوئی اور خودستائی ہمارا کار نہین۔ ع۔ راست میگویم دیزدان نہ پسندد جز راست ۔ ہان اس مین شک نہین کہ جس نگار عربدہ جو پری رو تند خو سیمین بر رشک قمر رو کش یوسف مصری غیرت زلیخا۔ ماہرو ماہ وش ماہ سیما پر میری جان زار جاتی ہے اور جسکے حسن گلو سوز کی یاد مجھے ہر دم آتی ہے وہ رشک حور ہے۔ وہ صورت پائی ہے کہ واہ واواہ۔ حور کی کیا حقیقت ہے حسن الوجہ کیا مکھڑا ہے۔

غم میکند فزونی ای دوستان خدارا ‏ شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
مارا چو موم بگداخت این آتش محبت ‏ تا چند باشدت دل در سینہ سنگ خارا
مردیم دگردش چرخ رحمے نکرد بر ما ‏ تا کے توان بہ دشمن صاحبدلان خدارا
مستی و تندرستی بدنام خلق سازد ‏ با طرز تہ چہ نسبت درویش بے نوارا
کشتی عمر شکست در بحر ناامیدی ‏ مشکل کہ باز بینیم دیدار آشنا را
بگذشت موسم گل شد نالہ ہای بلبل ‏ تا کے شراب مستی یا ایہا السکارا
برباد رفت در غم یاران ذخیرہ عمر ‏ باشد کہ گردش چرخ فرصت دہد شمارا
ای خسرو زمانہ بکشا دو چشم و بنگر ‏ در نامہ سکندر احوال ملک دارا
یاران بہ بزم عشرت مخفی بہ کوی محنت ‏ با عافیت چہ کارست درویش بے نوارا

اس غیرت لعبتان چینی افشان عذار نازنین پر جان دیتا ہون جسکے قدم حورین چومین اور جسکی خود جبین بلائین لے۔ اور اگر خدانے چاہا تو دو ہی دن مین ایسی فتح نمایان کسی غنیم قوی پر پاؤن کہ فوراً اس شخص کو جسکا نام بد ھونفر ہے کسی جزیرہ کا بادشاہ بناؤن اور زاہد فریب طاؤس زیب معشوق کو گلے سے لگاؤن اور وہ فخر و مباہات حاصل کرے کہ اسکے عاشق سے بڑھ کے کوئی بہادر دنیا مین نہو اور بندہ درگاہ اسکے شربت وصال سے محظوظ ہوکر یہ شعر زبان پر لائین۔

وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہون ‏ حور جسکا پلنگ کستی ہے

اگر اس غنچہ دہن پر میرا دل نہ آیا ہوتا تو خدا پاک کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ یہ نازک بدن۔ گلفام چھوکری (بھٹیاری کی طرف اشارہ کرکے) میری بی بی ہوتی اور مین اسکا میان مین فوراً اس گلبدن لالہ فام پر عاشق ہوجاتا اور یہ میری جانی ہوتی کیونکہ قطع و وضع لگاوٹ بازی

کج ادائی رعنائی زیبائی نازو انداز مستانہ چال شیرین کلامی جسقدر چیزین معشوق مین ہونی چاہیین اُن سب کا اس خنکر لب سیم غبغب پر خاتمہ ہوگیا۔

شب بیاد تو گل اشک بدامان کردم	ہمچو مرغان چمن نالہ پریشان کردم
جیب دل پاک زدم بسکہ ز سودای جنون	دست قدرت ہمگی صرف گریبان کردم
برگرفتم دل امید ز بیگانہ و خویش	مشکلات دل خود را ہمہ آسان کردم
خون دل بسکہ برخسار نگہ افشاندم	سیرگاہ نظر از دیدہ گلستان کردم
کاوش داغ کہن بسکہ بناخن کردم	پنجۂ دست چو سرپنجۂ مرجان کردم
جذبۂ عشق رساندی بسر محمل دوست	من ز بے صبری خود رو به بیابان کردم
جان گرانمایہ متاعیست ولیکن مخفی	نرخ این جنس ببازار خود ارزان کردم

اے پری میرا دل تیرے اوپر آیا ہے مگر ایک اور پری رو پری خو سے بھی دل لگایا ہے اور اب اُس سے دل چھٹ نہین سکتا لہذا مجبوری ہے بقول اے المجبور معذور بندہ قابل معافی ست۔
اسقدر بک کر زبان نے یاوری نہ کی کہ سوداگرون نے خوب ہی مست کر دی تھی - ادھر یہ خاموش ہوئے اُدھر بھٹیاری اور اُسکی پیاری لونڈیا اور کنیزک کر مین سکتے کے عالم مین کہ یہ کیا بک رہا ہے۔ مغلق الفاظ اُسکی سمجھ مین نہ آئے۔ بقول اے المجبور معذور وہ کیا سمجھین احقاق باطل اور ابطال حق وہ کیا جانے کس بلا کا نام ہے - ہکا بکا - ایک ایک کا منہ تکنے لگین مگر وہ سمجھین کہ ہم سب نے جو ملکے اُنکی خدمت کی اسکا یہ شکریہ ادا کرتے ہین - اس قسم کی اسپیچون اور تقریرون کی عادی تو تھین نہین سمجھین کہ کوئی بڑا مولوی کوئی بڑا عالم و فاضل ہے۔ انکی بڑی تعریف کی اور عزت کی نظر سے دیکھا اور رخصت ہوئین۔
لونڈی نے میان بدھو نفر کی مرہم پٹی کی کیونکہ وہ بھی مارے زخمون کے بیقرار تھا۔ جس کمرے مین خدائی فوجدار صاحب پڑے ہوئے تھے وہان پر علیحدہ ایک ساربان بھی تھا - اُس سے اِس لونڈی نے کہدیا تھا اور باہم قول و اقرار ہوگیا تھا کہ جب بھٹیارا اور بی بھٹیاری اور اسکی لڑکی سو جائینگے تو آپ کے پاس چپکے سے آؤنگی۔
اب سنیے کہ پہلے تو خدائی فوجدار صاحب کا پلنگ تھا یا توت کی پٹیان اور مونجے کے پائے اور قاقم و سنجاب کا بستر اور ہوائی تکیے اسکے بعد میان بدھو نفر غنا رہے تھے اور کونے مین ساربان صاحب شتر غمزے کر رہے تھے۔
ساربان نے جاکے اونٹونکو نیم اور ببول کی پتیان اور بھٹکیٹا کھلائی اور آکے بستر پر لیٹا اور

دعا مانگنے لگا کہ یا خدایا جلد وہ معشوق عاشق کش آئے۔ اور اپنا چاند سا چہرہ دکھائے اور ہماری بغل گرمائے۔ عاشقی معشوقی کی گرم بازاری ہو۔ اور ادھر میان بدھو نفر مارے درد کے کراہتے تھے گو مرہم پٹی ہوئی تھی مگر حواس بجا نہ تھے۔ پریشان حال۔ اور خدائی فوجدار پسلیون کے درد کے مارے الگ بلبلا رہے تھے۔ خرگوش کی طرح آنکھیں وا نیند نفر و۔ آرام کجا۔ سوچتے سوچتے دور کی سوجھی۔ سرا کو تو شاہی مکان سمجھے ہی تھے بھٹیاری کو کوئی بڑی معزز بیگم سمجھے اور بھٹیارے کو کوئی بہت بڑا رکن اعظم شاہی۔ اور انکی لڑکی کو نواب زادی قرار دیا اور سوچتے سوچتے وحشت نے جو گھیرا تو دل مین سما گئی کہ یہ پریزاد لڑکی امیر زادی رئیس زادی ہمپر دل وجان سے عاشق ہو گئی اس سوجھ بوجھ کے صدقے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی | پاپوش مین لگادی کرن آفتاب کی

آپ بھی اتنے ہوے کہ وہ حور آپ پر عاشق ہو گئے سبحان اللہ

غالب اِن سیمین تنون کے واسطے | چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

اور وحشت نے یہ بھی پٹی پڑھادی کہ وہ بلا گئی ہے اور کہہ گئی ہے کہ شب کو کہ پردہ دار عاشقان ست چوری سے آنا اور دل حزین کو ہماری صحبت جان بخش مین بہلانا۔ اب اِنکے دلکو پورا پورا یقین تھا کہ آج اس بت شوخ و شنگول سے ہمکنار ہونگے۔ مگر یہ بھی خیال تھا کہ اپنی معشوقہ ماہ وش سے عہد کر آئے ہین کہ انکے سوا اور کسی سے عشق نہ کرینگے عہد شکنی خلاف اصول بسالت ہے۔

نہ شاید ہوس باختن با سگلے | کہ ہر بامدادش بود دلبرے

اِن خیالات مین غلطان پیچان تھے ہی کہ جو وقت اِس خادمہ نے مقرر کیا تھا کہ ساربان کے پلنگ کو رونق بخشیگی وہ وقت قریب آیا۔ ساربان انتہا سے زیادہ بے چین اور بے قرار۔ ہر دم انتظار کھٹ ہوا اور یہ سمجھے وہ آئی۔ ذرا کسی کی آہٹ پائی اور یہ کلبلا کے اٹھ کھڑے ہوے۔

وعدہ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیز تر گردد

الانتظار اشد من الموت کا مصداق تھے۔ جب سب لوگ اپنے اپنے بستر پر گئے تو وہ کم عمر خادمہ اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے دبے پاؤن برہنہ سر برہنہ پا چلی اور چپکے چپکے اِس کمرے مین جانے لگی مگر دروازے کے قریب ذرا دیر ٹھٹھک گئی کہ کوئی دیکھتا تو نہین ہے۔ چوری کی بات تھی۔ کھلم کھلا تو جاتی نہ تھی۔ میان خدائی فوجدار کی نیند تو مارے درد کے اچٹ گئی تھی اور طرہ اسپر یہ تھا کہ وہ زنکۂ خوبرو وعدہ کر گئی ہے انکی آنکھین کھلی تھین۔ اپنی خرگوش کی سی آنکھون سے انھون نے اُس عورت کو دیکھا

اندھیرے کے سبب سے یہ تو معلوم نہوا کہ خادمہ ہے یا بھٹیاری کی البیلی لڑکی آپنے دونون ہاتھ پھیلا دیے وہ سمجھی کہ یہی میرا عاشق ساربان ہے مگر ذرا جھجکی کہ انکی چارپائی تو کونے مین تھی۔ انکو اب تاب کہان آؤ دیکھا نہ تاؤ چٹ لپٹا لیا اور گلے لگا کے اور زور سے لپٹا کے بوسون پر بوسے لینے لگے۔ یہ اسکو خادمہ تو سمجھے نہ تھے کیونکہ پہلوان نامور کی شان کے خلاف تھا کہ کسی نیچ قوم کو گلے لگائین یا اُس سے اختلاط بڑھائین اور نہ بھٹیاری کی لونڈیا کو یہ بھٹیاری سمجھتے تھے۔ یہ انکے نزدیک تو سرا تھی ہی نہین۔ یہ تو شاہی مکان یا قلعہ سمجھے ہوے تھے۔ بھٹیارا گورنر تھا۔ بھٹیاری بیگم اور اسکی چھوکری امیرزادی نازونعم کی پلی ہوئی پوتڑون کی رئیس زادی۔ اب سنیے کہ اِس عورت نے جو سر مین کڑوا چکنا تیل ڈالا تھا۔ اسکی بو انکو اسی روپیے تولے والے عطر گلاب سے بہتر معلوم ہوتی تھی انکے دماغ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تختہ گلاب بصرہ دور تک کھلا ہوا ہے اور سرا سے جو انکے نزدیک شاہی محل عالیشان تھا منزلون تک اسکے رائحہ عنبر بار کی لپٹین جاتی تھین۔ سانس سے باسی تباسی مچھلی کی جو کڑوے تیل مین پکی تھی بو آتی تھی مگر انکے نزدیک گویا کسی نے پلاؤ اور زردے اور مزعفر کی دیگون کے ڈھکنے کھولدیے تھے۔ خالص دوآتشہ کیوڑے اور سو روپیہ تولہ والی زعفران کی خوشبو آتی تھی دماغ کو طبلۂ عطار بناتی تھی موٹے جھوٹے کپڑے جو وہ پہنے تھی انکے خیال مین زربفت اور مخمل اور اطلس سے بھی گرانبہا تھے۔ سیپ اور شیشے کا ایک بالا جو کوڑیون کے مول بکتا ہے اِسکو یہ ہندوستان کے شاہنشاہ دولتمند کے جواہرخانون کا سب سے بیش قیمت جواہرات سمجھ بیٹھے۔ سر کے بال سور کی دم سے بھی زیادہ سخت تھے مگر انکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عنبر کے سونے کے لچھون کی طرح ملائم اور چمکدار ہین اگر سورج کی کرنون سے مقابلہ ہوتا تو آفتاب بھی شرما جاتا الغرض یہ انتہا کے خوش تھے کہ ساری خدائی کے معشوقون کے سرتاج سے ہمکنار ہوئے لپٹا لپٹا کے چومنے لگے سوائے ساربانون اور جھوٹی امت کے آدمیون کے اور کوئی اِس سے پانون بھی نہ دھلواتا مگر جنون کے صدقے یہ گویا ایسی شہزادی پا گئے جو ہفت اقلیم کے حسینون سے بھی حسن مین بڑھی ہوئی ہے اب وحشت نے جو اور زور کیا تو سراپا کی تعریف و توصیف مین عذب البیان ہوئے۔

دام دلہای حسین حلقۂ موی خمدار | تار مو لعبت ہندو کے لیے ہے زنار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہے بانکی دستار | جسم انور مین قبا صاف مرصع زرکار
صاف پیشانی سے ہے بخت بلندی پیدا | چاند ہی ماتھا تو سجدے کا نشان ہے تارا
ابرو دن مین جو بل آجائے نصیب اعدا | قوس کا تیغ ہلال آکے اتارے چلّا

کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا — آنکھ جس جس پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا
ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خود بینی — خود ستائی نہین مومن کو کم از بیدینی
منھ پہ وصف دہن آوے تو ہے نکتہ چینی — شیرین لب چاٹ لے با تو مین ہے وہ شیرینی
طور کا نور ہے دندان منور سے عیان — معجز عیسی مریم ہے لبون مین پنہان

اے سر افسر داران جہان و ملکہ حسینان زمان
حسن تو ہمیشہ در فزون باد — رویت ہمہ سال لالہ گون باد

تمسے بھی زیادہ کون فرخ طالع اور خوش نصیب ہے کہ ہمارا زانو تمھارے زانو کے قریب ہے تمکو ہم ضرور اپنی زوجہ مقدسہ بناتے اور عقد مین لاتے مگر ایک بت سنگدل سے قول ہار رہے ہین اور قول مردان جان دارد مجبور ہم بیچارے ہین -

اس بھونڈی تک بندی اور اشعار کو وہ کیا سمجھتی مگر بڑا ہی غصہ آیا کہ اس کمبخت مردے نے زبردستی پکڑ لیا - یار غمگسار کے پاس نہین جا سکتی - اور مارے شرم کے غل بھی نہین مچا سکتی کہ رسوائی ہوگی جگت ہنسائی ہوگی کئی بار اسنے کوشش کی کہ بھاگ جاے مگر انھون نے اس زور سے اس عورت کی گرفت کی تھی جیسے بلی چوہے کو پکڑتی ہے سار بان ابتدا سے یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا رشک اور رقابت کی آگ کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی وہ سمجھا کہ میری معشوقہ نے مجھسے دغا کی - وعدہ تو میرے پاس آنے اور بغل گرمانے کا تھا اور یہ مکار دوسرے کے پاس چلی گئی یہ چپکے سے اٹھا اور خدائی فوجدار کے پلنگ کے پاس گیا اور اسپیچ بھی سنی جسکا ایک لفظ بھی کیا معنی ایک حرف بھی اسکی سمجھ مین نہ آیا جب اسنے دیکھا کہ وہ عورت اپنے آپ کو چھڑا رہی ہے - اور یہ حضرت اسکو جانے نہین دیتے تو آگ لگ گئی سمجھ گیا کہ معشوقہ کا کچھ قصور نہین یہ انھون ہی نے بیچ مین سے دھر لیا - جھلا کر ایک گھونسا مارتا ہے تو منھ مین خون ہی خون اس زور کا گھونسا پڑا کہ خون تھوکنے لگے اسپر بھی اسنے قناعت نہ کی اور پسلیون کو زور زور روندنا شروع کیا جس پلنگ پر میان خدائی فوجدار ذوالاقتدار گردون مدار آرام فرماتے تھے وہ کوئی مضبوط پلنگ تو تھا ہی نہین ایک خدائی فوجدار دوسرے ساربان دونو کے بوجھ سے ایک پایہ ٹوٹ گیا اور پھر دوسرا بھی چرچرا کے ٹوٹا اور پلنگ آ دھا زمین پر پلنگ - کیا معنی یہ کہیے کہ نصف تختہ زمین پر آ رہا - تختہ کے گرنے اور پایون کے چرچرا کے ٹوٹنے کی آواز سن کر بھٹیارا جاگا سمجھا کہ مین نے کچھ شرارت کی ہو پکار کر مین کر مین او کر مین اری کیا مر گئی - اب وہ ہان کرمین ہو تو بولے - وہ کہا - وہ یہان یارون کے بغل مین پڑی ہے - دو ملا مین مرغی حرام - اب اسکو تماشے کی جگہ

یقین ہو گیا کہ ہو نہو کریمن ہی کا فساد ہے بتی جلا کر اُسطرف چلا جدھر سے آواز آتی تھی۔
اب کریمن کی جان نکل گئی۔ کانپنے تھرتھرانے لگی کہ بھٹیارا غصہ ور آدمی ہے ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔ اب غضب ہی ہو گیا۔ بہت ہی پٹونگی اور سرا سے نکال بھی دیجاؤں تو عجب نہیں۔ اور تو کوئی تدبیر سفر کی نہ سوجھی۔ چٹ بدھو نفر کے بستر پر گئی اور دبک کر لیٹ رہی۔ بدھو مرہم پٹی کے بعد کچھ دیر جاگتے رہے مگر پھر آنکھ لگ گئی۔ اب وہ تو خراٹے لے رہے ہیں اور یہ بغل میں لپٹی ہوئی ہیں۔ اچھی دل لگی ہے۔
اتنے میں میاں بھٹیارے صاحب تشریف لائے۔ اری چڑیل کہاں ہے تو۔ اری بولتی نہیں۔ یہ آواز کیسی آئی۔ سب تیرے ہی کرتوت ہیں مردار۔ بھس میں چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی۔ آواز سنکر میاں بدھو نفر کی آنکھ کھل گئی۔ ٹٹولتا ہے تو کوئی گٹھری بنا ہوا دبکا پڑا ہے۔ چاہا کہ اٹھا کے پھینکدے مگر کریمن نے زور کیا اور یہ سمجھے کہ کوئی بلا ہے۔ زور سے ایک دو ہتڑ لگایا۔ بس وہ آگ ہو گئی۔ شرم اور حیا سے منھ موڑ کر اسنے بھی انکو خوب ہی پیٹا۔ اس پر میاں بدھو اٹھ بیٹھے اور دونوں میں خوب ہی ہاتھا پائی ہوئی خوب گدم گدا بھٹیارے کی بتی کی روشنی سے جو ساربان نے یہ حال دیکھا کہ اسکی معشوقہ کو بدھو پیٹ رہے ہیں تو فوجدار کو چھوڑ کر انکی طرف جھپٹا۔ بھٹیارا ابھی دوڑا کہ کریمن کو ٹھیک بنا رہے اب سنیے کہ ساربان نے تو میاں بدھو کی گت بنائی اور میاں بدھو نے کریمن کو ٹھوکنا شروع کیا اور اسنے انکو ٹھوکا اور بھٹیارے نے کریمن کو زدوکوب کی اور یہ مارپیٹ کسطرح سے ہوئی کہ ڈگ برابر چلتا ہی جاتا تھا۔ کسی کا ہاتھ نہیں رکتا تھا دنادن گھونسے اور مکے اور چپت اور لپڑ کی بوچھار تھی بوچھار۔ خوب ہی گدے بازیاں ہوئیں سب سے بڑھ کے دل لگی یہ ہوئی کہ بھٹیارے کی بتی گل ہو گئی۔ یہ چلئے چھٹی ہوئی۔ چراغ گل پگڑی غائب بس پھر کیا تھا اندھیرے میں پھر ڈگ سا چلنے لگا۔ اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار بیٹھے گا۔ ابکی اور بھی تیزی کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اب سنیئے کہ اس سرا میں سرکار کی جانب سے پولیس کا پہرا رہتا تھا۔ پولیس والے نے جو اس گڑبڑ کا حال دیکھا کہ پہلے دھم اور ارارا دھو کی آواز زور سے ہوئی پھر بھٹیارے نے غل مچایا اور اب پھر کہیں مارپیٹ ہو رہی ہے تو فوراً وردی سے لیس ہو کر اُس کمرے میں آیا۔ وہاں اندھیرا پڑا ہوا تھا۔ غل مچا کر کہا۔ بس اب اگر تم میں سے کوئی بلا بھی ہے تو گرفتار کر لونگا۔ سرکاری ملازم ہوں سب سے پہلے انکی نظر ہمارے خدائی فوجدار پر پڑی کہ منھ کے بل تختے پر پڑے ہوے ہیں پولیس والا سمجھا کہ کسی شخص نے اس آدمی کو قتل کر کے تابوت پر رکھ کر یہاں ٹال دیا ہے۔ حکم دیا کہ سرا کا پھاٹک بند کر دیا جائے اور دو پہرے اُس پر رہیں اور کوئی مسافر باہر نہ جانے پائے۔ ایک آدمی کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے اس آواز کے سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے بھٹیارا بتی جلا کر پھر یہاں آنے کو تھا مگر دبک کے سو رہا

ساربان اپنی چارپائی پر چلا گیا۔ اور وہ عورت جو اس سارے فساد کی بانی تھی بھاگ کے اپنے بچھونے مین ہورہی۔ فوجدار اور بدھو نفر البتہ اس قابل نہ تھے کہ ہل سکتے۔
الغرض پولیس والے نے اور لوگون کی مدد سے شمع روشن کی کہ اس واردات کی تحقیقات کرین کہ یہ خون کیونکر ہوا۔

فصل - ۳

اب ہمارے خدائی فوجدار صاحب کو بھی ذرا ذرا ہوش آیا اور خواب خرگوش سے بیدار ہوئے دبی آواز سے میان بدھو نفر کو یاد فرمایا۔ بدھو بدھو۔ بھائی کیا سو گئے۔ ارے میان آرام مین ہو بدھو نے جھلا کے کہا آرام یہان کہان اور نیند کسکی۔ یہان جان پر بنی ہوئی ہے۔ آپ نیند لیے پھرتے ہین میری سمجھ مین تو ایسا آتا ہے کہ اس سرا پر کسی نے جادو کیا ہے اور بھوت اور پریت اور چڑیل اسمین انسان کی صورت بنا کے آتے اور مسافرون کو ستاتے ہین۔ وہ بولے مجھے اس رائے سے پورا پورا اتفاق ہے ایک بات جو راز سربستہ ہے وہ مین تمکو بتاتا ہون مگر قسم کھاؤ کہ افشائے راز ہونے پائیگا۔ کوئی کانون کان نہ سنے ورنہ غضب ہی ہوجائیگا۔ ہان میری وفات کے بعد افشا کرد۔ اسنے قسم کھائی کہ آپکی وفات کے قبل افشا نہ کرونگا اور خدا کرے کہ آپ کل ہی عالم جاودانی کی سیر کر رہے ہون آمین ثم آمین خدائی فوجدار نے مسکرا کر کہا بدھو ہمنے تمھارے ساتھ کیا ایسی بدسلوکی کی ہے کہ تم دعا مانگو کہ ہم کل ہی مر جائین۔ اسنے کہا بدسلوکی کی بات نہین ہے خداوند بات یہ ہے کہ میرے پیٹ مین بات پچتی نہین مین مجبور ہون زیادہ دیر تک دلمین رکھکر زنگ آلود کیونکر

	آب دریا بہے تو بہتر	درویش روان رہے تو بہتر	

تلوار کو عرصے تک کاٹھی مین رکھیے زنگ کھا جائیگی۔ چھری کو میان مین دھر کر بھول جائیے مورچہ لگ جائیگا۔ انہون نے کہا یہ تو تم دل لگی کرتے ہو مگر خیر ہم بے کہے نہ رہینگے۔ آج سب کو ہمارے بخت خفتہ بیدار ہوئے سچ ہے۔

	لپٹ کے سوئیگا وہ گل گلے لگائے ہوئے		نصیب جاگینگے اک روز حضرت سرشار	

آج ہم بڑے ہی خوش ہین۔ واللہ کہونگا تو پھڑک جاؤ گے اس قصر رفیع الشان کے گورنر کی دختر عنبر مو بصد شان دلربائی و دعنائی با ہزاران ہزار ناز و انداز آ کے میرے گلے سے لپٹ گئی اور فرط مستی سے اتنے بوسہ روح پرور لیے کہ مجھے چومنے کی مہلت ہی نہ ہی۔ ہم دونون عاشق و معشوق لیلی و مجنون فرہاد و شیرین عذرا و وامق لپٹ لپٹ کے مزے مزے سے میٹھی میٹھی باتین کر رہے تھے کہ دفعتہ اندھیرے مین سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس زور سے ایک پر گھونسا پڑا کہ خون کی ندیان منھ سے بہنے لگین اور

کل ذکی مارکوٹ سے جو صدمہ پہونچا تھا اسکو بھی بالکل بھولگیا۔ ظالم نے بالکل ہی پیس ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہزادی کے حسن ضیبح پر کوئی ایسا شخص عاشق زار ہے جسکے زیر نگین دیو ہین ہمارے نصیب مین نہین ہے۔ بدھو نے کہا اور نہ میرے نصیب مین ہے کیونکہ مجھے شب کو بھی تھوڑی دیر ہوئی ایسا معلوم ہوا کہ کوئی دوسو دیون نے آکے ٹیٹوا دبادیا اور مارتے مارتے بھرکس کردیا۔ سوداگرون کی مار کی اسکے آگے کیا حقیقت ہی خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا یہ فرمایئے کہ اس مارکٹائی کو آپ خوش نصیبی سمجھتے ہین۔) آپنے کہا کہ بخت خفتہ بیدار ہوگئے اگر دو ایک دفعہ اور پٹینگے تو بخت خفتہ کو پھر بیدار کرنے کی ضرورت ہی نہوگی مگر اتنی خوش نصیبی آپکی ضرور تھی کہ وہ تو خیر شہزادی آپکی بغل مین آتی گویا قارون کی دولت آپنے پائی یہان صرف جوتیان ہی جوتیان کھائین۔ کاش اتنی ہی تسلی ہوتی کہ مار کھاکے ایک ہی سے ہمکنار رہوے) فوجدار بولے کیا کیا تمیز بھی مار پیٹ ہوئی۔ ارے بابا یہ تو معلوم ہی نہ تھا۔ مگر ہان ہمارے پاس تو ایک پری زیب بر تھی۔)

پریزادو پری رو دلبری خو　　غلط گفتم پری شرمندۂ او
از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز　　عطر آگین تا بدامن عنبر افشان تا کمر

خوب خوب بوسہ بازیان ہوئین مگر اُس دیو نے جو ظاہر اس پری پیکر کا محافظ معلوم ہوتا ہے ایسے تھپڑ لگائے کہ خون تھوکنے لگے اور پسلیون کی مرہم پٹی بیکار ہوگئی۔ مگر بھائی بدھو رنج نہ کرو ہم جلد وہ مرہم بنا دینگے جو تم کو چشم زدن مین چنگا کر دیگا۔

اتنے مین وہ پولیسمین لالٹین لیکر رپ رپ کرتا آیا بدھو نے جو دیکھا کہ کالی کرتی پہنے ہوئے ایک آدمی لالٹین لیے بڑے غصے مین آرہا ہے تو فوجدار سے کہا وہ دیکھیے وہ دیوزاد آرہا ہے معلوم ہوتا ہے اسی نے ہمارا بھرکس نکالا ہے اور اب پھر آیا ہے کہ رہی سہی کسر نکالے گھڑی دو مین مرلیا باجے گی آپکی ہڈی پسلی کا سرمہ ہی کر ڈالیگا۔ فوجدار نے کہا دیو نہین ہوسکتا دیو کہین اسطرح آتے ہین کہ ہم تم انکو دیکھ سکین۔ دیو اسطرح آتے ہین کہ ہمارا تمھارا کام تمام کردین اور یہ نہ نظر آئے کہ کون ہے کون نہین ہے جیسے شب کو آیا تھا کہ ہاتھ بھی نہ دیکھنے مین آیا اور ہڈیان اب تک نہین بھولین۔ بدھو نے کہا کہ گو دکھائی نہ دے مگر جب بھاؤ کی پڑیگی تب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پولیس مین داخل ہوا۔ یہان یہ دونون نہایت سنجیدگی کے ساتھ باتین کر رہے تھے اب تو پولیس مین چکرایا کہ یہ مردہ باتین کیونکر کر رہا ہے۔ فوجدار اسی حالت زار مین اوندھے پڑے تھے انکی چارپائی کے پاس جاکر کہا کہو یار سچ۔ طبیعت کا کیا حال ہے۔ فوجدار نے جوابدیا ادب کے ساتھ گفتگو کرو۔ ابے گدھے الو کے پٹھے کیا اس ملک مین پلان نا ہنجار سے اسی بے تمیزی کے ساتھ

خطاب کرتے ہین) پولیسمین سرکاری افسر - اُسنے جو دیکھا کہ ایک کم اوقات مکرو بد حقیقت آدمی اسطرحسے پیش آیا تو پیتل کی لالٹین انکی کھوپڑی پر ماری کہ انکے بڑی چوٹ آئی اتنے مین میان بدھو نے یہ حرکت دیکھکر کہا حضور والا واللہ یہ دیوزاد ہے آپکی رائے صائب تھی۔ ہمسے آپسے یہ بجز گھونسے اور مکے کے بات نہ کریگا وہ رشک دلبر کسی اور ہی کے لیے ہے۔ ہمارے آپکے لیے اس سرا مین جوتیان کھانے کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ فوجدار نے کہا افسوس تو یہ ہے کہ بھوت پریت نظر نہین آتے ورنہ ایسا انتقام لون کہ یاد ہی تو کرین۔ اے اب میان بدھو ایک کام کرو۔ تم اس قصر معلے کے گوزبر کو بلاؤ اور ہماری جانب سے حکم دو کہ تیل اور شراب اور نمک اور گلاب لائے۔ مین ابھی ابھی وہ نایاب مرہم بناؤنگا کیونکہ اس کی مجھے بڑی ضرورت ہے اس بھوت نے جو زخم کاری لگایا ہے اس سے خون کی ندیان جاری ہین۔ بدھو بیچارے خود برے حالون تھے مگر چار ناچار اُٹھے اور چلے۔ راستہ مین پولیسمین سے مڈبھیڑ ہوئی یہ انکو کیا پہچانتے۔ کہا آپکون صاحب ہین ذرا اتنا احسان کیجیے کہ مجھے کہین سے تیل اور شراب اور نمک اور گلاب لا دیجئے۔ سامنے والے کمرے مین ایک یل نامدار حالت زار مین پڑے ہین ایک دیوا ابھی ابھی لالٹین کی ضرب سے انکا سر پھوڑ آیا ہے۔ اگر یہ ادویہ ملجائین تو مرہم بنائین۔ پولیسمین تو اس انتظار مین کھڑا تھا کہ حریف جسکے سر پر لالٹین ماری تھی مقابلے کے لیے آتا ہوگا۔ انکی تقریر جو سنی تو سمجھا کہ کوئی پاگل ہے۔ تڑکا ہوتے ہی بھٹیارے کو بلایا اور کہا دیکھو ان بیچارے کو جن جن چیزونکی ضرورت ہو تو دیدو۔ اُسنے فوراً مہیا کردین بدھو کل ادویہ لیکر آقا کے پاس گئے اور دیکھا تو خون دون کہین بھی نہ تھا پسینے بہت تھے اور سوجن اس سے بھی زیادہ۔ کل چیزونکو ایک مین جوش دیکے شراب ملائی اور سر پر مرہم کو خوب ملا۔

ساربان تو چپکے سے اونٹ چرانے چلے گئے۔ ادھر فوجدار نے ایک دوا خود بھی پی اور بدھو کو بھی پلائی۔ دونون صبح کو پھر سو رہے تو تین گھنٹے تک سویا ہی کیے۔ اٹھے تو پسینے مین تر بتر ڈوبے ہوئے۔ پسینے پونچھے تو ذرا تسکین ہوئی اور میان بدھو نے اس مرہم اور شربت کی بڑی تعریف کی مگر تھوڑی ہی دیر مین اسقدر درد سر مین ہوا کہ معلوم ہوتا تھا سر پھٹ جائیگا۔ فوجدار تو چوکنے ہوگئے مگر بدھو نفر کی حالت جانکنی کی پہونچی فوجدار نے سوچتے سوچتے کہا ارے یار بدھو تم کو یہ دوا بھلا کیونکر اثر کریگی۔ اسکا اثر تو یلان نامدار پر ہوتا ہے نہ کہ ہر کہ ومہ پر تمنے بہت برا کیا۔ اسپر میان بدھو آگ ہوگئے بھبھوکا۔ سر کو دونون ہاتھون سے پیٹ کر کہا میرے اوپر خدا کی مار اور شیطان کی پھٹکار ہین تو مر جاتا تو اچھا رہتا۔ اگر آپکو یہ معلوم تھا کہ جو لوگ باقاعدہ یلان نامدار کا منتر کسی گرو سے لیکر اسکے استعمال سے

قابل ہوتے ہین تو مجھ کمبخت نابکار کشتنی سوختنی کو پینے کیون دی۔ منع کیون نہ کیا میری تو جان پر آ بنی ہوئی ہے اور آپکو اب یاد آیا۔ ۶۰ وائے بیدردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے۔ تھوڑی دیر کے بعد خدائی فوجدار نے سوچے کہ اب قصر معلی سے نکلنا چاہیئے کیونکہ انکے وقت کی ایک ایک گھڑی کروڑون روپیے کے برابر تھی اور جسقدر عرصے تک یہان رہینگے اُتنی قدر دنیا کا نقصان ہوگا۔ وحشت جو سمائی اور حسب معمول شیطان نے انگلی جو دکھائی تو کپڑے پہن گھوڑا کس گدھے کو لیس کر کے آپ چلنے کو تیار ہوئے اور بدھو بیچارے کو بھی مجبور کیا دونون لدے۔ انکی انوکھی قطع دیکھ کر سرا بھر ہنستی تھی۔ آپنے اسپیچ چلتے وقت دی (بھٹیارے کی جانب مخاطب ہو کر)

(اے گورنر باوقار و عالی تبار۔ ہم تم سب کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ تمنے اس قصر عالیشان مین ہماری بڑی خاطر کی۔ ہیلون کی دوستی ہمیشہ کام آتی ہے اگر کبھی کوئی ضرورت ہو تو ہمسے رجوع لانا ہم تمکو مدد دینگے ہمارے پیشے کے لوگون کا یہی دستور ہے کہ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچائین اور زیردست پر زبردست کا داؤن پیچ نہ چلنے دین۔ اگر کوئی تمکو ستائے تو ہم اُس سے تمہارا انتقام لینگے اور سزا دینگے) اس اسپیچ دینے کے وقت بھٹیارے کی بانکی لونڈیا کو بار بار دیکھتے جاتے تھے۔ بھٹیارے نے کہا کہ آپکی بڑی مہربانی یہی ہے کہ ٹکنے اور کھانے اور گھوڑے اور گدھے کے گھانس دانے اور دوا اور شراب کے دام اور پھر کھٹ کا کرایہ دیتے جایئے۔ اب تو فوجدار گھبرائے ارے! کیا یہ سچ مچ سرا ہے۔ لاحول ولاقوۃ بڑا دھوکا ہوا۔ اچھا جہان تک ہمنے ہیلان نامدار کے نامے اور تواریخ اور تذکرے پڑھے ہین انمین کہین یہ ذکر نہین ہے کہ جہان وہ فروکش ہون وہان کرایہ دین ہم ایک ٹکا نہ دینگے بھٹیار بولا کیونکر دوگے ہم آپ کی یہ کہانیان اور قصے نہین سنتے دام دھر دیجیئے تو جایئے۔ اتنا سننا تھا کہ فوجدار آگ بھبھوکا ہو گئے۔ اور غصے مین آکے کہا چپ حرام زادے سور کے بچے کمینے بھٹیارے تو سور ہم ایسے ہیلان نامی کا مقابلہ کریگا۔ کیا تیری مجال ہے۔ یہ کہکر گھوڑے کو خیز کیا تو یہ جا وہ جا مگر بھٹیارے نے انکے بدھو نفر کو گرفتار کیا اور زد و کوب کرنے لگا آخرکار لوگون کو رحم آیا اور انکو چھڑا دیا خادمہ نے کہ بڑی رحم دل عورت تھی انکو پانی دیا مگر اُنہون نے کہا کہ اگر ذراسی شراب ملتی تو جان مین جان پڑ جاتی اِس رحم دل نے اپنے پاس سے شراب لادی اور یہ پی کر روانہ ہوئے۔ فوجدار جو پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو بدھو ندارد۔ گھوڑے کو پھر دوڑایا اور بدھو کو ساتھ لیا۔

فصل نہم

خدائی فوجدار باعز و وقار نے میان بدھو کو جو دیکھا تو دل سرد۔ چہرہ زرد۔ رنگ رو باختہ

حواس غائب ہوش ندارد مردنی چھائی ہوئی - بدھونے ایک کنوین کے پاس ایک عورت سے جو پانی بھر رہی تھی ذرا سا پانی مانگا اور پینے ہی کو تھے کہ انہون نے للکارا نا - نا پانی نہ پینا تم مرہم لگا لو اور شربت پی لو - یہ بولا آپ تو کہہ کے بھول بھول جاتے ہین مین کوئی تھوڑا ہی ہون مین اسکا بھی پی سکے اور بھی بیکار ہو جاؤن فوجدار نے کہا بھئی یہ قصر معلی یا سرا جو کچھ ہو اسمین کوئی شک نہین کہ پریتونکی جگہ ہے - وہ بولا اری پریت کہین بھی کوئی نہین ہے یہ سب فضول خیال ہین - بندہ تو اب رخصت ہوگا اب بندہ حضور کے ساتھ ذرا بھی خدمتگاری کرنے کے قابل نہین ہے آج جان پر بنگئی تھی - مرنے مین کوئی کسر نہین رہی تھی - اب حضور غلام کو ہنسی خوشی بفراغت تمام رخصت کر دین ورنہ جانکے دشمن اگر ہین تو ایک دفعہ ہی مار ڈالیے - یہ سب جنونکے خیلات ہین - سرا کو جو اک سٹی سی سرا ہے اسکو آپ بادشاہ کا محل بتاتے ہین بھٹیارے کمبخت کو گورنر کہتے ہین اُسکی لڑکی کو شہزادی کہکر پکارتے ہین - یہ سب خبط اور جنون کی باتین ہین اب ہماری صلاح پر چلیے اور اپنے گانون لوٹ چلیے اور اپنا دھندا دیکھیے اور اس خبط کو چھوڑیے عقل سے کام لیجیے بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ گھر نہ بار - آج یہان لٹھ کھا رہے ہین - کل وہان جوتیان پڑ رہی ہین - پرسون سرائین مار کھائی - مرہم پٹی ہو رہی ہے - کبھی پسلی مین درد ہے سر پھٹا پڑتا ہے -

فوجدار بولے افسوس ہے کہ تمکو اسقدر بھی نہین معلوم کہ کیسا عزت کا یہ پیشہ ہے اور کسقدر توقیر ان نامدار کی ہوتی ہے بدھو نے کہا ہم تو اسکو توقیر نہین سمجھے کہ روز پاپوش کاری ہوتی ہے - آدھا کان تو آپکا اڑ گیا اب فقط ناک باقی ہے اسکا بھی خدا حافظ و ناصر ہے - کان کٹا مبارک ناک کٹی سلامت دونون کٹے چلو اور بھی اچھے رہے -

فوجدار کو اسوقت اپنی معشوقہ یاد آئی - پھر کیا تھا - بدھو کی گفتگو کی طرف کون مخاطب ہوتا

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس ‏ شمع کافوری حسن اسمین ہوئی ہے روشن
یہ کسی چشم خمارین کا ہے گویا ڈورا ‏ ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے مسی آلودہ دندان اسکے ‏ حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتون مین دبائی تھی جو اسنے انگلی ‏ عکس نے اسکے کیا اسمین زبان ہو مسکن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائیگی ‏ کچھ قیامت ہے غرض اسکی بیاض گردن
کیا کرون اس بت کافر کے کچون کی تعریف ‏ ہائے ہائے انکا ابھار اور امنڈتا جوبن
نیم نشگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو ‏ گول گول ابھرے ہوے بھونرون سی جنکی ہین
دار پار آن کے یا بیٹھے ہین جسکو اچکوی ‏ ہے وہ موتی کی لڑی بیچ مین دریائے چمن

پیر جاتے تھے وہ دریائے نزاکت گویا
تو بنیان چھاتی تلے رکھے ہوے تھے پرفن

بدھو نے کہا اب میری بات کا جواب دیجئے پھر اپنی معشوقہ کو یاد فرمایئے گا۔ انکو بھی دیکھا ہے (دبے دانتون) شکل چڑیلون کی ناز پریون کا۔ اب ہمارا کہا مانئے اور باور جانیے کہ یہان واہی تباہی اول جلول بھرنے سے مطلب براری معلوم۔ گھر چلیے اور آدمی بنیے۔ اِس وحشت کا کچھ ٹھکانا ہے کہ معلوم ہی نہین کہ جاتے کہان ہین۔ جدھر منہ اُٹھایا اُدھر چلدیے۔

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

آپ چاہے مانین چاہے نہ مانین ہم تو اب اپنی ہی سی کرینگے۔ خدائی فوجدار نے کہا

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

وہ مرد کیا جو ایک بات ٹھانے اور پھر بدل جائے۔ اتنے مین دور سے گرد نمودار ہوئی اور گرد کا بادل دل بادل کی طرح ظاہر ہونے لگا اتفاق سے خدائی فوجدار کی جو نظر پڑی تو باچھین کھل گیئن کہا بدھو نفر لو اب تمہاری قسمت نے یاوری کی جبین ہی جبین لکھتا ہے دیکھو تو کیسے کیسے جوہر دکھاتا ہون یہ لشکر آرہا ہے گھوڑون کی ٹاپون سے گرد اڑی ہے۔ اگر اکیلا نہ لڑا اور تن تنہا نہ فتح حاصل کی تو نام بدل ڈالون سامنے دیکھو اور غور سے دیکھو۔ مختلف ملکون اور قومون کے لشکر جرار یا افسران کرار بصد کرد فر فوق البھڑک وردیان ڈاٹے رپ رپ کرتے چلے آتے ہین۔ فوج پیادہ فزون از حد و شمار اور سوارون کے رسالے قطار در قطار الو اپ اژدر دہن ہزار در ہزار۔ بڑی جنگ عظیم ہوگی۔ ہندو مہا بھارت کو بھول جائینگے مسلمان الحذر کا کلمہ زبان پر لائینگے۔ بدھو نے کہا تو پھر یہ کہیے کہ دو فوجین آتی ہین۔ کیونکہ پورب کی جانب سے بھی گرد اُڑی ہے دیکھا تو کہا ہان سچ کہتے ہو۔ پوچھا اب کیا ہوگا کہا ہوگا کیا ہم زبردست کی جانب ہونگے اہا وہ دیکھو یورپ کا لشکر بسر کردگی سپہ سالار بجنگ تار وار زنگی کو چک زینہار آتا ہے۔ جو اک ضربت شمشیر مین پرے کے پرے اُڑاتا ہے۔

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو
روانی چال مین ایسی تھی اُنکے
تلنگین اور جستین تھلین بلاخیز
کبھی اسطرح گتھ جاتے تھے باہم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے

طرارے تھے بلا پرواز ہر سو
جسے موّاجی دریا نہ پہونچے
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
بھنور کا جیسے ہو دریا مین عالم
کبھی لڑتے تھے سر کٹھ گاہ دیکھ

وہ دیکھو ہراول کی فوج کا سردار بڑا نامور سپہدار عالی تبار ہے۔ نام اسکا مشہور دیار دامصکا

اسپیر طرہ شکن ادبچی قہار ہے۔ جدھر باگ اٹھائی ؏ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ۔ وہ دیکھو میمنہ کی جانب سپاہ قہر نشان آتی ہے۔ اژدہون کو دور سے للکارتے جاتے ہین۔ شیرون کے زہرے آب آب ہوتے ہین جاہ و دبدبہ و طنطنہ دیکھکر کباب ہوتے ہین سپہدار کا نام نامی جنرل آتش دردہن خان ہے اسکی تیغ شعلہ بار کی توصیف مین ایک شاعر یون رطب اللسان ہے۔

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ ۔ بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

وہ داہنی کی جانب شاہ غربی پناہ ابو الفیض کوہ البرز شکن کی سپاہ جوق جوق چلی آتی ہے اسکا اشہب گردون مدار ہمیشہ میدان کارزار مین تڑپکے غنیم کے کاسہ سر ہی پر ٹاپ رکھدیتا ہے فورا کھوپڑی

کرے جب انکا تو عزم پشت توسن پر ۔ رکاب تھام کے اقبال بولے بسم اللہ

میان بدھو نفر کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ واقعی دو لشکر جرار و عساکر کرار باحشم و خدم بڑے طنطنے اور دبدبے اور کر و فر کے ساتھ آمادہ نبرد آزمائی ہین۔ نہایت ہی متوحش ہوے کہ بار خدا اب کیا ہوگا دور سے کچھ معلوم نہین ہوتا تھا یہ سوچے کہ یا خدا مجھے تو بجز گرد کے اور کچھ نظر ہی نہین آتا اور انکو شاہ غربی پناہ ابو الفیض کوہ البرز شکن اور جنرل آتش دردہن خان اور اسپیر طرہ شکن صاف نظر آتے ہین۔ پوچھا حضور یہ تو فرمایئے کہ مین بھی آخر آدمی ہون۔ دو آنکھین رکھتا ہون مجھے تو کچھ سوجھتا ہی نہین اور آپ ایک ایک آدمی کو گن لیتے ہین۔ اسکی کیا وجہ ہے فوجدار نے کہا وجہ یہ ہے کہ تمنے گرد سے سر نہین اٹھایا ہے بیپیرے ہو۔ اسنے کہا اچھا چلیے اس پہاڑی پر چلکے دیکھین۔ پہاڑی پر بدھو کو کچھ بھی نہ سوجھا۔ کہا حضور وہ آپ کے لشکری اور پلٹن اور جرنل اور کرنل اور آتش دردہن خان کوئی بھی نظر نہین آتا اور شاید یہ وجہ ہو کہ مین پلون کے سلسلے مین نہین ہون فوجدار نے کہا بھئی یہ تم کیا کہتے ہو ارے میان آنکھین اور کان دونون سے کوئی بحث نہین رکھتے مرد خدا وہ دیکھو صدائے بوق آتی ہے۔ طبل بجنے لگے۔

علم برکش اے آفتاب بلند ۔ خرامان شو اے ابر مشکین پرند
بنال اے دل رعد چون کوس شاہ ۔ بخند اے دم برق چون صبحگاہ
بہ رسم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

مگر کس مزے کی آواز اس جنگی باجے کی ہوتی ہے۔ وہ سپہ سالار کا گھوڑا سمت میمنہ آیا۔ بدھو نے غور کر کے جو دیکھا تو کھلا کھلا کے ہنس پڑا۔ کہا بندہ نواز یا تو مین اندھا ہون اور یا بے ادبی معاف حضور کو اسوقت اچھی طرح نظر نہین آتا۔ غضب خدا کا گلہ بان بھیڑیان چرانے کو آرہے ہین اور حضور خواہ مخواہ آپ ہی آپ بگڑ رہے ہین نہ جنرل آتش دردہن خان کہین ہین نہ شاہ غربی پناہ کوہ البرز شکن کا کہین پتا ہے۔ بھیڑون اور بکریون کا گلہ آرہا ہے

فرمایا بھائی بدھو لفر تم اس بارہ مین بحث نہ کرو بیکار بحث کرتے ہو۔ وہ دیکھو گولا چلا۔ دھننا دھننا دن دن۔ دائمین۔ وہ آواز قرنا بلند ہوئی۔ جنگی باجا بج رہا ہے۔ اہا ہا ہا! اور میرے گھوڑے کو دیکھو باجے کی صدا سن کے ناچ رہا ہے اور کیون نہ نیچے یلان نامی کا گھوڑا ہے کہ دل لگی ہے۔

ملا ہے عجب رنگ مشکین اُسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمچہ بے مثال
قدم ا قدم مائل جنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

نہ چہ مرکب چو برق پا بادے
طرفہ دیوانہ و پریزادے

بدھو نے اپنا سر دونون ہاتھون سے پیٹ لیا اور کہا بس اب ہمین کوئی شک نہین کہ مین اندھا بھی ہون کانا بھی ہون۔ بہرا بھی ہون اونچا بھی سنتا ہون اور دیوانہ بھی ہو گیا ہون اور قریب کی چیز اور بھی کم سوجھتی ہے۔ غضب خدا کا سامنے گھوڑا کھڑا ہے اور یہ کہتے ہین کہ گھوڑا جنگی باجے کی آواز دلکش سنکر ناچ رہا ہے۔

اب فوجدار کی وحشت نے جو زور کیا تو فوراً پہاڑی پر سے اتر کر عراقی پر سوار ہوے اور مہمیز کے اشارے سے خیز کیا۔ یہ جا وہ جا۔ بدھو نے غل مچایا اے صاحب یہ کیا جنون ہے۔ ارے یہ کیا خبط ہے وہ گلہ بان مارتے مارتے اُدھیڑ ڈالینگے۔ از برائے خدا واپس آئیے۔ وہان نہ سپاہ ہے نہ لشکر نہ گھوڑے ہنہناتے ہین نہ باجا بجتا ہے یہ سب آپکا واہمہ ہے۔ کیونکہ بچاری بے زبان بھیڑون پر ستم ڈھاتے ہو مگر یہ سنتے کسکی تھے انہون نے غل مچا کے کہا کہ اے لشکریان و افسران فوج ظفر موج سپہ سالار بختنک تاروار زنگی کو چک نہار شاہ ہفت اقلیم دہشت بر تم سب جوق جوق فوج در فوج۔ مثل موج در موج میرے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلے آؤ قدم بڑھاؤ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید۔ مین انواب آتش فشان اژدر دہان اور اسیاف خارا شگاف سے ہر طرح شکن اوبچی تمہارے سپاہیون اور فوج کے افسرون کو دم کے دم مین ایسا نیچا دکھاؤن کہ تمام عالم مین نام ہو جائے تم زبردست ہو مگر مین تمہارے بادشاہ سپہ سالار بختنک تاروار زنگی کو چک نہار کا ہاتھ بٹاؤن گا اور فتح پا کے جاؤن گا۔ یہ اول جلول گفتگو حسب معمول کر کے آپنے اپنا نیزہ ہلایا اور بھیڑون کے گلے مین دھنس گئے

اور بھیڑ دون بیچاریون کو کوچنے لگے۔ بائین بائین کی آواز بلند ہوئی۔ بھگدر گلے بھڑین مچگئی۔ کوئی ادھر بھاگی کوئی ادھر بھاگی تتر بتر اب گلہ بان اور رہرو اور مسافر سمجھاتے ہین کہ ہائین ہائین اجی صاحب یہ کیا کرتے ہو۔ کوئی انکی انوکھی وضع پر ہنستا ہے کوئی اس پرلے سرے کی وحشت پر حیرت مین ہے مگر یہ غضنفر لئے ہوے نیزہ کو آزادی کے ساتھ کام مین لارہے ہین۔ ایکدفعہ ہی باآواز بلند خوب کڑک کے فرمایا او امیر ہراہ شکن او یحیی قہار نابکار نامعقول آ حضور کے سامنے اور اپنا تاج زرنگار جو تونے ملک میرنجان گرز گیر والے نامی صاحبقران گرامی سے بزور تیغ بیدریغ چھینا تھا وہ مجھ دلیل نامدار و سپہدار نامور کے قدمون پر رکھ کہ تجھے نیچا دکھا دیا۔ دیکھ تیری فوج مین کیسی کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ کوئی ادھر بھاگا کوئی ادھر بھاگا۔ آپے تھڑی ہے تھڑی۔ بڑا مرد ہے تو بڑھ کر سامنے آ۔ او نابکار میرا نام سن کے روپوش ہو گیا ادھر آ تھگوڑی

آن نہ من باشم کہ روزے جنگ بینی پشت من ۔۔۔ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

غنیم کو پشت دکھانا بہادرون کا کام نہین۔ اگر سب سپاہ بھاگ نہ کھڑی ہو تو خدائی فوجدار نام نہین جب گلہ بانون نے یہ کیفیت دیکھی تو سمجھ گئے کہ کوئی سڑی سودائی ہے۔ بھاگنے کے خوف کے سبب سے یہ مجال نہ تھی کہ قریب جا سکین اب بھیڑیون کو کیونکر بچائین انھون نے پتھر پھینکنے شروع کئے ایک آیا دوسرا آیا یہ پڑا وہ پڑا۔ ہوتے ہوتے ایک پتھر اس زور سے پڑا کہ دو تین پسلیان دھنس گئین اب انھون نے فوراً شراب جیب سے نکالی اور پینے ہی کو تھے کہ ایک کاری گولہ لگا۔ بوتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور سب سے بڑھ کے یہ واقعہ ہوا کہ دلیل نامور کے چار دانت کھٹ سے ٹوٹ کے گر گئے جل جلالہٗ۔ اب چو طرفہ سے پتھراؤ ہوتے ہوتے نوبت بہ اینجا رسید کہ ہمارے خدائی فوجدار دام بالافتخار سلمہ اللہ الغفار ارارا کے گھوڑے سے گرے۔ جل جلالہٗ۔ انکے گرتے ہی گلہ بان دوڑے اور انکو مردہ سمجھ کر جلدی جلدی بھیڑیون کو جمع کیا اور جو مر گئی تھین انکو لاد کے لیگئے اور دلیل نامور کو یکہ و تنہا چھوڑ گئے۔

یہ سب کارروائی میان بدھو نفر اس پہاڑی پر سے دیکھ رہے تھے اور انکی مجنونانہ حرکتون پر سخت افسوس کر رہے تھے کبھی اپنا سر پیٹتے تھے کبھی ڈاڑھی نوچتے تھے کبھی منہ پر تھپڑ لگاتے تھے کبھی غل مچاتے تھے کہ اب بھی کہنا مانو۔ چلے آؤ خدا کے غضب سے ڈرو جب گلہ بان بھاگ گئے اور خدائی فوجدار گرے تو میان بدھو نفر پہاڑی سے اترے اور انکے پاس آئے دیکھا تو حالت زار پر افسوس کیا مگر ہوش حواس سب ٹھیک تھے۔ کہا کیوں حضور ہم کہتے نہ تھے کہ واپس آئیے آپنے نہ مانا آخر کار مصیبت مین پڑے یا نہین۔ حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا یہی نتیجہ بد ہوتا ہے۔ آپسے لاکھ لاکھ کہا

منت سماجت کی کہ ازبرائے خدا واپس آئیے۔ نہ کہین رسالے ہین نہ سوار نہ پیادے نہ لشکر جرار مگر آپ سنتے ہی نہین۔ گھوڑے کو خیز کرتے ہی نیزہ کام مین لائے۔ اور مین یہان سر پیٹ رہا ہون کہ ہائے آپ کیا کر رہے ہین۔

خدائی فوجدار صاحب نے کہا۔ یار بدھو تم بڑے ہی بیوقوف ہو۔ ہمنے اِس وقت بڑا نام نیک پیدا کیا مگر ہمارے دشمنون نے اِس خوف سے کہ کہین تمام دنیا مین اسکا نام مشہور نہو جائے یہ سوچکر ارادہ کیا کہ فوراً بزور سحر ان سپاہیون کو بھیڑیون سے بدل دین چنانچہ اسمین وہ کامیاب ہوئے اور ہماری بسالت اور شجاعت کا نام مشہور نہونے دیا کچھ پرواہ نہین۔ تابہ کے اور جاننے والے جانتے ہی ہین کہ خدائی فوجدار دام بالا فتخار نے ایک جنگ عظیم الشان مین نام نیک حاصل کیا اور لکھو آدمیون کو اکیلے یل ذیوقار نے نیچا دکھایا۔ اچھا اب ایک کام کرو تم چپکے چپکے انکے پیچھے پیچھے جاؤ۔ دیکھو تھوڑی ہی دور جا کے تمکو معلوم ہوگا کہ جتنی بھیڑیان تھین وہ سب روپ بدل بدل کے انسان ہو جائینگی اور بعض بعض دیو بھی نظر آئینگے تھوڑی دیر کے بعد میان بدھو نے پھر دونون ہاتھو نسے سر پیٹا اور کہا حضور سمجھا اور یہی دیکھا آپکے دو دانت نکل پڑے ہین۔ خدا جانے آپ کیا روز بد دیکھینگے خدائی فوجدار کو دانتون کے ٹوٹنے کا بڑا رنج ہوا اور ٹٹول کے دیکھا تو چار دانت ندارد۔ ایک دو تین چار کو دیکھکر بدھو رو دئیے پانی لائے۔ منھ دھلایا۔ اور کہا اب یہان سے چلیے ورنہ رات ہو جائیگی تو پانی بھی نہ ملیگا دونون اپنے اپنے غریبون پر لد لیے اور ٹخ ٹخاتے چلے۔

فصل - ۵

راستے مین میان بدھو نفر نے انسے پوچھا کہ کہیے اب تو میری صلاح پر چلیے گا۔ آپ کو قسم اب اِس جنونکو چھوڑئیے اور آدمی بنیے۔ گو دانتون کے سبب سے بڑا درد تھا مگر انکو معشوقہ زرین کمر جو یاد آئی تو انہون نے ایک ہانک لگائی

ہے نگاہ لطف دشمن پر تو بندا جائے ہے	یہ ستم اے بیمروت کس سے دیکھا جائے ہے
سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے	تھامتا ہون پر یہ دل ہاتھون سے نکلا جائے ہے
حال دل کس سے کہون مین کس سے بولا جائے ہے	اٹھ وہ بالین سے گیا کچھ دل ہی بیٹھا جائے ہے

اتنے مین رات ہوگئی اور چلتے چلتے دور سے روشنی نمودار ہوئی خدائی فوجدار نے ٹکٹکی باندھکر دیکھا اور فرط حیرت اور وفور مسرت سے تالیان بجائین اور کہا بھائی بدھو نفر یار ابکی بڑی جنگ عظیم ہونے والی ہے۔ دیکھو تو کیسے کیسے بہادرون کو نیچا دکھاتا ہون اور کیا کیا کرتب دکھاتا ہون کہ یادگار زمانہ رہ

اور میرا دل گواہی دیتا ہی کہ اسی اٹھوارے مین تم کہین کے بادشاہ ہو جاؤ گے بدھو نفر گو اپنی زندگی اور انکی صورت سے بیزار تھے - اور ہر وقت خدا سے دعا مانگتے تھے کہ یا الٰہی کسی طرح سے اپنے گھر بہو بچے جا رہین مگر خدائی فوجدار جو بادشاہی کی طمع دیتے تھے تو کچھ دیر کے لیے انکو دلمین یقین ہو جاتا تھا کہ شاید کوئی سلطنت ملجائے تو مزے سے بادشاہی کرین -

اسینے کہ روشنی اور قریب آئی اور بدھو کا کلیجا دھڑکنے لگا کہ دیکھا چاہیے کیا مصیبت پڑتی ہے روز بد سے پھر سامنا ہوگا - فوجدار سے کہا کہ ذرا سمجھ بوجھ کے گھوڑا مہمیز کیجے گا ایسا نہو کہ کہین بے بھاؤ کی پڑنے لگین اور گدا گد کی آواز آنی شروع ہو - ابھی تو دانتون ہی کے ماتھے گئی اگلی کہین اور نہ دانت کھٹے کر دیے جائین اور بندہ جہانتک متعلق ہے مین تو دور ہی سے للکارونگا ٹکا ٹک دیدم دم نہ کشیدم دور ہی دور رہنا بہتر ہے اور اسکو بھی جانے دیجیے - اب تو پسلیان بھی چور ہو گئی ہین مجھ مین باقی کیا ہی

مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

یہ گفتگو ہو تی ہی تھی کہ روشنی اور بھی قریب آئی اور اب تو لوگونکی آواز بھی سنائی دینے لگی خدائی فوجدار نے نیزہ تانا اور بدھو نے سر پیٹ لیا اور کہا ابکی اگر آپنے نیزے سے بے سمجھے بوجھے کام لیا تو مین ساتھ چھوڑ دونگا - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ سواران سفید پوش کی قطار چلی آتی ہے پچاس سوار انکے بعد ایک تابوت سیاہ اور اسکے بعد چھ آدمی سانڈنیون پر سوار - خود بھی از سر تا پا سیہ پوش اور سانڈنیون کی جھولین بھی سیاہ - آہستہ آہستہ یہ سب ماتم کرتے تھے اب ملاحظہ فرمائیے کہ سنسان بیابان - ہو کا عالم آدمی نہ آدم زاد اور وہان مردہ اور تابوت اور ماتم - بدھو کے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے - مگر خدائی فوجدار بھلا ایسے موقع پر کب چوکنے والے تھے راستہ روک کے کھڑے ہو گئے اور جب تابوت قریب آیا تو آپ نے غل مچا کے کہا ارے تابوت اٹھانے والو ہمارے سوار د - اے سانڈنیونکے سوار د تم لوگ کون ہو اور کہان جاتے ہو - اور اس تابوت مین کسی میرے سے یل نامور کی لاش ہے یا کوئی افسر کسی میدان رزم مین مجروح ہوا ہے اگر تم مظلوم ہو تو مین تمھاری کمک کو حاضر ہون اور اگر تمنے کسی پر ظلم ڈھایا ہی تو پھر یہ نیزہ خونفشان ہے اور تم تمھارا جگر برمانا ہوا جاے تو گھوڑے کی سم اور اونٹونکی دم سے نکلجائیگا - اسکے جوابمین ایک سوار نے کہا ہمکو بڑی عجلت ہے اور سرا یہان سے بہت فاصلے پر ہے یہ کہکر گھوڑے کو ایڑ دینے ہی کو تھا کہ انھون نے لگام پکڑ لی اور کہا بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سبکو کھود کے دفنا دونگا - خبردار سب حال مفصل بتائے جاؤ - لگام پر ہاتھ جو رکھا تو گھوڑے چمک گئے اور بے قابو ہو گئے - اور سوار کو چارون شانے چت گرا دیا اور ادھر آپنے نیزہ بھونک ہی تو دیا جس سے اسکو بڑا زخم لگا - اسکے بعد

بڑی پھرتی کے ساتھ اور ون کی جانب مخاطب ہوئے۔ اور عراقی کو اسوقت خدا جانے کہان سے پھرتی آگئی کہ بجلی کی طرح چمک چمک کے جھپٹ کے جاتا تھا۔ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے وہ سب نہتھے تھے اور انکے پاس نیزہ۔ کوئی کھیت کی جانب لپک کے بھاگا کسی نے کسی طرح سانڈنی پھیر دی کھلبلی مچ گئی۔ وہ سمجھے کہ کوئی دیو یا بھوت ہے آدمی نہین ہے۔ سوار اور سانڈنی سوار اور سوگوار سب بھاگے میان بدھو نفر یہ سب کارروائی بڑی توجہ سے دیکھ رہے تھے اور عش عش کرتے اور دل ہی دل مین کہتے تھے کہ واقعی ہمارے آقا نے جو کہا تھا وہی کر دیکھایا۔ اللہ اللہ اتنے آدمی اور یہ شان و شوکت اور یہ اکیلا شخص اور کسی کی جرأت نہوئی کہ ذرا تو مقابلے کو آتا۔ واہ رے شیر ؎۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند جب اور سب بھاگ گئے کہ اس دیوزاد کے منھ کون لگے تو خدائی فوجدار اُس مجروح کے پاس آئے پوچھا کہ تم کون ہو اور اس تابوت مین کس بلی نامراد کی لاش ہے اسنے کہا سرکار مین ایک طالب علم ہون فضیلت کی پگڑی میرے سر پر بندھی ہے اور یہ لاش ایک بھلے مانس کی ہے جسکو ہم دفنانے لیے جاتے تھے جہان یہ پیدا ہوئے تھے وہان ہی انکے مان باپ اور اعزہ و اقربا کی قبرون کے قریب یہ بھی دفن ہونگے۔ فوجدار بولے اے عالم اور جید طالب علم سنو کہ ہم ہین نامور فخر یلان جہان ہین پیشہ ہمارا یہ ہے کہ دنیا مین ظلم نہونے دین اور ٹیڑھے کو سیدھا بنائین۔ طالب علم نے کہا واہ وا واہ ؎۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ پیشہ تو یہ کہ ظلم سے لوگون کو بچاؤ اور خود ظلم ڈھاتے ہو اور یہ بھی کیا الٹی بات ہے کہ ٹیڑھے کو تو سیدھا بناتے ہو اور ہماری سیدھی ٹانگ کو ایسا توڑا کہ اب کبھی سیدھی نہ ہوگی۔

طالب علم کو رخصت کر کے خدائی فوجدار نے کہا یار بدھو آج ہمنے بڑا غضب کیا کہ علما و اہل شرع پر حملہ آور ہوئے جو قواعد اور اصول کے خلاف ہے حکم ہے کہ کسی عالم یا متشرع آدمی پر ہاتھ نہ لگاؤ۔ مگر خوشی کی بات یہ ضرور ہے کہ ہمنے ہاتھ نہین لگایا بلکہ دور سے نیزہ دکھایا۔ آؤ اس تابوت کو کھولو اور دیکھو اس مین کسکی لاش ہے بدھو نے کہا سرکار یہ کوئی آپکے معزز پیشے کے متعلق کام نہین ہے ان باتون کو غلام حضور کی بہ نسبت زیادہ سمجھتا ہے۔ بس اب یہانسے چلیے ورنہ جسکسی کے مردے کی بے عزتی سنیئے گا اُسکے دل پر کیا اثر ہوگا۔ اور آپکو کسی کے دل کے کھٹنے سے کون غرض ہے خدائی فوجدار گو عقل کے جانی دشمن مگر انکے ذہن مین بھی یہ بات آگئی اور آگے آگے حضور پیچھے پیچھے میان بدھو نفر گھوڑے اور گدھے پر سوار ہو چلے۔

چلتے چلتے دو پہاڑون کے بیچ مین ایک درے مین پہونچے اب سنیے کہ سانڈنی سوارون کے پاس جو کھانا بندھا تھا اُس مین سے ایک شخص کا کھانا گر گیا تھا اور بدھو نے چپکے سے اٹھا لیا تھا جب

خدائی فوجدار کو بھوک معلوم ہوئی تو میان بدھو نفر نے جو کھانا سامنے رکھا تو بہت ہی خوش ہوئے پوچھا بدھو یہ کھانا کہان سے آیا اُسنے کہا واللہ اعلم ابھی ایک ہاتھ نمودار ہوا اور یہ کھانا دیکر ہاتھ غائب خدائی فوجدار نے جواب دیا کہ اِسی طرح فتوحات پیا پے کے بعد ملان زمان سلف کو بھی آنکے معشوقون نے اغذیہ نفیسہ بھیجی تھین۔ کھولا تو چار موٹی موٹی روغنی روٹیان اور سیخ کے کباب پہلے فوجدار نے خود کھانا کھا اِسکے بعد بدھو کو دیا اور دونون پیٹ بھر کھا کے پانی کی تلاش مین روانہ ہوے مگر پانی نہ ملا افسوس کرنے لگے کہ کھانا تو کئی دنکے بعد عمدہ ملا مگر بغیر شراب اور پانی کے مزا کرکرا ہوگیا۔

فصل ۔ ۶

بدھو نے بعد کروفر کھانا تو اپنے آقاے نامدار کو کھلایا اور پس خوردہ خود بھی مزے سے کھایا مگر پانی کے بغیر بڑی بے لطفی تھی۔ غلبۂ تشنگی سے زبان العطش گویان۔ سراسیمہ حیران و پریشان فوجدار سے کہا اگر ذرا صبر و استقلال کے ساتھ تھوڑی دور اور چلے آئیے تو ممکن ہے کہ کوئی چشمۂ روان نظر آئے کیونکہ یہ منزلون کا سبزہ زار بے آب روان کے قریب اِس بہار کے ساتھ نہین رہ سکتا غلام کو اسقدر تشنگی ہے کہ الامان والحذر۔ لب اور گلو دونون خشک ہو گئے۔ فوجدار نے انکی صلاح مانی اور دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوئے کوئی دو سو قدم اسُ اندھیری رات مین نکل گئے ہونگے کہ دفعتہً پانی کی آواز سنائی دی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی دریاے زخار کا پانی پہاڑ کے اندر ہی اندر سے اگر کسی آبشار سے گرتا ہے بسنا تھا کہ جان مین جان آئی باچھین کھل گئین اور ظاہر ہے کہ بھوک کو کھانا اور پیاسے کو پانی ملنے سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی۔ مگر اِسکے بعد ہی ایک اور زور کی آواز گوش زد ہوئی جسکے سننے سے انکا عیش منغص بہ رنج ہوگیا اور بدھو نفر تو کانپنے ہی لگے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ جیسے لاکھون من لوہے کی کڑدر زنجیرون کو کوئی جنبش دے رہا ہے اور اِسی کے ساتھ پانی کسی بڑی بلندی سے گرتا ہے اور دونون کی آواز ملکر منزلون کی خبر لاتی ہے۔ رات ایسی اندھیری کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے۔ اور آوازین اسقدر مہیب مقام ایسا ہولناک۔ درختان وسیع کا ہوا سے بھیانک آواز پیدا کرنا یہ سب باتین ملکے دلون پر عجب اثر پیدا کرتی تھین اور سب سے بڑھکے دل لگی یہ کہ یہ معلوم ہی نہین کہ کون مقام ہے مسکن انسان یا مسکن دد و دام ہے بدھو تو کانپ رہے تھے مگر فوجدار بھلا کب ڈرنیوالے تھے فوراً عراقی سے اتر پڑے اور کہا سنو بھائی بحیثیت ہمکو خدا نے اِس صدی مین اسلیے پیدا کیا ہی کہ رنج کو راحت اور راحت کو اذیت اور صعوبت کو آرام اور آرام کو صعوبت تمام سمجھون۔ نہ اسلیے کہ محلسرا اُن مین رہون اور پلاؤ و زردہ کھاؤن اور اسپان خاصہ پر سوار ہون ہرگز نہین اور اِس مین بھی شک نہین کہ جیسا موقع مجھے اسوقت حاصل ہے ایسا موقع پھر نہ حاصل ہوگا سوقت جو پانی کی آواز تم سنتے ہو یہ پانی

نہین ہے۔ یہ دس ہزار دیو غل مچاتے ہوئے آتے ہین کہ اگر کوئی یل نامور ملے تو بزد آزما ہون ہمنے جو اس لشکر عظیم کو جو بزور سحر بھیڑ بن گیا تھا شکست فاش دی اور پھر ادھر اہل شرع پر اتفاق سے ہاتھ صاف کیا تو دیو دن کے آگ لگ گئی اور کسی قدر قہر بھی ہمپر نازل ہوا اب ہم ان دسون ہزار دیوون سے مقابلہ کرکے سرخرو آتے اور تم کو جلد بادشاہ جمجاہ بناتے ہین۔ تم بس ایک کونے مین دبکے کھڑے رہنا اور دیکھنا کس پھرتی اور عجلت سے ہم بڑھ کے ہاتھ لگاتے ہین میدان کے میدان کھیت کردیے ہون اور پرے کے پرے صاف پڑے ہون تو سہی۔

بدھو نفر نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند آپکو قسم ہے جو اس وادی پرخار مین قدم رکھیے۔ یہ کون عقل کی بات ہے۔ ہمارے گانوں مین ایک فقیر صدا کیا کرتا تھا کہ خطر سے ڈر خطر مین نہ پڑ خطر سے بچ اور خطر مین نہ دھنس۔ اب آپ خطر مین کیون پڑتے ہین۔ فائدہ کیا۔ اگر ان دیوون سے بھڑے تو نتیجہ کیا اور اگر دبکے بھاگ گئے تو دیکھتا کون ہے کوئی بزدل نہ کہیگا۔ آیندہ اختیار بدست مختار

خدائی فوجدار نے کہا سنو بھائی صاحب بات ساری یہ ہے کہ ہم اپنی معشوقہ آہو نگاہ غیرت ماہ

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد ہمکو وہ آرہا ہے — تو کوئی گویا دل و جگر پر ہمارے چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجیے تو وہ گئے دن کہ انکا آنا کہا انکا جانا — اک آمد و رفت سانس کی ہی جس اور اب ہم مین کیا رہا ہی
وہ بعد مردن جو بارے آیا تو سب نے اسکو یہ کہہ سنایا — یہ وہ پڑا ہی جو پہرون اگر تمہارے در پر گذار رہا ہے
کوئی تو اُس سے کہے کہ صاحب جو ناز بردار تھا تمہارا — ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اسکی میت اٹھا رہا ہے
ہجوم یاس اب ہے اپنے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان — وبال جان زندگی ہوئی ہے کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی
دل اسلیے جان بلب پڑا ہی کہ مبتلا تم پہ جو ہوا ہی — یہ سچ ہی صاحب نے کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی یار رہا ہی

چاہے تم خوشامد کرو چاہے منت سماجت۔ روؤ چاہے دھوؤ بندہ ایک نہ سنیگا۔ اب ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا۔ بس یہی وقت امتحان ہے نام ہی اور جان ہے اگر جان باقی رہی تم لاکھ منت سماجت اور خوشامد کرو یہ ممکن نہین کہ مین یلان نامدار کے فرض منصبی ادا کرنے سے باز آؤن۔ بس اب میان بدھو نفر زیادہ اصرار نہ کرو اور زبان کو لگام دو۔ مجھے منجانب اللہ بشارت تازہ ہوئی ہی کہ اس جنگ عظیم اور محاربہ بزرگ مین سرخروئی نیکنامی اور کامیابی حاصل کرون وہی خدائے بزرگ مجھے اسکا ستر گین مدد دیگا اور تمکو تسلی بخشیگا بس اب تمہارا فرض یہ ہے کہ عراقی کو تیار کرو اور ہمارے حق مین دعائے خیر مانگو۔ اگر زندہ آئے تو ملینگے اور اگر شہید ہوے تو مرضی مولے از ہمہ اولے۔

جب میان بدھو نفر سلمہ اللہ تعالے نے دیکھا کہ آقائے نامدار ہر طرح سے تلے ہوے ہین کہ جاہے

اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے محاربۂ عظیم سے باز نہ آئینگے جنگ پر ضرور بالضرور جائینگے۔ معلوم ہو گیا کہ منت اور سماجت اور رونے دھونے اور ہاتھ جوڑنے سے کشود کار محال ہے سوچتے سوچتے ایک ترکیب نکالی کہ کم سے کم ایک دن تو انکی روانگی ملتوی رہے۔

اُنکے آقائے نامدار جو پشت توسن پر آئے تو اب گھوڑا۔ ۶۔ نہ ہلے نہ ٹلے نہ جنبد ز جائے۔ دھر دھر کے ایڑ لگاتے ہین مگر گھوڑا جو اڑا سو اڑا ہلتا ہی نہین۔ ۶۔ دلکو مرے آفرین یہ چوٹ ٹا سو ٹٹا۔ بہت ہی پریشان ہوئے جی چاہتا تھا گھوڑے کو ذبح کر ڈالین۔ بدھو نفر نے کہا سرکار یہ ہماری گریہ وزاری اور دعا کا اثر ہے حضور دو دن تک ٹکے رہین پھر اختیار ہے خدا نے ہماری کمقد جانین لی اسوقت جو مانگتا وہ ملجاتا اب اگر آپ اصرار کرینگے تو خدا کو اور بھی برا معلوم ہوگا اب جنگ پر آج چلے جانا خدا سے معاذ اللہ لڑنا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا سے کون لڑ سکتا ہے۔ ۶۔ بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت۔ میان خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار نے کہا نامدار بڑے بہادر جرار و کرار تھے کہا بھائی صاحب اسمین کوئی بڑا اسرار ہے۔ یہ سارا جادو کا کھیل ہے سحر کاری کا بر اہو۔ اس قسم کی جنگو نین اس بدبخت کے ہاتھون بڑی مصیبت پڑتی ہے اور ہم اسکو کفر سمجھتے ہین۔ لیکن یہ بڑا گرگ لہ مارا۔ وہ لوگ سمجھ گئے کہ اس جنگ مین خدائی فوجدار بڑا نام کریگا لہذا یون پہلے جب ہم سے جنگ مین نہ جیت سکے تو جادو ٹونے سے کام لینا شروع کیا۔ یہ بھی کوئی بھلمنسی ہے لاحول ولا قوۃ ہم تو قوت بازو سے کام لیتے ہین جادو بزدلون کا کام ہے ابتک ہم نہین جاسکتے یہ کہکر خدائی فوجدار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور بدھو نفر سمجھانا شروع کیا کہ آپ دو گھڑی غم غلط کیجئے مین قصص نمکین اور افسانہائے شیرین سناؤنگا۔ دل بہلاؤنگا۔ آپ ذرا پشت توسن سے اتریے اور ہری ہری دوب پر آرام فرمائیے تاکہ تھکاوٹ دور ہو۔ خدائی فوجدار کو یہ کلمہ سخت ناگوار گزرا۔ کیا دکیا تم ہمکو ان آدمیو مین شمار کرتے ہو جو راحت اور آرام معلوم سمجھتے ہین۔ استغفر اللہ۔ یہان راحت اور آرام اسمین ہے کہ ہم گولہ کھائین جنگ کے میدان مین زخمی ہو کر آئین۔ سینے کو چھلنی بنائین۔ زخم کاری کھائین۔ بدھو نے دست بستہ عرض کی بے ادبی معاف فرمائیے اور گھوڑے سے اتریئے۔ تو بندۂ درگاہ ایک قصہ دلچسپ سنائین اور بعنوان مناسب معرض بیان مین لائین۔

ہمارا بھی خدا تمہارا بھی خدا۔ آنکھون دیکھی نہین کہتے کانون سنی کہتے ہین سو تا سنسار جاگتا پاک پروردگار مگر کہانی شروع کرنے کے قبل ایک التماس یہ ہے کہ از برائے خدا اس سڑک کو چھوڑ دیجئے کہ اس مین قدم قدم پر خدشہ اور خطرہ ہے۔ اس کراہ سے سیدھی راہ پر آجانا بہتر ہے ورنہ انتہا سے زیادہ خوف اور خطر ہے۔ خدائی فوجدار نے گھڑک کر کہا تم اپنی کہانی کہو صلاح نہ دو آپ کے مشورے کی یہان کسی

ضرورت نہین ہے - آپ اپنا مشورہ اپنے پاس رہنے دین۔ ہم ہرگز ایسا مشورہ ہمکو نہین چاہیے بدھو نے کہانی شروع کردی ۔ وہو ہذا ۔ ازد جام ایک مقام جنگام کے پاس واقع ہے یہ جو واقع ہر تو یہان ایک گرڑیا رہتا تھا - گرڑیا جو رہتا تھا اُسکا نام لوٹن تھا - لوٹن جو اسکا نام تھا تو یہ ایک عورت پر عاشق تھا اور جس عورت پر یہ عاشق تھا اُسکا نام کمن تھا - کمن جو اُسکا نام تھا ہمبر یہ لوٹن عاشق تھا -

خدائی فوجدار سنتے سنتے تھک گئے - کہا یار بدھو اگر تمنے اسی طرز سے کہانی کہی تو دو دن تک بھی نہ ختم ہوگی ایک ایک بات کو دوبار دہراتے ہو - اِس تکرار سے طوالت کے سوا اور کوئی لطف ظاہر انہین ہے بدھو نے کہا سنیے صاحب اس بارے مین آپ غلام کو مشورہ نہ دیجیے میرے وطن مین یونہی کہانی کہتے ہین مین آپکے لیے یا کسی کے لیے رسم اور رواج کے خلاف نہین کرسکتا - فوجدار نے کہا اچھا صاحب جس طرح چاہے کہو - اب تو سنگ آمد سخت آمد -

بدھو بولے تو جناب جیسا کہ مین نے ابھی عرض کیا ہے کہ یہ لوٹن گرڑیا کمن عورت پر ہزار جان سے عاشق زار تھا اور یہ کمن بڑی طرار اور طرحدار اور بانکی عورت تھی - بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی - زمین پر قدم ہی نہین رکھتی تھی - گزدرا ہاتھ پانون کی کراری تھی - مردون کے سے ہاتھ پانون شانے بازو بھرے ہوے اِسوقت اُسکی تصویر سامنے نظر آرہی ہے - گویا روبرو کھڑی ہے - خدائی فوجدار اسلم اللہ الغفار نے حیرت مین اُن سے پوچھا (کیا تم نے دیکھی ہے) یہ بولے ہمنے بچشم خود تو نہین دیکھی ہے - مگر راوی نے کئی بار دیکھی اور وہ معتبر آدمی ہے کہ ہمکو اُسکے کہنے پر وثوق ہے - کچھ دن اِن دونون مین عشق کا درجہ بڑھتا گیا اور عاشق اور معشوق کے پینگ خوب بڑھے مگر شیطان نے کچھ دن بعد بہکانا شروع کیا اور دو ایک قیسون پر اس عورت کی اسدرجہ نظر شفقت ہوئی کہ میان لوٹن جلنے لگے اور اس معشوق سے اسقدر نفرت ہوئی کہ اُسکی صورت دیکھنے کے روادار نہوے اور ملک چھوڑ کے دور و دراز سفر اختیار کرنے کی ٹھان لی - لیکن اسکے برعکس اب بی کمن کی آتش عشق پیشتر سے کہین زیادہ مشتعل ہوئی اور وہ لوٹن کے نام پر جان دینے لگی -

خدائی فوجدار نے اپنا تجربہ بیان کیا کہ عورتونکا عموماً قاعدہ عام ہے کہ جو لوگ انکو پیار کرتے ہین اُن سے غرور اور بے اعتنائی کے ساتھ پیش آتی ہین اور جو لوگ پیار نہین کرتے اُنپر جان دیتی ہین -

اب سنیے کہ لوٹن نے جو عزم کیا تھا اُسکے پورا کرنے کی ٹھان لی اور بکری اور بھیڑین جمع کرکے روانہ ہوا کہ کسی دور کے ملک مین جاکے قیام کرے جب بی کمن کو خبر ہوئی تو وہ عاشق صادق بھی برہنہ پا اُسکے تعاقب مین چلی - ہاتھ مین ایک چھڑی اور ایک بیگ جسمین آئینہ اور کنگھی اور بٹنا تھا لیا اور تلاش جانان مین روانہ باشد -

لوٹن اپنا گلہ لیکر چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے پہونچے - دریا کا اور نہ چھور بڑی طغیانی پر تھا پانی زور سے لہرین مارتا تھا جا بجا ناندین پڑرہی تھین اور بنڈر ھے ہوایسے برابر اچھلتے تھے اور خرابی یہ کہ نہ بوٹ نہ جہاز نہ کشتی اور نہ کوئی پل - اب لوٹن بیچارے پر کئی مصیبتین تھین - دریا پار ہونا امر محال ہوگیا - اور ادھر یہ خوف تھا کہ بی بی کمن پیچھے پیچھے آرہی ہین اور مڈھ بھیڑ ہوتے ہی رونا دھونا اور خوشامد آمیز باتین شروع کرینگی جان اور بھی عذاب مین پڑگی - اس فکر مین غلطان پیچان تھا کہ دفعتہً خدا کی شان سے ایک بوٹ والا نظر آیا مگر بوٹ اتنا چھوٹا کہ ایک آدمی اور ایک بکرے کے سوا اور کوئی سوار ہو سکے - بوٹ والے سے یہ امر طے ہوا کہ ایک ایک بکرے یا بھیڑ کو ایک ایکبار لیجائیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک مرتبہ بوٹ پر سوار ہوکر میان لوٹن صاحب ایک بکرے کو لیگئے پھر دوسرے بکرے کو لائے - پھر تیسرے بکرے کو اتارا مہربانی کرکے حضور ذرا بکرونکی تعداد کا خیال رکھین اگر ایک بکرا بھی ذہن سے جاتا رہے تو بس غضب ہی ہوجائیگا - پھر کہانی کا سلسلہ جاتا رہیگا **فوجدار** نے کہا فرض کرلو کہ سب بکرونکو پار اتار دیا - طول کیون قصے کو دیتے ہو - بس ایک بار کہدو کہ جسقدر بکرے اور بھیڑین تھین سب کو اس پار کردیا چلو چھٹی ہوئی - بدھو نے کہا اچھا اب یہ فرمائیے کہ کسقدر بکرے اور بھیڑیان ابتک اتر چکی ہین - **فوجدار** نے جھلا کر کہا - خدا جانے کسقدر اترے - مجھے کیا معلوم - یہ کسکو دماغ ہے کہ کتنے تھے اور کتنے ابتک پار بھیجے گئے - بدھو بہت ہی جھلائے - کہا واہ صاحب واہ - اب کہانی کا خاتمہ ہی ہوگیا مین نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ایک ایک بکرے کو یاد رکھیے گا - بھول نہ جائیے گا آپنے سارا معاملہ بھربھنڈ کردیا **فوجدار** بولے (تو اب کہانی کا قلہ تجرہ تمام ہوگیا یا نہین) بدھو بولے (بیشک جسطرح میری نانی مرگئی اسی طرح کہانی کا بھی خاتمہ ہوگیا) **فوجدار** نے کہا خاتمہ ہوگیا تو اچھا ہی ہوا - اب ذرا عراقی کی نبض تو دیکھو کہ چہ می فرماید - اب سحر کا اثر باقی ہے یا رفت و گذشت - پھر پشت توسن آہو شکار پر آئے اور پھر ایڑ پر ایڑ لگائی مگر اس کی وضعداری کا کیا کہنا - نہ ہلنا تھا نہ ہلا - بدھو نفر نے ایک ایسی ترکیب کی تھی کہ واہ جی واہ -

اب پو پھٹنے کا وقت آیا اور **خدائی فوجدار** دشمنونکے سپہ سالار والاتبار کو معلوم ہوا کہ بڑے اونچے اونچے درختونکے سایے کے تلے آپ رونق بخش ہین - وہ آواز ابھی تک کم نہ ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آواز کہانسے آتی ہے - ابکی جو عراقی کی پیٹھ پر آئے اور ایڑ لگائی تو گھوڑا چوکنا ہوا انھون نے بدھو نفر سے کہا کہ بھائی صاحب ہم تو اب روانہ ہوتے ہین اور تم تین دنتک ہمارا انتظار کرنا اور اس جگہ سے نہ ہلنا - ہم تین دن تک ملینگے اگر اسکے بعد ہم نہ آئین تو سمجھ جانا کہ ہم

خدا گنج پہونچگئے جنگ دوسرا دارد - یہ کہکر گھوڑے کو خیز کیا اور پھر پھر لائے اور نصیحت کی کہ اگر ہم مر جائین تو ہماری معشوقہ مطلوبہ محبوبہ مرغوبہ سے سلام پیام کے بعد کہنا کہ۔

تو دلگی رہی دل ہی مین حسرت نہ برآئی
بے پردگی اب انکی مبارک ہو عدو کو
اب غیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
کیا چیز تھا نظارہ حسن رخ جانان
بازامشب آتش شوق تو داغم کردہ است
بوی سودلے جنون می آید از باد صبا

ساغر نہ بھرا تھا کہ اجل کی خبر آئی
نظارے سے اپنے تو اجل پیشتر آئی
وان جام لبالب ہے یہان چشم بھر آئی
جسدن سے گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
بادۂ عشق تو از نو در ایاغم کردہ است
دو دش گویا رہگذر بر طرف باغم کردہ است

اچھا اب تمکو ایک راز بتاتا ہون کہ مین سنے اپنی وصیت لکھی ہے جسمین تمہارے لیے بھی کچھ رقم ہے وہ تمکو مبارک اور اگر زندہ واپس ہوا تو جزیرہ ہے اور تم ہو اور شاہی کا تخت و تاج اور رعایا سے خراج اس تقریر کے بعد آپنے اشہب باد رفتار کو تیز کیا تو یہ جادہ جا - جس رخ سے پانی کی آواز آتی تھی اسی جانب روانہ ہوئے ادھر میان بدھو نفر تاب مفارقت نہ لائے اور پیادہ چلے چلتے چلتے ایک مقام پر سلسلۂ اشجار رفیع ختم ہوا اور ایک تختہ زمردین نظر سے گزرا - ہری ہری دوب فوجدار کو از بس مرغوب تھی دیکھا تو ایک کوہ فلک شکوہ کا دامن پر بہار ہے اور اب پانی کی آواز اور بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آنیلگی آواز کی تیزی اس درجہ بڑھی کہ انکے گھوڑے نے کان کھڑے کیے اور بھڑکنے لگا گو بلا اور مصیبت سے مڈھ بھیڑ ہونے کا عادی تھا مگر اس بلا کو بلائے بے درمان سمجھ کر ذرا گھبرایا - گھوڑے کو چمکارتے ہوئے خدائی فوجدار نے اسی طرف سفر کیا جدھر سے آواز مہیب آتی تھی - اب یہ نظر آیا کہ کچھ کھنڈر مکان پڑے ہین اور انمین سے آواز آتی ہے - خدائی فوجدار نے پہلے تو اپنی معشوقہ زرین کمر کو یاد کیا اسکے بعد خدائے پاک سے دعا مانگی کہ اس مصیبت کے زمانہ مین بھول نہ جانا - بلکہ مدد کو آنا - اور دیوون اور اژدہون اور اجگرون اور شیرون اور شیر مردون اور یلان نامی گرامی سے بچانا - کوئی سو قدم اور بڑھے ہونگے کہ جس آواز نے تمام شب انکو پریشان اور حیران اور سرگردان کیا تھا اسکا اصلی سبب انکو معلوم ہوا کہ ایک پنچکی چل رہی ہے اور دگر یا پیچ - فوجدار بہت ہی شرمائے مارے شرم کے گردن نیچی کرلی اور بدھو کا مارے ہنسی کے برا حال ہوا - ایک درجن مرتبہ ہنسی کو ضبط کیا مگر ضبط کرنا محال تھا - کھلکھلا کے ہنس پڑا اور خوب ہی قہقہہ لگایا اور وہ الفاظ اپنی زبان مین ادا کیے جو خدائی فوجدار نے اسوقت کہے تھے جب اول مرتبہ یہ آواز کان مین آئی تھی خدائی فوجدار

اِس سبب سے عرق عرق تھے کہ ٹائین ٹائین فش نہ دیو نہ اژدہا نہ اجگر نہ سانپ نہ شیر - نہ کوئی سپاہ جرار نہ سپہ سالار کرار - ذرا سی چکی کی آواز اور یہ بات کا تبنگڑ - بدھو کو خوب موقع ہاتھ آیا کہ اپنے آقا کو بیوقوف بنائے غل مچا کے کہا سنو صاحب مجھے خدا نے اسلیئے خلق مین خلق کیا ہے کہ مصیبت اور تکلیف برداشت کرون اور دیوٗن اور بھوتون سے لڑون - بڑے بڑے لشکرون سے مقابلہ کرون اور ساری خدائی مین میرا نام ہو کہ یل نامور رشک دارا و اسکندر سنجر فر ہے - اِس فوج کی جسکی توپون کی آواز رعد کی کڑک اور شعلونکی چمک بجلی کو شرماتی ہے میرے ہاتھون شامت آئی ہے اِسکو مین ہی نیچا دکھاؤنگا اور ٹھیک بناؤنگا -

فوجدار اور بھی شرمندہ ہوتے تھے کہ اِسنے مجھے موقع پاکر اور بھی ذلیل کیا جب مذاق کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور خدائی فوجدار کے غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ بلند ہوا تو خدائی فوجدار نے بڑے غیظ و غضب کے ساتھ نیزہ لیا اور دو ہاتھ ایسے جمائے کہ اگر بدھو بیچارے کی کھوپڑی پر پڑتے تو پھر جزیرے کی بادشاہی ضرور ملجاتی - وہ تو اتفاق سے کھوپڑی بچگئی اور کاندھے کے ماتھے گئی - اُف کر کے رہ گیا آنکھونکے تلے اندھیرا سا چھا گیا - غش آیا چوندھیا کے گرا - جب ذرا حواس برجا در ٹھکانے ہوئے تو آنکھ کھولی فوجدار صاحب کا غصہ ابھی فرو نہین ہوا تھا - کہا اور مذاق کر تیگا رات کو جو آواز آئی تھی تو مین کیونکر سمجھ جاتا کہ دیوزاد ہین یا پنچکی ہے - مین تیرا سا گنوار تو ہون نہین اور تو مارے خوف کے ہل تک تو سکتا نہ تھا اب شیخت کی لیتا ہے - اگر یہ چھ چکیان اِس وقت دیو بن جائین تو پھر مین تیری بہادری دیکھون کانپ کے گر پڑے اور مین اکیلا تن تنہا ان چھ کے چھ سے بزد آزما ہون اور سبکو نیچا دکھاؤن اور گراؤن بدھو کانکھتے ہوئے اٹھے کہا اب آپ سزا تو بھرپور دے ہی چکے مگر ایمان سے کہیئے گا کہ دل لگی کی بات ہے یا نہین کہ رات بھر میرا تو دم نکلا گیا اور مارے ڈر او خوف کے بُرا حال تھا اور اب جو آگے دیکھا تو ٹائین ٹائین فش -

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

فوجدار بولے مانا کہ ہنسی دل لگی کی بات ہے - مگر زبان سے اِسکا نکالنا بڑی بیہودگی ہے -

لائق تحمل بنا شد ہر کہ خندد بے محل
گفش چون دندان برآرد دور شان پا میکنند

سب لوگ تو فہمیدہ نہین ہوتے کوئی ہمکو دیوانہ سمجھنے لگے کوئی احمق بنائے کوئی سمجھے کہ خلل دماغ ہے - کوئی جبن پر محمول کرے - بدھو نے دبے دانتون کہا کہ آپ تو عربی الفاظ اردو مین اسقدر ٹھونس دیتے ہین کہ انسانکو مولوی کے پاس جانے کی ضرورت ہوتی ہے - اِنھون نے

مسکرا کر جواب دیا۔ انسان کو تو نہین۔ مگر گنوار کو ضرور مولوی صاحب کے پاس جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدھو نے کہا امرا کا قاعدہ ہے کہ جب آدمی کو مارتے پیٹتے ہین تو انعام ضرور بخشتے ہین۔ پرانا جوتا یا پائجامہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے ہین۔ انہون نے جواب دیا کہ تم بڑے چھوٹے دلکے آدمی ہو۔ پائجامے اور جوتے ہی پر نظر پڑتی ہے اور یہان سلطنت بادشاہی جزیرے بخش دیتے ہین۔ ممکن ہے کہ اٹھوار بھین تم تخت شاہی پر رونق افروز ہو۔ تاج شہی زیب سر ہو۔ بادشاہ بحر و بر ہو۔ کوئی حیرت کی بات تھوڑا ہی ہے ایسا تو ہوا ہی کیا ہے مگر اب جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ گذشتہ را صلوۃ۔ اب ایک امر کا ضرور خیال رہے کہ تم میرے ساتھ اسقدر بکا نہ کرو۔ آجتک کسی تاریخ مین ہمنے نہین پڑھا کہ کوئی مصاحب کسی پل نامدار سے اسقدر بکا ہو جسقدر تم ہم سے بک بک کرتے ہو خدا وہ دن جلد دکھائیگا جب ہم اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہو کر اپنی لڑائیان سناتے ہونگے اور وہ فرط غرور سے اپنی ہجولیون سے بڑھ چڑھ کے رہینگی۔ اور ہماری زبان فیض بنیان سے حرب و ضرب کی کہانی سنینگی۔

چمکنے لگی برق تیغ دو دم — دکھانے لگے اوج اپنا علم
نہنگان دریاے جرأت نشان — لیے ہاتھ مین تیغ خونفشان
جوان اولوالعزم شمشیر زن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن
ہر اک غول پر بے خطر جا پڑے — ہر اک دیو خصلت سے بڑھ کر لڑے

سنو بدھو نفر اب ہم تمکو اس امر کی اجازت نہین دیسکتے کہ تم اسقدر بے ادبی ہمارے ساتھ کرو اس مین ہماری تمہاری دونو کی سب کی اور توہین ہے۔ اب اگر تمنے جھک جھک بک بک کی تو ہمارے تمہارے بنے گی نہین۔ بدھو بولے دیہ تو خدا ہی نے کہا ہے۔ اور ہماری ہر طرح خرابی ہے اس سرا مین ان بدمعاشون لنگاڑون لچون نے کمل مین ہم کو لپیٹا اور دور لیجا کے سب کے سب ملکے اچھالنے لگے۔ اور ادھ مرا کر ڈالا اور جب حضور کسی آفت کا سامنا کرتے ہین تب ہماری شامت آجاتی ہے اور اب یہ بھی نئی بات ہوئی کہ آپ ہمارے ہی اوپر بھالا تاننے لگے۔ بادشاہی کی تو چھاؤن بھی نظر نہین آتی پیٹتے گدگدہین خیر۔ ع۔ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ؏ خدائی فوجدار اپنے عراقی رشک حمار کو ٹخٹخاتے باتین کرتے چلے جاتے تھے کہ دفعتہً معشوقہ زرین کمر یاد آئین اور وحشت نے زور کیا۔

ساقی مے بیخودی پلا دے — مشتاق کو شکل پھر دکھا دے
میخانے مین ہو گیا تلاطم — گردش مین ہین ماہ و مہر و انجم
ہے دن کو یہ حال مہر انور — پھرتا ہے بہ جستجو فلک پر

راتونکو یہ ماہ عالم افروز ہے گشت مین تا سحر بصد سوز
ہر چیز مین انقلاب پایا گردش مین فلک کو روز دیکھا

اے غیرت لعبتان چینی دے سرمایۂ نازنینی حور جنان ۔ جان جان ۔

غم میکند فزونی ای دوستان خدارا شاید نہفتہ ماند این راز آشکار
بر باد رفت در غم یاران ذخیرۂ عمر باشد کہ گردش چرخ فرصت دہد دوبارا

اگر زندگی ہے اور حیات مستعار باقی ہے تو تمسے ملونگا ورنہ والسلام ۔ دنیا ے دون کو بھی سلام بدھو نفر نے انکی وحشت کی گرم بازاری دیکھ کر کہا از برائے خدا بہت غل نہ مچایا کیجئے ۔ لوگ پاگل سمجھنے لگین گے ۔ اسپر یہ بہت جھلائے اور کہا کہ اگر اب پھر کبھی ایسی بات کہی ہوگی تو سزا پاؤ گے ۔ مارے خوف کے بدھو نے خوشامد کی اور کہا خداوندا اب سے آئے گھر سے آئے ۔ ممکن نہین کہ لب کو ذرا جنبش بھی ہو ۔ اگر حضور سے ذرا بھی ملق کرون تو جو چور کی سزا وہ میری سزا حضور میرے آقائے نامدار ہین ۔ خانہ زاد کی سعادت اسکی مقتضی نہین کہ مین آپسے دل لگی کرون مگر از خردان خطا و از بزرگان عطا ۔ ایک مشہور بات ہے ۔ ہم آج سے حضور کا اور بھی لحاظ کرینگے ۔ فوجدار بڑے خوش ہوے ۔ کہا شاباش ۔ عمرت دراز باد ۔ اگر ہماری عزت اور توقیر کرو گے تو عظمت پاؤ گے بعد والدین انسان پر فرض ہے کہ اپنے آقا کی سب سے زیادہ توقیر کرے ۔ ۶ ۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ؛ ایاز قدر خود بشناس ۔ آقا کو مثل والدین کے سمجھنا چاہیے

باب فصل ۔ ۷

اب سنیے کہ خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار پشت رہوار باد رفتار رشک گلگلوں پر سوار اور میان بدھو نفر طرار دفرار گدھے پر لدے ہوے ٹخ ٹخ کرتے جاتے تھے کہ پانی بوندی نے گھیرا اور رفتہ رفتہ ۔

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

کا وقت آگیا ۔ بدھو کو بارش کے نام سے نفرت تھی اور مینھ بوندی مین سفر کرنا گویا جانکنی سے بدتر تھا ۔ انھون نے آقائے نامدار سے بصد منت و الحاح کہا کہ حضور کی راے اگر ہو تو ان پنچکیون کے کسی گوشہ مین دم لین اور جب کھل جائے تو سفر کرین مگر خدائی فوجدار کو ان پنچکیون سے قطعی نفرت ہو گئی تھی ۔ صورت سے نفرت یہ تو شب کو خیالی پلاؤ پکاتے تھے کہ یون دیو دن سے لڑونگا اور سیاہ جرار سے کیسا نبرد آزما ہونگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور صبح کو جب مسلح ہو کر فوجدار صاحب روانہ ہوئے تو ٹائین ٹائین فش ۔ انھون نے بدھو نفر کی صلاح نہ مانی اور رشک حمار کو اور بھی تیز کیا اور ایک دفعہ ہی غل مچا کے کہنے لگے ۔ اہاہا ۔ لو بھائی بدھو نفر اب ہمین اپنی تیغ بہادری کے جوہر دکھانے اور نیزۂ خونفشان کام مین لانے کا اچھا موقع ملگیا وہ دیکھو سامنے سے ایک پل نا مدار بصد شان برنائی

آرہا ہے خونخوار کرار - خدا نے چاہا تو ایک ہی پہیتر ے مین کام تمام کر دونگا - بدھو نے کہا مگر غلام کی اتنی عرض ہے کہ مہربانی کر کے ذرا دیکھ بھال کے کام کیجیئے گا کہین نیچکی کا سادھو کا نہو - انہون نے جھلا کے کہا ابے نامعقول اِس سوار نامدار کو نیچکی سے کیا سروکار ہے - سر پر اسکے خود فولادی ہے وہ نہین دیکھتا - یہی خود رستم نے بڑے محاربۂ عظیم کے بعد غنیم زبردست سے چھینا تھا - اب انشاء اللہ تمہارا آقا ئے نامدار دو پہیترون مین لیے لیتا ہے - بدھو سر کھجلا کر بولے جناب من خانہ زاد کو تو نہ خود سوجھتا ہے نہ بکتر اور نہ کوئی اور چیز نظر آتا ہے صاف بات تو ہزار باتون کی یہ ہے - ہان سامنے ایک آدمی گدھے پر سوار آتا ہے بس میرے ہی گدھے کا سا ہے گورا رنگ - نہ خود ہے نہ نیزہ نہ بھالا! فوجدار نے جھلا کے کہا تو اندھا ہے - آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ابے اندھے نامعقول - خود سی شے بھی نہین نظر آتی آنکھین پھوٹ گئی ہین جو سوجھتا ہی نہین - !

بدھو خاموش ہو رہے کہ اِس سڑی سودائی کے منہ کون لگے - ایسا نہو جھلا کے مار بیٹھے گالیان دینے لگے بھلا چلائیے اب سینئے کہ جس شئے کو خدائی فوجدار صاحب رستم کا خود سمجھتے تھے وہ ایک پیتل کا برتن تھا - ایک نائی گدھے پر سوار اپنے گانون سے دوسرے گانون خط بنانے جاتا تھا مینھ جو برسنے لگا تو اسنے ٹوپی کی حفاظت کے لیے برتن سر پر رکھ لیا مگر اِنکے دماغ مین تو رستم اور گرز اور شاہنامے کی رزم کے خیالات تھے انھون نے اسکو خود قرار دیا اور یہ بات بھی ذہن مین جم گئی کہ رستم نے یہی خود غنیم سے چھینا تھا - اللہ ری وحشت -

جب میان خلیفہ کا گدھا قریب آیا تو انہون نے عراقی کو تیز کیا اور بھالے کو نیچا کر کے قریب تھا کہ آر پار بھونک دین - غل مچا کے کہا (او سوار اپنے آپ کو بچا ورنہ بھالا پار ہو جائیگا یا ہماری اطاعت فوراً قبول کر لے) یہ حجام انتہا سے زیادہ متحیر تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے - مگر یہ سوجھی کہ گدھے سے کود پڑا اور اس زور سے دوڑ کے بھاگا کہ ہوا بھی نہین چھو سکتی تھی - یہ جا وہ جا اِس دوڑ دھوپ مین برتن سر سے گر پڑا - جل جلالہٗ - خدائی فوجدار سڑان تو تھے ہی رستم کے خود کا گرنا تھا کہ باچھین کھل گئین کہا آدمی دور اندیش معلوم ہوتا ہے مین اِس سے صرف اِس سبب سے نبرد آزما ہوتا کہ یہ خود جو ایک تاریخی بات ہے مجھے ملجائے چنانچہ میرا مطلب حاصل ہو گیا -

بدھو نفر کو حکم دیا کہ یہ خود اٹھا لو - بدھو نے جھک کے اٹھایا تو بے اختیار ہنسی آئی مگر فوراً ضبط کیا اُس دن کی زد و کوب اب اسکو یاد آ گئی - فوجدار نے بگڑ کر پوچھا یہ تم ہنسے کس بات پر ہنسی کا یہان کون محل تھا بدھو نے کہا حضور غلام کو اِس بات پر ہنسی آئی کہ جس شخص کا یہ خود ہے اسکا سر کوئی مین ہاتھ کا ہوگا مگر

یہ تو کسی نائی کا برتن معلوم ہوتا ہے گو گنوار ہون مگر خود ہزارون بار دیکھے ہین فوجدار بہت ہی جھلائے
کہا نامعقول نابکار - سوائے پاجی پن کے اور دوسری کوئی بات نہین جانتا - ابے یہ نائی تھا - سب کو
اپنا ہی سا چرکٹا سمجھتا ہی - یہ کوئی شہزادہ ہے - ورنہ یہ خود ہر کسی کو تھوڑا ہی ملسکتا ہی خالص سونا ہے
طلائے خالص یہ بجز شاہی کو ھڑوںکے اور کہین نہین ملسکتا - نائی اور نانبائی اور دھوبی اور تجھ ایسے چرکٹون
کے باپ دادا نے بھی کبھی باپ راج نہ دیکھا ہوگا یہ کہکر اس طرف کو حضور نے اپنے فرقدان مبارک پر بصد
شان رکھ لیا اور بدھو نے پھیر کے لیے کہا) اب اتنا تو فائدہ اس سے ہوگا کہ اگر اس مرتبہ کی طرح کوئی پتھر
پھینکیگا تو حضور کی کھوپڑی پلپلی نہو جائیگی - باقی اللہ اللہ خیر صلاح) فوجدار نے کہا ہان اس سے
ہماری تمہاری حفاظت خوب ہی ہوگی) بدھو بولے سرکار مجھے ناحق شریک کرتے ہین بندہ تو ایک ٹک دیدم دم نہ کشیدم پر چلیگا

راہ راست بروا گرچہ دور است		زن بیوہ مکن اگرچہ حور است

مجھے وہ کمل والا معاملہ خوب یاد ہی اللہ ان آفتون سے بچائے - آمین آمین ثم آمین - فوجدار نے
کہا بھائی صاحب آپکے مزاج مین بغض اور نفسانیت بھری ہوئی ہی مرد خدا ایسی بات بھول جایا کرو
ہم ایسے آدمی کبھی انتقام لینے کا خیال بھی نہین کرتے ہی ہوا دہ ہوا - گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط
ان لوگونکو دیکھو جنکی ٹانگین ٹوٹ ٹوٹ گئی ہین ہاتھ ٹوٹ گئے ہین کان کٹ گئے ناک پر چوٹ لگی تم تو خاصے ہٹے کٹے ہو
کنگرے بنے ہوئے ہو ہمکو دیکھو کہ تین چار دانت ٹوٹ گئے مگر اف تک نہ کی - بدھو نے جھلا کے
کہا یہ سب انعام اور خلعت آپ ہی کو مبارک ہے بندہ اس سے محروم ہی رہے تو بہتر ہے - اور
چار دانت جو حضور کے ٹوٹے تو آپکو اسکا ذرا بھی خیال نہین ہے اور غلام کے اگر ایک دانت پر بھی آنچ
آتی تو غضب ہی ہو جاتا - اب یہ فرمائیے کہ اس گدھے کو کیا کیجیے گا جو آپکا غنیم چھوڑ کے بھاگ گیا ہے
فوجدار بولے بات یہ ہے بھائی بدھو نفر کہ ہم مال غنیمت کو حرام سمجھتے ہین گو اسمین ذرا بھی شک نہین
کہ اگر ہم اس جانور کو لین تو اسمین کوئی مضائقہ نہین - مگر یہ کیا کم ہے کہ اتنے بڑے نامی شہزادے کو
مارا چاروں شانے چت - وہ مارا - اور سچ کہنا کیسا بگ ٹٹ بھاگا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہمکو اپنے نیزۂ
خونفشان اور تیغ خارا شگاف اور شمشیر خوش غلاف کے کام مین لانے کی کوئی ضرورت نہ ہوئی - بدھو
بولے اب تو وہ شہزادہ اس جانور کے لینے کو واپس نہ آئیگا - لہذا یارون کا مال ہے یہ کہکر بدھو نے
اس جانور کی کاٹھی اور لگام لیکے اپنے گدھے کو لیس کیا اور دونون نے سبزہ زار پر بیٹھ کے کھانا کھایا
یہ بھی وہ تائی چھوڑ گیا تھا موٹی موٹی جو کی روٹیان اور ساگ کی بھجیا اور سفید عمدہ گڑ - کھانا کھا کر
دریا کا پانی پیا اور فوجدار صاحب نے اپنی معشوقہ کو یاد فرمایا -

امید عفو کہو اب اے اللہ پڑتی ہے	کڑی نظر طرف بیگناہ پڑتی ہے	
نقشہ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق	پانوٴن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق	
دیکھا اے ناصح اسے کہتے ہین تاثیر فراق	خواب وصلت مین جو دیکھون پاوٴن تعبیر فراق	
رسم دراہ شہر فرقت کے ہین سب کوچے الگ	خضر کو رستہ بتا دیتے ہین رہگیر فراق	
تیر کش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہین	ہو گیا ہے کیا لب معشوق یہ تیر فراق	

بدھو نفر سے فوجدار نے اکڑ کر کہا کیون بھائی بدھو تم تو کہتے تھے یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور سمجھ بوجھ کے کام کرو اور یہ کرنا اور وہ نہ کرنا۔ اور اس مرض کا طوطا پالو لوگ پالتے ہی نہین۔ نیزہ اٹھایا اور زیر کردیا ہم وہ لوگ ہین جو قلعون اور سلطان خانون اور محلون مین رہتے ہین اور جنکے دیکھنے کو سلاطین جہان اور شاہان زمان اور یلان رفیع المکان جاتے ہین اور جب ہم لوگ لاکھون کروڑون جنگون مین سرسبز ہو کے اور لکھوکھا زخم کھا کے بادشاہ ہونگے دربار دربار مین جاتے ہین تو بادشاہ وزرا اور امرا اور اعیان مملکت کو حکم دیتے ہین کہ تم لوگ تا در خانہ استقبال کو جاوٴ اور اس عصر کے اسکندر کو باعزاز لاوٴ اور نصف راہ تک خود شہنشاہ عالم و عالمیان پیشوائی کرتے ہین اور ہاتھ مین ہاتھ دے کر شہنشاہ بیگم کے روبرو لے جاتے ہین اور بادشاہ جہان کی لڑکی جو بڑی حسینہ جمیلہ شہزادی ہوتی ہے اپنی جان کے ساتھ ہم سے ملیگی اور ہم اسکی خوبصورتی کو اپنی معشوقہ نازک اندام نازک ادا نازک بدن کی خوبصورتی سے مقابلہ کرکے اپنی معشوقہ کو ترجیح دین گے۔

	خور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا	

بس وہ شہزادی ہمین دیکھتے ہی ہزار جان سے مثل بلبل ہمارے گل عارض پر عاشق ہو جائیگی اور اس بات کا صاف صاف اقبال کریگی کہ ہم سے بڑھکے تمام روے زمین پر کوئی بہادر نہین ہے بادشاہ اپنی سلطنت کے کل بہادرون اور جنگجو یلون کو جمع کرینگے اور لنسے کہینگے کہ ایک بڑا نامی گرامی بہادر باہر سے آیا ہے اور وہ اپنے جوہر دکھائیگا جس کسی کو مقابلہ کرنا ہو آئے۔ اور مقابلہ کرے مگر سب مقابلہ مین ہم سے نیچا دیکھینگے اور منھ کی کھائینگے اپنا سا منھ لیکر رہ جائینگے کوئی تاب مقاومت لائیگا اور شہزادی کا کلیجا ہاتھ بھر کا ہو جائیگا۔ اب سنیے کہ اس مقابلے کے بعد اتفاق سے شہنشاہ ذیجاہ کو ایک اور بادشاہ گردون مدار جم اقتدار سے مقابلہ کرنا پڑیگا اور ہم عرضی بھیجینگے کہ ہمکو میدان جنگ اور معرکہ دار و گیر اور ہنگامہ ستیز مین جانے کی اجازت دیجیے اور وہ بہ طیب خاطر فوراً منظور کرلینگے اور ہم آراستہ اور لیس ہو کر ایک دم سے روانہ میدان ستیز ہونگے اور پہلے اپنی معشوقہ نوخیز یعنے شہزادی

رشک حور دوراز قصور سے ملینگا ور انسے بھی اجازت کے طالب ہونگے کہ اس بے ادب گستاخ بادشاہ کو نیچا دکھائین اور اسکے حواس خمسہ بر جا کرین کہ دیکھ جس مملکت مین ہم سے یلان نامدار اور بہادران گرامی ہین وہان تیری اور تیری فوج کی کب چل سکتی ہے کجا شیر ژیان کجا بکری کوئی مقابلہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ کہ جب شہزادی سے ملنے جائینگے تو بڑے ستم کا سامنا ہوگا ہم دونون مل مل کے روئین گے اور وفور غم والم سے شہزادی کو غش آجائیگا تو گلاب اور لخلخہ سونگھایا جائیگا جب ہوش مین آئینگی تو ہم انکے دست مین اپنے ہاتھ مین لیکر آہستہ آہستہ روئین گے اور دست نگارین کے بوسے لینگے اور اشکون سے اُسکے ہاتھ تر کر دینگے بہزار خرابی وہ اجازت دینگی مگر اس شرط پر کہ ہم جلد واپس آجائین توقف نہ کرین اور اپنے حالات سے شہزادی کو مطلع کرتے رہین۔ صبح کو بادشاہ اور بادشاہ بیگم کے سلام کو جائینگے اور اسکے بعد شہزادی سے رخصت ہونے کی خواہش ظاہر کرینگے مگر وہان سے جواب آئیگا کہ شہزادی نصیب اعدا علیل ہین بیماری کے سبب سے وہ کسی سے ملاقات نہین کر سکتین ہم فوراً تاڑ جائینگے کہ رنج مفارقت کی وجہ سے انکا یہ حال ہے۔ کمال ملال ہے مگر۔

عیسی مریم یہان اعجاز دکھلائین گے کیا ٭ زندگی کافور ہے مرہم سے پھل پائین گے کیا
رشتۂ جان ہی نہین بھر زخم سلوائین گے کیا ٭ دوست غمخواری مین میری سعی فرمائین گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائین گے کیا

خون دل حسرت مین جانبازی کی اب کھاتا ہون مین ٭ دم الجھتا ہے مرے سینہ مین گھبراتا ہون مین
سر بکف تکبیر خوان عقل ہی دوڑاتا ہون مین ٭ آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائین گے کیا

جیسے ہی خدائی فوجدار علیہ الرحمۃ نے سنا کہ شہزادی تاب جدائی نہین لاسکتی اور نہ روک سکتی ہے نہایت ہی رنج ہوا اور زار زار رونے لگے۔

اگریان شود تلخ تلخ بگریست ٭ بے گریۂ تلخ در جہان کیست

خادمہ نے اندر جاکر محلسرا مین اپنی بی بی یعنی شہزادی سے کل حال بیان کیا کہ حضور کا عاشق دروازے پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے ہی اور اسکی حالت بڑی خراب ہے خادمہ سے شہزادی نے کہا کہ صرف ایک امر کے باعث سے ہم ہچکچاتے ہین اور وہ یہ ہے کہ خدا جانے یہ شخص شاہی خاندان کا ہے یا نہین۔ اگر اولاد شاہ ہے تو بس پھر کوئی مضائقہ نہین ہے ورنہ لوگ ہمکو ہنسینگے کہ کہان جاکے گری اور ہماری اس شخص پر جان جاتی ہے۔ فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ تم ذرا حسب نسب تو دریافت کرو کہ نجیب الطرفین

اور شریف النجا بنین ہے کہ نہین اگر عالی خاندان معالی دودمان ہے تو سبحان اللہ ہم خرما ہم ثواب ورنہ
ع • ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + اس خواص نے جو شہزادی کی مطبوعہ خاص بھی انکو یقین دلایا
کہ یہ ضرور کوئی رئیس والا دودمان ہے امیر عالی خاندان ہے کیونکہ اسکی گفتگو چال ڈھال قطع وضع بات
چیت سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ کوئی امیر کبیر ہے تربیت یافتہ خوش رو جوان۔ الغرض ادھر یہ روانہ
ہوئے اور ادھر اس شہزادی نے زار زار رونا شروع کیا۔ خواصون پیشخدمتون ہمجولیون نے سمجھایا کہ
بی بی کیون ہلکان ہوتی ہو تمہاری ہی بات کے لیے تو یہ گئے ہین اور جنگ سے لوگ سرخرو ہو کر واپس آتے ہی ہین
اسمین استعجاب اور حیرت کا کون مقام ہے اور پریشانی کا کیا باعث ہے ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور ضرور
اس غنیم کو یہ زیر کرینگے اور بڑا نام ہوگا اور جہان پناہ اور حضور کی ماں بھی بہت خوش ہونگی اور سرکار ہم سب
لوگون کا کلیجا بھی ہاتھ بھر کا ہو جائیگا۔ اب سنیے ذیل والا تبار میان خدائی فوجدار دام بالافتخار جنگ
مین جا کے بڑی کامیابی حاصل کرینگے۔ کئی شبخون ہونگے کئی لڑائیان جیتین گے کئی بہادرونکو زیر کر کے
سرخرو آئینگے۔ اور غنیم کی فوج بالکل پسپا ہو جائیگی۔ اب جب ہم واپس آئینگے تو بادشاہ سے ملاقات
ہوگی اور شہزادی سے بھی ملینگے اور بادشاہ سے عرض کرینگے کہ از برائے خدا ہماری خدمات
جلیلہ کے صلہ مین ہمکو کچھ انعام دیجئے مگر جو مین مانگون مجھے ملجائے اور وہ یہ ہے کہ شہزادی کو ہم
اپنے عقد نکاح مین لائین کیونکہ ہمنے بڑا کار نمایان کیا ہے۔ بادشاہ ہمکو اجازت نہ دیگا کہیگا کہ واللہ اعلم
تم کون ہو ہمکو نہین ہو۔ اس ملک کے باشندے نہین ہو۔ تمہارا حال نہین معلوم کہ کس خاندان کے ہو۔ اجنبی
آدمی کو بھلا ہم کس اعتبار پر لڑکی دین ہم بہت کچھ کہینگے اور اصرار کرینگے مگر وہ ایک نہ مانینگے آخر کار ہم اسکو چوری سے
بھگا لینگے میان بی بی راضی تو کیا کریگا قاضی جب بادشاہ اور انکی بیگم کو خبر ہوئی کہ یہ شخص کوئی ایسا ویسا
آدمی نہین خود بادشاہ جمجاہ ہے تو دونون خوش ہوے کہ بادشاہ کی لڑکی کا عقد ایک شاہزادے کے ساتھ ہوا
جب بادشاہ نے قضا کی تو شہزادی تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور ہم بادشاہ بنگئے اور میان بدھو نفر
کو انعام فاخرہ دیا اور اعیان سلطنت مین سے ایک معزز اور جلیل القدر رئیس کی صاحبزادی کے ساتھ تمہارا عقد
ہوگا میان بدھو گو اکثر اوقات اپنے آقائے نامدار کی حرکات مجنونانہ سے از بس ناراض ہو جاتے تھے
مگر ابکی دفعہ جو یہ اول جلول تقریر سنی اور سب کے آخر مین یہ مژدۂ روح افزا گوش گزار ہوا کہ وزیرزادی
کے ساتھ عقد ہوگا تو آنکھین کھل گئین اور سب باتون کا پورا پورا یقین آگیا کہ صبح شام ہی انشاءاللہ ان
اور کسی بادشاہ سے جنگ ہوگی اور جسکی جانب سے یہ لڑتے ہونگے وہ کامیاب ہوگا خدائی فوجدار
شہزادی کو عقد نکاح مین لائینگے اور خود بدولت یعنی میان بدھو نفر کسی رئیس زادی کے ساتھ دندنائینگے

تھوڑی دیر کے لیے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائے اور خدائی فوجدار کا کمال شکریہ ادا کیا اور کہا تمام عمر آپکے احسان سے سبکدوشی نہ حاصل ہوگی اور اب مجھے یقین کامل ہی کہ ضرور بالضرور آپ اور ہم دونون کہین نہ کہین کے بادشاہ ہونگے اور ضرور کوئی پری چہرہ شہزادی ہمارے حصے مین آئیگی خدائی فوجدار نے کہا مگر بھائی بدھو ایک بات اسوقت ہمارے ذہن مین آئی وہ یہ ہی کہ ہم کسی بادشاہ کے پوتے یا لڑکے تو ہین نہین اگر اس بنیاد پر ہماری بادشاہی گئی تو بڑا غضب ہو جائیگا۔ ہان اس مین شک نہین کہ ہم رئیس زادے ہین اور ہزارون امرا سے خاندان مین بڑھ چڑھ کے ہین عالی خاندان نجیب الطرفین شریف الجانبین۔ مگر بادشاہ کا خون نہین ہے ہمین ذرا غور کرنا پڑیگا) میان بدھو نفر نے صلاح دی کہ اگر اتفاق وقت سے شہزادی کے ساتھ عقد ہونیکا موقع حضور کو نہ ملے تو ہمارے نزدیک سب سے بہتر یہ کارروائی ہے کہ آپ زبردستی چھین لیجائین اور اگر زبردستی چھیننے کا بھی موقع نہو تو چوری کیجئے اس مین کوئی آپکو چور یا سارق یا دزد نہ کہیگا یہ چوری نہین ہوگی بلکہ ایک قسم کی سینہ زوری ہوگی اور آپکے قسم کے لوگون مین اسکا کوئی عیب بھی نہین ہے۔ الغرض ہمکو بڑی خوشی ہوئی کہ حضور بادشاہ ہونگے اور بندہ بھی اپنی مرادون کو پہونچیگا۔ خوشی کے شادیانے بجینگے۔ دوست مالا مال۔ دشمن پائمال۔ دوست شاد دشمن نامراد۔ مگر کہین ایسا نہو کہ آپ غلام کو گوشۂ دل سے فراموش کر جائین اور بندہ گھر بار چھوڑ کے بیوقوف بنے اور مفت مین تباہ ہو۔ ساری خدائی مین روسیاہ ہو۔ دوست دشمن سب الو بنائین اور طعنے دین کہ واہ اچھے بادشاہ ہونے گئے تھے۔ خاک سیاہ ہوکے آئے اور الو کے الو بنے یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ لڑکے بالے الگ حیران ہون کہ اتنے دن فاقہ کشی کرکے مصیبت سے دوچار ہوئے تباہی مین گرفتار ہوئے نہ گھر کے رہے نہ بار کے۔ فوجدار کو اس تقریر پر بڑا غصہ آیا کہا تم بڑے چھوٹی عقل کے آدمی ہو اور پست ہمت۔ مرد خدا ہم لوگ کہین دروغگوئی کیا کرتے ہین دروغگو کاذب کے قریب نہین پھٹکنے۔

دروغ اے برادر مگو زینہار
کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

بدھو نفر اور بھی خوش ہوے۔ کہا ایک بات غور طلب یہ ہی کہ جب کسی وزیرزادی سے میری شادی اور خانہ آبادی ہوگی تو مین اسکو خوش کر سکونگا یا نہین اور وہ میری گفتگو کو پسند کریگی یا ناپسند مین گنوار ہون اور ذلیل آدمی مجھے اس سے گفتگو کرنے کی تمیز کہان سے آئیگی ایسا نہو کہ شادی ہونیکے بعد کوئی بجوگ پڑ جائے تو غضب ہی ہو جائیگا اگر شادی کے بعد اُسنے مجھے چھوڑ دیا تو مین بس گیا ہی گزرا کہین کا نہ رہا۔ ادھر کا نہ ادھر کا بس گیا ہی گزرا۔ مجھے ذرا یہ بھی سکھاتے جائیے کہ امیرزادیون رئیس زادیون

وزیرزادیون سے گفتگو کیونکر کی جاتی ہے۔ گنوار مرد کو کوئی شریف زادی پسند نہ کریگی۔ اسکا کیا علاج ہوگا خدائی فوجدار نے انکی تسلی کی اور کہا سنو میان بدھو نفر تمنے مثل سنی ہوگی کہ چبوترہ خود کوتوالی سکھا دیتا ہے کوئی مان کے پیٹ سے سیکھ کے نہین آتا۔ آپ ایک کام کیجئے کہ ان اول جلول فضول باتون کی طرف مخاطب نہ ہوجیے اور اپنا دھندا کیجئے وہ خود آپکو تمیز سکھا لیگی۔ بدھو کی جان مین پھر از سر نو جان آئی۔ کہا واقعی یہ ہماری حماقت ہے۔ اب اس جنون سے ہم دور رہینگے کیونکہ جب ہم شہزادون کی وردیان ڈانٹ کے کھڑے ہونگے اور موتی اور جواہرات ہماری پوشاک مین جھلک در لٹک رہے ہونگے تب تو بھائی صاحب ہمارا بھی عجب حال ہوگا۔ ہزار ہا کوس سے لوگ دوڑ دوڑ کے ہمکو دیکھنے آئینگے اور ہم اکڑ کے کھڑے ہونگے۔ وہ جھک جھک کے سلام پر سلام کرینگے اور ہم غرائینگے اور تمام دنیا مین ہمارا نام ہوگا اللہ کی بڑے بڑے ہاتھ ہین

صدقے اس بندہ نوازی کے تری مین جاؤن   باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و اشفق

خدا نے چاہا تو ہم ان باتوسے ضرور نا محروم نہ رہینگے۔ خدائی فوجدار نے مسکرا کر کہا یار عزیز نا محروم نہ کہو۔ محروم کہا کرو۔ نا محروم گنوار بولتے ہین۔ اسپر بدھو نے جھلا کر کہا دیکھا حضور اسی بات کو تو مین روتا ہون اور رونا کیا ہے جناب۔ اگر نا محروم اس وزیرزادی کے روبرو کہتا تو اسکی خواصین تک اینجانب کو ہنستین کہ واہ اچھا موا گنوار آیا ہے۔ نا محروم کی بہت کہی اور مین اسقدر خفیف ہوتا کہ اگر زمین مین دھنس جاتا تو بڑا خوش ہوتا ہمین از برائے خدا آپ آدمی بنائیے۔ ہم انسانیت کے درجے سے منزلون دور ہین خدائی فوجدار نے ہنسکر جواب دیا (بھائی صاحب کسی شاعر نے خوب ہی کہا ہے)۔

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز   کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

آپ اب بھلا کیا پڑھین پڑھائینگے۔ کہین بوڑھے طوطے بھی پڑھا کرتے ہین۔ اب بس آپ جیسے گنوار کے لٹھ بنے ہوئے ہین ویسے ہی بنے رہین۔ اب پڑھنے کے دن اور زمانہ باقی نہین رہا مگر ہان اسقدر یاد کر رکھو کہ ذرا ڈاڑھی کو درست رکھا کرو۔ دوسرے تیسرے دن کنگھی کیا کرو۔ کچھ تو آدمی بنو تم بالکل حیوان ہی بنے جاتے ہو اور اسپر دعویٰ یہ کہ ہم شہزادی کو بیاہینگے جو دیکھیگا وہ فوراً پہچان جائیگا کہ یہ کوئی دھوبی یا چمار یا موچی ہے۔ بھلا مانس نہین ہے۔ بھلے مانس کے اگر ڈاڑھی ہوتی تو وہ اسکو روز صاف کرتا ہے کنگھی کرتا ہے دھوتا ہے تیل ڈالتا ہے اور اگر چہرہ صاف ہوتا ہے تو روز استرا پھیرتا ہے۔ خود اپنے ہاتھ سے بناتا ہے خواہ روز بلا ناغہ بار بر آتا ہے خلیفہ کو بلوتا ہے حجام سے بنواتا ہے۔ بدھو نفر بولے قبلہ سنیے آپ مجھے کسی جزیرے کا مالک مقرر کر دیجئے اور میری ڈاڑھی کی آراستگی مجھپر ہی چھوڑ دیجئے مین آپ ہی سمجھ لونگا جب خدا کے فضل سے بندہ درگاہ کو بادشاہی یا وزارت ملیگی اور جب وزیرزادی ہماری بغل اور آغوش کو

رونق بخشیگی تب ہمکو ڈاڑھی کی صفائی اور درستی مین کوئی دقت نہ پڑیگی - آپ بھی بعض اوقات وہ باتین کرتے ہین کہ گدھون تک کو ہنسی آئے انسان کس شمار قطار مین ہے - فوجدار اس بات پر بہت جھلائے قریب تھا کہ جھلا کے اسی دنکی طرح انکو خوب ٹھیک بنائین اور وہ سزا دین کہ یہ بھی یاد کرین مگر رحم آگیا اور کہا او نابکار تجھے بات کرنا تک تو آتا نہین تو وزیر زادی اور امیر زادی کو بھلا کیا بیاہیگا اور ہزار دفعہ منع کردیا کہ خبردار ہمارے منھ نہ لگا کر - یہ بے ادبی کا فقرہ کیا بکٹ دیا کہ گدھون تک کو ہنسی آتی ہے انسان کی کیا حقیقت ہے یہ فقرہ تیری حماقت پر دال ہے اب اگر ایسی کوئی بات منھ سے نکالی تو حلال ہی کرڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا - یہ یاد رکھنا کہ اُنکی کوئی رعایت نہ کرونگا نیزہ دکھا کر اسکا لوہا مانتا ہی یا نہین بدھو نفر کی روح فنا ہوگئی - بیشتر کا چوٹ کھایا ہوا تو تھا ہی فوراً لوٹ گیا اور لیٹ کے کہا اگر اپکی نیزہ دکھائیگا تو اپنا خون کرڈالونگا اور جان دیدونگا - بس اپکی ہمارا خون تمھاری گردن پر ہوگا بھالا والا سب کھاہی رہیگا بڑی دیر کے بعد خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار کو اپنی معشوقہ طرحدار و گلعذار یاد آئی اور یہ بے تکی ہانک حضور نے لگائی -

اے جانمن جانان من از من چرا رنجیدۂ
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ

مین وہ بہادر زمان اور یل پہلوان اور نبرد آزمائے روئین تن اور گرد لشکر شکن ہون کہ اگر دس ہزار فیلان فلک شکوہ پر چار چار ہزار نبرد آزما بندوقین چھتیاتے ہون تو انکی کوئی اصل و حقیقت مجھ ایک شخص کے مقابل مین تن تنہا نہو سکیگی مگر ہاے رنج فرقت نے ہمین مار ڈالا اور کہین کا نہ رکھا

جہان مین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین یہ ستم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
بُرا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جب سے تمھاری صورت زیبا دیکھی ہے اور آنکھ سے آنکھ لڑی ہے تب سے ہمارا بُرا حال ہے خواب و خور حرام اور محال ہے مگر بندگی بیچارگی - عالم مجبوری ہے -

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
سمندر جوش ماریگا زمین سے
لہو روؤنگا جب چشم پاک بین سے
ملیگی سیل خون عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

میان بدھو نفر جو ابتک اس نیزۂ خونبار کے خوف کے مارے زمین پر ڈھیر سے اب ذرا کلبلا کے اُٹھے

اور کہا واللہ ہے اگر ابکی ذرا بھی تمنے کوئی کج ادائی کی اور ذرا نیزہ دکھایا تو بس کنوئین ہی مین کود پڑونگا اور حشر کے دن دامن تمھارا پکڑونگا - آخر کار کیا سبب ہے کہ ایک بھلے مانس کو ہمراہ لائے اور اب اسکو تلوار اور کٹار اور چھری اور بھالا دکھاتے ہو - خلاف عقل - بالکل خلاف عقل - بڑی بہادری بس اسی مین ہے کہ زبردست پر بھالا چلاؤ - واہ - واہ - واہ اُن لوگو نسے مقابلہ نہین کرتے ہو جو تم کو اور تمھارے ساتھ مجھکو دھنک کے دھر دیتے ہین - غریبون ہی پر شیر ہو فوجدار نے جو یہ تقریر سنی تو سر سے پانون تک آگ بھبوکا ہو گئے - جل بھن کے خاک سیاہ از سر تا پا آگ لگی ہوئی - مارے غصے کے کانپنے لگے بدھو نے جو تیور بیڈھب پائے تو مارے ڈر کے کھسک گیا اور دور جا کر کہا - اب بندہ رخصت میشود اللہ نگہبان شماست - الوداع -

اب تو بدھو نفر چلے یان سے
پھر ملین گے اگر خدا لایا

کہا سنا معاف خدائی فوجدار گو بڑے ہی غیظ و غضب مین تھے - آستین کہنیون سے چڑھائے ہوئے جان لینے پر تلے ہوئے - بدھو نے ستم ہی ڈھایا کہ یہ فقرہ کہدیا کہ (آپ اور ہم دونو نکو جو لوگ دھنک ڈالتے ہین اُنسے آپکی نہین چلتی) مگر سوچے کہ اسکو اتنی دور سے ساتھ لائے ہین اور اسکی جورو اور بچونکو ذرا بھی اطلاع نہین دی - اب اسکو تن تنہا چھوڑ دونگا تو یہ بڑی دقت سے اپنے بال بچون تک پہونچیگا - بدھو کے تعاقب مین انہون نے گھوڑا دوڑا دیا - بدھو سمجھا کہ مجھے قتل کرنے آتے ہین یہ بھی بے تحاشا بھاگا - تھوڑی دور دوڑ کر دم ٹوٹ گیا آخر کار قریب تھا کہ بدھو ایک ندی مین ڈوب مرین کہ خدائی فوجدار نے گھوڑے کی باگ روک لی - بدھو نفر نے غل مچا کر کہا اگر جان لینی ہے تو بسم اللہ مگر یاد رکھنا کہ تم بھی مردود جہان ہو جاؤگے کسی نے آجتک وفادار خادمون کے ساتھ یہ بے اعتنائی نہین کی جو حضور خانہ زاد کے ساتھ کرتے ہین اب آپ کو پورا پورا اختیار ہے کہ چاہیے مار ڈالیے چاہیے نہ قتل کیجیے -

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خدائی فوجدار نے کہا اے برادر ہزار بارہین نے تمھارا لحاظ کیا اور سمجھایا کہ کلمات جگر خراش زبان سے ہمارے خلاف نہ نکالنا - مگر تم سنتے ہی نہین تو اسکو کوئی کیا کرے - اب ہماری صلاح یہ ہے اور صلاح ہی نہین بلکہ حکم ہے کہ تم اپنی ان حرکتون سے باز آؤ - اور ہمارے ساتھ اب یہان سے چلے چلو -

ہوا جو کچھ وہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا

ایک بات کا اور بھی لحاظ رکھو۔ وہ یہ کہ مجاز اب کبھی نہ کہنا۔ صحیح لفظ مزاج ہے اگر مجاز کہوگے تو لوگ تم کو گنوار سمجھنے لگینگے۔ اور وزیرزادی جو تمھاری بی بی ہونگی وہ بھی تمکو گنوار سمجھینگی۔ اور ہمکو افسوس کے ساتھ کہنا پڑیگا کہ

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

بہر کیف اب تمپر فرض ہے کہ آیندہ سے جو ہم کہین اسکو اپنا دستور العمل سمجھو۔ اور خواہ مخواہ کے لیے ہمارے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤ اور اگر تم کو عقل سے بہرہ ہی نہین ہے تو مجبوری والسلام بدھو نفر بولے ہزار بار ہم نے بھی کہدیا کہ یا تو ہماری ہی رائے پر چھوڑ دو یا ہمکو آدمی بتاؤ عمدہ عمدہ محاورے اور سلیقہ سکھاؤ مگر حجام کے بارے مین مطلق دخل نہ دیجیے آپ صرف اس فکر مین رہیے کہ مین کہین کا نواب ہو جاؤن خدائی فوجدار نے بڑے غرور کے ساتھ کہا دبھائی صاحب ایسا ہی ہوگا۔ یہ کون بڑی بات ہے اسکے بعد حضور پرنور فیض گنجور کی گدھ کی سی نظر ایک شے پر پڑی جسکا ذکر فصل آیندہ مین معرض بیان مین آتا ہے

فصل ۔ ۸ ۔

خدا نے فضل اے ساقی کیا ہے
گلستان پر کیا ہے جسنے سایا
ہوا سر سبز سارا باغ عالم
کنارے نہر کے پھر میکشی ہو
گلستان ہی کہ ساقی انجمن ہے
گلو نکے مثل ہین سب سرخ رخسار
شراب ناب کی خواہش مین لالہ
تو بہکی بہکی باتین ہے بناتی

چمن مین سبزۂ رحمت اگا ہے
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہے خوشخبری یہ پیہم
غنیمت ہے گلستان کا نظارا
بڑے زورون پہ ان روزون چمن ہے
صدائے خندۂ گل مین نمک ہے
لیے ہے ہاتھ مین اپنے پیالہ
غزل جبطرح جسے مطرب ہین گاتے

سحاب رحمت حق گھر کے آیا
عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
بہار عمر دیکھو نوجوانو
چمن مین میکشون کا ہے اجارا
لچک ہے سرو مین جیسے قد یار
چمن شوریدہ کر کیا اس مین تک ہے
چمن مین ہے جو بلبل چہچہاتی
چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے

کہون کیا مین بہار باغ عالم	ہر اک سو جوش عشرت کا ہے پیہم

یہ اشعار عشرت بار بہ لحن داؤدی پڑھتے ہوے ہمارے خدائی فوجدار اپنے عراقی رشک حمار پر سوار خوش خوش چلے جاتے تھے اور دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ خدا نے چاہا تو یالا ابکی ہمارے ہی ہاتھ رہیگا کہ دفعتہً خدائی فوجدار کیا دیکھتے ہین کہ سڑک پر کوئی بارہ تیرہ آدمی پیادہ پا چلے آتے ہین یو قدمے آہستہ آہستہ جاتے ہین سب پابہ زنجیر۔ سب قیدی اور اسیر۔ انکے ہمراہ دو سوار تھے اور دو مسلح آدمی پیادہ پا۔ سوارون کے پاس بندوقین تھین اور جو لوگ پیادے تھے

انکے پاس تلوار اور نیزے - انکو دیکھ کر میان بدھو نفر بولے حضور یہ غلام ہین۔ بادشاہ کے حکم سے یہ مجبور کیے گئے ہین کہ غلامی کرین انسے زبردستی کام لیا جائیگا - انکی بڑی خواہش ہوگی کہ آزادی حاصل کرین مگر حکم بادشاہ کو کون ٹال سکتا ہے - ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ کوئی آدمی شمشیر بکف نہ نظر آئے - چلیے سب کی تلوارین چھین لی گئین اور ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے -

	سب اوڑھنی اوڑھین کوئی دستار نہ باندھے		ہے حکم شہنشہ کوئی تلوار نہ باندھے

خدائی فوجدار - نے کہا بھائی بدھو کام کے وقت خصوصًا ایسے وقت جبکہ جنگ کی تیاری ہو کبھی بھولے سے بھی شعر شاعری کا ذکر نہ کرنا اگر بہت ہی جی چاہے تو اشعار رزمیہ پڑھو مگر وہ تمسے گنوار کو یاد کہان - یہ شعر خدا جانے کے فاقون مین سیکھا تھا - ہان یہ تمنے کیا کہا کہ بادشاہ نے زبردستی انکو غلام بنا لیا - زبردستی کا لفظ تو ہم سننا ہی نہین چاہتے تھے - کیا بادشاہ نے ہمارا نام نہین سنا کہ ہم خاص اسی کام کے لیے ہین کہ اگر کوئی فرد بشر کسی پر زبردستی کرے تو ہم اسکو بچائین - بدھو بولا سرکار قانون کی رد سے انکو سزا ملی ہے - انکی تو بڑی خواہش ہے کہ کسی طرح رسیان توڑ کے بھاگ جائین - مگر مجبوری کو کیا کرین - انکا کوئی بس ہی نہین - اول تو انکے پاس کوئی آلۂ حرب نہین - دوسرے پابہ زنجیر تیسرے دو بھوت گھوڑون پر سوار اور دو پیادہ پا - انکا بس کیا ہے - خدائی فوجدار نے چین بہ جبین ہو کر کہا - بہرکیف یہ اپنی مرضی کے خلاف جاتے ہین اور لوگ انکو زبردستی گرفتار کیے لیے جاتے ہین اور ہماری آنکھون مین خون بھر آتا ہے -

	گر م تا کے بہ ماند این با زار مردنت بہ کہ مردم آزارے		اے زبردست زیردست آزار بہ چہ کار آیدت جہاندارے

بدھو سمجھ گئے کہ خدائی فوجدار آمادۂ شر ہین - کہا جناب والا ذرا اتنا خیال ضرور رکھیے کہ بادشاہ وقت نے انکو قانونًا سزا دی ہے یہ اصل مین غلام ہین غلامی کی حالت مین انسے کوئی سنگین جرم سرزد ہوا ہے جسکے جلدو مین بادشاہ انکو قید کی سزا دینا مناسب سمجھا - اب حضور ان مجرمون پر کیون رحم کرتے ہین - اسکی کہان اجازت ہے - اتنے مین وہ غلامان اسیر قریب آ گئے - اور خدائی فوجدار نے نہایت عجز و ادب کے ساتھ بڑے حلم سے پوچھا کیون حضرت ان بیچارے بے بس بیکسون سے کونسا ایسا جرم سرزد ہوا جسکے جلدو مین یہ اسقدر معتوب ہوئے ایک سوار نے جواب دیا کہ یہ غلام ہین اور اب حسب الحکم شاہ قیدخانے جاتے ہین اور ہم چار آدمی انکے محافظ ہین ہماری حراست مین یہ لوگ زندان تک جائینگے بس اسکے سوا ہمکو اور کوئی امر انکے متعلق نہین معلوم ہے خدائی فوجدار نے

پھر کمال ادب اور عجز والحاح کے ساتھ دریافت کیا کہ انکا جرم کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر آپکے خلاف نہو تو مین اِنسے خود دریافت کرون کہ کس جرم کے پاداش مین یہ روز بد انکو دیکھنا پڑا۔ دوسرے سوار نے کہا ہمارے پاس سرکاری کاغذ موجود ہے اور اسیران سب کے جرائم اور میعاد قید کا ذکر بھی ہے مگر یہ موقع نہین ہے کہ کل کاغذات پڑھ کے سناؤن بہتر ہے کہ آپ خود ہی دریافت کرلین یہ لوگ بڑی خوشی سے اپنے اعمال بد کا کچا چٹھا کہہ سنائینگے کیونکہ بدمعاشی اور لچے پن کی باتون کے ذکر مذکور مین اِن بدمعاشون کو بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ اتنی سنہ جو پائی تو فوجدار صاحب آگے بڑھے اور اسمین بھی شک نہین کہ اگر وہ اجازت نہ بھی دیتے تو ہمارے خدائی فوجدار صاحب خود بلا انتظار اجازت انُ لوگو نسے ہمدردی کرتے۔ سنہ پاکر حضور فوراً بڑھے اور ایک غلام قیدی سے پوچھا کیون جی تمپر کون جرم عائد ہوا ہے اس حالت زار کا سبب تو بتاؤ۔ اُسنے ہنس کر جواب دیا صاحب مجھے اس جرم پر قید خانے بھیجتے ہین کہ مجھے عشق تھا عاشقی کے سبب سے جیلخانہ نصیب ہوا)

به جرم عشق توام میکشند و غوغائیست ‖ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

خدائی فوجدار بولے (بس اِس عشق ہی کے جرم پر اسقدر سخت سزا دی۔ اگر عاشقی معشوقی کی سزا ایسی سخت ہے تو خدا ہی حافظ ہے۔ پھر تو ہمکو تمھارے پہلے قید خانے جانا چاہیے تھا) وہ بولا راجی وہ عشق نہین جو حضور سمجھے ہین۔ ہمین چوری کا عشق ہے یعنی چوری کرنے کے عاشق ہین ہم ابھی ہمنے ایک دوشالہ چرایا۔ مگر دھر لیے گئے ذرا سی دیر مین مشکین کس لین ہمین معلوم بھی نہوا اب زنجیر پانوئن مین ڈال دی۔

انھین ہے طوق منت کا گرانبار ‖ ہمارے پانوُن کی زنجیر دیکھو

اِسکے بعد خدائی فوجدار نے دوسرے سے وہی سوال کیا اِسنے کوئی جواب نہ دیا چپ۔ بشرے سے معلوم ہوا کہ افسردہ خاطر ہے۔ مگر جس آدمی نے پہلے جواب دیا اُسی نے اسکی طرف سے بھی جواب دیا اور کہا۔ یہ ایک چہکتی ہوئی چڑیا ہے۔ طائر خوشنوا۔ کہ اپنی نواسنجی کے سبب سے اسیر ہوئی

گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر ‖ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

فوجدار کی سمجھ مین نہ آیا۔ پوچھا خوش الحانی تو کوئی جرم نہین ہے۔ کیا بادشاہ لوگون کو اِس جرم مین زندان بھیجدیا کرتا ہے کہ گایا کیون بجایا کیون وہ بولا جی ہان۔ یہ بھی جرم ہے قیدی گا نہین سکتے فوجدار بولے (اب یہ صاف زبردستی ہے۔ گانے سے تو رنج ذرا کم ہو جاتا ہے۔ گانا تو غم غلط کرنے والی شے ہے) وہ بولا ہان یہ سچ ہے مگر اس ملک کی انوکھی ریت ہے۔ جو ایک مرتبہ گاتا ہے وہ تمام عمر

روتا ہے فوجدار کی سمجھ مین اب بھی نہ آیا - اسپر سوار نے کہا اجی جناب اِن بدمعاشون کی اصطلاح مین گانے سے اور ہی مراد ہی - گانے کے معنی علم موسیقی کے نہین ہین اُنکی اصطلاح مین گانا عبارت اِس سے ہے کہ جرم کا اقبال کرے کہ ہمسے فلان جرم سرزد ہوا - جب انتہا سے زیادہ سختی کیجاتی ہی تب انسان تڑپ کے قبول دیتا ہے اِسنے ایک بھینس چرائی تھی - اقبال جرم کرنے پر اسپر پچاس درے پڑے اور چھ برس کی سزا ملی - یہ اِس سبب سے ملول اور افسردہ دل رہتا ہے کہ جتنے بدمعاش چور بے ایمان گرہ کٹ ڈاکو جیلیے آپ اِسوقت دیکھتے ہین یہ سب کے سب اِسکو روز گالیان دیتے اور برا بھلا کہتے ہین کہ نامعقول تونے صاف صاف کیون قبول دیا کہ فلان جرم سرزد ہوا - کیون نہ کہدیا کہ مجھے یہ لوگ بیوجہ پکڑے لیے جاتے ہین - اِن لوگون کا قول ہی کہ ہان اور نہین دونون چھوٹے سے لفظ ہین - ہان کیون کہو - ناکیون نہ کہدو - ذرا سا لفظ ہے - فوجدار نے تیسرے آدمی سے دریافت کیا اُسنے کہا دس روپئے کی چوری کے لیے مجھے پکڑے لیے جاتے ہین - یہ بولے ہم بخوشی دس کے عوض بیس دینگے مگر شرط یہ ہی کہ یہ لوگ تمکو رہا کر دین - وہ بولا یہ دس اگر آپ اِنکو دیجیے تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا کھاری کنوین مین ڈال دیے اگر اُسوقت آپ ہوتے جب ظالمون نے مجھے قید کیا تو کاہے کو یہ روز بد دیکھنے مین آتا - مگر خیر خدا مالک ہے ؎ - بیدل نیم ہنوز بہ بینم چہ میشود +

اب خدائی فوجدار نے چوتھے آدمی سے جو ایک معزز بھلا مانس معلوم ہوتا تھا اور جسکی ریش سفید یک مشت دو دانگ تھی اِسی قسم کا سوال کیا - وہ زار زار رونے لگا - مگر پانچوین قیدی نے اُسکی جانب سے کہا - بندہ نواز یہ معمر بزرگوار بڑی مصیبت مین ہین چار برس قید کی انکو سزا دیگئی ہے اور انکا جرم یہ ہی کہ یہ دلال تھے - خدائی فوجدار بولے یہ کون جرم ہے - دلالی تو ایک پیشہ ہی یہ جرم کس قانون کا ہے دلالون سے تو لوگون کا کام نکلتا ہے عجب ملک ہی جہان دلالونکو اُنکے پیشہ کے جرم مین گرفتار کرکے چار برس کے لیے زندان کو بھیجدیتے ہین انکو اگر جیلخانے کا داروغہ مقرر کرتے تو البتہ ٹھیک تھا کہ ایک معزز آدمی معلوم ہوتے ہین - سوار نے کہا اجی جناب یہ دلال برائے نام ہین - اصل مین انکا پیشہ جادوگری ہی یہ ٹوٹکا کرتے ہین اور لوگون کو ایذا پہونچاتے ہین وہ بولا حضور یہ ہمپر افترا کرتا اور بہتان لگاتا ہی - ایک سے انہون نے دریافت کیا - اُسنے کہا خداوند ہمارا جرم یہ ہی کہ ہمارے رشتہ دارون مین سے ایک چھوکری بڑی چلبلی اور خوبصورت ہی اسپر ہماری جان جاتی ہی اور جان اِس سبب سے جاتی ہے کہ ہمنے اُسکو دیکھا اور وہ اشارہ کرنے لگی ہم اسپر مرے ہوئے ہین اور وہ ہمپر جان دیتی ہی ایک دن ایک شخص نے دیکھ لیا کہ وہ ہم کو لپٹ لپٹ کے چوم رہی ہے وہ بھی اسپر جان دیتا تھا بس دیکھتے ہی آگ بھبوکا ہوگیا اور اُسکے باپ سے کیا جانے کیا کہدیا - اور ہمکو اِس جرم مین چھ برس کی قید ہوگئی اگر حضور کے بس مین ہم

غریبون کی رہائی اور خلاصی کی کوئی ترکیب ہو تو مہربانی کرکے ہماری جان بچائیے ورنہ ہم بے موت مرجائینگے۔ آپ ہماری کمک کو کھڑے ہو جائیے تو عین احسان ہے ہم خدا سے دعا مانگینگے کہ خدا آپ کی مراد دلی بر لائے۔

ایک سوار نے کہا ارے صاحب آپ بھی کس سے باتین کرتے ہین۔ یہ بڑا باتونیا ہے دن دن بھر باتین ہی باتین کرتا رہے اور عالم آدمی ہی۔ گو ابھی نوجوان اور کمسن ہے مگر پڑھا لکھا ہے۔ اسکے بعد انہون نے دیکھا کہ ایک قیدی کوئی تیس برس کے سن کا ہے اور بھلا مانس آدمی معلوم ہوتا ہے مگر ہاتھ اور پاؤن اور گردن اور کمر تک لوہے سے جکڑا ہوا ہے۔ نہ ہاتھ اٹھا سکتا ہے نہ پاؤن ہلنا تک دشوار ہے مجبوری کے درجے آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ خدائی فوجدار نے جو انکی یہ قطع دیکھی تو ازحد تعجب کے ساتھ محافظون سے پوچھا کیون بھئی یہ آخر اس بدبخت سے کونسا جرم سرزد ہوا ہے جسکے جلد د مین یہ تباہی پڑی کہ سر سے پاؤن تک لوہا ہی لوہا ہے گارد سے والون نے کہا صاحب یہ جتنے ہین ان سب کا یہ گرو ہے۔

اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ان سب نے جسقدر بدمعاشیان کی ہین وہ اسکی بدمعاشیون کے مقابل مین پاسنگ بھی نہین ہین۔ اور گو اس حالت مین جاتا ہے کہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ہل نہ سکتا مرہی جاتا مگر اس سے ہمین خوف ہی کہ ایسا نہو یہ اب بھی ہماری آنکھون مین خاک جھونک کے بھاگ جائے ذرا بھی اگر اسکا بس چلے تو ہم مین سے دو ایک کو کھا ہی جائے ہرگز زندہ نہ چھوڑے۔ رحم سے اسکو جانی دشمنی ہے۔ پوری عداوت اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ پوچھا یہ کتنے دنکے لیے سزایاب ہوا کہا دس برس کے لیے ان ذات شریف کا نام امراؤ قنتوری بن زبیدی ہے وہ بولا جھوٹے کی ایسی تیسی۔ یہ تم اتنا بڑھاتے کیون ہو مجھے امرو کہتے ہین امراؤ قنتوری بن زبیدی میرا نام نہین ہے سوار کو اس گستاخی پر بڑا غصہ آیا جھلا کے کہا ابے تو بدتمیزی کریگا تو مار کھائیگا۔ تجھے امراؤ قنتوری بن زبیدی نہین کہتے ہین لوگ اسنے جواب دیا ہان کہتے تو ہین مگر غلط بات ہے اجی صاحب آپ مجھسے سنئے میرا نام امرو ہے اور قنتور کا مین رہنے والا ہون اور باپکا نام زبیدی ہی۔ اگر آپکو ہم پر مہربانی کرنی ہی تو جو کچھ دینا ہو دیجیے اور ہم پر احسان کیجیے آپنے سب سے دنیا بھر کے [illegible] اور دیا دلایا ٹکا بھی نہین بڑے مزے کے آدمی معلوم ہوتے تو یہ دیکھیے مین نے اپنی انگلیون سے اپنی تاریخ لکھی ہے اور جیلخانہ مین فوراً رکھدی۔ فوجدار نے کہا کیا بڑی عمدہ کتاب ہے کہ لوگون نے رہن رکھلی۔ وہ بولا عمدہ۔ اجی اچھے اچھے شاعرون اور نثارونکے چھکے چھڑا دیے ہین۔ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے جب سے پیدا ہوا ہون تب سے اجتک کا حال لکھا ہے۔ پوچھا کیا ابھی ختم نہین ہوئی۔ اسنے کہا سوانح عمری بھی کہین یون ختم ہوتی ہے

جب میری زندگی ختم ہوگی تب یہ بھی ختم ہوگی اب جیلخانہ مین خوب فرصت ملیگی۔ ہم لوگون سے کوئی کام تو لیا نہین جاتا بس مرنے سے لکھونگا جو کچھ لکھ چکا ہون وہ سب برزبان ہی مگر اب نئے حصہ مین ان سوار صاحب کی خوب ہی خبر لونگا جو راستے بھر مین مجھے ڈانٹے ڈپٹے آئے ہین۔

فوجدار نے کہا بھئی تم خوش تقریر ہو۔ وہ بولا جی ہان خوش تقریر تو ضرور ہون مگر بدبخت بھی ہون کیونکہ بدبختی عالم کے ساتھ ہی ساتھ رہتی ہے۔ سوار نے کہا اور بدمعاشی اور لچاپن اور شہدپن اور پاجی پن بھی تمھارا پیچھا نہین چھوڑتا۔ قیدی نے جھلا کے جواب دیا آپ سے ہزار بار کہا آپ دخل در معقولات نہ دے بیٹھا کیجئے۔ یہ انسان مین بڑا عیب ہے۔

زبان در دہان خردمند چیست ۔ کلید در گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے ۔ کہ جوہر فروش ست یا پیلہ گر

مگر آپ کی زبان آپکے قابو مین نہین ہی آپ بھی مجبور ہین اس مین آپکا کیا قصور ہے۔ سوار نے جو یہ تقریر سنی تو آگ ہوگیا اور تلوار اٹھائی کہ کاٹھی سے سر پر ضرب دے مگر خدائی فوجدار نے منع کیا اور کہا بھائی صاحب سنئے۔ بات یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ بندھے ہوتے ہین اسکی زبان ذرا کھل جائے تو کوئی قباحت نہین ہے۔ اظہار مطلب کے جب اور سب راستہ بند ہوجاتے ہین تو زبان ضرور کھل جاتی اسکے بعد خدائی فوجدار دام بالا فتخار نے سب قیدیون کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب کی گفتگو سے منکشف ہوتا ہی کہ گو تم مجرم اور ملزم ضرور ہو مگر زندان مین جانا تمھاری خواہش کے خلاف ہے۔ اور یہ لوگ تمکو زبردستی گرفتار کیے لیے جاتے ہین اول تو تم لوگ یہی نہین جانتے کہ مین کون ہون مین وہ ہون جسکو خدا نے خلق مین اس غرض سے خلق کیا ہی کہ غربا کو امرا کی ایذا سے بچاؤن اور زیردستون کو زبردستون کی مردم آزاری سے مصئون رکھون۔ اگر کوئی طاقتور آدمی کسی کمزور بیچارے پر ستم ڈھائے تو ہمارے اوپر فرض ہے کہ اس کمزور کی کمک کرین۔

اے زبردست زیردست آزار ۔ گرم تا کے بماند این بازار
بچہ کار آیدت جہاندارے ۔ مردنت بہ کہ مردم آزارے

یہ اسی وقت میرے امکان مین ہے کہ تمکو اس مصیبت سے بچاؤن اور کمک کرون مگر میہ گڑے جو مرے تو زہر کیون دے + اگر یہ محافظ یعنی سوار اور پیادے افسر اور آدمی ہمارا کہنا مان لین گے تو بلا جنگ و جدال کے تم رہائی پاؤ گے اور چھوٹ جاؤ گے اسکے علاوہ تم لوگون نے ان محافظون کے ساتھ کوئی بے اعتنائی نہین کی ہے اگر انکو یہ خیال ہو کر بادشاہ کے حکم سے تم لوگ جیلخانے بھیجے جاتے ہو تو یہ

خیال بھی ضروری ہے کہ بادشاہ کی خدمت اور کسی نہ کسی طریقہ سے بجا لاسکتے ہو۔ اب مین اس گاردے کے افسر اعلی کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہون کہ از خردان خطا واز بزرگان عطا ایک مشہور مسئلہ ہے اور یہ۔ در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ۔ اگر ان لوگون نے تمہارا مال مارا ہوتا تو تمکو اختیار تھا اگر تمہارے ساتھ کوئی بدی کی ہوتی تو تم جو چاہتے وہ کرتے مگر انہون نے تمہارے ساتھ کسی قسم کی بدی نہین کی اگر جرم کیا تو خدا اسکی سزا دیگا تم کون ہو۔ لہذا آپ سب صاحبون کی خدمت مین التماس ہے کہ از برائے خدا ان بیچارون پر رحم کرو اور انکو رہا کردو۔ مین ابھی تو عاجزی کی ساتھ بصد الحاح استدعا کرتا ہون لیکن اگر اسپر بھی نہ مانا تو نیزۂ خونفشان کو کام مین لاؤنگا اور نیچا دکھاؤنگا تیغ خارا شگاف کی چمک اور دمک تمکو مجبور کریگی کہ ان قیدیونکو ابھی ابھی رہا کرو۔ یہ اشہب عربی لولو سم ٹاپون سے تمہارے سرون کو روند ڈالیگا۔

سمند سبک رو کی چالاکیان ۔۔۔ طرارے مین چھلبل مین بیبا کیان
روانی مین دریا تو اڑنے مین طیر ۔۔۔ کرے ایک کاوے مین عالم کی سیر
چمن مین گذر ہو تو وقت خرام ۔۔۔ صبا کو کرے اپنی تیزی سے رام

اور وقت وغا و جنگ تو عجب ہی عالم ہوتا ہے اگر نہ مانوگے تو دیکھ ہی لوگے

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ۔۔۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ

گاردیکے افسر نے جو یہ گفتگو سنی تو کہا یا وحشت۔ یہ اچھی ہانک لگائی۔ سچ ہے انسا نہین حواس ہی حواس تو ہے۔ اور ہی کیا ان ننھے ننھے ہاتھ پانون پر یہ تعلی۔ اتنی سی جان گز بھر کی زبان درخواست ہم سے کہ بادشاہ وقت کے قیدیونکی ہم لوگ رہا کردین۔ ماشاء اللہ ہمکو اختیار کہا کہ بادشاہ کے حکم کے خلاف کوئی کارروائی کرین۔ نہ کہ اتنے بڑے مجرمون کی رہائی۔ لاحول ولاقوۃ!! ابرین عقل و دانش بباید گریست۔ میان اپنا کام کرو۔ اور پرائے پھٹے مین اپنا پانون نہ ڈالو اور اگر مرغ کی ایک ہی ٹانگ قائم رکھوگے تو تمکو اختیار ہے) خدائی فوجدار کو یہ سننے کی تاب کہان۔ کہا تو خود مرغا اور مرغی اور سوار اور بدمعاش اور پاجی ہے۔ یہ کہکر اس زور سے گھوڑے کو کڑکڑا کے نیزہ چلایا کہ جب تک سوار سنبھلے سنبھلے زمین پر آرہا۔ ارارادون!!! اسکا گرنا تھا کہ گاردے والے سخت متحیر ہوے اور سنبھل کے سوارون اور پیادون نے خدائی فوجدار پر حملہ آور حربہ کیا اور بدھو بھی بڑے استقلال کے ساتھ کل کارروائی دیکھا کیے۔ اب دل لگی دیکھیے کہ گاردے والے کس مصیبت مین پڑے۔ ادھر تو اس سڑی سودائی خدائی فوجدار کی فکر کہ اس سے بچین اور اسکو زیر کرین کہ یہ راہ چلتا آدمی خواہ مخواہ کے لیے

بھرا پڑتا ہے اور اُدھر گارد کے کی حیرانی دیکھ کر قیدیون نے زنجیرین توڑانی شروع کین بڑی مصیبت کا سامنا تھا اگر قیدی بھاگ جائین تو غضب ہوا دھر یہ نیزہ بھونکے ہی دیتے ہین - بدھو نفر نے امر و قیدی کو مدد دی اور زنجیر اور ہتھکڑی تڑا کے وہ اچکتا ہوا آزادی کے ساتھ میدان مین آیا - اور گارد کا جو سوار گر پڑا تھا اسکی تلوار اور بندوق چھینلی اور تلوار میان سے نکالکے جو چمکائی تو گارد کے لوگ بھاگے یہ جاوہ جا ادھر تو میان امرو نے غنیم کی تلوار چھین کے چمکائی اُدھر اور قیدیون نے پتھر مارنے شروع کیے -

میان بدھو نفر کو اس کارروائی سے بڑا ہی رنج تھا - یہ سوچے کہ گارد کے لوگ جا کے پولیس والون سے کہینگے اور ایک بگل کے بجتے ہی صدہا آدمی دوڑ پڑینگے اور ہم سب گرفتار ہو جائینگے اور ساری مشیخت کرکری ہو جائیگی - اور خدائی فوجدار کی فوجداری سب رکھی رہیگی - اپنے آقا سے نامدار سے کہا کہ اب حضور یہان سے بھاگ چلین - بس خیریت اسی مین ہے ورنہ بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا فوجدار بولے بھئی کہنے کو تو تم ٹھیک ہو مگر یہان اب اور ہی موقع ہے سب قیدیون کو آپ نے جمع کر کے اسپیچ دینا شروع کر دی -

(اے برادران آزاد - دنیا مین سب سے بدتر گناہ احسان فراموشی اور اس سے بدتر محسن کشی ہے احسان فراموش کبھی سرسبز نہوگا اور محسن کش ہمیشہ خوار اور ذلیل رہتا ہے - احسان فراموشی خدائے عزوجل کو بھی سخت بری معلوم ہوتی ہے مین اپنی زبان سے کوئی کلمہ نہین نکالنا چاہتا مگر آپ لوگون نے خود اپنی آنکھون دیکھا کہ مین نے آپکے لیے کیا جان جوکھم کی اور لڑائی پڑا - اس مین چاہے جو ہو - ع - ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + اب میری درخواست یہ ہے کہ جو زنجیرین ہمنے تمہاری گردنون اور ہاتھون اور پائون سے اتاری ہین وہ لیکر وہان جاؤ جہان ہم تمکو روانہ کرین اور وہان جا کے جسکو ہم کہین اسکو دکھاؤ - اور اُسنے ہماری بہادری اور جوانمردی کا حال مو بمو من و عن بیان کرو کہ تمہارا عاشق زار خدائی فوجدار تمہارا نام لیکر دیون اور اژدہون اور اژدرون اور بادشاہون اور بڑے بڑے پہلون سے لڑتا ہے - اسکے بعد اس معرکۂ عظیم کا حال کہنا جو تم نے ابھی ابھی آنکھون دیکھا اور رہا ہوے ہو - اس کے بعد اللہ کا نام لیکر جہان جی چاہے وہان جاؤ اور خوش و خرم رہو - اور ہمکو نہ بھولنا -)

خدائی فوجدار کی اس تقریر وحشت تخمیر کا جواب سب کی جانب سے میان امراؤ قنقوری نے دیا ہمارے محسنی نامدار اور محسن والا تبار حضور نے جو احسان ہم گنہگار بندون اور قیدیون پر

کیا اسکی توصیف ہماری زبان سے محال ہے - زبان ناطقہ لال ہے - مگر جو بات حضور نے فرمائی وہ ہمارے امکان سے خارج ہے - یہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ ہم سب ملکے سڑک پر جائین - لاحول ولا قوۃ ہم اتنے بڑے جرم کے مجرم - ایسے سنگین جرم مین ماخوذ - اور گاردے کی حفاظت سے بھاگ آئے اور شاہی سوارون اور افسر اور پیادون کی تلوار بندوقین چھین لین اور پتھر چلائے اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ سب کے سب غول کا غول ساتھ رہے پولیس لوگ ہماری گرفتاری کو جا بجا دوڑتے پھرتے ہونگے ہم تو اب الگ الگ ادھر ادھر چھپتے پھرینگے اور یقین نہین کہ گرفتاری سے بچ جائین کیونکہ قیدیون کا جو گاروکی حراست مین ہون زنجیرین توڑ تاڑ کر بھاگ جانا غضب ہے - اگر گرفتار ہوے تو دائم الحبس کی سزا پائینگے اور تمام عمر قید خانے ہی مین پڑے رہا کرینگے - لہذا ہمارا وہان جانا اور یہ لوہے کی زنجیرین اٹھا کے لیجانا اسکا تو کبھی خیال بھی نہ کیجیے گا - کیونکہ یہ بالکل عقل کے خلاف ہے - رہائی پا کے پھر گرفتار ہونا کونسی دانائی ہے اس سے تو غلامون کو معاف ہی رکھیے -)

اتنا سننا تھا کہ خدائی فوجدار سر سے پانون تک پھنک گئے - اور نیزہ ہلا کر کہا (او نابکار - او سور او احسان فراموش - اگر یہ سب بھی جائین تو خیر مگر تو اکیلا جائیگا اور یہ سب لوہا تیری گردن پہ لادونگا اور تجھے زبردستی جانا پڑیگا - او نابکار - نامعقول - تیری یہ تاب وطاقت کہ تو ہماری حضور مین ایسی باتین زبان پر لائے اگر ابکی پھر کوئی نافرمانی یا گستاخی کا کلمہ کہا تو زبان کو داغ دونگا) میان امراؤ قلندر تو ہی چپ چاپ سنتے رہے خدائی فوجدار کی قطع وضع گفتگو سے سمجھ گئے تھے کہ یہ کوئی خبطی بڑی سودائی ہے - اور اس مجنونانہ حرکت سے کہ بادشاہی افسر فوجی پر خواہ مخواہ حملہ آور ہوا اور قیدیون کو رہا کر دیا سب کی سمجھ مین آگیا کہ دیوانہ ہے - امراؤ نے اور قیدیون سے ذرا اشارہ کر دیا تو ان سب نے پتھرون کی بوچھار شروع کر دی اور اس قدر پتھر ان کی کھوپڑی پر پڑے کہ اگر ڈھال نہ پاس ہوتی تو چھلنی ہی ہو جاتی اور وہ ڈھال بھی قریب قریب بیکار ہی تھی - وہ اتنے اور یہ اکیلے - کس کس کی ضربت سنگ سے فرقدان مبارک کو محفوظ رکھین - رشک حمار یعنی راہوار رباز رفتار کو لاکھ لاکھ ایڑ لگاتے ہین مگر اسپ گلی کی طرح جنبش نہین کرتا

لیکن مجھے زروے تواریخ یاد ہے
شیطان اسی پہ نکلا تھا جسپے ہے سوار

یہ اس مرتبہ اپنے گھوڑے پر بہت ہی جھلائے مگر جھلایا کرو - اس سے کیا ہوتا ہے - اس سے کہ میان بدھو نفر نے جو یہ پتھراؤ دیکھا تو اتر کے گدھے کے پیچھے جا کے چھپے اور سر کو چھلنی ہونے سے بچایا خدائی فوجدار کا سر ہی جانتا ہوگا - یہانتک نوبت آئی کہ آپ گھوڑے سے

بوکھلا کے اڑنے لگے مگر مارے پتھرون کے اترنا در کنار گرے اور گرنے کی دیر تھی کہ اس ڈاکو نے جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے انکی خوب ہی مرمت کی اور انکے اس پیتل کے برتن کو جسکا نام انھون نے خود رکھا تھا انکے شانون پر زور سے دو چار بار ٹپکا اور پھر زمین پر کئی بار دے مارا اور اس صدمے سے اُسکے کئی ٹکڑے ہو گئے برھونفر اور فوجدار سے جو کچھ زبردستی چھین سکے اُسکو چھین لیا اور کوئی اتر کوئی پورب کوئی پچھم کوئی دکھن کی طرف بھاگا۔ یہ جا وہ جا یہ دونون مصیبت زدے پٹ پٹا کے مار کھا کے لٹ لٹا کے پڑے سسک رہے تھے اور ان بدمعاشون نے احسان فراموشی کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ یہ سڑان سودائی اُنسے امید رکھتے تھے کہ وہ منزلون کی راہ طے کر کے انکی معشوقہ سے جا کے انکی کارگزاری کا حال کہینگے وہان انھون نے انکی قرار واقعی مرمت ہی کر دی اور احسان کے عوض جو جی چاہا چھین چھان لیا۔

چار کے ماتھے گئی۔ گدھا سر جھکائے کھڑا تھا مسکین خر۔ کبھی کبھی کان ذرا پھٹک دیتا تھا۔ اسکے نزدیک ابھی پتھراؤ ہی ہو رہا تھا خدائی **فوجدار** کا عراق بالکل شل تھا۔ پتھرون کی بوچھار خوب ہو چکی تھی برھونفر کو ہر دم خوف تھا کہ مبادا پولیس والے آ کے کان گوشی کریں اور جزیرے کی بادشاہی کے بدلے قید خانے مین اسیر ہون۔ **خدائی فوجدار** اپنی بوٹیان اپنے آپ نوچتے تھے کہ جن لوگون کے ساتھ اسقدر سلوک کیا وہی احسان فراموش اور محسن کش نکلے۔ چپکے چپکے معشوقہ کو یاد کرتے جاتے تھے اور دل ہی دل مین یہ اشعار پڑھتے تھے۔

در چمن باز نگر نرگس بیمارے ہست — کہ اسیران چمن را سر گفتارے ہست
باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل — کہ نہان در کف گل ہم بہ چمن خارے ہست
نیست گر زلف ترا سبحۂ اسلام بدست — بر کمر حسن ترا رشتۂ زنارے ہست
مشو آشفتہ ز آشفتگی طرۂ زلف — کہ نہان تاب بہر موے گرفتارے ہست
عیب مجنون مکن اے دوست کہ از شوق جنون — عاشق دل شدہ را گرمی بازارے ہست
تشنہ لب نیست کسے ورنہ درین دشت چہ باک — شرنفے نیست بہر جا قدمے بیمارے ہست
نیست گر ہیچ دگر حاصل رسوائی عشق — گرمی معرکہ و مجمع بازارے ہست

برھونفر انکی قطع سے سمجھ گئے کہ یہ اسوقت اپنی معشوقہ کے فراق مین ہین۔ اور بھی جھلائے کہ اس حالت زار کو دیکھو اور یاد معشوقہ ذلیل و خوار کو دیکھو کیونکہ میان برھونفر بھی تو اُسی گانون کے رہنے والے تھے جہان **خدائی فوجدار** رہتے تھے یہ اس عورت سے خوب واقف تھے اور جانتے تھے کہ ایک نیچ قوم بد قطع عورت ہے دل ہی دل مین ہنسی آتی تھی کہ شکل چڑیلوں کی ناز پریوں کا۔

23

فصل - ۹ -

خدائی فوجدار عالی وقار والا تبار ذی الاقتدار سلمہ اللہ الغفار پتھرون کی مار سے ایسے بیزار اور خوار تھے کہ مردے سے بدتر انہون نے تھوڑی دیر کے بعد اپنے بدھو نفر سے کہا

نکوئی بابدان کردن چنان ست		کہ بد کردن بجاے نیکمردان	

جب کبھی کسی ہیچ قوم کے ساتھ بھلائی کروگے تو انجام خراب ہوگا - وہ نیکی کا ثمرہ بدی ہی دیگا جس سے نیکی کے عوض نیکی کا خیال رکھنا خیال خام ہی - گو نیکی نیک راو بدی بدرا - مگر پھر بھی دیکھو انجام برا ہی ہوا نا خیر - اس سے ایک سبق ہی حاصل ہوا ہی یہ پیر شو بیاموز - اگر تمہارے کہنے کے مطابق ہم چلتے تو یہ تباہی کاہے کو آتی - بدھو نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اکی بڑی خرابی یہ ہوئی کہ ہم مفت مین دھر لیے گئے گیہون کے ساتھ گھن کا پیسنا اسی کو کہتے ہین اس مرتبہ ہمکو چھپنے اور بچنے کا بھی موقع نہ ملا اور پتھراؤ مین ہم بھی دھرے گئے اب آپ فرماتے ہین کہ اگر میری صلاح پر آپ چلتے تو اس مصیبت سے بچتے - اچھا اب آیندہ سہی - اب اتنا ہی کہنا ہی کہ کہین چھپ رہیے کیونکہ پولیس کے زبردست لوگ پہلوان اور بہادرون کو نہین مانتے - وہ ضرور ڈھونڈھ نکالینگے پھر الٹی آئنتن گلے پڑینگی - اور بادشاہی اور شاہنشاہی سب رکھی رہیگی - اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست - بمجھے تو شک کی جگہ یقین ہی کہ وہ چل چکے اور عجب نہین کہ ان قیدیون مین سے دو چار دس پانچ کو گرفتار بھی کر لیا ہو -

خدائی فوجدار نے بہ متانت وسہولت جواب دیا سنو یار بدھو نفر تم خلقی طور پر ایک بزدل بودے آدمی ہو اور ذرا ذرا سی بات سے ڈر جاتے ہو - خوف اور بزدلی گویا تمہاری گھٹی مین ہی مگر خیر تم جو صلاح دوگے اسکے مطابق ہم کارروائی کرینگے - تاکہ تم کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم تمہاری صلاح پر نہ چلے اچھا چلو یہان سے کسی اور طرف چلے چلین تم بھی کیا نہ کہوگے - مگر شرط یہ ہے اور اس شرط کے مطابق تمکو چلنا پڑیگا کہ زندگی بھر کسی سے منہ سے نہ نکالنا کہ خدائی فوجدار کو کسی مقام پر حسب ضرورت ومصلحت بھاگنا پڑا - خبردار - خبردار - مرتے وقت بھی زبان سے نہ نکالنا ورنہ مار ہی ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا خبردار - خبردار - ہان اگر کچھ کہو بھی تو صرف اتنا کہو کہ ہمنے تمہاری تعمیل کے بموجب ایسا کیا اور اپنی مرضی خاص کے خلاف کیا - اگر اسکے برعکس کوئی کلمہ زبان پر لاؤگے تو مین تمکو دروغگو اور کاذب کہونگا اور ہر بات پر جھوٹا بناؤنگا - بدھو نے کہا جو آپ فرمائینگے اسکی تعمیل کیجائیگی مگر از براے خدا اب یہان سے روانہ ہو جیے کیونکہ اب ہمکو اور آپکو اس امر کی ضرورت اشد ہی کہ گھوڑون کو تیز کرین بعد جنگ کسی محفوظ جگہ پر جا کے رہنے سے یہ مراد نہین ہی کہ بھاگ گئے - نے اب غلام کی خواہش کے مطابق

عراقی پر سوار ہو جیے اور کوچ کی تیاری فرمائیے۔ **خدائی فوجدار** یہ سنتے ہی پشت توسن پر آئے۔ کہا سنو جی یہان کے پولیس اور اِس ملک بھر کے پولیس اور خدائی بھر کے پولیس والونکی ہمارے نزدیک کوئی اصل و حقیقت نہین ہے۔ ہم کیا سمجھتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ۔!!! مگر ہم یہ سوچکے کہ بھئی ایک مرتبہ بدھو کا کہنا بھی کرو کہا لکا جھگڑا۔ اِس سبب سے بندہ پشت توسن پر سوار ہوا۔ لے اب چلو۔

یہان سے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ مین میان بدھو نفر نے خدائی فوجدار کا شکریہ ادا کیا کہ اِس مرتبہ صلاح نیک مان لی۔ ہٹ اور ضد سے کام نہ لیا گو مین گنوار کا لٹھ ہون اور دیہاتی آدمی مگر اتنا ضرور جانتا ہون کہ سرکاری آدمیون سے لڑنے مین بڑا ضرر ہے اور ہر دم پھانسی رکھی ہے۔ ہوئی ہے خدائی فوجدار نے کہا بدھو یہ تو کہہ وہ اِس لوٹ مار مین کیا کیا لیگئے بدھو نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا اہاہا ہو بڑی بات یہ ہوئی کہ کھانا سب چھوڑ گئے اور کئی دن تک کا کھانا تمنے رکھا تھا وہ سب بچ رہا پروردگار نے بڑا رحم کیا۔ ورنہ ستم ہی ہو گیا تھا شب کو یہ دونون کوہ قاہرۃ القنجیم کی ایک چوٹی پر پہونچے اور وہین شب باش ہوئے۔ اب سنیے اتفاق وقت اور بدھو کی شامت اعمال سے اِسی مقام پر اِس نامی گرامی اور مشہور بدمعاش ڈاکو اور چور کا بھی گزر ہوا جسکا نام امراؤ قنتوری تھا پولیس کے خوف سے یہ بھی کوہ پر بھاگ کے آیا جہان آبادی بہت کم تھی اور نہ حیدران گزرگاہ عالم۔ بدھو بیچارہ تھکا ماندہ امر اٹھیا سو رہا تھا کہ وہ نامی ڈاکو وارد ہوا۔ **خدائی فوجدار** اور بدھو کو دیکھا اور پہچانا۔ احسان فراموش اور محسن کش تو تھا ہی **خدائی فوجدار** کے احسان عظیم کو پہلے ہی سے فراموش کر چکا تھا۔ اگر اپنی راہ راہ چلا جاتا تو بدمعاشون اور پرلے سری کے بچون کی فہرست سے نام کاٹ دیا جاتا اور یہ تو ممکن ہی نہ تھا کو کوئی سلوک اپنے محسن **خدائی فوجدار** کے ساتھ کرتا کیونکہ یہ بھی اوہی انھین ذات شریف کے اشارے کا نتیجہ تھا۔ بدھو نفر کو غافل اور فوجدار کو مردہ پاکر انھون نے بدھو کا گدھا لیا اور اسپر سوار ہوا اور یہ جا وہ جا۔

اِدھر خورشید جہانتاب نے اشعہ زر نگار سے روے زمین کو نور آگین کیا اُدھر میان بدھو نفر کی آنکھ کھلی۔ اٹھے تو گدھا ندارد۔ سمجھے کہ شب کو تڑا کے بھاگ گیا اِدھر اُدھر دیکھا تو مع سازو سامان ندارد۔ نہین۔ ارے! غل مچانا شروع کیا کہ ہمارا گدھا کون لیگیا ہائے میرا گدھا۔ اب پیادہ پا چلنا پڑیگا اتنے مین خدائی فوجدار بھی اٹھے۔ سنا کہ بدھو رو رو کر کہہ رہے ہین ہائے میرے نیچے گدھے۔ اے میرے تارون کے پالے گدھے۔ اے میرے گھر کے اجالے گدھے۔ اے

مسکین خر اگرچہ بے تمیز ست	گر بار برد ہمین عزیز ست

اے میرے ہمسایہ والون کے رشک دہ اے میرے رزق رسان بعد خدا۔ تیرے جانے کا

مجھے سخت رنج وملال ہے ادھر میرا ادھر تیرا برا حال ہے۔ تاب جدائی محال ہے۔ از برائے خدا اپنے جلد آؤ اور اپنا چاند سا مکھڑا ہمین دکھاؤ۔ اب زیادہ نہ ترساؤ میرے گھر بھر کو قلق ہوگا اور رو رو کے سب آنکھین کھو دینگے یہ آواز خدائی فوجدار نے جو سنی تو بدھو کو سمجھانا شروع کیا کہ اے یار عزیز رونے سے بجز آنکھین کھو بیٹھنے اور کیا حاصل ہے۔ پس یہ کوئی فعل دانشمندی نہین۔ فضول ہے۔

عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال		صد سال می توان بہ تمنا گریستن	

اب تم آنکھین دھو ڈالو منھ پونچھ ڈالو آدمی بنو۔ ہم تمکو ویسے ویسے تین گدھے لے دینگے گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ اس سے بدھو نفر کو بڑی تسلی ہوئی اور آنسو پونچھے اور منھ دھویا اور شکریہ ادا کیا کہ آقائے نامدار نے بڑی تشفی کی ورنہ بڑی آمدنی ہاتھ سے گئی تھی اور عمر بھر کی تباہی کا سامنا تھا اب انکی سنیے کہ پہاڑون پر رہنے اور زندگی بسر کرنے مین۔ خدائی فوجدار کو ایک قسم کا لطف حاصل ہوتا تھا کیونکہ انکی راے تھی کہ پہاڑون سے زیادہ موقع انکو اپنی کارگزاری دکھانیکا نہین ملیگا۔ یہان انکو وہ سب باتین یاد آئین جو انہون نے کہانیون اور قصون اور افسانون مین پڑھی تھین کہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر فلان گردنا مرد نے ایک عورتکو پچاس دیوون اور عفریتون کے پنجے سے رہا کیا تھا اور فلان کوہ کے درۂ عظیم مین ایک ساحر کہ شیر کی صورت مین حملہ آور ہوا تھا ایک یل گرامی پہلوان نامی نے بیادہ پا زک فاش دی اور یہ ہوا اور وہ ہوا۔ اتنے مین ایک گدھا چرتا ہوا نظر آیا اور خدائی فوجدار اپنے رشک حمار پر سوار ہوکر اسکو لے گئے اور میان بدھو نفر سے کہا کہ لو بھائی صاحب آپکا گدھا مبارک۔ لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اسپر سوار ہوکر تھوڑی دور گیا مگر دھالو پہاڑ پر جب گدھا نہ جاسکا تو چھوڑ کے چلدیا۔ بدھو اپنے گدھے کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور کہا یا خدا اسی طرح کوئی جزیرہ دلوادے یہ تو ایک نعمت غیر مترقبہ ملگئی۔ فرش بچھاکر اپنے آقا کو کھانا کھلایا۔ فاختہ کے کباب اور روٹی اور انڈے۔ اسکے بعد خود کھانا کھایا اور دونون وہانسے روانہ ہوئے تو راہ مین فوجدار نے کوئی شے دور سے دیکھی اور نیزے سے اسکو اٹھانا چاہا مگر وہ اٹھ نہ سکی تو بدھو نے جھپٹ کے گدھے سے اتر کے اٹھائی دیکھا تو ایک پورٹمنٹو ہے۔ اسمین کچھ روپئے ہین اور سنہری قیمتی نوٹ بک اور چاندی کی پنسل اور چار بڑے قیمتی شرٹ (قمیص) اور چار عدد ریشمی رومال فوجدار نے نوٹ بک اور پنسل لے لی اور باقی سب انکے حوالے کیا بڑا شکریہ بدھو نفر نے ادا کیا۔

خدائی فوجدار نے غور کرکے کہا یار بدھو ہماری راے ہے کہ یہ پورٹمنٹو کسی مسافر کا ہے ڈاکوؤن نے ڈاکہ مارا اور اسکو قتل کرکے اس پہاڑ کی کھو مین لے آئے کہ دفنا دین بدھو نے انکی راے سے اختلاف کیا

کہا جناب اگر ایسا ہوتا تو دن کو اتنا روپیہ نہ چھوڑ جاتے۔ اور نہ یہ شرٹ پھینکدیتے **خدائی فوجدار** نے بھی انسے اتفاق کرلیا اور کہا آؤ دیکھین اس نوٹ بک مین کیا لکھا ہی۔ کسکا نام ہی کو مقام پر کھولا تو سب کے پہلے ایک نامۂ منظوم نظر پڑا۔ فوجدار زور زور سے پڑھنے لگے تاکہ بدھو نفر جو گنوار دنکے گنوار تھے انکی سمجھ مین بھی کوئی کوئی لفظ آجائے حالانکہ بھینس کے آگے بین بجائے بھینس پڑی پگھرائے یعنی اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا۔ خدائی فوجدار نے نامۂ منظوم یون پڑھکر سنایا

ای بلبل باغ خوش بیانی
اے شاہ قلم و صباحت
ہی تیرا تو اک جہان خریدار
بن ٹھن کے ہوئی ہو جان کندن
جھلکی کہین اک ذرا جو دکھلاکے
اترے کتنون کے ہین چڑھے چاند

اے مہوش و یار جان جانی
جادو گر بابل لطافت
جسکو دیکھو ہے محو دیدار
ہی نام خدا بلا کا جوبن
معشوقونکا بانکپن نکل جائے
سب حسن مین تیرے آگے ہین ماند
حصے مین ہی آپکے صباحت

اے مایۂ انبساط خاطر
حاسد جلکر ہوی ہین ٹھنڈے
ہی سادگی تجھکو دل سے مرغوب
از سر تا پا ہو غیرت حور
کتنے ہی بناو کر کے آئے
اس صوت و شکل کے ہون صدقے
ہر ایک ادا مین ہے لطافت

ای خرمی و نشاط خاطر
خوبی کے تیری گڑے ہین جھنڈے
آرایش حسن واہ کیا خوب
ماشاءاللہ چشم بد دور
ہر سامنے تیرے منہ کی کھائے
قربان ہوئین ہزار جی سے

شکل دکھلا او بت گلفام کیا ہو کیا نہ ہو
مین ہون چراغ صبح ہو تا شام کیا ہو کیا نہ ہو

آج یان رہ جا دل مضطر کو ہے تسکین محال
کل تلک اے باعث آرام کیا ہو کیا نہ ہو

لطف سے جو دم گذر جائے غنیمت جانیے
ہے مخالف گردش ایام کیا ہو کیا نہ ہو

بے طرح بیکار پڑا ہے بدزبانی کا انھین
دلکو بھائی لذت دشنام کیا ہو کیا نہ ہو

غیر سے گر ملو آپکے خطار سوا کروگے مہربان
سرگذشت عاشق ناکام کیا ہو کیا نہ ہو

چشم بد دور آج کل کیا دخت رز پر حسن ہے
آنکھ زاہد کی ہی سوئے جام کیا ہو کیا نہ ہو

ہے فسانہ خواب کا الفت بت نادیدہ کی
کسطرح اسکو پکارون نام کیا ہو کیا نہ ہو

نامہ بر آیا ہی کچھ کہتا نہین خاموش ہے
دلمین دھڑکا ہے میرے پیغام کیا ہو کیا نہ ہو

اہل محفل اتنی غفلت دیکھو آنکھین کھولکر
رہتی ہے پر آب جیسے جام کیا ہو کیا نہ ہو

خدائی فوجدار نے کہا اس سے تو کچھ معلوم نہوا کہ کون شخص ہے۔ مگر اتنا البتہ معلوم ہوا کہ کوئی ہمارا بھائی شاعر ہے اور عاشق دلدادہ۔ کشتۂ ناز۔ معشوقہ کا نام کندن ہے کہا ہی نہ کہ "بن ٹھن کے ہوئی ہو جان کندن" کسی معشوقہ جادو جمالکے حسن عالم افروز پر جان دیتا ہے۔ مرا ہوا ہے۔ اب یہ کہان کسے دریافت ہو کہ کندن جانکون ہین اور انکا عاشق کون ہے مگر ہے کوئی دالدادہ ضرور اور وہ بھی کوئی اٹلام اور خونخوار ہے

ادھر سے نیاز نہ ادھر سے ناز۔ ادھر گزارش حال۔ ادھر غرور حسن و جمال۔ الغرض قابل جستجو ہی کہ یہ شاعر کون ہے اور اسکی معشوقہ کون تند خو ہے جسنے اس غریب پر اسقدر ستم ڈھایا ہے اور کوہ و ہاموں کا رستہ دکھایا ہے اگر یہ ملجائے تو واہ واواہ ۔ یہ طول طویل تقریر سنکر میان بدھو نفر نے کہا دو باتین ہماری سمجھ مین نہ آئین ۔ ایک یہ کہ معشوقہ کو کندن کیون کہا سیم بدن ہم گنوارون نے بھی سنا ہے کہ چاندی کا سا بدن ہمنے بھی سنا ہے کہ چاندی سی پنڈلیان مگر معشوقہ کو کندن کہنا آج ہی سنا دوسری بات یہ سنی کہ حضور بھی شاعر ہین ابتک کوئی شعر آپکا نہین سنا تھا ۔ خدائی فوجدار اس گفتگو پر مسکرائے ۔ کہا ارے گنوار تو شاعرون پر اعتراض کرتا ہے ۔ کندن اس شاعر کے معشوق کا نام ہے ۔ کندن عورت مرد دونو نکا نام ہوتا ہے ۔ کندن لال کندن جان ۔ بی بی کندن ۔ ہندو اور مسلمان دونون اس نام کو استعمال کر سکتے ہین اب رہا یہ امر کہ ہین شاعر ہون یا نہین ۔ اسکا جواب صرف یہ ہی کہ ہم صرف شاعر ہی نہین بلکہ شاعر گر ہین یہ شعر جو تمنے سنے بڑے شعر نہین ہین مگر جو نامہ منظوم ہم اپنی معشوقہ زرین کمر کے نام بھیجینگے وہ قابل دید ہوگا بلکہ دید ہوگا نہ شنید ہوگا ۔

اے صورت زیبا ے تو آئینہ آسودگی
وے ناز استغنا ے تو ہر روز در بیہودگی
افسردہ می سازد مرا طرز تغافلہاے تو
اے بیوفا تا کے توان در پلہ فرسودگی

وہ تو اک چیز ہی اور ہوگی ۔ وہ شخص ہی اور ہوگی ۔ ع ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + ایک بات اے بدھو نفر اور بھی ہمکو تم سے کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارے پیشے کے جتنے لوگ ہین وہ سب شاعر ضرور ہونگے اور علم موسیقی کے بے بدل استاد ۔ یا ربد نژاد ۔ مگر ابکے شعرا اور پچھلے زمانے کے لوگون کی شاعری مین فرق ہے اب اسقدر جوش نہین اور رزمیہ بند کم کہتے ہین اب سلاست کیطرف زیادہ تر خیال ہوتا ہے ۔ بدھو نے کہا ذرا اور آگے بڑھ کے ملاحظہ فرمایئے شاید نام اور پتا بھی درج ہو ۔ فوجدار نے ورق الٹ کر کہا ایک خط لکھا گیا عشقیہ ہے نامہ عشقیہ ۔ بدھو نے عرض کی کہ ذرا اور زور سے پڑھیے ہم بھی سنین اور حظ اٹھائین ۔ فوجدار نے کہا اچھا ہم بڑی خوشی سے آپکو سنائینگے ۔ یہ کہکر میان بدھو نفر کی مرضی کے مطابق خدائی فوجدار نے خط پڑھکر سنایا جان جان تمہاری وعدہ خلافیون نے تمہارے عاشق زار کو یہ روز بد دکھایا کہ مین تاب مفارقت نہ لایا اور گھبرا کے ایسی جگہ آیا جہا لینسے نہین جاؤ ٹھکانہ میر الاشہ بے کفن ہان یہ خبر البتہ تمہارے گوش گزار ہوگی کہ تمہارا کشتہ ناز داخل خلد علیین و بہشت برین ہوا ۔

یہ نعش بے کفن اسد خستہ جان کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تمنے مجھے مار ڈالا - اے پری دخت شیرین حرکات تمنے مجھے چھوڑ کے اور میری محبت سے منھ موڑ کے ایک ایسے شخص کے ساتھ عقد کیا - جو مجھ کشتۂ ناز سے زیادہ امیر ہے - مگر لیاقت مین اُسکا اور میرا مقابلہ ع - چہ نسبت خاک را با عالم پاک + مین محبطی خوان وہ کج مج زبان - مین دانائے زبان وہ نادان مگر سچ یون ہے کہ جسے پیا چاہے وہی سہاگن کیا سانولا کیا گورا ہے - الغرض - ع - دل صدمۂ فرقت مین نکل جائے تو اچھا + اگر نیکی اور خوش خلقی کی اس زمانہ مین ذرا بھی قدر و منزلت ہوتی تو نہ مجھے کسی شخص کی خوش نصیبی پر ناز ہوتا اور نہ اپنی بد بختی کا رونا روتا - تمہارا حسن گلو سوز اور نور عالم افروز یاد کر کے میری جان جاتی ہے لبون پر جان آتی ہے مگر تمہاری بے اعتنائی نے عجب غضب ڈھایا ہے - تمہارا گورا گورا پیارا پیارا مکھڑا اصاف کہتا ہے کہ تم ملکوتی صفات ہو مگر غور کر کے دیکھا تو - ع - زنان را کید ہا بس عظیم است + اور اسمین بھی کوئی شک نہین کہ - ع - زکید زن بود نادان گرفتار + اب اے ترک جفا شعار قاتل عیار معشوقۂ عاشق کش ستم پرور الوداع الوداع - دنیا کو خیر باد دائمی کہہ کر رخصت ہوتا ہون - تمکو خدا خوش و خرم باکام فائز بمرام رکھے اور مدارج اعلیٰ کو پہونچائے - آمین -

یہ خط پڑھ کر خدائی فوجدار نے کہا اس سے بھی اصل حال نہین معلوم ہوتا صاف صاف سمجھ مین نہین آتا - ہان بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا غریب بیچارہ صیاد باز عشق کا شکار ہے - معشوقہ بے وفا کی بے وفائی نے اس مصیبت زدے شامت کے مارے کو کہین کا نہین رکھا -

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ادھر ادھر پھر اس نوٹ بک کو جانچا پرتالا تو اشعار حسرت بار کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا -

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

دہ روز مہر گردون افسانہ ایست افسون
نیکی بہ جای یاران فرصت شمار یارا

پھر نوٹ بک کے ورق الٹے تو یہ شعر دیکھے

کہ اے شاہ حسینان زمانہ
غلام خستہ جانکاسن نشانہ

مین تیرا اک غلام نیم جان ہون
حقیر و دلحزین و ناتوان ہون

کہ تو ہے ملکۂ ذی دولت و جاہ
طبیعت مین تری ہے رحم کو راہ

مین مسکین و گدای بینوا ہون
مین تیرے حسن پر دلسے فدا ہون

خطا دار گنہگار و پشیمان
عطا پر تیری مین از بس ہون نازان

تری درگاہ میں ہوں میں بے گیر — حزیں و خستہ و دلریش و دلگیر

اس کلام سے **فوجدار** نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اس کمبخت کی معشوقۂ مطلوبہ نے اسکو بڑا دھوکا دیا اس سے پہلے اقرار کیا اور اسکے بعد اب کسی اور کی زیب آغوش ہے۔

غیر آنکھیں سینکیں اس بت سے دل مضطر جلے — وائے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے

بدھو نفر اس بیگ کو پھر غور سے دیکھنے لگے کہ اسمیں شاید کوئی اور نایاب شے ملے مگر اس جستجو میں ناکام رہے۔ کوئی اور چیز نہ ملی۔ کوشش اور محنت رائگان گئی۔ فوجدار سے کہا خدا جانے کس بدبخت نے اپنی بے نصیبی کے سبب سے ایسے عاشق کش سے دل ملایا۔ ادھر فوجدار نے اس کتاب سے پڑھنا شروع کیا

مخلصی کیا ہے کہ مرغ روح قید تن میں ہے — جان بدن میں ہے بدن آغوش پیراہن میں ہے
رو رہا ہے وہ بھی میرے اضطرار اشک پر — کوئی آنکھوں میں تڑپتا ہے کوئی دامن میں ہے
انقلاب ایسا دکھائی لطف قاتل آج تو — زخم میں آئی جو ڈورا دیدۂ سوزن میں ہے
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج — ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن میں ہے
خاطر صافی میں تیری کس طرح سے آئیگا — وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہے
گرد گردی ہونے لگی پائے نگاہ یار میں — فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن میں ہے
بعد مردن آرزوئیں خاک سے پیدا ہوئیں — میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن میں ہے
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر — میرے زخموں کا نمک شاید ترے جوبن میں ہے
زخم کے دامن میں لے قاتل چھپے گا شرم سے — چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن میں ہے

بدھو نفر **خدائی فوجدار** کی اجازت سے روپیہ گننا شروع کیا۔ امیر **فوجدار** بہت جھلائے کہا تم بڑے ہی لالچی آدمی ہو۔ ع۔ طمع راسہ حرف و ہر سہ تہی + اس لالچ کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جس طرح جو تمہارا گدھا چرا لیگیا تھا اسی طرح کوئی ایک مرتبہ یہ بیگ مع زر و دینار و درم لیجائیگا اور کملی کتھری کریگا بس یہ پھر کرتے دھرتے ایک نہ بن پڑیگی ساری محنت کرکری ہو جائیگی اور پھر سر پیٹو گے اور روتے بھی نہ بنیگی بدھو نے روپیہ بیگ میں رکھا اور سوچا کہ اتنے دنوں کی مار پیٹ و فضیحتے اور ذلت کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسقدر زر کثیر ہاتھ آیا کہ اگر چیز بہ نہ بھی ملے تو ہیچ مضائقہ ندارد۔ گھر میں بیٹھ کے امیروں کی طرح رہینگے اور چین کرینگے۔ ع۔ نے غم دزد نے غم کالا + ایکدفعہ یہ بھی سوچا کہ خدائی فوجدار کو چھوڑ کے چپکے سے چلدو اور وہاں انکے عزیزوں اور آدمیوں سے کہو کہ یہ پاگل ہوگئے ہیں انکا علاج کرو اور مزے سے روپیہ لے کے دندناؤ۔ مگر آدمی تھا ڈرپوک۔ سوچا کہ اگر راہ میں کسی نے چھین لیا یا بیگ کا

مالک مل گیا تو بڑی خرابی ہوگی اور گھر تک جانا مشکل ہو جائیگا۔ اِس سے بہتر یہی ہے کہ فوجدار کے ساتھ ہو

خدائی فوجدار مع مصاحب جرار میان بدھو نفر کے اب اُس ستم رسیدہ تباہی زدہ کی تلاش مین روانہ ہوے جسکی نوٹ بک انھون نے پائی تھی۔ چلتے چلتے صحرا ے پرخار اور کوہ بلاخیز کے اندرونی حصہ مین پہونچے تو دیر کے بعد انکی نظر سے ایک آدمی گذرا جو پیادہ پا۔ برہنہ سر۔ ٹانگو مین پھٹا پرانا پائجامہ آستینون دار آصف خانی پھٹے پرانے گودڑ کرڑ وا تیل۔ وحشیون کی قطع۔ ڈاڑھی مین معلوم ہوتا تھا برسون سے کنگھی نہین کی ہے۔ خدائی فوجدار نے اسکا تعاقب کیا۔ فوجدار کے ساتھ میان بدھو بھی ہولیے۔ یہ دونون صاف سمجھ گئے کہ یہ وہی عاشق ہے معشوقہ عاشق کش کا ستم زدہ آفت زدہ غم زدہ مصیبت زدہ مجنونانہ قطع اِس بات کی گواہ ہے کہ یہ وہی تباہی کا مارا ہے۔ جب اِس وحشت زدہ کی نظر ہمارے فوجدار پر پڑی تو اور بھی بھاگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی آہوے صحرائی انسان کی شکل دیکھ کر مارے خوف کے چوکڑیان بھرتا بھاگا جاتا ہے۔ فوجدار نے بدھو نفر سے کہا یار تم اِس طرف سے اسکو گانسو اور مین اُدھر بودے سے اشہب صبا رفتار کو تیز کرون بس بیچ مین فوراً گرفتار کر لو۔ اِس سے کہدینا کہ یہ مرد شہسوار اور یل نامدار ہے خوب تعریف کرنا اور کہنا کہ۔

مین ہون نامور شیر دشت وغا ۔۔۔ لیے ہاتھ مین تیغۂ برق زا
جدھر رخ کیا شیر نے جھوم کر ۔۔۔ صفین ہو گئین دم مین زیر و زبر
چمکنے لگی برق تیغ دو دم ۔۔۔ دکھانے لگے اوج اپنا علم
نہنگان دریاے جرأت نشان ۔۔۔ لیے ہاتھ مین تیغۂ خونفشان
جوان اولوالعزم شمشیر زن ۔۔۔ بدیع الزمان گردش شکن

بدھو نفر نے کہا آپکے سایہ کے ساتھ ساتھ رہونگا۔ دم کے پیچھے پیچھے۔ ذرا بال بھر بھی نہ ہلونگا بس جدھر آپ بڑھے اُدھر بندہ بھی ہوگا۔

سالہا سال سے تو پیچھے ہین تمہارے پھرتے ۔۔۔ جنوری تم ہو جو اے یار دسمبر مین ہون

آپ مجھسے علٰحدہ ہوے اور بندۂ درگاہ پر خوف طاری ہوا اور خوف ایسا ٹیٹوا لیتا ہے کہ بس گھگی بندھ جاتی ہے واللہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بھوت پریت دیو نے گلا دبوچا اور مار ڈالا بندہ تنہا چھوڑ نے کا اس مین ہرچہ بادا باد۔

فوجدار بولے ہم اِس وقت بہت ہی خوش ہوے کہ تمکو ہماری بہادری اور بسالت اور شجاعت پر اسقدر بھروسا ہے اچھا ہمارے ساتھ ساتھ چلے آؤ اور خوب غور سے دیکھتے جاؤ

کہ وہ غریب وحشی کدھر ہے ہمکو اُس سے بڑی ہمدردی ہو گئی ہے اور وہ واقعی ہمدردی کا مستحق ہے وہ ظالم اتنا بھی نہین پوچھتی ۔

	چہ پیش آمد ترا و حال چون ست		مگر صحرا نوردی از جنون ست
	جدا چون گشتی از یاران غمخوار		چرا ای ہمچو مجنون سر بہ کہسار

وحشی بولا ۔ وجہ یہ کہ یہ اُسپر عاشق ہے اور وہ بات بھی نہین پوچھتی بدھو بولے صاحب ہماری سمجھ مین آج تک نہ آیا کہ لوگ ایسی بیوفا عورتون پر کیون جان دیتے ہین جو انکو جوتی کی نوک پر مارتی ہین ۔ ہماری عورت اگر بے اعتنائی سے پیش آئے تو ہم تو گولی ہی مار دین ۔ خدائی فوجدار بہت ہی ہنسے فرمایا ہم چند اشعار پڑھتے ہین ۔ اُنسے تمکو اس بات کا پورا پورا جواب ملجائیگا ۔

	بہ مجنون گفت روزے ساربانے		چرا بیہودہ دشت اندر مکانے
	اگر با لیلی ات باشد سرو کار		بود آن بیوفا را حیلہ بسیار
	لب لعلش بکام دیگران ست		ترا بیہودہ در صحرا مکان ست
	ز حرف ساربان مجنون فغان کرد		جوابش این رباعی را بیان کرد
	میان عاشق و معشوق رمزیست		کراماً کاتبین را ہم خبر نیست
	رموز عاشقان عاشق بداند +		چہ داند آنکہ اشتر می چراند

مطلب یہ کہ تو جا اپنا کام کر ۔ اونٹ اور اونٹنیان چرا ۔ تجھے عاشق و معشوق سے کیا غرض ہے + چہ داند بوزنہ لذات ادرک ۔

	درد لم در د لیلی کافیست		خواہش وصل زنا انصافیست

تم اسکے مزے کیا جانو ۔ بدھو نفر ساری کہانی سنکر بولے بس اس کل تقریر مین وہ بات پسند آئی جو ساربان نے کہی تھی ۔

	لب لعلش بکام دیگرانست		ترا بیہودہ در صحرا مکانست

خوب ہی کہی ۔ فوجدار اسکو جاہل سمجھ کر خاموش ہو رہے ۔ ع ۔ جواب جاہلان باشد خموشی + یہ باتین ہوتے ہوتے ایک مردہ قاطر ملا ۔ کاٹھی کسی ہوئی لگام چڑھی ہوئی گردن اور کولّون اور جانوران صحرائی نے لاش آدھی کھالی تھی ۔ سمجھ گئے کہ اسی وحشی کا جانور ہے کہ اتنے مین سیٹی کی آواز سنائی دی معلوم ہوا کہ کوئی آدمی آتا ہے ۔ دیکھا کہ ایک چرواہا اپنے گلے کو چراتا سیٹی بجاتا آتا ہے ۔ اُس سے فوجدار نے پوچھا کیون بھائی صاحب یہ کون وحشی ہے ایک آدمی کو ہمنے دور سے دیکھا

مگر وہ ہمکو دیکھکر دوڑ کے بھاگا اور اب یہان پر یہ گدھا مرا پڑا ہے۔ آواز آئی کہ تم کون ہو اور لق و دق میدان مین جہان ہم لوگون کے علاوہ اور کسی کا گذر ہی نہین ہوتا کیا کرنے آئے ہو۔ فوجدار نے کہا تم ذرا قریب آجاؤ تو باتین ہون وہ قریب آیا۔ انہون نے کل حال دریافت کیا تو اسنے کہا یہ گدھا چھ مہینہ سے پڑا ہے۔ یہان ایک خوبصورت خوشرو جوان اسپر سوار ہوکر آیا تھا۔ کسی سے بولتا تھا نہ چالتا تھا چپ چاپ اِدھر اُدھر پڑا رہتا تھا۔ مگر ایک دن ایک چرواہے کی روٹی چھین کے کھا گیا اور دوسرے دن ہم لوگونکے پاس آکے کہا مجھے معاف کرنا مین عجب حالت مین تھا۔ ہمکو اُسکے حال پر رحم آیا اور سمجھایا کہ جب کبھی بھوکے ہوا کرو ہمسے مانگ لیا کرو مگر لڑکے نہ لیا کرو۔ اسکا بیگ اور پورٹمنٹو ہمنے راہ مین دیکھا مگر اُٹھایا نہین کہ مبادا کوئی بات پیدا ہو اور کوئی بجوگ پڑے۔ بدھو لفر کا لوٹا تر تھا۔ کہا ہمنے بھی دیکھا مگر نہین اٹھایا چرواہے نے کہا ہمنے پرسون دیکھا تھا ہم لوگون کے گلے کی طرف دوڑ پڑا اور دوڑ کے جھپٹ کر روٹی اور ترکاری چھینی اور ایک لات چرواہے کو زور سے لگائی جب سب لوگونکو اس امر کی خبر ہوئی تو ہم انکی تلاش مین ادھر ادھر دوڑے مگر دو دن تک پتا نہ ملا تیسرے دن پتا پایا مگر اسی وقت بھلے مانس تھے ہمارے سامنے آئے اور بہت اخلاق کے ساتھ ملے کپڑے پھٹے ہوئے میلے کچیلے۔ کہا آپ لوگ میرے پیچھے پیچھے نہ دوڑیئے۔ مین بڑا ہی گنہگار آدمی ہون گناہ کا بار عظیم میرے سر پر ہے مین اس صحرائے پرخار مین اس غرض سے آیا ہون کہ کفارہ کرون۔ ہمنے پھر کہا کہ ہم سب لوگ آپکی روز دعوت کرنا چاہتے ہین آپ مہربانی کر کے ہمسے زبردستی نہ چھینا کیجیے۔ اُسنے ہمارا بہت شکریہ ادا کیا اور کہا آج سے جب بھوکا ہونگا آپ لوگون سے راہ خدا پر مانگا کرونگا زبردستی نہ چھینونگا یہ کہکر اسقدر زار زار رویا کہ پتھر تک پگھل جاتا ہمکو اس غریب کی حالت پر سخت افسوس آتا ہے کہ کیا سے کیا ہو گیا جب پہلی مرتبہ یہ شخص آیا تھا تب کچھ اور ہی شکل و صورت تھی اب کچھ اور ہی حال ہے۔ بڑا حسین اور خوشرو نوجوان تھا۔ لباس بہت ہی عمدہ سونے کی کمانی کی عینک۔ طلائی گھڑی سونے کی زنجیر۔ گفتگو سے پایا جاتا تھا کہ کوئی شہزادہ ہے پڑھا لکھا آدمی اور مجسم اخلاق۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ایسا تربیت یافتہ رئیس زادہ اور یہ حال۔ ایک روز ہمسے باتین کرتے کرتے زور سے دوڑا اور راہ مین گر پڑا اور گرتے ہی کہنا شروع کیا۔ ای ظالم اے ظالم۔ اے خونخوار دغاباز فسونساز۔ مکار عیار۔ عاشق کُش۔ تونے مجھے دین کا رکھا نہ دنیا کا

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے لہو رونگا چشم پاک بین سے

سمندر جوش مار یگا زمین سے
ملیگی سیل خون عرش برین سے

جہان مین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین یہ ستم جدائی کا
ملے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
بڑا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا +
خدا کسی کو دکھائے نہ غم جدائی کا

نہ بچھیگا زمین کو وان کی فرش خواب کوئی بھی
بہائیگا نہ آنکھون سے کبھی خوناب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لاسکیگا تاب کوئی بھی
جفا سے انکی ٹھہر یگا نہ بے نوا ب کوئی بھی

رہینگے دیکھ لینا کوئے جانان مین ہمین برسون

خدائی فوجدار نے کہا چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے ہم ضرور ڈھونڈھ نکالینگے - پہاڑ کی ایک ایک چوٹی مین تلاش کرونگا - اب ٹھانی کہ چاہے جو کچھ ہو ملون اور پھر ملون - قابل ملاقات آدمی معلوم ہوتا ہے مگر اب خلل دماغ ہو گیا ہے - اور خلل دماغ ہوا ہی چاہے - اتنے مین حسن اتفاق کہ وہ نوجوان وحشی ایک درہ کوہ سے نمودار ہوا - اور چڑھا ہے سے کہا آداب عرض کرتا ہون انہون نے بھی بہ نرمی سلام کیا اور اسکے بعد خدائی فوجدار کی طرف مخاطب ہو کر کہا مزاج اقدس - انھون نے بھی بصد انکسار جواب دیا الحمدللہ اسکے بعد خدائی فوجدار کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے غور سے انکو دیکھنے لگا گفتگو جو ہوئی وہ آیندہ فصل مین ابھی لکھی جائیگی

فصل - ۱۰

خدائی فوجدار سے یون تقریر کی اے بل نامدار والاتبار - مجھے معلوم نہین کہ تم کون ہو مگر تہ دل سے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہون کہ تمنے مجھ سے ناچیز کو اس حسن اخلاق کے ساتھ مخاطب کیا ہے - شکر نعمت ہای تو چندانکہ نعمت ہائے تو - جس مہربانی کے ساتھ آپ مجھ سے پیش آئے اسکا شکریہ زبان سے ادا نہین کر سکتا - خدائی فوجدار کو گویا لاکھون اشرفیان مل گئین - فرمایا مین نے تو ٹھان لی تھی کہ چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے یہ ممکن نہین کہ بے آپسے ملے ہوئے چلا جاؤن - تمام پہاڑ کی خاک چھانتا اور آپکو ڈھونڈھ نکالتا مگر خدا نے ہماری سن لی کہ بے منت مخلوق اور بلا دوادوش کے آپ ملگئے - اس سے بڑھکر خوش نصیبی اور کیا ہوگی مین نے آپکی نوٹ بک پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کسی معشوقہ سیمتن پر عاشق ہوے اور اس معشوق کش نے آپ کو دغا دی اور آپ دھوکے مین آگئے مین چاہتا تھا کہ آپ کی زبانی سنون کہ یہ سرگذشت کیا ہے اگر آپ کے مرض کا علاج ممکن ہے اور لاعلاج نہین ہے تو بندہ علاج کی فکر کرے

بہرکیف نہین تو مرض خدا نخواستہ کیا ہے ۔ مین اُن لوگون مین ہون جو بات کے دھنی ہین ۔ جان جائے مگر قول کے خلاف کارروائی نہو ۔ قول مردان جان دارد مشہور مثل ہے ۔ اور جانتک آپ کی مدد مین حاضر ہے اگر جانسے دریغ کرون تو بھلامنس نہ گننا ۔ جان ہی کون شے ۔ مین اُن لوگونمین ہون جو خدائی فوجدار اور یلان نامدار کے نام سے مشہور ہین ۔ اور جنھون نے بیڑا اٹھالیا ہے کہ زیردست کو زبردست کے ظلم سے بچائینگے اور اگر کوئی امیر آدمی کسی غریب کو ستائیگا تو ہم مار ڈالینگے ہم کو دیوون اور اژدہون اور جنون اور ساحرون اور بادشاہون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ اور ہم تنہا دیکہ فوج سے لڑ پڑتے ہین ہمارے بدھو نفر سے دریافت کرلو کہ ہم کس صفائی اور بہادری کے ساتھ دو دو غنیم سے تنہا لڑے ہین اور دونون جادوگر دونون ساحر ۔ فوراً بکری اور بھیڑ بنگئے ۔ اب ہمنے آپکا صدق دلسے ساتھ دیا ہے ۔ بس اب چاہیے پس ہین ہماری جان بھی جاتی رہے کچھ مضائقہ نہین سمجھا جائیگا ۔ مگر قول مردان جان دارد) اس شخص نے لنگوٹی سے غور دیکھبھالا اور دیکھ بھالکے کہا ۔ اگر آپکے پاس کچھ کھانے کو ہو تو مجھے دیجئے ۔ مین بھوکا ہون ۔ کھانے کے پھر ہمارے آپکے باتین ہونگی اور مین آپکے مہربانی آمیز کلمات کا بہت شکر گزار ہوا ۔

خدائی فوجدار نے بدھو کی طرف اشارہ کیا ۔ میان بدھو نفر نے ہانڈی کے کباب دیے اور جرواہے نے تین روٹیان نکالکے دین ۔ اور اس وحشی نے جانورون کی طرح وحشت مین کھانا کھایا جسوقت تک وہ کھاتا گیا نہ وہ بولا نہ اُن مین سے کوئی بولا ۔

کھانا کھاکر پانی مانگا اور پانی پی کر اشارہ کرکے اِن سب کو ایک قلہ کوہ پر لیگیا اور اسکی ایک کھوہ کے پاس سبزۂ نودمیدہ پر لیٹا اور اپنی کہانی بیان کرنے کے قبل کہا ۔ سنو صاحبو ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مین اپنا حال زار من وعن از سرتاپا اختصار کے ساتھ بیان کرون تو ایک امر یاد رکھو ۔ وہ یہ کہ خبردار خبردار بیچ مین بول نہ اٹھنا اور نہ مجھ سے کوئی سوال جواب کرنا کہ یہ کیا ہوا وہ کیا ہوا ۔ ورنہ مین اٹھکے چلدونگا اور پھر کوئی ہزار خوشامد کریگا مین ہرگز زبان پر نہ لاؤنگا ۔ اس بات کا مجھسے اقرار کرلیجے ۔ مین بہت ہی مختصر طور پر عرض کرونگا ۔ ماقل و دل لیکن اگر ایک سوال بھی کیا گیا تو پھر میرے ہونٹھون پر مہر ہوجائیگی خاموشی ۔ سکوت اور سکتے کا عالم ۔ فوجدار نے کہا مین اپنی جانب سے بھی اور اپنے اِن ہمراہیون کی جانب سے بھی وعدہ حتمی کرتا ہون کہ زبان تک نہ ہلاؤنگا ۔ سوال کرنا تو اور شے ہے سب چپ چاپ ہوکے بیٹھے اور سب کو کمال اشتیاق تھا کہ دیکھین ۔

	چہ می گوید ابونصر فراہی		بہ توفیق خداوندا سے لہے	

اور وحشی نے اپنی کہانی یون شروع کی ۔

صاحبو۔ خاکسار کا نام حکم قادر ہے مین اودھ کے ایک نامی قصبے مین پیدا ہوا تھا جس کو لوگ مردم خیز طبقۂ بلگرام کہتے ہین ۔

آب و گل من کہ فیض عام ست
از خطۂ پاک بلگرام ست
سبحان اللہ چہ بلگرامی +
کوثر مے و آفتاب جامی

مین عالی خاندان معالی دودمان ہون ۔ نجیب الطرفین و شریف الجانبین ۔ مان باپ دولتمند صاحب ثروت ۔ مگر میری شامت اعمال نے میری حالت اس درجہ کردی کہ مان باپ کی دولت سے کوئی فائدہ نہ پہونچسکا اور میرے عزیز اور رشتہ دار اور والدین اور احباب مجھے یاد کرکے روتے ہونگے کہ ہائے خدا جانے زندہ ہی یا مردہ خدا کا جسپر قہر ہوتا ہے اُسکو دولت سے کوئی کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے ۔ خاک ۔

اُسکا ہے کون جسکی مددپر خدا نہین
ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا نا خدا نہین

میرے وطن مین ایک قتالۂ عالم رہتی تھی ۔ جب سے دنیا خلق ہوئی ہے ایسی حسین عورت خلق نہین ہوئی ۔ بچہ حور ۔ دراز قصور ۔ آنکھین موتی چور ۔ قدرشک طور نور اعلیٰ نور ۔ میری اس ترک ظالم پر جان جاتی تھی ۔ دل آتے ہی ہوش و حواس نے خیرباد کہی ۔ یہ جادہ جا ۔

عشق در آمد ز در گفت سلام علیک
عقل برون شد ز سر گفت سلام علیک

اور طرہ یہ کہ مثل میرے عالی خاندان اور نجیب الطرفین ۔ اور ہمسے کہین زیادہ دولتمند ۔ روپیہ والی اور نازون کی پالی اور مست لاابالی اور حسن الوجہ بدر الدجیٰ الشمس الضحیٰ ۔

بہار باغ مین تھی اک دل آزار
بہ ظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوے جسکے نظارے
طبیعت سب طرح سے پاک دامن
اُمنگون پر رخ و عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلے جگر سے
ملے چتون جو ظالم کی نظر سے
کیا ترچھی لگاہو نے دل افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار
کھینچی کچھ لے کے انگڑائی برابر
دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم فقط مین مجموعۂ ہوش
کیا بیتابیون نے خود فراموش
نگاہ ناز سے دیکھا جو اُسنے
کہا تقدیر نے اپنی خبر لے
اُسی جانب ہوا عزم دل آزار
ہجوم شوق مین پہونچا بس اب یار

درون باغ آ بولا کہ جانی / خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا / اٹھانا ناز مشکل ہے تمہارا
مگر با اینہمہ اک آرزو ہے / طبیعت کو اُسی کی جستجو ہے
کرے دے بوسہ لب نازک کے دو چار / کہ تا راحت ملے دل کو مرے یار

مین بچپنے کے زمانے سے اُس رشک پری کی دلبری اور حسن و جمال کا عاشق زار تھا اور وہ بھی مجھے پیار کرتی تھی مگر ہم نے بچے تھے بدی کا خیال دل مین ذرا بھی نہ تھا پاک محبت تھی ہمارے والدین کو ہماری اِس محبت کا حال معلوم تھا۔ اور اِس علم سے وہ خوش تھے کہ یہ دونون امیرون کے لڑکے ہین۔ دونون خوبصورت خوشرو۔ دونون خاندان کے اچھے میرے اور اس قتالۂ عالم کے والدین کو پورا پورا یقین تھا کہ ان دونون کی محبت اسقدر روز بروز بڑھتی جاتی ہے کہ بڑھ کے باہم اُنکا عقد ہوگا اور میان بی بی ہو کے باہم رہینگے۔ عمر کے ساتھ ہمارا عشق بھی بڑھتا گیا اور اُس پری پیکر رشک قمر کے والدین کو مناسب معلوم ہوا کہ مجھے اپنے گھر مین آزادی کے ساتھ آنے جانیکی اجازت نہ دین اور کہا کہ اب تم دونون خیر سے سیانے ہوئے ہو جو کوئی دیکھیگا کیا کہیگا۔ گو تمہارے دلون مین بدی نہو مگر لوگون کی زبان تو کوئی پکڑتا نہین اور کچھ نہین تو مطعونی سے ڈرنا چاہیئے خیر ہم نے آنا جانا ملنا جلنا ترک کر دیا مگر وہ لوگ ہماری زبان کو روک سکتے تھے ہمارے قلم کو تو نہین روک سکتے تھے۔ ہمنے اپنا مدعائے دلی تحریر کے ذریعہ سے ظاہر کرنا شروع کیا اور اب آزادی سے بھی زیادہ تر کام لیا کیونکہ زبان سے دو بدو اکثر باتین بہ آزادی انسان نہین ادا کر سکتا تحریر مین تقریر کی نسبت زیادہ آزادی ہو سکتی ہے۔ راز و نیاز کی باتین عاشقی معشوقی کی گھاتین اور بھی لطف اور بے تکلفی سے ہونے لگین مگر آتش شوق اور بھی تیز تر ہوئی۔ جب وہ خطوط کے الفاظ اور وہ محبت کی باتین یاد آتی ہین تو کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے۔ ایسے ایسے عشقیہ نامہ منظوم تصنیف کیے کہ جو پڑھتا پھڑک جاتا۔ وہ وہ غزلین برجستہ کہین کہ وہ رشک قمر بھی پڑھکے خوش ہو جاتی تھی اور میرے دل کا مافی الضمیر صاف سمجھ جاتی تھی کیونکہ وہ ترجمان دل تھی شدہ شدہ میرے کانون سینۂ صافی مین آتش عشق اور بھی بھڑکی اور ایک روز مین نے اُس گلگون قبا کے باپ سے جا کے صاف صاف کہدیا کہ آپکی صاحبزادی پر میری جان جاتی ہے اور دلی خواہش یہ ہے کہ ہمارا اور اُنکا باہم عقد ہو جائے۔ اُسکے باپ نے کہا اسمین کوئی عذر مجھے نہین مگر ابھی آپکے والد بفضل خدا سے زندہ ہین اُنکو لازم ہے کہ آپسے مشورہ کرکے مجھسے تذکرہ کرین تو مین جو امر مناسب سمجھونگا وہ کہونگا مین نے اُنکا شکریہ ادا کیا اور کہا بہت خوب

دوسرے روز اپنے باپ سے مین کچھ کہنے کو تھا کہ میری گفتگو کرنے کے قبل ہی انھون نے مجھے ایک خط
دکھایا جو کھلا ہوا تھا اور خط دیکر کہا بڑی خوشی کی بات ہے کہ نواب صاحب فریدپور نے تمھاری
بڑی خاطر کی ہے مین نے جو خط پڑھا تو نئی بات نواب صاحب نے میرے والد کو لکھی تھی کہ تم اپنے صاحبزادے کو
یہان روانہ کردو تاکہ میرے فرزند اکبر کا اتالیق اور ادب آموز ہو۔ مجھے آپکے فرزند اکبر کی قابلیت اور
اعلی درجے کی تربیت و تعلیم اور لیاقت کا حال بخوبی معلوم ہے۔ انکو آپ مہربانی کرکے روانہ کر دیجئے
مین نے جو خط پڑھا تو عجب حال ہوا۔ اور والد بزرگوار نے اُسیر طرہ یہ کیا کہ کہا بس دو دن مین بیٹے تم
یہان سے روانہ ہو جاؤ) دو دن کا لفظ سُنا تو بڑا ہی بُرا معلوم ہوا۔ یا خدا اب چہ کردہ شود۔ گئے کیا
کہنے کو تھے اور ہو گیا۔ الٹی ہو گئی۔ والد نے خط کا شکریہ ادا کیا اور کہا اب تم اچھے ڈھرے لگے
خط کے پڑھتے ہی جان نکل گئی۔ دوسرے روز اپنی معشوقہ محبوبہ و مطلوبہ کو جاکے دیکھا اور بصد حسرت
و سینہ بریان و چشم گریان اُنسے اپنی اِس مصیبت تازہ کا حال کہا کہ جانی اب چندروز کے لیے مفارقت
ہونے والی ہے مگر از برائے خدا ایسا نہ کرنا کہ ہمکو زہر کھانے کی نوبت آئے اور مفت مین ہماری جان
جائے۔ اُنسنے بھی بعد گریہ وزاری ہمسے کہا کہ خبردار کسی اور سے دل نہ لگانا۔ مین نے اُنکے باپ سے
بھی کہا کہ چندروز کے لیے الوداع ہے۔ لیکن خدا کے لیے ایسا نہ کیجئے گا کہ تمام عمر کے لیے ہمکو مصیبت
مین گرفتار کر دیجئے۔ دونون نے وعدہ کیا کہ قول جان کے ساتھ ہے۔ چاہے جان جائے مگر قول ضرور
پورا ہو جائے۔ بات مین فرق نہین آسکتا۔ مین ان سب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور نواب صاحب کے
ہان میری اسقدر خاطر ہوئی کہ اور لوگ جو اُنکے نوکر تھے مجھ سے خار کھانے اور جلنے لگے۔ رفتہ رفتہ
نواب صاحب کے فرزند اصغر سے (جو چھوٹے نواب کہلاتے تھے) اور مجھ سے تپاک بڑھا اور نوبت
بانیجا رسید کہ وہ میری دوستی کا دم بھرنے لگا اور مجھ سے صاف صاف اپنا راز بیان کر دیا کہ ایک
چھوکری پر اُنکی جان جاتی ہے مین نے جو غور کیا تو سخت افسوس ہوا کہ یہ کم اوقات چھوکری نیچ قوم اور
یہ والی ملک کتنے بڑے نواب کا لڑکا اگر اُسکے باپ کو اِسکی جہالت کا حال معلوم ہو گیا تو غضب ہی
ہو جائیگا۔ پہلے تو اُس لڑکے کو سمجھایا اور اُسکے بعد غور کرنے سے یہ رائے قائم ہوئی کہ جس شخص کا
نمک کھاتے ہو اُسکا حق نمک ادا کردو۔ اور یہ رائے قائم کرکے مین نے اُسکے باپ سے کہدیا اور
اُس بات کی خبر اِس لڑکے کو معلوم ہو گئی سب باپ سے کچھ نہ کہا مگر مجھ سے کہا کہ یار میرے باپ کو اطلاع
ہو گئی ہے اب ہم یہ تدبیر سوچے ہین کہ تمھارے باپ کے ہان کسی بہانے سے چلے رہین تاکہ ہمارے والد کا
افسوس بھی کم ہو جائے کہ لڑکا اب یہان سے چلا گیا اب دوری کے سبب سے عشق بھی کم ہو جائیگا

مین تو دل ہی سے چاہتا تھا کہ کہین ریسان تڑا کے وطن پہونچون اتنا جو سنا تو جی خوش ہوگیا۔ مین نے اُسکو اور بھی شہ دی کہ ضرور یہان سے چلے چلیے۔ کچھ دن یہانتنے علحدہ ہی رہنا ٹھیک ہے۔ آپکے والد بزرگوار بھی خوش ہوجائینگے کہ چھوٹے نواب اب راہ پر آگئے اور ذرا سفر کا بھی لطف حاصل ہوگا وہ بھی اسپر راضی ہوگیا۔ اب سنیئے کہ اُسکے والد بزرگوار یعنی میرے آقائے نامدار نے لینے لڑکے کو حسب مقتضائے مصلحت وقت اجازت دی کہ سفر کی تیاری کرو اور مجھے حکم دیا کہ انکے ہمراہ رہو۔ ہم دونون مع چند ہمراہیون کے روانہ ہوے اور سفر مین مین نے معتبر ذریعے سے سُنا کہ اُس نیچ قوم چھوکری سے اس نوجوان نواب زادے نے شادی کرلی تھی۔

الغرض وہ اور مین میرے وطن مین داخل ہوے اور جناب والد نے اُنکی حیثیت اور درجے کے مطابق اُنکا اعزاز و اکرام کیا۔ ایک روز مین نے اپنا آقازادہ اور دوست سمجھکر اُنسے کہا کہ جس پری وش پر میری جان جاتی ہے اُسکو اگر آپ ایک نظر ذرا دیکھ لین تو بھوک پیاس بند ہوجائے۔ مینے واقعات بیان کیے۔ نواب زادے نے کہا ایک روز ہمکو بھی ذرا جھلک دکھادو مین لیگیا اور چق مین سے شب کے وقت نوجوان نواب زادے نے جو دور سے اُسکو دیکھا تو تیر نظر کلیجے کے پار ہوگیا عاشق زار ہوگیا۔ میرے نام جو عشقیہ خطوط اُسکے دست سیمین کے لکھے ہوئے آتے تھے اِنکو وہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا اور بڑی تعریفین کرتا تھا اور بار بار اُس رعنید نظر فریب کا ذکر خیر زبان پر لاتا تھا۔ میں اُس سے کھٹک گیا اور ایک دن مین نے اپنی آنکھون دیکھا کہ میری معشوقہ کا خط وہ چوم رہا ہے اب تو مجھے اور بھی شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ یہ میرا رقیب ہے رقابت کی آگ اور بھی بھڑکی۔ ایک دن وہ پری اُس حور نژاد رشک شمشاد بہادرون کی رزم کے حالات پڑھ رہی تھی کیونکہ سکندرنامہ اور شاہنامۂ فردوسی طوسی اُسکو حفظ تھا اور یلان نامدار کی بسالت اور کارستانیون کے حالات جنگ کو بڑے شوق سے پڑھتی تھی کہ یون دیؤون سے مقابلہ کیا اور شیرون کو نیچا دکھایا اور تن تنہا سوارون اور پیادون سیکڑون ہزارون سے نبرد آزما ہوا۔

اُس نوجوان وحشی نے جو جنگ اور دیؤون اور شیرون اور سپاہ اور توپ و تفنگ کا ذکر کیا تو خدائی فوجدار سے نہ رہا گیا یہ بات کاٹ کے بول ہی اُٹھے واہ واہ آپکی معشوقہ رشک ماہ کو ان کتابونکا بھی شوق ہے یہ کہیے تو سکندرنامہ اور شاہنامہ پڑھتی ہین جب ہی تو اسقدر ذہین جودت ہین یہ طباعی اور ذکاوت بغیر اسکے ہو ہی نہین سکتی۔ اب آپ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہے واقعی انکے حسن و جمال اور لیاقت اور بذلہ سنجی مین کوئی شک نہین۔ پہلے سے آپنے اسکا ذکر کیون نہ کیا

معاف کیجیے گا مین نے خلاف وعدہ بات کاٹ دی مگر حقیقت یون ہے کہ مجھ سے رہا نہ گیا اور کیونکر رہا جائے - ممکن نہین کہ آفتاب کی شعاع گرمی نہ پہونچائے اور چاندنی سے ٹھنڈک نہ پہونچے ۔

خدائی فوجدار خاموش ہوے تو اُس وحشی نے بھی سکوت اختیار کیا اور گردن جھکا کر بڑا غوض کرنے لگا - خدائی فوجدار نے دوبارہ کہا کہ ہان حضرت اس دلچسپ قصہ کو ختم کیجیے ہم سب بدل مشتاق ہین کچھ تو فرمائیے - مگر وہان پورا پورا سکوت تھا - جواب ندارد - صدائے بر نخاست تھوڑی دیر کے بعد کہا مین اپنی رائے اور مرضی کے خلاف کوئی کام نہین کرتا ہون اور نہ کرونگا اسمین ہر چہ بادا باد اگر کوئی شخص سمجھے کہ میری مرضی کے خلاف کام لے سکتا ہے تو ویسا ہی گدھا ہے جیسا طرمزی قوقندی تھا) فوجدار بگڑ گئے فرمایا جو شخص طرمزی قوقندی کے خلاف کوئی بات کہے وہ دروغگو کاذب - طرمزی قوقندی بہادر آدمی تھا اور راستبازی ایک جزو ہے شجاعت کا اگر کوئی سور کا بچہ اُسکو برا کہیگا تو مین کچل کے دھر دونگا - پیدل ہو یا سوار - کسے باشد - اس وحشی نے جو اس سڑی سودائی کی یہ تقریر سنی تو دیر تک اُنکو غور سے دیکھا کیا اور اب جنون نے اس درجہ زور کیا کہ قصہ ناتمام رہا - اور اس مین بھی شک نہین کہ اگر وحشی اس قصہ کو شروع کرتا تو فوجدار ہرگز ہرگز نہ سنتے اور ادھر خدائی فوجدار سنتے ہوے تھے کہ اگر اب کوئی شخص طرمزی قوقندی کے خلاف کہے تو مار ہی ڈالون زندہ نہ چھوڑون وحشی نے جو سنا کہ ہم کو سور کا بچہ اور کاذب اور دروغگو کہتا ہے تو وہ اور بھی دیوانہ ہو گیا -

در جنون دیوانہ را دنگی بس ست	خانۂ پر شیشہ را سنگی بس ست

آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک پتھر اٹھا کے مارا تو خدائی فوجدار بیہوش ہو گئے - بدھو نفر آقا کی یہ حالت دیکھ کر لڑنے چلے اور گھونسا تان کے لگانے ہی کو تھے کہ اُسنے اٹھا کے دے مارا - اور اوپر سے دو چار لاتین اور لگائین - موے پہ سو درے - چرواہے نے بھی کچھ چین چپڑ کی تو اُسنے انکی بھی گت بنائی اور سب کو مار پیٹ کے درگت بنا کے چلتا ہوا - یہ جا وہ جا - بدھو نفر اب جھاڑ پونچھ کے اٹھے اور چرواہے سے شکایت کرنے لگے کہ یہ سب تمہارے ہی ہتھکنڈے ہین - ہمسے کہا کیون نہین کہ سڑی سودائی ہے - ورنہ ہم اسکا ضرور خیال رکھتے - اسنے کہا مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ ہم لوگون سے چھین جھپٹ کے روٹی لیجاتا ہے اور مار پیٹ کرتا ہے میرا کون قصور ہے بدھو نفر اور نگڑا بن گئی باتون نے تکرار بڑھی اور تکرار سے جوتی پیزار ہونے لگی - ع - او درمن و من در دفتادہ + اُسنے اُسکی ڈاڑھی لی اور اُسنے اسکی ڈاڑھی - اتنے مین خدائی فوجدار نے بیچ بچاؤ کر دیا ورنہ دونون کا سر پھوٹتا انھون نے اس چرواہے سے پوچھا کیون بھئی بھلا کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ اب اُس سے

کہین ملاقات ہو جروا ہے نے کہا ملاقات ہوتا تو تعجب نہین - ادھر ادھر تو مارا مارا پھرتا ہی ہے - کہین کا ٹھکانا تھوڑا ہی ہے ہان مگر اس وقت ذرا دور جا کے دیکھین تو عجب نہین کہ قریب ہی اس سے ملاقات ہو اور آپ قصہ بقیہ سننے مین کامیابی حاصل کرین -

فصل - ١١

خدائی فوجدار اپنے ساتھی گلہ بان سے رخصت ہوئے اور پھر عراقی راہوار رشک تاتار پر سوار ہو کر چلے میان بدھو نفر ہمراہ رکاب تھے گو بدھو کو بدرجہ مجبوری جانا پڑا مگر ڈرتا تھا کہ مبادا ابکی پھر فوجدار گدھے پن کی لین اور وہ دونون کو مارپیٹ کے مردہ چھوڑ کے چل دے فوجدار کے ڈر کے مارے اسنے گفتگو نہین کر سکتا تھا کیونکہ انہون نے حکم دیا تھا کہ جب تک ہم کوئی بات زبان سے نہ نکالین تب تک خبردار خبردار ہرگز کوئی بات ہمسے نہ کرنا - اس سنسان کوہستان اور صحرائے عظیم مین منہ بند کرکے چلنا اور بات نہ کرنا بدھو کو ازبس شاق تھا - اسنے اپنے آقا سے کہا سرکار - اب خانہ زاد کو رخصت کیجئے اور گھر واپس جانے دیجئے کیونکہ منہ بند کرکے چپ چاپ چلنا ازبس شاق ہے بندہ گفتگو کا مشتاق ہے یہان اول تو انسان کا گذر نہین - دوسرے اگر انسان کی صوت بھی دیکھی تو وحشیون سڑی سودائیون کی یا گلہ بانو نکی - دو آدمی ٹٹرون ٹون اور دونون منہ بند کیے ہوے جاتے ہین اب بندہ رخصت ہیشود اللہ نگہبان شماست - اور کچھ نہین تو بال بچون مین جا کے اتنا تو ہوگا کہ باتین کر سکون اور اُنسے بولون - منہ بند کرکے بیٹھنے سے تو اچھا ہے -

خدائی فوجدار نے کہا ہم تمہارا مطلب خوب سمجھے تم چاہتے ہو کہ ہم اُس اپنے حکم کو منسوخ کرین اور تمکو اجازت دین کہ آزادی کے ساتھ بولو اور گفتگو کرو - اس شرط پر ہم منظور کرتے ہین کہ تم اس جنگل اور کہسار مین گفتگو کرو بولو چالو مگر اِسکے بعد پھر وہی نادری حکم ہوگا اس مین چاہے جو ہو - یہان خیر چندان مضائقہ نہین ہے - اور کسی مقام پر البتہ اُسی حکم کی پابندی لازم ہوگی میان بدھو نے اتنی رشہ جو پائی تو زبان کھولی اور آزادی کے ساتھ ہمکلام ہوے چھوٹتے ہی کہا - داب یہ فرمائیے کہ اس طرمزی قوقندی سے آپکو کون ہمدردی تھی کہ خواہ مخواہ اُس وحشی سے آپ الجھ پڑے اگر طرمزی قوقندی کا جلنہ نہ کرتے تو کونسا حرج ہوتا - خواہ مخواہ اس سے بھڑ کے خود بھی مجروح ہوے اور مجھے بھی پٹوایا) - خدائی فوجدار بولے ارے یار بدھو نفر مین تمسے کیا کہون اگر تمنے طرمزی قوقندی کا حال پڑھا ہوتا تو ضرور تمہاری بھی یہی رائے قائم ہوتی کہ جس بات سے اُسکی ہجو نکلے اُسکو داغ دے بس - بدھو نفر بولے آپ تو بعض اوقات ایسی باتین کرتے ہین

کہ بے ادبی معاف میرے گدھے تک کو ہنسی آنے لگے۔ اب یہ فرمایئے کہ یہ بھی کوئی بہادری ہے کہ اس پہاڑ مین جہان آدمی ہے نہ آدم زاد۔ ہم مارے مارے پھرین نہ راستہ ہے نہ کوئی پگڈنڈی نہ سڑک نہ ڈھرا۔ ایسے مقام پر کسکو ڈھونڈھتے نکلین ایک سڑان خبطان کو جو گھر بار وطن عزیز دوستان بالکل چھوڑ کے اس غرض سے یہان آیا ہے کہ مار پیٹ کرکے گلہ بانون سے روٹی چھین کے کھائے اور مارا مارا پھرے اور اگر مل جائے تو جو بات ختم کرتی ہے وہ ختم کرکے اسکے یہ معنی نہین کہ قصہ کا حصہ بقیہ تمام کرے بلکہ اسکے یہ معنی کہ آپ کا سر توڑے اور میری پسلیونکو پیس کے رکھدے یہ کون دانائی کی بات ہے۔ انہون نے کہا ارے گنوار۔ اب تو پھر بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تجھے معلوم بھی ہے کہ مین اس دیوانے سے کیا پوچھونگا اور اسی سے میری معشوقہ گلعذار کو تمام عالم کی عورتون پر فخر ہوگا جب وہ سینگی کہ۔

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور　　کمر سے تیغۂ زر خطی لگا کر
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار　　تو بھاگے سامنے سے نجم سیار

تو کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا۔ اور اس کی لونڈیون کے مقابلہ مین کوئی جن پرستان کی پری بھی نہین نکلیگی۔

حسن مین ایک ایک ماہ جبین　　غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام　　شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور　　گردش چشم مہوشان کا ہے دور
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے　　رات دن نور حسن تابان ہے
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو　　خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش　　پستۂ لب پہ انکے ہے یہ خروش
جان دین لیکے شاہدان چمن　　بیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن
رنگ لیلی ہے ایک اک کنجڑن　　جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
بانکی بانکی ادا غضب باتین　　وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
جب کہین بیچنے نکلتی ہین　　دلکو تلوون سے ملتی چلتی ہین

جبکی لونڈیان اور باندیان اور میوہ فروش ایسی ہون وہ خود کیسی ہونگی۔ نور علے نور۔ یہ معلوم ہو کہ اندر کا اکھاڑا ہے اور ہم اس مین راجہ اندر اور کنھیا بنے ہوئے تن رہے ہون ؎

لب جو ہو معشوقون کا ازدحام — تماشائی ہون اس جگہ خاص و عام
کہین جھاڑ روشن ہون بلور کے — کہین گیند لٹکے ہوئے نور کے
بڑے اسطرح تیرتے ہون کنول — شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول
طوائف قمر طلعت و رشک حور — گلے نور کے صورتین رشک نور
لیے ساز ہاتھو مین سب خوبرد — کھڑے ہین صف بصف بر لب آبجو
بجاتی ہون قانون بین و رباب — ہر اک جوش مستی سے ہو بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاتیان — وہ ابھری ہوئی سینو مین چھاتیان
دم رقص چل پھر وہ آفت کی ہو — کہ ہر اک کی ٹھوکر قیامت کی ہو
ہر اک مور پنکھی جواہر جڑی — پڑی اکطرف بحر مین تیرتی
سوار اوس پہ شہزادیان خوبرد — سمن بر گل اندام و پاکیزہ خو
وہ پہنے ہوئے لہنگے زربفت کے — کہ پہنگے تھے جو اطلس چرخ سے
لٹک کر یہ گاتی تھین وہ باربار — کہ سیّان لگا دے مرا بیڑا پار

بدھو نفر نے کہا کہان تو یہ کوہ وحشت بار۔ کوہسار جنون خیز اور کہان اس دیوانے سڑی سودائی پاگل کی تلاش اور کہان بزم کا خیال کہ مجرا ہو اور جھیل ہو اور خوبرویان سمن بر پری پیکر ہون اور حضور کی معشوقہ پری تمثال جادو جمال ہون کجا وہ سمان اور کجا یہ سمان۔ زمین آسمان کا فرق ہے ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

خدائی فوجدار نے کہا تمکو معلوم ہی نہین کہ رنج کے بعد کیا کیا راحتین لوگون نے اٹھائی ہین اور جسقدر مصائب بیشمار برداشت کئے انکا معاوضہ خداے پاک نے انکو کیا دیا کہ مالا مال کردیا جانور سے آدمی بنا دیا۔ مگر اسکی مہر ہو جانا البتہ ضروری ہے۔ بغیر اسکی مہر کچھ نہین ہوتا ؎ بے دمے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت + اب سنیئے کہ یہ فیونون سوار ایک کوہ فلک شکوہ سے اترے تو دامن کوہ مین جسکے ہر چہار طرف پہاڑون کا اونچا اونچا سلسلہ تھا ایک ندی لہرین مارتی ہوئی نظر آئی۔ پانی شفاف موتی سی آب و تاب۔ سوئی تہ سے نظر آئے اردگرد سبزہ زار پر بہار۔ لہلہاتا ہوا روح اور جگر اور دلکو نور و سرور ایسکے مشاہدہ سے حاصل ہوا اور عجب کیفیت معلوم ہوتی۔ جدھر نظر جاتی تھی ؎ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جاست + جنگلی درخت اور صحرائی جھاڑیان اور پودے اور جنگلی پھول الغرض بھی جوبن پر تھے

گل ہین سب اپنے اپنے جوبن پر — بوئے گل ہے صبا کے توسن پر

باغ ہے پر عجب ہے یہ روداد ہے ۔۔۔ نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد ہے

خدائی فوجدار والا تبار دام بالا فتخار نے اس دلکش و دلربا فرح بخش و ندرت انتما مقام کی قدرتی بہار اور رودبار لطافت آثار اور گلہاے معنبر و خوشرنگ کو ایسا پسند کیا کہ وہین پڑاو ڈال دیا جل جلالہ۔ اور آسمان کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ اے گردون دون سفلہ پرور۔ ای چرخ جفا پیشہ ستمگر۔ ای فلک ناہنجار تیرے ہاتھون مین اس حالت زار کو پہونچا کہ اپنی چاہتی معشوقہ شمع قد سیم بدن کی جدائی ہوئی نہ اسکو میری خبر کہ جیتا ہے یا مرگیا نہ مجھے اسکا حال معلوم کہ کیا ہے اور کیا کر رہی ہے۔

فرقت مین اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے ۔۔۔ دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین
جیسے تھکے مسافر منزل کو ڈھونڈھتے ہین

اس مقام دلکشا مین بیٹھکر اسقدر گریہ وزاری کرونگا کہ میری اشکباری سے اس ندی کا پانی اسقدر بڑھیگا کہ ذرا سی ندی ایک دریاے زخار و قہار بنجائیگی اور میرے آنسوؤن کی مینڈھے اچھلنے لگینگے اور نالے ندین پڑ جائینگی

کنارے دریا پہونچ کے پانی پیا نہین ایک بوند پیر ۔۔۔ چڑھی ہے موجونکی ہمسے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین
ذرا تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو ۔۔۔ کہ جا بجا پڑ رہی ہین نالے ندین ہو سے مینڈھے اچھل رہے ہین

میری آہ شرربار سے درخت دن رات ہلا کرینگے۔ اے جنگل کے دیوتاؤ پیر پیغمبر و مجھ نابکار کے درد دکھ کا حال سنو کہ عشق نے مجھے کیا تباہ کیا اور اس عشق کی بدولت کس مصیبت مین پڑا کہ میرا ہی دل جانتا ہے

اشتیاقی کہ بدیدار تو دارد دل من ۔۔۔ دل من داند و من دانم و داند دل من

مین آپکے حضور مین اس ظالم بلکہ اظلم اور قتالہ عالم فخر بنی نوع آدم کی شکایت کرنے آیا ہون جسکے جور و جفا کے سبب سے مین مجبور ہوکر اس صحراے پر خار مین آیا اور جس کوہ مین مدتون کے بعد آج خدا نے یہ مرغزار مجھے دکھایا اپنی پریشانی حیرانی کا حال کیا بیان کرون۔ اتنے مین بدھو نفر نے انکی بات کاٹی اور کہا کسی بستی یا آبادی کیطرف چلتے تو کچھ مطلب بھی نکلتا اور کچھ نہین تو انسانکی صورت دیکھنے کو تو نہ ترستے اب تو آدمی کی شکل دیکھنے کے لالے پڑے ہوے ہین۔

وحشت دل نے کیا ہے یہ بیابان پیدا ۔۔۔ سیکڑون کوس نہین صوت انسان پیدا

مجھے اگر آپ کی معشوقہ پریزاد ملین تو دست بستہ عرض کرون کہ اپنے سڑی سودائی کو از براے خدا بلوا لیجیے اور آپکی کل مجنونانہ حرکتون کا حال بیان کرون کہ وہ شخص اپنے آپے سے بالکل گذر گیا ہے انسانیت سے کچھ واسطہ ہی نہین رہا ہے۔ فوجدار بولے اچھا تم اپنے آقا کی مطبوعہ کے پاس ہوآو۔ چاہے انسے جو کچھ کہو وہ الٹا تم ہی کو سڑی سودائی بنائینگی۔ جانتے ہو کس شخص کی بیٹی ہے۔ یہ کہکر آپنے انکا اور انکے مان باپ کا

نام لیا جسکو سنتے ہی بدھو نفر اُچھل پڑے دارے! یہ سب تعریفین اُس چھوکری کی ہوتی تھین اُسی کے روبرو ہم اور آپ کھڑے ہوکر دست بستہ زمین کو بوسہ دینگے۔ لاحول ولاقوۃ! اُسی چھوکری کی خدمت بڑے بڑے بادشاہ کرینگے اور اسی گانوٗن کی لونڈیا کے پانوٗن دھود ھو کے دیو پینگے۔ لاحول ولاقوۃ! اسکو تو مین روز دیکھتا تھا۔ بڑی آنکھ لڑانے والی لونڈیا ہے اور بڑے کرارے ہاتھ پانوٗن ہین حضور اسکو نازک ادا نازک اندام اور نازک کمر کہتے ہین۔ ٭۔ برعکس نہند نام زنگی کافور + ایسی گرجتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہین گدھی بول رہی ہے۔ قد تھونی کے برابر ہے گولا دنگ بنی ہوئی ہے۔ مین تو اُسکے ایک گھونسے مین بیٹھ جاؤن پانی نہ مانگون سب سے زیادہ لطف اِس چھوکری مین یہ ہے کہ ذرا نہین جھجکتی بڑی بے تکلف اور مردون سے دل لگی کرنے کھکھلانے چہل کرنے مین بڑی برق۔ بڑی گلانکار استاد۔ سنیئے خداوند۔ اب تک مین سمجھا تھا کہ کسی بڑی شہزادی پر آپکی جان جاتی ہے۔ اور کوئی واقعی بڑی حسینہ جمیلہ ہے مگر اب معلوم ہوا کہ جیسی روح ویسے فرشتہ۔ ہم تو ایسی عورت سے پانوٗن بھی نہ دھلوائین۔ لاحول ولاقوۃ! آپ نے بھی اچھے گھر بیعانہ دیا۔ گرے بھی تو کہان گرے۔ اب اِسمین کوئی شک نہین کہ آپ پاگل ہین۔ اور اب آپکی فصد کھلوانی چاہیئے۔ بھئی واہ۔ ایک بات سمجھ مین آئی۔ وہ یہ کہ اگر کسی دیو یا شہزادے یا کسی بڑے نامی بہادر یا کسی مشہور جنرل کو آپ اپنی معشوقہ کی خدمت مین روانہ کیجیئے تو آپکی کسقدر بدنامی ہو۔ وہ بھی شرمائینگے کہ اتنا بڑا جرنیل اور ایسا نامور اور معشوقہ ایسی گنوارنی۔ وہ اس وقت یا تو اُپلے پاتھ رہی ہوگی یا کھیت نراتی ہوگی یا پانی بھر رہی ہوگی۔ آپ خود بھی ذلیل ہونگے اور جسکو بھیجیئے گا اُسکا تو جی چاہیگا کہ اپنا اور آپکا دونون کا سر پیٹ دے پہلے آپکا پھر اپنا۔ اور یہ بھی کہنا میرا جنون ہے نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچینگی۔ وہ خدا کے فضل سے اِس بات کی نوبت ہی نہ آئیگی۔ نہ شہزادہ یا دیو آپ سے مقابلہ کریگا اور نہ آپ کبھی کسی کو شکست دے سکینگے۔ بس اِسی مجنونانہ حرکت مین جان جائیگی کوئی شخص اینڈا بینڈا ہاتھ لگا دیگا تو بس ٹین سے رہ جاؤ گے۔ بھلا یہ انصاف ہے فرمائیے آپکو اُسی کی قسم ہے کہ اسکو یہ معلوم ہے کہ آپ کون ہین۔

خدائی فوجدار نے کہا بھئی اب تم تو بڑا دق کرنے لگے اب کبھی کوئی قسم دی تو بس دشمن ہی ہو جاؤنگا۔ سنو۔ مین بارہ برس سے اُسکو جانتا ہون اور کوئی دس بارہ دفعہ اُسکو دیکھا ہے۔ شاید اُسنے مجھے نہ دیکھا ہو۔ مگر چونکہ اسی گانوٗن کی رہنے والی ہے یقین نہین آتا کہ ہم کو نہ جانتی ہو اگر کوئی ایسی ویسی چھوکری ہوتی تو ضرور مجھ سے آنکھین لڑاتی اور آنکھین لڑا اُسکے شوخی کا ثبوت دیتی۔

حیا بہ پیش رخت چشم بستہ می آید	ادب بہ بزم تو صد جا نشستہ می آید

عصمتیان روپوش حیا پرور و خلوتیان عفت کوش پاک نظر را مژدہ باد کہ وقت گرمی بازار نشاط است و بسط بساط انبساط اعنی زنانہ بازار سے بحسن و خوبی تمام ترتیب یافتہ الخ یہ سب اُسی کی شان میں کہا ہے۔

بدھو نفر نے بہت ضبط کیا مگر مارے ہنسی کے برا حال تھا۔ لوٹ گئے۔ کہا اور تو اور عصمتیان روپوش حیا پرور کی ایک ہی ہوئی۔ یہ لطیفہ سب لطیفون سے بڑھ گیا کھیت مین کام کرنے والی مزدورن اور روپوش اور عفت کوش اور وہ شعر بھی بالکل اس کے حسب حال ہے۔

حیا بہ پیش رخت چشم بستہ می آید	ادب بہ بزم تو صد جا نشستہ می آید

اگر وہ سُنے اور کوئی مطلب سمجھائے تو لوٹ لوٹ جائے بازار کی جانے والی مزدورن انکو روپوش کہنا بھی عجب بات ہے **خدائی فوجدار** اس تقریر پر اسقدر نہین بگڑے جسقدر بگڑنے کی امید تھی بہ سہولت کہا تم بدھو نفر بالکل گاؤدی ہے اور اب چند روز سے تمہاری گستاخی اعتدال کے دائرے سے باہر قدم نکالنے لگی مین تمکو کئی وجوہ سے قابل معافی سمجھتا ہون ایک اِسوجہ سے کہ تم میرے ہمراہ آئے ہو۔ دوسرے یہ کہ خبط الحواس ہو۔ مین تمھین ایک کہانی سناتا ہون جس سے تمکو پورا پورا الیقین ہو جائیگا کہ تم بڑے گدھے اور نالائق ہو۔ وہو ہذا۔

ایک حسین زنکہ خوان جو علاوہ زیور حسن کے زیور ثروت سے بھی مالامال تھی اور بڑی بذلہ سنج و نغز گفتار اُسکے شوہر نے عالم فانی کو پدرود کیا اور عالم قدس کی راہ لی۔ کچھ دنکے بعد اِس بیوہ کا کہ بڑی عاشق مزاج شوقین دولتمند طرار خوشخو نوخیز عورت تھی ایک خوبصورت حسین گبرو پر دل آیا۔ ع۔ دل گیا ہاتھ سے لوگون نے کہا دل آیا + یہ نوجوان آدمی ایک چھوٹا پادری تھا۔ جب پادریونکو خبر ہوئی تو انھون نے اس عورت سے کہا اے نیک بخت تم ایسی تو قوس ابرو خوشخو خوش مزاج حسینہ تربیت یافتہ عورت اور ایسے کم رو اور کم عقل لونڈے پر عاشق ہو تو مقام حیرت ہو کہ نہ ہو یہان امیر اور عالم اور تربیت یافتہ اور فاضل اور خوبصورت ہر قسم کے مرد ایک سے ایک اچھے موجود ہین مگر تمنے اس شخص کو پسند کیا جسمین کوئی خوبی اور کوئی کمال نہین ہے اُس بیوہ نے بڑی بے تکلفی کے ساتھ کہا آپ لوگون کی یہ بڑی غلطی ہے اور بالکل پرانے خیالات۔ بات یہ ہے کہ جسے پیا چاہے وہی سہاگن کیا سانولی کیا گوری۔ گورے کالے پر کچھ نہین موقوف۔ کوئی میری

نظر سے اسکو دیکھے - میرے نزدیک تو اس شہر مین کوئی اُسکا سا حسین نہین ہی -

اسی طرح ادگیدی بدھو یاد رکھ کہ میرے معشوق سا حسین اور لائق اور خوبرو کوئی میری نظرون مین نہین جنچتا - لیلی را بہ چشم مجنون باید دید + اِسکے علاوہ شعرا کا کلام پڑھو - کیا وہ سب کے سب رندان شاہد بازی ہی تھے ہرگز نہین - مگر غزلون مین مثنویون مین یار کی تعریف معشوق کا ذکر خیر - اسکے یہ معنی نہین کہ سب معشوق باز ہی سے تھے مگر شعرا کو بدرجۂ مجبوری کسی نہ کسی معشوق کا ذکر کرنا ہی پڑتا ہی - حافظ - سعدی رودکی طالب آملی کمال خجندی غالب دہلوی نسیم اسیر درد میر یہ جتنے شعرا گذر گئے ہین سب نے معشوقون کا ذکر ندکور کیا ہی کوئی کہتا ہی ع -

اپنے عاشق پر ترس کھانا ستمگر چاہیے + کسی نے کہا ہی -

کیا ہوا جو رخ پر نور کو شعلا باندھا	آگ کیون ہونے ہو مضمون تھا باندھا باندھا
کیون خفا ہوتے ہو کیون حشر بپا کرتے ہو	کسنے قامت کو قیامت کا نمونا باندھا

کسی کا شعر ہی -

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہی اے دوست شناسا تیرا

اِس سے یہ مطلب نہین کہ سب کے سب خواہ مخواہ شاہد باز ہی تھے ہرگز نہین یہ تو فقط ایک شاعرانہ طرز ہی مجھے اس سے کوئی بحث نہین کہ اسکا خاندان کیسا ہی مگر مجھسے اگر کوئی پوچھے تو مین قسم کھا کے کہدون کہ بہت ہی عمدہ خاندان ہی - دو باتین معشوق مین ضروری ہین - ایک حسن دوسرے عفت - اب سُنیے کہ حسن سے تو کوئی انکار ہی نہین کر سکتا اور اس امر کی نسبت رائے قائم کرنا کہ یہ حسین ہی یا نہین امر آسان نیست - اسکی پوری پوری داد مبصر ہی دے سکتے ہین یا مصور یا شاعر یا ناول لکھنے والے یا ایسے مبصر ہم ہین اور ہم کہتے ہین کہ اُسکے حسن کے چاند مین کوئی دھبا نہین ہی - اب رہی عفت - اس سے اگر کوئی انکار کرے تو گردن اُڑا دون - سر اُڑا دون بٹا سا - دل لگی ہی - اُسکی عفت اور عصمت کی قسم کھانی چاہیے - ساری خدائی کی رائے ہی کہ بڑی عفیفہ ہی -

بدھو لفر جل بھن کے خاک ہو گیا کہ میرے ہی محلے کی چھوکری اور میرے ہی سامنے اُسکے حسن اور عفت کی تعریف - دن بھر مین کم سے کم دس بارہ لونڈے لپٹاتی ہو گی اور ایک درجن لونڈون کو گلے لگاتی ہو گی اور حضور اسکی عفت کی قسم کھانے پر تیار - اور لطف یہ کہ عمر بھر مین کبھی بات کرنے کی بھی نوبت نہین آئی - صرف چند بار دیکھا ہی اور یہ اچھی طرح معلوم ہی نہین کہ وہ انکو جانتی بھی ہی یا نہین اور دن رات آسمان سر پر اُٹھائے ہوے ہین - دل لگی ہوتی اگر وہ مجرم قیدی ڈھونڈھتے ہوے انکی معشوقہ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور وہ اُسوقت اُپلے پاتھ رہی ہوتی تو گانون والون کو دل لگی ہاتھ آتی وہ خبر سنتے ہین ہوتے

کہ یہ کون لوگ ہیں اور بکتے کیا ہیں۔ کسنے بھیجا ہی کسکے پاس بھیجا ہی پیغام کیا لائے ہیں۔

اتنے عرصے میں خدائی فوجدار کے جنون نے بڑا زور باندھا اور ایسے غنائے کہ بدھو نفر سے کہا اب تیار رہو اور ہمارا پیغام لیکے جاؤ۔ اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ کام انجام دو نار کرنا ہے بدھو نفر کچھ نہ سمجھے کہ کہان جانا ہوگا۔ پوچھا آپ تو کچھ بہکی بہکی باتین کر رہے ہین میرے لیے کون جگہ تجویز ہوئی ہی فرمایا تم مجھسے خط لو اور ہماری معشوقہ کے پاس جاؤ اور اُنسے ایک لیاقت اور خوبصورتی کے ساتھ ہماری کارگزاری کا ذکر خیر کرنا۔ بدھو نفر نے کہا خط آپ لکھیے گا کہان اور کس شے پر اور قلم کہان سے آیگا سیاہی کہان ملیگی یہ تو معلوم ہو جائے۔ خدائی فوجدار کو بھی اسکی فکر ہوئی کہنے لگے یہ تو واقعی بڑی ٹیڑھی کھیر ہی حقیقت حال یہ ہی کہ خط لکھنے کا سامان یہان ہمارے پاس نہین ہی مگر کوئی تدبیر نکالنی چاہیے۔ سوچتے سوچتے انھون نے کہا اچھا ایک بات کرو۔ درختون کے بڑے بڑے پتون یا موم کی تختی بناکر اسپر لکھو۔ بلکہ ایک کام کرو اُس وحشی کی نوٹ بک پر لکھو۔ کیا سوجھی ہی سچ کہنا بدھو نفر نے بڑی تعریف کی اور کہا سچ یہ ہی کہ آپ لوگ عالم الغیب ہو جاتے ہین۔ ہم اور آپ دونون واقف تھے کہ نوٹ بک موجود ہی اور اسمین کورے صفحے بکثرت ہین۔ مگر اسوقت مجھے ذرا بھی خیال نہ آیا اور آپ نے فوراً کہدیا کہ کورا کاغذ نوٹ بک مین سے لینگے۔ اسپر خدائی فوجدار بہت ہی خوش ہوے اور یہ اول مرتبہ تھا کہ حضور نے میان بدھو نفر کی تعریف کی اور کہا یار بدھو آج تمنے انصاف کی بات کی مگر یاد رکھنا یہ سب کسی کے عشق کا ثمرہ اور عاشق ہونے کا نتیجہ ہی۔

این ہمہ شہد و شکر کز سخنم می ریزد — اجر صبر یست کز ان شاخ نباتم دادند

بدھو تو دل مین خوش تھے ہی کہ روپیہ مل گیا ہی مزے سے گھر چلو ہر شام کسی سرا مین سو رہینگے اور دروازہ بند کرکے رہینگے دن کو سفر کرینگے اور مزے سے گھر پہونچینگے۔ بی بی اور بچے بھی خوش ہونگے کہ اتنی رقم لائے۔ سود پر روپیہ چلائین گے۔ انھون نے کہا واقعی آج آپ بڑی دور کی کوڑی لائے۔

خدائی فوجدار بہت ہی ہنسے اور بڑے ہی خوش ہوے۔ دور کی کوڑی لانے پر انتہا سے زیادہ مسرت ظاہر کی اور خود بھی فرمایا کہ ہم دور کی کوڑی لائے یا نہین لائے۔ آج البتہ ہم تم سے خوش ہوے۔ اب تھوڑے ہی دن مین بادشاہی لو۔ مگر بادشاہی کی حالت مین خبردار انصاف کے خلاف نہ کرنا۔ ورنہ ہم سے برا کوئی نہین ہی۔

رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت — درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ بدھونفر نے کہا خداوند اگر خط دینا ہی تو بسم اللہ۔ میرے حوالے کیجیے اور مین پر لگا کے اڑجاؤن اور وہ بشارت تازہ لاؤن کہ آپ بھی خوش ہو جائین۔

خدائی فوجدار نے

مانگا کاغذ دوات و خامہ		لکھا گلچین کے نام نامہ	

خط لکھنے ہی کو تھے کہ دفعۃً انکو ایک بات یاد آئی اور آنکھین بند کر کے سوچنے لگے۔ بدھونفر تو چاہتے تھے کہ پر لگا کر اڑجاؤن اور روپئے کی تھیلی بی بی کے حوالے کرون کہ تم جانو تمھارا کام جانے انکو **خدائی فوجدار** کا غور کرنا نہایت ہی شاق گذرا۔ کہا جناب **خدائی فوجدار** صاحب مہربانی کر کے زیادہ تامل نہ فرمائیے خط لکھد یجیے اور غلام کو رخصت کیجیے۔ الانتظار اشد من الموت **خدائی فوجدار** نے کہا ہم یہ غور کرتے تھے کہ نامہ و پیام مراسم بہادری و خدائی فوجداری مین جائز اور انسب و مناسب ہی یا ناجائز نامناسب بینوا توجروا۔ بیان کردتم اور اسکا اجر یاؤتم۔

کون انسے کہے قصۂ شب تنہائی کا
شمع خاموش کو یارا نہین گویائی کا

خانۂ ویران دل وارفتۂ سودائی کا
کیا سمجھتے تھے کہ گھر ہو ہی رسوائی کا

آنکھ خورشید قیامت سے نہین جھپکاتا
دیکھنا ڈھیٹھ بنا اپنے تماشائی کا

مار ڈالیگی دو رنگی تری ای دہر دو رنگ
ڈھنگ ہو یہ کسی معشوق کی رعنائی کا

بڑیان دیکھکے ڈھارس مجھے دیتا ہی جنون
دل نہ بھاری ہو کہ زیور ہو یہ سودائی کا

لاکھ تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ مٹا
داغ ہم لیکے چلے اپنی جبین سائی کا

نخل طوبےٰ ہی تری قد سہی کی تصویر
باب فردوس ہی نقشہ تری انگڑائی کا

آپ اپنے کو تو پہچان نہین سکتا ہون
کیا مین اقرار کرون تیری شناسائی کا

لاکھ پنہان ہو مگر حسن دکھاتا ہی جھلک
سات پردون سے عیان نور ہی بینائی کا

یہ اشعار ترجمان دل حسرت منزل ہین۔

نامۂ نیاز از خاکسار **خدائی فوجدار** بنام گمنام۔ الخ

رشک سے لیتے نہین نام کہ سمجھے نہ کوئی
چپکے چپکے تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلیے

ای خاتون جہان مسیح دوران۔ ای بلبل گلشن ملاحت۔ ای قمری شمشاد فصاحت۔ ای میوہ نورس باغ محبوبی۔ طوطی شاخسار خوبی۔ سرو چمن راز۔ سرمایہ ناز عاشق بے نیاز۔

حسن تو ہمیشہ در فزون باد — رویت ہمہ سال لالہ گون باد

ای رغبیذ زاہد فریب عدوے صبر و شکیب۔

بشنو از نے چون حکایت میکند — وز جدائی ہا شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اسقدر انھون نے لکھا تھا کہ دفعتہً قلم روک لیا اور بدھو سے کہا یار ہم تمسے جو کہین وہ تم موبہ مو جاکے اُنسے کہدو۔ تحریر کی تو کوئی ضرورت نہین ہی۔ بدھو بولے اجی صاحب اتنا حافظہ زبردست کہان سے لاؤن مجھے اپنا نام تو یاد رہتا ہی نہین۔ اور باپ کا نام بڑی غور کے بعد یاد آتا ہی بلکہ برسون کی محنت کے بعد یاد کرتا ہون اور بھول بھول جاتا ہون۔ فوجدار نے کہا اچھا ہم لکھے دیتے ہین اور یہ بیان لکھنا شروع کیا۔

کمترین تغافل خانہ زاد خدائی فوجدار عرض رسا ہی کہ آپ کی جدائی نے اس فقیر حقیر کو مار ڈالا اور کہین کا نہ رکھا جو جو ستم ہمنے تمھاری مفارقت مین سہے اُنکی تحریر کا یارا نہین کیا کرین اس مین کسی کا اجارا نہین اور عاشق کو بجز رنج سہنے کے اور کوئی چارا نہین۔ ع۔ عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے + اور یہان تو۔ ع۔ رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہوگیا + گو تمسے ہزار ہزار بار عرض کی کہ۔ ع۔ اپنے عاشق پر ترس کھانا ستمگر چاہیے۔

جنگجو کج کلہان صلح و صفا نیز کنند — غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند

مگر تم وہ جنگجو ہو جو کبھی کار صبا نہ کرے اور دل کو غنچہ کرنے اور سچ بھی ہی۔

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل — کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی ضرور عرض کرینگے کہ

بیجا نہین حسینون کی یہ لیت و لعل انیان — ای غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہی

ہاے فراق واے فراق۔

نقشہ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق — پانون مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق

دیکھ ای ناصح اسے کہتے ہین تاثیر فراق — خواب وصلت مین جو دیکھون پاؤن تعبیر فراق

رسم و راہ شہر الفت کے ہین سب کوچے الگ — خضر کو رستا بتا دیتے ہین رہگیر فراق

ترکش سینہ سے ای قاتل نکلتا ہی نہین — ہوگیا ہی کیا الب معشوق یہ تیر فراق

مثل مجنون ہو کے آوارہ پھرینگے دشت مین — اب کسی جنگل مین جا بیٹھینگے رہگیر فراق

ملک غم کی اسنے سب تحصیل ہم کو بخشدی　　ای قمر ملتی ہی کسکو ایسی جاگیر فراق

ہمارا مصاحب خاص میان بدھو نفر تمسے ہمارا کل حال من وعن مو بمو بیان کردیگا کہ ہمکو صدمۂ مفارقت نے کیسا مارڈالا ہی۔

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہین یادرہے　　او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

اگر رحم کرو تو مین جی جاؤن اور اگر بیرحمی کو اور ترقی دو تو مردہ تو ہون ہی۔ موے پر دُرّے سو درّے سچ ہی۔

عاشقان کشتگان معشوق اند　　بر نیاید ز کشتگان آواز

جب تک جان مین جان ناتوان ہی تب تک تمھارا غلام درم ناخریدہ بہ ہیچمیرزو ہیچمدان ہی۔

قدمے رنجہ نما چشم براہت دارم　　ای فدائے کف پاے تو سر منزل ما

الٰہی آفتاب حسن وجمال تا ابدالآباد تابان و درخشان باد۔ بالنون والصاد۔

یہ خط میان بدھو نفر صاحب کو بکمال لطف پڑھکر سنایا۔ وہ بولے حضور خدا شاہد ہی بے مثل اور بے نظیر لکھا ہی قلم توڑ توڑ دیے ہین بلکہ قلمدان کے قلمدان شکستہ بحر کردیے ہین کیا زور قلم ہی واہ وا واہ۔ سچ یون ہی کہ حضور شیطان مجسم ہین انسان کا کام نہین ہی۔ کوئی ہنر کوئی فن ایسا نہین جسکو حضور نہ جانتے ہون ہر فن مین ہو استاد تمھین کیا نہین آتا۔ خدائی فوجدار اور بھی تن گئے۔ کہا بھائی صاحب یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہی۔ ہم لوگون کے پیشے والون پر تو فرض ہی کہ ہر فن مولے ہون اور وہ بات ہم کو حاصل ہی اب ہم ایک خط اپنی بھتیجی کے نام لکھتے ہین۔ لکھکر سُنایا۔ پیاری۔ تم اس خط کے دیکھتے ہی منجملہ ان گدھون کے جو مین وہان چھوڑ آیا ہون تین گدھے میرے بدھو نفر کو دے دو اور اسکی خاطر کرد۔ مین نے یہ گدھے اس سے یہان لیے ہین۔ راقم شوق۔ خدائی فوجدار۔ از قلۂ کوہ رفیع واثیر وبلند سال حال ماہ حال روز امروز یعنی قبل فردا و پس دی۔ عفی اللہ عنہ بہ وقت نیک درآید و موصول باد بالنون والصاد۔

لیے جاتا ہی نامۂ بیکس　　بال بیکا نہ ہو کبوتر کا
ہر کہ خواند دعاے طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہگارم

بدھو نفر نے اس اول جلول تحریر کی بھی بڑی تعریف کی۔ پل باندھ دیے۔ کہا سبحان اللہ سبحان اللہ دو خط ایک سانس مین لکھے اور دونون کے رنگ الگ الگ۔ ایک مین عشق کا ذکر مذکور۔ دوسرا عزیزہ کے نام مگر بالنون والصاد دونون مین ہی۔ واللہ اعلم اسکے کیا معنی ہین فوجدار نے اکڑ کر کہا کسی اچھے مولوی سے پوچھو۔ تم ایسے گاودی کیا جانو۔ یہ جملے ہر کس و ناکس کی سمجھ مین نہین آسکتے۔

جگر اسوز دو نامے بدست آرد　　کہ بر محک افاضل بود تمام عیار

بدھو نے کہا اب حضور خانہ زاد کو رخصت فرمائیں غلام نمکحرام نہین ہی حق نمک ضرور ادا کرونگا۔ اور صاف صاف کہونگا کہ وہ وہان مجنون ہوگئے ہین اور آپ کی سب پاگل پنے کی باتین بیان کردونگا کہ بالکل دیوانے ہوگئے ہین عقل سے کوئی سروکار نہین بجز بھیڑیون اور بکریون اور گدھون کے کوئی یار مددگار نہین اور یہ بھی کہونگا کہ آج کل ایک بڑی سودائی کی تلاش مین مارے مارے جنگل مین پھر رہے ہین غرض کہ چاہے آپ مار ڈالین بندہ ضرور کہیگا کہ وہ آجکل پاگل ہو رہے ہین۔ **خدائی فوجدار** نے کہا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہی تو ایک کام کرو۔ ہم برہنہ ہوے جاتے ہین اور برہنگی کیحالت مین ہم دیوانون کے سے کام کرینگے وہ وہ حرکتین کرون کہ دیوانے بھی ہیرا نام سُنکر کان پکڑین مگر ہماری معشوقہ کو کبھی یقین نہ آئے۔ بدھو نے کہا از براے خدا جو کچھ مجنونانہ حرکتین کرنی ہون کپڑے پہنے پہنے کیجیے ادھر آپنے کپڑے اُتارے اُدھر مجھے رونا آیا سینک کے سے تو آپ کے ہاتھ پانون ہین۔ ہڈی ہڈی انسان گن لے فقط ان کپڑون سے ذرا بھرم ہی۔ کپڑے اُتارنے سے وہ بھی جاتا رہیگا۔ باقی رہا یہ امر کہ آپ کی پریا کو ہمارے کہنے کا یقین نہ آئیگا اسکا جواب یہ ہی کہ اگر واقعی وہ ہماری بات کو باور نہ کرے تو اتنی لاتین لگاؤن کہ ساری مشیخت رکھی رہے۔ دل لگی بازی تفریح کی ہی۔ گالون کی بیچ توم جھوکری۔ لونڈون لاڑھیون سے آنکھین لڑاتی پھرتی ہی اور آپ اُسکو عفیفہ فرماتے ہین۔ خیر یہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا یہ فرمائیے کہ میری واپسی تک آپ کھائیے گا کیا۔ یا شاید اس وحشی کیطرح گدھا بانون کی روٹی چھین چھین کے نوش جان فرمائیے گا بیچارون کو ایک ہی سڑی سے مقابلہ کرنا مشکل ہوگیا تھا اب وہ دو ہونگے تو غضب ہی ہوجائیگا یک نہ شد دو شد۔ مگر آپ سے اور اس وحشی سے رفتہ رفتہ خوب نبھیگی۔ ؏ خوب گزریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو +

فوجدار نے کہا کھانے پینے کا خیال تم دل مین نہ لاؤ یہ ہماری ہی راے پر چھوڑ دو بس۔ ہم سمجھ لین گے۔ سونے کو پتھر اور چٹان اور کھانے کو جو خدا دے دے۔ توکل پر سارا دار و مدار ہی اللہ بس باقی ہوس۔ اللہ باقی و من کل فانی۔

برامید شعلۂ شب تا سحر پیر میزنم تا در اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم		پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ وار نقد صرافان معنی را رواج دیگر ست	

بدھو نے کہا حضور جاتا تو ہون بڑی خوشی سے ہون مگر راستہ ملنا محال نظر آتا ہی راستہ ضرور بھول جاؤنگا۔ ان کھوؤن اور پہاڑون اور جنگلون کی راہ کا یاد رکھنا دل لگی نہین ہی۔ اسکی کیا تدبیر ہو اگر بھٹکا تو غضب ہوجائیگا۔ بندہ پھر آپ کے قدم کہان پائیگا۔ فوجدار نے کہا بھئی نشان یاد رکھ

ہرگز نہ بھولوگے نہ بھٹکوگے۔ بین اکثر اوقات کسی اونچے درخت سے دیکھا کرونگا اور پہاڑ کی اونچی سی اونچی چوٹی پر سے تاکا کرونگا۔ سب سے بہتر ترکیب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ تم راستے بین درختون کی شاخین کاٹ کاٹ کے بچھاتے جاؤ جب واپس آؤگے تو وہی شاخین زبان حال سے تمکو راستہ بتائینگی بدھونے چند شاخین کاٹین اور خدائی فوجدار کے حکم سے انھین کے عراقی صبا رفتار رشک حمار پر لدے اور گدھے کو چھوڑا۔ رخصت ہوتے وقت دونون آبدیدہ ہوگئے فوجدار نے کہا یارجے ذرا گھوڑے کی خبر لیے رہنا تھوڑی دور نک ساتھ بھی گئے۔ ایک دفعہ جو بدھو پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو حضور خدائی فوجدار ننگے برہنہ مادرزاد ہاتھون کے بھل ٹانگین آسمان کی طرف کیے ہوے نٹ بنے ہوے کھڑے ہین۔ جل جلالہ۔ بدھو نے گھوڑے کو تیز کیا اور نظر سے اوجھل ہوگیا اور سوچتا گیا کہ اب قسم کھالونگا کہ آقاے نامدار بالکل دیوانے ہوگئے ہین اب انکو تو جانے دیجیے جلد واپس آئینگے۔

فصل ۔ ۱۲ ۔

راوی روایت خدائی فوجدار یون زمزمہ سنج بیان ہے کہ حضور پرنور برہنہ ہوکر دیوانہ پن کی حرکتین کر رہے تھے کہ بدھو نفر راہی ہوے اور انھون نے دیکھا کہ ہمارے مصاحب نے صرف ایک بار پھر کے دیکھا اور بس۔ اب یہ کپڑے پہن کے لیس ہوے اور پہاڑ پر جاکر جنون کی حالت مین سوچنے لگے کہ اب کیا کاروائی ہونی چاہیے۔ مجھے کسکی تقلید سے فائدہ ہوگا۔ اگر آفتاب جاہ کی طرح کوہستان کو دیو دام اور دیوان عفریت سرشت سے خالی کیا تو بھی نام ہوگا اور اگر چمچاخ مازندرانی کی طرح جنگل کے اژدہون اور اژدرون اور اڑنے والے ناگ اور ناگنون اور دو موہے سانپون سے لڑے تو بھی نام ہے اور اگر کوئی جزیرہ ملگیا اور بدھو نفر کو اسکا بادشاہ بنا دیا تو ہم شاہنشاہ ہوجائینگے۔ اے صنم لطیف و رعنا از براے خدا میرے حال زار پر نظر رحم کر۔

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
تا یہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

ہونا عاشق سو چکر اُس دشمن ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا

جھوٹ ہی جانو کلام اس رہزن ایمان کا
پھن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

اس کوہ و بیابان مین بندہ اب تنہا ہے۔ نہ یار نہ مددگار نہ سگ وفادار نہ بدھو گنوار۔

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

یعنی ای ترک شیراز سراپا ناز و انداز۔ خانہ زاد کو ای حور نژاد صرف اسقدر صلاح دیجیے کہ چمچاخ مازندرانی کے نقش قدم پر چلنا تمکو پسند ہی یا تمھاری یہ صلاح ہی کہ آفتاب جاہ کج کلاہ کا تتبع کرون۔ اپنی رائے بیضاے ضیاے فیض انجلاے سے مطلع فرماؤ اور خدا پاک سے اسکا اجر پاؤ جسوقت چمچاخ مازندرانی جسکی پہلوانی اور ملک ستانی کا ہر سیستانی اور ایرانی اور افغانی قائل اور معترف باللسان ہی اژدر کیجانب لشکر لیکر چلا ہی اور ادھر عساکر اژدرنے بسر کردگی سپہ سالار اجگر و کنیا دیو مع مارہاے سیاہ و کفچہ دار کے یورش کی کہ الامان۔

غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
نہ جائے امان تھی نہ پاے گریز

برستے نہ تھے تیر پر تیر سب
قضا بھیجتی تھی طلب پر طلب

اُٹھے وہ تو کاندھے پہ بیٹھی اجل
چلے دو قدم گر پڑے سر کے بھل

اُٹھائے قدم کو گروہ لعین
پکڑتی تھی پاؤن کو رن کی زمین

وہین تیغ نے دے کے گردن مین ہاتھ
ڈھکیلا جہنم مین ابدا کے ساتھ

وہ حاصل اجل کو تھا جسمین رسوخ
بہت دب گئے زیر سنگ و کلوخ

ہوا منقطع اژدہون کا ثبات
کٹی ایکدم مین دور زہ حیات

امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
بدن سے کہا جان نے سر کی خیر

اور آفتاب جاہ جب مع گردان فلک شکوہ کے روانہ ہوا تو بڑے بڑے دیوون کی فوج درہم و برہم ہوگئی۔

اُٹھا فوج مین بس وہ گرد و غبار
کہ منھ پر تھا خورشید آئینہ وار

فلک کہرے سے تھا دھوان سا نمود
سمان شب کا رکھتا تھا ملک شہود

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر
بہت آئے لشکر مین ہو کر اسیر

اگر رستم اور اسفندیار کا تتبع کرون تو بھی اچھا بلکہ بہت اچھا رہون اور اگر سکندر ابن فیلقوس یونانی کے نقش قدم پر چلون تو بھی نام ہو مگر کیون کسی کا تتبع کرون۔

کہن خرقۂ خویش پیراستن
بہ از جامۂ عاریت خواستن

وہ بات کیون نکرون جو ان سب سے زیادہ میرا نام روشن کرے مین نیا ہی ڈھرا کیون نہ نکالون

از روشیوۂ رہروی شیطان آموز
یک قبلہ بگیر و سجدہ بر غیر مکن

سلسلۂ وضع کی پابندی کے یہ معنی ہین کہ۔

درجانان کی خاک لائینگے	اپنا کعبہ جدا بنائینگے

کسی نے اسیر خوب ہی کہا اور داد سخن دی ہے ۔

دیر سے برہمن کو مطلب ہے سبکا دنیا مین دین و مذہب ہے	شیخ مسجد مین طالب رب ہے ملت عاشقان یہی اب ہے

درجانان کی خاک لائینگے
اپنا کعبہ جدا بنائینگے

بس بہتر یہ ہے کہ ہم اور ہی ڈھرا اختیار کرین اور طرز تو قتدی او وبچاق سب سے بڑھ جائین اور انکی تربت سے آواز آئے کہ ۔

ما و مجنون ہم سبق بودیم در دیوان عشق	او بہ صحرا رفت و من در کوچہ ہا رسوا شدم

سوچے کہا رہے پیشتے کے لوگ قدیم زمانے مین کسی جنگل یا بیابان یا صحرائے پرخار یا کہسار یا کھوہ مین توبہ ضرور کرتے تھے کہ انکے گناہون کو خدا بخشدے یہ موقع ہمکو اچھا ملا ہے کہ اس جنگل مین توبہ کرین مگر کوئی گواہ ہونا ضرور ہے درختون کو اپنا گواہ بنایا ۔

جہان پہلوانم یلی نامدار	شنو از من اے چشمۂ برگ و بار
بمیدان جنگاہ رستم نژاد	پدر بر پدر پاک و عالی نہاد
شنو از من اے غنچۂ بی دو خار	شنو از من دل حزین حال زار
بر احوال زارم بباید گریست	برین حال زارم بباید گریست
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج	ستانم ز ترک فلک تخت و تاج
زخونریزی تیغ من وقت جنگ	شود تختۂ گل زمین لالہ رنگ
مظفر منم در صف رزم و جنگ	بدریا نہنگ و بصحرا پلنگ
چو بر شاخ آہو کشم چیرہ گور	بدوزم سر مو بر پاے مور
منم گرد نام آور و شیر زن	غلامم وفادار بدخو نفر
شدم عاشق دختر مہ وش	کہ عمرش فزون نیست از دہ و شش
توانائی و تاب مارا بکشب	جدا گشتم از وے بحکم خدا
درین دشت ہایل شدم جاگزین	کجا یابم آن ماہ درین زمین
زجور ہمین عشق خانہ خراب	دل ماست بریان بشکل کباب

جدا گشتم از دخت حور انژاد
نباشد کسے در جہان پائدار
کجا شد فریدون وضحاک وجم
کجا آن بزرگان ساسانیان
نکو ہیدہ تر شاہ ضحاک بود
شنو از من اے کوہ گردون شکوہ
شنو از من اے نخل والے مرغ وطیر
مری داستان سنکے روؤ گے تم
قسم تجھکو اے کوہ والے بحر وبر
قسم تجھکو اے گوہر کان ہے
مری جان وہ چھپ جاتی ہے جان
وہ کیا کر رہی ہے بتا اس گھڑی
ہے وحشت کی تپ مجھکو اس درجہ تیز
کہان مین کہان میرا گھر بار ہے
مجھے کیا ہو گھر سے بھاگا مین کیون
کجائی تو اے قابل فوجدار
چرا از من دلحزین دور دور
بیا خانۂ یار آباد کن
قدم رنجہ کن دلبر گلعذار
بیا و بفرقتم بچشم نشین
مرے دل پہ کیسی گذرتی ہے ہاے
خدا ہمکو تمکو ملائے شتاب
بروز نبرد آن یل فوجدار
ازان سود و یک مردمان دلیر
ہمہ نامداران با جاہ و آب

زجور فلک اے خداداد داد
ہمہ نام نیکو بود یادگار
میان عرب خسروان عجم
زبہرامیان وز اسکانیان
کہ بیداد گر بود و ناپاک بود
شنو از من اے چشمۂ حق پژوہ
نہ ہے دشمنی تم سے مجھکو نہ بیر
مین ہون فاختہ اور الو کی دم
قسم تجھکو اے آہو و شیر نر
بتا سچ کہان اب مری جان ہے
جو ہے آج معشوقۂ دو جہان
ہے سوتی کہ بیٹھی ہوئی یا کھڑی
کہ رب سے مین کرتا ہون ہردم گریز
کہان وہ مرا یار طرار ہے
نہ اس خواب غفلت سے جاگا مین کیون
کجائی بگو مونس و یار غار
بیا نزد من ماہ من رشک حور
بیا قاتلا روح ما شاد کن
حقم م نہین ماہ من زینہار
بیا و بہ پیشم بہ بزمم نشین
ہے ہردم لبون پر صدا وای وائے
پڑے بھاڑ مین عشق خانہ خراب
دو دہر طرف ہر لودش شیر دار
بدست وغا ہمچو غرندہ شمشیر
ہمہ بر سپر خردہ آفتاب

همہ غرق رزم و ہمہ کینہ جو　　ہمہ رستم و زال و سہراب خو
ہمہ تیغ زن کوہ پیکر ہمہ　　سر افراز از رنگ و افسر ہمہ
ہمہ یک دل و یک زبان و سخن　　ہمہ رزم جویان بہ خون ریختن
زمین آید از ملغل تازی بہ تنگ　　نہان شد بگرد آسمان دو رنگ
صدا ہا برون آمد از طبل جنگ　　درنگا درنگ و درنگا درنگ
ز بیم سنان ناف زد دیدہ چرخ　　سر از جادۂ مہر پیچید چرخ
کشیدہ یکے تیغ کین از غلاف　　پئے قتل دشمن و اہل خلاف
چنان گرم گردید بازار جنگ　　کہ می سوخت پرہاے تیر خدنگ
غریو از فغان سر شد از ہر دو صف　　کہ زہرہ بہ ملک بدن شد تلف
یکے نیم بسمل تپان بر زمین　　بہ دشت عدم شد مگر دانہ چین
یکے چشم پر نم چو بتخالہ داشت　　یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
شدہ خویش و بیگانہ پہلوے ہم　　زبس کشتہ افتاد پہلوے ہم
یکے بود بے پا و بے سر یکے　　یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے
یکے را ز پیکان جگر کاستہ　　یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے را روان خون ز زخم سنان　　بمیدان یکے بستہ لب دادہ جان
چنین نیزہ با نیزہ آمیختند　　سنان یک بدیگر در آویختند
یکے بود گریان بجان پدر　　یکے بر برادر یکے بر پسر
گلہ اسپ ہر سو ہزاران ہزار　　ہمین کشتہ در دست چون بیقرار
سر مردہ در زیر نعل ستور　　شدہ سرمۂ دیدۂ مور کور
ز غریدن طبل حیرت فزا　　زمین شد بہ پیکار گردون زجا
نقیبان بفریاد از ہر کران　　بہ انداز پرخاش جنگ آوران

خدائی فوجدار کو بیان صید رنج و حرمان پڑا رستے دیکھئے کہ خوب غنائیں ادربادل پردرد آہ سرد بھرین کہ ہائے میری معشوقۂ کج کلاہ۔ غیرت مہر و ماہ سرسروران جہان ملکۂ زمین و آسمان

اے ضیاء خورشید تابان از ماہ روے تو　　دے مہ عید اسیران گوشۂ ابروے تو
دیدۂ معنی و صورت کرد روشن ہمچو شمع　　توتیاے دیدۂ نرگس گرد خاک کوے تو

دشت صحرای قیامت کرد مثل نوبهار — ریخت از بس خون مردم نرگس جادوی تو
صبح عیش عاشقان شد چون شب ماتم — تا نهاده زلف مشکین روی خود بر روی تو
از غم عشق تو یک دل در جهان آزاد شد — یک جهان دل بسته مانند سر هر موی تو
با شهیدان غمت کار مسیحا می کند — می وزد هر دم نسیم صبح دم در کوی تو

انکو تو فراق یار مین صحرا نوردی کرنے دیجئے۔ اب سکے ہاتھون میان بدھو نفر کا حال بھی سن لیجئے آپ خدائی فوجدار کے لقات گھوڑے پر سوار دوسرے روز اُس سرا مین پہونچے جہان سے فوجدار تو عنا کے بھاگ گئے تھے مگر انکے ماتھے بے طور گئی تھی۔ سرا کو انھون نے پہچانا اور ٹھان لی کہ اسمین قدم نہ رکھونگا مبادا ابکی پھر یہان کے بدمعاشان ناہنجار نابکار اسی روز کی طرح سے دق کرین اور جان پر بن آوے ایک درخت کے سایہ کے نیچے گھوڑے کو روک کر ذرا ٹھہرے اتنے مین دو آدمی سرا مین سے نکلے۔ ایکنے دوسرے سے کہا کیون جی یہ بدھو ہی ہے نا۔ دوسرے نے جواب دیا ارے! یہ یہان کہان یہ تو ہمارے خدائی فوجدار سڑی سودائی کے ساتھ بھاگ گئے تھے انکے قریب آکر ایکنے کہا اجی سلام ہے کہیے آقا کو کہان چھوڑا ہم لوگ آپکی اور انکی حماقتون کا حال سن چکے ہین۔ وہ آجکل ہین کہان۔ دوسرا بولا یہ لقات گھوڑا تو انھین حضرت کا ہے۔ دروازے پر بندھا رہتا تھا۔ بدھو نے پہلے تو ان دونون سے راز پوشیدہ رکھا۔ چھپایا۔ کہا ایک کام ہے اُسکے لئے بھیجا ہے مگر کہا ہے کہ کسی سے کہنا نہین۔ ہم اُنکا ٹھکانا آپکو نہین بتا سکتے۔ انھون نے کہا ہمکو پہچانا یا نہین خدائی فوجدار کے مصاحب بولے ہان پہچانا۔ تم خلیفہ ہو جو انکی حجامت اور خط بناتے تھے۔ اور آپ پادری صاحب ہین جنھون نے انکی کتابین سوختہ کر ڈالی تھین خلیفہ نے کہا اگر تم انکا پتا نہ بتاؤگے تو ہمکو یقین ہو جائیگا کہ تمنے انکو قتل کر ڈالا اور مال و اسباب اور گھوڑا تک چھین لیا۔ پھانسی کا کام کیا۔ زندہ نہ بچوگے۔ بدھو نفر بیوقوف اور گنوار کے لٹھ تو تھے ہی گھبرائے کہ واقعی اگر چھپاتا ہون تو دھر لیا جاؤنگا۔ لوگ کہینگے کہ فوجدار کو بہ طمع زر اسنے مار ڈالا اور روپیہ اور گھوڑا لیکے چلا آیا۔ انھون نے کہا کہ وہ آجکل تو بہ کر رہے ہاہین اور مجھے بھیجا ہے کہ فلان عورت کو خط دون جو انکی معشوقہ ہین اور جنکے پاس وہ عنقریب دیو دون اور اژدہون اور عفریتون کو بھیجنے والے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ جب دیو یا اژدہا یا بہادر یا نامدار یا بادشاہ کو زیر کرونگا اُسکو فوراً اپنی معشوقہ کی خدمت مین بھیجونگا وہان جا کے اقرار صالح کرے کہ اُس اپنے زبردست غنیم کو انھون نے نیچا دکھایا اور زیر کیا۔ وہ زمانہ اب قریب ہے کہ ہمکو وہ کسی جزیرے کا بادشاہ یا مہاراجہ مقرر کرین اور ہم اپنے بال بچون کو لیکر بادشاہی کے لطف اٹھائین اور ہماری بی بی بادشاہ بیگم کہلائین اور بڑے

لڑکے کو لوگ ولیعہد بہادر کہیں اور ڈنکا ہمارے چوکیداروں کے سامنے بجتا ہو۔ کڑم دھم۔ کڑم دھم۔ نائی نے پادری صاحب اور پادری صاحب نے نائی کی طرف دیکھا اور دونوں مسکرائے پادری نے کہا جو باتیں پرانی کتابوں میں پڑھی تھیں وہ سب یاد ہیں مگر واہ رے سڑی اپنے ساتھ اس کمبخت کو بھی کہیں کا نہ رکھا اور اسو دائی بنا دیا۔ اسکو اسقدر الو بنا دیا ہے کہ اپنے نزدیک بادشاہی کریگا اور انکی بی بی شہنشاہ بیگم کہلائینگی۔ لاحول ولا قوۃ۔ چمکانے کر اُس سے کل حال دریافت کر لیا اور اپنے من وعن کچا چٹھا بیان کر دیا۔ اور آخر میں کہا کہ آپ تو پادری صاحب پڑھے لکھے آدمی ہیں اور میان خلیفہ بھی تجربہ کار ہیں یہ فرمایئے کہ اگر میں بادشاہ ہوا تو دستخط کون کریگا۔ میں تو بالکل جاہل آدمی ہوں۔ ایسا نہو کہ میری بادشاہی میں میرے مورکھ انپڑھ جاہل ہونے کے سبب سے کوئی فتور پڑ جائے اور میں کہیں کا نہ رہوں۔ ان دونوں نے تسلی دی اور پادری صاحب نے کئی مثالیں دیں کہ لوگوں نے ایسی حالت میں برسوں بادشاہی کی ہے۔ بدھو کی جان میں جان آئی۔ خلیفہ اور پادری نے لاکھ لاکھ کہا کہ سرا میں چلو اور وہاں کمر کھولو مگر بدھو نفر کی جرأت نہوئی خوف تھا کہ مبادا وہی بدمعاش لوگ جنھوں نے اُس دفعہ انکی مرمت کی تھی ابکی بھی زدوکوب کریں۔ کہا آپ لوگ سرا سے کوئی گرما گرم چیز کھانے کو لے آیئے اور گھوڑے کے واسطے دانہ اور گھانس۔ بندہ تو بوجوہ چند در چند سرا میں قدم نہ رکھیگا خلیفہ نے سرا سے گرما گرم روٹیاں اور دھوئی ارد کی دال اور گرما گرم بکی بوٹی کلیجی لا کے دی اور بدھو نفر نے بعد مدت تازہ گرما گرم کھانا کھایا ادھر نائی اور پادری صاحب نے باہم سرگوشی کی کہ کسی ترکیب سے اِس سڑی کو راہ پر لانا چاہیے۔ پادری نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ کسی شہزادے کے مصاحب بنجائیں اور خلیفہ کو اپنا رفیق کہیں اور فوجدار سے التجا کریں کہ ہمارے شہزادے پر ایک بانکا جسنے کئی معرکے سر کیے ہیں جبر کرتا ہے اور وہ اُسکی تعدی سے پریشان خاطر رہتے ہیں۔ آپ کمک کو آیئے اور انکو اُس ظالم سے بچایئے ممکن نہیں کہ فوجدار فوراً آمادۂ پیکار نہو جائیں۔ خلیفہ اور پادری انکی رگ رگ سے واقف تھے انھیں دونوں کی مدد سے **فوجدار** کی بھتیجی نے انکی اول جلول مہمل فضول کتابیں سوخت کر دی تھیں خلیفہ نے بھی اِس رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جب یہ روانہ ہوں تو انکو وطن لے آئیں۔ اور یہاں اُنکا علاج کریں اور اگر دیوانے ہیں علاج پذیر نہو تو پھر انکو پابزنجیر کر لیں کہ اس دوڑ دھوپ اور مار پیٹ اور مصیبت سے بچیں پھر پیٹ کھانا کھائیں دوستوں میں رہیں۔ یہ نہیں کہ جیسا بدھو نفر نے ابھی ابھی بیان کیا اِس سے لڑا اُس سے لڑا کہیں دانت ٹوٹے کہیں پسلیاں چر مر ہوئیں کہیں لٹھ کھائے کسی کو نیزہ بھونک دیا کسی کے گھوڑے کو زخمی کیا۔ یہ بھی کوئی بھلمنسی کی بات ہے۔ واہ واہ۔ مگر خبط جنون مالیخولیا اسکو کوئی کیا کرے۔ جنون کا علاج بس یہی ہے کہ تو مشکیں کس کے گرفتار کرے اور زنجیر پاؤں میں ڈال دے اور کہدے کہ بس اب یہاں بادشاہوں اور

جرنیلون سے خوب دل کھولکے لڑو -

بدھو نفرنے جو مدت کے بعد گرماگرم روٹیان اور تازی تازی کلیجی اور دال کھائی تو خدا کا شکر بھیجا اور ایک مرتبہ سوچے کہ اب واپس جانا جنون کی علامت اور محض حماقت ہے - اللہ نے روپیہ دیا ہے گھر پر چلکے مزے کرو اور اس جہال سے درگذرو مگر پھر سوچے کہ فوجدار کا گھوڑا لائے ہین انکو بڑی تکلیف ہوگی اتنے مین پادری صاحب نے کہا وہ خط جو تمھارے آقائے نامدار نے اپنی معشوقہ فرضی کے نام لکھا ہے ذرا ہمکو بھی دکھا دو - بدھو نے بیگ کھولا خط ندارد - ادھر دیکھا ادھر دیکھا کہین پتا نہین ہوش اڑ گئے - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین + کہا ایک نوٹ بک پر انہون نے خط لکھا تھا اور کہا تھا کہ کسی سے کاغذ پر اسکی نقل اتروا کے معشوقہ گلفام کو دے دینا مگر معلوم ہوتا ہے وہ نوٹ بک انھین کے پاس رہگئی پوچھا کچھ یاد ہے کہ اسمین کیا لکھا تھا - بدھو نے اپنے آپکو کوسنا شروع کیا اور کئی تھپڑ اپنے منھ پر لگائے اور ناک پر اسقدر گھونسے مارے کہ منھ لہولہان ہوگیا - غور کرکے کہا دو چار شعر یاد ہین ایک توبہ لاحول ولاقوۃ یاد ہی نہین آتا اجی اکثر پڑھا کرتے ہین - توبہ توبہ ، بھلا سا ہے - ہان خوب یاد آیا

بیجا نہین حسینون کی یہ لن ترانیان ‖ اے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

پادری نے یہ شعر فورًا لکھ لیا - بدھو نفر پھر سوچنے لگے - کہا دوسرا شعر اکثر آقائے نامدار پڑھا کرتے ہین مگر ذہن سے اسوقت اتر گیا ہے بھلا ہی سا ہے - یاد نہین آتا - لاحول ولاقوۃ اجی بھلا ہی سا ہے - ہان اب یاد آیا -

نقشۂ دہشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق ‖ پانوٗن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق

پادری صاحب نے کہا نقشہ دہشت نہ لکھا ہوگا - نقشۂ وحشت لکھا ہوگا - اسکے بعد بدھو نے دو چار چپتین اپنی کھوپڑی پر اور رسید کین تاکہ خط کا مطلب یاد آئے اور تھوڑی دیر کے بعد کہا -

ہم بھی گفتہ تری بیرنگی کے ہین یاد رہے ‖ او زنانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پادری صاحب نے پھر ٹوکا - کہا ہم بھی گفتہ نہین - گشتہ ہوگا - اور بیرنگی نہین - نیرنگی کہو یون

ہم بھی گشتہ تری نیرنگی کے ہین یاد رہے ‖ او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

واقعی شعر اچھے اچھے لکھے ہین

بدھو نے کہا ایک فقرہ انھون نے اتنی مرتبہ پڑھا کہ مجھ جاہل تک کو یاد برزبان اور حفظ ہوگیا وہ یہ ہے (جب تک جان مین جان ناتوان ہے تب تک تمہارا غلام درم ناخریدہ ہیچمدان ہے خلیفہ نے بدھو نفر کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ حقیقت مین میان بدھو کے ذہن کا بخار الکلاہی شعر از بر کرلینے اور فقرے کے فقرے برزبان

واہ اُستاد ۔ فوجدار کی صحبت مین مرغ ٹیٹی کا بچہ بھی انڈا کھٹکتے ہی نواسنجی کرنے لگا۔

دیا سلائی جو نیچے تھے پاکر کنڈا ۔ بنے ہین صاحب لشکر اٹھا کے اک جھنڈا
ہوا ہے باغ جہان سے نہ کیون یہ دل ٹھنڈا ۔ کہ مرغ ٹیٹی کا بچہ کھٹکتے ہی انڈا
حضور بلبل بستان کرے نواسنجی

بدھو نے جھک کے سلام کیا اور کہا آخر مین لکھا تھا ۔ع۔ اے فدائے کف وپاے توسرو منزل ما ۔ پادری صاحب نے کہا کف وپاے غلط ہے ۔ کف پاے لکھا ہو گا ۔

قدمے رنجہ نما خیمہ تراست دارم ۔ اے فدائے کف پاے تو سرو منزل ما

بدھو پھر کڑک اٹھا کہا ہان یہی شعر آخر مین ہے آپنے خوب پڑھ دیا الغرض ان سب کی راے ہوئی کہ اگر خدائی فوجدار کے پاس جائین اور یہ گفتگو کرین تو ضرور ترکیب کارگر اور تیر بہ ہدف ہو اور انکی دیوانگی کا علاج کامل ہو جائے ۔

فصل ۱۲ ۔

میان خلیفہ کو پادری صاحب کی راے زرین ازبس پسند آئی اور اسی کے مطابق کاربند ہونے کی ٹھان لی مگر پادری کو کئی باتون کا خیال آیا ۔ ایک یہ کہ واللہ اعلم بدھو نفر نے صحیح صحیح بتایا ہے یا نہین ممکن ہے کہ خدائی فوجدار داعی اجل کو لبیک کہکر اِس خاکدان سے عالم قدس کی طرف سدھارے ہون اور یہ بدھو نفر انکا مال متاع لیدے کے چلے آے ہون اگر ایسا ہوا تو ہمارا صحرا نوردی اور دشت پیمائی کرنا فضول اور بیکار ہو گا اور کوئی نتیجہ معقول نہ نکلیگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زندہ ہون اور واقعی انھون نے اسکو اپنی معشوقہ فرمنی کے پاس بھیجا ہو اس حالت مین بھی سڑی سودائی کا کون ٹھکانا ہے خدا جانے کہ ایک پہاڑ سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرے مین چل دیا ہو خفقان کا کون اعتبار ۔

آخر کار یہ راے طے پائی کہ پادری صاحب جو جوان آدمی تھے اور ڈاڑھی مونچھ صفاچٹ تھی عورت کا بھیس بدلین اور جا کے کہین کہ مین حبش شہزادی کی خواص ہون اسکو ایک آپ ہی کے سے بانکے بانکے نامدار نے ایسا دق کر رکھا ہے کہ جان عذاب مین ہے اب انھون نے آپکی شہرت سنکر لونڈی کو آپکے پاس روانہ کیا ہے کہ حضور چلکے زیردست کو زبردست کی تعدی اور زبردستی سے بچائین ۔ ممکن نہین کہ عورت اور پھر شہزادی کا نام سنکر انکو طیش نہ آئے ۔ بس ہماری چاندی ہے ۔ پھسلا کے یہان لا کے سیدھے گھر لیجائینگے مارے تو وہ کسی حالت مین انکار ہی نہین کر سکتے ۔ یہ تو انپر فرض ہے کہ جسطرح ممکن ہو مدد کو جائین بس یہان لا کے پابزنجیر کر لینا لاکھ ہاتھ پانون ٹیکین ایک نہ ماننا ۔ سڑی کا سنبھالنا کون بڑی بات ہے یہ کہکر سرا کی ایک عورت سے کرایہ پر ایک ساری بنارس کی لی اور ایک سفید کرتی نیچے اور اوپر ریشمی سیاہ کرتی

پہنی اور ایک پنکھیا ہاتھ مین لی اور لیس ہو گئے۔ خلیفہ کو سکھا دیا کہ ہمکو نرگس کہنا اور تم اپنا نام نورن تبانا اور شہزادی کی حد سے زیادہ تعریف کرنا کہ بچہ رحور ہے مگر مجبور ہے۔ کیا کرے اُس ظالم سے بس نہین چلتا۔ ہان قصبے بھر کو یہ یقین ضرور ہے کہ اگر آپ کی مدد و اعانت اور حمایت ہو تو بیڑا پار ہو جائیگا ورنہ مصیبت تو پڑی ہی ہے ۔۶۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن۔ حضور کا بڑا نام سنکے لئے ہین ادھر تو یہ لوگ اس فکر مین تھے کہ کسی نہ کسی ترکیب سے خدائی فوجدار اپنے یار کو راہ راست پر لائین اور سیدھے ڈھرے پر لگائین ادھر میان بدھو نفر اور ہی ادھیڑ بن اور ہی دھن مین تھے۔ پادری کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر ہمارے آقاے نامدار دام بالافتخار خدانخواستہ شہنشاہ ہوے تو پھر ہمکو بادشاہ مقرر کرینگے یا نہین۔ پادری صاحب نے عورتون کا لباس پہنکر آئینے مین دیکھا اور اتار ڈالا کہ عین وقت پر پہنینگے۔ میان بدھوے کہا بھائی صاحب دو ہی باتین ہین یا شہنشاہ ہونگے یا کہین کے قاضی اگر قاضی ہوے تو آپ لیمون لون چاٹ کے رہ جائیے گا اور اگر شہنشاہ ہوے تو جزیرے کی بادشاہی آپکے غلامون کو ہے مگر ہم انکو قاضی نہ ہونے دین گے

خلیفہ نے تھوڑی دیر مین بدھو نفر سے کہدیا کہ ہم لوگون نے یہ تدبیر سوچی ہے اگر تم بھنڈا نہ پھوڑ دو تو بات بنجائے بدھو نے غور سے کل کارروائی سنی اور کہا شکر ہے کہ ایک بات آپ لوگون نے تجویزی چلتے چلتے شام ہو گئی ایک سرا مین یہ لوگ ٹکے۔ کھانا کھایا۔ اب یہ دوسرا مرتبہ تھا کہ میان بدھو نے مدت کے بعد تازہ کھانا کھایا۔ شب کو انھون نے ساری داستان سنائی اور دیوانہ وحشی کا ذکر خیر بھی کیا کہ جنگل مین پڑا ہوا غنار ہا ہے اور فوجدار اسکی تلاش مین ہین۔ فوجدار کی حماقتونکا حال سنکر کچھ تو ان لوگونکو ہنسی آتی تھی اور کچھ رنج ہوتا تھا۔

دوسرے دن بدھو نفر رہبری کرتے ہوئے چلے اور جب اس مقام پر پہونچے جہان شاخین جھکائی تھین تو ان دونون سے کہا کہ اب آپ بھیس بدلڈ الیئے وہ مقام آگیا مین جا کے کہونگا کہ آپ کا خط مین نے آپکی معشوقہ کو دیا انھون نے زبانی کہا ہے کہ اگر آپ نہ آئیے گا تو تمام عمر صورت نہ دیکھونگی کہا ہے کہ راتونکی نیندون کا کھانا پینا حرام ہے فوراً آؤ۔ میان بدھو تو روانہ باشد اور ان دونون نے بھیس بدلا۔ پادری صاحب تو بیس بائیس برس کی گوری چٹی عورت بنگئے اتنے مین پورب کیجانب سے گانے کی آواز آئی اور تھوڑی دیر مین سنا کہ کوئی شخص ستار بجا رہا ہے اور اچھا ہاتھ ہے غور کر کے سنا تو نور کا گلا۔ رسیلی آواز۔ سچی تانین۔ گلے باز آدمی لے دار۔ استاد کامل فن یہ گا رہا تھا۔؎

خدایا رحم کن بر حال زارم	حزین و خستہ و سینہ نگارم

رقیب روسیه برباد باشد
ز دیده خون همین بارد و گوید
دلے بے یار از حرمان دیدار
بزندان گردش محروم و مظلوم
منم امروز از تنها دور مانده
دژ و خالی نیم در هیچ جائے
کجائی ای مه شبهای تارم
که در قالب خیال تست جانم
نشویم از رخ آن خوناب گوئی
بدل عقد محبت تازه کردم
گہے سینہ گہے دل می خراشم
بسان نیشکر خائیدم انگشت
جوانی تیره گشت از چرخ پیرم
نه حاصل شد مرا جز روسیاهی
سہی سروم ز بار عشق خم شد
ز بزم وصل ہمچون حلقه بیرون
تهی از جامہاے طلسم دوشش
الم رنج افزون شود هر ماه و هر سال
ندا آمد که فریادت فضول ست

من و معشوقه هر دو شاد باشد
خوشا کز بخت برخوردار بودم
جمالش دیدمی هر روز صد بار
بروزم زنگ غم از دل زدودے
بدل رنجه به تن مهجور مانده
دل من ریش و صدها زخم خورده
کجائی ای عروس گلعذارم
ز مژگان دمبدم خوناب ریزم
ازان خونابه باشد سرخروئی
گہے کندم بناخن روی گلگون
ز جان جز نقش جانان می تراشم
کفم کز هر نگارے داشتی عار
برنگ سر شد موئے چو قیرم
خدایا رحم کن بر جان زارم
سرم چون میم همراز قدم شد
به پشت خم ازان بوده سرم پیش
سبک از دانهاے گوهرم گوش
نه تنها عشق ما را کرد برباد
که راز عاشقی داستان طول ست
نصیبم را عجب رنگ ست هیهات

دل من از فراق او نه خسپید
درون یک سراپا یار بودم
ازان دولت چو بختم ساخت محروم
در و دیوار آن منزل که بوسے
ندارم زو بجز در دل خیالے
رقیب روسیه مرهم ببرده +
خیالت گر رود چون زنده مانم
بگو خوناب خون ناب ریزم
چو زان خوناب رخ را غازه کردم
چو چشم خود کشایم چشمهٔ خون
بدل همچون صنوبر کوفتم مشت
نگارین گشت از انگشت انگار
ز دست عشق شد جان را تباهی
شهید خنجر تیر نگارم
ز سر تا پا شدم از بخت واژون
که جویم گم شده سرمایهٔ خویش
چه گویم از پریشانی خود حال
به پیش تنگری بر دم چو فریاد
فلک هم بر سر جنگ ست هیهات

میرے دل مین جو آگ لگی ہے - کیونکر بجھ سکتی ہے - صرف موت سے جسکی خود مین نوحہ خوان ہون وہ کون شی ہے جس سے عشق کی آگ فوراً انسان کے سینے مین شعلہ زن ہوتی ہے - وہ تلون مزاجی ہے -

نه شاید هوس باختن با گلے | که هر بامدادش بود بلبلے

۶- عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے + یہ مرض عشق لا علاج ہے - اسکا کوئی علاج ہی نہین نہ دارو نہ مرہم نہ دوا کارگر ہو سکتی ہے - اسکا علاج جنون قطرب مالیخولیا موت اور تلون مزاجی ہے -

باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

گانے والے کی خوش آواز اور نورانی گلے اور سچی تانون اور سچے سُرون سے سامعین کے دلون پر بڑا اثر پڑا۔ اور وہ وقت بھی سہانا تھا تنہائی کا مقام اور خوش گلو کلاونت کا گانا۔ سے اُڑا جب گانے کی آواز نہ آئی تو یہ دونون اُٹھے کہ چلکے دیکھین کدہر سے آواز آتی ہی کہ اتنے مین پھر گانے کی آواز آئی لوگ ٹھٹھک کے کھڑے ہوگئے اور سننے لگے۔

دوش عزیبی ہمہ شب می گریست
گفت اگر قصۂ خود گوئمت
خندہ زدہ باز بگریہ فتادہ
عاقبت الامر یقین شد مرا

رفتم و گفتم کہ بگو حال چیست
ہر دو درین غصہ بخواہند زیست
من متحیر شدہ در وے کہ کیست
کان دل من بود کہ برمن گریست

ای ماہ شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
بہ جرم عشق توام می کشند غوغائیست
شوری شد و از خواب عدم چشم کشودیم

دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

اللہ بس باقی ہوس۔

دخور میکشی ہی اور پیالی پر پیالی ہے
مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے

دل اشتیاق دوست مین بے اختیار ہی
ہر دم زیادہ ہوتی ہین داغون کی کثرتین
تھمتا نہین ہی آنکھ مین ہر چند رو گئے
سوراخ جابجا جگر و دل مین پڑ گئے
آنکھین اُٹھاکے دیکھ ذرا ترک جنگجو

آنکھون کے سامنے مری تصویر یار ہے
سینہ ہمارا کلیے کو ہی لالہ زار ہے
ہر اشک میرے دل کی طرح بیقرار ہے
کیا ہی سنان تیر مژہ دل کے پار ہے
دل مفت مین خدنگ نظر کا شکار ہے

اُسکا گانا موقوف ہوا اور رونے کی آواز آئی اور یہ دونون پھر اُٹھے کہ دیکھین یہ کون بدبخت آہ سرد بھر رہا ہی اُس آدمی کی تلاش مین یہ لوگ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک شخص نظر سے گذرا بعینہ وہی قد و قامت وہی چال ڈھال وہی وضع وہی قطع جو بدھو لفر نے بیان کی تھی۔ اُنکو دیکھکے وہ وحشی کھڑا ہوگیا۔ اور غور سے دیکھنے لگا جب یہ لوگ قریب گئے تو پادری نے بڑی فصاحت کے ساتھ کہا کہ یہ طریقۂ زندگی تمنے کیون اختیار کیا ہی اگر ہمارا کہنا مانو تو اس روش سے باز آؤ اور اس زندگانی کے طریقۂ ناپسندیدہ سے اجتناب کرو ورنہ اسی جنگل بیابان کوہستان مین ایک دن مرغ جان قفس عنصری سے

پرواز کر جائیگا اور لاشۂ بیکفن طعمۂ دد و دام ہوگا اور اُسکا پس خوردہ گدھ اور کوّے کھائینگے۔ وحشی کو استعجاب ہوا کہ اس وضع اور لباس کے لوگ ابتک اس صحرائے پرخار اور کہسار میں کبھی میرے حائل ہیں کبھی پیشتر نہیں دیکھنے میں آئے تھے یہ کون لوگ ہیں اور انکی گفتگو سے صاف ظاہر ہی۔ کہ یہ میری حالت زار سے بخوبی واقف ہیں۔ ان دونوں خیالوں سے اسکو سخت حیرت ہوئی۔ وحشی اسوقت اپنے ہوش میں تھا دیوانگی کی حالت طاری نہیں ہوئی تھی۔ بڑی سنجیدگی اور سہولت کے ساتھ کہا حضرات۔ مین آپکا ازبس ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ اس درجہ ہمدردی فرمائی اور اس شفقت تامہ سے پیش آئے اور خدائے پاک کا بھی بندہ شکر ادا کرتا ہی کہ اس مقام دور و دراز میں جہاں حضرات انسان کا گذر نہیں اور دد و دام اور گلہ بانوں اور خانہ بدوشوں کا مسکن ہی وہاں اس قسم کے ہمدرد کئی بار آئے جنہوں نے مجھے صلاح نیک دی کہ ازبرائے خدا اس مجنونانہ کارروائی سے باز آؤ اور انسان بنو مگر مین کیا کروں۔ اسمین میرا کوئی قصور نہیں۔ یہ سب میرے دماغ کا خلل ہی۔ اب اسوقت مین صحیح و سالم اور تندرست ہوں مگر تھوڑی دیر مین انسانیت کے جامے سے بالکل خارج ہو جاؤنگا۔ مجھے بالکل یاد نہیں رہتا کہ مین نے کون کون مجنونانہ کارروائی کی اور کیا کیا دیوانہ پن کی حرکتیں مجھ سے سرزد ہوئیں۔ جب ہوش آتا ہی تو یہاں کے گلہ بان کہتے ہیں کہ تمنے فلاں شخص کی روٹی چھین کے کھالی اور یہ کیا اور وہ کیا اور مین سخت شرمندہ ہوتا ہوں مگر قہر درویش بر جان درویش۔ اگر آپ دونوں صاحب مجھے راہ راست پر لانا چاہتے ہیں تو پہلے میری کہانی میری زبان سے سُن لیجیے کہ مین کس مصیبت سے دوچار ہوں اور میرے ساتھ کیا نرد دغا کھیلی گئی ہی۔ ان دونوں نے بڑی مسرت ظاہر کی اور کہا کہ ہم بڑی خوشی سے آپ کی حالت زار کا حسرت توامان بیان سُنینگے۔ وحشی نے اپنا قصہ اُسی طرح بیان کیا جس طرح خدائی فوجدار رحمہ اللہ الغفار کو سنایا تھا۔ اور خدائی فوجدار کی حماقت سے وحشی نے داستان ادھوری رکھی تھی۔ کہا کہ میرے آقا کے صاحبزادۂ اصغر نے جب میری معشوقہ غنچہ دہن کا نامہ عشقیہ ایک کتاب مین پایا اور میری لاعلمی مین پڑھا۔ اسمین علاوہ عشق کی باتوں کے یہ بھی لکھا تھا۔ (میرے پیارے تم اب دیر کیوں کرتے ہو۔ اب میرے والد سے پیغام کرکے شادی کا سامان کرو ورنہ آتش جدائی اور تاثیر دوری کی سوزش مار ہی ڈالیگی۔ دم بھر تمہارے بغیر جینا بُرا معلوم ہوتا ہی)۔

اس خط کو جو پڑھا تو میرا آقازادہ اور بھی اُسکا عاشق اور میرا رقیب ہوگیا اور آتش عشق و رقابت ایسی بھڑکی کہ میرا دشمن جانی بن بیٹھا۔ مجھسے میرے آقازادے نے کہا کہ تم یہ معاملہ ہماری رائے پر چھوڑ دو اور ہمکو سیاہ و سفید کا پورا پورا اختیار دے دو ہم جو چاہینگے وہ کرینگے مین سیدھا سادا آدمی ہکو بنا

دلی دوست اور مرشد زادہ سمجھتا تھا فوراً اُنکی صلاح کے مطابق کاربند ہونے پر مستعد ہو گیا اور کل امور من وعن اُنسے بیان کرنے شروع کر دیے ایک روز میرے مرشد زادے نے مجھسے کہا کہ تم میرے بڑے بھائی کے پاس جاؤ اور وہان سے کچھ روپیہ ہمارے خرچ کے واسطے لاؤ اور کہو کہ ہمنے چھ عربی گھوڑے اُنکے لیے خریدے ہین اُنکی قیمت بھی لاؤ۔

مین تو سادہ غریب کیا جانون ۔۔۔ اس مزور کو کیونکہ پہچانون

بہت خوش ہوا کہ اپنے آقا کا کام بجا لاؤنگا اور اپنی معشوقہ سے جاکے کہا کہ جانی ہم چندروز کے لیے جاتے ہین اور بہت جلد واپس آئینگے۔ اطمینان رکھو اور اس عرصے مین ہمارے آقا کا لڑکا ہمارے اور تمھارے دونون کے باپ سے ٹھیک کر رکھیگا اور آتے ہی ہم تم میان بی بی ہو کے رہینگے اُنھون نے کہا جاتے تو ہو مگر جلدی سے واپس آجانا اور یہ کہکر آنسو ٹپ ٹپ جاری ہوگئے مین سمجھا کہ جدائی کا لفظ سُنکر یہ زار زار رونے لگی ہے گلے لگا کے آنسو پونچھے اور سمجھایا کہ جانی بہت جلد واپس آؤنگا۔ گھبراتی کیون ہو۔ تمھاری سی معشوقہ جادو جمال کی مفارقت مجھے خود شاق گذریگی۔

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا ۔۔۔ لیلی زلف سے لیلی بھی ہے زنجیر بپا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا ۔۔۔ سامنا میرا اسی حسن پہ اچھا اچھا

شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی ملتے ہوے واہ خدا کی قدرت

بدر پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بسجود ۔۔۔ کہکشان کو ہے فقط مانگ کی نسبت سے نمود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود ۔۔۔ سونگھکر مو پڑھے مومن کیطرح کیون نہ درود

تل سیہ روے کتابی پہ نمایان دیکھو۔
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو۔

دل کیا نذر کیا جس کو اشارہ اُسنے۔ ۔۔۔ غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اُسنے
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اُسنے ۔۔۔ تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اُتارا اُسنے

تیغ ہے ابروے پرخم تو مژہ تیر بھی ہے۔
قدرانداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے۔

برق پر برق گرائے وہ شرارت اسمین ۔۔۔ گر میان شعلے کی سیماب کی خصلت اسمین
ناز کی وہ کہ سواگل سے نزاکت اسمین ۔۔۔ ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اسمین

گردش چشم فسونساز غضب چکر دے
بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بسمل کر دے

جسقدر مین اُسکے حسن وجمال کی توصیف کرتا تھا اُسی قدر زیادہ وہ زار زار روتی تھی اور مجھے اور بھی زیادہ جدائی شاق ہوتی تھی-

یہ کہکر وحشی نے غل مچا کر کہنا شروع کیا-

رقیبا ز آتش عشقش من مہجور می سوزم ۔ تمی سوزی تو از نزدیک من از دور میسوزم
کہان تک شوق وصلت مین مرین ہم ۔ نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
نہین جان ٹھہرتی ٹھہرائین کیونکر ۔ نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہانتک آرزوے ہمنشینی ۔ رکھے واماندۂ خلوت گزینی
کہانتک اشتیاق بوسۂ لب ۔ فسون خوان فغان جوشش یارب
کہانتک طوق ایام جدائی ۔ کہانتک عرض غم کی نارسائی
حریف یاس اک مدت ہوے ہین ۔ خبر لے جلد اے ظالم موے ہین
نہین بچتا کہ جی پر ہے قیامت ۔ رہے عاشق کشی تیری سلامت

الغرض بہ کمال حزن وملال با دیدۂ گریان وسینۂ بریان بندہ رخصت ہوا اور روانہ باشتاب داخل منزل مقصود ہوا تو یہان نہ روپیہ ملا نہ جواب۔ نواب صاحب جنکے پاس روپیہ کے لیے بھیجا گیا تھا آج کل کرنے لگے اور مجھے اُس غیرت لعبتان چینی کی جدائی ایسی شاق تھی ایک ایک گھڑی ایک ایک سال کے برابر معلوم ہوتی تھی۔ یہان مجھے کسی قدر یہ معلوم ہوا کہ میرے ساتھ چھوٹے نواب نے نرد دغا کھیلی مگر پورا پورا یقین نہین آتا تھا۔ خیر ایک روز ایک شخص جو بالکل اجنبی تھا اشارے سے مجھے علیحدہ لیگیا اور ایک خط دیکر کہا کل مین راہ راہ چلا جاتا تھا کہ ایک نوجوان عورت نے جو بڑی خوبرو اور حسین ہی یہ خط دیا اور کہا اگر تم خداترس اور خدادان اور خدابین ہو تو جسکے نام یہ خط لکھا ہی اُسکے پاس لیجاؤ۔ پتا پورا لکھا ہوا ہی مقام اور مکتوب الیہ دونون ہین کوئی نام نہین۔ اسکا معاوضہ اس رومال سے تمکو ملے گا یہ کہکر ایک رومال پھینکا اور کہا اسکی گرہ کھولو۔ دیکھا کہ سو اشرفیان بندھی ہین سلام کرکے اشارے سے عرض کی کہ ضرور جاؤن گا۔ اور اسی دم وہان سے روانہ ہوا اور یہان پہونچا-

اتنا سننا تھا کہ میرے پانون تلے سے مٹی نکل گئی اور تھرتھر کانپنے لگا کہ کیا جانے کیا ماجرا ہی دل گواہی دیتا تھا کہ کچھ فیصلہ ضرور ہی ورنہ یہ ایکی مرتبہ کیون اجورہ دار بھیجا اسکا سبب کیا ہی۔ بہت ہی ڈرتے ڈرتے ہوئے

خط کھولا مگر اسقدر جرأت نہوئی کہ اسکو پڑھوں۔ جی کڑا کر کے کھولا اور پڑھا۔ وہو ہذا۔ تمہارے مرشد زادے نے جو وعدہ تمسے کیا تھا کہ میرے اور تمہارے باپ سے شادی کا ذکر کریگا وہ اسنے پورا نہ کیا تمکو اسطرح نکالدیا جیسے کوئی دودھ سے مکھی کو نکال کے پھینکدیتا ہی۔ افسوس صد افسوس کہ اُسنے میرے والد سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مین اور وہ میاں بی بی ہو جائین اور طمع اور ثروت کے لالچ کے سبب سے والد بزرگوار نے منظور کر لیا۔ افسوس جان جان پہ بنگئے کیا کیا۔ اپنے پانٗون مین آپ کلھاڑی ماری اور مجھے تمام عمر کا سوہان روح ہوا دو دن کے اندری اندر شادی ہو جائیگی۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ ایسی خفیہ طور پر شادی ہوگی کہ خدا اور معدودے چند آدمیوں کے سوا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہوگی۔ جیٹ مری منگنی اور پٹ مرا بیاہ اب مین کیا کرون اور میرا اسمین کون قصور ہی۔ اگر دو دن کے اندر ہی اندر واپس آسکتے ہو تو آؤ ورنہ مین زہر کھالونگی اور جان دون گی۔ اب مین خدا سے دست بدعا ہون کہ تمکو یہ خط اسکے قبل ملے کہ میرے باپ سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو مجھے کہین کا نہ رکھے۔

اس خط کے پڑھتے ہی اُؤ دیکھا نہ تاؤ بندہ فوراً روانہ ہوا اور انکے بھائی سے روپیہ ملنے کا انتظار بھی نہ کیا کیونکہ مجھے خوب معلوم ہوگیا تھا کہ روپے پیسے کا خالی خولی بہانہ ہی بہانہ ہی اسکا اصلی منشا صرف انصاف کا خون بہانا ہی اور یہ بھی یقین ہوگیا کہ مین نے اپنی حماقت سے اپنا خود ہی نقصان کیا اور نواب زادہ اُسکے حسن عالم افروز کے تذکرے سُن سُن کے اسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا۔ ایک تو نواب زادے کی رقابت کا خیال دوسرے یہ خیال کہ مبادا میرے ہاتھ سے سونے کی چڑیا اُڑجائے اور پھر بجز کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے۔ ان دونون خیالون سے مین بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرنے لگا کہ یا خدا اگر کل وہان پہونچتا ہون تو آج ہی پہونچ جاؤن مین وہان ایسے وقت داخل ہوا کہ اُس معشوقہ زاہد کش قتالہ عالم سے مل کے اچھی طرح بات چیت کر سکون۔ پہلے تو بندہ اِس ایماندار آدمی کے مکان پر گیا جسنے اس خط کی اجورہ داری کی تھی وہان قاطر کو باندھکر وہان گیا تو دروازے کے قریب جہان پہلے روزمرہ ہم دونون باہم ملتے تھے اتفاق وقت اور میری خوش نصیبی سے میرے انتظار مین کھڑی تھی۔ دیکھتے ہی کہا پیارے تم ذرا دیر مین آئے مین لباس عروسی پہنے کو ہون جو تھوڑی دیر مین کفن سے مبدل ہو جائیگا۔ کیونکہ مین خنجر بکف ہون اور تھوڑی دیر مین چھُری بھونک کے جان دونگی۔ مین نے کہا جانی مین تیغ بدست آیا ہون اور جان دینے پر آمادہ ہون مگر اسنے میری یہ تقریر اچھی طرح نہین سنی کہ لوگون نے اسکو بلا لیا اور اتنی آواز میرے کان مین بھی آئی کہ دولھا کھڑے ہین دلھن کو لاؤ۔

۶۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ سوچا کہ یا خدا اب کیا کرون۔ آنکھین مین اندھیرا سا چھا گیا۔

مارے غصے کے ہاتھ پانون کانپنے لگے۔ اتنے مین یہ بات ذہن مین آئی کہ اس گھر کے اندر دھنس چلو۔ اسکے پیچھے پیچھے یہ بندۂ درگاہ واقف تو تھے ہی کھٹ سے ایک دریچی کی راہ سے داخل دفتر۔ جل جلالہ۔ وہان جسقدر آدمی تھے مصروف سامان شادی۔ مین ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ سون گھینچے ہوے سب امور غور سے دیکھ رہا تھا اسوقت جو میرے دل کی کیفیت تھی اور جو میرے قلب کا حال تھا اُسکا بیان کرنا زبان قلم کی طاقت سے خارج ہی۔ ہائے خدا جانے میرے دل پر کیا گذرتی تھی ع دل من دالد و من دانم و داند دل من۔

اتنے مین مین نے دیکھا کہ دولھا سادے معمولی کپڑے پہن کے آیا اور صرف ایک عزیز اُسکے ہمراہ تھا۔ اسکے بعد دُلھن آئی۔ سولہ سنگار کرکے۔ خوب نکھری ہوئی اور چار ہمجولیان نوخیز و نوخاستہ۔ سر سے پانون تک آراستہ مجھے اچھی طرح سے لباس اور پوشاک کی رنگت دکھائی نہ دی مگر جواہرات جو سر سے پانون تک تھے وہ مین بخوبی دیکھ سکا جسوقت اس عربدہ جو عنبرین مو کی زلف چلیپا پر میری نظر پڑی بس جان نکل گئی بال بال پر کان معدن و جواہر اور حاصل بحر نثار کردون بس یہی جی چاہتا تھا۔

از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز		عطر افشان تا بدامن عنبر آگین تا کمر	

رقابت کی آگ اب اور بھی تیز ہوگئی اور اسکی جہندہ شکل آسمان کی خبر لانے لگی۔ ہائے ستم وائے ستم وہ سینے کا اُبھار جب یاد آتا ہی تو کلیجا مُنھ کو آتا ہے۔ ہائے۔

گول گول اُبھرا ہوا اونچا نکیلا سینہ		گنج خوبی کا ہی وہ مہر بسر گنجینہ	
صاف باطن کی طرح ہی صفت آئینہ		حسن معراج اگر پائے تو ہو وہ زینہ	

حسن و خوبی کے ہین یہ دونون خزانے معمور
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور

اور ادھر کمر پر نظر پڑی تو سبحان اللہ۔

کمر کلک مین آئیگا نہین گر لچکا		بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا	
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا		پھر نزاکت کا کبھی نام نہ لیوے جیتا	

گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض

جسوقت یہ سب باتین یاد آتی ہین کلیجا مسوس کے رہ جاتا ہون۔ جان تن سے نکل جاتی ہی۔ زندگی وبال ہی۔ عجب حال ہی۔

یہ گلستان سرائے تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا

وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی

افسوس کوئی پردہ نشین کیا نہین رہا
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا

اپنی خرابیونکو کہان جلکے روئیے
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا

یعنی ہمارا دل ہی نہ رہا۔ ہائے ہم دین اور دنیا دونون کے نہ رہے۔ ؏ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + اسکے بعد وحشی خانمان خراب نے کہا صاحبو خاکسار اس سمع خراشی کی معافی کا خواستگار ہے کہ اسقدر عرصہ دراز تک آپکو تکلیف دی مگر مین مجبور ہون کہ قصہ ازبس طول و طویل ہے۔ پادری نے جواب دیا سنو صاحب ہمکو اسقدر لطف آتا ہے کہ بیان سے باہر۔ آپ ایجاز مخل سے کام نہ لیجیے۔ بلکہ کل امور صاف صاف بیان فرمائیے۔

وحشی نے کہا اب سُنیے کہ جب سب لوگ جمع ہوے تو خفیہ طور پر گانُون کے ملا کو بلایا کہ مذہبی طور پر مراسم شادی انجام پائین جسوقت ملانے ایجاب و قبول کا لفظ سنایا اور قریب تھا کہ دلھن کچھ کہے مین بغور سننے لگا کہ دیکھون کیا کہتی ہے مجھے پورا پورا الیقین تھا کہ انکار کر جائیگی اور ایجاب کا لفظ زبان پر لائیگی۔ مین اُس زمانے مین بڑا ہی بزدل اور بودا تھا۔ ورنہ مجھپر فرض تھا کہ اُسی دم کسی نہ کسی کو مار ڈالتا اور اپنے جیتے جی ہرگز کسی دوسرے کی بغل مین اسکو نہ دیکھتا۔ مگر میرے بودے پن کی سزا کہ مین نے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی مثل پر عمل کیا اب میری سزا ہے کہ اُس جبن کے عوض دیوانگی مین اپنی جان دون اور اسی صحرا مین جہان حضرت انسان کا گذر نہین دم توڑون اور دنیا و مافیہا سے منھ موڑون۔ خیر۔ اب سُنیے کہ دولھا نے دلھن کو ہمکنار اور ہم آغوش کیا اور اُسنے بھی ایسا ہی کیا اور تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہون کہ دلھن کو لوگ لخلخہ سنگھا رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ غش آگیا۔ اتنے مین نواب زادے نے جو دولھا بنا ہوا تھا دلھن کے سینے پر ہاتھ جو رکھا تو ایک کاغذ پایا اسکو پڑھا اور خود بھی ایک قسم کی غشی طاری ہوئی میرا جی چاہا کہ گھر مین گھس کے دونون کو مار ڈالون۔ دولھا کو تو ایک ہی ہاتھ مین صاف کر دون گردن کھٹ سے الگ ہو اور دلھن کو بھی نہ چھوڑون۔ دونون کو فی النار والسقر کرون مگر دیوانگی کے زور نے یہ پٹی پڑھائی کہ فوراً وہان سے باہر نکلا اور زناطر کو جہان چھوڑا تھا وہان آکر اسپر سوار ہوا اور روانہ باشد۔ اگر اسوقت انتقام لیتا تو جان جانے کا بھی چندان خیال نہوتا کہ جن لوگون کے سبب سے جان جاتی وہ ہماری وفات کے پہلے ہی فی النار والسقر ہو گئے ہوتے۔ مگر میری قسمت مین تو یہ روز بد دیکھنا نصیب تھا اسکو مین ٹال کیونکر سکتا پیچھے پھر کے بھی دیکھا ہو تو قسم لیجیے جس طرح لوط سے کہا گیا تھا کہ اگر پیچھے پھر کے دیکھوگے تو نمک کے ہو جاؤگے اسی طرح گویا مجھے بھی کسی نے خوف دلا دیا تھا کہ پیچھے پھر کے نہ دیکھنا جب بیابان

مین پہونچا تو۔

وحشت دلنے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

شب دیجور اور مین از وطن دور- یہان پہونچ کر مین نے زور زور سے ہانک لگانی شروع کی اور دلکے غبار نکالے اپنی معشوقہ اور اُسکے نئے میان کو خوب کوسا کہ اے کمبخت عورت تو دغاباز فسون ساز ہے مکار اور بدکردار ہے اور سب سے بڑھکر عیب یہ ہے کہ تو لالچی ہے میری محبت سے قطع نظر کرکے ایک امیر کے روپئے پر پھسل گئی- مگر اسکو سنے اور برا بھلا کہنے کے بعد مین نے اِسکا جذبہ بھی کسی قدر کیا اور کہا بات یہ ہے کہ پردہ نشین عورت باپ مان کا کہنا نہ مانتی تو لوگ طعنے دیتے مجبور ہو گئی اور والدین کی رائے کے مطابق اس امیر اور نوجوان رئیس زادے کے ساتھ عقد کرلیا- اِسکے والدین نے اپنی لڑکی کے لیے میان اچھا ڈھونڈھا مگر وہ کہہ سکتی تھی کہ مین پہلے ہی سے ایک شخص سے وعدہ کرچکی ہون اور مین جاکے اس امر مین تصدیق کرتا الغرض مین نے یہ رائے قائم کی کہ روپیہ اور ریاست دیکھ کر عشق اور وعدہ دونون بھول گئی- اور مجھے مایوس کیا تمام شب انھین خیالات مین غلطان پیچان تھا- صبح کے وقت اِن پہاڑون مین گذر ہوا مین دن نہ راستہ ملا یکہ ندی- بعد ازان گلہ بانون سے پوچھا کہ یہ مقام کون ہے جہان آدم زاد کا گذر نہو انہون نے مجھے اِس مقام کا پتہ دیا یہان مین اِس ارادے سے رہا کہ اپنی جان دون پہلے تو میرا گھوڑا گرا- کئی دنکا بھوکا پیاسا تھا اور چلتے چلتے شل اور ادھ مرا پہلے ہی سے ہو گیا تھا- مین نے اپنے دل مین کہا کہ وہ یہ سمجھا ہو گا کہ یہ بیکار کا بوجھا کہان لادا لادا پھرتا ہے- اب مجھے یہ سخت مصیبت پڑی کہ پیدل چلنا پڑا اور اِن پہاڑون مین چلنے کی عادت نہین- گلہ بانون کی زبانی اب سنا کرتا ہون کہ مین نے یہ حرکت کی وہ حرکت کی جس سے انکو اور مجھ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ مین دیوانہ ہون- افسوس ہے کہ مین خود اِس بات کا معترف ہون کہ مین پاگل ہو گیا ہون اور خلل دماغ اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ ہزارہا حرکات نامناسب مجھ سے سرزد ہوتے ہین کبھی کپڑون کو چاک کیا کبھی بے تکی ہانک لگائی کبھی اپنی بدنصیبی کو رو دیا اور کبھی اُس قتالہ کو یاد کرکے خودکشی پر آمادہ ہوا جب ہوش آتا ہے تو مارے تھکاوٹ کے ہل نہین سکتا مین ایک درخت کی جڑ کے جوف مین رہتا ہون جو میری اِس بیکار لاش کے لئے کافی ہے- گلہ بان بیچارے بہ نظر ترحم میری پرورش کرتے ہین اور پہاڑ مین جابجا کھانا رکھ دیتے ہین کہ شاید بھولا بھٹکا آجاے گلہ بانون نے مجھسے اکثر کہا ہے کہ وہ اپنے آپ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے مجھے کھلاتے ہین مگر میری کچھ ایسی عادت ہو گئی ہے کہ جب مجھے

چھینا جھپٹی کر کے کھانا بھلا معلوم ہوتا ہے اِسی طرح سے مین مصیبت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کرتا ہون خدا جانے مجھ بدبخت کی جان کب نکلیگی یا جان نکل جائے یا اُس ظالم قتالہ کے حسن گلوسوز اور اسکے میان کی دغابازی کا خیال دل سے دور ہو جائے - خدا کرے یہ خیالات میرے مرنے کے قبل ہی میرے دل سے دور ہو جائین - از ماست کہ بر ماست اے حضرات مین نے اپنی بپتی آپکو سنا دی اب فرمایئے مجھپر کیسی گذرتی ہے اتنی مہربانی کیجیے کہ مجھے صلاح نہ دیجیے میرا علاج جو مناسب سمجھیئے وہ کیجیے کیونکہ بیمار کو دوا سے فائدہ ہوتا ہے اور دیوانے کو ترکیب سے سالہا سال تک لوگونکی زبان زد رہیگا کہ فلان شخص نے عشق کے پیچھے جان دی -

	اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد	

اِس مرض کی دوا مرگ ہی ہے -

اس کے بعد اِس وحشی نے ایک آہ سرد بھری اور قصۂ طولانی ختم کر کے ٹھنڈی سانس لین اِس کی حالت زار قابل رحم ہے عشق کی ناکامیون نے اِسے زندہ درگور کر دیا - پادری صاحب کچھ کہنے اور صلاح دینے ہی کو تھے کہ ایک ایسی آواز آئی جس سے وہ ادھر مخاطب ہوے اور تسلی نہ دے سکے - اِس آواز نے بڑی حسرت کے ساتھ وہ کیا جو آئندہ بیان کیا جائیگا حصہ چہارم مین اِس کتاب لاجواب و نایاب کے اِسکا ذکر مذکور ہوگا یہان **خدائی فوجدار** نے حصہ کا خاتمہ بالخیر کر دیا -

	ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم	

باب چہارم

فصل - ۱

کیسا خوش وہ روزگار اور کتنا فرخ زمانہ تھا جس مین ہمارے یار باوقار فرخندہ اختر عالی گہر

امیر ذوی القدر والا نہاد ۔ پدر بر پدر پاک و عالی نژاد

یعنی خدائی فوجدار دام بالافتخار نے اس دنیائے دون مین قدم رنجہ فرمایا اور اس غمکدہ عالم کو رشک گلزار جنان بنایا۔ اِن کی عنایت اور رعایت اِنکے دم اور فیض قدم سے ہم لوگ اتنے دنون کے بعد دو گھڑی تفریح طبع کرتے ہین اور اُنکی تاریخ اور تاریخی حالات کے مطالعہ سے لطف متکاثر اور حظ وافر اٹھاتے ہین۔

اب سنیے کہ آخر مین ہم عرض کر چکے ہین کہ اس وحشی کی داستان کے اختتام کے بعد ایک آواز کانون مین آئی اور پادری صاحب جو وحشی کی تسلی کے لیے کوئی معقول صلاح دینے کو تھے اُس جانب مخاطب ہوئے - بڑی حسرت کے ساتھ کسی نے یہ دردناک گفتگو کی کہ اے خدائے پاک شکر ہے کہ آخر کار بعد تلاش بسیار و تجسس بیشمار مجھ گنہگار سیہ کار بدکردار کو ایک ایسا گوشۂ عافیت ملا جہان مین اس تلخ زندگانی کے بعد ابدالآباد تک گویا گھوڑے بیچ کے میٹھی نیند سوؤنگا۔

کچھ ایسی قبر مین ہاتھ آئین راحتین مونس ۔ کہ سوئے پانون کو پھیلا کے اپنے گھر کیطرح

اِن پہاڑون اور چٹانون مین مجھے وہ لطف آتا ہے کہ ساری خدائی مین اتنا لطف نہ آتا اور کنج عزلت پر جان جاتی ہے۔ تنہائی ازبس پسند ہے۔ انسان کی صورت سے کیون نہ بیزار ہون کہ حضرت انسان کی بیمروتی سے یقین کامل ہوگیا ہے کہ مصیبت کے وقت مدد۔ حزن کے وقت صلاح۔ درد کے وقت تسلی نہ دینگے نہ دینگے۔

آنچہ کردی تو بمن ہیچ بہ انسان نکند ۔ مرگ با جان نکند کفر بہ ایمان نکند

پادری صاحب نے اور جو لوگ وہان تھے انہون نے یہ گفتگو صاف سنی اور چونکہ آواز قریب ہی سے آئی تھی وہ اُٹھے کہ دیکھین کس مظلوم نے یہ خطاب کیا۔ بیس قدم بھی نہین گئے تھے کہ دیکھا ایک جوان ایک ندی کے کنارے بیٹھا پانون دھو رہا ہے۔ پانون بالکل بلور کے معلوم ہوتے تھے یہ سر پر سہو نکچے کئے اور وہ خبرے نباشد منع سے کسان معلوم ہوتا تھا مگر حیرت

تھی کہ کسان ادر پانوّن۔ ایسے خوبصورت اور سفید جیسے چاندی کا پتر۔ پادری صاحب نے اپنے ساتھیون کو اشارہ کیا ادھیپ کے سب آڑ مین ہو بیٹھے ادر تاک مین رہے کہ دیکھین یہ کرتا کیا ہے قمیص بھورے رنگ کا بت جیب پہنے ہوئے تھا اور کمر مین شالباف۔ ٹانگونکو جو دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بلور کو کسی نے تراش کے ٹانگین بنائی ہین۔ پانوّن کو دھو کر انگو رومال سے پونچھا۔ اب گورے گورے پانوّن اور بھی گورے ہو گئے۔ ندی کے کنارے سے اٹھا تو ایک چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ ادراس وحشی نے پادری سے آہستہ سے کہا۔ اگر یہ واقعی میری معشوقہ نہین ہے تو پھر اس مین بھی شک نہین کہ انسان نہین فرشتہ ہے۔ اس جوان نے اب بال سکھائے تو معلوم ہوا کہ کالی ناگن لہرا رہی ہے۔ ع۔ اڑتی ہوئی ناگن قدم تک لوٹ گئی۔ غور کر کے دیکھا تو کسان نہ تھا بلکہ ایک نازک اندام زنانہ نازنین ومہ جبین۔ خود دوشی معرف ہوکر

بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے	سب بزم ہے مشتاق نکل پردہ دلسے
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

از سرتا پا عالم نور۔ غیرت حور۔ اب سبکو شوق چرایا کہ یہ کون ہے۔ انسان ہے یا فرشتہ۔ یہ تینون اس جھاڑی سے نکلے تو کھڑبڑ کی آواز سنکر اسنے ترچھی چتون سے انپر نظر ڈالی۔ اور بالون اور پتلی پتلی کمر کو سنبھالتی یہ جا وہ جا۔ یہ معلوم ہوا کہ ایک چھلاوا تھا ب جیسے بجلی کوندھ کے غائب۔ مگر چند ہی قدم گئی تھی کہ نازک نازک پانوّن آگے نہ بڑھ سکے اور گر پڑی۔ یہ تینون دوڑ گئے سب کے پہلے پادری پہونچے۔ کہا اے خاتون بلقیس مرتبت۔ ذرا ٹھہر جایئے ہم لوگ آپ کے ہوا خواہ خیر طلب ہین۔ اور خدمت بجالانے کو اپنا فخر سمجھتے ہین۔ بھاگنے کی کوئی وجہ خاص نہین معلوم ہوتی۔ ادھر آیئے)

اس ہمہ پارہ عابد فریب طاؤس زیب نے حیرت سے اُنکی جانب نظر ڈالی اور مثل پیکر تصویر خاموش رہی پادری نے قریب جاکر اُسکا ہاتھ پکڑا اور کہا تم مرد ہو خواہ عورت۔ چاہے جو ہو۔ مین اتنا ضرور عرض کرونگا کہ تم چاہے جس حیثیت سے رہو حسن گلوسوز نہین چھپ سکتا۔ گو ڈرون کی لعل ہو۔ ہمسے اپنا حال زار صاف صاف بیان کر دو۔ ہم تمھارے بہی خواہ اور خیر اندیش ہین۔ صلاح نیک دینگے اگر مرض لاعلاج ہے تو صلاح اور ہمدردی سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا۔ از برائے خدا ہمکو غیر نہ سمجھو۔

اس تقریر کا اس نوخیز گلبدن نے کوئی جواب نہ دیا۔ بالکل سکوت مین رہی اور غور سے پادری اور حلیفہ کو دیکھتی رہی معلوم ہوتا تھا کہ انکو دیکھ کر انتہا سے زیادہ مسرت ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس گلعذار نے یون جواب دیا۔ مین آپکے اِن کلمات شفقت آمیز کی تہ دل سے ممنون ہون کہ آپ نے مجھ بیکس بے لبس کے ساتھ اسقدر ہمدردی کی۔ مین چاہتی تھی کہ اپنے آپ کو چھپاؤن تاکہ اس ہولناک

اور بلا انگیز و جنون خیز ہسار ا نہ صحراے پرخار مین مجھے کوئی عورت نہ سمجھتا مگر میرے سر کے بالون نے افشاے راز کر دیا بہر کیف اب مین اپنی داستان ضرور سناؤنگی گو مجھے اس بات کا پورا پورا الیقین ہو کہ مرض لا علاج ہی یہ کہکے اُس نوجوان عورت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور گو اُسنے بڑا ضبط کیا مگر نہ رہا گیا - اور اشک گلگون دامن کی خبر لائے - آنسو پونچھکر اُسنے راز سربستہ کا یون اظہار کیا (ایک ملک جسکا نام طرب گنج ہی اسمین ہی قصبۂ بشارت نگر کی رہنی والی ہون میرے والدین وہان کے راجہ کی رعایا ہین - راجہ کے دو لڑکے ہین اور فرزند اکبر ولیعہد ریاست ہی میرے مان باپ بڑے دولتمند اور صاحب ثروت ہین مگر عالی خاندان نہین ہین اگر ثروت کے ساتھ خاندان بھی اچھا ہوتا تو مین اس مصیبت مین نہ پڑتی - اسکے یہ معنے نہین کہ وہ نیچ قوم ہین مطلب میرا یہ ہی کہ کوئی بڑے عالی خاندان نہین ہین - اور نہ ایسے گئے گذرے ہین کہ اپنی حالت پر اُنکو خواہ مخواہ شرم آئے - الغرض وہ کسان ہین سیدھے سادے لوگ تین پانچ نہین جانتے - ثروت اور دولت کے سبب سے اُنکی تعظیم اور توقیر ہوتی ہی اور اُنکی ایمانداری ضرب المثل ہی - سب سے زیادہ دولت اور ثروت اُنکی مین ہون - اسکے یہ معنی کہ دولت اور ثروت سب پر وہ مجھے ترجیح دیتے تھے - مجھے بڑے ناز و نعم سے پالا - قصبے بھر مین مجھ سے بڑھکے لاڈلی لڑکی اور کوئی نہ تھی - مجھے وہ عصاے پیری اور گھر کا اجالا سمجھتے اور مجھپر جان فدا کرنے کو آمادہ تھے - کل انتظام خانہ داری میرے ہی ہاتھون ہوتا تھا نوکر چاکر ما مچھو چھو جسکو مین چاہون موقوف کر دون اور جسکو مین چاہون نکال دون - شہد کا کارخانہ کھیت باغ جانور گلہ شراب کی دُکان تیل کے کل سب کام میری زیر نگرانی ہونے تھے مین بیان نہین کر سکتی کہ میری کسقدر خاطر ہوتی تھی کل امور کی نگرانی اور ضروری ہدایتون کے بعد مین کبھی لیس بناتی کبھی دل بہلانے کے لیے چرخا کاتتی کبھی سینی پرونی تھی جو بھلے مانسون کی بہو بیٹیان کرتی ہین جب اسمین دل نہین لگتا تھا تو کوئی کتاب پڑھتی تھی یا ستار بجاتی تھی کہ علم موسیقی دل بہلانے اور تفریح طبع کرنے کے لیے بہت ہی عمدہ شی ہی - مین کچھ غرور اور تعلی کی نظر سے یہ گفتگو نہین کرتی بلکہ حسرت سے بیان کرتی ہون کہ کیا سے کیا ہو گئی - میری مان مجھے سات پردون کے اندر رکھتی تھی اور جب مین باہر نکلتی تھی تو برقع اوڑھ لیتی تھی - مگر باینہمہ راجہ کے چھوٹے لڑکے سے میری آنکھ لڑ گئی وہ مجھپر عاشق ہو گیا -

اتنا سننا تھا کہ وحشی کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پادری صاحب اور میان خلیفہ کو معلوم ہوا کہ اب اس وحشی کی وحشت بڑھا چاہتی ہی - اور پاگل پن کی کوئی حرکت کیا ہی چاہتا ہی یہ اس گل گلزار رعنائی کو غور سے دیکھا کیا وہ سمجھی بھی نہین کہ کیا کر رہا ہی - اپنی بیتی اس تدرو شاخسار خوبی نے یون سنائی (مجھے دیکھتے ہی راجہ کا بیٹا مجھپر عاشق ہو گیا اور ہزار جان سے مرنے لگا میرے اعزہ کو خوب رشوتین دین عشقیہ

خطوط آنے لگے ہزاروں قسمیں کہ تمام عمر غلام بنا رہوں گا مگر میری ضد اور ہٹ روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی کہ میں نے کہا میں تیرے ساتھ عقد نہ کرونگی۔ اور والدین نے بھی یہی صلاح دی کہ ہماری اور راجہ کی حیثیت میں بڑا فرق ہی۔ راجہ کا لڑکا صرف حسن کے سبب سے اظہار عشق کرتا ہے۔ دلی عشق جسکا نام ہی وہ کجا۔ ور مجھسے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو نوجوان تمکو پسند ہو اُسکے ساتھ عقد کرلو ہماری ثروت اور دولت کی طمع ہی سب یہی چاہینگے کہ تمکو عقد میں لائیں۔ اب میں اور بھی رکھائی اور کج ادائی کرنے لگی مگر اس سے اسکی آتش شوق اور بھی بھڑکی۔ راجہ کے لڑکے کو جب معلوم ہوا کہ میرے والدین میری شادی کی فکر میں ہیں تو انھوں نے اڑنگا مارنا شروع کیا جیسا کہ میں آگے بیان کرونگی۔

ایک مرتبہ شب کے وقت میں اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی دروازے بند اور مقفل تھے اور ایک آیا رکھوالی کو تھی کہ مبادا کوئی مرد کوئی بات ایسی کرے جو میری عصمت کے خلاف ہو مگر دیکھتی کیا ہوں کہ باانیہمہ احتیاط و حزم وہ میرے سامنے کھڑا ہوا ہی۔ دھک سے رہگئی۔ اور کچھ کرتے دہرتے نہ بن پڑی اور مارے خوف کے گھگی بندھ گئی اور اُسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ لپٹ گیا اور رو رو کے وہ وہ باتیں کیں جس سے میرے دل پر اُسکی سچی محبت کا نقش جم جائے میں ایک سیدھی سادی لڑکی تھی دنگ ہوگئی کہ کیا ہو رہا ہی۔ گو اُسنے لاکھ لاکھ بہانے کیے اور رویا دھویا اور لاکھ ہاتھ جوڑے اور قدموں پر گر پڑا مگر میں نے شیشۂ عصمت کو سنگ بدنامی سے چور نہونے دیا جب ذرا دل ٹھکانے ہوا تو جرأت کرکے میں نے کہا (سنو صاحب اگر اسوقت شیر نر کے پنجوں میں بھی میں ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اپنی عصمت کے خلاف کوئی امر ہونے دیتی۔ جان جائے مگر آبرو پر حرف نہ آنے پائے گو میں اسوقت تمھارے بس میں ہوں مگر کیا ممکن ہی کہ تم اپنی بدی کی خواہش پوری کرسکو۔ لاحول ولا قوۃ۔ اگر تمنے زبردستی کی تو جان دے دونگی۔ میں تمھاری رعایا ہوں مگر تمھاری لونڈی نہیں ہوں اتنا یاد رہے۔ آپکو خدا نے رئیس کیا ہی بھلا ریاست کا مقتضا یہی ہی کہ اپنی رعایا کی ایک بیکس لڑکی کو تباہ کرو اور کہیں کا نہ رکھو میں ہوں تو کسان کی لڑکی مگر پاکدامن ایسی ہوں جیسی دنیا میں شریف زادیاں ہوا کرتی ہیں۔ نہ تمھارے روپئے کی مجھے طمع ہی اور نہ ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر جاؤنگی اور نہ اس رونے دھونے سے جو مکاروں کا شیوہ ہی میرا جی پسیجیگا۔ ہاں اگر میرے والدین کی مرضی ہوگی تو جو بات تم زبردستی کرنا چاہتے ہو وہ خوشی سے تمکو ملیگی۔ مگر یہ خوب یاد رہے کہ بجز میرے میاں کے اور کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا)۔

اس سب کے جواب میں اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ اے پری چہرہ برق دم رشک قمر پری پیکر میں نے اپنا دل اور اپنی جان دونوں کو تمھارے حوالے کیا اب چاہے جو کرو۔ ع۔ دل تو جان دینی

ایمان ہی جو لینا ہو صنم لے لو۔ دونون حاضر ہین۔ بین خدا کو گواہ کرتا ہون اگر تمنے نہ مانا تو میری جان جائیگی اور عاقبت بین تمھارا دامن پکڑون گا۔

وحشی نے جو یہ سُنا تو وحشت دل نے زور کیا اور چہرے کے رنگ کے تغیر ہونے سے معلوم ہوا کہ دیوانہ پن کا جوش ہی۔ آہستہ سے کہا آپ کا نام کیا ہی وہ بولی مجھے وہان کے لوگ اکثر پری پیکر کہتے ہین وحشی نے کہا اس نام کی اور بھی عورت ہی جسکی بدقسمتی آپ کی بدنصیبی سے کسی طرح کم نہین ہی۔ آپ یہ ختم کر لین تو بین بھی ایک عبرت خیز ماجرا بیان کرونگا۔ اُس زنکہ حسین و خوبرو نے جو یہ لفظ سُنا تو حیرت سی ہوئی اور کہا اگر آپکو کچھ حال معلوم ہی تو بیان کیجیے۔ وحشی نے کہا بی بی صاحب اگر حال زار بیان کرون تو شاید آپکی طبیعت پر اُسکا خراب اثر پڑیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ خاموش ہی رہون۔ اسنے کہا جیسا جی چاہے۔ اُسکے بعد یون سلسلۂ سخن قائم رکھا

(اس عاشق زار نے ایک پیمبر کی تصویر جو اس کمرے بین ٹنگی تھی اُتار کے سامنے رکھلی اور اُسکی جانب مخاطب ہو کر کہا ای پیمبر خدا تم گواہ رہنا کہ ہمارے اسکے عقد ہوا ہی اب بین انکا شوہر ہون۔ بین نے خوب سمجھایا کہ ذرا سمجھ بوجھ کے کام کرو۔ ایسا نہو تمھارے باپ کو ناگوار گذرے کہ کسان کی لڑکی کے ساتھ کیون عقد کیا۔ سوچ لو۔ بین تمھاری رعیت ہون سوچ لو ایسا نہو کہ میرے حسن گلوسوز کا عشق تمکو چوندھیا دے اور کورانہ کوئی ایسی حرکت تمسے سرزد ہو جو آخر بین تمکو پشیمان کرے۔ بین نے التجا کی کہ اگر واقعی تمکو مجھسے عشق ہی تو اسی عشق کی تمکو قسم ہی کہ تم میرے ساتھ عقد کرنے کے خیال سے باز آؤ اور مجھے اپنی حیثیت کے کسی مرد کے ساتھ شادی کرنے دو کیونکہ امیر اور غریب راجہ اور رعایا بین جو شادی ہوتی ہی تو اُسکا انجام ہمیشہ خراب ہی دیکھا۔ ابتدا ابتدا بین تو بڑا جوش ہوتا ہی مگر وہ جوش دیرپا نہین ہوتا۔ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ وجوہ مندرجہ بالا اور کئی اور وجوہ بین نے پیش کین جو مجھے یاد نہین ہین مگر اُسکے دل پر کسی نے اثر نہ کیا۔ مرغے کی ایک ہی ٹانگ قائم رکھی۔ ٹھان لی کہ جو بات دلمین آئی ہی وہ ضرور کر گذرونگا۔ ہرچہ بادا باد۔ نادہندون کا قاعدہ ہی کہ دس کے بیس دینے کو مستعد ہو جاتے ہین۔ لیتا مرے کہ دینا۔ اس حالت بین بین نے دل سے یون مشورہ کیا کہ اگر بین نے اسکے ساتھ عقد کیا تو چھوٹی سی اوقات پر بڑا معزز شوہر پاؤنگی مگر یہ کوئی نئی بات نہین ہی۔ ایسا اکثر ہوا ہی۔ اور میرے شوہر کیطرح اور رئیس زادون کو بھی نوخیز خوبرو چھوکریون کے حسن خداداد نے چوندھیا دیا ہی۔ یہ تو سلف سے ہوتی آئی ہی کہ نوعمر پری کے عشق نے رو ساے نامدار کو ایسا از خود رفتہ کر دیا کہ امیر اور غریب بی بی کا خیال ہی کبھی دل بین نہ آیا۔ خاصی امیر ہو جاؤنگی روپیے کا حظ اُٹھاؤنگی۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

اگر مین انکار کرتی ہوں تو وہ زبردستی شادی کرے گا۔ تیور برے پڑتے ہین۔ پھر بدنامی کی بدنامی ہوگی اور سب مجھی کو برا کہینگے۔ دم زدن مین اس سوال جواب کے بعد مین سوچی کہ میرے عاشق زار نے اسقدر قسمین دی ہین اور اتنے گواہون کے روبرو زار زار رویا ہے اب اسکو محروم کرنا اچھا نہین۔ اسکے علاوہ آدمی سرخ وسفید اور تربیت یافتہ بھی ہے۔ مین بھی اسکے تیر نگاہ کی گھائل ہوگئی اور اپنی خواص کو بلا کر کہا تو گواہ رہنا۔ میرے عاشق پری رخسار نے پھر دل سے قول اور اقرار کیا کہ تمام عمر مجھے جان سے زیادہ عزیز رکھیگا اور ہمیشہ کلیجے سے لگائے رہیگا۔

اتنے مین میری خواص کمرے کے باہر چلی گئی اور ہم دونون یکہ وتنہا رہ گئے اور اُس دغاباز فسونساز مکار عیار نے مجھ بختون جلی کو ذلیل اور بے عزت کیا۔

جس شب کا یہ واقعہ ہے اُسکی سحر میرے اس مکار برائے نام عاشق زار کے نزدیک بہت ہی جلد ہو گئی صبح کو وہ مجھ سے رخصت ہوا اور عشق اور محبت کے اظہار کے لیے اپنی انگوٹھی مجھے پہنا گیا مگر اب مین نے اسکو اسقدر مست بادۂ محبت نہ پایا جسقدر وصل کے قبل تھا۔ مین تاڑ گئی کہ ہائے میری خواص نے مجھے چھجا نسا دیا اور میرے ساتھ نرد دغا کھیلی۔ فجر کے قبل ہی وہ اس بے ایمان خواص کے ساتھ سڑک پر ہو رہا۔ میری پریشانی کی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔ سوچتی تھی اُف یہ کیا غضب ہوگیا مین ہی جانتی ہون کہ دل پر کیا گذر رہی دیوانہ وار انواع واقسام کے خیالات دل مین جاگزین ہوتے تھے۔ اب تک اچھی طرح سمجھ مین نہین آتا تھا کہ مین اچھی رہی یا بھلائی ہوئی یا برائی۔ چلتے وقت مین نے کہا تھا کہ جس ترکیب سے آئے ہو اسی ترکیب سے رات کو چپکے سے چلے آیا کرو اور جب اس بات کا خوف تمھارے دل سے جاتا رہے کہ لوگ تمھارے ہمارے عقد کو معیوب نہ سمجھین گے تو پھر مزے مزے کھلے بندون رہا کرو۔ مگر اُس دن سے پھر اُس نے منھ نہ دکھایا۔ شہر بھر مین کہین اُس کا پتا ہی نہین۔ سنا کرتی تھی کہ شکار کو روز جاتا ہی اور روز واپس آتا اور چھپ کے رہتا ہی دل کی بیکلی کا حال ناگفتہ بہ۔ اب پورا پورا یقین ہوگیا کہ دغا دے کے اُسنے اپنا مطلب نکالا۔ ہاتھ ملکے رہگئی مین نے اپنے والدین سے یہ راز مخفی رکھا اور ضبط گریہ ونالہ کیا کہ اگر وہ وجہ دریافت کرین گے تو خواہ مخواہ مجھے جھوٹ بولنا اور اُنکو دھوکا دینا پڑیگا مگر میری عاقبت اندیشی کچھ کام نہ آئی اور تمام عالم پر راز افشا ہوگیا۔ ع۔ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ اور پھر شہر بھر مین اسکی نسبت مشہور ہوا کہ اسنے ایک زن حسین ومہ جبین کے ساتھ شادی کرلی۔

اُس وحشی نے اس مقام پر دیدہ ودانستہ دخل در معقولات دے کر پوچھا اُسکا نام کیا ہی نام سننا تھا کہ وحشی کا رنگ فق اور کلیجا شق ہوگیا۔ اور دونون آنکھون سے دو جوے اشک

جاری ہوگئے -

دل مین اک درد اٹھا آنکھ مین آنسو بھر آئے		بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا	

وہ پری پیکر اپنا قصہ زار بیان کرنے لگی کہ جب مین سنے یہ وحشت اثر خبر سنی تو کلیجا پھٹ گیا اور ادھر اُدھر سارے زمانے مین کہتی پھری کہ اس دغا باز نے مجھے کہین کا نہ رکھا عنان صبر و استقلال ہاتھ سے جاتی رہی - بہر کیف سوچتے سوچتے مجھے یہ سوجھی کہ اپنے پدر بزرگوار کے ایک رفیق سے مین نے کل حال بیان کیا اور کہا تم میرے ساتھ چلو مین اپنے اس جانی دشمن سے ضرور بدلہ لونگی - پہلے تو اس مرد پیر نے مجھے سمجھایا - کہ اس حرکت مجنونانہ سے باز آؤ - خیال فاسد دل مین نہ لاؤ - مگر آخر کار اسنے کہا اچھا پھر اب جہان تمہارا پسینا گرے وہان میرا خون گریگا - اس تسلی سے مجھے بڑی جرأت ہوئی اور کچھ جواہرات اور کچھ زیور اور کپڑے لیکر شب کو گھر سے چلی ہر قدم پر ہزارہا خیالات دل مین آتے تھے - پیادہ پا چلی جاتی تھی جی چاہتا تھا پر لگاکے اُس شہر مین پہونچون جہان میرا بیری رہتا تھا - خدا خدا کرکے وہ کافر ساتھ منزلین دو دن مین طے ہوئین وہان جاکے مین نے اس عورت کے باپ کا مکان پوچھا جسکے ساتھ میرے دشمن عاشق نمانے عقد کیا تھا - وہان کوبکو یہی چرچا تھا گھر گھر یہی ذکر کہ شادی کے دن ایجاب و قبول کے بعد دلھن کو غش آگیا اور دولھانے اُسکے دست سیمین سے ایک کاغذ پایا جو اُسنے خود اپنے پیارے پیارے ہاتھو نسے لکھا تھا کہ مین تو دل فلان نوجوان گبرو کو دے چکی ہو نمین تیری نہین ہوسکتی ہون - الغرض اس تحریر کے مطالعے سے اُنپر صاف منکشف ہوا کہ وہ شادی کی رسم ادا ہونے پر اپنی جان اپنے ہاتھون جان آفرین کے سپرد کر دیگی تھوڑی دیر مین دولھانے دیکھا کہ دلھن کی بغل مین ایک کٹار ہے - مارے خوف اور رنج اور شرم کے وہ کٹار دلھن سے چھینکر مارنے ہی کو تھا کہ اُسکے والدین نے غل مچایا اور لوگون نے فوراً چھین لی اور دولہا بھاگ گیا کہ مار نہ ڈالا جاؤن - دلھن کو پھر غش آگیا - وہان یہ بھی مشہور تھا کہ اُس دلھن کا عاشق جس پر وہ خود جان دیتی تھی وہان موجود تھا مگر یہ سمجھ کر کہ اب تو عقد ہو ہی گیا دیوانہ ہوگیا اور ایک خط وہان چھوڑ گیا کہ اب دینا ے دون سے اسدرجہ نفرت ہوگئی ہے کہ کسی کو اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور وہان چلا جاؤنگا جہان ۶۰ - سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا ؛ تمام شہر مین زبان زد خاص و عام تھا کہ دلھن بھی بھاگ کے کہین چلی گئی اور اُسکے والدین اپنی پیاری بیٹی کی تلاش مین نکلے کہ شائد کہین پاجاءین تو آنکھو نمین نور آجائے مین یہ خبر سنکر بڑی مسرور اور محظوظ ہوئی کیونکہ اُس دشمن عاشق نما کے نہ ملنے سے اتنا رنج نہین جتنا اس خبر کے سننے سے ہوتا کہ اسکا عقد ہوگیا - کبھی یہ بھی سوچتی تھی کہ شائد یہ کل واقعہ منجانب اللہ ہوا ہو اور خدا اُسکے دل مین یہ بات ڈالے کہ وہ پھر میری جانب مخاطب ہو اور میری عزت بچ جائے جب دلکو کسیطرح

تسلی نہین ہوئی تو مین نے ٹھانلی کہ دنیا ہی کو ترک کرون گو دنیا با مید قائم ہے ایک مشہور مثل ہے ۔ع۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن ۔

اب سنیے کہ جب مجھے اِس شہر مین اپنے مصنوعی اور برائے نام عاشق کا کہین پتا ہی نہ ملا تو اور بھی پریشان ہوئی کہ اب کیا کرون ۔ اتفاق سے ایک دن کیا سنتی ہون کہ ڈھنڈھورا پٹ رہا ہے اور میرا نام لیکر کہہ رہا ہے کہ فلان نام کی لڑکی جو فلان قسم کے کپڑے پہنے ہے اور جسکی اُنیس برس کی عمر ہے مکان سے گم ہو گئی ہے اگر کوئی اُسکا پتا لگائیگا تو انعام پائیگا ۔ اسکے ساتھ یہ منادی بھی دی کہ وہ لڑکی ایک نوعمر لڑکے کے ساتھ بھاگ آئی ہے ۔ اِس سے مجھے اور بھی رنج ہوا کہ جو سنیگا وہ کیا کہیگا اور کسقدر ذلیل مجھے سمجھنے لگیگا کہ ایک تو بھاگی دوسرے اُسکے ساتھ جو خود ذلیل و خوار ہے اور جو مجھے کچھ ایسا پسند بھی نہ تھا ڈھونڈھورے کی آواز سنتے ہی مین اپنے باپ کے رفیق کو ہمراہ لے کر بھاگی ۔ شہر کو فوراً چھوڑا اور اِن پہاڑون کو مسکن بنایا کہ کسی کے ہاتھ نہ آؤن اور دد دام سے دل بہلاؤن ۔ اب سنیے کہ بدنصیبی جب آتی ہے تو ہر طرف سے آتی ہے ۔ میرے والد مرحوم کا رفیق جو میری تعظیم کرتا تھا اب مجھ سے پھر گیا اور موقع وقت غنیمت جان کر مجھپر کترانے لگا ۔ جل جلالہ ۔ کچھ تو مجھے ہنسی آتی تھی اور کچھ رونا آتا تھا ہنسی یہ آتی تھی کہ یہ بوڑھا بونگ اور مجھسے عشق ۔ اِس بڑھ بھس کو دیکھو ۔ اور رونا یہ آتا تھا کہ اگر مین اس بے بسی اور بیکسی کی حالت مین نہوتی تو اُسکو یہ جرأت کہان سے ہوتی کہ مجھ پر نظر ڈالتا نہ خوف خدا نہ پاس مراتب ۔ع۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ✢ جب اُسنے دیکھا ۔ کہ مین اُسکی بے ادبی سے بد دماغ ہو گئی تو نابکار روسیاہ ہاتھا پائی پر آمادہ ہو گیا مگر خدا ایسے وقت پر بےبسون کی مدد کو فرشتے بھیجدیتا ہے ۔ مجھ مین خدا جانے کہان سے زور آگیا کہ مین نے اُسکو ڈھکیل دیا اور پہاڑ سے گرا دیا واللہ اعلم زندہ ہے یا فی النار والسقر ہوا یہان سے مین اب بالکل اکیلی روانہ ہوئی ۔ یار نہ مددگار خدا کا نام وردِ زبان اور اپنی قضا پر خود نوحہ خوان دست بدعا تھی کہ والد یا اُنکے آدمی مجھے نہ دیکھ پائین یہان ایک گلہ بان نے نوکر رکھ لیا مگر میرے اِن بالون کے سبب سے طلسم ٹوٹ گیا اور میرے آقا کو معلوم ہو گیا کہ مین انیس برس کی لڑکی ہون ۔ اسکو بھی شیطان نے دور سے اُنگلی دکھائی اور مجھپر اُسکا عشق چرایا ۔ اُس بونگ بوڑھے کی طرح نفس اَمّارہ نے اُسکو بھی بوکھلایا ۔ پہلے غلام خانہ زاد پھر آقائے نامدار کو بھی بدی کا خیال ہوا جس خوش نصیبی کے ساتھ مین اپنے باپ کے رفیق نمکحرام سے بچی تھی اُسی خوش نصیبی کے ساتھ اُس سے بچنا محال تھا نہ کوئی گھنا جنگل تھا بلکہ دم بھر بھی وہان رہنا وبال تھا ۔ لہذا وہان سے چشم زدن مین مثل سیل اشک روان ہوئی اور گوشۂ عزلت مین آن کے چھپی ۔ اِس گلہ بان سے مثل اپنے پدر

مبرور کے رفیق کے ہاتھا پائی کرنا خلاف عقل سمجھی۔ سچ ہے۔

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن

الغرض مین اُس کنج تنہائی مین آئی اور شیخ سعدی کے قول پر عمل کرکے کہ

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب ۔ دعائے کند من کنم مستجاب

بصد عجز والحاح وخشوع وخضوع بارگاہ جناب باری مین دست بدعا ہوئی کہ اے کریم کارساز خدائے بندہ نواز اس عاجزہ کی حالت زار پر رحم فرما۔ اور گاڑھے وقت آڑے آ۔

اے خدائے دو جہان بہر غلامان سؤل ۔ گوشۂ چشم سوے گوشہ نشینان خمول

چون صدف لب چو کشایم پئے اظہار سؤال ۔ میتوانی کہ دہی عرض مرا حسن قبول

تو کہ در ساختۂ قطرۂ بارانی را

دعا مانگی کہ ۔ع۔ یا کبش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن ٭ تاکہ مجھ نختون جلی کا نام بھی صفحۂ روزگار سے مثل حرف غلط کالعدم اور نسیاً منسیا ہو جائے۔ ہاے میری بدنصیبی تو لوگو دیکھو کہ ناکردہ گناہ بدنام ہوئی بے قصور صید طعن سنان لسانی در رنج و آلام ہوئی۔ اپنے پرائے چھوٹے۔ غریب اور مہجور ہوں مطعون نزدیک و دور ہون

فصل ۔ ۲

اِس نوخیز ستم رسیدہ مصیبت زدہ نے پھر سلسلۂ سخن یون شروع کیا اور ان لوگون کی جانب مخاطب ہوکر کہا اے سامعین والا تبار و حاضرین ذی اقتدار۔ میری بپتی کہانی سننے کے بعد آپ فرمائیے کہ میری پریشانی و بیقراری ۔ گریہ وزاری شور وشیون رنج ومحن بیوجہ ہے یا بے سبب اگر جو بے اشک رولان کرون تو بجا ہے یا بیجا۔ اب فرمائیے کہ ۔ع۔ چہ در دست این کہ پا یا نے ندارد ٭ پس مجھے نصیحت دینا اور پند و موعظت کے لیے زبان کھولنا عبث ہے۔

دوست غمخواری مین میری سعی فرمائینگے کیا ۔ زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

حضرت ناصح گر آئین دیدہ و دل فرش راہ ۔ پر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھائینگے کیا

درد بے دوا کی درمان کہان ۔ صرف ایک صلاح کی جویان ہون اور بس اِسی قدر خواہان ہون کہ آپکے نزدیک مین دکھیا اپنی زندگی کہان بسر کرون جہان مجھے کوئی گرفتار نہ کرسکے اور جہان کبھی ڈھنڈھورے کی آواز نہ آئی ہو۔ مین خوب جانتی ہون کہ اگر اپنے والدین کے پاس چلی جاؤن تو انکی جان مین جان آئے مگر مارے شرم کے جی نہین چاہتا وہان کیا منہ لے کے جاؤن وہ کہینگے کہ۔

حرمت مین لگایا داغ تو نے		لٹوائی بہار باغ تو نے

مرجانا بہتر ہے وہان جانا بہتر نہین - اِس تقریر دردآمیز اور گفتگوے حسرت خیز کے بعد اُسنے سکوت اختیار کیا اور اسکے چہرے کے رنگ کے تغیر سے صاف ظاہر ہونے لگا کہ غیرت اور شرم اور حسرت نے اسکو ہیجان کردیا ہے - سامعین کے دلون پر بھی اِسکا بڑا اثر ہوا - پادری صاحب اپنی رائے دینے کو تھے کہ اُس وحشی نے منع کیا - اور خود اُسکی جانب خطاب کرکے کہا - اے خاتون عفت مآب مین تمھین جانتا ہون یہ کہکر اِنکا نام لیا اور انکے پدر بزرگوار رئیس والا تبار کا نام بتایا اور کہا کہ آپ اُس امیر والاحشم عالی ہمم کی اکلوتی لڑکی ہین - اُس پری پیکر رشک قمر نے جب اپنا اور اپنے باپ کا نام سنا تو سخت متحیر ہوئی اور استعجاب کے ساتھ اُس وحشی پر نظر ڈالی - سوچی کہ یہ تو کوئی پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا ہے شکل صورت اور تقریر بھی اچھی ہے مگر پھٹے پرانے کپڑے کیون پہنے ہے انسے اِس اغید زاہد فریب نے یون تقریر کی - اے جوان رعنا شمائل میری سمجھ مین نہین آتا کہ تمکو میرے باپ کا نام کیونکر معلوم ہوگیا - مین نے تو اپنی اِس تقریر مین اپنے والد ماجد کا نام بھی نہین لیا اُسنے آہ سرد بھر کر کہا جس رئیسہ نوجوان کا تمنے ذکر کیا وہ میری مطبوعہ ہے اور جس بدبخت کی نسبت کہا کہ اپنی معشوقہ کی شادی کی رسم مین دور سے شریک تھا وہ مین ہی بدنصیب ہون ہائے عشق خانہ خراب نے مجھے کہین کا نرکھا -

عشق درآمد ز در گفت سلامٌ علیک		عقل برون شد ز سر گفت سلامٌ علیک

اُسکے ہاتھون مین اِس حالت زار کو پہونچا کہ دلق گدائی تک نہین - کبھی کبھی ذرا جو عقل آجاتی ہے تو اپنی حالت زار پر روتا ہون کہ ہائے مجھے یہ کیا ہوگیا) -

اِسکے بعد جوش جنون نے زور کیا اور یون ہانک لگائی - اے میری قاتل اے قتالہ - اے عاشق کش معشوق - مجھپر چرخ سفلہ پرور نے وہ ستم ڈھایا کہ تمہاری شادی کا دن دکھایا مین اور تمہاری شادی مین شریک ہون ہائے غضب وائے غضب ارے مین نے اپنے کانون سنا کہ تمنے ایجاب و قبول کیوقت ہان کا لفظ کہا - افسوس ہے کہ مین تمکو غشی کی حالت مین دیکھکر بزدلی کے سبب سے بھاگ گیا اتنی جرأت نہوئی کہ نتیجہ تو دیکھ لیتا - وجہ یہ کہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور دیوانہ ہوگیا جی چاہتا تھا اپنی جان دون اور اُس رقیب روسیہ کی جان لون - خط ایک شخص کو دے کر شہر کو چھوڑا اور جنگل کی راہ لی اب اِس ویرانے اور اِس کوہ فلک شکوہ کو جو وحشتستان اور دشت جنون خیز ہے اپنا گھر بنایا ہے اور ہمارا جنون ہمکو کشان کشان یہان لایا ہے اب خواہش دل یہی ہے کہ زندگی کے باقی دن

مصیبت کے ساتھ بسر کردن کہ زندگی سے اب نہایت عاری ہون حق یون ہے کہ زندہ درگور ہون کیا کردن، خدا کے حکم سے مجبور ہون مگر آج آپ کی ملاقات سے جی بہت خوش ہوا اور دنیا بہ امید قائم ممکن ہے کہ ہم اور تم دونون ایک روز بچھڑے ہوؤن سے ملین۔ کیونکہ تمہارا عاشق بغیر تمہارے کسی اور سے شادی نہ کریگا اور نہ ہماری معشوقہ ہمارے بغیر کسی اور مرد کو چاہیگی۔ اس سے امید ہوسکتی ہے کہ شاید ہمارے دن بھی بھرین۔ ہمکو ہماری مطبوعہ اور تمکو تمہارا پیارا ملے۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود — مرد باید کہ ہراسان نہ شود

رنج اور راحت دونون اسی کے لیے ہین۔ قبر مین کوئی کچھ نہ لیجائیگا۔

آغوش لحد مین جبکہ سونا ہوگا — جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہو گا
تنہائی مین آہ کون ہوویگا انیس — ہم ہوینگے اور قبر کا کونا ہو گا

اگر اس شخص کو جو تمپر جان دیتا ہے اور جسکے سبب سے تم اس درجے کو پہونچی ہو تمنے ہمنے نہ بلا دیا تو اس پیشے کو ترک کردین۔ بھلمنسی اور بانکپن کے خلاف ہے۔ اگر وہ نہ مانیگا تو بزور تیغ منوا دونگا میرے اوپر جو ظلم میری معشوقہ نے ڈھایا ہے اسکا مجھے ذرا بھی خیال نہین اسکا انتقام خدا پر چھوڑا وہ عقبے مین سمجھ لیگا۔ اب رہی نبا اسمین مین تمہارے آزار دینے والے سے سمجھونگا السعی منی والاتمام من اللہ۔ وحشی کی گفتگو جسکے حرف حرف سے ہمدردی۔ دلی شفقت۔ مردانگی۔ شجاعت۔ بسالت غربا پروری۔ قدرشناسی کی بو آتی تھی سنکر اس پری کا کلیجا ہاتھ بھر کا ہو گیا۔ اور الفاظ شفقت آمیز سنکر قریب تھا کہ اسکے قدمون پر گر پڑے اور انکو چوم لے مگر وحشی نے کہ اعلے درجہ کا تربیت یافتہ تھا اسکی اجازت ندی جید طالب علم نے جو انکے ہمراہ تھا اس اعلے درجے کے تربیت یافتہ وحشی کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا آپ سب صاحب میرے گانون چلیئے اور وہان میرے مدعو ہوجیے۔ ہم اور آپ سب ملکر مشورہ کرین کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ جو لڑکی اپنے باپ سے جدا ہو گئی ہو وہ اپنے چاہنے والے سے کیونکر ملجائے وحشی یعنے اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ آدمی نے اور اس اغید زاہد فریب دونون نے انکا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے لیے خضر پیدا ہوئے۔ میان خلیفہ اسوقت سے ابتک یہ سب باتین بغور سن رہے تھے انہون نے بھی اپنی رائے دی اور بیان کیا کہ ایک خدائی فوجدار کی تلاش مین ہم لوگ یہان آئے ہین جو پرلے سرے کے بڑی سودائی ہین۔ اسکے بعد خدائی فوجدار کا کل حال من وعن بیان کیا اور کہا کہ انکا رفیق انکی جستجو مین گیا ہے تھوڑی دیر مین آتا ہوگا۔ یہ سنتا تھا کہ وحشی کو کوئی بات یاد آئی اور ان لوگون سے بیان کیا کہ شاید وہی شخص ہونگے جنسے ہمسے ایک دن لڑائی ہوئی تھی۔ اس وحشی بیچارے کو خلل دماغ

سبب سے کوئی بات اچھی طرح سے یاد نہ تھی کہ خدائی فوجدار سے اور اپنے بنا سے مخاصمت کیا پیدا ہوئی تھی۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک غل کی سی آواز آئی اور لوگون نے کان لگا کے سنا تو میان بدھو نفر کی سی آواز پائی گئی۔ بدھو نفر جو پادری صاحب اور خلیفہ وغیرہ کو بٹھا کر اپنے آقا کی تلاش مین گئے تھے واپس آئے اور کہا کچھ نہ پوچھیے۔ بالکل آدھ مرے پڑے ہین مارے بھوک کے دم نکل رہا ہے اور ننگ دھڑنگ ہین مگر اپنی معشوقہ مزرین کمر کو یاد کر رہے ہین آواز اچھی طرح سی نہین نکلتی مگر انکی یاد اب تک ہے مین نے اُنسے کہا کہ آپ کی معشوقہ سیمبر رشک قمر نے حکم دیا ہے کہ آپ فوراً گھر کو واپس آئیے مگر وہ ایک نہین سنتے کہتے ہین جبتک کوئی کار نمایان نہ کرونگا ہرگز ہرگز اُس پری تمثال زہرہ خصال کے روبرو نہ جاؤنگا نہ جاؤنگا۔ افسوس ہے کہ انکے دماغ مین خلل سا ہوتا جاتا ہے اور وہ اپنی شاہنشاہی اور تاجداری سے ہاتھ دھوتے ہین اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ میری بھی اُنکے ساتھ تباہی ہے۔ ہائے اگر یہ کہین کے شاہنشاہ ہوجائین تو مین ضرور کسی جزیرے کی بادشاہی پاؤن اور مزے اڑاؤن ازبرائے خدا انکو ڈھونڈ ھ لاؤ۔ جید طالب علم دل ہی دل مین ہنسکر انکی تسلی کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم انکو ڈھونڈ کر راہ راست پر لے آئینگے یہ کہکر طالب علم نے اُس وحشی اور عاشق زار سے کہا کہ فلان فلان ترکیب سے ہم فوجدار کو راہ راست پر لا سکتے ہین مگر اس زنکہ جادو جمال نے اس بات کا ذمہ لیا کہ مجھسے بڑھکر اس کام کو کوئی انجام نہین دے سکتا بلان نابدار کے تذکرے مین نے بہت پڑھے ہین۔ مظلومہ عورتون کی مدد کو یہ لوگ برابر گئے ہین الغرض اس بیچاری پری نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔ اس رائے سے سبنے اتفاق کر لیا اور اُس غیرت حور دراز قصور نے لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کر تیاری کی کہ اپنے عاشق ستم کوش کے جور و تعدی کے حالات خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار سے بیان کرے بن ٹھن کے جو سبکے سامنے آئی تو۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ۔۔۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

جو بن دیکھکر طالب علم نے کہا

رگ رگ مین بھری ہے دلربائی ۔۔۔ ٹپکی پڑتی ہے خوش ادائی
رخسارون کے روبرو ہے بے آب ۔۔۔ رنگ رخ آفتاب و مہتاب
لاکھون مین ہین اُسکی آنکھین چیدہ ۔۔۔ بینائی کی ہین وہ نور دیدہ
جادو ہین بلا ہین زہر ہین وہ ۔۔۔ آفت ہین غضب ہین قہر ہین وہ
دیکھے جو وہ ابروان خمدار ۔۔۔ قربان ہو ماہ نو کی تلوار

اللہ کا ہے الف نہین ناک　　یا جلوۂ شمع بزم لولاک
زلفون مین سیاہی ہے بلا کی　　ہمرنگ ہین شام کربلا کی
سب خال ہین بے مثال اسکے　　تلدرگ جان ہین بال اسکے
شوخی ہے بجائے خون رگونمین　　رنگت ہو جس طرح نگون مین
مضمون دہن نہین میسّر　　عنقا ہوا اسیر دام کیونکر
انکھین ہین ترک خال ہندو　　زلفون مین ہے کافرون کی خوبو
سر سے پا تک ہے عالم نور　　ہوتا تھا گمان شعلۂ طور
شانہ سر سینہ یا گلا ہے　　جو عضو ہے سانچے کا ڈھلا ہے

اور تو اور میان بدھونفر اس پری رخسار پر انتہا سے زیادہ ریجھے پوچھا یا روبہ پری کون ہے اور یہان کیا کرنے آئی ہے۔ پادری صاحب نے کہا جناب یہ بڑی رئیس زادی بڑے امیر کی صاحبزادی ہین۔ ایر ایک نابکار دغاباز نے بڑا ستم ڈھایا شادی کا وعدہ کرکے جل دیگیا۔ یہ اسلیے یہان آئی ہین کہ تمہارے خدائی فوجدار انکو مدد اور اُس دغاباز کو سزا دین مگر اتنا یاد رہے کہ ایک دیوزاد سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ بدھونفر تو خدائی فوجدار کی مار کھائے ہوے تھے انھون نے اکڑ کر کہا بھائی صاحب ہم تو اس قسم کے موقع ڈھونڈھتے ہی رہتے ہین آپنے واللہ بڑی خوشخبری سنائی۔ جان مین جان آئی۔

برین مژدہ گر جان فشانم رواست　　کہ این مژدہ آسائش جان ماست

مگر ایک شرط سے بندۂ درگاہ سفارش کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کو ترغیب دیجیئے گا کہ کارہائے نمایان انجام دینے کے بعد شاہنشاہی قبول کرین ورنہ ہماری بادشاہی پر حرف آجائیگا۔ اگر آپ اتنا کیجئے کہ وہ اُس گلبدن زیبا اندام کے ساتھ عقد کرلین تو یہ آپ کا غلام درم ناخریدہ غلام ہو جائے اُس سے یہ مطلب ہے کہ شادی کرنے سے انکو خود بخود فکر پیدا ہوگی کہ بی بی بادشاہ بیگم شہنشاہ بیگم کہلائین۔

طالب علم اور پادری صاحب نے انکو تسلی دی کہ جو بات آپ چاہتے ہین وہی ہوگی۔ اس سے میان بدھونفر بہت ہی خوش ہوے اور پادری صاحب کو سخت استعجاب ہوا کہ آقا کے جنون کا انکے خدمتگار نے بھی اسقدر ساتھ دیا۔

اتنے مین وہ رشک حور جسکو ہم اب پری کے نام سے ضبط تحریر مین لائینگے پادری صاحب کے

قاطر پر سوار ہوئی۔ بدھو نفر سے کہا کہ تم خدائی فوجدار سے یہ نہ کہنا کہ تم اِن لوگون کو جانتے ہو یا ہمسے واقفیت ہے یہ اُس زنکہ جادو جمال کو بھی صلاح دینے کو تھے کہ یہ کارسوائی کرنا اور وہ کارروائی کرنا مگر اُسنے کہا کہ آپ لوگ خاطر جمع رکھین مین یلان نامدار کے تاریخی حالات سے خوب واقف ہون کوئی سوا کوس کے فاصلے پر گئے ہونگے کہ یل والا تبار بہادرون کے سردار میان خدائی فوجدار دام بالا فتخار نمودار ہوئے۔ جرنیلی وردی زیب بدن۔ بڑے کروفر کے ساتھ مگر مسلح نہ تھے جب اُس پری کو بدھو نفر سے معلوم ہوا کہ حضور ہی فوجدار ہین فوراً عراقی کو تیز کیا اور اِدھر میان بدھو نفر نے بھی گدھے کو کڑکڑایا اور اتر کر اُس رشک پری کو بحضور خدائی فوجدار پیش کیا یہ تو خود از بس طرار اور واقفکار تھی قدمون پر گر پڑی خدائی فوجدار نے چاہا کہ اُنکو اٹھائین مگر وہ ایسی جمین کہ نہ اٹھین نہ اٹھین اور پڑے ہی پڑے بعد عجز یون عرض حال کیا۔

اے فخر و افتخار یلان زمن رشک رستم و رویئین تن نامی گرامی بہادر بلکہ بے بہا در رشک اسفندیار امیر والا تبار۔

اے شہ الیاس رتبت اے شہ خضر احترام
خشک و تر کو ہے سہارا تیرا دامن آب مین

تو شہ دریا نوال اور دل ترا موج کرم
ہے سخاوت سے تری دست قلزم آب مین

تیرا نیسان عطا جس دم گہرباری کرے
گوہر تر سے بھرین موجونکے دامن آب مین

ہو ترا فیض سخن گر معنے نطق فصیح
بلبلے مانند بلبل ہون نوازن آب مین

روے دریا پر نہاتے ہین بہم موج و حباب
بر سر بازار لشکر خود و جوشن آب مین

بادپا تیرا ہے یون آتش قدم روے زمین
ہو وے جون برق درخشان سایہ افگن آب مین

عکس ابھی دریا مین ہے اور سر سے اڑ جاتا ہے یون
روح گویا اڑ گئی اور رہ گیا تن آب مین

ق

تیرا فیل کوہ پیکر بس کہ دریا سیر ہے
ڈالے وہ کوہ روان جب اپنا دامن آب مین

مثل ابر آئے ولیکن عنبر رفتار سے
اور اوپر جائے مثل اِبر بہمن آب مین

نسر طائر نسر واقع چرخ پر تا ہون شہا
اور زمین پر ہو وے تا ماہی کا مسکن آب مین

ہلہلوا ہے شوق مین سر پر ہما اقبال کا
ماہی دولت کا ہو تیرے نشیمن آب مین

خدائی فوجدار نے جب بہت اصرار کیا کہ اے زن نوجوان از برای خدا زمین سے اٹھکر تقریر کر تو اُس پری نے یون تقریر کی اگر حضور لامع النور نے میری دستگیری نہ کی اور مجھ عاجزہ کو دشمن ظالم کے جور سے نہ بچایا تو دنیا مین کوئی انسان میری اعانت اور دستگیری نکریگا۔ ایک بدبخت

نابکار ناہنجار مردم آزار عاشق کش ستمگر نے میری جان پر وہ ظلم ڈھایا ہی کہ جان پر بن آئی ہی حضور کی بہادری اور لیاقت کا حال سنکر سفر دور و دراز کرکے حاضر ہوئی۔

جز آستان توام در جہان پناہی نیست	سر مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست

لونڈی کبھی زمین سے نہ اٹھتی مگر حضور کا حکم بجالانا فرض عین و عین فرض سمجھی لہذا تعمیل ارشاد واجب الاذعان ولازم ہوئی۔ فوراً حضور بجالائی۔ اب آپ دل و جان سے اقرار کیجیے کہ میری آرزو آپکے ذریعے سے برآئیگی اور نقش مراد کرسی نشین اور تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوگا خدائی فوجدار نے غناکے کہا۔ جہانتک میری تجربہ کاری اور زور تیغ ہی مین تمھاری ضرور مدد کرونگا۔ اگر اسمین دریغ کرون تو گنہگار۔

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

مگر کئی باتین غور طلب ہین۔ ایک یہ کہ اینجانب کوئی فعل کوئی کام ایسا نہ کرینگے جو ہمارے بادشاہ وقت کے خلاف ہو۔ اور نہ اینجانب سے کوئی ایسا امر سرزد ہوگا جو ملک کے فوائد کے منافی ہو اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہی کہ کوئی امر ایسا ہرگز ہرگز نہ سرزد ہوگا جو ہماری معشوقہ گلعذار مطبوعہ پری رخسار کی شان کے خلاف ہو۔ اس پری نے کہا بندہ پرور اگر کوئی بات بھی آپ کے خلاف ہو تو میری وہ سزا جو چور کی سزا۔ نہ کوئی بات آپکے ملک کے فوائد کے خلاف ہی نہ کوئی امر خلاف شاہ وقت ہی۔ نہ کوئی امر جو حضور کی معشوقہ سیمبر پری پیکر۔ گلعذار۔ گلرخسار کی شان کے خلاف ہو مین نے انکے حسن صبیح کی بڑی تعریف سنی ہی۔ اتنا سننا تھا کہ خدائی فوجدار کو جوش آگیا اور ان اشعار کو ترجمان دل کیا۔

دل خوش ہو زبان پر گلا ہی	فرقت ہی سے وصل کا مزا ہی
مجھ پل کی آنکھوں مین شب و روز	پھرتی ہی شبیہ حسن افروز
اس فکر مین نیند آتی کب ہے	دوری مجبوری کے سبب ہی
ہون رستم و گیو کا مین استاد	شکوہ ہو عدو کا کیون نہ برباد
تلوار کو خون کی لگی چاٹ	بڑھ بڑھ کے اترتی ہی سبھی کی گھات
اس تیزی کے ساتھ اسکی ہی دھار	دو دو کرتا ہی دم مین اسکا اک وار

اتنے مین میان بدھو نے جھک کر اپنے آقائے ذیجاہ کے کان مین کہا خداوند نعمت سلامت یہ نوجوان عورت جو کہے اسکو مان لیجیے۔ ہرگز نہ ٹالیے گا۔ یہ بڑی امیرزادی ہین انکے باپ صاحب حشم اور بڑے ذی اقتدار ہین۔ فوجدار نے کہا سنو جی بدھو نفر۔ ہمکو اس سے کوئی بحث نہین کہ شہزادی ہین

یا کسی غریب کی لڑکی۔ یہان تو اس سے سروکار ہی نہین۔ ہرچہ باداباد۔ کچھ پروا نہین۔ ہمپر فرض ہو کہ جو ہمسے التجا کرے اُسکی مدد کرین اُسکے کام آئین۔

اُس پری نے کہا لونڈی کی التجا صرف یہ ہو کہ حضور فیض گنجور لونڈی کے ساتھ چلین اور جہان مین بتاؤن وہان کے سوا دوسری جانب رُخ نہ کرین اور نہ راہ مین کسی کو ٹوکین جب تک میرا کام پورا نہو کوئی نیا کام نہ کرنے دونگی۔

خدائی فوجدار نے اکڑ کر کہا ہم صدق دل سے وعدہ کرتے ہین ای نوجوان حسینہ زہرہ تمثال مشتری خصال کہ جو تم کہتی ہو وہی ہوگا مگر دل کی افسردگی اور خاطر حزین کی پژمردگی کو دور کر دو۔

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

اب تاخیر فضول ہی نہین ہون اور تیغ اصفہانی۔ یہ رہے کے پرے صاف کر دون اسمین چاہے لشکر ایرانی ہو یا عساکر کیانی۔ فوراً بدھو نفر کو حکم دیا کہ رہوار بادرفتار کو لیس کرو مسلح ہو کر ہمارے اردلی عراقی رشک حمار پر سوار ہوئے۔

لیکن مجھے زروے تواریخ یاد ہی
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہوکا

نعرۂ اللہ اکبر بلند کر کے نیزے کو ہلاتے حضور خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار چلے۔ میان خلیفہ نے بہت ضبط کیا مگر ہنسی آہی گئی اب وہ رشک پری پشت قاطر پر آئی اور خلیفہ بھی سوار ہوئے فقط بیچارہ بدھو نفر پیادہ پا جاتا تھا۔ نو دن چلے اڑھائی کوس میان بدھو نفر کو اپنی پیادہ پائی کا رنج تھا۔

نو دستگیر شو ای خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ مے روم و ہمرہان سوار انند

مگر جب یہ خیال آتا تھا کہ خدائی فوجدار انکے آقاے نامدار اسی مہم بزرگ کے ذریعے سے نام نیک اور بادشاہی پائینگے تو باچھین کھل جاتی تھین۔ مگر کسی نے کہدیا تھا کہ حبشیون کے ملک کی بادشاہی میان خدائی فوجدار کو ملیگی اس سے انکو سخت رنج اور کمال افسوس تھا کہ بادشاہ بھی ہوے تو حبشیون کے رعایا بھی ملی تو شب رنگ۔ سوچے کہ سیاہ فام ہون بھی تو کیا مضائقہ ہی۔ جا کے کہین بیچ لون گا اور ادنے پوسنے کو ڈے کرونگا اور مزے سے دندناؤنگا۔ لطف زندگی اُٹھاؤنگا۔ اور نہ بیچون تو بھی کسی موم روغن یا صابون یا اُبٹنے سے کالی کالی رنگت کو گورا کر دون گا۔ ان خیالات سے اپنی پیادہ پائی کا رنج بالکل بھول گئے۔ وہ تو بادشاہی اور رعایا پروری کی فکر مین تھے نا۔

اب سنیے کہ پادری صاحب اور وہ حبشی زربیت یافتہ اُس کل کارروائی کو دور ہی سے بامعان نظر دیکھ رہے تھے مگر موقع نہین ملتا تھا کہ اس گروہ کے شریک ہون۔ پادری کہ بڑے چلتے

پر زیب تھے آخر کار ایک بات پیدا کی ڈاڑھی قینچی سے اُڑا دی اور چار ابرو کا صفایا کر کے اپنا کالا کوٹ پہنا تبدیل وضع سے اب انکو کوئی پہچان نہین سکتا تھا کہ یہ وہی شخص ہو یہانسے انھون نے قاطر دن کو ایڑ دی اور اُس گردہ کے قریب پہونچتے ہی پادری صاحب نے میان خدائی فوجدار کو بغور دیکھا اور قاطر کو تیز کر کے اُنکے قریب جاکر باواز بلند کہا۔

خوشا وقتے و خرم روزگارے		کہ یاری برخور داز وصل یارے	

اسوقت مین اپنے طالع فرخ اور بخت رسا پر جسقدر زیادہ ناز کرون کم ہے کہ آپ ایسے ہموطن سے ملاقات ہوئی۔ بہادری اور شجاعت تمھاری لونڈی کا نام ہو اس جوانمردی سے دیوؤن اور دو دو دام کے ساتھ نبرد آزما ہونا تمھارا ہی کام ہو۔ یہ کہکر قاطر سے اُترکر فوراً خدائی فوجدار دام بالافتخار کے قدم چومے۔ فوجدار کو حیرت تھی کہ یا خدا میرے جاننے والون مین یہان کون پیدا ہو گیا غور سے دیکھا کیے آخر کار پہچانا اور عراقی رشک حمار سے اُترنے ہی کو تھے کہ پادری صاحب نے روکا اور کہا واللہ مین نہ اُترنے دونگا۔ آپ سوار رہین۔

ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر		آرام سے ہین وہ جو تکلف نہین کرتے	

فوجدار نے کہا پادری صاحب مجھے گھوڑے سے اترنے دیجیے آپ ایسے مقدس بزرگوار کا پیادہ پا ہونا اور میرا ایشت توسن پر سوار رہنا نازیبا سی بات معلوم ہوتی ہو۔ وہ بولے اسی بادپا پر سے آپ نے وہ وہ کارنمایان کیے ہین کہ تمام دنیا مین نام ہو گیا اب اسی پر سے باتین بھی کیجیے۔ فوجدار سمجھتے تھے کہ یہ پیدل سفر کرتے ہین۔ فرمایا کہ آپ کسل راہ اور پیادہ پائی کے سبب سے ضرور تھک گئے ہونگے انھون نے کہا اگر حضور ان مسافرون مین سے کسی کی سواری ذرا دلوا دین تو بڑا مطلب نکلے فوجدار صاحب نے فرمایا کہ یہ شہزادی جنکے سبب سے ہمین یہ جنگل اور کہسار چھوڑنا پڑا اپنے ہمراہ ایک غلام بھی لائی ہین اس غلام کے قاطر پر آپ سوار ہو ئین۔ شہزادی یعنی اسی رشک حور نے کہا میرا غلام بڑا باادب و شایستہ اور تمیزدار آدمی ہو۔ ممکن نہین کہ وہ سوار رہا اور پادری صاحب سے متبرک اور مقدس آدمی کو پیادہ پا چلنے دے میان خلیفہ جو شہزادی کے غلام بنے تھے بولے حضور ایسے ایسے ہزار قاطر ان لوگون پر سے صدقے کر دون۔ قاطر اور مین دونون حاضر ہین۔ قاطر سے اُترا اور پادری صاحب کو آگے بٹھایا اور پیچھے خود بیٹھا۔ گدھا لد ولتات کرائے کا جانور۔ ایک ہی آدمی کا بوجھ نہین اُٹھاتا تھا دھڑ سے گرا اور گرتے ہی میان خلیفہ کی مصنوعی ریش درازہ یک مشت و دو انگشت جو لگائی تھی الگ ہو گئی۔ دوسرا ہوتا تو سمجھ جاتا کہ بنی ہوئی ڈاڑھی ہو مگر فوجدار کی بلا سمجھتی۔ فرمایا واللہ اعلم یہ ڈاڑھی یہان کہان سے

آگئی - نائی کا باپ دادا بھی اِس صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ نہ کاٹ سکتا واہ واہ واہ - پادری نے بد دل لگی دیکھی تو ہنسی کو ضبط کرکے پھر خلیفہ کے ڈاڑھی لگا دی اور کہا مجھے ایک منتر یاد ہی جسکے زور سے ڈاڑھی چٹکیوں مین لگا دی جاتی ہی - فوجدار کو یہ منتر بہت پسند آیا پادری سے کہا کسی دن فرصت کے وقت ہمکو بھی سکھا دینا - یہ بڑے کام کا منتر ہی ڈاڑھی گر گئی اور خون کا نام نہین اور کھال اور جلد بدستور موجود زخم بھی ندارد - پادری صاحب نے وعدہ کیا کہ یہ نایاب منتر آپکو ضرور ضرور سکھا دونگا - اطمینان رکھیے -

اب یہ راے قرار پائی کہ پہلے پادری صاحب سوار ہون اور سرا تک باری باری چڑھتے اترتے چلین جنتک سرا ملجائیگی پانچ چھ کوس کا فاصلہ اسطرح باسانی طی ہو جائیگا - اب تین آدمی سوار تھے فوجدار صاحب اور وہ شہزادی اور پادری صاحب بہادر - اور تین آدمی پیادہ پا تھے - حبشی اور میان خلیفہ اور بدھو نفر - فوجدار نے شہزادی کیجانب مخاطب ہوکر کہا راہ کا پتا پانا آپ کا کام ہی - مجھے راستہ کیا معلوم - اتنے مین پادری صاحب بولے کیا آپ حبشستان کی جانب چلتی ہین - وہ تو پڑھائی سکھائی تھی ہی - کہا جی ہان اُسی ملک میں چلنا ہوگا جسکا مشہور دیار و امصار حبشستان نام اور جسکا ہر باشندہ سیاہ فام ہی

پادری صاحب بولے حبشستان جائیے گا تو اُسی ملک کی طرف سے گزر ہوگا جہان ہمارا قصبہ ہی - نو برس کی راہ یہان سے حبشیون کا ملک ہی - نو برس راستہ طی کرکے سو دن اور چلنا پڑیگا بس پھر حبشستان نظر آئیگا - شہزادی نے کہا دو برس ہوئے کہ مین وہان سے حضور والا تبار خدائی فوجدار کا نام سنکر چلی تھی اب بحمد اللہ کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی اور حضور کی زیارت مین نے کی دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہین جہان حضور کا نام نہو اور کوئی مظلوم ایسا نہین کہ آپکے قدمون کے تلے آن کے فائز بمرام نہو -

خدائی فوجدار نے بد دماغ ہوکر کہا بس اپنی چاپلوسی رہنے دو - مجھے اگر کسی چیز سے دلی نفرت ہی وہ خوشامد ہی - خوشامد کرنے والے کی صورت سے بیزار ہون - میرے پردۂ گوش کو خوشامد سے صدمہ پہونچتا ہی - ہان اسقدر ضرور کہونگا کہ اب جو تمہارا ساتھ دیا تو جان تک حاضر ہی - بس اور مین کچھ نہین جانتا - میری سمجھ مین ایک بات نہ آئی وہ یہ کہ اس ویران سنسان بیابان ہُو کے عالم دشت بلاخیز جنون انگیز مین پادری صاحب کس غرض سے تشریف لائے ہین - پادری صاحب نے کہا جناب مختصر یہ ہی کہ مین اور میان خلیفہ میرے دوست اور یہ نوجوان تینون آدمی چلے آتے تھے مین ایک عزیز سے اپنا روپیہ جو اُسکے پاس جمع تھا لینے گیا تھا - دو سو اشرفیان تھین اور سب جیب مین تھی - اور کوئی دس ہزار کے جواہرات راہ مین شب کے وقت ڈاکوؤن نے لوٹ لیا - سنا یہ کوئی قیدی تھے سرکاری جنگی افسر اور سوار اور پیادے انکی حفاظت کے لیے ہمراہ تھے اُنکی حراست مین پا بزنجیر جاتے تھے اور کسی ٹُرّے نامی گرامی ہی نامدا نے انکو یکہ و تنہا قید سے چھڑا لیا

اسمین کوئی شک نہین کہ بڑی ہی جوانمردی کی مگر رعایا کے ساتھ بدسلوکی ہوئی جیسے کوئی بھیڑون مین بھیڑیا یا بندرون مین لنگور یا لومڑیون مین شکاری کتے چھوڑ دے۔ بادشاہ وقت جو ظل سبحانی خلیفہ رحمانی کہلاتا ہی اُسکے افسرون کو زخمی اور مجروح کیا اور اُن بدمعاشون ڈاکوؤن انسان کے قاتلون کا ساتھ دیا جو قتل اور حبس دوام اور پانچ دس برس کی قید کے مستوجب اور سزاوار تھے الغرض اس کارروائی سے اس بہادر نے ایسا کام لیا جو ہر آئینہ قابل نفرین ہی۔

پادری صاحب میان بدھو لفر کی زبانی یہ کل کہانی سن ہی چکے تھے۔ بیان کی کہ دکھین فوجدار چہ میفرماید۔ خدائی فوجدار کے چہرے کا رنگ بدل بدل جاتا تھا مگر قہر درویش بر جان درویش یہ کیا کہتے کہ میری ہی حماقت کا نتیجہ ہی۔ پادری صاحب نے کہا اُنہین لوگون نے ڈاکہ مارا۔ خدا اس بہادر پر رحم کرے جس نے ان نامی بدمعاشون کو اُس سزا سے بچا دیا جسکے وہ مستوجب تھے۔

	نکوئی بابدان کردن چنانست		کہ بد کردن بجاے نیک مردان	

فصل - ۳

ادھر پادری صاحب اس بہادر کو جسنے غلطی سے ان ڈاکوؤن کو رہائی دی تھی بُرا بھلا کہتے اور میان خدائی فوجدار ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم چپکے چپکے اپنی حماقت کا حال سُن رہے تھے کہ بدھو لفر گدھے تو تھے ہی بے سمجھے جھٹ سے بول اُٹھے کہ پادری صاحب یہ جوانمردی کی کارروائی ہمارے آقاے نامدار حضور خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار ہی سے سرزد ہوئی تھی۔ شاہی سوارون اور کمیدانون کو بھگا کے اُن سب کو رہا کیا اور مین نے کہدیا تھا کہ اُن چوٹٹون قاتلون کو رہا نہ کرنا۔ میرا کہنا نہ مانا۔

اتنا سننا تھا کہ خدائی فوجدار کے آگ ہی تو لگ گئی۔ جھلا کے کہا او گدھے کے بچے سور۔ نابکار تو ان باتون مین کون دخل دینے والا ہی۔ تو کیا جانے۔ چھوٹا منھ بڑی بات۔ اتنی سی جان گز بھر کی زبان۔ دخل در معقولات دے بیٹھتا ہی۔ ہم لوگون کو اس سے کیا مطلب کہ کسکا قصور ہے کسکا نہین ہی۔ ہم تو مظلوم کے دوست ہین چاہے قاتل ہو چاہے ڈاکو۔ اگر کوئی اسکے خلاف کہے تو اُسکی غلطی ہی۔ ہان پادری صاحب۔ ایک مقدس بزرگ ہین وہ جو چاہین کہین تو گنوار کے لٹھ گنوار کے بچے کمینے پاجی تو بیچ مین بولنے والا کون ہی کسی روز قتل کر کے دھر دون گا۔ اب اِنکو انتہا سے زیادہ غصہ آیا اور نیزہ درست کر کے اور تلوار کو کھڑکھڑاتے ہوے ذرا عراقی کو تیز کیا۔ آنکھین خون کبوتر کی سی سُرخ۔ گھوڑے کی کاٹھی جو اُن ڈاکوؤن کی کلوخ اندازی سے بگڑ گئی تھی انکو اچھی طرح گھوڑے پر جمنے نہ دیتی تھی۔

شہزادی یعنے وہی رشک پری بصد ناز دلبری آگے بڑھی - بدھونفر کی حماقت اور میان خدائی فوجدار کے غیظ و غضب کی کیفیت دیکھکر سب کو بجز بدھونفر کے جسکی جان پر بنی تھی بڑی ہنسی آتی تھی - پری بڑی ہنسوڑ عورت بڑی بذلہ سنج اور حاضر جواب تھی - آگے بڑھکر کہا خدائی فوجدار صاحب اپنا قول و قرار یاد فرمائیے - ہم سے وعدہ ہو چکا ہی - اگر پادری صاحب کو یہ معلوم ہوتا کہ آپکی اس شمشیر خوش غلاف اور نیزۂ خارا شگاف اور قوت بازو کے زور سے اُن لوگون کی رہائی ہوئی تھی تو زبان کو بند اور منھ کو سی لیتے اور یہ جو کہا ہی ہرگز نہ کہتے - پادری صاحب نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا فوجدار ٹھنڈے ہوکر بولے بی بی اب مین سکوت ہی اختیار کر دن گا بس - اور غصے کو روک کر چپ چاپ چلون گا اور جب تک تمھارا مطلب نہ حاصل ہوگا اپنے آپ کو بالکل بھول جاؤنگا - اگر تکلیف نہو تو ذرا اسقدر بتا دو کہ تمکو شکایت کس امر کی ہی اور کسقدر آدمی تمھارے دشمن ہین جنھون نے تمپر ظلم ڈھایا ہی اور کن کن سے پورا پورا بدلہ لون - پری نے کہا یہ تو مین دل و جان سے بتانے کو تیار ہون - مگر خوف ہی کہ مبادا طول طویل تقریر ناگوار طبع مبارک ہو اور پھر اسمین بجز رنج اور غم اور الم کے اور کیا ہی -

عجب دردیست جانم را اگر گویم زبان سوزد
دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

خدائی فوجدار نے کہا پیاری بی بی مین تو ان باتون کے سننے اور دیکھنے کا عادی اور خوگر ہوگیا ہون اسنے کہا اچھا تو پھر اب کان دھر کے سنیے -

اتنے مین میان خلیفہ اور وحشی بھی قریب آئے کہ دیکھین کیسی کہانی یہ پری پیکر ایجاد کرتی ہی بدھونفر بھی پاس آئے انکو بھی اپنے آقا کی طرح یہ نہ معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہی اس پری نے دو چار ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرین اور نہایت خوبی خوش اسلوبی کے ساتھ بلبل زبان کو یون نغمہ سنج بیان کیا -

„ حضرات سب سے پہلے مین یہ عرض کرونگی کہ میرا نام — جو نام پادری صاحب نے سکھا دیا تھا وہ یہ بھول گئی - پادری صاحب سمجھ گئے - بڑھکر کہا خاتون عفت مآب جب انسان کے دل پر انتہا کا رنج ہوتا ہی - تو عقل اور ہوش اور حواس سب خیرباد کہہ جاتے ہین - آپ کا نام نازنین ہی - اور ملک نازآباد کی آپ شہزادی ہین جو حبشستان مین واقع ہی - مجھ سے آپ کے رفیق نے پہلے ہی بیان کر دیا تھا) پری یعنی نازنین بولی (حقیقت حال یہ ہی کہ بقول آپ کے ہوش و حواس ٹھکانے نہین) - اب مین دل کو ذرا ڈھارس دیکر اپنا حال بیان کرونگی اور اب آپ کو کہین پر ٹوکنا نہ پڑیگا اب آمدم برسر مطلب -

عاجزہ کے پدر بزرگوار کا نام علامہ بدرالدین فرقانی تھا - عالم اجل روکش بدر چلچ طالب آملی د خاقانی تھا علم غیب مین دستگاہ کامل تھی اُسی علم کے ذریعے سے اُنکو معلوم ہوگیا تھا کہ میری والدہ پہلے قضا کریگی

اور اُنکی وفات کے کچھ دن بعد وہ خود بھی عالم فانی سے عالم جاودانی کی راہ لینگے اور مین بن مان باپکی ہوجاؤنگی اُنھون نے مجھ سے کہدیا تھا کہ اپنی اور اپنی بی بی یعنی میری مان کے مرنے کا اُنکو اسقدر رنج نہ تھا جسقدر اس بات کا افسوس تھا کہ ایک عفریت بنام اہرمن دیو میری مملکت پر حملہ آور ہوکر مجھے نکال دے گا اور ایک گاؤن تک میرے پاس نہ رہیگا۔ اُس دیو کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ جس شخص کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھ لیگا وہ مارے دہشت و خوف کے تھرتھرا کر زمین پر گر پڑے گا یہ بھی کہا تھا کہ اگر مین اُسکے ساتھ شادی کر لونگی تو اس مصیبت اور تباہی سے بچونگی اور نجات پاؤنگی ورنہ ضرر اُٹھاؤنگی مگر اُنھون نے پیشینگوئی کر دی تھی کہ مین اُس دیو سے شادی کرنے پر راضی نہونگی اور ایسا ہی ہوا۔ اُنھون نے یہ بھی صلاح دی تھی کہ جب وہ حملہ آور ہو تو مین اُس سے لڑنے کے عوض مفرور ہوجاؤن۔ اور ایک یل نامدار سے مدد کی طالب ہون جو اُسوقت تک بڑا نام نیک جہان مین پیدا کریگا اسکا نام خدائی جمعدار یا شاید خدائی فوج کا سردار یا ایسا ہی کچھ بتایا تھا اسپر بدھو لفر نے کہا خدائی فوجدار کہا ہوگا۔ اُس شہزادی نے کہا ہان ہان یہی بتایا تھا خدائی فوجدار کہا تھا کہ وہ کشیدہ قامت آدمی ہونگے اور چھوٹی چھوٹی مونچھین ہونگی اور اُنکے سر کے بال آئینے کیطرح چمکینگے اور اُنکے کاندھے پر داہین جانب ایک چھوٹا سا تل ہوگا۔

اسقدر سنا تھا کہ خدائی فوجدار نے بدھو کو آواز دی اور کہا بدھو لفر ہم گھوڑے پر سے اُترتے ہین ہمارے کپڑے اُتار لو۔ دیکھین کاندھے پر تل ہے یا نہین اگر تل ہے تو ہم سمجھ جاینگے کہ ہماری ہی نسبت پیشین گوئی کی تھی۔ بدھو نے کہا کپڑے اُتارنے کی کوئی ضرورت نہین ہے مجھے معلوم ہے کہ آپ کے کاندھے پر ایک چھوٹا سا تل ہے شہزادی نے بھی کہا کہ بس بدھو کا کہنا کافی ہے۔ کپڑے اُتارنے کی کوئی ضرورت نہین ہے میرے والد کی کوئی پیشین گوئی غلط نکلی ہی نہین۔ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ مین آپ تک پہونچی۔

بخت ار دیدہ رو بسوے من نہادہ باز	بر من در سعادت و دولت کشادہ باد

جو کچھ اُنھون نے اُس یل نامدار کے بارے مین کہا تھا وہ سب باتین آپ مین موجود ہین۔ اور آپ کی بہادری کی شہرت بھی دور دور تک ہوگئی ہے۔ دو منزل بھی مین نہ چلنے پائی تھی کہ جسے سنتی ہون آپ ہی کا مداح پاتی ہون کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ بیان کرتا ہے بس دل کو پورا پورا یقین ہوگیا کہ آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔

فوجدار نے پوچھا آپنے کہان کہان میرا ذکر سُنا اُسنے کہا حبشستان کے ملک مین اور وہان سے یہان تک برابر سنتی آئی ہون فیض آباد کی جامع مسجد کے قریب بھی لوگ بڑے مدّاح تھے۔ فوجدار نے غور کرکے کہا فیض آباد مین تو کوئی جامع مسجد نہین ہے۔ شہزادی کچھ کہنے ہی کو تھی کہ پادری صاحب نے یون بات بنائی کہ شہزادی کا مطلب دہلی سے ہے شہزادی اس اشارے کو تاڑ گئی۔ کہا جی ہان دہلی کی جامع مسجد کا ذکر تھا۔ کیا میرے منھ سے کچھ اور نکل گیا تھا۔ الغرض مین اب صرف اسقدر اور عرض کرونگی کہ میرے طالع فرخ مجھے

بفضل خدا یہان تک تو بے آئے اب مجھے کامل یقین ہی کہ **خدائی فوجدار** کی بدولت بین اپنی کُل بادشاہت کی مالک اور سلطانہ ہو جاؤنگی۔ اور جہان چاہونگی لیجاؤنگی اور ایک روز اس ییل نامی گرامی کو اُس زبردست عفریت یعنی اہرمن دیو سے مقابلہ کرنا اور نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ اور یہ اُس غاصب بے ایمان غاصب کو قتل کرینگے اور جو کچھ وہ بے ایمانی کرکے مجھ سے چھین لیگیا ہی وہ مجھکو دلوا دینگے میرے والد نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ بڑی آسانی کے ساتھ اُسمین کامیاب ہو جائینگے اور مجھے نصیحت کر گئے ہین کہ اگر وہ ییل نامدار یعنے حضور والا تبار اُس شقی موذی دیو کو قتل کرکے مجھ سے عقد کرنا چاہین تو مین انکار نکرون۔

فوجدار کی باچھین کھل گئین کہا کیون بدھو وہی بات آئی نا۔ سلطنت ملی کہ نہین شہزادی کے ساتھ شادی کی بات چیت ہی یا نہین۔ بدھو کا دماغ فلک ہفتمین پر تھا۔ ہاتھ شہزادی کے چوم لیے۔ آقا کی حماقت اور بدھو کی سادہ لوحی پر سب خندہ زن تھے۔ بدھو نے شہزادی کا بڑا شکریہ ادا کیا کہ راج کرونگا اور دن رات دندناؤنگا۔

شہزادی نے کہا حضور میری داستان یہ ہی جو مین نے بیان کی میرے ساتھ جو لوگ آئے تھے اُنمین سے صرف یہ لمبی ڈاڑھی والا رہ گیا ہی جس جہاز پر آئی تھی وہ ڈوب گیا ہم دونون تختون پر آئے خدا کی شان ہی جیسے کسی نے معجزہ کر دیا۔ اُسکی کریمی کے صدقے۔

فوجدار نے کہا فتح ملک اور قتل غنیم کے بعد تمکو شادی کرنے کا اختیار ہی مین تو اگر پرستان کی پری بھی ہو تو شادی نہ کرون۔ میرا دل اور ہی کے ہاتھ مین ہی۔

حور پر آنکھ نڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہی اے دوست یگانا تیرا

اسپر بدھو نفر بگڑ گئے اور کہا آپ کے حواس اسوقت ٹھکانے نہین معلوم ہوتے۔ کجا یہ پری اور اسکی شان دلبری۔ کجا وہ بازاری عورت۔ اپنے پانوُن بھی تو اُس سے یہ نہ دھلوا ئین سلطنت پر قابض ہو جاؤ اور انکو عقد مین لاؤ اور مجھے کہین کا راجہ بناؤ ورنہ شیطان کے حوالے اُس چڑیل کا ذکر بار بار اس پری کے روبرو نہ کرو۔

اس فقرہ کا سننا تھا کہ **فوجدار** جلکے خاک ہو گئے۔ معشوقہ کی شان مین اور یہ رکیک الفاظ نیزہ لیکر بدھو کو بیدم کر دیا۔ زمین پر گر پڑا وہ تو اگر شہزادی نہ منت کرتی تو بدھو کو اُنھون نے مار ہی ڈالا تھا۔ کہا او بدنصیب بدزبان بار بار سمجھایا تھا کہ اُنکی شان کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا نہ مانا۔ نہ مانا۔ اب خمیازہ اُٹھایا۔ سور پاجی۔ یہ تو بتا بجوڑے کہ یہ سلطنت کسکی وجہ سے مجھے ملی اور تجھکو راجہ کسنے بنایا۔ یہ مین اس سبب سے کہتا ہون کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ یہ سب باتین پوری ہو گئین۔ یہ سب کارنمایان اُسی جان جان کی

بری رخان جہان کی بدولت ہوئین۔ میری قوت بازو کا توحیلہ ہی حیلہ ہے۔ یک جان اور دو قالب ہم اور وہ ہین۔

من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من شدی ۔۔۔ تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اے احسان فراموش محسن کش خاک سے تجھکو مین نے پاک کیا خطاب راجہ پایا اور حسن خسرو اقلیم حسن و جمال کی بدولت یہ درجہ حاصل ہوا اُنکی شان مین کلمات نا ملائم اِس بے ادبی سے استعمال کرتا ہی بدھوا آقا کی تقریر سنکر جھاڑ پونچھکر اُٹھے۔ اور شہزادی کے پاس پناہ لیکر کہا حضور میرا مطلب صرف یہ تھا کہ اگر آپ انسے عقد نکرینگے تو مجھے کیا خاک ملیگا۔ باقی رہا یہ امر کہ آپ کی معشوقہ حسین ہین یا نہین اسکا حال خدا جانے اچھا اب بے ادبی معاف کیجیے اور غصہ کو تھوک دیجیے فوجدار بولے ہان بس اسی قسم کی گفتگو کیا کرو۔ مین جوش کے وقت جامے سے باہر ہوجاتا ہون۔ اور انسان کو مار بیٹھتا ہون۔ ہاتھ قابو مین نہین رہتا۔ بدھو نے کہا مین بھی اسی مرض مین گرفتار ہون۔ میری زبان میرے قابو مین نہین رہتی۔ دونون ناچار ہین۔ شہزادی نے کہا بس اب لڑائی جھگڑا طے کرو اور بدھو جاکے آقا کے ہاتھ چوم لو مین نے انکی معشوقہ کو نہین دیکھا ہے مگر مین انکی لونڈیون کو بھی نہین پہونچتی ہون جنیسر ہرچہ باداباد انشاءاللہ پر شاکر ہو راجہ اور والی ملک ہو ہی جاؤ گے۔ انکی بڑی شان کریمی ہے۔

بدھو نے معافی مانگی۔ فوجدار نے بہ کشادہ پیشانی دعا دی اور کہا اس بحث اور قصے کہانی مین ہم ایسے اچھی طرح وہان کے حال نہ دریافت کر سکے کہو کیا پیام لائے ہو بدھو نے کہا پہلے آپکے گھونسون اور گالیون سے فرصت پاؤن اور بدن کو سینک لون پھر کوئی بات کرون فوجدار نے جواب دیا بدھو اب از برائے خدا وہ ذکر جانے دو۔ مجھے یہ باتین سخت ناگوار گزرتی ہین۔ مین نے تمکو پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔ ایک مشہور مثل ہے کہ ہر گناہ نو کے لیے نئے سرے توبہ کرنی چاہیئے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے ایک آدمی گدھے پر سوار نظر آیا جب قریب آیا تو بدھو نفر نے پہچانا کہ یہ اُسی کا گدھا ہے جو ایک دن اُن بدمعاشون کے گروہ کے سب سے بڑے بدمعاش نے چرالیا تھا گو یہ بدمعاش بھیس بدلے ہوے تھا مگر بدھو نے پہچان لیا اور باآواز بلند کہا آؤ ماموں آؤ بہت دن بعد ملے اتر گدھے سے تیرے سر چور کی دم مین تمکا۔ اتر نا معقول۔ وہ فوراً اُتر کر اسطرح بھاگا جیسے خرگوش انہون نے جاکے گدھے کو گلے سے لگایا (کہو بیٹا کہان رہے ہمکو چھوڑ کے کہان گئے تھے) اسکے بعد چوما جیسے کوئی آدمی کو چومتا ہے گدھا گردن ڈالے کھڑا رہا۔ چپ چاپ سب نے انکو مبارکباد دی کہ کھویا ہوا گدھا ملگیا فوجدار نے بھی خوش ہو کر کہا گدھے کا گدھا لو اور وہ جو حکم ہمنے تین گدھون کے لیے دیا ہے وہ بھی

ہم بجا رکھتے ہین بدھوا ور بھی خوش ہوے اور دل سے شکریہ ادا کیا۔

بدھوا ور خدائی فوجدار کو باہم مخاطب پاکر پادری صاحب نے شہزادی کی صفائی اور فصاحت بیانی کی بڑی تعریف کی قصۂ مائل و دل اس حسن سے بیان کیا اور ایسا مضمون چھیڑا جو اس قسم کی کتابون سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ اسنے کہا مین نے ایسی کتابین بہت پڑھی ہین مگر دو ایک مقام پر غلطی ہوگئی آپنے خوب سنبھال دیا۔ پادری صاحب نے کہا آپنے دیکھا کہ جسقدر جلد یہ بڑی سودائی ہر بات کو آمنا و صدقنا تسلیم کرلیتا ہے کوئی قصہ کوئی کہانی کیسے انکو یقین آجائیگا۔ وحشی نے بھی انکی رائے سے اتفاق کرلیا اور کہا حضرت اسقدر مہملات ان کتابون مین بھرا ہوا ہے کہ الامان۔ واللہ اعلم کس دماغ کے لوگ تھے پادری صاحب نے کہا ایک اور بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ ان فضول اور مزخرفات مضمون کے ذکر مین تو یہ بالکل ہی پاگل بنجاتا ہے مگر اور امور کے ذکر کے وقت آدمی کی باتین کرنے لگتا ہے اور کل امور کی بحث مین دماغ کے خلل کا ذرا اثر نہین پایا جاتا یہانتک کہ اگر دیوانہ پن اور جنگ اور بہادری کا نام نہ لیجیے تو اسکی گفتگو سے ہرگز ثابت نہو کہ یہ مجنون ہے۔

فصل ۲

جب اور سب ہمرہان خود بدولت کو فوجدار صاحب نے مصروف مکالمہ پایا تو عراقی رشک حمار کو کذرا کڑکڑایا اور بدھو نے بھی گدھے کو تیز کیا۔ خدائی فوجدار نے کہا یار بدھو نفر اب جھونٹ برائی کو طرکر گذشتہ را صلوۃ آئندہ را احتیاط۔ اب بتاؤ کہ ہماری معشوقۂ زرین کمر کیا کررہی تھین کہان بیٹھی تھین تمنے انسے کیا کہا۔ جب میرا خط پڑھا تو انکے بشرے کا کیا حال ہوا کسنے پڑھ کر سنایا میرے خوش کرنے کے لیے گھٹانا بڑھانا نہین۔ بدھو نفر نے کہا سرکار سچ یہ ہے کہ خط مین بھولگیا تھا مگر حضور نے جو کچھ پڑھکے سنایا تھا اُس مین سے بہت سا حصہ یاد ہے۔ فوجدار نے پوچھا بھلا وہ ملکہ اقلیم سخنوری اُسوقت کیا کررہی تھین کس شغل مین تھین۔ اسمین تو کوئی شک ہی نہین کہ یا تو جوہری بیٹھے ہوئے جواہرات بیچ رہے ہونگے یا سنار زیور بنارہے ہونگے یا وہ اپنے دست یمین سے ہمارے لیے کسی ہار مین قیمتی موتی پرو رہی ہونگی بدھو نفر بولے ہمنے نہ تو جوہری دیکھئے نہ سنار۔ گوبر کے اپلے پاتھتے البتہ دیکھا سر ننگے پانون ننگے مجھ سی چہل کرنے لگی۔ مین ذرا ہٹا بجائن تو لپٹ کی مجکو جوم لی فوجدار اس فقرے پر ناراض ہونے کے عوض خوش ہو

پیارا نہین پیارے کا پیارا	رنج انکو ہو کسطرح گوارا	

میرے ایلچی اور میرے رفیق ہونا۔ چلتے وقت کچھ کہا۔ بدھو بولے چلتے وقت چکی پیس رہی تھی اور کوئی گنوارو گیت گارہی تھی۔

فوجدار ہماری نسبت کیا پوچھا - کہان ہین کیسے ہین کیا کرتے ہین -

بدھو - آپ کی نسبت کوئی ذکر ہی نہین کیا - مین نے بیان کیا کہ تمھارے پیے چلے گھسیٹتے ہین اور دیودن اور اژدہون سے لڑتے ہین اِسکے بعد مین نے اپنی بدنصیبی اور آپکی بدنصیبی کا حال بھی من وعن بیان کیا کہ ہماری حالت افسوس کے قابل ہے -

فوجدار - اگر تمنے واقعی یہ کہا تو جھک مارا - میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس بلندی کو پہونچا کہ ایسی بلند مرتبت خاتون عاشق ہوئی -

بدھو - اِسکے ہم بھی قائل ہین - بلندی مین کوئی شک نہین - خدا جھوٹ نہ بلائے تو ہم سے دو ہاتھ اونچی ہی ہوگی - عورت کاہے کو ہیکس کا لٹگا - چھپر کی تھونی ہے -

فوجدار - جب تم قریب جاکے کھڑے ہوئے تو اُنکے جسم کی خوشبو ضرور آئی ہوگی -

بدھو - خوشبو وشبو تو مین نہین جانتا ہان پسینے کی بو اور گوبر کی بو تو ضرور آئی تھی - بے ادبی معاف کیجیے گا -

فوجدار - دُت نامعقول - معلوم ہوتا ہے تونے اپنے ہی بدن کی بو سونگھی ہوگی اسکے جسم پاک سے گلاب اور عنبر اور مشک اذفر کی خوشبو مہکتی ہے -

بدھو - میرے اور اُنکے بدن کی خوشبو یکسان ہے گلاب کیسے چاہے مشک اور مین بھلا کیا کھا کے ہمسن سکتا ہون چھلنی کیا کہے سوپ کو کہ جسمین نو سو چھید - مین مزدور وہ بیچاری بڑھیا مزدورن ہے -

فوجدار - اچھا صاحب پہلے انہون نے اپنے ہاتھے بھرا آٹا پیسا پھر روٹی پکائی سچ کہنا بالاؤ کو بات کرتی تھی کہ نہین - سچ ہے -

اگر حنظل خوری از دست خوش بے	بہ از شیرینی از دست ترش رو

بھلا جو خط تمنے ہماری جانب سے لکھوا کر دیا تھا اُسکو پڑھ کے کیا کہا -

بدھو - دیکھتے ہی پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا مین جاہل گنوارن عورت - پڑھنا لکھنا کیا جانون اگر کسی سے پڑھواؤن تو راز فاش ہو جائے مین نے اُنسے کہا کہ وہ آپکے عشق مین سر ننگے پانون ننگے خرس بنے ہوے سوئیون کی طرح جنگلون بیابانون پہاڑون مین مارے مارے پھرتے ہین خاک بسر ہکھا ذکا چین نہ پینے کا آرام

فوجدار - بھئی خوب کہا - واللہ میرا جی خوش ہو گیا وہ بھی خوش ہوئین -

بدھو - ہنس کے کہا اُس سودائی سے کہو کہ اِن جنون کی حرکتون کو چھوڑے اور یہان آئے

فوجدار۔ آزمائش کرتی ہین کہ دیکھون کتنے پانی مین ہے بھئی واللہ بڑی کائیان عورت ہے او وہ کوئی اینلا ہو تو چٹکیون مین اڑا رے۔ بھلا کوئی دیو یا مظلوم یا کوئی شخص اُنکے پاس گیا تھا کہ تمہارے عاشق زار خدائی فوجدار نے ہمکو بھیجا ہے کہ آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرین۔

بدھو۔ کہتی تھین کہ فقط ایک شخص آیا تھا آپ کی بہادری کی تعریف کرکے آپکی معشوقہ سے کہا کہ وہ تو پاگل ہو گیا ہے تم ہمارے ساتھ نکاح کر لو۔ اور زندگی کے لطف اٹھاؤ اور چین کرو

فوجدار۔ (بگڑکر) یہ کون بدذات بدمعاش تھا۔ اگر نام معلوم ہو جائے تو سر بھٹے کی طرح اڑا دون۔ کیا نام تھا۔

بدھو۔ واللہ اعلم۔ کوئی اور بھی گیا تھا اُسنے کہا واہ واہ۔ یہ تو کوئی بھٹیارن یا گھوسن معلوم ہوتی ہے اِس سے تو ہم پاؤن بھی نہ دھلوائین۔

خدائی فوجدار کو اِن باتون سے بڑا رنج ہوا۔ کہا اُس شہزادی کے کام سے فراغت پاؤن تو اُس قسم کے بے ادبون کی پوری پوری خبر لون۔ انشاءاللہ۔ پوچھا جب تم رخصت ہوئے تو جواہرات کی قسم سے کیا دیا۔

بدھو۔ چار جوتیان اور حقے کا پانی۔ جواہرات کا گاؤن بھر مین کہین نام بھی ہے کہ جواہرات ہی دیتی روٹی کھلائی وہ بھی موٹی جھوٹی۔ اور ذرا سا پنیر اُسپر رکھدیا جواہرات لیے پھرتے ہین

فوجدار۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اُس رشک حور نے خود کیا کیا چیزین کھائین۔

بدھو (ہنسکر) یہ کیا کیا چیزونکی ایک ہی کہی۔ پلاؤ اور زردہ اور سفیدہ اور باقرخانی اور شیرمال اور شاہی کباب اور پرندے اور سیخ کے کباب اور قیمہ اور سنبوسے اور فیرنی کھائی۔ اجی کھائی کیا وہی موٹے موٹے ٹکڑے اور ذرا سا پنیر۔ وہان اور میسر ہی کیا ہے۔

فوجدار۔ اسی سے ہمنے پوچھا تھا کہ تم کو جو روٹی اور پنیر کھلایا تو خود کیا کھایا۔ خود بھی وہی کھایا۔ اور کیون کھایا۔ اِس سبب سے نہین کہ خدانخواستہ میسر نہین ہے۔ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے مگر تمنے ہماری پریشانی بیان کی کہ جنگل جنگل کھینچے پھرتے ہین اور کھانے پینے کا آرام نہین ہی تو ہماری محبت جوش زن ہوئی اور خود بھی موٹی روٹیان کھانے لگین۔ بھئی کیا مجتبی عورت ہے ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے دیکھو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تم پر لگا کے اڑ کے چلے آئے اور گئے اسکا سبب یہ ہے کہ ایک فرشتہ ہمارا یار جو ہے وہ تمکو اڑا لیگیا۔ اکثر ہمارے پیشے کے لوگون کے یار مع بستر کے سوتے مین اٹھا لیگئے ہین صبح کو آنکھ کھلی تو ایک مہینہ کی راہ طے کرکے رات بھر مین پہونچ گئے اگر اتنی قدرت نہو تو ہم لوگ ایک منٹ بھی کوئی کاروائی

نکر سکین ملک مین ہم لڑ رہے ہین اور ہمارے غنیم کا لشکر ہمپر غالب آگیا اور قریب تھا کہ ہماری جان جائے فوراً اک دھوان سا معلوم ہوا اور ہمارا دوست جو انگلستان مین تھا وہان سے ہماری کمک کو آیا اور ہمکو پنجۂ اجل سے بچایا ایسے ایسے ساحر اور حکیم طبع لوگ موجود ہین کجا اہرمن کا ملک اور کجا انگلستان ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + غرضکہ تم اسی دوست کی مدد سے اسقدر جلد گئے اور آگئے ۔

بدھو ۔ واللہ اعلم مگر جناب ایکی مرتبہ تو حضور کا عراقی آندھی روک جاتا تھا ۔

فوجدار اجی بجلی ہے بجلی ۔ ادھر مین بیٹھ پر آیا اور یہ ہوا ہو گیا ۔ یہ جا ۔ وہ جا ۔ ادھر جو کوئی جانور ذرا آگے نکلنا چاہے تو بس غضب ہی ہو جائے ۔ ۶۰ ۔ ہوا چھوتی نہین ممکن ہے کب ایسا ہو اکھائی :: اچھا اب اِس گفتگو کو تو تہ کر رکھو یہ بتاؤ کہ ہماری جانی نے جو ہمکو حکم واپسی دیا ہے اُسکی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ایک جی تو کہتا ہے ۔ اڑ کے پر لگا کے پہونچون اور اپنی جانی پیاری سے ملون مگر سوچتا ہون کہ اس شہزادی سے وعدہ کیا ہے قول ہارا ہون بہتر یہ ہے کہ پہلے اس دیو کو قتل کرون اور اس شہزادی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤن اور اسکے بعد اپنی جان سے ملون ۔

بدھو نے کہا مین اپنا سر پیٹ لونگا میری صلاح مانیے آپ اہرمن دیو کو زیر کر کے بادشاہ ہو جائیے اور مجھے کہین کی راجگی دیجیے اور اِس پھیر مین نہ پڑیے کہ اپنی پیاری جانی سے ملون بادشاہت گھڑی گھڑی نہین ملتی ہے سنتا ہون کہ دو کروڑ ماہواری کی آمدنی ہے ہاے ہاے کیسا موقع ہاتھ سے جاتا ہے ۔

نصیحت نیست بشنود بہانہ مگیر	کہ انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

اِس شہزادی کے ساتھ عقد کر کے مالک تخت بنجاوٗ ۔

فوجدار یہ کچھ فرض نہین کہ شادی ضرور ہی ہو کیونکہ بعد فتح مجھے اختیار ہے کہ جون سا حصہ چاہون اپنے قبضہ مین لاؤن اُسکے تم بادشاہ ہو جانا ۔

بدھو ہان یہ مانا ۔ مگر خدا کے لیے کوئی ایسا ملک تجویز کرنا جو سمندر کی جانب ہو ۔ اگر جی گھبرائے تو فوراً حبشی غلام لیکر جہاز سمندر مین چھوڑ دیا ۔ ہم خرما و ہم ثواب ۔ چلو الحمد للہ خیر صلاح ۔ بس اب میری تسکین ہو گئی ۔ مگر ذرا چند روز کے لئے اپنی جان جان کو بھول جائیے پہلے ملک فتح کرکے اور زیادہ سرخروئی حاصل کیجیے فوجدار اِس رائے سے ہمین اتفاق ہے ۔ پہلا کام فتح اہرمن دیو ۔ بعد ازان حصول ملازمت جانانہ دلربا ماہ سیما ۔ مگر میری معشوقہ کی نسبت کسی سے کچھ ذکر مذکور نہ کرنا وہ اس قسم کی شہرت کو ناپسند کرتی ہین سمجھ گئے ۔

بدھو تو پھر حضور اُن لوگونکو کیون انکے پاس بھیجتے ہین جنکو آپ فتح کرتے ہین ۔

فوجدار - کسقدر سادہ لوح ہو - ارے ظالم اس سے بڑھ کے عورت کا باعث اعزاز و خوشی اور کیا ہوگا کہ بادشاہ اور وزیر اور بانکے بہادر اور دیو اوسکے قدمون پر جا کے گرین جاہل آدمی تو کیا سمجھے مگر ہماری فیضان صحبت سے تو ایسی شستہ تقریر کرنے لگا ہے کہ گویا پڑھا لکھا ہی - یہ ہمارا فیض ہے دل لگی نہین ہے اچھا عالم تمہارا مقابلہ کرے تو جھک کے سلام کرون اور ٹانگ کی راہ نکلجاؤن - ہماری معشوقہ زرین کمر دلمین خوش ہو جاتی ہوگی کہ ایسے ایسے لوگ ہماری آستانہ بوسی کو آتے ہین -

بدھو - مگر یہ اتنی معزز ہو کے اس پھٹے حال کیون رہتی ہین چکی پیسنا اور ناج پھٹکنا اور کمینون کے کام کرنا کوئی اعزاز کی بات ہے -

اتنے مین میان خلیفہ نے پکارا - ذرا ٹھہر جانا - سامنے کے چشمے سے چلکے پانی پی لین - فوجدار نے گھوڑا روک لیا اور میان بدھو نفر بڑے ہی خوش ہوئے کہ ان سب کے سامنے اپنی معشوقہ زرین کمر کی نسبت سوالات نہ کیے جائینگے کیونکہ جھوٹ پہ جھوٹ بولتے بولتے یہ عاجز آگیا تھا اور پریشان ہوگیا تھا خوف تھا کہ مبادا فوجدار سمجھ جائین تو بڑی بُری ٹھہرے انکی معشوقہ کا نام تو اسنے سنا تھا مگر کبھی ہمکلام ہونیکا موقع نہین ملا تھا - سب کے سب سواریون سے اترے اور پادری صاحب نے سب کی دعوت کی سراے سے جو کھانا لائے تھے وہ تھوڑا تھوڑا کھلایا گیہون کے آٹے کی چپاتیان - اردیون کا سالن مسور کی دال اور چٹنی اتنے مین ایک گبرو جوان کا اُدھر سے گذر ہوا ان لوگون کو اسنے غور سے دیکھا اور جھپٹ کر فوجدار کے قدم لیے اور کہا آپ مجھے بھول گئے ہین وہ لڑکا ہون جسکو آپنے ایک شقی کے ظلم سے بچایا تھا میرا نام تیغ بہادر ہے حالانکہ اصل مین تیغ بہادر آپ ہی ہین - خدائی فوجدار نے لڑکے کو بخوبی پہچان لیا اور گردوکیجانب مخاطب ہوکر کہا اب جائے انصاف ہے غور فرمائیے کہ ہمارے پیشے کے لوگونکی دنیا کو کسقدر ضرورت ہے - یہ لڑکا برہنہ ایک درخت کے تنہ سے بندھا تھا جسکا یہ بیچارہ نوکر تھا - وہ سخت بیرحمی سے اسکو گھوڑے کی لگام سے بیدم کر رہا تھا مین نے وجہ دریافت کی تو اس ظالم نے کہا کہ یہ کام نہین کرتا - اسنے ہانپتے ہوئے کہا سرکار میرا جرم یہ ہے کہ مین اپنی تنخواہ مانگتا ہون مین نے ڈانٹا تو درخت سے اسکو کھلوا اور مین نے اسکی تنخواہ مع سود دلوا دی - کیون بھئی گبرو سچ ہے یا جھوٹ ان صاحبون سے کل امور واقعی بیان کرو تا کہ انکو معلوم ہو جائے کہ ہم لوگون کا پیشہ مردم آزاری کے سد باب کے لیے کسقدر ضروری ہے اُس لڑکے نے کہا حضور مین آپکا شکر گذار ہون مگر افسوس ہی کہ آپکی مدد کا نتیجہ برعکس نکلا - فوجدار نے حیرت کے ساتھ پوچھا - کیا - کیا اُسنے تنخواہ نہین دی - اُسنے کہا تنخواہ گئی چولھے مین آپکے جاتے ہی اُسنے پھر درخت سے باندھ مجھے مارنا شروع کیا اور آپکی نسبت وہ وہ مذاقیہ کلمات زبان پر لایا کہ اگر تکلیف نہوتی تو مارے ہنسی کے برا حال ہو جاتا یہ سب آپ کی

بدولت ہوا اگر آپ دخل در معقولات نہ دیتے تو وہ دو چار کوڑے اور لگا کر مجھے رہا کر دیتا اور دام دام بیباق کر دیتا مگر آپنے اُسکو اسقدر گالیان دین اور برا بھلا کہا کہ وہ آگ ہو گیا اور ادھر آپ کا جانا تھا کہ اُسنے مجھسے اُن گالیون کا بدلہ لیا۔ اللہ دے اور بندہ لے اور ایسا بدلہ لیا کہ الامان والحذر۔

فوجدار۔ بولے ہمسے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ ہم فوراً وہان سے چلے آئے۔ ہمکو ذرا وہان ٹھہر کے رہنا چاہیے تھا۔ مگر یاد آتا ہے کہ ہم نے اُس سے کہا تھا کہ اگر تو نہ دیگا تو ہم تجھکو ڈھونڈھ نکا لینگے اگر آسمان پر بھی بفرض محال چلا جائیگا اگر مچھلی کے پیٹ مین چھپ رہیگا تو بھی ڈھونڈھ نکالونگا اس لڑکے نے کہا حضور نے کہا تو سب کچھ تھا مگر میری جان پر بن آئی اور آپنے جو کچھ کہا تھا اُسکے تو کوئی معنی ہی نہین ہین۔ یہ تو تعلّی کی باتین ہین کہ چڑیا کا دودھ مانگو تو دے دون اور کہو تو تارے آسمان سے اتار لون۔

فوجدار۔ یہ فقرے سنکر آگ ہو گئے۔ کہا اچھا میان صاحبزادے ہم ابھی ابھی دکھا دینگے بدھو نفر گھوڑا کسو گھوڑا گھاس اور یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے اس شہزادی نے جو یہ کیفیت دیکھی تو کہا کیون صاحب یہ کیسی وعدہ خلافی ہے پہلے ہمارا کام انجام دو پھر اس لڑکے کی کمک کو جاؤ۔ فوجدار نے کچھ دیر غور کر کے کہا اچھا میان صاحبزادے ذرا صبر کرو انشاء اللہ اُس لعین کو ضرور نیچا دکھاؤنگا۔ وہ لڑکا ایک ہی شریر تھا اُسنے کہا اجی حضرت یہ کہانی کسی اور کو سنائیے۔ بندے کی مدد کو اسی وقت چلیے مین بہت ہی بھوکا ہون بدھو خدا سے دعا مانگتے تھے کہ کہین یہ لونڈا دفان ہو۔ دو روٹیان اور ارویان دیکر رخصت کیا۔ چلتے وقت اُس اعنی لونڈے نے کہلا فوجدار صاحب از برائے خدا اب اگر کبھی مجھے پٹتے ہوئے دیکھیے گا تو تو میری مدد کو نہ آئیے گا۔ خدا آپکو غارت کرے بس۔ فوجدار اٹھ کے سزا دینے ہی کو تھے کہ لونڈا یہ جا وہ جا۔ اس لڑکے کی گستاخی اور بے ادبی سے خدائی فوجدار کسی قدر ان سب کے سامنے شرمائے اور کل حاضرین کا مارے ہنسی کے برا حال تھا مگر سب نے ہنسی ضبط کی کہ مبادا راز سر بستہ کھل جائے۔

فصل ۔ ۵

اس چشمہ سار دلکش و دلربا کا آب خنک ہاضم و شیرین پی کر اور پادری کے مہمان ہو کر قافلہ روانہ ہوا اثنائے راہ مین کوئی ایسی بات واقع نہین ہوئی جو قابل گزارش یا لائق بیان ہو دوسرے روز اُس سرا مین داخل ہوئے جہان بدھو نفر کی مرمت کی گئی تھی اور جہان سے فوجدار صاحب بے کرایہ دیے ہوئے چل کھڑے ہوئے تھے۔

بھٹیارا بھٹیاری اور انکی لڑکی نے انکا استقبال کیا اور پہچانا فوجدار صاحب نے بڑی شان کے ساتھ حکم دیا کہ اس مرتبہ ویسا بستر نہ بنیا جیسا بستر دیا تھا بھٹیارے کی نوجوان چھوکری چمک کر بولی

(میان مسافر شرط یہ ہے کہ انکی خاطر خواہ کرایہ بھی دینا) اس مرتبہ انہون نے واقعی ایک عمدہ پلنگ پر غالیچہ وغیرہ بچھا دیا اور یہ تھکے ماندے تو تھے ہی پڑکے دراز ہوئے۔

انکا سونا تھا کہ بھٹیارے نے میان خلیفہ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا اے میان بس دل لگی ہو چکی میری گھوڑیا کی دم میرے حوالے کرو۔ بڑے ڈاڑھی لگنے والے آئے وہان سے) پادری صاحب نے کہا دے بھی دو اور خلیفہ نے فوراً ڈاڑھی اتار کے حوالے کی اور سب نے ملکر کھانا کھایا مگر فوجدار کو نہ جگایا کہ نوم سے صعوبت سفر کا رفع ہونا بہتر ہے۔

کھانے کے وقت خدائی فوجدار صاحب کی حماقتون اور مجنونانہ کاروائیون کا ذکر مذکور ہوا کیا اور بھٹیارے کی چھوکری نے کہا اللہ جانتا ہے انکی (شہزادی کی طرف مخاطب ہوکر) خوبصورتی اور حسن و جمال کی سرا بھر مین دھوم مچی ہوئی ہے اور وحشی سے کہا کہ آپ پر اس سرا کی عورتین بہت ریجھی ہوئی ہین۔ پادری صاحب اور کل ہمراہیون سے بھٹیارے نے خدائی فوجدار کے گزشتہ قیام کا حال بیان کیا تو پادری نے اس جنون کی وجہ بتائی کہ فلان فلان مہمل کتابون کے پڑھنے سے انکا دماغ پھر گیا ہے مگر بھٹیارے نے اس رائے سے اتفاق نہین کیا اور کہا ہماری سرا مین لوگ گرمی کے دنون مین ادھر ادھر کے اکثر آجاتے ہین کہ اس زمانے مین یہان کئی قسم کے پھول بکثرت پھولتے اور خوشبو اور دیر پا ہونے کے سبب سے بڑی قیمت پر بکتے ہین انمین کوئی نہ کوئی پڑھا لکھا ضرور ہوتا ہے مین نے تین چار کتابین اس قسم کی خریدی ہین رات رات بھر گانا ہوتا ہے۔ صدہا آدمی دور دور سے ان قصونکے سننے کو آتے ہین اور ہم لوگ خوب بیدار رہتے ہین دو دو تین تین دن گانا بجانا ہوا کرتا ہے اور بڑی دل لگی رہتی ہے بھٹیارے کی مستانی البیلی چھوکری نے ایک آہ سرد بھر کر کہا ہائے جسوقت عاشق و معشوق کا ذکر ہوتا ہے کہ کروندی کی چھانو کے نیچے ایک بہادر سپاہی کی لڑائیان سر کرکے اپنی معشوقہ کو لپٹاتا اور گلے سے لگاتا ہے اور رقیب دور سے دیکھ دیکھ کر جلتے اور خار کھاتے ہین اور عاشق و معشوق لطف بوس و کنار اٹھاتے ہین تو ایک امنگ سی پیدا ہوتی ہے مگر ہان جب گھونسون اور لاٹھی پونگے اور توپ اور بندوق کا ذکر آتا ہے تب مجھے یہ قصہ ایک آنکھ نہین بھاتا ہے اور بعض بعض مقامون پر یہ بھی ذکر ہے کہ عاشقون کے ساتھ معشوق اس ظلم سے پیش آتے ہین کہ وہ بیچارے رنج سہتے سہتے انکو کوسنے لگتے ہین کوئی ترک خونخوار بتاتا ہے کوئی شیر ژیان کہتا ہے کوئی زلف کو مار سیاہ بتاتا ہے اگر ذرا نظر کرم سے دیکھین تو انکا کیا ہرج ہو جائے ہم تو اپنے عاشق پر جانتک قربان کر دین۔ بلکہ ہم تو بیاہ لین۔ اسپر اسکی مان نے ڈانٹ بتائی (کیا بک بک کرتی ہے چھوکری چھوٹا منھ بڑی بات شرم نہین آتی۔ تو ان باتونکو کیا جانے پادری صاحب نے بھٹیارے سے کہا اچھا ذرا وہ کتابین تو لاؤ۔ جب وہ ان کتابونکو اٹھا لایا

تو پادری صاحب نے افسوس کیا کہ اسوقت خدائی فوجدار کی خادمہ اور انکی بھتیجی نہوئی۔ خلیفہ بولا مین تو حاضر ہون جہان کہیے جاسکے جلا دون بھٹیارے نے افسوس کے ساتھ کہا۔ واسطے خدا کے ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا میرے کسی عزیز یا بچے یا ہاتھ پانون کو چاہے جلا دیجے مگر انکو مین نہ جلانے دون گا۔

شہزادی نے کہا مین جہانتک ہے متفق ہون مگر مین تو جب خوش ہونگی کہ کوئی نہ کوئی قصہ سنون اور ذرا دو گھڑی دل بہلاؤن کیونکہ دل قابو مین نہین ہے نیند ابھی نہین آئیگی لاکھ چاہتی ہون کہ ذرا سو رہون مگر آنکھ تک نہین جھپکتی پادری صاحب نے کہا اچھا آپ کے خوش کرنے کو اِدھر اُدھر کے قصے سنائے دیتا ہون شاید کوئی شی دلچسپ نظر آئے خلیفہ اور ہر دو نفر نے بھی اصرار کیا کہ کچھ ضرور فرمائیے پادری صاحب نے دیکھا کان سب کی یہی مرضی ہے تو انکی دلشکنی نہ کرنی چاہیے۔ کہا اب مین شروع کرتا ہون گوش دل سے سُنیے گا۔ وہو ہذا۔

فصل - ۶

راویان روایات سلف یون رقمطراز ہین کہ کوہ کمایون پر الموڑا نام کا ایک مشہور معروف شہر اگلے زمانہ مین بڑے فروغ پر تھا۔ اس شہر مبارک بنیاد مین دو رئیس نامدار امیر کبیر رہتے تھے دونون مین اسقدر یارانہ تھا کہ شیر و شکر۔ یک جان دو قالب۔ دونون بن بیاہے۔ دونون ہمسن۔ نوجوان۔ دونون کا ایک مذاق۔ دونون کی ایک ہی سی طبیعت۔ اور انھین وجوہ سے باہم بڑا گہرا یارانہ تھا۔ ایک کا نام مادھو۔ دوسرے کا نام سادھو تھا۔ شمشیر جنگ مین مشہور آدمی تھا اور اسفندیار کو ذرا شکار کا زیادہ شوق تھا مگر جو کام کرتے تھے دونون مل جُل کے کرتے تھے۔ ایک دوسرے کا عاشق زار۔ یار مددگار۔ مادھو ایک فتالۂ جہان زن امیر و نوجوان پر عاشق ہوگیا جو اُسی شہر مین رہتی تھی اور جسکا نام بیلا تھا۔ مادھو نے سادھو سے کہ یار غار تھا صلاح لی اور نوبت بانیجا رسید کہ اس زن عابد فریب عدوے شکیب کے والدین نے کہ صاحب جاہ و مال و منال تھے اور بڑے با اقبال تھے اس تجویز کو پسند کیا اور بی بیلا نے میان مادھو کی بغل گرم کی۔ دونون مل جل کے رہنے سہنے لگے۔

اوائل اوائل مین لطف ملاقات خوب رہا۔ میان بی بی عاشق و معشوق کی بڑے لطف کے ساتھ بسر اوقات ہوتی تھی۔ ع نے غم وزونے غم کالا۔ سادھو جو مادھو کے دلی دوست تھے روز حسب معمول بلا ناغہ آیا جایا کرتے تھے۔ اور میان بی بی دونون انکی آمد و رفت سے خوش اور محظوظ و مسرور تھے یہ دیور بھاوج اور وہ بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے سابق کی طرح درد دکھ کے شریک حال۔ دولت انس و محبت سے مالامال مگر کچھ روز بعد سادھو نے آنا جانا کم کردیا کہ مین اب بن بیاہا آدمی ہون بی بی والے کے ہان کیونکر روز روز جا سکتا ہون اگر بھائی بھی ہو تو یہ بات کسی نہ کرنا جائز و نامناسب ہے اور مین تو دوست ہون۔

مادھو کی سمجھ مین نہ آیا کہ سادھو نے کیون اب آمد و رفت کم کردی۔ اپنے دوست جانی سے اکثر شکایت کرتا تھا

کہ یارا اب تم بدلتے جاتے ہو اور ہمسے ملنے کم آتے ہو۔ اِسکا کیا سبب ہی۔ میری بی بی کو تمسے گنجائش شکوہ سنجی ہی کہ تم اُنکے ساتھ مثل اجنبیون کے پیش آتے ہو اور کشادہ پیشانی سے جیسا دیور کو بھاوج سے ملنا چاہئے نہین ملتے۔ بلکہ اُنسے گفتگو کرتے ہوے شرماتے ہو۔ سادھو نے اِن سب باتون کے جواب مین یقین دلایا کہ مجھے تمھاری ویسی ہی محبت ہی جیسی پیشتر تھی۔ بال برابر فرق نہین آیا ہی۔ باہم اس امر کا فیصلہ ہوگیا کہ ہر ہفتے مین دو دن ضرور سادھو اُنکے ساتھ کھانا کھایا کرین اور تعطیل کے دن ضرور آیا کرین سادھو نے اِنسے اقرار کر لیا کہ جب فرصت ہوگی ضرور ملا کرونگا مگر ساتھ اسکے اِسکو بہت سمجھایا کہ یار جس شخص کو خدا نوجوان اور خوبصورت بی بی دے خصوصًا بیلا کی سی خوش ابرو عنبر مو بی بی۔ اسکو لازم ہی کہ بڑی ہوشیاری سے رہے۔ خوبصورت اور نوجوان عورتون پر ہزارون کی نظر پڑتی ہی اور انسان کی نیت اکثر ڈانوان ڈول ہو جاتی ہی طبیعت پر قابو نہین رہتا نفس امارہ اکثر نفس مطمئنہ پر غالب آجاتا ہی۔ ہوا و ہوس نفسانی اور وساوس شیطانی سے انسان دیوانگی کے کام کرنے لگتا ہی افعال قبیحہ سرزد ہو جاتے ہین۔ ہوش و حواس ہوا بتاتے ہین۔ لہذا عقلا کو چاہیے کہ اگر زن جوان و خوبرو ہو تو دو تین باتون کا ضرور خیال رکھے۔ ایک یہ کہ جن مردون کو گھر مین آنے کی اجازت دے وہ چال چلن کے اچھے ہون اور قابل اعتبار۔ دوسرے یہ کہ جن عورتون سے بی بی ملے وہ پاکباز اور پاک نظر اور عفت کوش و حیا پرور ہون۔ زن بد کی صحبت مین بی بی کو نہ بیٹھنے دے کہ مبادا اُنکی بدی مثل امراض ساریہ سرایت کر جائے۔ تیسرا امر قابل لحاظ یہ ہی کہ بی بی کے ساتھ بہ لطف و خلق پیش آئے تاکہ وہ میان سے خوش رہے اور ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ اگر عورت واقعی بد ہی تو میان کی جان عذاب مین ہو جائے۔

	زنِ بد در سرای مرد نکو		اندرین عالم ست دوزخ او	

سادھو نے اپنی طبیعت اور خیالات کے مطابق آنا جانا کم کر دیا اور بادھو روز انسے شکایت کرتے تھے اور یہ اپنی غیر حاضری کا کوئی حیلہ شرعی عذر لنگ پیش کر دیتے تھے۔ سادھو نے اُنسے یہ بھی کہا تھا کہ کوئی نہ کوئی رازدان اور رازدار ایسا بھی ہونا چاہئے جو وقت ضرورت دوست کو اُسکی بی بی کے حالات نیک و بد سے جہان تک اُسکے امکان مین ہی مطلع کرتا رہے۔

	دوست آنست کو معائب دوست نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان		ہمچو آئینہ روبرو گوید پس سر رفتہ موبمو گوید	

ایک دن یہ دونون یاران موافق و دوستان صادق با دل شاد سبزۂ ناز پر بہار مین لطف و مسرت کے ساتھ مصروف گلگشت تھے کہ بادھو نے اپنا راز سربستہ کہنے کے لیے ایک تمہید شروع کی۔ وہو ہذا۔

یار سادھو اول تو یہ کہونگا کہ مین خدا کا جسقدر زیادہ شکر یہ ادا کرون کم ہی کہ مجھے امیر اور دولتمند ماں باپ کے

گھر مین پیدا کیا۔ خدا کے فضل و کرم سے کھانے بھر کو بہت ہی۔ کسی شی کی کمی نہین پھر یہ بھی بڑی خوش نصیبی کی بات ہی کہ تمھارا سا دوست صادق یار جان نثار ملا اور سب سے بڑھ کے شکریہ اس بات کا ادا کرتا ہون کہ بی بی خوبصورت اور طرحدار دی کہ۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حسن و جمال صباحت ملاحت حیا پروری عفت گستری مین طاق ہو اور خوبصورتی مین تو واقعی شہرۂ آفاق ہو اس سے بڑھ کے خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہی

وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہون	حور جسکا پلنگ گستی ہے

مگر جہان گل ہی وہان خار ہی جہان گنج ہی وہان مار ہی۔ ان سب خوش نصیبون کے ساتھ اک ذرا سی بات ایسی ہی جو میرے دل کو کھٹکتی ہی۔ میرے دل کو پھول سمجھیے اور ہر گل کے ساتھ خار ہوتا ہے۔ پس اسیطرح میرے دل کے پھول کے پاس ایک کانٹا کھٹک رہا ہی۔ بعینہ یہی حال ہی کہ کسی خوبصورت عورت نگارہ گلبدن نسرین نسترن بناگوش سیم غبغب کی انگشت حنائی مین پھانس چبھی ہو۔ تم سے بڑھ کے نہ کوئی رازدار ہی نہ کوئی پردہ پوش۔ اگر تم مدد کرو تو بیڑا پار ہی۔ ورنہ ہم ہین اور یہ منجدھار ہی۔

سادھو نے جو یہ تقریر سُنی تو سخت متحیر ہوا۔ کچھ سمجھ ہی مین نہ آیا کہ مادھو کہتے کیا ہین۔ کہا بھئی ہماری سمجھ مین ذرا بھی نہ آیا کہ تم کہتے کیا ہو۔ ہمارے تمھارے اتنا پرانا یارانہ ہی۔ اور تم اب گول گول باتین کرتے ہو صاف صاف نہین بیان کرتے ہو کہ اصل بات کیا ہی۔

مادھو نے کہا بھئی اب مین راست براست طاکم و کاست کہتا ہون اور اسمین بھی شک نہین کہ تم ہی سے کہتا ہون دوسرے سے چاہے میرا باپ بھی ہوتا مین کبھی نہ کہتا اور وہ یہ ہی کہ مین اپنی پیاری جانتی بی بی کو نہایت نیک سمجھتا ہون مگر مین چاہتا ہون کہ مجھے اچھی طرح سے اور صاف طور پر معلوم ہو جائے کہ بدذات نہین ہی مین چاہتا ہون کہ کسوٹی پر کس کے دیکھون کہ کامل عیار ہی۔ یا ناسرہ میری رائے تو یار عزیز یہ ہی کہ جیسا شاعر کہتا ہی۔

زن دوست بود وبے زمانے	تا جز تو نیافت مہر بانے
چون در بر دیگرے نشنید	باشد کہ ترا دگر نہ بیند

اکثر ایسا ہوا ہی کہ کسی گبرو خوبصورت جوان نے تحفے تحائف دیے حسن اور جمال کی تعریف کی اور اپنے عاشق ہونے کا اظہار کیا کہ جانی تم پر ہماری جان جاتی ہی مرتے ہین۔ سُنتے سُنتے عورت راہ پر آجاتی ہی اور اگر عورت کو موقع ہی نہ ملے کہ کوئی اسکو چھیڑے تو وہ خواہ مخواہ نیک رہے ہی گی اسمین اسکی نیکی کا کیا ثبوت ہی

ہان اگر موقع واردات پر نفس امارہ کو روکے اور ایمان کے ساتھ کام لے تو البتہ تعریف کی بات ہی اگر میری بی بی ایسے کسی موقع پر نلموہ یخ آئے اور اپنے دامن عصمت کو گناہ کے دھبّے سے آلودہ نہ کرے تو مین سمجھون کہ بڑا خوش قسمت ہون پھر اپنی بی بی کی جانب سے مجھے تسلی ہو جائے اور پوری پوری تشفی ہو کہ واقعی بڑی نیک بی بی ہی - یار تم سے بڑھ کے اس کام کو اور کوئی پورا نہین کر سکتا ہی مین تم کو عمدہ عمدہ موقع اس بات کی آزمائش اور جانچ کرنے کو دونگا کہ دیکھو غیور اور نیک اور پارسا ہی یا نہین تمکو مین نے اس غرض سے تجویز کیا کہ اگر بالفرض محال بیلا راہ پر آبھی جائے تو تم اسکا فائدہ نہ اُٹھاؤ گے اب تم اس بات پر آمادہ ہو جاؤ مجھے تمھاری جانب سے پورا پورا اطمینان ہی -

سادھو نے کمال حیرت اور استعجاب کے ساتھ اپنے دوست کی تقریر سُنی اور کہا تم بڑے دل لگی باز ہو اب تم نے یہ مذاق شروع کیا - مین تو ابتک اسکو مذاق ہی سمجھا ہوا ہون اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مذاق نہین بلکہ واقعی تمھاری یہی رائے ہی تو مین تمکو اسقدر ادل جلول بکنے نہ دیتا سُنتے ہی پر ٹوک دیتا دیر تک اسی بات کو سادھو نے مختلف طرز پر بیان کیا کہ ہمارے درمیان مین خدا واسطہ ہی - سادھو نے ایک نہ سُنی کہا بھائی ایسی جوان اور اسقدر خوبصورت عنبر مو پری رو پری خو عورت کا امتحان لینا ضروری ہی -

وہ چشم نرگسی مین طور کا سرمہ لگاتے ہین
ہمارے قتل پر تلوار کو تیغ چڑھاتے ہین

نہین وحشت مین باقی جسم پر اک تار رہتا ہی
گریبان پھاڑ کر دامن کی ہم دھجی اُڑاتے ہین

حباب آسا قیام انسان کو ہی اس بحر فانی مین
مگر اس زندگی پر بھی ستم کیا کیا وہ ڈھاتے ہین

اُنھین کے عشق مین یارو ہماری زرد رنگت ہی
یہی جو سامنے سے زعفرانی پوش آتے ہین

خدا کا شکر ہی ہر روز وہ بسمل سے ملتے ہین
کبھی تو خود وہ آتے ہین کبھی ہمکو بلاتے ہین

سادھو نے انکو بہت سمجھایا کہ دیکھو اس گدھے پن کی کارروائی سے احتراز کرو - اور باز آؤ - جب تم جانتے ہو کہ تمھاری بی بی نیک اور پارسا ہی تو اُسکو کیون خواہ مخواہ چھیڑتے ہو - ایسا کام کرنا جسکا نتیجہ ہماری ساری عمر کو برباد کردے جہلا کا کام ہی - عقلا کا فعل نہین ہی اگر تمھاری بی بی راضی ہو گئی تو بتاؤ تمھارے دل پر کتنا بڑا صدمہ پہونچے گا مین کچھ اشعار سناتا ہون یہ شعرائے گرانمایہ و بلند پایہ کا ترجمان دل ہی -

نہ شاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش شود بلبلے

زن بد در سرائے مرد نکو
اندرین عالم ست دوزخ او

بی بی کی بدی جو کوئی سُن پائے
کیونکر نہ دل اُسکا ہاتھ سے جائے

بی بی کو سکھاؤ علم اخلاق
پڑھنے لکھنے مین ہو وہ مشتاق

صحبت اچھی ہو جسمین بیٹھے — نیکون سے نیک بات سیکھے
نامحرمون پر نہ آنکھ ڈالے — ساتھی ہون سب اُسکے بھولے بھالے
بیوجہ نہ بدگمان ہو اس سے — بے دیکھے بھالے بد نہ جانے

اگر تم نے آزمائش کی اور وہ کسوٹی پر کھری نہ اُتری تو کتنا رنج ہوگا اور لا علاج بات۔ اِسکے علاوہ راز طشت از بام ہوگا۔ بی بی کے ساتھ میان بھی بدنام ہوگا۔ اور اگر راز افشا نہوا تو اس سے تمھارے دل کو کیا خاک تشفی ہوگی۔ ایک مثال مین دیتا ہون۔ فرض کرو تمھارے پاس ایسا بے بہا جواہر ہو جسکی نسبت کل جوہریون کی راے ہو کہ اس سے بہتر دنیا مین نہین کوہ نور بھی اسکے مقابل مین گرد ہے تو اب یہ کونسی دانائی ہے کہ تم اُسکے امتحان لینے کے لیے ہتھوڑے دن سے کوٹو اور چکنا چور کر دو اگر کامل عیار نکلا تو آپ کو کیا فائدہ ہوگا اور اگر ٹوٹ گیا تو ہنسی کی ہنسی ہوگی اور خوبصورت چیز کی چیز گئی۔ زن نیک سے بہتر اور گران تر جواہرات اور دنیا مین کیا ہونگے اور اسمین کوئی شک ہی نہین کہ تمھاری بی بی کوہ نور سے بھی زیادہ گران بہا اور دریاے نور سے کہین بیش قیمت ہین عورت ورا دقت سے راہ پر آسکتی ہے لیکن عقلا کو یہ لازم نہین ہے کہ اپنی بی بی کو اس امتحان کی کسوٹی پر آزمائین عورت جس راستے مین چلتی ہو اُسمین کنوان کھودنا کہ اندھیری رات مین کنوین کے اندر گر پڑے دانشمندی کا فعل نہین ہے بلکہ اُسکی راہ کو وساوس شیطانی سے پاک رکھنا چاہیے۔ عورت کو آئینہ جلبی سے مثال دینی چاہیے آئینہ کو گرد سے صاف رکھنا چاہیے نہ کہ ایسی جگہ پر رکھے جہان نومن گرد دن رات اُڑتی ہو عورت کو گلستان پُر بہار سے مثال دینی چاہیے مالک باغ کو لازم ہے کہ روشون مین لوگون کو جانے دین مگر پھول کوئی توڑنے پائے ایک ورشاعر عزا اور سخندان بے ہمتا نے اسی معاملے کو بڑی خوبی اور لطافت کے ساتھ نظم کیا ہے۔
ایک تجربہ کار خرانٹ بوڑھے آدمی نے ایک شخص کو نصیحت کی ہے جسکی نوجوان لڑکی بن بیاہی تھی

اگر ہے نیک عورت اُسکی نیکی تم پہ ثابت ہے — اگر بد ہے تو اُسکی آزمائش اک حماقت ہے
محک امتحان پر آزمانا بد نہایت ہے — وگرنہ اسمین رسوائی رکھی ہے اور ملامت ہے
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

نہ عورت کو کرو تم بے سبب آزاد اے صاحب — نہ آنا تم ستاؤ جب سے ہو بیداد اے صاحب
سکھاؤ اسکو اخلاق اور رکھو دلشاد اے صاحب — وگرنہ لب پہ ہوگی ہائے یہ فریاد اے صاحب
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

براے آزمائش گر کسی عورت کو ترساؤ — کبوتر کی طرح پھڑکی دو جھگوٹی دکھلاؤ
دل و جان سے ہو وہ نیک اور تم خود اسکو للچاؤ — ضروری ہے کہ آخر مین سخن یہ لب پہ تم لاؤ

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ایک بات اور بھی قابل غور اور لحاظ ہے وہ یہ کہ تمھاری بی بی مجھے کیا سمجھینگی اب تک تو وہ ہمکو تمکو بھائی بھائی کی طرح سمجھتی ہیں اور مجھے دیور جانتی ہیں اور جب میری جانب سے دست اندازی ہوگی یا اشارہ بازی تو وہ کیا دل میں کہینگی کہ واہ اچھی بھاوج بنائی کہ پہلے بھاوج ہی پر ہاتھ صاف کرنے کی تیاری کی۔ اسکے علاوہ اگر مین نے تمھاری بی بی سے شبہ لڑایا اور انکو آزمائش کے لیے راہ پر لایا تو گو کوئی بات ایسی نہ بھی ہو جس سے ان کے شیشۂ عصمت کو ٹھیس لگے تاہم دو چار آدمیوں کو معلوم ہی ہو جائے گا اور راز سربستہ کھل جائیگا جتنے منھ اتنی زبانیں۔ لوگ خدا جانے کیا کا کیا کہیں۔ اور تم کو خواہ مخواہ ذلیل ہونا پڑے۔ عورت بد کے میان ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں گو اس بیچارے کا ذرا بھی قصور نہو۔ ذرا غور کر کے یہ حال سنیے گا جو بندہ معرض بیان میں لاتا ہے۔ جب جناب باری عز اسمہ نے آدم کو فردوس اعلیٰ میں سب سے پہلے خلق میں خلق کیا تو حضرت آدم پر لشکر نوم تاخت لایا ادھر انکو سلایا ادھر انکی پسلی میں سے انکی بی بی کو پیدا کیا اور جب آدم کی آنکھ کھلی اور انھوں نے اسکو دیکھا تو کہا لحمک لحمی ودمک دمی اسی وقت عقد اور شادی بیاہ کا معاہدہ ہوا۔ یک جان دو قالب سمجھنا یون چاہیے کہ دونون ایک ہیں۔ عزت ایک۔ آبرو ایک مال و متاع ایک۔ اگر دونون میں سے ایک بدنام ہو تو دوسرا بھی ضرور ہی بدنام ہوگا۔

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

یاد رکھو کہ اس آزمائش میں تمام عمر رنج اور قلق میں رہوگے۔ اس سے درگزرو۔ اور اپنی پاکدامن پاک نظر زوجۂ نیک کا دامن عصمت خاک بدنامی سے آلودہ نہ کرو

نصیحتے کنمت بشنود بہانہ مگیر
ہر انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو تم کو اختیار ہے مگر کسی اور کے ذریعے سے اپنے ناموس کی آزمائش کرو بندے کو اس سے بچاؤ۔

مادھو نے یہ کل گفتگو بغور تمام سنی اور کہا سنو یار ہمکو تو یہ جنون ہے خبط کہو جنون کہو مالیخولیا کہو جو چاہو سو کہو مگر ہم تو اب بے آزمائے نہ رہینگے۔ تم ذرا ہماری بی بی کو چھیڑو اب یہ تو ممکن ہی نہیں کہ دفعۃً پھسل پڑے بد بھی اگر ہوگی تو رفتہ رفتہ کوئی بات ہوگی۔ دو چار دن کے بعد میں خود ہی کہدونگا کہ بی بھگت تھی۔ تم کو آزماتے تھے اور جانچتے تھے۔

جب سادھو نے دیکھا کہ مادھو نے ٹھان ہی لی ہے تو غور کرنے لگا کہ کس تدبیر سے اسکو اس مجنونانہ کارروائی سے باز رکھوں۔ مادھو نے کہا تھا کہ اگر تم نہ مانوگے تو میں کسی اور سے کہونگا۔ اس سے بہتر یہی ہے

کہ خود ہی اسکی بی بی کو آزماؤ۔ اگر بد نکلی تو نہ تو کوئی بدی کا کام ہوگا اور نہ مین کسی سے ذکر کرونگا یہ سوچکر ساد ھو نے کہا اچھا صاحب بندہ یہ کام اپنے ہی تعلق کرتا ہی۔ مگر از براے خدا کسی اور سے نہ کہنا۔

دوسرے روز مادھو نے سادھو کو اپنے گھر پہ بلایا اور دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد سادھو سے کہا یار ہم ایک ضروری کام کیلیے باہر جاتے ہین تم ذرا ہماری چہیتی بی بی بیلا کے پاس ہو کہ تنہائی مین انکا دل نہ گھبرائیگا کوئی بہانہ انھون نے ڈھونڈھ لیا اور بی بی کو دوست کے سپرد کرکے روانہ باشد۔

اب گھر مین دو آدمی رہ گئے میان سادھو اور زن نوجوان خوبرو مادھو کی زوجہ عنبر مو۔ سادھو نے کرسی ہی پر بیٹھے بیٹھے سونا شروع کیا اس زنکہ حسینہ نے کہا ای کوچ پر جا کر آرام کرو کرسی پر بے چینی سے سونا کیا معنی انھون نے کہا نہین مین یہین سوؤنگا۔ بے ادبی معاف کیجیے گا۔ آنکھ اُسنے اس لیے بند کر لی کہ مبادا تیر نگاہ دل کو گھائل کر دے جب مادھو واپس آیا تو دیکھا کہ یہ سو رہے ہین اور بی بی اپنے کمرے مین ہین۔ سوچا کہ معلوم ہوتا ہی بات چیت ہو چکی ہی اور اب آرام مین ہین۔ سادھو کو جگایا اور باہر لیجا کر پوچھا (کہو کیا ہوا) انھون نے کہا مین نے تنہائی مین صرف اُنکے حسن وجمال کی توصیف کی اور کہا شہر بھر آپ کا مداح ہی کہ کیا حسن گلو سوز پایا ہی۔ یہ سنکر بہت ہی خوش ہوئی۔ مادھو نے کہا (ہان پہلے پہل اسی قدر چاہیے تھا) کئی دن یہی حال رہا۔ سادھو ایک لفظ بھی خلاف شان نہین کہتے تھے اور مادھو سے آ کر باتین شاباتین بیان کر دیتے تھے کہ یہ کہا اور وہ کہا مگر بیلا مین مین نے کوئی بات ایسی نہین پائی جو بہو بیٹیون کے شان کے خلاف ہو۔ مادھو نے کہا اچھا ہم تمکو دو ہزار اشرفیان اور جواہرات دیتے ہین اگر اس رقم پر بھی نہ پھسلی تو ہمکو کامل یقین ہو جائیگا کہ بڑی پارسا ہی۔ سادھو نے کہا (اچھا جو کہو وہ کرینگے مگر ہونا ہوانا کچھ نہین ہی)

دوسرے روز زر کثیر وغیرہ اپنے دوست کو دے کر یہ مکان ہی کے ایک گوشے مین چپکے سے کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر مین باہر آن کر علیحدہ لے گیا اور کہا یار کیسی گذری۔ سادھو نے کہا آج تو بڑی ہی خفا ہوئین۔ اُسپر مادھو نے کہا (یار ہمکو یہ یقین نہ تھا کہ تم ہم سے دغا کروگے۔ مین جھانک رہا تھا تمھاری زبان سے ایک لفظ بھی نہین نکلا۔ واہ واہ واہ۔ سادھو بہت شرمائے اور قسم کھائی کہ اب جھوٹ نہ بولینگے۔ ابکی مادھو کسی حیلے سے ایک ہفتے کے لیے اپنی پیاری بی بی بیلا سے رخصت ہوے کہ سادھو کو امتحان اور آزمائش کا پورا پورا موقع ملے ایسے بیوقوف بھی کم دیکھنے مین آئے۔ اپنی قضا کا خود نوحہ خوان ہوا ہی۔ اپنا آپ دشمن۔ خود اپنی بے آبروئی کا باعث۔ ایسی پاکدامن پاکباز پاک نظر پاک رو کو عمر بھر کے لیے خراب اور غارت کرنے کی فکر مین ہی۔ اس عقل کے صدقے ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست + انکی حالت بالکل ملیوسی کی حالت ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی۔

موت مانگوں تو رہے آرزوے خواب مجھے | ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

املی کی جڑ سے بادام نکلنا اور گولر کے درخت سے آم نکلنا آسان ہی. مگر نوخیز عورت کو علیحدہ مکان مین یکہ و تنہا چھوڑنا اور نوجوان مرد سے اصرار کرنا کہ تنہائی مین اُسکو آزمائے اور زر و جواہر کی طمع دے ایسی حالت مین اُسکا پاک رہنا ع. این خیال ست و محال ست و جنون + مادھو اپنی بی بی سے کہہ گئے تھے کہ سادھو سے ہم نے کہدیا ہی کہ وہ روز یہان آیا اور کھانا کھایا کرینگے - اُس ن عاقبت اندیش نے کہا ہمارے نزدیک مرد غیر کا جو خود جوان ہی نوخیز عورت کے ہان اُسکے میان کی عدم موجودگی مین بار بار آنا نامناسب ہی آیندہ تمکو اختیار ہی. مگر انھون نے اصرار کیا اور اُسنے کہا بہتر. مگر میری مرضی کے ضرور خلاف ہی.

خیر. مادھو کے روانہ ہونے کے دوسرے روز میان سادھو صاحب داخل دفتر ہوئے. جل جلالہ. بیلا بکشادہ پیشانی پیش آئی بٹھایا کھانا کھلایا مگر کوئی آدمی ضرور اپنے پاس رکھتی تھی جب دستر خوان ہٹا کے لیجاتی تھی اور خود کھانا کھاتی تھی تب البتہ تھوڑی دیر کی تنہائی ہوتی تھی. بیلا کی خواص نرگس جو اُنکی ہم جولی بھی تھی اکثر انھین کے پاس رہا کرتی تھی تین دن تک سادھو کو جرأت نہوئی کہ بیلا کو چھیڑے. ایک تو حسن صبیح کا رُعب. دوسرے حفظ مراتب کا خیال تیسرے شرم مانع. مگر تین دن کے بعد دل ہاتھ سے جاتا رہا اور موقع تنہائی پا کر گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیر دیے. بیلا کا رنگ فق کہ یہ بدنیتی!!! اسوچی کہ اب اس بدنیت کو زیادہ موقع دینا خلاف عقل ہی فوراً اپنے میان کے نام خط لکھا اور سوچی کہ رات ہی کو آدمی روانہ کرونگی.

فصل - ۷

میان کے نام یون خط لکھا مثل مشہور ہی کہ مکان بے مکین. لشکر بے سر خیل. قلعہ بے قلعہ دار ضرور بے رونق ہوگا. مین کہتی ہون کہ نوخیز کم عمر بیاہی عورت کی رونق سب سے زیادہ خاک مین مل جاتی ہی جب اُسکا پیارا شوہر اُسکی بغل سے بیوجہ بے سبب جدا ہوتا ہی. تمھاری مفارقت مجھے بڑی شاق گذرتی ہی اگر تم فوراً نہ آئے تو مین میکے چلی جاؤنگی اور بے محافظ کے تمھارا گھر چھوڑ دونگی کیونکہ وہ جسکو تم محافظ مقرر کر گئے وہ تمھاری امانت مین خیانت کرنے کے لیے تیار ہی. العاقل تکفیہ الاشارہ. اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست.

اس خط کا مادھو نے زبانی جواب دیا کہ ہرگز گھر چھوڑ کر نہ جاؤ. مین جلد آتا ہون. اب جائے ماندن نہ پاے رفتن. غور کر کے ٹھان لی کہ یہین رہے. ہرچہ بادا باد. دوسرے روز سادھو نے آن کے کہا کہ جانی اب تو ضبط محال ہی اب مین زہر ہی کھالونگا. تھوڑی دیر کی گفتگو مین بیلا کی طبیعت کا رنگ بدل گیا سادھو کو بھی معلوم ہوگیا کہ اسکا بھی دل آیا ہی. آتش شوق وصل تیز ہوئی اور اُس نے زار زار رونا شروع کیا ہاتھ جوڑے پانؤن پڑا خوشامد کی.

پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا　　ہمیشہ اپنی آہو نگا دھوان ہے

نوبت بانیجا رسید کہ دو دل مل گئے اور سادھو اپنی کوشش مین سرخرو اور کامیاب ہوے اور بیلا اس شعر کی مصداق تھی۔

کیا جانیے وصال مین کیا بات ہوگئی　　آنکھین نہین ملاتے ہین شرمائے جاتے ہین

اگر بیلا اپنے میکے چلی جاتی تو عصمت مین داغ نہ لگتا۔ شیطان کے اغوا سے زن نوعمر کا تنہائی کی حالت مین بچنا دل لگی نہین ہے۔

نرگس خواص کے سوا اور کسی کو یہ حال نہین معلوم تھا اس سے اخفائے راز محال تھا چندروز کے بعد میان مادھو بدبخت مادھو کم عقل مادھو نازل ہوے سادھو کو اسکے گھر پر پایا۔ گلے سے لگایا کہا کہو کیا خبر ہے یار۔ سادھو بولے بھائی صاحب خدا ایسی بی بی سب کو دے جو اہرات مین تولنے کے قابل ہے سلطنت کی سلطنت بھی دے کر کوئی مطلب نہین نکال سکتا۔ اگر ساوی دنیا کی سلطنتین کوئی دے تو بھی یہ حرمت مین داغ نہ لگائے اب مزے سے چین چاین خوش گزران کرو اور زندگی کا لطف اٹھاؤ سادھو سے یہ خوش خبری سنکے مادھو بڑے ہی محظوظ ہوے اور اپنی خوش نصیبی پر ناز کرنے لگے اور ہر لفظ پر اعتبار کر لیا۔ اور کہا یار ہمارے نام ایک خط ہماری بی بی نے بھیجا تھا کہ تم محافظ جسکو مقرر کر گئے ہو وہ اپنا مطلب نکال لینا چاہتا ہے تم ایک کام کرو کسی عورت کے نام نامۂ منظوم عشقیہ لکھو مین اپنی بی بی سے کہونگا کہ سادھو تو ایک اور خوبصورت عورت پر عاشق ہے تم سے کون بحث ہے بس وہ چکمے مین آجائیگی اور پھر تم سے اسی پہلی مہربانی کے ساتھ پیش آئیگی اور تم شعر نہ کہو تو ہم کہدین سادھو نے کہا جی نہین مین خود کہونگا۔

ایک روز یہ تینون کھانا کھا رہے تھے کہ مادھو نے سادھو سے کہا یار وہ غزل جو تمنے اپنی معشوقہ کی تعریف مین تصنیف کی ہے ذرا ہماری بی بی کو بھی پڑھ کے سنا دو۔ کھانے کے بعد سادھو نے غزل سنائی

بتون کے در پہ سب کی جبہہ سائی ہوتی جاتی ہے　　انھین نے قبضے مین اب تو خدائی ہوتی جاتی ہے
عجب کیا جو مرا دل یار کے دلمین جگہ کر لے　　کہ حاصل لطف حق سے کیمیائی ہوتی جاتی ہے
پہونچتے بزم تک تھے در پہ اب جاتے نہین پاتے　　رسائی مین بھی ان تک نارسائی ہوتی جاتی ہے
ہوس عشاق کو اب مال و زر کی کچھ نہین باقی　　تمہاری خاک در سے کیمیائی ہوتی جاتی ہے
نہین مہندی لگائی ہے یہ رنگ خون مفتون ہے　　عجب کیا جو کف قاتل حنائی ہوتی جاتی ہے
نہین آتے مرے گھر جذبۂ دل بے اثر ہے کیا　　غضب ہے آہ بھی تیر ہوائی ہوتی جاتی ہے

مین نامہ خوبی بخت سیہ سے انکو کیا لکھون
قلم ملتا ہے تو گم روشنائی ہوتی جاتی ہے

ملائک تابع فرمان ہین اس رشک سلیمان کے
بفضل اللہ اب انمین خدائی ہوتی جاتی ہے

کیا دو بوسون کا وعدہ دیا اک لاکھ غمزون سے
دلا باتی بھی دینگے خوش ادائی ہوتی جاتی ہے

امید وصل کیا ہو عاشق ناکام کو اُس سے
مزاج یار مین اب نارسائی ہوتی جاتی ہے

ظرافت کیسی اب تو گالیان دیتے ہوئے صاحب
سمجھیے تو مٹھائی مین کھٹائی ہوتی جاتی ہے

خبر لے او بت بے رحم جب سے پھر گیا ہے تو
ہماری دشمن جان اک خدائی ہوتی جاتی ہے

اِدھر سے کرتے ہین ہم شوق دل سے پیار کی باتین
اُدھر سے وہ بگڑتے ہین لڑائی ہوتی جاتی ہے

کھلایا ہے عجب اُسنے شگوفہ آکے گلشن مین
گل و بلبل مین روز افزون لڑائی ہوتی جاتی ہے

پھنسا کر زلف مین دل عمر بھر انکی بلا رکھے
اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے

مبارکباد اے صبا کو مژدہ اسیری کا
بہت مشہور میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

مخاطب ہون کسی سے بزم مین وہ چوٹ ہی ہم پر
مرے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی ہے

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہین
بہت اے شوخ تجھ مین بیحیائی ہوتی جاتی ہے

خدا جانے یہ ہے کیا بھید کیا ہوتا ہے اے کافر
جدھر تو ہی اُدھر ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

نہ وہ آتش نہ مین سیماب یارب کیا سبب اسکا
جہان تک دل ملاتا ہون جدائی ہوتی جاتی ہے

سنا ہے آج اگر دربان نے تو کل وہ بھی سن لینگے
مرے نالون کی اب اُن تک رسائی ہوتی جاتی ہے

انھین سر نذر دینے سر کے بل سر بار جاتے ہین
سر میدان مقدر آزمائی ہوتی جاتی ہے

یہ چرخ پیر دشمن ہے جو اے سر ستار اعلےٰ کا
فقیری سے بھی بدتر بادشاہی ہوتی جاتی ہے

بیلا یہ غزل سنکر ازبس محظوظ ہوئی مادھونے اور بھی زیادہ پسند کی اور کہا جس ظالم قتالہ پر انکی جان جاتی ہے اُسی کی شان مین انھون نے کہا ہے بیلا نے اک سادگی اور بھولے پن کے ساتھ کہا اے تو کیا یہ جو شاعر لوگ کہا کرتے ہین یہ سب سچ ہی ہوا کرتا ہے یہ سادھو نے کہا نہین یہ سب تو سچ نہین ہوا کرتا ہے مگر ہان یہ جو مین نے کہا یہ تو سب سچ ہی ہے مادھو نے انکی تائید کی اور اس کم عقل بیوقوف کو یہ معلوم ہی نہ تھا

حسرت مین لگایا داغ اس نے
لٹوائی بہار باغ اِس نے

بیلا تو جانتی ہی تھی کہ اشعار اور غزلین سب میری ہی جانب ہین اِسنے باصرار کہا کوئی اپنی غزل سناو اور سادھو بولے ایک غزل اسوقت اور یاد آئی شاید تم کو پسند آجائے

ممکن مریض عشق کی ہرگز دوا نہو
کوچہ جو اس مسیح کا دار الشفا نہو

کرتا ہون ضبط آہ کہ فتنہ بپا نہو
ورنہ فلک پہ جائین جو نالے تو کیا نہو

ملتا نہین ہے دلکا مرے رات سے پتا
ذزدِ حنا چرا کے کہین لے گیا نہو

کیا قہر ہے کہ مفت مین بلبل تو قید ہو
گلچین جو پھول توڑے اُسے کچھ سزا نہو

گلشن مین آج چند ہو اخواہ ساتھ ہین
ممکن نہین کہ کوئی نیا گل کھلا نہو

نشتر کی طرح چھیڑتی رہتی ہے کوئی شئی
دل مین تصور مژۂ دلربا نہو

کہتا نہین ہے مجھ سے کبھی کچھ ادھر کا حال
کم بخت دل انھین سے کہین مل گیا نہو

ہمنے نہین چھوا ہے قسم سر کی آپکے
جس سے یہ پردہ اٹھا ہے شاید ہوا نہو

اس بلبل اسیر کی حالت پہ روئیے
جو فصل گل مین بند قفس سے رہا نہو

مادھو نے اِس غزل کی بھی بڑی تعریف کی اور دشمن عقل کو اسکی خبر ہی نہ تھی کہ معاملہ گڑبڑ ہو گیا ہے اور جو بات نہین ہونی تھی وہ ہوئی ہے۔ دوست جانی نے پوری پوری آزمائش کر دی کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا جس قدر زیادہ اُس کم بخت کے شیشۂ عصمت پر صدمہ پہونچتا تھا اُسی قدر وہ زیادہ بیلا کو پاک نظر اور پاک دامن سمجھتا تھا۔

ایک روز بیلا نے اپنی خواص نرگس سے کہا نرگس ہمکو سادھو نے مجبور کر دیا مین عورت وہ مرد اُس سے میرا کیا بس چلیتا۔ مگر اس مین شک نہین کہ وہ مجھے چشم کم سے دیکھتا ہو گا کہ اسقدر جلد اور اسقدر آسانی سے مین نے اُسکا کہنا مان لیا۔ (نرگس تو خود چرپا نک تھی بولی اے بی بی جو شے انسان کو بخشش کرنی ہو اُس مین دیر نہ کرنی چاہیے۔ فیاضی کے خلاف ہے۔ بیلا نے کہا مگر اُسکے ساتھ یہ بھی تو سوچو کہ جو شے انسان کو مفت ملتی ہے اُسکی کوئی بھی قدر نہین ہوتی۔ نرگس نے کہا حضور اور چیزون کی نسبت تو مین نہین کہہ سکتی مگر ہان اِس مین شک نہین کہ عشق وہ شے ہے کہ یہ جس بات کو لینا چاہتا ہے اِس مین کچھ بھی صرف نہین ہوتا کم خرچ و بالانشین یہ وہ ناگنی ہے جسکا کاٹا پانی تک نہین مانگتا۔ لیکن نہین آتی دلکے قلعے پر جو عاشق چڑھائی کرتا ہے تو کبھی چٹکیون مین فتح کر لیتا ہے کبھی برسون مین بھی ناکام رہتا ہے اسکے لیے کوئی وقت اور کوئی خاص زمانہ نہین ہے اگر آپ ذرا دیر کرتین تو اُسکے میان آجاتے اور پھر کوئی بھی کاروائی نہو سکتی مین بھی تو آخر جوان ہون کیا مین ان باتون سے بری ہون کیا مجھے ان باتون اور عشق کی گھاتون کا تجربہ نہین ہے۔ ضرور ہے اور یہ تو فرمایئے کہ آپ ایسا نہ کرتین تو کتنی بیرحمی کی بات تھی۔ سادھو بیچارے کی گریہ وزاری۔ انتہائی بیقراری بے چینی منت سماجت خوشامد تحائف یہ سب باتین دلپر اثر کرنے والی تھین اور پھر یہ کیا کم بات ہے کہ اُسکی تم پر جان جاتی ہے آپ کسی اور بات کا خیال دل مین نہ لایئے چین کیجیے مزے

اڑا جیسے آشنا طرحدار جوان خود چومنے کے قابل ہے اور میان عقل سے بے بہرہ - اس سے بڑھ کے اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے اور بڑی خوشی یہ ہے کہ سادہ ہو مالدار اور گل رخسار اور مغرز آدمی ہے - آشنا اور عاشق ہو تو ایسا اور دل دے تو ایسے کو یہ عاشق کیا معنی عشق کی پوری الف بے ہے -

ا - آزاد مرد قانع -
ب - بے ریا -
ت - توفیق نیک -
ث - ثور فلک کا مقابلہ کرنے والا -
ج - جری جرار -
ح - حاضر جواب -
خ - خرد مند -
د - دریا دل -
ذ - ذی لیاقت -
ر - راستباز -
ز - زر دار -
س - سرمست -
ش - شرمسار - شجاع -
ص - صابر -
ض - ضبط کرنے والا -

ط - طالب علم -
ظ - ظالم کا دشمن -
ع - عالم -
غ - غظریف
ف - فارس مضمار شجاعت -
ق - قانون دان - قانع -
ک - کلمہ طیب زبان پر لانے والا
گ - گردنا مور -
ل - لاف و گزاف کے خلاف
م - مرد جری -
ن - ندیم -
و - وداد کا مصدر -
ہ - ہوشیار ہنرمند -
لا - لاحول ولا قوۃ پڑھنے والا -
ی - یار راستباز -

بیلا نے اس للف بے کی بڑی تعریف کی اور بہت ہنسی - کہا چھوکری تو تو آسمان مین تھگلی لگاتی ہوگی نرگس اب بے شرم اور شوخ تو ہو ہی گئی تھی - بولی سرکار مین بھی ایک ہی ہے گورے لونڈے پر بھی ہوئی ہون میری اُس پر جان جاتی ہے - بیلا دل مین سوچی کہ ایسا نہو کہین یہ اپنے آشنا سے میرا حال کہدے تو پھر رسوائی جگت ہنسائی ہو - پوچھا اُس سے تجھ سے کہانتک پینگ بڑھے ہوئے ہین وہ بے شرم بولی حضور مین تو کب کی اُس سے ملنے والی ہون - آج کوئی نئی بات ہے - کیا بیلا کے دل مین بڑا خوف پیدا ہوا اس سے کہنا پڑا کہ دیکھو نرگس اپنے آشنا سے ہمارا حال نہ کہنا - نہین تو گل راز طشت از بام ہو جاویگا اُس نے کہا اجی نہین مجھے کہنے سے کون فائدہ ، مگر یہ جواب اس قطع سے دیا کہ بیلا کی پوری پوری تسلی نہوئی

تسلی در کنار ایک روز بیلا نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُسی مکان کے ایک کمرے مین اس آشنا کو
نرگس نے چھپا دیا۔ مگر کرے تو کیا کرے اگر سرزنش کرے تو اپنے راز کے کھلنے کا خوف ہے قہر درویش
بجان درویش اب اُسکو یہ کوشش کرنی پڑی کہ اپنے میان سے چھپائے اگر وہ اُس گورے گورے لونڈے
کو مکان مین دیکھتا تو نرگس تو درکنار بی بی ہی پر شک کرتا۔
ایک روز سادھو نے اُس لونڈے کو تڑکے کے وقت مادھو کے مکان سے باہر آتے دیکھ
لیا اور پورا یقین کر لیا کہ بیلا نے اُس سے بھی آشنائی کر لی رقابت کی آگ جوش زن ہوئی۔ بیلا پر دل
و جان سے عاشق تھا اُس لونڈے کو دیتے اور ڈرتے ہوے گھر سے نکلتے دیکھا غضب ہو گیا
اور مادھو سے کہا بھائی صاحب۔

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد		وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	

افسوس ہے کہ بیلا کی طبیعت کا اب رنگ بدل گیا اب وہ بیلا ہی نہین اب وہ مجھسے راضی ہے میری
ہی طرف سے اب ڈھیل ہے تم پیشتر کی طرح بہانہ کرو کہ مین چار روز کے لئے غیر حاضر ہونگا اور اس کمرہ مین
جہان تمھارے کپڑے رہتے ہین تہ خانہ کے پاس والی کوٹھری مین چھپ رہو مگر خفیہ طور پر بہت سمجھ
بوجھ کر۔ مادھو کی نظرون مین تمام عالم تیرہ و تار تھا۔ یہ تو خوش تھا کہ بیلا کی سی پاکدامن کوئی نہوگی اور ادھر
یہ گولہ لگا۔ کہا سادھو تمنے حق دوستی ادا کر دیا اب مین بالکل تمھاری صلاح کے مطابق چلونگا واقعی بہت
ہی پوشیدگی کے ساتھ کارروائی کرنی چاہیے سادھو نے کہنے کو تو کہدیا مگر لیکے بہت پچھتایا کہ ہائے یہ کیا ستم
مین نے بیلا بیچاری پر ڈھایا۔ اُسی دن موقع پاکر اپنی معشوقہ سے ملا۔ دیکھتے ہی اُسنے کہا) جانی پیارے
ہمین سخت رنج ہے کہ نرگس کم بخت نے ایک سے آشنائی کر لی اور اُسکو تمام شب اپنے مکان مین رکھتی ہے
اور مین کچھ کر نہین سکتی کہ میری چوٹی تک دبی ہوئی ہے سادھو کو اور بھی رنج ہوا اور کچھ دیر بعد اُسکو بیلا کے قول کا پورا
یقین آگیا۔ کہا جانی مین صدقے ہو جاؤن نرگس کا سزا دینا اور نکال دینا کتنی بڑی بات ہے مگر ایک قصور مجھ سے
سرزد ہوا ہے۔ یہ کہکر۔ وہ واقعہ بیان کیا تو مارے غصے کے بیلا کانپنے لگی بہت برا بھلا کہا سخت ناراض
ہوئی کہا کل جب مادھو جب کے بہانہ کرے کہ مین جاتا ہون تو تم فوراً ہی آجانا۔ اُسکے بعد سادھو کو رخصت
کر کے نرگس کو بلایا اور کل باتین سمجھا دین۔
دوسرے روز مادھو چھپ رہے اور کہہ گئے کہ تین دن کے بعد آؤنگا۔ جہان مادھو چھپے تھے وہان بیلا
گئین اور آہ سرد بھر کر کہا نرگس آج یا ادھر یا ادھر ہمارے میان کی بیوقوفی تو دیکھو کہ ایسے پاجی نہتے
سے یارانہ کیا اور مجھ جوان عورت کے پاس چھوڑ جاتے ہین آج اگر اُسنے کوئی بات میری عصمت کے خلاف کہی تو میرے

میان کی یہ کٹار ہے اور مین ہون۔ آج کٹار بھوک لونگی وہ شہد ابد کردار یہ سمجھ کر آدیگا کہ مادھو تو اب دو تین دن کیلئے
گھر سے چلے گئے اب میدان خالی ہے چل کے بیلا کو مٹھا رو۔ جوان عورت ہے کہنے سُننے سے پھسل جائے گی اور مین
آج اپنا خون کرونگی اور اسکی جان لونگی۔ قدم اُسنے رکھا اور مین نے کٹار بھو کی نرگس تو سکھلائی پڑھائی
تھی ہی۔ کہا بی بی۔ اگر اسکو مار ڈالو گی تو موئے کو دفناؤ گی کہان بیلا نے کہا میری جوتی دفنائیگی دفنا لینگے وہ
جنھون نے ایسے بدمعاش کو بہو بیٹیون مین رہنے سہنے کی اجازت دی اب جا کے اُس نابکار کو بلا دے۔ کہین
قریب ہی تاک مین کھڑا ہو گا کہ چل کے جوان عورت کو راہ پر لاؤن ایڑی چوٹی پر موے کو قربان کیا تھا میرے
پیارے شوہر کے سوا اور کوئی مجھے چھو لے کیا مجال۔ نرگس از برائے خدا جا کے اس محسن کش دشمن دوست کو
کو بلا لاؤ۔ وہ بولی سرکار مین ابھی ابھی جاتی ہون مگر یہ کٹار مجھے دے دیجئے۔ بیلا نے کہا مین تو آج بدلہ ضرور
ہی لونگی میرے ساتھ اور یہ گفتگو گویا بازاری عورت ہوئی۔ میرا اس مین کوئی قصور نہین۔ قصور سارا
میرے میان کا ہے۔

نرگس کمرے کے باہر گئی۔ اور بیلا نے خود بخود کہنا شروع کیا آج ان خرمستیو نکا نتیجہ نکلے گا۔ اس بیجا
جوش کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا۔ میرا خدا جانتا ہے کہ مین جب میان کے پاس گئی تو کوری تھی اور اب تک بجز
اپنے پیارے شوہر کے کسی نامحرم کو چھو آتک ہو تو اللہ مجھے ہان میرے بدبخت روسیاہ میرے میان کا
دوست بنکے اُسکی بی بی کو بے آبرو کرنا چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر خنجر بکف کسی بڑے ڈاکو یا سرخیل
کی طرح کمرے مین جوش کے ساتھ پھرنے لگی۔

میان مادھو یہ سب واقعات بچشم خود آڑ مین سے دیکھ رہے تھے یہ حال دیکھکر سوچے کہ بیلا کو سمجھا دین
اور کل امور واقعی سے مطلع کرین کہ مبادا غیظ اور غضب مین آکر سادھو کو مار ہی ڈالے باہر آنے ہی کو
تھے کہ دیکھا نرگس کے ساتھ سادھو آرہے ہین یہ سادھو نے ادھر کمرے مین قدم رکھا ادھر بیلا نے
کٹار چھوڑ کر میان کی تلوار لی اور کہا بس بے ایمان اگر آگے قدم رکھا تو گردن اڑا دونگی۔ اے نابکار بے شرم
تجکو شرم نہین آتی کہ ہمارے میان کا اتنا بڑا دوست اور اُسکی بی بی کی آبرو کا خواہان ہے۔
سادھو سمجھ گیا۔ گڑگڑا کر کہا پیاری مین کیا کرون عشق نے مجھے چوندھیا دیا۔ تم پر میری جان جاتی
ہے تمھارے قدمون پر ٹوپی تک رکھی مگر تم نہین مانتین۔ اے ظالم ظلم کی ڈھانے والی۔

مقابل سن لیا ہے جب سے تیرے روے روشن کا	صنم خانہ مین خود ہے دل ہے کعبہ مین برہمن کا

وہ ایکدن جو مین نے ذرا اشارے کیے اور تم نے کوئی چشم نمائی نہ کی تو مجھے اور بھی جرات ہوئی
وہ تنک کر بولی اللہ کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ مین جو ذرا بھی سمجھی ہون اگر سمجھتی تو سر اڑا دیتی یہ کہکر

تلوار تول کر اُس پھرتی کے ساتھ سادھو پر جھپٹی کہ سادھو کو خود یقین ہو گیا کہ مذاق نہیں ہے واقعی اسکے سر پر خون سوار ہے فوراً تلوار چھین لی اور اس جھپٹا جھپٹی مین زلف عنبر مو پریشان ہو گئی اور نازک بدن نازک اندام عورت تو تھی ہی ہانپنے لگی سادھو کمرے کے باہر آیا اور اشارے سے نرگس کو بلایا اور نرگس نے اشارہ سے بیلا کو بلایا اور ڈیوڑھی مین جا کے بیلا اور سادھو نے خوب لپٹ لپٹ کے پیار کیا اور اس نے اُس کے خوب ہی بوسے لیے اور کہا وہ مکھو بنے ہوئے سب باتین سن رہے اور کارروائیان دیکھ رہے ہونگے اور دل ہی دل مین خوش ہونگے کہ آج کسوٹی پر بی بی کی پارسائی کامل عیار اتری اب کوئی شک نہ رہا۔ سادھو نے اپنی معشوقہ کی تعریف کی کہ کس قابلیت کے ساتھ کارروائی کی ہے کہ واہ وا واہ۔ ادھر سادھو رخصت ہوا اُدھر بیلا اور نرگس نے مادھو کو موقع دیا کہ کمرے سے نکل کے باہر جائے یہ سیدھے سادھو کے پاس دوڑ گئے اور کہا یار آج بڑی تسلی ہوئی تمہارا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون سادھو نے اسکا کچھ بھی جواب نہ دیا بلکہ سوچنے لگا کہ یہ شخص کسقدر سیدھا ہے اور ہمنے اسکے ساتھ کیا باجی بنا کیا مادھو سمجھے کہ بیلا کے ہانپنے اور پریشان ہونے اور جھپٹا جھپٹی کے رنج کے سبب سے نہین بولتا کہا انکی پریشانی کا ذرا بھی خیال نہ کرو آج تو خوشی کا دن ہے اب آج سے مین بیلا کی پاکدامنی کی تعریف کے پل باندھ دونگا کہ بہو بیٹیون کو ایسا پاکباز ہونا چاہئے۔ سادھو نے کہا ہم بھی شریک ہین واقعی تمہاری بی بی بہو بیٹیون کی سرتاج ہے۔ ناظرین خود واقف ہین کہ وہ کیسی پارسا اور پاکدامن تھی خدا ایسی عورت سے بچائے۔ بیلا اُس دن سے مادھو کے سامنے اپنے عاشق جانباز سادھو سے ذرا جھجھک کر ملتی تھی مگر میان کی عدم موجودگی مین لپٹ لپٹ کر چوم لیتی تھی چند ماہ تک مادھو کے دل پر بی بی کی عصمت کا نقش جما رہا۔ مگر رفتہ رفتہ کل حالات کھل گئے اور بڑا صدمہ جانکاہ ہوا

فصل ۸

اس ناول اور مختصر و موزون ناول و دل قصے سے سامعین والا تمکین بہت مسرور ہوئے شہزادی بھی بولی کہ کتنا اچھا اور دلچسپ قصہ دلکش ہے کہ اتنے مین میان بدھو نفر ہانپتے ہوئے دوڑے آئے اور کہا خدا کے لیے آپ لوگ جلد تشریف لے چلیے وہان خون خرابا ہو رہا ہے میرے آقائے نامدار جان لیے دیتے ہین ایک بہت بڑے جن سے لڑ پڑے ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کر دیے۔ وہ مارا پادری صاحب نے کہا بھئی ہماری سمجھ مین کچھ نہ آیا کہ تم نے یہ کیا ہانک لگائی۔ ہوش کی دوا کرو عقل کے ناخن لو جن ابھی منزلون دور ہے۔ اتنے مین شور و غل کی آواز آئی اور بدھو نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جنکے ساتھیون کو بھی تہ تیغ کیا خون کے دریا روان ہین بھٹیارے کہا ارے کمین اس سڑی سودائی نے شراب کے چرمی بورے تو نہین کاٹ ڈالے جا کے دیکھا تو خدائی فوجدار صاحب نے پینترے بدل بدل کر ان چرمی بورون کو جنمین شراب بھری ہوئی تھی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور شراب بہنے لگی اب دل لگی دیکھیے کہ آپنے خواب مین کمین دیکھا یا کہ جن مقابلے کو آیا ہے سوتے ہی سوتے لڑنے لگے

آنکھ بند ہے مگر بیتیرے بدل رہے ہین - شراب کی خرابی - بورے کٹے ہوے - یہ خرابی دیکھکر بھٹیارے کو انتہا سے زیادہ غصہ آیا اور فرط غصب سے خدائی فوجدار کی ایسی مرمت کی اسقدر مارا اسقدر پیٹا کہ بڑی درگت بنائی اور اس سے بڑھکر لطف یہ ہوا کہ اتنا پٹ پٹا کے بھی آنکھیں آپکی ابھی بند ہین - میان خلیفہ نے تازے پانی کا ڈول کنوئین سے بھر کر اپر ڈالا اب کہین خدا خدا کر کے آپ بیدار ہوے مگر ابھی تک انکو یہ خبر نہ تھی کہ یہان کیا معاملہ ہوا شہزادی کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ خدائی فوجدار صاحب بہادر میرے دشمن یعنی اہرمن دیو سے مقابلہ کر بیٹھے مگر جب سنا کہ نرے برہنہ ہین تو اندر جانے کی جرات نہوئی -

اب بدھو کی سنئیے کہ آپ بیٹھ کے اور لیٹ کے اور چوپایہ بنکر ادھر ادھر ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ جن کا سر کہان ہے جب نہ ملا تو جھلا کے کہا معلوم ہوتا ہے وہ مکان جادو سے بھرا ہوا ہے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ سر تن سے جدا ہوا اور خون کے فوارے بہنے لگے - بھٹیارے نے کہا او سور کے نیچے گیدی خر - نابکار اندھے - ابے بدبخت سر کیسا اور خون کیسا - اس سودائی نے نیزے اور تلوار سے چمڑے کے بورے تو پھوڑ کے چھید چھید کے شراب بہادی اور تو کہتا ہے کہ جنکا سر کاٹ ڈالا دونون کمبخت بڑے سودائی - بدھو نے کہا مین یہ جھگڑا نہین جانتا اگر سر نہ ملے گا تو میری نوابی خاک مین مل جائیگی الغرض خدائی فوجدار نے تو نیند مین مجنونانہ کارروائی کی اور انکے رفیق جیتے جاگتے نرے سودائی بن گئے انکو دلی افسوس تھا کہ جن کا سر کٹ کے گر گیا اور مجھے نہین ملتا اب جزیرے کی نوابی اور حبشستان کی شاہی گئی گذری بھٹیارے نے کہا ابکی بچا ہی بنا کے چھوڑونگا لے ابکی تو بے کرایہ دیے ہوے جاؤ - اس شراب اور چمڑے کے بورونکے دام دام نہ رکھوالون تو سہی چلے تو جاؤ بھلا -

پادری صاحب نے فوجدار کے ہاتھون مین ہاتھ دے کر اٹھایا تو وہ سمجھے کہ شہزادی شکریہ ادا کرنے آئی ہے کہ جن کے قتل کے بعد اب میری سلطنت مجھے آپکے ذریعہ سے مل گئی - لہذا آپ نے دست بستہ اپنے پیشے کے قاعدہ کے موافق یون ہانک لگائی دے خاتون عالی جناب شہزادی والا درجات - مین نے بفضل خدائے عز و جل آج یہ کار نمایان کیا کہ جن کو جسکا نام اہرمن دیو ہے مار ڈالا - بڑی سخت جنگ ہوئی دونون جانب سے میدان کارزار اور ہنگامہ ستیز گرم تھا تلوار کی شپا شپ اور توپون کی دائین دائین اور ویدیون کی چمک اور نیزون کی شعاع نورانی عجیب عجیب لطف دکھاتی تھی - قیامت کی گھڑی یاد آتی تھی - بارے خدا خدا کر کے ہم نے سرخ روئی حاصل کی اور اس عفریت قوی ہیکل اہرمن دیو کا سر کاٹ کے پھینک دیا بدھو بولے دیکھا مین کیا کہتا تھا مین کچھ نشے مین تھوڑا ہی تھا مینے تو خود دیکھا کہ میرے آقا نے اہرمن دیو کو نیچا دکھایا الغرض آقا اور ملازم دونون کی حماقت پر سب کو بے اختیار ہنسی آئی صرف بھٹیارا تو ضرور ملول تھا

آخر کار خلیفہ اور پادری صاحب اور اُس وحشی نے بہزار خرابی فوجدار صاحب کو لٹایا اور مارے تھکاوٹ اور پژمردگی کے اُنکی آنکھ لگ گئی۔ ادھران لوگون نے بدھو کی تسلی کی مگر بھٹیار ابڑے رنج مین کہ اِس بڑی سودائی نے اسقدر نقصان کیا۔ بھٹیاری نے بھی پانی پی پی کے کوسنا شروع کیا اِس موے کی میت نکلے مونڈی کاٹا کہان سے مرتا ہوا یہان آیا۔ بھٹیاری کی خادمہ نے بھی اُسکو سننے مین ان سب کا ساتھ دیا مگر اُسکی چھوکری کبھی کبھی مسکرا کے رہ جاتی تھی۔

پادری تسلی کرنے گئے کہ جہانتک ہم لوگونکے امکان مین ہے تمہارے اِس نقصانکا معاوضہ کردیا جائیگا شہزادی نے بدھو نفر سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین۔ تخت پر بیٹھتے ہی مین کمین کا راجہ تمکو بنا دونگی۔ اور انہون نے کئی بار یقین دلایا کہ بچشم خود دیکھا تھا کہ جبکا سر انہون نے کاٹ کے پھینک دیا شہزادی نے کہا ہمین پورا پورا یقین ہے تم اب زیادہ فکر نہ کرو جو دلی خواہش ہے وہ برآئے گی۔

جب امن وامان قائم ہوئی تو پادری نے اور لوگونکی خواہش کے مطابق اُس ناول کا باقی حصہ پڑھ کے سنایا جب تک مادھو پر اپنی بی بی کی عصمت کا نقش جما رہا تب تک وہ اپنے آپکو بڑا خوش نصیب آدمی سمجھتا تھا۔ اور بیلہ کہ بہت ہی چربانک تھی میان پر اپنی پارسائی ظاہر کرنیکی غرض سے اب مادھو سے اُس شفقت کے ساتھ نہین پیش آتی تھی مگر موقع وقت پاکر اپنے عاشق کا کلیجہ ٹھنڈا کردیتی تھی سچ ہے۔ ع۔ زنان راکیدہا عظیم ست + اور میان کے سامنے گویا اسکی صورت سے بیزار تھی سادھو نے ایک روز مادھو سے کہا بھائی صاحب اب ہم آپکے ہان نہ آئینگے آپ کی حماقت کے سبب سے آپکی بی بی جواب تک ہمکو شل اپنے دیور کے سمجھتی تھین اب ہماری صورت سے انکو نفرت ہے۔ مگر اس عقل کے دشمن نے نہ مانا اور ہزار ہا ترکیبون سے اپنی ہی بےآبروئی اور ذلت کا خواہان ہوا ایکدن مادھو کو شک ہوا کہ کوئی آدمی اِسکے مکان کے اندر آیا اور کمرے مین گھس گیا مارے غصہ کے آگ ہو گیا اور کمرے مین جانے لگا تو دیکھا کہ ایک مرد دریچی کی راہ سے کود کے بھاگ گیا یہ تعاقب کرنے ہی کو تھا کہ نرگس نے روک لیا اور کہا وہ حضور کی لونڈی کا میان ہے مادھو کو یقین نہ آیا کہا صاف صاف بتا ورنہ مار ہی ڈالونگا۔ نرگس اُسوقت گھبرائی ہوئی تو تھی ہی اُسکے منہ سے نکل گیا کہ (حضور مین وہ وہ باتین بیان کردونگی کہ آپ کی آنکھین کھل جائینگی) مادھو نے کہا فوراً کہو ورنہ تمھاری لاش پھڑکتی ہو گی) نرگس بولی حضور کل تک کی مہلت دیجیے تو راز سربستہ افشا کردون اِسوقت صرف اسقدر کہنا ہے کہ جو مرد ابھی بھاگا اُس سے اور مجھ سے شادی کا پیغام ہے۔ مادھو کے وہم وگمان مین بھی نہ تھا کہ بیلا کے خلاف کوئی بات سنے گا کہا اچھا کل تک کی مہلت ہے۔

نرگس کو کمرے مین بند کرکے کہ بھاگ نہ جائے مادھو اپنی بی بی کے پاس گئے اور کچا چٹھا اُس سے

بیان کیا۔ سنتے ہی کانپ اٹھی اور سمجھ گئی کہ نرگس کل ہمارے میان سے سادھو کی آشنائی اور بے آبروئی اور رسوائی کا حال من وعن بیان کردے گی اور غضب ہی ہو جائیگا بیش بہا جواہرات اور زیور اور اشرفیان اور نوٹ لیکر فوراً وہان سے چمپت ہوئی کسی کو کانون کان خبر نہین جھٹ سادھو کے ہان پہونچی اور کل حال بیان کرکے کہا جانی پیارے اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ ہم تم بھاگ چلین سادھو کے ہوش اڑگئے کہ یہ کیا جر بد سنائی ہے۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین ۔ راتون رات بیلا کو اپنی بہن کے گھر پہونچایا جو کوئی چار کوس کے فاصلے پر ایک گانون مین رہتی تھی اور خود بھی شہر کو چھوڑ دیا اور کسی کو اطلاع نہ دی۔

صبح کو اٹھتے ہی مادھو نرگس کے پاس گئے مگر وہان سناٹا تھا معلوم ہوا کہ اٹھی دریچی کی راہ سے نرگس بھی رات کو بھاگ گئی۔ یہیا نسے پر از غیظ ادھر آیا کہ بیلا سے یہ حال کہے مگر بیلا کہا۔ ادھر ڈھونڈھا ادھر ڈھونڈھا صدائے بر نخاست چیختے چیختے تھک گیا۔ اب اسکا دیوانون کا سا حال ہونے لگا۔ نوکرون سے پوچھا انہون نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا وکلا ہم نہین جانتے۔ کسی کام کو ایک کمرے مین جو گیا تو صندوقچہ کھلا ہوا ہے جواہرات اور زیور سب غائب ارے! فوراً کمال غضب کے ساتھ سادھو اپنے دلی دوست کے مکان پر آیا کہ اپنی انتہا سے زیادہ مصیبت کا حال اس سے بیان کرے اور صلاح معقول لے وہان نوکرون کی زبانی سنا کہ وہ تو روپیہ پیسہ اسباب سب لیکر کہین چلے گئے یہ سنتا تھا کہ مادھو بالکل سڑی ہو گیا۔ گھر واپس آیا تو آدمی نہ آدم زاد سناٹا۔ ایکدم مین بی بی ندارد۔ دوست غائب۔ لونڈی نوکر جا کر کوئی نہین مال اسباب جواہرات زیور سب رفوچکر چل چلاؤ۔ یہ یہانسے ایک دوست کے گانون گئے۔ جہان اول مرتبہ انھون نے اپنی حماقت کی آزمائش کا ذکر کیا تھا۔ ایک ایک قدم پر روتا آتا تھا تھوڑے ہی دور گئے تھے کہ انواع اقسام کے خیالات پریشان نے انکو مجبور کیا کہ گھوڑے سے اترے اور اُسے ایک درخت سے باندھ کر سایہ مین پڑ رہے مگر مردے سے بدتر۔ جب آنکھ کھلی تو ایک سوار شہر کی طرف سے آتے دیکھا پوچھا بھئی شہر کی کیا خبر ہے اُسنے کہا بڑی حیرت آمیز خبر ہے شہر بھر مین چرچا ہے کہ سادھو جو مادھو کے بڑے دلی دوست تھے انکی بی بی بیلا کو مع زر و زیور بھگا لے گئے اور مادھو انکی تلاش مین نکلے ہین یہ مادھو کی خواص نے مشہور کیا ہے۔ کل واقعات تو مین جانتا نہین مگر شہر بھر کو حیرت ہے کہ اسقدر یارانہ اور یہ حرکت ہے!! ابا دھوا ور سادھو تو یک جان و قالب تھے مادھو نے غصے کو ضبط کرکے پوچھا بھلا یہ معلوم ہے کہ بیلا اور سادھو کس راستہ سے گئے اُسنے کہا ابھی نہین یہ نہین معلوم مگر گورنر وقت انکی بڑی تحقیقات کر رہے ہین۔ دونون ایک دوسرے سے خدا حافظ کہکر رخصت ہوئے اب مادھو کا حال ناگفتہ بہ اپنی قضا کا خود نوحہ خوان تھا۔ خدا خدا کرکے دوست کے مکان پر پہونچا مگر نیم جان۔ ناتوان جاتے ہی قلم دوات اور کاغذ مانگا اور دوست کیلئے مجھے ایک کمرا دو جہان کوئی نہو

مین ابھی ابھی آتا ہون ۔ تنہائی مین کچھ تھوڑا سا حال لکھا تھا کہ وفور قلق اور فرط غم سے دم نکل گیا اور اپنی حماقت کے نتیجے مین اِس رنج کے ساتھ دم توڑا ۔

جب ذرا دیر ہوئی تو اُنکے دوست نے خود جا کے دیکھا تو ایک نعش بے کفن ۔ ارے !!! اور لوگونکو بلا یا مردہ پایا ۔ ہاتھ مین کاغذ تھا پڑھا اسمین صرف اسقدر لکھا تھا ۔ مین اپنی انتہا کی حماقت اور بیوقوفی کے سبب سے جان دیتا ہون اگر میرے مرنے کی خبر بیلا کے کانون تک پہونچے تو کہدینا کہ مین اُنکا قصور معاف کرتا ہون وہ انسان ہے فرشتہ نہین ہے مین نے اپنے پانُون مین اپنے آپ کلہاڑی ماری از ماست کہ برماست کوئی وجہ الخ) بس صرف اِسقدر لکھا ہوا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ اور بھی لکھنے کو تھا کہ جان نکل گئی اُنکے دوست نے انکے اعزہ کو اطلاع دی اور بیلا جوگن ہوگئی ۔ چند روز کے بعد بیلا نے سنا کہ سادھو جی ایک جنگ مین قتل کیا گیا ۔ بیلا نے جوگن ہی بنکے زندگی بسر کی اور سادھو کی نا عاقبت اندیشی کا نتیجہ ارباب خرد پر مخفی نہین ہے ۔ تمام شد

پادری صاحب نے کہا ہمکو تو یہ ناول بہت ہی پسند ہے مگر یقین نہین آتا کہ سچا قصہ ہو اگر ناول محض ہے تو نیچر کے خلاف ہے ایسا سودائی کون شوہر ہوگا جو اپنے دوست کو اسقدر موقع دے جسقدر سادھو نے دیئے لاحول ولا قوۃ !!! ہان اگر عاشق اور معشوق کا ذکر ہوتا تو یقین بھی آتا مگر میان کی نسبت کیونکر یقین آسکتا ہے ۔ محال بالکل محال مگر ہان طرز بیان خوب اور مرغوب ۔

فصل ۔ ۹

اتنے مین بھٹیارے کی آواز آئی (خدا کرے یہ قافلہ آج میرا ہی مہمان ہو تو مار گاؤن بغلین بجاؤن) پادری صاحب ناول کو ختم ہی کر چکے تھے کہ یہ آواز آئی پوچھا کون لوگ ہین ۔ کہا (چار سوار مسلح اور درمیان مین ایک مالدار عورت اسپ بیش بہا پر اور سیاہ برقع پوش اور دو سپاہی پیادہ پا) پادری صاحب نے پوچھا کیا قریب ہین ؟ اُسنے کہا دروازے پر آگئے ۔ شہزادی نے بھی برقع پہن لیا اور دشتی تربیت یافتہ خدائی فوجدار کے کمرے مین ہو رہے اتنے مین وہ قافلہ سرا کے اندر داخل ہوا ۔ دیکھا کہ سوار بھی منہ چھپائے ہوئے ہین پہلے سوار اُترے اور انہون نے اُس خاتون عفت مآب کو پشت توسن سے اُتارا اور انکو ایک کرسی پر اسی کمرے کے دروازے پر بٹھایا جسمین دشتی نے پناہ لی تھی اُس زن مالدار نے ایک آہ سرد بھری اور کرسی پر اسطرح متمکن ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ بیمار ہے سپاہی گھوڑونکو اصطبل لیگئے پادری صاحب نے جو انکو اِس بھیس مین دیکھا اور اتنی دیر تک کوئی لفظ انکی زبان سے نہین سنا تو حیرت مین آگر نوکرون کے پاس گئے اور پوچھا کیون بھئی یہ کون رئیس ہین انہون نے کہا یہ تو ہم بھی نہین جانتے مگر صرف اسقدر جانتے ہین کہ جن صاحب نے اس امیرزادی کو گھوڑے پر سے اُتارا وہ اِن سب کے سردار معلوم ہوتے ہین پوچھا یہ امیرزادی کون ہین کہا یہ بھی ہمکو نہین معلوم ۔ ابتک کبھی صورت بھی نہین دیکھی مگر ہان آہ سرد بھرتے اکثر سنا ہے ہم راہ راہ جاتے

تھے کہا فلان مقام تک ہمارے ساتھ چلو ہم تکو خوش کر دینگے۔ پوچھا انکے نام معلوم ہین آپس مین ایک دوسرے کو کیلک گمکے پکارتے ہین جواب یا۔ بات تو کرتے ہی نہین۔ جیپ پیر کا روزہ رکھا ہے صرف ٹھنڈی سانسون کی آواز آتی ہے اور کلیجا پھٹتا ہے۔ عجب نہین کوئی جوگن ہون اس تقریر کے بعد پادری پایٹ سکے آگے معلوم ہوا کہ شہزادی اس خاتون کو مصیبت کی حالت مین دیکھکر انکے قریب گئی اور کہا بہن اگر ہم عورتون سے کوئی مدد ہو سکتی ہے یا ہم کسی کام آسکتے ہین تو حاضر ہین مگر جواب ملا۔ وہ ساکت ہی رہین کہ اتنے مین وہ رئیس جسنے گھوڑا سے اتارا تھا قریب آیا اور کہا آپ بی بی صاحب انسے کچھ نہ کہین یہ نہ بولینگی ہان اگر جھوٹ بات سننے کا آپکو ذوق ہو تو خیر۔ اتنے مین انھنے بھی زبان کھولی اور کہا اب تک مین نے لب تک نہین ہلایا تھا مگر اب نہین رہا جاتا۔ یہ میری سچائی اور راستبازی ہی نے میرے ساتھ کانٹے بوئے کہ اس درجے کو پہونچی اور اس سچائی کی بدولت تم نے میرے ساتھ نرد دغا کھیلی۔

وحشی تربیت یافتہ جو کمرے کے اندر اس زن امیر کی کرسی کے قریب ہی بیٹھے تھے انھون نے جو یہ آواز سنی تو باواز بلند کہا ارے! یہ کسکی آواز ہے۔ یہ کسکی آواز گوش گزار ہوئی! اس زن امیر نے سنکر سخت حیرت کے ساتھ گردن پھیر کر دیکھا اور جس رخ سے آواز آئی تھی ادھر چلی مگر اس امیر مسلح نے زور سے روکا اور اس چھینا جھپٹی مین دونونکا برقع گر گیا۔ اس امیرزادی کو جو لوگون نے برافگندہ نقاب دیکھا تو سمجھے چاند زمین پر اتر آیا۔ نور عالم افروز شہزادی نے جو اس امیرزادی کی مدد کی تو کیا دیکھتی ہے کہ جس شخص نے اسکو جانے سے روکا تھا وہ شہزادی کا میان ہے دیکھتے ہی ٹھنڈی سانس بھر کر گری اور گرتے ہی غش آگیا۔ خلیفہ دوڑے۔ پادری دوڑ پڑے اور برقع ہٹا کر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے چہرے پر دیے۔ برقع کا ہٹنا تھا کہ شہزادی کے میان جو اس امیرزادی کو روکے ہوے تھا اپنی بی بی کو پہچانا اور مثل پیکر تصویر خاموش کھڑا ہوا۔ اب سنیے کہ اس وحشی نے جو یہ آوازین سنین تو باہر نکل آیا اور آتے ہی دیکھا کہ شہزادی تو غش مین پڑی ہے اور اسکی معشوقہ کو شہزادی کا میان دبکے کھڑا ہے۔ تینون ایک دوسرے کو دیکھکر دنگ ہو گئے۔ سب کے پہلے اس وحشی تربیت یافتہ کی معشوقہ زرین کمر نے شہزادی کے میان کی جانب مخاطب ہو کر کہا خدا کیسا مسبب الاسباب ہے اگر تیری خوشامد اور منت وسماجت سے میری نیت ڈانواں ڈول ہو گئی ہوتی تو آج مین اپنے خدا اور اپنے اس پیارے کو کیا صورت دکھاتی شکر ہے کہ میرے پیارے میان کو میری نیکی اور عفت کا پورا پورا ثبوت مل گیا۔)

اتنے مین شہزادی کو ہوش آیا اور اسنے وحشی کی بی بی کی پوری تقریر سنکر کہا۔ اے میرے بیمروت میان طوطے چشم میان اگر اس آفتاب آسمان حسن و خوبی اور مہر سپہر صباحت و محبوبی کے اشعۂ زرنگار رخسار تابان نے تم کو چوندھیا نہ دیا ہوتا تو تم کو پہلے ہی معلوم ہو جاتا کہ مین کمبخت جلی جو تمہارے قدمون کے سامنے پڑی ہون

تمھاری بی بی ہون مین وہ بیکس غریب لڑکی ہون جسکو تمنے خاک سے عالم پاک پر جگہ دی تھی اور اپنی چاہیتی بی بی بنایا تھا۔ خوب یاد رکھنا کہ میری جان چلی جاتی ہے مگر آبرو نہ جانے پائیگی افسوس کہ تم نے میرے ساتھ دغا کی اور میری ذرا قدر نہ کی تم اس حسین عورت کو اپنی بی بی نہین بنا سکتے کیونکہ تمہاری تو مین بی بی ہون اور وہ تمکو میان نہین کہہ سکتین کیونکہ وہ تو اس نوجوان کی بی بی ہین۔ یہ کون بھلمنسی ہے کہ جو تم پر جان دے اور تمہاری مثل خدا کے معاذ اللہ پرستش کرے اسکو تم پیار نہ کرو اور جسکو تمہاری صورت سے نفرت ہو اسکی جوتیان تک اٹھاؤ مجھ می بہو بیٹی کو پھانسے دے کر بے آبرو کرنا رئیسون اور بھلے مانسون کا کام نہین ہے اور نہین تو ظالم مجھے اپنی لونڈی ہی بناکے رکھنا۔ تیری ہو کے اب کسکی ہو کے رہون مین ہرجائی نہین ہون مجھے لوگونکی نظر مین ذلیل و خوار نہ کر ورنہ میرے والدین زہر ہی کھا لینگے۔ اگر اسوجہ سے مجھے چھوڑ دیا کہ میرے والدین امیر اور نامی گرامی نہین ہین تو یہ پہلے ہی سوچنا چاہیے تھا جسکا ہاتھ پکڑا اسکو نباہنا چاہیے۔ عورت کا سب سے بڑا جوہر پاکدامنی ہے خدا کو گواہ کر کے تو نے مجھے اپنی بی بی بنایا ہے ورنہ خوب یاد رکھنا کہ تو خوش نہ رہ سکے گا اور تیرا دل ایسی سرزنش کرے گا کہ کوئی حقا تجھکو اچھا نہ معلوم ہوگا۔

زبان پر یہ تقریر اور آنکھونمین اشک خونین ترجمان دل۔ اسکے ساتھیون تک کا دل بھر آیا اور اسنے جسکی طرف مخاطب ہوکر یہ تقریر کی تھی اسکے دل پر اسقدر اثر ہوا کہ وحشی تربیت یافتہ کی بی بی کو چھوڑ کر اپنی بی بی کی جانب مخاطب ہوا اور کہا تم نے میرے دل پر فتح پائی اور پوری پوری فتح پائی۔

وحشی تربیت یافتہ کی بی بی نے رہائی پائی تو وہان سے قدم اٹھانے ہی کو تھی مگر کمزوری کے سبب سے قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا۔ اتنے مین وحشی نے کہا پیاری بی بی خدا نے بعد مدت اب پھر یہ دن دکھایا تم میری بغل مین آئین اور مجھے تمنے پورا یقین دلایا کہ تمکو جسقدر نیک مین سمجھتا تھا اسی قدر پایا۔ اسکی بی بی نے پہلے تو آواز پہچانی اور بعد ازان غور سے دیکھا اور ایک دفعہ ہی لپٹ کر کہا خدا کا شکر ہے پیارے کہ تمہاری لونڈی اب پھر تمھاری آغوش مین ہے جسکو اسکی آنکھین مدت سے ڈھونڈھتی تھین اور جسکے دیکھنے کو ترستی تھین اب پھر حق بحقدار رسید۔ شہزادی اور انکے میان وحشی اور انکی بی بی اور کل حاضرین و ناظرین کو اتنا سے زیادہ حیرت تھی کہ واقعات چشم دید ہین یا کوئی قصہ یا ناول پڑھ رہے ہین۔ چار بچھڑے ہوون کو خدا نے بہم ملایا۔ وحشی اور وحشی کی بی بی کے عاشق مین تلوار کھینچنے ہی کو تھی اور دونون آمادہ تھے کہ ایک دوسرے کا خون کرین اور جان لین مگر انکی بیبیون نے اپنے اپنے میانکو گلے لگا کر اور بوسے لیکر باز رکھا اور ادھر خلیفہ اور پادری اور سوارون اور بدھو نفر نے دونون کو سمجھایا کہ اب اپنی اپنی بی بی پا گئے اب کا ہے کا جھگڑا ہے پادری صاحب کی تقریر فصاحت تخمیر نے ان دونون کے دل پر جادو کا اثر کیا انھون نے کھلے غافلو تنہا نہین

سوچتے کہ کل کاروائی منجانب اللہ ہوئی ہے ورنہ تم کہان تمہاری بی بی کہان یہ مقام کہان ہم سب کہان - خدا کا شکر ادا کرو اور بقیۂ عمر مستعار کو میان بی بی خوش خوش بسر کرو کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے شہزادی کے میان کا بھی دل اپنی حماقت اور جہالت کی حرکت سے بھر گیا - اور اُسنے کہا اے میری پیاری بی بی میری خطا معاف کرو

	ہوا جو کچھ وہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ	کہان تلک کوئی رویا کرے گڑا دل کا	

اب از براے خدا اٹھو اور لیٹ جاو - پیاری جانی کا اپنے میان کے قدمون پر گرنا اچھا نہین معلوم ہوتا مین اپنی خطا کا خود معترف ہون خدا کے لیے تم زبان طعن نہ دراز کرنا ہم خود منفعل ہین -

	ہر کہ از تقصیر خود شد منفعل	آب رحمت از جبین خویش یافت	

ایکدفعہ ذرا اس زن خوبرو کو بھی دیکھ لو کہ اب وہ اسوقت کسقدر خوش ہے ہمکو تم ملین اور اسکو وہ ملا جسکے لیے وہ اپنی جان تک دینے کو تیار تھی بس اب مل ملکے لطف اٹھاو - یہ کہکر اپنی بی بی کو اس زور سے لپٹایا اور اسقدر بوسے لیے اور اسقدر اشک چشم تر سے روان ہوئے کہ انکی بی بی نے قسم کھا کر کہا اب مجھے کامل یقین ہوگیا کہ تم کو میری پھر وہی محبت دل مین پیدا ہوئی ہے - الغرض کچھ عجب سمان تھا پہلے تو دو قافلے سرا مین تھے ایکدوسرے سے اجنبی پھر سب نے باہم ایکدوسرے کو پہچانا پھر میان بی بی کہ جو کہ ملے پھر حیرت اور مسرت ہوئی تلوار چلنے کی نوبت نہ آئی پھر نکچر بازی ہوئی اب پھر ملے اور ان سب باتونکے بعد نہ فقط میان بی بی بلکہ کل گروہ کا گروہ فرط طرب سے بہت رویا ان مین میان بدھو نفر کو اس بات کا رونا تھا کہ حبشستان کی بادشاہی ہاتھ سے گئی گذری تھوڑی دیر اپنی اپنی سرگذشت سب نے بیان کی کسی نے کہا ہم مار ڈالنے کی فکر مین تھے کسی نے کہا ہم اپنی جان پر کھیلنے والے تھے کسی نے اپنی بیماری کی دردناک کہانی بیان کی کسی نے اپنی انتہا سے زیادہ مصیبت اور بدنامی کا حال کہا - الغرض اپنی اپنی بیتی سب نے کہہ سنائی شہزادی کے عاشق نے اپنے حال کے آخر مین کہا کہ مین گھر مین گھس کے اس عورت کو نکال لایا اسکو غش آگیا تھا اور جب غش جاتا رہا تو مارے رنج اور غصہ کے ابتک ایک لفظ اسنے زبان سے نہ نکالا بجز گریہ و زاری اور اختر شماری کے شدہ شدہ ہم لوگ اس سرا مین داخل ہوے سرا مین کیا ہم تو اپنے نزدیک داخل بہشت ہوے کیونکہ یہان کل مصیبتین اور تکلیفین اور رنج و غم کا خاتمہ ہوگیا - اللہ باقی و الکل فانی ی

فصل ۱۰

میان بدھو نفر سلمہ اللہ الاکبر دل ہی دلمین سوچتے تھے کہ کسی کو بی بی ملی کسی کو میان - مگر ہم موچی کے موچی ہی رہے اور اقاے نامدار کو خبر ہی نہین کہ بیل کی دم کدھر ہوتی ہے وہ جنکا سر بھی بزور سحر لوگون نے غائب کر دیا اور وہ حبشستانکی شاہی بھی غت ربود ہوگئی اور غلامان حبشی کی صورت بھی نہ دیکھنے مین آئی - وہ دونون

میان بی بی بھی دل مین سوچتے تھے کہ یا الٰہی یہ خواب تو ہم نہین دیکھ رہے ہین۔ ؎ - انچہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بہ خواب + پادری صاحب نے ان سب کو مبارکباد دی اور کہا مین بھی خوش ہون کہ آپ لوگون نے مدت کی کاہش کے بعد آج یہ روز خوش دیکھا سب سے زیادہ خوش بی بھٹیاری تھین کیونکہ ان لوگون نے وعدہ کر لیا کہ خدائی فوجدار کی حماقت سے جو نقصان ہوا تھا اُسکا پورا پورا معاوضہ دیا جائیگا۔

میان بدھو بادشاہی کو ابتک رو رہے تھے خدائی فوجدار خواب غفلت سے بیدار ہوے تو بدھو نفر رینگتے ہوے انکے پاس گئے کہا حضور ابھی ناحق بیدار ہوے۔ آپ گھوڑے بیچ کے سوتے رہیے بس۔ یہ جن سے جنگ و جدل کیجیے نہ شہزادی کو بادشاہی دیجیے یہان کل امور کا تصفیہ یونہی ہو گیا۔ خدائی فوجدار بولے ہم کو خوب معلوم ہے کہ ہم سے اور اُس جن سے بڑی سخت جنگ ہوئی اور ہم نے اسکا سر اڑا دیا اور خون کی ندیان جاری ہو گئین۔ بدھو نفر تو کل حال سے واقف ہی ہو گئے تھے جل کے کہا خون نہین یون کہیے کہ لال شراب کا سا لہو تھا۔ اب سنیے کہ وہ جن نہ تھا چمڑے کے بورے تھے اور جسکو حضور خون سمجھتے ہین وہ شراب کی گیلن تھی فوجدار غنا گئے کہا کیا بکتا ہے۔ بدھو نے کہا ذرا اٹھ کے اپنی حماقت کو ملاحظہ تو فرمایے فوجدار بولے تو پھر اُس مرتبہ کی طرح ابکی بھی جادو کا طلسم ہے۔ اچھا کپڑے لاؤ تو دیکھون کہ شہزادی اور جن اور خون کو ساحرون نے کیونکر بدل دیا اور اسقدر کایا پلٹ کر دی۔

یہ تو کپڑے پہننے لگے اور ادھر پادری صاحب نے کل گروہ نو سے جو ناواقف تھے فوجدار کی حماقت اور بیوقوفی کا حال بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ انکو شہزادی بنا کے لیے جاتے تھے کہ راہ مین فوجدار کو انکے مکان پر قید کر دینگے۔ جن لوگون کو اس سڑی سودائی کا حال نہین معلوم تھا وہ بڑے متحیر تھے کہ واہ عجب سودائی ہے سودائی نے کہا ہم اب شہزادی کی جانب سے اپنی بی بی کو شہزادی بنا دینگے (اس مقام سے ہم سودائی کے لفظ کی جگہ فرخ استعمال کرینگے اور انکی بی بی کو جمیلہ کہینگے) شہزادی کے میان نے کہا (ہم خود یہ کارروائی دیکھنا چاہتے ہین اور ہماری بی بی بھی ہمراہ چلینگی۔ کسقدر فاصلہ ہو گا) لوگون نے کہا کوئی دو دن کی راہ۔ اُسنے کہا کچھ پروا نہین چاہے جسقدر فاصلہ ہو۔ ؎ - در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست -

اتنے مین حضور خدائی فوجدار بر آمد ہوے اوجی بنے ہوے از سر تا پا مسلح۔ اور ہتھیار بھی اللہ کی عنایت سے خاص راجس کے ہاتھ کے بنے ہوے ایک سے ایک بڑھیا جن لوگون نے انکو نہین دیکھا تھا انہون نے حیرت کے ساتھ انپر نظر ڈالی اور آپ یون گویا ہوے (اے شہزادی حسینہ و جمیلہ۔ نازک اندام و گلفام۔ میرے رفیق نے مجھ سے بیان کیا کہ جادو کے زور سے آپ بالکل مسخ ہو گئین۔ کہان تو اتنی بڑی سلطنت کی ملکہ دیجاہ تھین اور کہان اب ایک معمولی شریف زادی بن گئین اگر آپکے پدر مبرور نے مجھے کم طاقت سمجھکر اس امر کی پیشین گوئی کی

تو بڑی غلطی کی سب سے دیکھا کہ مین نے ایک بہت بڑے دیو بڑے جن کو تہ تیغ کیا۔ اسپر بھٹیار البول اٹھا دیو کو نہین شراب کے بورون کو تہ تیغ کیا۔ یون کہو شہزادی کے میان نے بھٹیارے کو ڈانٹا کہ تم خاموش ہو جی وہ چپ ہو رہا۔ فوجدار نے سلسلۂ سخن یون شروع کیا کہ خوب یاد رکھو کہ مین اپنی اس شمشیر بران سے کوہ البرز تک کے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہون مین تمہارے دشمن دیو اہرمن کا سر کاٹ کے تمکو سلطنت پر بٹھا دونگا اور یہ سب کارروائی چند ہی روز مین ہو جائے گی۔

فوجدار نے سکوت اختیار کیا۔ شہزادی تو جانتی تھی ہی کہ انکے میاں کی یہی مرضی ہے کہ فوجدار کو اسکے گھر تک پہونچا کے راہ راست پر لائین۔ اُسنے یون جواب دیا۔ اے فخر یلان نامی گرامی جسنے آپ سے کہا کہ مین مسخ ہو گئی ہون وہ جھوٹ بولا مجھے آپ کی تیغ خارا شگاف اور شمشیر خوش غلاف پر بھروسہ ہے پس آپ پر فرض ہے کہ میرے والد مرحوم کی پیشین گوئی کے مطابق میری کمک کیجئے اور خدا آپ کو اسکا اجر دیگا آپ ہی کی بدولت آج میری خوش نصیبی کا ستارہ چمکا اب بھی اپنی کامیابی کا آپ کی جوان مردی اور خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتی ہون۔

یہ فقرہ سنکر فوجدار آگ ہو گئے اور کہا او سور کے بچے بدہو نفر کے نیچے۔ گدھے کے بچے اس ملک بھر مین تجھسا ساگدھا۔ اور بجوڑا اور خجلا اور کوئی نہین ہے۔ ابے پاجی دروغ گو تونے مجھ سے ابھی آگے کہا کہ شہزادی مسخ ہو گئی اور یہ کون ہے۔ ایک روز اسقدر مارونگا کہ بھرتا بنا دونگا اور پھر کبھی کسی کی جرأت نہوگی ہمارے پیشے کے بہادر کے سامنے کوئی جھوٹ بول سکے۔ بدھو نے کہا سرکار شہزادی اور امیرزادی اور مسخ ہونے کا حال ہم نہین جانتے مگر اتنا تو غلام ضرور جانتا ہے کہ سر جو حضور نے کاٹا تھا وہ شراب کے بورے کے چرڑے تھے اور سرخ شراب سے کمرا بھر تالاب شراب بن گیا تھا۔ جب میان مالک سرا کو معاوضہ دینا پڑے گا تب قلعی کھلیگی۔ اب رہا شہزادی کی نسبت خدا کرے یہ سچ ہو اور اینجانب کو بھرپور معاوضہ ملے خدائی فوجدار نے کہا تم بدھو بڑے گدھے ہو۔ بے ادبی معاف کیجیے گا۔ شہزادی کے میان نے کہا چونکہ شہزادی کی رائے ہے کہ آج عرصہ ہو گیا کل سفر پر روانہ ہونگے لہذا آج کی شب مزے اور مذاق مین صرف ہو۔ صبح کو ہم سب خدائی فوجدار کے ہمراہ رکاب روانہ ہونگے اور اپنی آنکھون انکی بہادری کا حال دیکھینگے اور امید ہے کہ عش عش کرنے لگینگے۔ فوجدار نے جواب دیا۔ حضرت اصل مین ہم آپکے ہمراہ ہین نہ کہ آپ ہمارے ہمراہ۔ انشاء اللہ آپ لوگ محروم نہونگے ہان یا تو جان ہی جائے گی یا اُسی کا سر کاٹینگے۔ ع ۔ بیدل نیم ہنوز بہ بینم چہ میشود خدا مالک ہے خدائی فوجدار اور شہزادی کے شوہر عالی وقار مین خوب بنی اور لطف و اخلاق کی باتین ہوئین مگر ایک مسافر کے آنے سے ذرا سب کی قدر جھجکے بینگون کوٹ۔

زیب بدن۔ سفید شرٹ اور لمبی ٹوپی۔ بھوری جراب اور تیز اور خوش غلاف شمشیر بران کمر سے لٹکتی ہوئی اُسکے بعد ایک قاطر پر ایک زن نکہ نو عمر آئی۔ برقع پوش از سرتا پا۔ مرد کوئی چالیس برس کا ہمراہ تھا ہاتھ پانؤن خوبصورت ریش یکمشت موچھین بڑی بڑی۔ اگر پوشاک اچھی پہنے ہوتا تو معلوم ہوتا کہ کوئی رئیس ہی۔ آکے کہا رہنے کی جگہ دو۔ سُنا سرا ہین مسافر بھرے ہوئے ہین اس سے ذرا تردد سا ہوا۔ اس عورت کو قاطر سے اُتارا شہزادی اور جمیلہ اور بھٹیاری اور اُسکی چھوکری اس عورت کی انوکھی پوشاک دیکھکر جو بیشتر اُنھون نے نہین دیکھی تھی اِسکے قریب آن کے کھڑی ہوگئین۔ شہزادی نے جو بڑی خلیق اور مہمان نواز تھی دیکھا کہ یہ دونون جگہ نہ ملنے کے سبب سے پریشان ہین تو یون مخاطب ہوئی کہ آپ کچھ تردد نہ کیجیے اگر جگہ نہ ملی تو ہم آپ کو اپنے کمرون مین جگہ دینگے سرا مین کبھی کبھی مسافرون کی کثرت کے سبب سے جگہ کی قلت ہو ہی جاتی ہی۔ اُسنے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر اشارون سے ادب کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ اس سے وہ سب سمجھ گئین کہ یہ ہماری زبان اچھی طرح سے بول نہین سکتی۔

اتنے مین وہ مرد جو جگہ کی تلاش مین گیا تھا آگیا اُسنے کہا بیبیو۔ یہ ہماری زبان نہین سمجھ سکتین سوا اپنے ملک کی زبان کے اور کوئی زبان نہین بول سکتین اسی سبب سے خاموش ہین اور جو کچھ آپ نے دریافت کیا اُسکا جواب یہ نہ دیسکین انھون نے کہا ہمنے اُنسے صرف یہ کہا کہ اگر یہان جگہ نہ ملے تو ہمارے ساتھ شب باش ہو جیسے ہم جہان خود رہینگے وہان یہ بھی رہینگی ہمپر مہمان نوازی فرض ہی یہ بھی عورت ہین ہم بھی عورت ہین۔ اسنے کہا مین اپنی اور انکی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون یہ اخلاق جو آپ نے ظاہر کیا آپ کی شان کے شایان ہی۔ شہزادی نے کہا اگر مضائقہ نہو تو ایک امر دریافت کرون یہ مسلمان ہین اِسنے کہا قطع وضع سے تو معلوم ہوتا ہی شہزادی نے کہا اگر نہین ہین تو ہونے والی ہین اِسنے جواب دیا کہ جی ہان جب سے یہ اپنے وطن سے روانہ ہوئی ہین تب سے موقع نہین ملا۔ مگر انشاء اللہ جلد مشرف ہونے والی ہین اور اس شان کے ساتھ مشرف ہونگی جو انکے شایان ہی آپ بھی انکی علوے شان سے واقف نہین ہین میرے اور انکے مسافرانہ لباس پر نہ جایئے سب کو دلی خواہش ہوئی کہ اس عورت کے حال سے آگاہی حاصل کرین شہزادی اِسکو اپنے کمرے مین لیگئی اور وہان جا کے نقاب اُلٹی تو اس شعر کا مصداق پایا۔

نقاب اُس بت کے چہرے پر پڑی ہی	قیامت آڑ مین اُسکے کھڑی ہی

نور کا عالم نظر آیا شہزادی اور جمیلہ دونون غش غش کر گئین اور باہم کہا کہ یہ تو بعض بعض امور مین ہم سے بھی بڑھ گئی ہی حسن کے سبب سے کل ناظرین وحاضرین اس قوس ابرو کے ساتھ بلطف وتواضع پیش آنے لگے نام دریافت کیا تو اُسنے کہا بیلے۔ جمیلہ نے فرط محبت سے اُسکو لپٹا لیا اور شہزادی نے چوم لیا

شہزادی کے میان نے کھانا سرائے مین پکوایا تھا سب نے ملکر کھایا اور **خدائی فوجدار** کو صدر مین جگہ دی انکے قریب شہزادی بیٹھی۔ اسکے بعد جمیلہ اور لیلے اور اسکے بعد پادری صاحب اور اُسکے بعد لیلی کا ساتھی اور خلیفہ کھانا بھٹیارے نے اپنے امکان تک عمدہ پکوایا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سب سے زیادہ لطف اسمین آیا کہ **فوجدار** نے ایک بڑے معرکہ کی اسپیچ دی۔

(اسمین کوئی شک نہین کہ جس معزز پیشۂ نامور کا مین ایک ناچیز ممبر ہون اُس سے زیادہ معزز اور کوئی پیشہ روے زمین پر نہین ہی۔ دیکھیے کس شان کے ساتھ ہم لوگ اس قلعہ برین مین متمکن ہین اور یہان کا گورنر کسقدر اعزاز ہمارا کرتا ہی اور یہ شہزادی جو میرے روبرو ہے کس دبدبہ اور طنطنہ کی عورت ہی اور مین **خدائی فوجدار** کس شان کا اِل نامدار دام بالافتخار ہون جسکی توصیف کا آوازہ دور دور تک گیا ہی اور جو ساری خدائی مین شہرۂ آفاق ہی۔ خطرے کو ہم کوئی شی سمجھتے ہی نہین کہ خوف اور خطرہ کس شی کا نام ہی ہم صاحب السیف و القلم ہین صاحب سیف بھی اور صاحب قلم بھی۔ اگر کوئی قلعہ چوطرفہ سے محصور ہو تو اُسکو غنیم سے بچانا ہر فرد بشر کا کام نہین اسکے لیے دماغ کی ضرورت ہی صرف سپہگری اور اُجڈ پنے سے کام نہین نکل سکتا ع۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے فوج کے جنرل کو بڑا عالم ہونا چاہیے۔ جو لوگ علوم و فنون مین اعلےٰ درجہ کا تجربہ رکھتے ہین اُنکی ہمارے مقابل مین کیا حقیقت ہی۔ پادریون کا اسمین ذکر نہین ہی۔ اُنکے تقدس کے سبب سے اُنکا ہم مقابلہ نہ کرینگے مگر ہم جرنیلون پر فرض ہی کہ صاحب سیف ہونے کے علاوہ صاحب قلم بھی ہون۔ اگر کسی دریا کا پل بنانا ہو اور ہم انجنیری سے ناواقف ہون تو جرنیلی مین بٹا لگ گیا۔ اگر دماغ صحیح نہین تو وغا کے وقت سوجھ بوجھ اچھی نہ ہوگی۔ ہمارا پیشہ یہ ہی کہ ظالم کسی پر ظلم نہ کرنے پائے اور مظلوم کو نہ ستائے۔

ای زبردست زیر دست آزار	گرم تا کے بماند این بازار
بہ چہ کار آید جہاندارى	مردنت بہ کہ مردم آزارى

اسی سے تو ہم **خدائی فوجدار** ہین کہ بلا نفع صرف خدا کی راہ پر جان دینے پر آمادہ اور تیار ہو جاتے ہین۔ اس سے زیادہ معزز اور کون پیشہ ہو سکتا ہے خدا سے ہم لوگ دعا مانگتے ہینکہ۔

ای خداے دو جہان بہر غلامان رسول	گوشۂ چشم سوے گوشہ نشینان خمول

ع۔ بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت +

صدقے اس بندہ نوازی کے تری ہم جائین	باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و مشفق

جنگ کو لوگ بہت برا سمجھتے ہین مگر اصل مین جنگ کو صلح اور امن و امان کی کنجی سمجھنا چاہیے۔

الغرض خدائی فوجدار نے اس خوش اسلوبی کے ساتھ اسپیچ دی کہ اکثر سامعین کے دلون پر یقین ہوگیا کہ یہ دیوانہ نہین - دیوانون کی یہ تقریر نہین ہوا کرتی ہی یہانتک کہ بعض سپاہی پیشہ آدمیون کو شک کی جگہ پورا الیقین ہوگیا کہ یہ واقعی لجرا قابل آدمی ہی -

اسکے بعد خدائی فوجدار نے یون کہنا شروع کیا حضرات طالب علم کو اگر دقت ہی تو یہ ہی کہ اول تو یہ بیچارے مفلس ہوتے ہین انکا افلاس انکو تباہ کردیتا ہی کبھی فاقے خان سر پر کھڑے ہین کبھی کپڑے ملتے ہوتے تو کبھی جڑاول کا بنانا مشکل ہوجاتا ہی لیکن اگر صاحبان سیف سے مقابلہ کیجیے تو طالب علم کی سختیون اور مصیبتون کی کوئی اصل و حقیقت نہین ہی -

فصل ۱۱

اسقدر تقریر اتنی دیر تک کرکے اب ذرا خدائی فوجدار سلمہ اللہ الغفار نے دم لیا اور اسکے بعد پھر یون ارشاد فرمایا - مانا کہ طالب علم مصدر دائرہ افلاس ہوتے ہین مگر سپاہی بیچارہ تو اور بھی مفلس ہوتا ہی یا یون کہین کہ مفلس کو بھی سپاہی کا افلاس دیکھکر شرم آتی ہی - تنخواہ قلیل اور وہ بھی وقت پر نہین ملتی اور اگر ملی بھی تو -

میری تنخواہ مین تہائی کا
ہوگیا ہی شریک ساہوکار

ہان اگر جنگ کے بعد لوٹ مار ہوئی اور کچھ ہاتھے چڑھا تو شیر مادر ہی ورنہ فاقے خان سر پر گھڑی ہر موجود مزاج پرسی کر رہے ہین - سردی سے دانت کڑکڑاتے ہین اور سپاہی بیچارہ میدان جنگ مین قضا سے دو چار ہو رہا ہی - گرمی وہ کہ چیل انڈا چھوڑتی ہی اور یہ آگ کے منھ مین ہین - دن ہو چاہے رات ان کو یکسان ہی اور جوا کے ذراسی گولی لگی اور ذرا غفیل ہوگئے تو بس گئے ہی گذرے - ابکوئی پوچھنے والا نہین طالب علم کو ان باتون سے کیا واسطہ ہی وہ اپنی گون پھڑکاتے پھرتے ہین اور بیٹھے تنخواہین پاتے ہین طالب علم سے سپاہی پوچھ سکتا ہی کہ -

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
بندۂ بارگاہ سلطانیم

من ز خدمت دمے نیاسودم
گاہ بیگاہ در سفر بودم

نہ تو رنج آزمودۂ نہ حصار
نہ بیابان و راہ و گرد و غبار

قدم من بسعی پیشتر است
پس چرا راحت تو بیشتر است

تو بر بندگان مہروئی
با کنیزان یاسمن بوئی

من فتادہ بدست شاگردان
بسفر پائے بند و سرگردان

اسکے علاوہ اور بھی کئی وجوہ ہین جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب سیف کو صاحب قلم پر ترجیح ہی۔ ابتک اس امر کا قطعی طور پر فیصلہ نہین ہوا کیونکہ دونون فریق اپنے اپنے دلائل قاطعہ پیش کرتے ہین اور اسی سبب سے بات بڑھتی ہی۔

تقریبا اختلاف ہین کیونکر بڑھے نہین		ہندو پڑھے نہین کہ مسلمان پڑھے نہین

اہل قلم کہتے ہین کہ انتظام دنیا اُنکے بنائے ہوے قوانین اور وضع کیے ہوے آئین پر منحصر ہی لہذا اُنکو اہل سیف پر ترجیح ہی اور ہم کہتے ہین کہ آپ لاکھ دس قانون وضع کیجیے ہیچ نمی شود۔ اگر رعایا اُنکی پابندی نہ کرے تو فوجی کارروائی کی ضرورت ہو یا نہو۔ لہذا تلوار کو قلم پر ترجیح ہی وہو المراد۔ مانا کہ عالم و فاضل ہونے کے لیے محنت مشقت شب بیداری درکار ہی مگر سپاہی کو اس سے کہین زیادہ محنت کرنی پڑتی ہی تب کہین جا کے سپاہی ہوتا ہی اور اس سے بڑھ کر فضیلت اور شرافت اور کیا ہوگی کہ سپاہی ہر دم جان بکف رہتا ہی اِدھر بگل ہوا اور اُدھر وہ لیس۔ فرض کرو کہ سپاہی کو حکم دیا گیا کہ فلان قلعے کے پھاٹک پر کھڑے رہو وہ ہتھیار لگائے بندوق چھتیائے سنگین چڑھائے رپ رپ کر ٹہل رہا ہی اُسکو معلوم ہی کہ جہان وہ کھڑا ہے وہان غنیم نے نیچے سرنگ لگائی ہی اور اب تھوڑی دیر مین وہ اُڑا ہی چاہتا ہی مگر اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا کہ سپہگری مین بٹا لگ جائیگا مرنا قبول مگر بھگوڑون کی فہرست مین نام لکھوانا نہین منظور۔ ہان صرف اتنا ہو سکتا ہی کہ اپنے افسر کو اطلاع دے مگر خود ہر دم تیار رہے کہ سرنگ سے بارود اُڑی اور مع قلعے کے زمینون کے اُڑ کے آسمان پر پہونچا اور وہان سے گرا تو تحت الثرے کی خبر لی اور اس سے بچ گیا تو میدان جنگ مین شمشیر کی چمک ہے یا توپ دھرتی دھمک ہے یا گرد وہ بجلی کڑک ہے غنیم کا نیزہ جگر کے قریب ہے۔ گولی سن سے نکل گئی۔ بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی۔ ایک دن چھری گلے پر پھیری ہی جائیگی مگر با اینہمہ وہ اپنے نام کے لیے آگ مین پھاندنے تلوار کے منھ چڑھنے کو معراج سے کم نہین سمجھتا۔ اور سب سے بڑھ کے لطف یہ ہی کہ اِدھر ایک گرا اُدھر دوسرے نے اُسکی جگہ لی اور اگر وہ بھی غرق بحر فنا ہوا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو فوراً ایک اور آ گیا اور اسی طرح سلسلہ برابر قائم رہتا ہی۔ ان آلات جدیدنے اور بھی سپاہی کی جان پر ظلم ڈھایا ہی۔ کوسون کی خبر لاتے ہین۔ تارے آسمان سے اُتارتے ہین۔ ان آلات جدیدنے یہ ستم ڈھایا کہ بوڑھے سے بودا اور بزدل سے بزدل آدمی جیبٹ ہے بڑے بڑے نامی بہادرون کو کمینگاہ سے مار ڈالے۔ لاحول ولا قوۃ!! خدا ان آلات کے موجدون کو غارت کرے۔ انسان بے سان و گمان کھڑا ہوا ہی اور سن سے ایک گولی خدا جانے کہان سے آئی اور ہاتھی اور شیر تک کا کام تمام کر دیا۔ اور ایسے ایسے بہادرون کی جان لی جو بنی نوع انسان کے فخر و افتخار تھے مجھے افسوس ہی کہ اس پاجی پنے کے زمانے مین مین نے اس پیشہ کو کیون اختیار کیا افسوس؟

اس بات کا ہی کہ ذراسی بارود یا ننھی سی گولی میری جان لینے کے لیے کافی ہی ایک ذراسی گولی اگر اینڈی بینڈی لگی تو جان سن سے نکل جائے اور وہ نام نیک جو مین اپنی قوت بازو سے حاصل کر سکتا ہون اُسکے حاصل کرنے سے محروم رہون مگر اس بات سے البتہ تسلی ہوتی ہی کہ آجتک تمام روے زمین پر میرا سا بہادر یل نامدار نہین پیدا ہوا۔ اور نہ کسی نے اسقدر سختیان اور مصیبتین برداشت کین۔

اور سب لوگ تو کھا رہے تھے اور خدائی فوجدار بڑھ بڑھ کے باتین بنا رہے تھے بدھو نے کئی بار کہا کہ خدا کے واسطے کھانا تو کھائیے۔ تقریر کرنے کو ابھی بڑا وقت ہی مگر وہ سننے کسکی تھے۔ لاحول ولاقوۃ۔ ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔ سامعین کو اس اسپیچ کے سُننے سے اور بھی رنج ہوا کہ ایسا عالم آدمی اور دماغ کا یہ حال اور سب باتون مین صحیح المزاج مگر بس ایک امر مین سودائی۔ پادری صاحب نے کہا حضرت گو مین صاحب قلم اور اہل علم و ہنر کا غلام ہون سپاہی نہین ہون مگر آپ کی اس راے سے مجھے اتفاق ہی کہ قلم پر تلوار کو ترجیح ہی۔

کھانا کھانے کے بعد جب دسترخوان بڑھایا گیا تو بھٹیارن اور اسکی لڑکی نے وہ کمرہ مستورات کے لیے آراستہ کیا جسمین خدائی فوجدار کا پلنگ پہلے بچھا ہوا تھا اور ادھر شہزادی کے میان نے لیلی کے ساتھ جو مرد تھا اُس سے کہا کہ یار اپنی سرگذشت بیان کرو کہ ذرا دل بہلے اسنے کہا تعمیل ارشاد حب الالتقیاد مین کوئی عذر نہین مگر شاید میری سرگذشت بہت دلچسپ نہو۔ بہرکیف مین ضرور عرض کرونگا۔ پادری اور شہزادی اور جمیلہ نے اُنکا شکریہ ادا کیا اور کہا بسم اللہ۔ کان ہین مشتاق کچھ فرمائیے۔ اسنے کہا ضرور عرض کرونگا۔ آپ کے ذراسے اشارے کی دیر ہی اور میرا حال ایک سچا واقعہ ہی کوئی کہانی تو ہی نہین کان دھر کے سنیے۔ بس سب ہمہ تن گوش ہوے اور اس شخص نے فصاحت بیانی کے ساتھ اپنی سرگذشت یون سُنائی۔

فصل - ۱۲

کوہ ہماچل کی چوٹی کے پاس ایک قصبہ واقع ہی۔ سبز شہر۔ میرے آبا و اجداد کا یہی شہر ملجا و ماوا تھا مگر ہم لوگ زر و زیور اور دُر و دینار و درم مین اسقدر خوش نصیب نہ تھے جسقدر قدرت نے ہمکو حسامند کیا تھا۔ والد بزرگوار نے اپنے خاندان مین سب سے زیادہ روپیہ پیدا کیا مگر سب اُڑا دیا اور اس نا عاقبت اندیشی کا سبب یہ ہی کہ وہ لڑکپن سے سپاہی پیشہ تھے کیونکہ سپہ گری وہ پیشہ ہی جسمین غریب تک فیاض ہوتا ہی اور فیاض تباہ حال سپاہیون مین شاذ ہی ایسے ہین جو فضول خرچ نہ ہوتے ہون۔ میرے آبا و اجداد بڑے فضول خرچ تھے اور ظاہر ہی کہ جن لوگون کی شادی ہوگئی ہی اور جو صاحب اولاد ہین اُنکا فضول خرچ ہونا ستم کا سامنا ہی۔ اور اُنکے بال بچون کی بڑی شامت ہی۔ میرے باپ کے تین لڑکے تھے اور تینون بالغ۔ والد نے یہ راے قائم کی کہ وہ اپنا مال اور اسباب تقسیم کر ڈالین۔ ایک دن اُنھون نے تینون لڑکون کو بلوایا اور یون تقریر کی

اِس بات کے کہنے کی تو مجھے کوئی ضرورت نہین کہ مجھے تم سے بڑی محبت ہی کیونکہ تم میرے لخت جگر اور نور بصر ہو
آج مین سوچا کہ مجھے زیبا نہین ہی کہ تمھارے لیے کچھ چھوڑ نہ جاؤن اور سب مال اُڑا دون - تم تینون بالغ ہو اور
کوئی پیشہ یا نوکری اپنی مرضی کے موافق کر سکتے ہو تاکہ عزت اور توقیر کے ساتھ زندگی بسر کرو مین اپنی جائداد
کے چار حصہ کرتا ہون ایک حصہ مین لونگا تاکہ بقیہ زندگی بسر کردن اور تین حصہ تم تینون کو دونگا مساوی برابر مثل
مشہور ہی کہ تین معزز پیشے ہین - یا تو چرچ کی نوکری کرے یا سمندر اور جہاز کے ذریعے سے سوداگری کو ترقی دے
یا بادشاہی ملازمت اختیار کرے - بادشاہ کی ملازمت مین اگر مقرب سلطانی ہو جائے تو سگ حضور بہ از برادر
دور اب ہماری صلاح یہ ہی کہ تم مین سے ایک تو علم و فضل کے مسلک کا سالک ہو - ایک سوداگری کرے
اور ایک شاہی فوج مین ملازمت کرکے بادشاہ وقت کے کام آئے اور دولت اور مال سے مالا مال ہو جائے -
تین دن کے اندر تم کو تمھارا حصہ ملجائیگا اب یہ بتاؤ کہ تم میری صلاح کو پسند کرتے ہو یا ناپسند سب سے پہلے مجھے
حکم ہوا کہ تم بڑے لڑکے ہو جواب دو - مین نے کہا ہم لوگ اپنے اپنے سمجھ لینگے آپ خوب دل کھولکے صرف کیجیے
اور اگر ہم پر فرض ہی کہ اسکا ضرور جواب دین تو بندے کو سپاہ کی نوکری پسند ہی - خدا اور بادشاہ دونون کی خدمتگزاری
کرون منجھلے بھائی نے کہا مجھے سوداگری پسند ہی - اور سب سے چھوٹے بھائی نے چرچ کی نوکری پسند کی - والد
نے بغلگیر ہونے کے بعد ہم سب کو مال اور جائداد اور اسباب تقسیم کردیا اور ہمارے چچا نے سب جائداد ہم سے
مول لے لی تاکہ آبائی جائداد ایک ہی مین رہے سب بھائی والد سے رخصت ہوئے مگر مین نے اپنے حصے
مین سے ایک حصہ والد کو واپس دیا اور ایسا ہی میرے دو اور بھائیون نے کیا - بندہ ایک جہاز پر وطن سے
چلا اور بائیس ۲۲ برس سے نہ باپ کا حال معلوم ہی نہ بھائیون کا صدہا خطوط بھیجے مگر جواب ندارد - اب میری
بیتی سُنیے کہ مجھپر کیا گذری -

مین نے فوج مین نوکری کی اور نوکر ہوتے ہی کئی لڑائیون مین نام کیا اور کچھ دن بعد سُنا کہ بہت بڑی
جنگ عظیم کی تیاریان ہو رہی ہین مجھ سے صیغہ جنگی نے وعدہ کیا کہ اگر موقع ملیگا اسمین مین کپتان کا عہدہ پاؤنگا
الغرض کئی جنگون مین اس مہم کے بعد بھی مین شریک ہوا اور کئی فتح پائین اور فوج پیادہ کا کپتان مقرر ہوا
خوش نصیبی سے یہ عہدہ معزز پایا ورنہ مجھ مین اتنی لیاقت کہان - جنگ بحری و بری دونون مین ہمارے بادشاہ نے
سرخروئی حاصل کی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ خطاب اور تمغون کے عوض ہاتھون مین ہتھکڑی پڑ گئی اور پانو
مین بھاری زنجیر - مجھے غنیم نے گرفتار کر لیا اور میرے سپاہی میری کمک نہ کر سکے - چار دن تک بحری اور بری
جنگ مین میری فوج کامیابی کے ساتھ لڑی - اور کئی بار غنیم کے نشان اور پھریرے چھین چھین لیے - ہماری
فوج ایسے ایسے مقامون پر گئی جہان کوئی اور سپاہی وقت سے جا سکتے - پہاڑون پر چڑھنا اور دریاؤن کے

جل بُنانا اور آگ بین پھاند پڑنا اور توپون کے منھ بین چلے جانا اُنکا ادنی سا کام تھا۔

بعض بعض مقامات پر غنیم اپنے قیدیون کے ساتھ بڑا ظلم کرتے تھے ایک بحری فوج کے کپتان کو گرفتار کرکے اسقدر گھونسے لگائے کہ ضرب شدید کے سبب سے اُسکا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا قید کی حالت بین طرح طرح کی خبرین سننے بین آتی تھین کہ فلان قلعہ غنیم کے قبضے بین آگیا فلان مقام پر چھاپا مارا۔ فلان جزیرے بین غدر ہوگیا۔ قیدیون کے ساتھ یون جبر سے پیش آئے۔ یون ظلم ڈھائے۔ جی بھر بھر آتا تھا کہ کہین اس قید سے نجات پاؤن تو جوہر دکھاؤن مگر اسیری کی حالت بین کیا کر سکتا تھا۔ قہر درویش برجان درویش۔

از دست گدائے بے نوا نایدہیچ		جز آن کہ بصدق دل دعاے بکند	

مجھے معلوم ہوتا تھا کہ تمام عمر قید ہی بین رہونگا اور رہائی کی صورت خواب بین بھی نظر نہ آئیگی بالکل مایوس ہوگیا تھا کیونکہ غنیم کی فوج کی روز بروز ترقی دیکھکر یقین نہین آتا تھا کہ وہ کبھی شکست پائیگی مفصل اور قصبون اور دیہاتون اور جزیرون سے اُمنڈی چلی آتی تھی۔

ایک روز بین نے سُنا کہ غنیم نے جسکی فوج بین بندہ قید تھا بائیس اعلیٰ درجہ کے جرنیل اور بیس ہزار آدمی تہ تیغ کرڈالے مگر ہم لوگ اُس بہادری اور جرأت سے لڑے کہ جو تین سو آدمی بچے تھے اُنمین سے کوئی بغیر مجروح ہوئے گرفتار نہ ہوا۔ جان پر کھیل کے لڑے اس جنگ بین ایک بڑا نامی کمانیر جو اعلیٰ درجے کا انجنیر اور بڑا تجربہ کار افسر تھا گرفتار ہوا۔ اِنکے علاوہ اور کئی نامی گرامی افسر قید کر لیے گئے۔ اور بڑی تباہی ہوئی ایک افسر کو جسکی فیاضی تمام ملک بھر بین مشہور تھی غنیم کے چند آدمیون نے اس بہانے سے جنگل بین لیجا کر مار ڈالا کہ ہم بچا دینگے اور اپنی پناہ بین لینگے اسکا سر کاٹ دیا اور نرد دغا کھیلی جو سپہگری کے اصول کے منافی ہے مگر وہ قاتل بھی سزایاب ہوے۔ اُنکے جرنیل نے اُنکو پھانسی دے دی کہ زندہ کیون نہ لائے۔ میرے ساتھی قیدیون بین سے ایک نوجوان آدمی چھوٹا سا افسر تھا۔ اُسکو شعر و سخن کا بڑا شوق تھا یہ اور بین دونون ایک ہی کمرے بین قید تھے اِسنے دو نظم حسب حال سُنائین۔ دونون مجھے بزبان یاد ہین بین آپ کو سُناؤنگا۔ محظوظ ہوجیے گا اور حظ وافر اُٹھائیے گا۔ اس شاعر کا نام ابراہیم تھا۔

فصل - ۱۳

براہیم کا نام سُنتے ہی شہزادی کے میان نے کہا آخاہ! آپ ابراہیم کو جانتے ہین جل جلالہ۔ بھلا کچھ معلوم ہوا کہ وہ اب کہان ہین۔ اُسنے کہا میرے سامنے ایک جاسوس کے ہمراہ قید سے بھاگ گئے تھے واللہ اعلم پھر تو نہین گرفتار ہوئے اُسنے کہا ابراہیم میرے بھائی کا نام ہے اور بین آپ کو خوشخبری سُناتا ہون کہ وہ اب رہا ہین اور تین لڑکون کے باپ۔ اس مرد اجنبی نے کہا بین بڑا خوش ہوا کیونکہ دنیا بین اِس سے بڑھ کے خوش نصیبی کی بات

اور کیا ہوگی کہ قید سے رہائی نصیب ہو شہزادی کے میان نے کہا ابراہیم کا وہ کلام منظوم ہمین خوب یاد ہے سب کی راے ہوئی کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ بھائی کا کلام آپ خود ہی سنایئے۔ تو وہ یون زمزمہ سنج ہوے۔

بس بگردید و بگردد روزگار دل بدنیا در نہ بندد ہوشیار
اے کہ دستت میرسد کارے بکن پیش ازان کز تو نیاید ہیچ کار
اے کہ در شہنامہا آوردہ اند رستم و اسکندر و اسفندیار
تا بدانند این خداوندان ملک کز بسے خلق ست دنیا یادگار
این ہمہ رفتند و ماے شوخ چشم ہیچ نگرفتیم ازایشان اعتبار
اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم وقت دیگر طفل بودی شیرخوار
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ سرو بالاے شدی شیرین عذار
ہم چنین تا مرد نام آور شدی فارس میدان و مرد کارزار
انچہ دیدی برقرار خود نماند انچہ بینی ہم نماند برقرار
دیر و زود این شکل و شخص نازنین یاد خواہد برد خاکش را غبار
گل بخواہد چید بیشک باغبان ورنہ چیند خود فرو ریزد زیار
این ہمہ ہیچ ست چون می بگذرد تخت و بخت و امر و نہی و گیرودار
نام نیکوگر بماند ز آدمی بہ کزو ماند سراے زرنگار
سال دیگر را کہ میداند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار
خفتگان بیچارہ در خاک لحد خفتہ اندر کلہ سر سوسمار
صورت زیباے ظاہر ہیچ نیست اے برادر سیرت زیبا بیار
آدمی را عقل باید در بدن ورنہ جان در کالبد دارد حمار
پیش ازان کز دست تو بیرون برد گردش گیتی زمام اختیار
گنج خواہی در طلب رنجے ببر خرمنے می بایدت تخمے بکار
چون خداوندت بزرگی داد و حلم خردہ از خردان مسکین درگذار
چون زبردستیت بخشد آسمان زیردستان را ہمیشہ نیک دار
عذر خواہان را خطا کاری ببخش زینہارے را بجان دہ زینہار

شکر نعمت رانگہ میکن کہ حق ... دوست دارد بندگان حق گزار
باغریبان لطف بے اندازہ کن ... تا برندت نام نیکو در دیار
ہر کہ دنیا مردم بد پرورد ... دیر و زود از جان بر آرندش دمار

اسکے بعد انھون نے دوسرا کلام جو ابراہیم نے اپنے ساتھی قیدی کو سنایا تھا یون پڑھا۔

اے دل بکام خویش جہانرا تو دیدہ گیر ... در وے ہزار سال چو نوح آرمیدہ گیر
بستان و باغ ساختہ گیر اندر او بسے ... ایوان قصر سر بفلک بر کشیدہ گیر
با دوستان مشفق و یاران مہربان ... بنشستہ و شراب مروّق چشیدہ گیر
ہر نعمتے کہ ہست بعالم تو خواجہ وان ... ہر لذتے کہ ہست سراسر چشیدہ گیر
چون بادشاہ عدل زیر تخت سلطنت ... صد جامہ زر بدولت دریدہ گیر
ہر گنج و ہر خزانہ کہ شاہان نہادہ اند ... آن گنج و آن خزانہ بچنگ آوریدہ گیر
روز پسین کہ ہیچ نماند بجز دریغ ... صد بار پشت دست بدندان گزیدہ گیر

اس کلام پند و موعظت کو سب نے پسند کیا اور اس مرد اجنبی نے کہا جناب مجھے کمال مسرت دلی ہوئی کہ ہمارے دوست نے اس کنج اسیری سے رہائی پائی اور آزاد ہوے۔ اسکے بعد سلسلہ سخن جاری کیا۔ ہمارے غنیم ناہنجار نے دو قلعۂ بزرگ مسمار کر ڈالے۔ انکا مسمار کرنا اور ڈھانا بڑا مشکل تھا انکی تدبیر یہ کی گئی کہ تین چار مقام پر سرنگ دی گئی اور قلعہ کو اُڑا دیا۔

جن قیدیونکو غنیم زبردستی لیگئے انکے ساتھ اکثر بڑا برا برتاو کیا گیا اُنکے قیدخانون سے خدا بچائے الامان والحذر۔ اکثر مقامون پر تو ایسے قیدخانے ہین کہ وہان سے انسان نکل ہی نہین سکتا۔ بس کھانا اور کپڑا بھر تولتا جلتا ہے اور کوئی اِنسے یہ نہین پوچھتا۔

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے ... ایک ہے یا ڈیڑھ ہے یا پون ہے

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ قیدیون سے زر کثیر لیکر اپنے غلامون کو انکی جگہ قیدخانے مین بٹھا دیتے ہین اور یہ دونون مزے مین رہے میرے سامنے کئی معزز قیدیونکی درگت بنائی گئی کسی کے کان کلٹے کسی کی جکی پسوائی کسی کو پھانسی دے دی۔ ہمارے وارڈ کا افسر بڑا پاجی آدمی تھا اور ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسی کو سزا دے کسی کو پھانسی پر چڑھائے۔ ہر وقت بدی کی طرف مائل۔ صرف ایک قیدی سپاہی سے کہ تھا مہربانی سے پیش آتا تھا اُسکو نہ گھونسا مارا نہ کبھی گالی دی نہ برا بھلا کہا حالانکہ اس سپاہی سے اکثر امور ایسے سرزد ہوئے کہ ہم لوگونکو خوف تھا کہ مبادا اُسکو کھڑے کھڑے زندہ چنوا دے اگر وقت ہوتا تو کچھ نہ کچھ

اُنکی بے ضابطگیونکا حال بیان کرتا۔ خیر آمدم بر سر مطلب۔
ایک دن مین اور تین قیدی قید خانے کے سہ منزلے مکان کی اِدھر اُدھر چھتون پر کود رہے تھے کہ
دیکھین زنجیر ہین کے کون زیادہ کود سکتا ہے اب سنیئے کہ قید خانے مین کئی دریچے تھے ایک دریچے کی
ایک بید نظر آیا جسکے کونے مین رومال بندھا ہوا تھا بید کو لیا اور کونے سے رومال لیا تو اُسمین سے پانچ اشرفیان
ملین معلوم ہوا کہ کوئی عورت ہے ہمنے جھانک کے دیکھا اور شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بید نظر آیا
اور پھر پندرہ روز تک گویہ لوگ روز دریچے کی جانب نظر ڈالتے تھے مگر بے سود۔ پندرہ دن بعد پھر بید مع
رومال کے دیکھا رومال کو کھولا تو چالیس اشرفیان اور ایک خط۔ زبان عربی ملا ہم بڑے خوش ہوے کہ اتنی
اشرفیان قید خانے مین ملین مگر عربی دان کوئی نہ تھا کہ خط کو پڑھ سکتا۔ ایک قیدی عربی جانتا تھا اور لکھ بھی
سکتا تھا مین نے اُس سے کہا کہ یار یہ کاغذ ہمنے اپنی کوٹھری کے سوراخ مین پایا ہے دیکھو تو اسمین کیا لکھا ہے
اُس سے مجھسے یارانہ ہو گیا تھا خط لیکر کھولا اور پڑھا اور کچھ دیر تک خود اپنی زبان مین اُسنے ترجمہ کیا۔ دریافت
کیا کہ تمہاری سمجھ مین کچھ آیا اُسنے کہا ایک ایک حرف سمجھ سکتا ہون لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ لفظی ترجمہ ہو تو قلم دوات کاغذ
منگواو۔ اور یون ترجمہ کیا۔ جب مین بچہ تھی میرے باپ کے پاس ایک لونڈی تھی جو مجھے اچھی اچھی باتین
سکھائی تھی۔ اور حضرت مریم کی نسبت بہت سے امور سکھاتی تھی۔ وہ عورت عیسائی تھی مگر بعد وفات وہ
قعر جہنم اور آگ مین نہین گئی بلکہ سیدھی اللہ کے پاس گئی دوبار خواب مین مین نے اُسکو دیکھا اور دونون دفعہ
اُسنے کہا کہ بیٹی تم فلان ملک مین جاؤ اور وہان جاکے حضرت مریم کی زیارت سے مشرف ہو۔ آپ لوگونکو
اگر اُس ملک کا پتا معلوم ہو تو ضرور بتائیے۔ اگر بتاؤ تو مین تمہارے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہون اور اگر
تمکو پسند نہین تو حضرت مریم میرے لیے کوئی اچھا سا شوہر تجویز کر دیگی۔ یہ خط بہت پوشیدہ لکھا
ہے کسی غیر کے ہاتھ نہ پڑنے پائے خبردار رہنا۔ کسی کا اعتبار نہ کرنا اگر والد ماجد سن پائینگے تو کنوین مین ڈھکیل
دینگے۔ اور پتھرون سے کنوین کو ڈھنک دینگے اور اگر عربی زبان مین جواب لکھ سکو تو اشارہ سے بتا دو
حضرت مریم کی مدد سے ہماری سمجھ مین آجائیگا خدا اور بی بی مریم اور صلیب کا تم پر سایہ رہے مین صلیب
کو اکثر چوم لیتی ہون کیونکہ اِس قیدی نے مجھے یہی ہدایت کی تھی۔

اِس خط کے مطلب سے سامعین کو بڑی خوشی ہوئی اور خوشی کے ساتھ حیرت بھی تھی جسنے خط پڑھا تھا
اُسکو ہماری مسرت اور حیرت سے یہ یقین ہو گیا کہ ہم لوگون کو اتفاق سے نہین ملگیا ہے بلکہ کسی نے واقعی ہمارے
نام بھیجا ہے۔ اُسکو یقین ہو گیا کہ اِس اجنبی کے ذریعے سے ضرور ہم سبکی رہائی ہو جائیگی گریہ وزاری سے اپنے کہا
کہ یارو ہمکو بھی اِسکے ذریعے سے رہا کرا دو۔ لوگون نے جو یہ سنا تو اُنکی حالت پر رحم آیا اور سوچے کہ اب

افشائے راز کردو۔ سب حال صاف صاف کہدیا جس دریچے مین سے بید آیا تھا وہ ہمنے اُسکو دکھادیا اور اُسکو مکان بھی دکھادیا تو اُسنے کہا چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہوجائے مین اِس مکان کے مکین کو ضرور ڈھونڈھ نکالونگا اب ہماری راے ہوئی کہ اِس عورت کے خط کا جواب لکھین اور چونکہ ایک عربی خوان ملگیا تھا لہذا اب تحریر جواب مین آسانی بھی ہمین بتاتا گیا اور وہ عربی خوان عربی مین ترجمہ کرتا اور لکھتا گیا مین ابھی ابھی حرف بہ حرف بیان کرونگا کہ اِس خط مین مین نے کیا لکھوایا تھا اور مصیبت کے دنون مین جو جو سختیان میرے اوپر گذرین وہ مجھے ازبر ہین اور جبتک دم مین دم باقی ہے مین اُنکو نہ بھولونگا۔ جواب خط یون لکھا گیا۔

اے بی بی خداے برحق تمکو اپنے سایۂ عاطفت مین رکھے اور بی بی مریم کی تمپر ہمیشہ مہربانی رہے جسنے تمھارے دل مین یہ بات ڈال دی کہ انکی زیارت کرو اور جو تمپر اسقدر مہربان ہین انسے دعا مانگو کہ وہ تمکو ہدایت کرین کہ کن کن آسان طریقون سے تم اُنکے احکام کی تعمیل کرسکتی ہو کیونکہ وہ اسدرجہ نیک ہین کہ ضرور بالضرور ہدایت کرینگی اور سیدھا ڈھرا دکھائینگی مین جہانتک ممکن ہوگا اور میرے ہمراہیان اور ہمدم سبکی جانتک تمھارے لیے حاضر ہے مجھے برابر اپنے ارادون سے مطلع کرتی رہیے کہ کون کون کارروائی آپ کرنے والی ہین مین ہمیشہ جواب شافی بھیجا کرونگا۔ خداے تبارک و تعالے کی عنایت سے ایک قیدی ہم مین سے عربی زبان پڑھ لکھ لیتا ہے اُس خط سے تمپر ظاہر ہوجائیگا آپ بلا اندیشہ و تامل ہمکو اپنی حرکات سے مطلع فرماتی رہیے اب رہا یہ امر کہ تم میری بی بی ہونا چاہتی ہو انشاء اللہ بہتر۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ خانہ احسان آباد جب کبھی اِس قسم کا موقع ہاتھ آئیگا تو ہرگز ہاتھ سے نہ دینگے تم خوب جانتی ہو کہ ہمارے اہل وطن اور ہم لوگ اپنی بات کا کسقدر خیال رکھتے ہین جان جاے بات نہ جائے اے پیاری بی بی اللہ اور بی بی مریم تمکو اپنے ظل عاطفت مین رکھین

خط لکھ کر بند کیا۔ اور دو دن تک اِس انتظام مین رہا کہ بھیڑ چھنٹے تو کام نکلے جب لوگ کم ہوے تو مین حسب سابق اُسی مقام پر بید کی تلاش کرنے لگا جہان اُسکے دیکھنے کا عادی تھا کچھ عرصہ بعد خدا خدا کرکے بید نمودار ہوا اب مجھے کیا معلوم کہ بید کسکے ہاتھ مین تھا مین نے دیکھا تو کل سامان لیس تھا لہذا کاغذ یعنی وہی خط مین نے بید مین باندھ دیا تھوڑی دیر کے بعد پھر ہمارا ستارہ چمکا اور بید مع رومال نمودار ہوا مین نے اٹھا لیا دیکھتا ہون تو ہر قسم کے سکے اشرفیان روپے کوئی سب ملاکے پچاس سکے کے قریب ہونگے اِس سے ہم لوگونکی باچھین کھل گئین اور اب اور بھی زیادہ امید ہوئی کہ اِس قید سخت سے ضرور رہائی پائینگے اور آزاد ہوجائینگے اُسی شب کو وہ عربی خوان واپس آیا اور کہا۔ کہ وہ عورت بڑی مالدار کی لڑکی ہے اور لوگونکی راے ہے کہ اس سے زیادہ خوبصورت عورت اِس ملک مین نہین ہے کئی امراے ذوی الاقتدار اور کروڑپتی رئیسون نے خواہش کی کہ اُسکے ساتھ شادی کرین مگر اُسنے منظور نہ کیا۔ اب ہمنے جو غور کیا تو اُس خط کے مطالب اور اُس گفتگو کے ہنسنے کو مطابق

ایکدگر با یا باہم مشورہ کیا کہ کونسی تدبیر ایسی ہے کہ اس پری کو لیکر چل دین اور اس قید سے رہائی پائین بارے یہ قرار پائی کہ اُسکے خط کے منتظر رہین اور یہ بھی یقین واثق تھا کہ ہماری مدد کے بغیر وہ کوئی کام نہ کرسکیگی - جب ہم نے یہ رائے قائم کرلی تو عربی خوان نے کہا آپ لوگ اصلا تردد نہ کرین یا تو میری جان ہی جائیگی یا مین آپ کو رہائی دلوا دونگا اسکے بعد چار دن تک ہمارے قید خانے مین آدمیونکی کثرت رہی جب لوگ چھنٹے تو پھر بید مع سوا اشرفیون کے آیا اور اُسکی عربی خط مین جو عربی خوان نے پڑھ کر سنایا یون لکھا تھا دسمجھ مین نہین آیا کہ انجاح مرام کیونکر ہوگا حضرت مریم نے بھی کوئی تدبیر نہ بتائی - مین صرف اتنا کرسکتی ہون کہ اس دریچے کے ذریعہ بہت سی اشرفیان بھیجدون اس روپیے کے زور سے اپنے آپکو اور اپنے احباب کو قید سے آزاد کروا اور ایک کشتی لیکر آؤ مین اپنے باپ کے باغ مین جاکے رہونگی وہین مجھ سے ملنا وہان سے شب کو بلا خوف مین کشتی پر سوار ہوکر چلی چلونگی یاد رکھنا تمکو میرے ساتھ شادی کرنی ہوگی ورنہ حضرت مریم کا عتاب تمپر نازل ہوگا - ابھی اور روپیہ دونگی ذرا بھیڑ چھٹنے دو - خدا تم کو سلامت باکرامت رکھے آمین) -

اِس خط کے مضمونکے مطابق کئی آدمیون نے کہا کہ ہم اس بات پر راضی ہین کہ اور زر ہمکو بھیجے اور ہم وہان سے کشتی لائین اور سب کو رہائی حاصل ہو مگر عربی خوان نے اِس سے اتفاق نہ کیا انھون نے کہا صاحب سُنئیے اسی طرح سے اکثر معزز قیدی اوروں کو جھانسا اور جکمہ دے کے چلدیئے اور آجتک آتے ہی ہین جب انسان قید خانے کی مصیبتون سے رہائی پاتا ہے اور آزاد ہوجاتا ہے تو پھر باوصف وعدہ واقرار واپس آنا غیر ممکن ہوجاتا ہے اجل کے منہ سے نکلکر پھر اجل کے منہ مین جانا محال ہے - الغرض عربی خوان کا منشا پایا گیا کہ وہ خود جائین اور اپنی تجربہ کاری دیرینہ سے خود بھی فائدہ اٹھائین اور ہم سب کو بھی رہا کرین ہمنے اس خط کے جواب مین لکھا کہ جو تمنے ہدایت کی ہے اور جو واقعی منجانب حضرت مریم ہے اِس سے ہم کو اتفاق ہے - فوراً اسکی تعمیل ہوگی - مین تمہارے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہون دوسرے دن جب بھیڑ چھنٹی تو وہ بیچاری کئی بار آئی اور سب ملاکر دو ہزار اشرفیان دیگئی اور خط مین لکھا کہ جمعہ کے دن مین اپنے باپ کے باغ مین جاونگی اِدھر مین نے روپیہ خرچ کرکے اپنی رہائی کی فکر کی اور اس عربی خوان کو اتنا روپیہ دیا جو کشتی کی خریداری کے لیے کافی تھا -

اب سنئیے کہ جمعہ کے ایک روز قبل یعنے جمعرات کے دن وہ زن خوبرو ایک ہزار اشرفی اور لائی اور لکھا کہ مین اپنے باپ کے باغ جاتی ہون تم رہا ہوتے ہی پتا پوچھ کے فوراً آنا - مین نے لکھا کہ مین بسر و چشم آؤنگا تم دعا مانگو کہ بی بی مریم ہمپر تمپر دونون پر مہربان رہین اِسکار روائی کے بعد ترکیبین کی گئین کہ ہمارے تینون ساتھی بھی رہائی پائین اور قید سے نجین مبادا تمکو رہا اور اپنے آپ کو اسیر زندان دیکھکر کوئی ایسی پاجی پن کی کارروائی کر بیٹھین جو اُس خاتون بلقیس مرتبت کی خواہشونکو پورا ہونے دے اور الٹی آتمتین

گلے پڑین اور ظاہر ہے کہ روپیے کی اب ہمارے پاس کمی نہ تھی گو وہان ایسے ایسے معزز آدمی تھے کہ اس خوف کو میرے دلسے دور کردیتے مگر مین سوچا کہ خطرے سے جہانتک بچا جائے بچنا ہی اچھا ہے۔ ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ✦ لہذا جس ترکیب سے مین رہا ہوا تھا۔ اوسی ترکیب سے انکو بھی مین نے رہا کیا اور کل روپیہ ایک معزز تاجر کے پاس رکھوا دیا کہ سرکار مین داخل کردے اور ہم بہ اطمینان آزادی حاصل کرین مگر ہمنے اپنا راز اوسپر افشا نہ کیا نہ اپنی کسی تدبیر سے اطلاع دی کہ۔ ؎ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا خوف تھا کہ مبادا وہ افشائے راز کردے اور کیا کرایا سب طشت از بام ہو جائے۔ ؎ یار رایارے بود از یار یار اندیشہ کن۔

فصل ۔ ۱۴

پندرہ دن بھی پورے نہین ہوے تھے کہ مرد معلوم یعنی وہی شخص جو کشتی کرایہ کرنیکی غرض سے بھیجے گئے تھے مع کشتی واپس آئے اِس کشتی مین بیس آدمی بفراغت تمام و آسانی بالا کلام بیٹھ سکتے تھے سوچے کہ پہلے کام کی انجام دہی کے لیے پورا پورا وثوق حاصل ہونا چاہیے کہ کام واقعی لعنوان مناسب انجام پائیگا کوئی خلل انداز تو نہوگا لہذا انھون نے ایک اور جانب کا سفر کیا اور کشتی پر سوار ہوکر محمود نگر گئے جو وہان سے کوئی تیس فرسخ کے قریب تھا اور جہان انجیر خشک کی بڑی سوداگری ہوتی تھی۔ دو تین مرتبہ انہون نے یہ سفر اپنے دو دوست کے ہمراہ طے کیا یہ دوست اِس فرقے کے لوگون مین تھے جنکو بادشاہ وقت جنگ کے لیے نوکر رکھتے تھے بڑے ہتھور پیے بڑے جری۔ انتہا کے بہادر اور دلاور۔ جب کشتی اوس باغ کی طرف سے گزری جہانکا پتا اس زن مجز نے دیا تھا۔ انھون نے کشتی کو لنگر انداز کیا اور ہربار اوس زن امیر کے باغ مین جاکر اوسکے باپ سے میوے مانگے اور اوسکے باپ نے مسافر اور رئیس جانکر میوے کے دینے سے انکار نہ کیا حالانکہ کبھی کے صورت آشنا بھی نہ تھے یہ کچھ میوون کی چاٹ سے نہین جاتا تھا بلکہ مطلب سعدی دیگر است کا معاملہ تھا مطلب یہ تھا کہ اوس رشک پری سے ملے اور کہے کہ کشتی تیار ہے انجاح مرام کی فکر ہو گئی ہے مگر اس مین کامیاب ہونا ٹیڑھی کھیر تھی کیونکہ اِس قسم کی عورتین ہر کس و ناکس سے مل نہین سکتین اور نہ نامحرم سے بول سکتی ہین ہان اگر باپ یا شوہر اجازت دے تو مضائقہ ندارد۔ اور اگر اصل مین دیکھیے تو اچھا ہی ہوا کیونکہ اگر اوس رشک پری کو معلوم ہو جاتا کہ ہم لوگون نے ایسے ایسے آدمیون پر افشائے راز کردیا تو غضب ہی ہو جاتا۔ خدا تو بڑا ہی مسبب الاسباب ہے اوسکی کریمی کے صدقے کہ اوسکا موقع ہی نہ آنے دیا ✦ الغرض جب اسکو اسقدر معلوم ہو گیا کہ باغ تک رسائی آسان ہے۔ کشتی کو لنگر انداز کیا اور داخل ہوئی۔ تو جان مین جان آئی اور جمعہ کا دن ہماری روانگی کے لیے مقرر کیا گیا۔

کوئی بیس آدمی ہمارے ہمراہ چلنے کو تیار ہوگئے۔ مین نے انکو یہ صلاح دی کہ یکے بعد دیگرے چھپ چھپ کے پوشیدہ اور مخفی طور پر روانہ ہون۔ کسی کو کانون کان خبر نہ ہونے پائے۔ اس مقام پر اتنے آدمیون کا ملنا آسان امر نہ تھا۔ الغرض ان سب کو ہدایت مناسب کی کہ علیحدہ علیحدہ آؤ۔ اور اگر کوئی شخص راہ مین پوچھے کہ کون ہو اور کہان جاتے ہو تو کہدینا کہ فلان شخص نے بھیجا ہے میرا نام بتا دینا بس کوئی تمسے مواخذہ نکریگا اور مقام بتا کر حکم دیا کہ تم وہان ہی ٹھہرے رہنا۔

اس کارروائی کے بعد اب صرف ایک شے کی ضرورت باقی رہی اور یہ ضرورت بڑی اہم ضرورت تھی یعنی اس زن نیک کو لکھین کہ ہم فلان روز روانہ ہونگے اور یہان اس اس امر کی کارروائی ہورہی ہے اگر ہم لوگ دفعۃً داخل ہو جائین تو ڈر نہ جانا اور نہ تعجب کرنا۔ میرا ارادہ ہوا کہ باغ مین جا کر کوشش کرون کہ اگر اتفاق سے کہین ملاقات ہو جائے تو گفتگو کرون اور کل معاملات اور امور سے اطلاع دون۔ بہانہ یہ کیا کہ مجھے کچھ بوٹیون کی ضرورت ہے سب کے پہلے مجھے اُس زن نیک کا پدر پیر ملا اور اُس سے مین نے ایسی زبان مین گفتگو کی جو عام فہم تھی۔ اُسنے اسی زبان مین جسمین کئی زبانین ملی ہوئی رہتین مجھ سے پوچھا کہ آپ کہان سے آئے ہین اور کیا کام ہے اور آپ کون ہین مین نے کہا حضرت مین ملا فرغول کا غلام ہون اور کچھ جڑی بوٹی کے لیے آیا ہون چٹنی بنانا چاہتا ہون۔ مین نے آپ اپنے کو اس وجہ سے غلام ملا فرغول بتایا کہ مجھے خوب معلوم تھا کہ اُس سے اور فرغول سے بڑا یارانہ ہے۔ پوچھا آپ کو رہا ہونے کا کیا دینا پڑا آزاد ہو یا ابھی تک قیدی ہو۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ زنکۂ خوش جمال برق وش پری تمثال نظر آئی اور مجھے دیکھکر آہستہ آہستہ ادھر کی جانب قدم بڑھایا۔ اُسکے باپ نے جو اسکو آہستہ آہستہ میری جانب آتے دیکھا تو اشارہ کیا کہ قدم بڑھائے ہوئے۔ اس مقام کی عورتین پردہ نہین کرتین و حجاب مردون سے ملتی اور باتین کرتی ہین۔ قریب جو آئی تو۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

اُس وقت وہ جو بن تھا کہ اگر پری بھی دیکھ پاتی تو گلے سے لگاتی عاشق ہو جاتی۔

چلتی تو زمین مین سرو گڑ جاتے
باتو نمین تھے منہ سے پھول جھڑتے

بے اختیار جی چاہا کہ گلے سے لگالون۔ کسی سے پوچھون نہ گچھون۔ بس کلیجے ہی سے لگالون اور ہزار ہا چھیان نون۔

ہر بات مین سحر آفرینی
غیرت دہ گلرخان نوشاد

ہر رنگ مین شان نازنینی
شیرین حرکات اور پریزاد

پرکالۂ آتش دستم کوش نسرین تن و نسترن بناگوش

حق یون ہے کہ کسی کے سر پر اتنے بال بھی نہوتے ہونگے جتنے اُسکے گلے اور دست حنائی اور پاے مصفا مین جواہرات تھے - گوندلی کی طرح زر و جواہر سے لدی ہوئی تھی - حق تو یون ہے کہ جواہرات کو اُس سے فخر تھا نا اُسکو جواہرات سے - سر پر چھپکا طلائی گلے مین دھگدگی طوق چمپاکلی جگنو اور پور پور چھلے اور نیور گرانبہا

ہیر دو عالم قیمت خود گفتۂ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

سب سے زیادہ قیمتی ہیرے تھے اور وہان کی عورتین ہیرے کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہین اور زیادہ تر ہیرے ہی کے مرقع زیور زیب بدن کرتی ہین اُتنے زیادہ اور کوئی قوم ہیرے کو عزیز نہین رکھتی اِس مقام مین اُسکے باپ سے زیادہ ہیرے جو مقدار اور قیمت دونو مین بڑھے ہوے تھے اور کسی کے پاس نہ تھے اور حاصل دریا و کان اُنپر سے قربان تھا حسن کی یہ کیفیت کہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کم ہی نہوگا - دولت لا انتہا والا زوال گو کئی بار پیشتر بھی دیکھا تھا مگر اِس مرتبہ تو ستم ہی ڈھا دیا معلوم ہوتا تھا کہ خداے پاک نے میرے اوپر رحم کھا کر پرستان کی پری کو بھیجا ہی - جب وہ بالکل قریب آئی تو پھر اُسکے باپ نے کہا یہ میرے دوست صادق اور یار مکرم ملا فرغول کے غلام ہین اور یہان باغ مین آلو سے بخارا اور آم کی کیری اور ادرک اور پودینہ اور لسن لینے آے ہین اُس پری نے تجاہل عارفانہ کرکے گفتگو شروع کی اور مجھ سے پوچھا کہ تمنے اپنی آزادی کی فکر کیون نہ کی - کیا اسیری کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو مین نے کہا مین اب آزاد ہوا ہون اور جس رقم کثیر پر مین نے رہائی پائی تھی اُس سے بھی اطلاع دی - اُسنے کہا حق یون ہے کہ اگر تم میرے باپ کے رفیق ہوتے تو اس سے دو چند رقم پر بھی رہائی نہ پاتے تم لوگونکا قاعدہ ہے کہ ہم کو فریب دینے کے لیے غریب اور مفلس بنجاتے ہو مین نے کہا مین آپ سے حجت نہین کرسکتا مگر اسمین شک نہین کہ مین ایک راستباز آدمی ہون اور آقا سے ہمیشہ بہ انکسار و اطاعت پیش آتا ہون - اور تا دم مرگ خیرخواہ آقاے نامدار ہونگا اور ایک آقا ہی پر کیا فرض ہے ہر شخص سے جھک کے ملونگا - اِس رشک حور نے پوچھا تم یہان سے کب جاؤگے مین نے کہا حضور کل جاؤنگا - ایک نامی جہاز یہان سے روانہ ہوگا اُسی پر جاتا ہون اُسنے کہا اِس جہاز کے لوگونکے تمسے کوئی بھی ہمدردی نہین ہوسکتی بہتر ہے کہ تم کسی ایسے جہاز پر جاؤ جسکے مسافر تمھاری ہمدردی کرین مثلاً ملا فرقان کا جہاز ہے جو آج ہی کل مین جانیوالا ہے مین نے کہا اگر یقین کامل ہو کہ ملا فرقان کا جہاز ضرور ہی روانہ ہوگا تو دو ایک روز اور ٹھہر جاؤن ورنہ غالباً کل ہی چلا جاؤنگا کیونکہ اب اپنے وطن اور اپنے عزیزونکے دیکھنے کو ترستا ہون ایک ایک گھڑی ایک ایک پہر معلوم ہوتی ہے - دم بھر کی جدائی بھی بکمال شاق ہی - اگر جہاز پر ذرا تکلیف بھی ہوئی تو مضائقہ ندارد کوئی ہرج کی بات نہین ہے مگر جی چاہتا ہے کہ پر لگا کر اڑ جاؤن سُنتے کہا معلوم ہوتا ہی جورو نے

ہو بس یہی سبب ہے۔ بی بی کا پیار آیا ہے اس سے پر لگا کے جانا چاہتے ہو مین نے کہا جی نہین میری شادی نہین ہوئی ہے مگر قصد ہے کہ وطن پہونچتے ہی عقد کرونگا مین نے ایک عورت سے وعدہ کر لیا ہی۔ اُسنے پوچھا وہ عورت کچھ حسین بھی ہے۔ مین نے کہا بس اب یہ نہ پوچھیے ایسی خوبصورت ہے کہ بعینہ آپ ہی کی سی ہے۔ ذرا سر مو فرق نہین۔ اس غیرت حور کے باپ نے اس گرما گرم فقرے پر ہنسکر کہا اگر واقعی حسن مین میری بیٹی سے ٹکر لڑتی ہے تو اس مین اصلا شک نہین کہ اپنی آپ ہی نظیر ہے یعنے بے نظیر ہے کیونکہ میری لڑکی سے زیادہ حسین تو اس ملک مین اور کوئی نہین ہی۔ غور سے دیکھ سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اس تمام گفتگو مین ایک شخص جو ہماری اور انکی زبان بخوبی سمجھتا تھا ہم کو جا بجا سمجھاتا جاتا تھا کیونکہ وہ غیرت حور ہماری زبان اچھی طرح نہین سمجھ سکتی تھی اشارون سے زیادہ تر گفتگو کرتی تھی۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک آدمی دوڑا آیا اور کہنے لگا چار آدمی باغ کی دیوار پھاندکر کود آئے ہین اور میوے توڑ رہے ہین۔ جب اس مرد پیر نے سُنا کہ قوم فاتح کے لوگ ہین تو خائف ہوا اور زنگ حسین و نازنین بھی کانپ اٹھی کہ اب غضب ہی ہو جائیگا کیونکہ اُس قوم کے لوگ اس فرقہ کے آدمیونکے ساتھ غلامون سے بھی بدتر برتاو کرتے ہین۔ اُسنے اپنی لڑکی سے کہا بیٹی تم جاکے چھپ رہو۔ مین ان سورون پاجیون سے گفتگو کرتا ہون۔ اور میری طرف مخاطب ہوکر کہا اچھا جلٹنی کا سامان باغ سے لیکر تم بھی اب رخصت ہو اللہ تمہارا حافظ ہے۔ وہ تو اُدھر گیا اور اِدھر جب وہ درختون کے سائے مین ہوا تو اس حسینہ ماہرو نے آبدیدہ ہوکر کہا کیا تم اب جاتے ہو ہاے کیا اب تم رخصت ہی ہوتے ہو مین نے کہا مین جاتا ہون مگر تمکو ساتھ لیکر جاؤنگا۔ تیار رہو اور جب ہمارے لوگ آئین تو تم کسی طرح کا خوف ہرگز نہ کرنا۔ خبردار خبردار جلدی اور بکمال عجلت مین مین نے اپنے خیال ظاہر کیے اور وہ میرا مطلب بخوبی سمجھ گئی اور میرے گلے مین باہین ڈالکر آہستہ آہستہ خرام ناز سے ڈرتی کانپتی ہوئی گھر کی جانب چلی کہ اتنے مین اُسکا باپ اُن چارون کو باغ سے نکال کر واپس آیا اور ہم دونون کو معشوق و عاشق کی طرح گلے سے لگاتے اور لپٹاتے ہوے دیکھ لیا ہمارا دم ہی تو نکل گیا مگر وہ زن خوشرو بڑی اُستاد تھی ذرا ہراسان نہوئی سمجھ گئی کہ اگر ڈر کے الگ ہو جائینگے تو باپ کو بدی کی جانب خیال جائیگا حال کھل جائیگا۔ آہستہ سے کہا ذرا اور لپٹ جاو اور ایسی صورت بنائی کہ معلوم ہوتا تھا سچ مچ غش ہی آگیا۔ سر اور بھی جھکا دیا گردن ڈالدی اور لڑکھڑاتی ہوئی چلنے لگی اور مجھسے اور بھی زیادہ لپٹ گئی اسکا باپ دوڑتا ہوا آیا۔ کہا ارے ایہ کیا ماجرا ہے۔ خیر باشد۔ بیٹا کیسی ہو۔ جواب سننے کے قبل ہی خود کہا کہ معلوم ہوتا ہے ان چارون سورون کتون پاجیونکے باغ مین دھنس آنے کے سبب سے اسقدر خائف ہوئی کہ غش کی نوبت آگئی مین نے بھی اسطرح رو کا اس قطع سے لیکر چلا کہ گویا گری

پڑتی تھی مین نہ روکتا تو غش کے باعث سے گر پڑتی - اُسکے باپ نے مجھ سے لیلیا اور چلنے لگا اور اُسنے آہستہ آہستہ سے میری جانب مخاطب ہو کر کہا اب تم جاؤ - اب تم جاؤ - اور ایک آہ سرد بھری پیر مرد نے کہا بیٹی انھون نے تو کوئی بدی کی بات نہین کی - ڈرتی کیون ہو اُن چار دن کو مین باغ سے نکلوا آیا - دفان ہو گئے - اب کیا خوف ہے مین نے کہا جناب اب مین اُنکو تکلیف نہ دونگا یہ مجھے ہنسی خوشی رخصت کرتی ہین ابکے جانے دیجیے انشاءاللہ اگر چٹنی کی ضرورت ہوئی تو پھر حاضر ہونگا خدا حافظ ہے میرے آقا نے کئی بار کہا تھا کہ اِس باغ سے بہتر پودینہ ادرام اور لہسن اور ادرک چٹنی کا پورا سامان اور کہین نہ ملیگا - اُسنے کہا آپکا گھر ہے جب ضرورت ہو آئیے مگر میری لڑکی کے اتنا کہنے سے بُرا نہ مانیے گا اِس وقت کی حالت قابل معافی ہے مطلب اِنکا یہ تھا کہ اب آپ زیادہ تکلیف نہ اُٹھائیے جائیے چٹنی بنائیے

اب مین اُن دونون سے رخصت ہوا وہ اپنے باپ کے ساتھ گئی مگر معلوم ہوتا تھا کہ گویا روح اُسکے اور میرے دونون کے بدن سے مفارقت کر گئی چٹنی کے سامان کے جمع کرنے کے بہانے سے بندۂ درگاہ نے باغ کی خوب سیر کی اور ہر سمت اور ہر رُخ کا جائزہ لیا اور ہر مقام کو بڑی غور سے جانچا کہ دیکھون کس کس طرف سے بھلگنے اور بھگانے کا آسان راستہ ہے یہان سے جا کر مین نے اپنے دوست سے جو کشتی لایا تھا اور اُسکے علاوہ اور احباب سے بھی کل حال بیان کیا اور کہا یارو خدا وہ دن دکھائے کہ نقش مراد کرسی نشین ہو اور ہماری پیاری ہم سے یکجا ہو جائے۔

وقت رفتہ رفتہ گزر گیا اور خدا نے روز معہودہ دکھایا - الحمدللہ - جو جو امور انجام کار انجاح مرام کے لیے طے پائے تھے اُنکا ہم سبنے بڑی احتیاط سے خیال کیا تاکہ تیر مراد ہدف پر پہونچے نشانہ خطا نہ کرے - جمعہ کا روز اس معشوقۂ عالم افروز سے ملنے کا مقرر ہوا تھا اُس روز میرے دوست نے کشتی روان کی اور کشتی اُس مہر طلعت کے مکان کے محاذی داخل ہوئی - اور شام کے وقت وہان لنگر انداز ہوئی - جو لوگ اُس کشتی کے ملاح تھے وہ اِدھر اُدھر کمینگاہ مین چھپے رہے اور خوش تھے کہ وقت مقررہ آ گیا - کشتی کے نمودار ہوتے ہی وہ سب جو کمینگاہ مین چھپے ہوے تھے نکل آئے اب پھاٹک شہر مین بند ہو گئے اور سناٹا ہو گیا ہو کا عالم - اب کوئی آدمی بجز سنتریون کے باہر نکلنے نہین پاتا کشتی پر غیر مذہب والے ملاح بھی تھے ہمارے دوست نے جو کشتی لائے تھے کہا کہ یارو اب دیکھتے کیا ہو - غیر مذہب والے ملاح جو اس کشتی پر ہین اور جنسے ہمکو اذیت پہونچنے کا اندیشہ ہے اُن کو تہ تیغ کرو وقت کو ہاتھ سے نہ دو - اچانک سب کو گرفتار کر لو - ہم سب ایک مذہب والون نے یکا یک دفعتہً ان سب کو گرفتار کر لیا اور وہ بھی چپ چپاتے گرفتار ہو گئے اور وہ بیچارے کرتے ہی کیا ہتھیار پاس نہ تھے اور آدمی تھوڑے - چٹکیون مین یہ سب کارروائی ہوئی چشم زدن مین ہم لوگون نے مخالف

مذہب والون کو سمجھا دیا کہ خبردار اگر ذرا بولے یا چون کیا یا آواز نکالی یا غل مچایا تو مار ہی ڈالینگے بس فوراً قتل. اگر جان سے بیزار ہو تو خیر۔ جان پر کھیل جاؤ ورنہ کامل سکوت اختیار کرو۔ اور تلوار کی آنچ سے بچو۔

اس کارروائی کے بعد ہم مین سے نصف آدمی جہاز پر رہے کہ اُن قیدیون کی حفاظت کرین جنکی مشکین باندھ لی تھین اور نصف آدمی اُس باغ مین گئے۔ جو دوست جہاز لائے تھے وہ ہمارے سرگروہ ہوے. خوش نصیبی سے دروازہ اس آسانی سے کھُل گیا کہ گویا کبھی بند ہی نہین ہوا تھا۔ ہم سب بہت ہی حزم و احتیاط کے ساتھ دبے پاؤن مکان مین داخل ہوے مگر قدم قدم پر خوف تھا کہ خدا ہی خیر کرے. بلا بلا خرابی پہونچے۔ مگر کسی کو کانون کان خبر بھی نہوئی۔ ہماری پیاری ہمارے اقرار اور وعدے کے بموجب ہمارے انتظار مین تھی۔ جب پاؤن کی آہٹ سُنی تو اُس رشک حور نے آہستہ سے کہا آپ لوگ کون ہین اور یہان کیا کام ہے۔ مین نے چپکے سے کہا (جانی ہم ہین بسرا پاُ ترا آؤ) میری آواز پاتے ہی ایک لمحہ بھی نہ ٹھہری۔ فوراً نیچے اُتر آئی نہ کچھ کہا نہ جواب پایا۔ نیز آواز سنتے ہی موجود۔ دروازہ کھلا اور وہ صورت زیبا اور پری کا مکھڑا نظر آیا۔ کہ ہم سب غش غش کرنے لگے۔ ماہ پیکر حسن الوجہ قمر طلعت زیبا شمائل پری تمثال زہرہ خصال دیکھتے ہی مین نے لپٹا کے چوم لیا۔ بوسون مین جو مزہ مجھے اُسوقت آیا کبھی پہلے نہین آیا تھا میرے رفقا نے بھی وہی کیا جو مین نے کیا وہ سمجھی کہ شکریہ ادا کرنے کا یہی طریقہ ہو گا۔ ہمارے دوست نے جو کشتی لیکر آئے تھے اس عروس طاؤس زیب عدوے شکیب سے عربی مین دریافت کیا کہ آپکے والد بزرگوار گھر مین ہین یا نہین۔ اسنے کہا جی ہان گھر مین ہین آرام کر رہے ہین. سوتے ہین۔ انھون نے کہا اچھا تو پھر ہم چلکے اُنکو جگا ئینگے انکو بھی ساتھ لیچلو اور جو کچھ اُنکی قیمتی جائداد ہو اُسکو بھی لیچلو اُس مذن زاہد فریب نے جواب دیا کہ (خبردار میرے باپ کو کوئی ہاتھ نہ لگائے) یہان کوئی بڑی بیش بہا چیز بھی نہین ہے۔ ہان جو کچھ مین پہنے اوڑھے ہون بس وہی ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔ اور یہی کیا کم ہے اسقدر ہے۔ کہ تم سب کو تمام عمر کسی شی کی ضرورت نہوگی۔ تونگر اور قانع ہو جاؤ گے اک ذرا توقف کرو. مین ابھی آئی مگر غل نہ مچانا خاموش کھڑے رہنا ہمنے اپنے دوست سے پوچھا کہ انھون نے کیا کہا۔ معلوم ہوا کہ ہمکو ہدایت کی ہے کہ خاموش کھڑے رہو وہ ابھی آئیگی۔ تھوڑی دیر مین ایک طشت زمردین دینار و درم لیکر آئی اور اسقدر کثرت سے کہ طشت کا اُٹھانا اُس نازک اندام پر دوبھر تھا۔

ہماری بدقسمتی سے اُسکا باپ جاگ اُٹھا۔ ہم تو دعا مانگتے تھے کہ این فتنہ است خوابش بردہ بہ۔ دریچے سے اُس کمبخت نے دیکھا اور اُسکو معلوم ہوا کہ خلاف مذہب کے لوگ باغ مین در آئے ہوے ہین۔ دیکھتے ہی چلایا کہ (نکالو۔ نکالو۔ چور۔ چور) ہم لوگون کے حواس غائب ہو گئے۔ جان نکل گئی۔ مگر اُس دوست نے برسی بھرتی کی

سوچا کہ اگر ذرا چوکے تو غضب ہی ہو جائے گا۔ فوراً لپک کے اس کمرے کو کھولا جہان اُسکا باپ سو رہا تھا اور دم کے دم مین ہم کیا دیکھتے ہین کہ اِس بوڑھے کو گرفتار کرکے لوگ لیے آتے ہین مگر مین اُنکے ہمراہ نہین گیا اِسکے دو سبب تھے ایک یہ کہ اُس رشک حور کا باپ مجکو جانتا تھا دوسرے یہ کہ میرا جی نہین چاہتا تھا کہ اُس پری سے ایک لمحہ بھر بھی جدا ہون۔ اسکے باپ کو اس قطع سے لائے کہ منھ رومال سے بند کہ آواز نہ نکالنے پائے اور مشکین کسی ہوئین اور کہتے آتے تھے کہ اگر ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو مار ہی ڈالینگے اِسنے اپنی لڑکی کو یہان دیکھکر حیرت اور حسرت کی نظر ڈالی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ وہ خود ہمارے خیر مقدم کی آرزومند تھی ہم لوگ بزودی تمامتر روانہ ہوئے اور کشتی کے پاس آئے جہان ہمارے رفقا انتظار مین کھڑے تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ خدا کرے کوئی اُفتاد نہ پڑے۔

رات کے دو گھنٹے بھی نہ گذرے تھے کہ ہم سب کشتی پر سوار ہو گئے اور اس غیرت قمر کے باپ کی مشکین کھولڈالین اور منھ سے رومال ہٹایا مگر اتنا سمجھا دیا کہ خبردار غل نہ مچانا نہین تو سر خون مین لوٹتا ہوگا جب اُسنے دیکھا کہ اُسکی لڑکی مجھے لپٹا کے چوم رہی ہے تو آنسو آنکھون سے جاری ہو گئے مگر خوف کے سبب سے خاموش تھا کہ اگر بولون گا تو یہ لوگ مار ہی ڈالینگے اُسکی لڑکی نے خواہش کی کہ اُس کے باپ اور اہل مذہب کو ہم لوگ آزاد کر دین اُسنے کہا مجھ سے دیکھا نہین جاتا کہ میرا باپ جسکو مین اسقدر عزیز تھی قیدی بنکے میرے سامنے رہے مگر لوگون کی صلاح اب یہ ہوئی کہ اگر انکو آزاد کر دینگے تو بڑا بلوہ مچائینگے اور عجب نہین کہ کوئی کشتی ہماری گرفتاری کے لیے روانہ کرین اِس سے بہتر یہ ہے کہ جو بندرگاہ سب سے پہلے ملے جہان ہمارے مذہب کے لوگونکی عملداری ہو وہان اِنکو رہا کر دین اِس رشک حور نے بھی ہم سب کی اس راے سے پورا پورا اتفاق کر لیا۔

اب خدا کی عنایت پر بھروسا کرکے ملاحون نے کشتی کو تیزی سے روان کیا مگر قدم قدم پر خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ کوئی غیر مذہب والا دیکھ لے اور کشتی کو لیجائے خدا خدا کرکے کوئی تیس میل چلکے تڑکا ہوا اور ساحل بحر دور سے صاف نظر آنے لگا۔ وہ نازنین مہ جبین اب تک میرے ساتھ اُسی خلق و اخلاق سے پیش آیا کی دم بھر جدا نہ ہوئی۔ اس عرصے مین ہوا تیز چلنے لگی اور کشتی کوئی آٹھ کوس دوسرے رُخ نکل گئی۔ ہم نے قیدیون سے کہا کہ تم لوگ گھبراؤ نہین ہم موقع دیکھکر تم سب کو رہا کر دینگے اسپر اُس حسینہ کے باپ نے کہا یہ بتاؤ کہ تم کس رقم پر مجھے رہا کرنے کا وعدہ کرتے ہو۔ جو کہو وہ دون۔ مگر مجھے اور میری لڑکی کو چھوڑ دو۔ یہ کہکر زار زار رونے لگا روتے روتے آنکھین خون کبوتر ہو گئین۔ ہم سب کا دل بھر آیا اور جب ہمنے اُس پیر کو روتے دیکھا تو ہم سب کو رونا آ گیا۔ ضبط نہ کر سکے اور باپ کی محبت نے جو جوش کیا تو وہ بھی مجھے چھوڑ کر جاکے باپ کے پاس آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اور یہ حالت دیکھکر کشتی ماتم کدہ ہو گئی اسکے بعد اُس پیر مرد نے پوچھا بیٹا جو مصیبت مجھ

پڑی ہو دہ تو سہی ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ تم اسقدر جواہرات اور بیش بہا زیور لیکر کیونکر آئین۔ اسکے بعد جواہرات کا ڈبا دیکھکر اور بھی متحیر ہوا اب ہوش اُڑ گئے حواس غائب۔ پوچھا ارے یہ ڈبا تو باغ مین نہ تھا ایک اور ہی شہر مین تھا اِس ہمارے اُس دوست نے جو کشتی لائے تھے کہا سنو جی بڑے میان۔ اپنی لڑکی کو مکرر سہ کرر سوال کر کے دق نہ کرو ہزار بات کی ایک یہ ہی کہ یہ اب ہمارے مذہب مین آگئین اور ہم لوگ جو قید تھے اُنکو اُنھون نے رہا کیا اور اپنی مرضی اور خوشی سے یہان آئی ہین اور ایسی خوش ہین کہ گویا قارون کا خزانہ کسی نے اِنکو دے دیا۔

پیر مرد۔ بیٹا کیا یہ سچ ہی۔

لڑکی (یعنی وہی رشک حور) ہان ابا صحیح ہی۔

پیر تو تمنے اُنکا مذہب اختیار کر لیا اور اپنے باپ کو دشمنون کے حوالے کر دیا۔

لڑکی۔ بیشک مین نے مذہب بدل دیا مگر تمکو قید کرنے کا ہرگز میرا منشا نہ تھا منشا صرف یہ تہا کہ میرا بھلا ہو۔

پیر۔ تمھارا کیا بھلا ہوا بیٹی۔

لڑکی۔ یہ حضرت مریم ہی کہہ سکتی ہین میری کیا حقیقت ہی۔

یہ سُنکر وہ سمندر مین کود پڑا اور اُس رشک حور نے زور سے چیخا تو کچھ آدمیون نے اُسکے کپڑے پکڑ کر اسکو کھینچ لیا ورنہ ڈوب ہی گیا تھا مگر وہ سمجھی کہ واقعی ہی مر گیا اور لاش پر زار زار رونے لگی۔ ہمنے اِسکو اوندھا ٹانگا منھ سے بہت پانی نکلا کوئی دو گھنٹے مین جا کے ہوش آیا۔ اور اب ہم ساحل بحر کے قریب آئے اور خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا کہ مع الخیر داخل منزل مقصود ہوے۔

یہان اس رشک حور کی خواہش کے مطابق حکم دیا گیا کہ غیر مذہب والون اور اسکے باپ کو رہائی دیجائے ابتک غیر مذہب والون کی مشکین کسی ہوئی تھین۔ اس پری نے کہا گو مین نے لاکھ مذہب بدل دیا ہی مگر یہ ممکن نہین کہ اپنے باپ اور ہموطنون کو قید کی حالت مین دیکھون۔ الغرض ایک بندرگاہ کے ساحل پر ہمنے سب غیر مذہب کے قیدیون کو رہا کر دیا مگر اِس رشک حور کے باپ نے غل مچانا شروع کیا اے اہل جہاز یہ بدبخت عورت گولی مارنے کے قابل ہی یہ ہرگز تمھارے مذہب کو اپنے خاص مذہب پر ترجیح نہین دیتی بلکہ یہ اس سبب سے تبدل مذہب کرتی ہی کہ تمھارے مذہب مین آزادی زیادہ ہے اور میری رہائی کے لیے جو اسنے فکر کی ہی اُس سے یہ نہ سمجھنا کہ اِسکو مجھ سے ہمدردی ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔ مین اُسکی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکتا ہون اور اس کانٹے کو یہ دور کرنا چاہتی ہی جب ہمنے دیکھا کہ اول جلول بک رہا ہی تو کشتی سے زبردستی اُتار دیا اور وہان سے اسنے پھر اسی قسم کی باتین کرنی شروع کین اور آخر کار کہا اے میری پیاری بیٹی خدا کیلیے چلی آ۔ زیور کو جانے دو

میرے دل پر صدمہ ہے)۔ اس رشک حور نے کہا آہا خدا مالک ہے اور وہی تمہارے دل کو تسلی دے گا۔ جب کشتی دور نکل گئی تو ہمنے اُس پری پیکر کو تسلی دینی شروع کی۔ اب سُنیے چلنے کو تو چلے اور خوش خوش چلے مگر بدقسمتی نے اپنی صورت دکھائی: یا اللہ بچائیو۔ باد مخالف ہماری کشتی کو کہین سے کہین لیگئی۔ اور ایک جہاز ہمکو نظر آیا۔ نوبت اینجا رسید کہ کچھ دیر کی گفتگو کے بعد اُنھون نے دہمکایا کہ اگر ذرا آگے قدم بڑھایا تو توپون پر بتی لگا دیجائیگی اور دھوان اُس پار ہوگا۔ ہم سب مارے ڈر کے لنگر انداز ہوے اور اُنھون نے کشتی مین آکر کہا خاصہ جہاز کا جہاز ہی۔ جو اسباب اور مال اور روپیہ اور تھیلے بخشش بہا ہون سب دھر دو (ورنہ قتل کیے جاؤ گے)۔ ع۔ مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا ÷ بجز اسکے کہ حکم بجا لائین اور چارہ ہی کیا تھا۔ اور سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس رشک حور کے ہاتھ کے زیور نکال لیے۔ خیر جان تو بچی۔ ہمارے دوست نے یہ چالاکی کی کہ اس رشک حور کا جواہرات کا ڈبا سمندر مین ڈبو دیا۔ جل جلالہٗ اے دے کے اس جہاز کے ناخدا نے ہمکو آزادی دی اور ایک چھوٹا سا جہاز جو ہمارے جہاز سے جسکو انکسار کے سبب سے ہم کشتی کہتے تھے کم قیمت تھا ہمکو دیا اور کچھ سفر خرچ دیکر رخصت کر دیا مگر ناخدا سے بعض بدنفس آدمیون نے التجا کی کہ اِن سبکو سمندر مین ڈبو دو۔ خدا خدا کر کے رہائی پائی اور ایک جزیرے کے پاس لنگر انداز ہوے اُترے تو آبادی کا نام و نشان نہین چلتے چلتے ایک پہاڑ نظر آیا اُسکی چوٹی پر گئے۔ ذرا اُترے آبادی کے سے نشان نظر آنے لگے تھوڑی دیر مین ایک درخت کے سائے مین ایک نوجوان گڑریا نظر آیا جو چاقو سے اپنی چھڑی کو چھیل رہا تھا ہمنے اسکو آواز دی گردن اُٹھا کر ہماری جانب اُسنے دیکھا دو آدمی ہم مین سے اور ملک کے کپڑے پہنے ہوے تھے وہ ہمکو کافر سمجھا اور غل مچا کے دوڑا کے دارے چلو جلدی چلو کافر لوگ اُتر آئے ہین۔ دوڑو دوڑو) ہم سمجھ گئے کہ یہ ہمکو کافر سمجھا ہی ان دونون کے کپڑے پہنے بدل دیے کہ اتنے مین پچاس سوار نظر آئے معلوم ہوا کہ سرکاری سوار جو ساحل کی حفاظت کیلیے مقرر تھے اُنھین کے سوار ہین۔ آکے دیکھا تو کہا لاحول یہ تو ہمارے ہم مذہب ہین۔ کیا آپ ہی لوگون کو دیکھکر اُس لونڈے نے غل مچانا شروع کیا تھا ہمنے کہا جی ہان ہم ہی کو کافر سمجھا تھا اتنے مین ایک آدمی نے اُن سوارون مین سے ایک کے قریب جا کر کہا (چچا جان مجھے پہچانا) وہ سوار فوراً اُتر پڑا اور اپنے بھتیجے سے بغلگیر ہوا۔ اور کہا خدا گواہ ہی اسوقت جیسے کسی نے ہزارون روپیے مجھے دے دیے اِس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہوگی۔ ع۔ کہ یا لیے برخوردار وصل یالیے ÷ بعد مدت مین نے اپنے لخت جگر نور بصر کو دیکھا جب سوارون نے سُنا کہ ہم اُنکے ہم مذہب ہین تو گھوڑون سے اُترے اور کہا کہ آپ لوگ ہمارے گھوڑون پر سوار ہو کر نور آباد کو چلیے یہان سے قصبۂ مذکور تین کوس تھا۔ چند سوار سمندر کی جانب گئے کہ ہمارے جہاز کو قصبے کے قریب لا کے لنگر انداز کرین۔ اب ہم ان سوارون کے گھوڑون پر اسطرح سوار ہوئے کہ ایک ایک جانور پر دو دو۔ ایک وہ اور پیچھے ہم مین سے

ایک وہ رشک حور ہمارے دوست کے چچا کے پیچھے سوار ہوئی سواران سرکاری نے ہماری بڑی خاطر کی
ہوئی کسی کے ہان لکا کوئی کسی کے ہان - ہم بھی ایک دوست کے ہان اُترے - وہ رشک حور میرے ساتھ
اور میرے ہمراہ تھی - ہمارے میزبان نے بڑے تپاک اور خلاق سے حقوق میزبانی ادا کیے چندروز بعد ہمارے اکثر
ساتھی نور آباد سے اِدھر اُدھر اپنی مرضی اور خوشی کے موافق چلے گئے ہین اور وہ رشک حور دور از قصور البتہ
نور آباد ہی مین رہے کیونکہ ہمارے پاس خرچ کو روپیہ کافی موجود تھا اس غیرت پری کو نا خدا رخصت کیوقت
دے گیا تھا مین نے انکو ایک قطر خرید دیا - جس پر وہ اسوقت سوار ہین ابتک میرا انکا عقد نہین ہوا ہے گو
اس سے بڑھکر دولت دنیا ہین اور کیا ہوسکتی ہو کہ مجھے ایسی پری ملی مگر مین غریب آدمی ہون - مدت
کے بعد اپنے وطن جاتا ہون خدا کرے میرے والدین اور بھائی زندہ ہون تو مین اور یہ پرستان کی پری
خوش خوش زندگی بسر کرین آیندہ یا قسمت یا نصیب یا بخت - اگر وہ بقید حیات خدانخواستہ نہون یا انکی
حالت خراب ہوگئی ہو تو افسوس کا مقام ہی -

حضرات میرا مختصر حال یہ ہی جو مین معرض بیان مین لایا اب آپ خود غور فرمائیے کہ غیر معمولی اور انوکھی
بات ہی یا نہین - اگر آپ کی سمع خراشی کا خیال نہوتا تو اس سے بھی زیادہ وضاحت اور تصریح کے
ساتھ بیان کرتا -

فصل - ۱۵

جب اس قصے کو اس شخص نے ختم کیا تو ساتھیون مین سے ایک صاحب نے کہا حضرت واقعی کس
خوبی اور لطف کے ساتھ آپ نے اپنی انوکھی سرگذشت اسوقت بیان کی کہ جی خوش ہوگیا ہر ہر قدم پر ایک
نئی ہی بات سننے مین آئی - ماجرے اور روایات طرفہ ہی سُنے - جو لفظ ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی سامعین
لجہ حیرت مین غرق کا آئی یہ خواب پریشان ہی یا واقعی امور بیان کیئے گیے اگر کل تک آپ اسکو ختم نہ کرتے
تو واللہ ہماری عین مسرت کا باعث ہوتا - وحشی تربیت یافتہ اور کل سامعین نے کہا کہ اگر کوئی امر ہمارے قابل
ہو تو بسم اللہ فرمایئے - خدمت کو بسر و چشم حاضر ہین - اس رئیس زادہ والا تبار نے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہی کہا کہ اگر آپ
ہمارے ہمراہ ہمارے مکان پر چلیے اور اُس رشک حور کو ساتھ لیچلیے تو جو دلی آرزو آپ کی ہے وہ اعزاز کے ساتھ
پوری ہو جائیگی - اُسنے شکریہ ادا کیا مگر وہان جانا اور روپیہ لینا منظور نہین کیا -

اب شام ہوگئی اور مغرب کے وقت ایک گاڑی سرا مین کھڑکھڑاتی ہوئی داخل ہوئی چند سوار اسکے ہمراہ
تھے - جگہ تلاش کرنے لگے بھٹیارے نے ادب کے ساتھ عرض کی کہ حضور آج تو تل رکھنے کو بھی جگہ نہین ہے
ایک سوار نے ڈانٹ کے کہا کچھ پروا نہین - جگہ ہو یا نہو ہمارے حضور قاضی صاحب کیلیے جگہ خالی کرنی ہوگی

بھٹیارے نے پریشان ہوکر عرض کی حضور صاف بات یہ ہی کہ بستر میرے ہان کوئی خالی نہین ہی۔ اگر بستر قاضی صاحب کیساتھ ہو تو مین اپنا کمرا خالی کردون۔ سوار نے کہا فوراً خالی کردو۔ اتنے مین گاڑی سے ایک بہت ہی معزز آدمی اُترا جسکی وضع قطع لباس شان اور آن بان سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑا جلیل القدر افسر ہی۔ غور سے دیکھا تو قاضی القضات کے ہمراہ ایک مہوش زرین کمر پری پیکر تھی

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔۔۔ جوانی کی راتین مرادون کے دن

جسنے دیکھا عشق کرنے لگا۔ سراوا سے پہلے لیلی اور جمیلہ وغیرہ کو اگر نہ دیکھ چکے ہوتے تو انکو یقین نہ آتا کہ ایسی ایسی صورتین بھی انسانون کی ہوا کرتی ہین۔ اُسوقت خدائی فوجدار بھی موجود تھے۔ جب اِنھون نے دیکھا کہ قاضی صاحب ایک نوجوان حسینہ کو لیکر آئے ہین تو قریب جاکر یون فرمایا (حضور قاضی صاحب قبلہ آپ بے کھٹکے اس محل عالی مین قدم رنجہ فرمائیے ایک تو یون ہی یہ پرستان تھا لیکن اب اس پری کے قدوم میمنت لزوم سے اور بھی پرستان ہوگیا۔ وہ بچہ حور حضور کے ہمراہ ہی کہ واللہ اگر پہاڑ دیکھلے تو با نہیمہ رفعت پشت ادب خم کرے اور دریا لہرین مارتا ہوا پاے مبارک کا بوسہ لینے آئے۔ مانا کہ محل ذرا کوچک ہے مگر آپ کے سے علما اور فضلا کو کوچک اور کلان سے چہ سرکار۔ جو صاحب سیف ہین جو صاحب قلم ہین اُنکو اس سے کیا بحث تمام دنیا مین جہان کہین یہ حور دوراز قصور جائیگی فرشتے درود پڑھینگے)

قاضی صاحب نے جو یہ گفتگو سُنی تو خدائی فوجدار با وقار کو از سرتا پا غور سے دیکھا اور دل ہی دل مین ہنسے کہ ماشاءاللہ ۔ع۔ سب صورت لنگور فقط دُم کی کسر ہی + وضع اور برنخ شریف واہ واہ آپ ہیچ سبحان اللہ وہ تینون پریان جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی سامنے کھڑی ہوئین اور پادری صاحب اور وحشی تربیت یافتہ اور نوجوان رئیس زادے نے جاکر بہ اخلاق صاحب سلامت کی۔ قاضی صاحب اندر آئے پادری صاحب اور نوجوان رئیس زادے وغیرہ کو دیکھکر خوش ہوے کہ معزز لوگ بھی سرا مین موجود ہین مگر خدائی فوجدار کی قطع سے انکو ذرا وحشت ہونے لگی۔ اب راے یہ قرار پائی کہ مستورات ایک کمرے مین شب باش ہون اور مرد باہر رہین قاضی صاحب نے یہ بات منظور کی کہ انکی صاحبزادی اِن عورتون کے ساتھ رہین کچھ بستر سرا سے ملا اور کچھ قاضی صاحب کے پاس تھا۔

قاضی صاحب کے آنے سے صرف ایک شخص کو ذرا ملال سا تھا۔ یہ شخص وہی صاحب تھے جنھون نے اس رشک حور کا قصہ چھیڑا تھا اور فوج کے افسر رہے تھے۔ انھون نے جو قاضی کو غور سے دیکھا تو اُنکے ہمراہیون اور سپاہیون سے جاکے اُنکا نام دریافت کیا اور پادری صاحب اور وحشی تربیت یافتہ سے جاکے یون ہمکلام ہوے (یہ جو قاضی آئے ہین یہ میرے بھائی ہین ہم نین بھائی ہین جیسا کہ مین عرض کرچکا ہون

اُنھون نے علم وفضل کی طرف توجہ کی مین نے فوجمین نوکری کی اسکے بعد کل قصہ جو اوپر بیان ہوچکا ہے بیان کیا اور انکی صلاح لی کہ بھائی سے اسکا ذکر کرون یا نہ کرون کیونکہ مین اسقدر غریب ہون اور یہ فضل خدا سے اس درجۂ اعلے کو پہونچا ہے۔ پادری صاحب نے کہا آپ سب امور میری راے پر چھوڑ دیجیے مین ایک خوبصورتی کے ساتھ کل امور طے کر دونگا۔

کھانا کھانے کے وقت پادری صاحب نے عندالتذکرہ قاضی صاحب کو چھیڑا۔ کہا) جناب قاضی صاحب آپکے ایک ہمنام سے اور مجھ سے جزیرہ قرطوس مین ملاقات ہوئی تھی وہ تین بھائی تھے۔ ایک نے بحری نوکری اختیار کی۔ ایک کہین کے منصف ہوے اور وہ فوجی افسر تھے) اسکے بعد کل امور جو انکی زبانی سنے تھے بیان کیے۔ قاضی صاحب نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جس بہادر فوجی افسر کا آپ ذکر کرتے ہین وہ میرے بڑے حقیقی بھائی ہین اسکے بعد کل حال از سرتاپا بیان کیا کہ یون ہمارے والد نے اپنی جائداد تقسیم کی اور ہم تینون نے تین پیشے اپنے والد کی صلاح کے مطابق اختیار کیے۔ یہ بھی کہا کہ ہمارا ایک بھائی بڑا امیر ہو گیا ہے اور وہ اب بمبئی مین تجارت کرتا ہے اور زمیندار بھی ہے اور اپنے باپ کی نسبت کہا کہ ابھی تک زندہ اور صحیح وسلامت ہین۔ خدا کرے ہمارے اُس بھائی کو جو گم ہو گئے ہین اپنی آنکھون سے دیکھ لین ہاے افسوس خدا جانے کہان قید ہوے اور کیا حشر ہوا۔ ہاے اگر ہمکو انکی مصیبت سے ذرا بھی مطلع کرتے تو ہم اپنی جان تک لڑا دیتے اور اُنکو بچاتے مگر بے بسی اور بیکسی کا عالم ہے۔

اب سُنیے کہ پادری صاحب نے عندالتذکرہ یہ بھی کہدیا تھا کہ اتنا سننے مین آیا ہے کہ ایک رشک حور کی مدد سے اُنھون نے زندان سے رہائی پائی مگر پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے۔ اسپر قاضی نے کہا اے رشک حور جو کوئی تو ہو خدا تجھے سلامت اور باکرامت رکھے اور تیری دلی آرزو پوری ہو خدا کرے مین اور میرے بھائی اور باپ کو وہ دن دیکھنا نصیب ہو کہ ہمارے بھائی سے تمھارا عقد ہو اور ہم سب اُسمین دامے درمے قدمے سخنے شریک ہون قاضی صاحب کی یہ حسرت بھری گفتگو سنکر سامعین کو خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ خوشی اس بات کی کہ اب تھوڑی دیر مین بچھڑے ہوے پھر ملا چاہتے ہین اور رنج یہ کہ قاضی کو اپنے بھائی کی مفارقت سے اسطرح زار زار روتے دیکھا۔ پادری صاحب نے اتنے مین ایک ہاتھ اسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا اور ایک ہاتھ اس رشک حور کے ہاتھ مین اور کہا) قاضی صاحب اب خوشی کے شادیانے بجالیجیے یہ تو آپکے بھائی صاحب ہین اور یہ وہ زن نیک ہے جسنے انکی جان بچائی اور آپ کی بھاوج ہین غنیم اور لٹیرون نے انکو اس درجے کو پہونچایا کہ اب مفلس ہو گئے یہ زن نیک ایک کروڑپتی کی صاحبزادی ہین) الغرض دونون بھائی گلے مل مل کے خوب ہی روئے اپنے اپنے درد دُکھ کا حال دونون نے مختصراً بیان کیا راے یہ قرار پائی کہ دونون

بھائی اور قاضی کی لڑکی اور وہ رشک حور پہلے قاضی صاحب کے والد کے پاس جائیں اور یہ مژدہ طرب انگیز سنائیں کہ انکا بھادر لڑکا بفضلہ صحیح وسالم ہے۔ اس خوشی کی کاروائی سے کل حاضرین خوش وخرم اور دست بدعا تھے

جس طرح انھیں بہم ملایا ۔۔۔ بچھڑے ہوئے سب ملیں خدایا

اب چونکہ رات بہت بھیگی تھی اور پچھلے کا وقت آگیا تھا سب اپنے اپنے بستر پر گئے۔ خدائی فوجدار نے کہا مین آپ سب کی خدمت کے لئے حاضر ہون۔ سنتری کا کام دونگا اور رات بھر اس محل فلک توامان کو دیوون اور عفریتون اور جنون کے ہاتھ سے بچاؤنگا جن لوگونکو انکے جنونکا حال بخوبی معلوم تھا انھون نے تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور قاضی صاحب نے اختصار کے ساتھ اس سودائی کی سرگذشت کہی۔ بدھو نفر نے اپنے گدھے کی لادی کو اپنا بستر بنایا۔ عورتین اپنے کمرے مین گئین سب نے آرام کیا مگر فوجدار نے وعدے کے مطابق سنتری کا کام دیا۔ ہو کم در۔

فصل ۔ ۱۶

پو پھٹنے کے وقت کسی ناہید نغمہ کی آواز دلکش نے سوتون کو جگایا جسطرح نسیم سحری غنچون کو خواب ناز سے آنکے تڑکے جگاتی ہے۔ ان تینون پری رخسار معشوقون مین سے ایک پیشتر ہی سے جاگ رہی تھی اسنے ان سبکو جگایا اور ڈرتے ڈرتے قاضی صاحب کی صاحبزادی بلند اختر رشک قمر کو آواز دی کہ بہن ذری آنکھین کھول دیکھو تو ادھر کی جانب سے کسی کے گنگنانے کی آواز آتی ہے۔ دلکو بھاتی ہے سب نے کان دھر کے سنا تو غش غش کرنیلگے اور اب اس امر کی تحقیقات لازم آئی کہ یہ کون یار بدنزاد ہے جسکا نغمہ روح پرور ایک عالم کو فریفتہ اور ساری خدائی کو شیفتہ کر رہا ہے کبھی ادھر سے آواز آتی معلوم ہوتی تھی کبھی ادھر سے اتنے مین وحشی تربیت یافتہ نے آنکے کہا جو لوگ آرام مین نہین ہین انسے میری التجا ہے کہ ذرا غور کرکے سنین کہ خچر والا لونڈا کس مزے سے بھیروین مین سچی تانین لگا رہا ہے نور کا گلا ہے اہو ہو ہو انھون نے کہا ہم خود بڑے عرصہ سے جان لڑائے ہوئے سن رہے ہین۔ اتنے مین یہ اشعار سنے۔

شب فرقت اسی کو کہتے ہین ۔۔۔ لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جان لیتا ہے کام اسی شب کا ۔۔۔ شام غربت ہے نام اسی شب کا
جان بچتی نہین یہ ہے وہ شب ۔۔۔ شب بیمار ہے اسیکا لقب
ہے بلائے فراق یار یہی ۔۔۔ ہے شب اول مزار یہی
یہی ظالم بسر نہین ہوتی ۔۔۔ سی شب کی سحر نہین ہوتی
سب عمر خاک ہو تری حسرت مین کھو آ ۔۔۔ اد موت کیا تو مرگئی کس نیند سوئی ہر

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے
اور مر کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر بار
بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کملی بھگوئی ہے

اسقدر گانے کے بعد اُن پریون مین سے کسی نے کہا لاڈو غافل سو رہی ہے اسکو بھی ضرور جگانا چاہیے یہ کہکر یون جگایا میٹھی نیند جو سو رہا ہو اُسکو جگانا نہ چاہیے گر مین اسوقت تمکو جگاتی نہین ہون بلکہ تمپر احسان کرتی ہون ذرا اُٹھ کے سنو تو کوئی خوش گلو قوال کیسی تانین لے رہا ہے کہ دل مسوس رہا ہے کبھی عمر بھر ایسی پیاری آواز نہ سنی ہوگی) لاڈو نے اٹھکر آنکھین ملین۔ نیند کا خمار ابھی تک باقی تھا۔ کہا ہمین کیون جگا دیا سمجھایا گیا کہ کوئی شخص سر امین بیردین اس لطف سے گا رہا ہے کہ راگ اُمڈا آتی دونون ہاتھ باندھے غلامی کو تیار ہین۔ دو چار شعر سنکر لاڈو کا نپنے سی لگی معلوم ہوتا تھا کہ گویا تشنج کا عارضہ شروع ہوگیا ہے۔ لاڈو نے آہستہ سے اُسکے کان مین کہا تمنے ہمین ناحق کو جگا دیا۔ بُرا بُرا کیا اس بدبخت قوال کی آواز میرے کانون تک نہ پہونچتی تو مین بڑی خوش نصیب اپنے آپ کو سمجھتی۔ اسنے کہا یہ تم بک کیا رہی ہو یہ تو کوئی خچر والے کا لونڈا ہے ذرا سمجھ بوجھ کے عشق کی باتین کیا کرو۔ لاڈو بولی نہین صاحب خچر والا کیسا۔ یہ ایک نوجوان رئیس زادہ ہے صاحب جائداد کبیرہ۔ اور میرے دل پر اسنے پورا پورا قبضہ کر لیا ہے۔ قبضہ کیا معنی اُسی کا ہوگیا ہے اس پری نے جو یہ تقریر سنی تو کہا ارے یہ کیا بات ہے۔ ابھی اتنی کمسن کم عمر ہو اور یہ باتین تم دل کے آنے اور دل کے جلنے کا حال کیا جانو۔ اچھا خیر اب سنتے ہی دو۔ کوئی نئی چیز شروع کرنے والا ہے۔ لاڈو نے دونون ہاتھون سے اپنے کان بند کر لیے۔ تاکہ آواز گانے کی نہ پہونچے۔ اسپر اُسکو اور بھی حیرت ہوئی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے۔ اب اس قوال خوش گلو نے یون گانا شروع کیا۔

فراق یار خو تخو مین یہان شیون پہ شیون ہے
عجائب جوشش گریہ ہے کہ تر دامن پہ دامن ہے
تہ زلف معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہے
متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہے
عجب شوق شہادت ہے ترے عشاق کو قاتل
کریگا قتل کس کسکو جھکی گردن پہ گردن ہے
تری تلوار مین جوہر چمن زخمون سے یان تن پر
ہمارے قتل پر قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہے
جما تے ہین دھڑی گیسو بناتے ہین سنورتے ہین
پھٹا پڑتا ہے عالم آجکل جوبن پہ جوبن ہے
پیا پے بوسے لینے سے پڑا ہے نیل عارض پر
چمن مین حسن کے اے گل ترے سوسن پہ سوسن ہے
فنا کے بعد بھی باز آئے کب نظارہ بازی سے
جھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہے
مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگان نے
دل صد چاک مین اپنے بنا روزن پہ روزن ہے

اسکے بعد گانے کی آواز نہ آئی تو لاڈو نے از سر نو ایک آہ سرد بھری۔ اس پری کو اب اور بھی زیادہ

حیرت ہوئی ہے کہ یہ کیا اسرار ہے پھر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے ۔ کان سے منھ لگا کر لاڈ نے بفحوائے دیوار گوش دارد فہمیدہ لب بجنبان کہنا شروع کیا کہ میری پیاری ۔ یہ قوال یا خچر والے کا لونڈا نہیں ہے یہ ایک رئیس کا لڑکا ہے اور بڑا زمیندار ہے ۔ میرا اسکا مکان آمنے سامنے ہے ۔ ع ۔ اچھا مقابلہ ہے رخ و زلف یار کا ۔ میرے مکان کے دروازے بند رہتے تھے مگر واللہ اعلم اُسنے مجھے کہان سے دیکھ لیا اور عاشق زار ہو گیا اور کوٹھے پر سے اور دروازون اور سوراخون اور کھڑکیون کی راہ سے تاک جھانک کرنے لگا نوبت بایجا رسید کہ میرے دل مین بھی عشق پیدا ہو گیا دل سے دلکو راہ ہے ۔ اشارہ بازیان ہونے لگین ۔ اکثر اسطرح پر اشارہ کرتا تھا کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے جوڑ کے مجھے دکھاتا تھا مطلب یہ کہ پیوند یعنی عقد کا طالب ہون ۔ میری ماں مر چکی تھی ۔ سوچتی رہی کہ یا اللہ کس سے صلاح لون آخر کار جب میرے اور اُسکے دونون کے والد باہر چلے گئے تو ایک روز مین لب بام آئی اور کھلے بند ون ٹہلنے لگی تاکہ وہ مجھے از سرتا پا بغور دیکھے ۔ دیکھا تو اور بھی لٹو ہو گیا بس مین یہ سمجھی کہ دیوانہ ہی تو ہو گیا ۔ ع ۔ عقل بیرون شد ز سر گفت سلام علیک + اتفاق اور بدنصیبی سے میرے والد نے وہان سے نقل و حرکت کا قصد کیا کیونکہ اُسکو کسی ذریعے سے معلوم ہو گیا تھا مگر افسوس ہے کہ عجلت اور چوری اور خوف اور عاقبت اندیشی کے لحاظ سے مین اُس سے نہ ملسکی اور نہ وہ مجھے ملسکا اور ہم روانہ ہو گئے اُس سے اُسکا دل پاش پاش ہو گیا ۔ سُنا چہرے پر نصیب اعدا مردنی سی چھاگئی دو دن کے سفر کے بعد ہم اور ابا سرا مین تھے کہ مین نے اِس شوریدہ سر آوارہ مزاج کو سرا کے پھاٹک سے داخل ہوتے دیکھا خچر والون کی وردی اِس طرح پہنی تھی کہ اگر اُسکی صورت میرے لوح دل پر بخوبی مرتسم نہوتی تو مجھے خود دھوکا ہو جاتا کہ خچر والا ہی ہے ۔ دیکھا تو پہلے حیرت پھر انتہا سے زیادہ خوشی ہوئی کنکھیون سے اُسنے بھی مجھے دیکھا مگر میرے باپ کے سامنے نظر اٹھا کے دیکھا بھی نہین ۔ میرے لیے یہ سفر پیادہ پا اُس غریب نے اختیار کیا عشق صادق اسکا نام ہے میری آتش شوق بھی اب تیز ہوئی ۔ واللہ اعلم اِسکا دلی منشا کیا ہے ۔ اور اپنے گھر سے کیونکر جدا ہونے پایا کیونکہ اُسکا باپ تو تہ دل سے اسیر عاشق زار ہے اِس مین تو شک ہی نہین کہ آیا میرے ہی پھیر مین ہے مین نے یہ بھی سنا کہ نو عمر ہے اور اسی سن مین شعر کہتا ہے اور جید طالب علم ہے جب کبھی مین اسکے گانے کی آواز سن لیتی ہون میرا کلیجا کانپ اٹھتا ہے کہ مبادا میرا باپ سن لے اور اُسکو ہمارے عشق کا حال معلوم ہو جائے ۔ میری تو اُسپر جان جاتی ہے ۔ یہ خچر والے کا لونڈا نہین ہے بہن یہ رئیس زادہ ہے ۔ تم سب کو آواز دلکش سے لبھا لیا یا نہین ۔ پھر خچر والا ہے یا دلون کا مسخر کرنے والا یا یون کہون کہ کشور دلکا فتح کرنے والا ہے ۔

اُس پری نے یہ کل حال سنکر کہا اچھا پیاری اب تم یہ امر میری رائے پر چھوڑ دو اب تم کچھ نہ کہو

اگر خواستہ خدا ہے توکل سے تدبیر کرونگی انشاء اللہ شاہد آرزو سے ہم آغوش ہوگی اور انجام بخیر ہوگا- وہ بولی نہین یہ امر محال ہے اسکا باپ اسقدر امیر ہے کہ مجھے اپنی بہو بنانا تو درکنار اس قابل بھی نہ سمجھیگا کہ مین اُسکے لڑکے کی خواص بنکے رہون اور یہ بھی ہے کہ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مین بھی اپنے باپ کی مرضی کے بغیر شادی نہ کرونگی نہ کرونگی- مین چاہتی ہون کہ یہ نوجوان یہان سے اپنے گھر چلا جائے تو شاید ذرا ذرا درد دل کم ہو گو زوال مرض تو بے وصل و وصال محال ہے خدا جانے اس سن مین یہ عشق ہمین کہان سے پڑ آیا- ہم دونون ابھی پورے سولہ برس کے بھی نہین ہین اس لڑکین کی بھولی تقریر پر اُس پرکو ہنسی آئی اِسکے بعد لاڈو نے کہا کل کا دن بڑی بڑی آرزوؤن والا ہے- یا عمر بھر کا رنج ہوگا یا تمام عمر کی راحت اب ذرا آرام کرنا چاہیے- دونون نے آرام کیا اور چونکہ صبح کا وقت اور گرمی کے دن تھے تمام سرا مین سناٹا پڑا ہوا تھا مگر خدائی فوجدار کی مجنونانہ حرکات سے بھٹیارے کی لڑکی اور اُسکی خادمہ دونون جاگتی تھین آپ دروازے کے اندر مسلح پشت توسن پر کھڑے تھے- دونو مین صلاح ہوئی کہ آؤ ذرا دیر دل لگی دیکھین اور اُنکے اول جلول تقریر سے دل کو شاد کرین دل لگی دیکھنے کے لیے دونون سرا کے ایک گوشۂ محل کی چھت پر جا بیٹھین اور ایک جھروکے سے آواز دی کہ خدائی فوجدار صاحب والا تبار دام بالا فتخار ذرا ادھر تشریف لائیے عزت بخشیے رتبہ بڑھائیے- اتنا سنتا تھا پھر انکو چین کہان- پہلے سمجھے کہ کوئی ساحر جادو کے زور سے کسی خبیث کو عورت بناکر انکو بلاتا ہے بھالا اٹھاکر چلنے ہی کو تھے کہ معاً دیوانگی نے دوسرا زور کیا اب انکی رائے یہ قرار پائی کہ اِس قصر مرتفع کے گورنر ذیجاہ کی دختر رشک ماہ ہمیر ہزار جان سے عاشق ہو کر ہمکو بلاتی ہے- پھر کیا تھا- رشک حمار کو خیز اور نیزے کو سیدھا کرکے آواز پر پہونچے اور دو عورتون کو جھروکے مین بیٹھے دیکھکر یون اسپیچ دی اے نوعمر نوخیز شہزادی والا دودمان اِس قصر مرتفع کی روح رواں مجھے افسوس ہے کہ مین آپکے عشق کا جواب نہین دیسکتا کیونکہ عشق کا جواب عشق ہے اور مین ایک دشمن صبر و شکیب کو دل دے چکا ہون-

دیوانہ ہون ترا مجھے کیا کام کہ لون گل	زیبا کش سر کو ہے مرے داغ جنون گل
اس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت	سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل

ورنہ ممکن نہ تھا کہ تمہاری سی جمیلہ و حسینہ کے عاشق ہونے سے خوش نہوتا- اِس سے تو مجھے معاف فرمائیے ہان اگر اور کوئی کام میرے قابل ہو تو بسم اللہ جان تک سے دریغ نہین-

اسقدر اسپیچ خدائی فوجدار دینے پائے تھے کہ خادمہ نے کہا حضور ہماری شہزادی یہ آپسے نہین چاہتی ہین کہ آپ انکے ساتھ شادی کرین بلکہ انکی یہ خواہش ہے کہ آپ مدد دین اور

داد مردانگی دکھائین مگر انکے والد بزرگوار کو کانون کان خبر نہ ہونے پائے ورنہ وہ پھر بھی اڑا دینگے اسپر فوجدار بگڑے کہا کیا مجال دھڑ سے اُڑا دینا کیا دل لگی ہے۔ خادمہ نے کہا حضور بات یہ ہے کہ ہماری بی بی شہزادی پر ایک دیو عاشق ہے اور ایک بہت بڑے عامل نے بتایا ہے کہ کسی نامی گرامی مشہور یل نامدار کا ہاتھ انکے ہاتھ کو مس کرے مگر وہ ہاتھ ایسا ہو کہ کسی عورت نے نہ کبھی چھوا ہو۔ لوگون سے پوچھا تو سب نے آپ کا نام لیا خدائی فوجدار بہت ہی خوش ہوے۔ کہا بیشک ہمارا ہی ذکر خیر ہوگا۔ اور دوسرا کوئی ہو کون سکتا ہے کسی عورت نے واقعی آجتک ہمارا ہاتھ مس نہین کیا یہان تک کہ جو حسینہ مہر لقا ماہ سیما ہمارے تن بدن ہر عضو کی مالک ہے اُس تک نے نہین چھوا۔ یہ کہکر انہون نے کہا اگر آپ آسمان پر ہم زمین پر بھلا ہاتھ کیونکر پہونچے وہ بولی یہی تو دل لگی ہے کہ ہم تم آمنے سامنے کھڑے ہین مگر ہم کو تم آسمان پر معلوم ہوتے ہو اور تمکو ہم۔ یہ اچھی دل لگی ہے خدائی فوجدار نے رشک حور سے ہاتھ بڑھایا اور اونچا کیا اور اونچا کیا تو خادمہ نے کہا شرط یہ ہے کہ آنکھین بند کر لیجیے تو ہماری شہزادی آپکا ہاتھ فقط چھو لین۔ بس۔ فوجدار نے کہا اسکے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ چوم نہ لین وہ ہماری خاص معشوقہ طناز سراپا ناز کا حصہ ہے یہ کہکر ہاتھ بہت ہی اونچا کیا یہ بھی چھٹین تو تھین ہی خادمہ نے کہ اپنی بی بی کی سکھائی پڑھائی تھی جب دیکھا کہ فوجدار کا ہاتھ دراز اور آنکھین بند ہین تو فوراً ہولے ہولے سوئی چبھو دی۔ یہ بولے ارے یہ کیا غضب ہے۔ ہاتھ کو چھو لیا کہ چھید دیا۔ خادمہ نے کہا صاحب ہمسے یہ کچھ نہ پوچھیے یہ سب جادو کا کھیل ہے ہمنے تو فقط ہاتھ چھوتے ہوے دیکھا مگر عامل نے کہا تھا کہ اگر وہ غل مچائین کہ ارے سوئیان چبھوے دیتی ہو تو سمجھ جانا کہ آرام ہو جائیگا اور اگر کمر جکڑ دیجائے تو سمجھنا کہ پورا آرام ہو جائیگا اسکے بعد ایک رسی کا پھندا بنا کر انکی کمر مین لٹکا کے کھینچ لیا اب وہ گھوڑے پر سوار ہین مگر کمر جکڑی ہوئی ہے۔ دل مین خوش ہیں کہ عامل تو فتویٰ ہی لگا گیا تھا کہ اگر کمر جکڑ دیجائے تو اور بھی اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کمر کٹنے لگی اور سوئی جو چبھوئی گئی تھی اسمین بھی ذرا ذرا درد ہونے لگا پہلے تو اپنی معشوقہ گلرخسار کو یاد کیا کہ تیرے سبب سے مین اس مصیبت مین پڑا اور یہ تباہی مجھ پر آئی۔ بعد اسکے بدھو نفر کو یاد کیا۔ وہ گدھے کی لادی پر پڑے خراٹے لے رہے تھے کوئی نقارہ بھی بجاتا تو انکو کانون کان خبر نہ ہوتی اسکے بعد اپنے خاص خاص دوستون کو یاد کیا مگر صداے برنخاست۔ سخت پریشان کہ ساحرون نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا سوچتے تھے کہ روز روشن ہونے پر لوگ انکی مدد ضرور کرینگے مگر یہ انکی بڑی غلطی تھی۔ تڑکے گجر دم چار سوار بھی پھاٹک پر آئے گھوڑے قیمتی سازو سامان سے لیس۔ پھاٹک پر دستک دی اسپر فوجدار نے ڈانٹ کے کہا۔ کون ہے۔ چاہے جو کوئی ہو۔ اسوقت یہان سے چلے جاؤ یہ شاہی قصر ہے اسمین بے آفتاب نکلے کوئی آنے نہین پاتا ہے۔ ایکنے کہا یہ کوئی پاگل ہے ذرا سی سرا کو قصر شاہی بتاتا ہے ایک اور بولا

اگر تم بھٹیارے ہو تو کھول دو۔ اِنھون نے کہا (ہماری بھٹیارون کی سی صورت ہے) وہ بولا خدا جانے کون ہو۔ مگر واہی تباہی ضرور بکتے ہو۔ کہ سرا کو قصر شاہی بتاتے ہو۔ الغرض دیر تک اِنکے اُنکے رد و بدل رہی اور سوارون نے کہا اس ذرا سی سرا کو کوئی بڑی سودائی ہی شاہی قصر کے نام سے پکاریگا فوجدار نے کڑک کر کہا (تم بالکل جاہل آدمی ہو۔ اور یلان نامدار کے قواعد سے محض ناواقف) اس پر ایک سوار نے اٹھکر اِس زور سے پھاٹک پر دو ہتھڑ دیا کہ بھٹیارا جاگا اور سرا والونکی آنکھ کھل گئی۔ بھٹیارے نے پوچھا (کون ہے)۔

دروازہ کھولدیا گیا اور سوار اتر پڑے اتفاق سے ایک سوار کے گھوڑے نے جا کے رشک حمار پر دولتی جو جھاڑی تو فوجدار اوندھے منھ ہو کے گرے اور اب خدائی فوجدار صاحب لٹکے پڑے ہین کہ سے دو ہوا چاہتے ہین۔ گئے تھے اونکی کمک کو وہان الٹی آنتین گلے پڑین۔

فصل - ۱۷

خدائی فوجدار اتنی دیر کی سختی اور انتہا کی پریشانی برداشت کر کے اب بول گئے اور زور زور غل مچانے اور رونے لگے یہان تک کہ بھٹیارے نے کہا گھبراؤ نہین مین آتا ہون خادمہ نے ڈر کے مارے فوراً رسی کو چاقو سے کاٹ ڈالا اور فوجدار صاحب مین پر دھڑ سے گرے اور گرتے ہی جھاڑ پونچھکے اٹھے اور رشک حمار پر سوار ہو کر نیزہ تان کے تلوار کو کھڑکھڑاتے باہر نکلے۔ اور کہا ابے چاہے جو ہو اور جس کسی نے جادو کیا ہو میدان مین آ۔ ہم اُس سے اکیلے لڑنے کو تیار ہین بیا بیا میدانمین آ اور سب تو خدائی فوجدار کی حماقتون اور جنون کی باتون سے آگاہ تھے مگر یہ سوار جو نئے نئے آئے تھے یہ انکی برزخ اور شان دیکھکر چکر مین آئے کہ بھئی یہ کون بزرگوار ہین مگر بھٹیارے نے مختصر طور پر انکا قصہ بیان کر دیا اور کہا انکی باتو نکا خیال نہ کیجیے یہ اپنے آپے مین نہین ہین۔

تھوڑی دیر کے بعد سوارون نے ان سب سے دریافت کیا کہ اِس سرا مین یا کہین اور آپ مین سے کسی صاحب نے ایک خوبصورت سا نوجوان تو نہین دیکھا ہے جو خچر والون کی وردی پہنے ہے۔ بھٹیارے نے کہا یہان اسقدر آدمی آتے جاتے ہین کہ مجھے یاد نہین رہتا کون آیا تھا کون نہین آیا تھا چار سوار ان مین سے ایک۔ تو۔ اِس سرا کے پھاٹک پر رہا اور دوسرا لیکے اِدھر اُدھر دیکھنے گئے اور چوتھا سرا کے باہر دیکھنے لگا۔ بھٹیارا سمجھا کسی نوجوان عورت کی تلاش ہے اور کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ کیا ہو رہا ہے۔

اب خاصہ تڑکا ہو گیا اور سب کے سب جاگے خدائی فوجدار کا جنون اور بھی جوشزن ہوا کہ ہم تو اِن چارون سوارون کو ڈانٹ رہے ہین اور انمین سے کوئی مسکتا ہی نہین یہ ماجرا کیا ہے

اگر خلاف قواعد ہوتا تو یہ بہادر اکیلے اُن چارون پر حملہ آور ہوتے مگر خیر اب بغور آپ دیکھنے لگے کہ یہ سوار اِدھر اُدھر کیا تلاش کر رہے ہین شاید اسی مین کوئی نئی بات پیدا ہو جائے۔

اب سنیے کہ ایک سوار کو یہ لڑکا مل گیا۔ دیکھا کہ ایک خچر والے کے قریب سو رہا ہے شانہ ہلا کر کہا ای حضور اب آرام فرما چکے یا نہین ماشاء اللہ کتنی عمدہ پوشاک آپ پہنے ہین رئیسونکے لڑکون کو ایسا ہی چاہیے اور یہ بستر واقعی آپ ہی کے قابل ہے جو پوتڑونکا رئیس ابن رئیس ہو آنکھ ملتے ہوے وہ جو اٹھا تو پہچانا کہ اسکے باپ کا ایک ملازم ہے۔ از بس حیرت ہوئی۔ سوار نے کہا سرکار بس اب کچھ سوچیے نہین۔ ہمارے ساتھ چلے چلیے ہان اگر آپ اپنے باپ کی جان کے دشمن ہوے ہین تو خیر کیونکہ وہ اس جدائی کے صدمے کو برداشت نہ کر سکینگے۔ لڑکے نے کہا یہ تو بتاو کہ میرے باپ کو یہ کہان سے معلوم ہوگیا کہ مین یہان آیا ہون اور اس لباس مین ہون اسنے کہا ایک طالب علم نے تمہاری زبانی سنا ہوا بیان کیا تھا جو خچر والا اسکے قریب لیٹا تھا اُسنے جاکے پادری صاحب اور کل جلیسے سے کہا کہ یہ لڑکا تو کوئی نواب زادہ معلوم ہوتا ہے اور وہ سوار کہہ رہا ہے کہ اب آپ اپنے والد بزرگوار کے پاس چلیے۔ جب یہ سنا اور سوچے کہ خوش آواز اور خوش الحان نوجوان ہے تو صلاح کرنے لگے کہ اس معاملہ مین دست اندازی ضرور کرنی چاہیئے لہذا اسکے پاس گئے۔ اتنے مین اُس خاتون پریرو نے جو اس نوجوان کا سب حال لاڈو سے سن چکی تھی کل حاضرین کو چپکے سے اسکے حال سے مطلع کیا کہ یہ معاملہ ہے لہذا پادری صاحب وغیرہ نے سب عورتون کو صلاح دی کہ تم لوگ اندر چلے آو ہم بعنوان مناسب طے کر دینگے اتنے مین چارون سوارون نے اس نوجوان کو گھیر لیا اور کہا ہم مجبور کرتے ہین ضرور چلیے اور اپنے باپ کی تسلی کیجیے وہ انکار کرتا گیا کہ میری جان اور آبرو کی بات ابھی نہ جاونگا اور وہ کہتے تھے کہ ہم بے لیے نہ جائینگے۔ لڑکے نے کہا زندہ تو مجھے کوئی بھی نہین لیجا سکتا ہان لاش لیجاو تو لیجاو۔ سوارونکو ایک دل لگی ہاتھ آئی۔ ایک نے پوچھا تم زبردستی اسکو لیجانے والے کون ہو انھون نے کہا جناب انکے باپ کی جان نکل جائیگی انکو انسے دلی عشق ہے جو عشق باپ کو اولاد سے ہوتا ہے اُس سے کچھ بڑھا ہوا ہے اتنے مین قاضی صاحب نے سوارونکو ذرا ڈانٹا تو ایک سوار نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور نے انکو نہین پہچانا غور کر کے دیکھا تو قاضی صاحب لپٹ گئے کہا برخوردار یہ کون بھلمنسی کی بات ہے اس بچپنے کو اب چھوڑ دو۔ ایسی کونسی مصیبت اُن پر آ پڑی تھی۔ اسپر اس نوجوان کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے قاضی نے سوارون سے کہا تم لوگ ذرا خاموش رہو۔ اور اسکو علیحدہ لیگیا اودھر ایک اور قصہ چھڑ گیا جسکا ذکر اسکے بعد کیا جائیگا۔ قاضی صاحب نے اس نوجوان رئیس زادے سے کہا کہ بیٹا اتنے بڑے باپ کے لڑکے اور تم نے اپنی یہ گت بنائی۔ افسوس کا مقام ہے اس نے قاضی صاحب کے

دونون مقدس ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے اور زار زار رو کر یون عرض کی رقبلہ حقیقت حال یون ہے کہ جب سے بفضل خداے لایزال مین آپکا پڑوسی اور ہمسایہ ہوا اور آپکی صاحبزادی لاڈو پر میری نظر پڑی دلکا عجب حال ہے۔ ہر دم اُسیکی یاد۔ کھانا پینا سب حرام ہو گیا اب مین دست بستہ ملتمس ہونکہ اگر آپ میری اور انکی شادی کے سدباب ہونگے تو مین اپنی جان دونگا اور میرا خون آپکی گردن پر ہوگا اسیکے پیچھے گھر بار چھوڑا عزیز چھوڑا یار چھوڑا۔ مان باپ کو چھوڑا اور خدا کی راہ پر گھر سے اس قطع کے ساتھ نکل پڑا آپکی صاحبزادی کو ابھی اس امر کی اطلاع نہین ہے گو میری آنسو بھری آنکھون سے کبھی کبھی انکو میری کشش کا حال ضرور معلوم ہو گیا ہوگا آپ میری عالی خاندانی میری ثروت میرے منصب جلیلہ سے بخوبی واقف ہین اب مجھے یہ فخر بخشیے کہ اپنی دامادی مین قبول فرمایئے مین اپنے باپ کو راضی کر لونگا۔

قاضی صاحب اب حیرت مین تھے کہ یاالٰہی کیا جواب دون۔ دفعۃً ایک بات کی اطلاع ہوئی۔ بے سوچے ہوئے کیا کہون۔ جواب کیونکر دون اور معاملہ نازک ہے جلدی مین جواب دیا کہ اپنے نوکرون کو روک لو۔ کل اس امر پر غور کیا جائیگا۔ اسنے انکے ہاتھ کو پھر چوما اور انکو سنے ترکر دیا۔ قاضی کے دلپر اسکی گفتگو نے بڑا اثر کیا اور سوچنے لگا کہ اچھی جوڑی ہے ایسا داماد اور کہان ملیگا مگر وقت اسمین یہ تھی کہ اُسکے باپ کی راے ہے کیونکہ اس لڑکے کو اعلیٰ درجے کا خطاب ریاست سے ملنے والا تھا۔

خیر ایک ذرا سا قصہ یہان یہ قابل بیان ہے کہ جب قاضی صاحب سے اور اس نوجوان سے تقریر ہو رہی تھی تو اُسوقت چار مسافرون سے جو کرایہ دیے بغیر بھاگے جاتے تھے بھٹیارے سے دنگا ہو گیا بھٹیاری نے فوجدار سے کہا کہ میرے میان کی مدد کرو کیونکہ اور سب سرا والے اسوقت اس نوجوان اور سوار ونکی جنگ زرگری دیکھ رہے تھے فوجدار صاحب نے مسافرونکے بیچ مین بولنے سے انکار کیا انکو یاد آگیا کہ ایکدفعہ انھون نے بھی کرایہ نہین دیا تھا تو بدھو نفر بیچارے پر بڑی پٹس پڑی تھی اور انکی گت ہونے کو تھی مگر آخرکار انکی نہمایش سے ان لوگون نے کرایہ دے دیا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک خلیفہ کا کوئی ظرف نہ خدائی فوجدار نے زمین پر پڑا پایا تھا خدائی فوجدار سے اور ایک نائی سے دنگا ہوا تھا اور اسکا ایک ظرف گر پڑا تھا اور فوجدار صاحب نے اٹھا کر زیب سر کیا تھا۔ وہی نائی سرا مین اتفاق سے آگیا اور یہ بدھو نفر کو دیکھ کر آؤ دیکھا نہ تاؤ بیسے پکڑ کے مارتے مارتے بھرکس نکالدیا انھون نے بھی جلنے کھیلکر اس زور سے گھونسا لگایا کہ منہ سے خون کی ندی جاری ہو گئی۔ اسنے غل مچایا دہائی سرکار کی چور ہے بدھو لوٹے چھوٹا ہے دغاباز۔ ہمنے چوری نہین کی ہمارے آقا سے اور اس سے جھگڑا۔ ہوئی اور اس

جنگ مین بطریق مال غنیمت یہ ظرف ہمارے آقا نے لیا۔ لوٹ کا مال ہے۔ لہذا حلال ہے۔ **خدائی فوجدار** یہ گفتگو سنکے آگے بڑھے اور خوش ہوے کہ انکا رفیق اِس لیاقت کے ساتھ اپنے فریق سے لڑا۔ سوچے کہ ابکی کوئی موقع ملے تو اِسکو بھی اپنے زمرہ بہادری مین لے لین۔ نائی نے کہا صاحبو یہ میرا ظرف ہے مجھے اِس چور سے دلوا دیجئے اگر میرا نہو تو خدا کرے مجھے ابھی ابھی ہیضہ ہو جائے۔ بس۔ **خدائی فوجدار** کو بڑا غصہ آیا۔ بدھو نفر اور نائی کو الگ کیا اور کہا۔ حضرات سامعین۔ یہ نابکار نامعقول جھوٹا اور کاذب اور دروغ گو ہے۔ یہ اِسکا ظرف نہین ہے۔ یہ خود مین نے جناب اعضانوس مین شعلہ دش جنگی سر خیل سپاہ اطلادق سے چھینا تھا۔ اور یہ میرا مال ہے۔ ہان اور جو جو چیزین غنیمت مین میرا رفیق لایا مین نے ایک نہ چھوئی رفیق کو دے دین اور یہ ایک امر جائز ہے۔ بدھو نے تو آدیتا کہ سب صاحب دیکھ لین کہ یہ کسقدر بے ایمان آدمی ہے۔ بدھو نے کہا اجی لے آکے کیا ہوگا۔ اِسکو بکنے دو۔ **فوجدار** جھلا کے بولے تو اپنی رائے کو کیون دخل دیتا ہے جو حکم دین وہ کر بس۔ بدھو جا کے لے آیا۔ اور **فوجدار** نے ہاتھ مین وہ ظروف لیکر کہا حضرات ملاحظہ فرمائیے۔ بھلا اُسکو یہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ خود نہین ہے۔ اِسمین کوئی شک نہین کہ یہ جنگ مین بعد فتح ملا۔ اِسمین کوئی بناوٹ کی بات نہین ہے) بدھو نفر نے کہا جب سے یہ خود ملا صرف ایک ہی جنگ ہوئی اور اِس مین اِسی خود کے سبب سے خدا نے اِنکی کھوپڑی بچائی ورنہ پتھر اور ڈھیلے اِس طرح پڑ رہے تھے جیسے منہ برس رہا ہے۔

فصل ۔ ۱۸

نائی بیچارہ کہتے کہتے سڑی ہو گیا کہ یہ خود نہین ہے مگر **خدائی فوجدار** نے مرغ کی ایک ہی ٹانگ قائم رکھی۔ نائی نے کہا مین سب صاحبون کی طرف مخاطب ہو کر عرض کرتا ہون کہ چاہے میرا مال نہ ملے مگر آپ لوگ اتنا تو فرما دین کہ آپکی ذاتی رائے کیا ہے۔ **فوجدار** نے سنا تو کہا اگر کوئی شخص میری رائے کے خلاف کہیگا تو مار ہی ڈالونگا۔ وہ جھوٹا ہے اِسمین چاہے کوئی ہو۔ کسے باشد ہمارے خلیفہ یعنی جو ہمارے قصبے کے خلیفہ ہمارے ہمراہ تھے انکا ذرا دل لگی دیکھنے کو جی چاہا تاکہ تھوڑی دیر ہنسی مذاق ہو۔ اِس اپنے ہم پیشہ یعنے نائی سے کہا بھائی صاحب سنئے ہم بھی آپ ہی کے پیشے کے ہین بیس برس سے سرٹفکیٹ ملا ہے اور جراحی بھی خوب جانتا ہون اور مین جوانی مین فوج مین بھی نوکر تھا۔ اِسمین شک نہین کہ نائی کا ظرف نہین ہے۔ ایسا کوئی لفظ ہی ہمنے نہین سنا۔ ہان خود ضرور ہے مگر اِس مین کچھ قطع و برید ہوئی ہے اِس سے **فوجدار** صاحب نے اقبال کر لیا۔ اب اِن سب نے اتفاق کر لیا اور نائی بیچارہ جھلا جھلا کے رہ گیا کہ یہ سب کے سب دائی ہو گئے۔ صرف ایک قاضی صاحب تو خاموش تھے انکو اِس مذاق کے

جانب ذرا توجہ نہ تھی کیونکہ اس نوجوان نواب زادے اور اپنی لڑکی کے عقد کی طرف انکا خیال زیادہ متوجہ تھا۔

پادری صاحب نے کہا اس معاملہ مین ہم لوگونکو چندان دخل نہین ہے بہتر ہو کہ **خدائی فوجدار** صاحب ایک قطعی رائے قائم کر دین۔ چلو فراغت ہوئی۔ اس مین جھگڑا ہی کیا ہے **فوجدار** بولے حضرت اس قصر معلےٰ مین جو بات ہوتی ہے انوکھی ہی ہوتی ہے۔ بالکل نئی ہر شے مین جادو کا اثر ہے ہر سمت سحر۔ دو گھنٹے تک ٹنگا کھڑا رہا۔ اور پچھلی دفعہ بیچارے بدھو کی جان پر بن آئی تھی۔ اس نوجوان نواب زادے اور اُسکے چارون سوارونکو **فوجدار** والاتبار کی اول جلول باتون سے نہایت ہی استعجاب ہوتا تھا کیونکہ یہ لوگ اُنسے واقف نہ تھے نائی روتا چلا جاتا تھا کہ میرا مال مجھے آپ لوگ ملکر دلوا دیجئے۔ بڑے غضب کی بات ہے روز روشن کو یہ لوگ شب دیجور اور ظلمات کو عین نور ثابت کرنا چاہتے ہین اب یہ اندھیر ہے یا نہین مین اس وقت نشہ مین نہین ہون۔ سڑی سودائی پاگل نہین ہون۔ خلل دماغ نہین ہے مگر افسوس ہے کہ آپ لوگ بھی انصاف نہین کرتے۔ ستم تو یہ ہے۔ اب دل لگی دیکھیے کہ **خدائی فوجدار** عالی تبار دام اقبالہٗ کی مجنونانہ حرکتونسے وہی لطف خاص حاصل ہوتا تھا جو اس نائی کی سادہ لوحی اور گھبراہٹ سے حاصل ہوتا تھا۔

سرا مین اتفاق سے کئی مسافر اور آگئے اور آگئے یہ سب افسر سرکاری تھے۔ نائی کی باتین سُنکر ان مین سے ایک نے کہا بھئی اس بیچارے کو کیون دق کرتے ہو خواہ مخواہ۔ بھلا خود ایسا ہوا کرتا ہے لاحول ولاقوۃ) اتنا سننا تھا کہ **خدائی فوجدار** آگ بھبھوکا ہو گئے۔ کہا چپ رہ او سور۔ دروغگو۔ کاذب خوار بے اعتبار بے ایمان۔ تیرے باپ نے بھی کبھی خود کی صورت دیکھی تھی۔ یہ کہکر نیزہ اٹھایا اور بھونکنے ہی کو تھے کہ وہ افسر ڈوب کے ہٹگیا ورنہ لاش پھڑکتی ہوئی۔ **خدائی فوجدار** کے جسم مین سر سے پاؤن تک آگ لگ گئی تھی۔ مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا۔

اس افسر کے ساتھیون نے جو دیکھا کہ اُنکے ساتھی کو ایک شخص مارے ڈالتا ہے تو سب کو دوڑے بھٹیارے نے بھی انکا ساتھ دیا۔ نوجوان رئیس زادے کے سوارون نے اپنے آقازادے کو گھیر لیا کہ مبادا اس گڑبڑ مین بھاگ جائے۔ اور اس نوجوان نے انکو ہدایت کی کہ **خدائی فوجدار** کو مدد دین نائی نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر خود پر ہاتھ مارا اور بدھو نے اپنی طرف کھینچا وحشی تربیت یافتہ اور وہ نوجوان جسکا ذکر پیشتر کیا گیا ہے یہ دونون **خدائی فوجدار** کی طرف سے جھپٹ پڑے۔ پادری صاحب نے غل مچانا شروع کیا۔ بھٹیاری چیخنے لگی۔ اُسکی پریزاد لڑکی نے چمک چمک کے کوسنا شروع کیا خادمہ

رونے لگی۔ لیلی ششدر کھڑی تھی۔ جمیلہ ہکا بکا۔ نائی نے بدھو نفر کو ایک لپوٹا رسید کیا۔ بدھو نے نائی کو گھونسا مارا۔ الغرض سرا بھر مین غل غپاڑہ شور و شر ہنگامۂ محشر مار کوٹ مار پیٹ زد و کوب لپاڈگی ہاتھا پائی دنگا جھگڑا بکھیڑا فساد عناد لڑائی جنگ جدال گھمسان گھونسا اور خون خرابا تھا۔ سب آدمیت سے خارج افسر صرف چار آدمی اور ادھر میان خدائی فوجدار کے پاس پد الشکر۔ سب کے سب انھین کے طرف دار۔ افسرون پر بڑی بودی مار پڑی۔ ایک کی دوا دو۔ مثل مشہور ہے۔ خون کی ندیان جاری تھین۔ انھون نے بھی اپنا بدلہ لیا مگر کہان تک۔ بدھو اور نائی اس ظرف کو پکڑے ہوے گالی گلوج کر رہے تھے نہ یہ چھوڑتا تھا نہ وہ چھوڑتا تھا۔ دونون کو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی۔ بھٹیارے کی لڑکی ایک سرے سے سب کو کوس رہی تھی کہ اللہ کرے یہ موے ابھی ابھی مر جائین۔ انھین ہیضہ ہو۔ انکا جنازہ نکلے جان جائے اور خادمہ مارے ڈر کے کانپ اور رو رہی تھی۔ بھٹیارے پر بھی بے بھاؤ کی پڑین۔ خوب ہی پیٹا گیا افسرون کی کمک کو گئے تھے وہان الٹی آنتین گلے پڑین اتنے مین فوجدار صاحب نے بیچ بچاؤ کیا فرمایا خاموش۔ بس اب اگر کسی نے کسی پر ہاتھ اٹھایا۔ یا کوئی لفظ زبان سے نکالا تو بھالا پار ہوگا بس خاموش سکوت اختیار کرو۔ بدھو نفر جو بہت بک رہے تھے اپنے آقا کا حکم سنکر خاموش ہو رہے۔ نائی جو اس عرصہ مین بہت پٹ چکا تھا وہ بھی خاموش ہو رہا رئیس زادے کے چارون سوارون نے بھی سکوت اختیار کیا مگر بھٹیارا خاموش نہ تھا۔ وہ غل مچا مچا کر کہتا تھا کہ اس سودائی کو یہان سے نکال باہر کرنا چاہیئے یہ اس قابل ہے کہ اسکو زندہ چنوا دے بس۔ اور سب کو کہنا پڑا کہ یہ ظرف واقعی خود ہے اور یہ سرا سلطانخانہ ہے جب فساد رفع ہوا تو فوجدار صاحب نے معشوقہ کو یاد کر کے یون ہانک لگائی۔

نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار
پھر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی

تو وہ ہے جسکی دل مین زمانے کی ہے جگہ
مین وہ ہون ایک جسکی ترے دل مین جا نہ تھی

دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کیا
لقمان پاس وہم کی ہر سر کو دوا نہ تھی

اے شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی

کیا جانے کیون ڈرا کیا اپنا دل سیاہ
زلف رسا سے یار رہتی کالی بلا نہ تھی

سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہے یہ میری روح
اے جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی

نرگس نے دیدے پھاڑ کے تم سے لڑائی آنکھ
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی

اٹھی گل بغیر دلکو چمن مین جلا گئی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی

اے مہروش کبھی نہ کیا بھول کر بھی رحم
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی

اے گل در آئے سنگ مین کانٹا محال ہے
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین بجا نہ تھی

مارا تھا تیر تاک کے پر لے اُڑی ہوا
اس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی

دنیائے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیسوا نہ تھی

تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہے
ہم کو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہ تھی

نکلا قبول باغ سے جانے کو پھاڑ کر
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

اے رشک پری رخان دیناد دین نازک بدن ناز آفرین بیا در پہلوے من بنشین و خانۂ مار انورانی دمنور کن از عطر دامن و گریبان و عنبر نافہ تاتار و مشک خطا و ختن و چوب چینی و لخلخہ روح پرور در الحہ جان افزا کہ خوشبو یش خانہ خانہ و کوبکو میرود مست میکند مثل بھنورا ے سیاہ۔

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
ہر انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

مین از برائے شما دیو تک سے جنگ کرتا ہون۔

از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز
عطر آگین تا بہ دامن عنبر افشان تا کمر

مگر ہم خوب جانتے ہین کہ۔

عاشقان کشتگان معشوق اند
بر نیاید ز کشتگان آواز

مگر اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ۔

خوبرو کج کلہان جنگ و جفا نیز کنند
غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند

یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ۔

یہ جا نہین حسینو کی ہین لنترانیان
اے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

خدا وہ دن دکھائے کہ ہم زبان حال و قال سے یہ شعر پڑھتے ہون۔

تو نخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان
لمعت یافت بوسہ دادم ز رخ خشیندہ باشی

تم کو ہمارے دل کی سوزش اور احتراق اور جلن کا حال کیا معلوم۔

تو اے کبوتر بام حرم چہ می دانی
طپیدن دل مرغان رشتہ در پا را

ہم سمجھ گئے کہ تم کیون ہم پر اتنے نکتوڑے کرتی ہو۔

غرور حسن اجازت مگر ندادے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

سچ ہے۔ ع۔ شاہان کم التفات بحال گدا کنند۔ مگر ایک بات اور بھی ہے۔ ع۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

زشان وشوکت سلطان نگشت چیزے کم کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید	زالتفات بہ مہمانسرائے دہقانے کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانے

ایک بات جانِ جان یاد رکھنے کے قابل ہے۔

نہ اپنی شان وشوکت پر ہو مغرور نہیں کچھ فائدہ اس شور وشر مین عداوت ہے بہت شاہون سے ممنوع خمار تند لشکر سے نہ کھا جوش	سلیمان کے ہے آگے دیو بھی مور مناسب آشتی ہے ہمسر گر مین در توبہ ہے وا اور عذر مسموع خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش

اے رشک حوران جنان غیرت پریرخان دوران اب خدا سے بس اس زار ونحیف کی یہی دعا ہے کہ۔

خداوندا شبم را روز گردان شبے دارم سیہ چون بخت امید توئی یاری وہ فریادرس کس	بہ چو روز اندر جہان فیروز گردان درین شب روسپیدم کن چو خورشید بفریاد من فریاد خواہ رس

آمین آمین ثم آمین۔ ع۔ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد+ بالنون والصاد۔ ایک وہ دن تھا کہ ہم تم یک جان دو قالب مثل سایہ ساتھ ساتھ تھے اور ایک دن آج ہے۔

ایکدم ہرگز نہیں تنہا مین اسکو چھوڑتا خلق کو مجھ پر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا	چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اٹھکر چلا گر یون ہی مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اُس پری کو اپنے سائے کا گمان ہو جائیگا

دیکھ پائی ہے جو صورت روے آتشناک کی دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی	ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی قہر لائیگی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے پر کمان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے	صاف ٹکڑے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہے کیا ضرر ہم کو جو وہ محبوب تیر انداز ہے

ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

ہم وہ لوگ ہین جنکی خاطر ساری خدائی کرتی ہے۔ تمام دنیا جنکا دم بھرتی ہے۔ ہم لوگو سے کبھی کوئی دغا کس نے

نہ کرایہ نہ درزی اپنا بل پیش کرسکے نہ کوئی گورنر ہم سے تعظیم کا خواستگار ہو۔ کوئی بادشاہ ایسا نہین کہ ہمکو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلائے۔ کوئی معشوقۂ زرین کمر ایسی نہین کہ جو ہمپر ہزار جان سے عاشق زار نہو جائے اور ہمکو دل سے پیار نہ کرے اور ہماری خوشنودی مزاج کو اپنے فخر کا باعث نہ سمجھے۔ کوئی افسر بھلا ایسا ہے جو ہم لوگون سے پیشۂ معزز کا مقابلہ کرسکے۔ ہرگز نہین۔ ہم اکیلے تنہا آدمی چار سو پر بھاری۔

فصل - ۱۹

خدائی فوجدار خدائی خوار تو ادھر یہ زٹل قافیے اڑاتے ہانک لگاتے تھے اور ادھر پادری صاحب ان چارون افسرون کو سمجھاتے تھے کہ یہ شخص بالکل دیوانہ سڑی سودائی پاگل ہے۔ اسکے منھ نہ لگیے۔ اور وہ کہتے تھے کہ ہم اسکو یہان ہرگز ہرگز نہ چھوڑینگے اپنے افسر کے پاس لیجائینگے اور سزا دلوائینگے۔ اسکی اب خیر نہین نظر آتی۔ پادری صاحب نے ان سب کو دیر تک بدلائل منطقی سمجھایا تو انہون نے مانا۔ اب سرائین خدا خدا کرکے امن و امان ہوئی دنگا فساد رفع ہو گیا۔ نوجوان رئیس زادے کے تین ملازم روانہ ہو گئے کہ انکے والد بزرگوار کو انکی خیریت مزاج سے مطلع کرین مگر ایک سوار انکی حفاظت کے لئے ساتھ رہا۔ لاڈو دل مین انتہا سے زیادہ خوش کہ شاہد آرزو سے ہمکنار ہوگی پادری صاحب نے نائی کو کچھ دے کر راضی کرلیا اور وہ خوش خوش چلا گیا فوجدار نے جو شراب کا خون کیا اسکا معاوضہ اسکو دیا گیا۔ خدائی فوجدار صاحب نے امور جنگ اور حرب و ضرب کی نسبت بڑی لمبی چوڑی تقریر کی اور اپنی پریرو معشوقہ فرضی کو یاد کر کے بہت ہی روئے اور دیر تک انکے حسن و جمال کی تعریف مین عذب البیان اور رطب اللسان رہے اسکے بعد شہزادی کیجانب مخاطب ہو کر کچھ تقریر کی اور انہون نے بھی بعنوان مناسب جواب معقول دیا کہا اے یل نامدار جس حسن اخلاق کے ساتھ آپ نے مجھے مدد دینے کا وعدہ کیا اور میرا ساتھ دیا اُسکا مین شکریہ ادا کرتی ہون۔

خدائی فوجدار نے بدھو نفر کو حکم دیا کہ رشک حمار کو تیار کر و اور اپنے گدھے کو لیس رکھو اور شہزادی بلند اختر رشک قمر کی سواری مثل باد بہاری لاؤ۔ اب ہم روانہ باشد ہونگے۔ اور اس قصر رفیع و معلے کے گورنر اور انکی خاتون عصمت مآب اور کل امرائے نامدار سے رخصت ہونگے۔

بدھو نے کہا جناب والا اگر آپ غصہ کرین اور بھل منسی سے پیش آئین تو عرض کرون اور دست بستہ کہون کہ یہ جنکو آپ شہزادی اور بادشاہ بیگم کے خطاب سے مخاطب کرتے ہین وہ اگر شہزادی ہے تو میری مان بھی بادشاہ بیگم ہے۔ آپ تو ہر بات کا یقین کر لیتے ہین اگر شہزادی ہوتی تو ادھر ادھر چوما چاٹی نہ کرتی یہ فقرے سُنکر شہزادی کا رنگ بدل گیا وجہ یہ کہ بدھو نفر نے کئی بار دیکھا تھا کہ شہزادی کو انکے عاشق زار نے لپٹ کر چوم لیا۔ خدائی فوجدار نے جو سنا کہ شہزادی کو یہ شخص ایک معمولی عورت بتاتا ہے تو آگ بھبھو کا

ہوگئے۔ اور مارے غصہ کے ہاتھ کانپنے لگے اور گرج کر کہا (او نابکار جھوٹے دغاباز۔ اچھون کو برا۔ نیکو نکو بد کہنے والے بھلے مانسون کو بدنام کرنے والے پاجی۔ سور مرغے۔ خدا تجھکو غارت کرے۔ تو نیٹر ہ جاہل کندہ ناتراش کم فہم کم عقل گنوار بلگہ گنوار کے لٹھ روسیاہ خدا تجھے جہنم مین جگہ دے تجھے اسقدر جرات کیونکر ہوئی کہ تو ہماری بات کو کاٹے اور جسکو ہم شہزادی سمجھتے ہین اُسکو تو ایک بازاری عورت سے تشبیہ دیتا ہے چل دور ہو میرے سامنے سے ہٹ جا جھوٹ کے پل باندھ دیتا ہے۔ فضول آدمی۔ یادہ گو۔ کاذب نابکار مجہد مرز بدی۔ سواد الوجہ فی الدنیا وسواد القلب فی العقبیٰ۔ ناہنجار۔ تجھے نہین معلوم کہ بادشاہونکو اکثر آدمی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کہتے ہین)۔

یہ کہکر زور سے پانون زمین پر ایسے ٹپکا جس سے صاف ظاہر تھا کہ انتہا سے زیادہ غصہ اور غضب سے بدھو نفر کانپنے لگا سمجھا کہ اب خیر نہین ہے مگر زبان سے مجبور تھا۔ کہ اگر زمین کے اندر دھنس جاتا اور خدائی فوجدار سے مڈبھیڑ نہوتی تو بڑا خوش نصیب اپنے آپ کو سمجھتا۔

اتنے مین شہزادی نے بیچ بچاؤ کیا۔ کہا صاحب معلوم ہوتا ہے کہ بدھو کی انکھون پر کسی نے جادو کردیا اور جادو کے سبب سے اسنے دیکھا کہ مجھے کوئی مرد چوم رہا ہے۔ گو یہ میری آبرو اور شان کے بالکل خلاف ہے مگر جادو کو کیا کیا جائے خدائی فوجدار اس گفتگو سے خوش ہوئے کہا شہزادی صاحب حضور کی رائے سے خاکسار کو اتفاق ہے واقعی ایسا ہی ہوا ہوگا۔ جادو برحق مگر جادو کرنے والا کافر ہے۔ اتنے مین سب لوگ بیچ مین پڑے اور کہا کہ اب اسکا قصور معاف کر دیجئے۔ پادری صاحب اپنے دوست بدھو نفر کو ساتھ لائے اور وہ قدمون پر گر پڑا اور کہا معاف فرمائیے۔ فوجدار بولے سن بدھو۔ ہم ان ان معرکو نمین رہے ہین جہان شیر کا زہرہ آب ہو جائے۔

وہ شور کہ الحفیظ کی جا — غل بیر ہر ایک کر رہا تھا
تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ — دشمن ہوئے اپنی جان سے تنگ
ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز — آتی تھی کہین نہیب آواز
تھا ایسا غبار سحر چھپ یا — اندھا ایک شہر جان بنایا
تلوارین چمک رہین تھین ہر سو — لہسرین لیتی تھین موت کی جو
تلوار جو گرزی دوش و بر سے — بوندون کی طرح سے سر تھے برسے
بھڑکر ایسی چلی تھی تلوار — تھے ملک عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا — لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا

بھاگا ہر ایک جی چھپا کر برباد ہوا جلال دشمن		ہم سب کو بھرے بھگا بھگا کر غارت گیا سارا مال دشمن	

خدائی فوجدار نے قصور معاف کر دیا اور کہا یہ سب جادو کا کھیل ہے ۔

دو دن برابر یہ سب لوگ اِس سرا مین مقیم رہے اب صلاح ہوئی کہ میان خلیفہ اور پادری صاحب اپنے سودائی دوست کو اِس بہانے سے گھر لیجائین کہ شہزادی کے ملک کو دیون اور ساحرون سے والیس کرادین ۔

اِسکی تدبیر یہ کی کہ ایک شخص سے دو بیل کرایہ پر لیے اور ایک بڑا سا پنجرا بنوایا جسمین انسان اچھی طرح سے اٹھ بیٹھ سکے ۔ اِسکے بعد سب نے بھیس بدلا اور فوجدار کو پنجرے مین بٹھانے کے لیے اُنکے کمرے مین گئے ۔ دیکھا کہ آپ آرام مین ہین ۔ گھوڑے بیچ کے سوئے ہین ۔ سب نے ملکر اُنکو باندھا ۔ جب بیدار ہوے تو بہت ہی جھلائے اور معاً یقین ہوگیا کہ جادو کا کھیل ہے ۔ اور پادری صاحب کا یہ چکما پورا کارگر ہوا ۔ تیر بہدف ۔

بدھو لفز ہوش مین تو تھے مگر انہون نے بھی کسی کو نہ پہچانا ۔ زبان ہلانے تک کی جرأت نہوئی کہ مبادا یہ پریت اور بھوت مار ڈالین ۔ فوجدار کو اچھی طرح سے جکڑ کر پنجرا اُنکے بستر کے قریب لایا گیا ۔ اور اِس مین سوار کیے گئے اور قفل ڈالدیے گئے ۔ ع ۔ زندان سے چلے مچل مچل کر +

اتنے مین ایک آواز آئی کہ اے پہلوان جہان گرد دوران خبردار اِس حالت زار مین ذرا نہ گھبرانا پست ہمت نہ ہو جانا ۔ بہادرون اور مبارزون اور صف شکنون پر ایسا گاڑھا وقت اکثر پڑا ہے مرمیدان رہنا خدا حافظ و ناصر ہے ۔

یہ تقریر خلیفہ نے کی تھی یا یعنے نائی نے ۔ وہ نائی نہین جسکی بدھو سے جوتا چلا تھا بلکہ دوسرے خلیفہ جو پادری صاحب کے ساتھ آے تھے اُسکا ۔ فوجدار پر بڑا اثر ہوا ۔ اور دلکو ڈھارس ہوئی کہ ایسا تو ہوتا ہی آیا ہے ۔ کوئی نئی بات نہین ہے اور یہ بھی یقین ہوگیا کہ غیب کی آواز تھی ۔

آپنے اُس پنجرے ہی کے اندر سے آواز غیب سے مخاطب ہو کر کہا اے آواز غیب چاہے جس کسی کی ہو ۔ میری جانب سے تم جا کے اُس ساحر اُستاد کامل فن سے کہو جو میرا محافظ ہے کہ اس قید سے مجھے نجات دلوادے تا کہ آرام کے ساتھ ظالمونکو اُنکے ظلم کی سزا دون ۔ گویہ زندان میرے لیے درجات ارم سے بڑھ کر ہے اور یہ بستر مجھے شب عروسی کے بستر سے کہین اچھا معلوم ہوتا ہے مگر مین نے ایک شہزادی سے وعدہ کیا ہے اور قول جان کے ساتھ ہے ۔ اِسکے بعد بدھو لفز نے

بعد حسرت و ملال اپنے آقا کے دونوں ہاتھ ایکدم سے چوم لیے ایک ایک ہاتھ الگ الگ اس وجہ سے نہ چوم سکا کہ دونوں ایک ہی مین بندھے ہوے تھے۔ پریتوں نے پنجرے کو گاڑی پر رکھا۔ جل جلالہ

فصل ۲۰

بیلوں کی گاڑی پر پنجرے مین بیٹھ کر میان خدائی فوجدار نے یون اسپیچ دی (ہم نے اپنے معزز پیشے کی ہزارہا کتابین پڑھ ڈالین۔ مگر کہین نہ پڑھا نہ لکھا نہ دیکھا کہ اس برزخ سے بیلون کی سواری کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ انکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نو دن چلے اڑھائی کوس۔ ہم لوگ تو غبار دن مین اڑنے والے مین بادلون مین رہنے والے۔ یہ بیل اور بیل گاڑی سے ہمین کیا سروکار۔ اس سبب سے ذرا طبیعت گھبراتی ہے ہان ایک بات ہوسکتی ہے کہ اب مین اور پچھلے زمانے مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا اور اس مین تو شک ہی نہین، کہ اس زمانہ جہالت و ظلم مین سیر اثنائی کوئی نہین ہے۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ پرایے پھٹے مین پاؤن ڈالے جسے دیکھو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے تمہاری کیا رائے ہے یار بدھو نفر) بدھو نے کہا ہماری تو عقل حیران ہے مگر ایک بات کہونگا کہ یہ پریت ہون یا بھوت مگر نئے قسم کے پریت ہین۔ ہم نے سنا ہے اور آزمایا بھی ہے کہ پریت اور بھوت کے جسم سے چونے کی سی بو آئی ہے مگر یہ موٹا تازہ پریت جو ساتھ ہے اسکے جسم سے کوس بھر سے عنبر سارا اور مشک اذفر کی خوشبو آتی ہے۔ گانوں بھر مہک گیا (یہ اشارہ نوجوان نواب زادے کی جانب تھا جو مصنوعی شہزادی کے عاشق زار تھے۔

خدائی فوجدار بولے معلوم ہوتا ہے کہین سے عنبر ساتھ لایا ہوگا ورنہ اسکے جسم مین خوشبو کیسی یا شاید تمھین دھوکا دینے کو عنبر لایا ہو کہ تم اسکو پریت نہ سمجھو بھٹیارے کو بلا کر ان لوگون نے رنتاک، حمار اور بدھو نفر کے گدھے کو کسوایا اور قبل اسکے کہ خدائی فوجدار کی سواری آگے بڑھے بھٹیاری اور اسکی لڑکی اپنے رخصت ہونے کو آئی اور آپ نے پنجرے ہی کے اندر سے بلاغت کے دریا بہانے شروع کردیے (اے خاتون بلقیس مرتبت جو امر آپ دیکھ رہی ہین اس سے آپ کو پریشان خاطر نہونا چاہیے ہم لوگون کو اس قسم کے مصائب سے مفر نہین۔ ضرور ایک نہ ایک سانحہ پیش آتا ہے اور ادنے درجے کے بہادرون پر ادنی درجے کی سختی ہوتی ہے اعلی درجے کے یلان نامدار مصائب بے شمار برداشت کرتے ہین یہ تو بنی بنائی بات ہے۔ اگر مجھ سے کوئی بات آپ کی شان کے خلاف اس قصر معلی مین ہوئی ہو تو معاف فرمایئے گا۔ اب دعا مانگیے کہ خدا مجھے ان ساحرون سے نجات دے اور یہ پریت جو بھیس بدل بدل کے میرے پیچھے پڑے ہین ان سے مجھے جب آزادی حاصل ہوگی تو آپ کی ان مہربانیون کو شکریہ کے ساتھ یاد کرونگا جن سے آپ اس سلطان خانے مین میرے ساتھ پیش آئین) ادھر میان خدائی فوجدار صاحب بھٹیاری یون سے

جنکو وہ شہزادیون سے بڑھ کے سمجھتے تھے باتین کر رہے تھے اور ادھر خلیفہ اور پادری صاحب ساتھ کے لوگون سے رخصت ہوتے تھے وحشی تربیت یافتہ اور انکی معشوقہ اور جمیلہ اور انکے عاشق زار یعنے نواب زادہ اور لیلی اور اُنکے عزیز باتمیز اور قاضی صاحب اور انکی صاحبزادی پری خو سے رخصت ہوئے اور وعدہ کیا کہ باہم سلسلۂ رسل و رسائل جاری رکھینگے۔ آپس مین بغل گیر ہوکر رخصت ہوے۔

بھٹیائے نے پادری صاحب کو کچھ کاغذ دیے اور کہا کہ فرصت کے وقت اُنکو ملاحظہ فرمائیے گا۔

اب پادری صاحب اور میان خلیفہ روانہ ہوے۔ جلوس اس طرح سے جاتا تھا سب کے آگے آگے خدائی فوجدار صاحب کا گاڑی خانہ۔ گاڑیبان گاڑی کو ہانکتا تھا۔ ادھر افسران سرکار گھوڑون پر سوار بندوقین توڑے دار۔ انکے بعد میان بدھو نفر بر پشت حمار اور رشک حمار پیچھے پیچھے۔ خلیفہ اور پادری صاحب سب کے پیچھے قاطرون پر سوار۔ یہ منھ چھپائے ہوئے آہستہ آہستہ جاتے تھے خدائی فوجدار صاحب بالکل چپ چاپ پنجرے شریف مین متمکن تھے نہ بولتے تھے نہ چالتے تھے گویا تصویر بنے ہوے تھے ٹانگین پھیلائے۔ ہاتھ بندھے ہوئے۔

گاڑیبان ایک دلکش مقام پر گاڑی روکنے کو تھا کہ خلیفہ نے کہا ابھی تھوڑی دور اور چلے چلو وہان یہان سے کہین بہتر گھانس ہے۔ جانورون کو آرام ملے گا۔ اتنے مین پانچ سات رئیس گھوڑون پر سوار جارہے تھے فوجدار صاحب کا جلوس دیکھکر سمجھے کہ کوئی بڑا نامی مجرم یا گنہگار ہے۔ پوچھا یہ کون قیدی ہے خدائی فوجدار صاحب نے سن لیا اب انکو تاب کہان خود ہی یون جواب دیا دلے شائقین، ستجمع سامعین درجات ارفع سلام علیکم۔ بشنو کہ بعض بد اور بدکردار آدمیون نے مجھے اپنے پاجی پن کے سبب سے اس پنجرے مین بند کر دیا اور اب خدا جانے کہان لیے جاتے ہین۔ مین ایک وہ شخص ہون جسکی ساری خدائی مین شہرت ہے اور جسکو ایک زمانہ جانتا اور نیکی کے ساتھ یاد کرتا ہے مین وہ ہون کہ زمانۂ آیندہ تک میرا نام نیک صفحۂ روزگار پر قائم اور دائم رہے گا۔

آن نہ من بہ باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

مجھے جادوگرون نے جادو کے زور سے تباہ کر ڈالا اور اس درجے کو پہونچایا کہ میرا ہی دل جانتا ہے باتین جانتا ہون۔ ع۔ دل من داند و من دانم و داند دل من۔

اتنے مین پادری صاحب نے آگے بڑھ کر کہا اجناب یہ بڑے مشہور آدمی ہین۔ انکا پیشہ یہ ہے کہ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین اور زیردستون پر زبردستون کی زبردستی جائز نہین رکھتے۔ چند روسیاہ اور سواد القلب بداخترون نے عداوت کے سبب سے انپر جادو کر دیا اور اب یہ بندھے چلے جاتے ہین

ان لوگون نے جو قیدی اور آزاد دونون کی زبانی یہ اول جلول کہانی سنی تو ازبس متحیر ہوے - اتنے مین میان بدھو نفر آگے بڑھے اور ان سب کی جانب مخاطب ہو کر کہا صاحبو قسم کھاکر کہتا ہون کہ انپر اسی قدر جادو کا زور ہے جسقدر میری والدہ پر اسکا اثر ہے ان لوگون نے زبردستی ان کو الو بنا رکھا ہے بات چیت گفتگو سوال جواب کسی سے بھی جادو کا زور یا اثر پایا جاتا ہے ہرگز نہین - گفتگو کیجیے دیکھیے سو بیر سٹر ایک جانب ہون اور یہ اکیلے - اور یہ صاحب جو آپ سے باتین کر رہے ہین یہ سب انھین کے کانٹے بوئے ہوے ہین پادری صاحب آپ مجھ سے کہان تک چھپیے گا آپ لاکھ منھ اور چہرہ چھپایے مجھ سے کہین آپ چھپ سکتے ہین - لاحول ولا قوۃ اگر آپ دشمنی نہ کرتے تو ابتک میرے آقا کا اُس بادشاہ بیگم سے عقد ہو گیا ہوتا اور مجھے اُنکے جزیرہ کا نواب کیا ہوتا اور میرا بندہ زادہ مرزا ولی عہد بہادر کہلاتا - مگر اسکا نام دنیا ہی

یہ دینا دورنگی مکار اسرا ہے	انکین خوب خوبان کہین ہاے ہاے

مجھے اس بات کا بڑا رنج ہے کہ میری بی بی اور بچے مجھے کہین کا نواب یا والی ملک دیکھتے اُسکے برعکس وہ دیکھینگے کہ مین موچی کا موچی ہی رہا -

خلیفہ نے جھلا کر کہا میان بدھو نفر ذرا جو نچ سنبھال کے بات کرو - سودائی پن کی تقریر نہ کرو - آدمی بنو ورنہ تم بھی پنجرے کے اندر ہو گے بدھو نے سر پیٹ کر کہا یہ دوسرے بے ایمان ہین - انھین دو کے سبب سے تاج شاہی سے محروم رہا - افسوس کا مقام ہے - یہ انھین دونون صاحبون کے کانٹے بوئے ہوے ہین پادری ان صاحبون کو علٰحدہ لے گئے اور خدائی فوجدار کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جسنے سنا اُسکو کمال حیرت ہوئی ان لوگون مین سے ایک نے کہا کہ اس قسم کی کتابین مینے بھی پڑھی ہین مگر کوئی لطف مجھے حاصل نہین ہوتا - فضول اور بے معنی باتین درج ہین - ایک شانزدہ سالہ لڑکے نے ایک جن کو جو قطب کے مینار سے بھی اونچا تھا تلوار سے دو ٹکڑے کر ڈالا گویا آدمی نہین بھٹا تھا - ایک بہادر نے تن تنہا سو جنون کا مقابلہ کیا - وہ اکیلا اور جنون کی فوج کی فوج - بھلا یہ بات کبھی قیاس مین آسکتی ہے لاحول ولاقوۃ بالکل خلاف عقل و قیاس - حسب عادت و حسب عقل دونون طرح محال - سفر اور جنگ رزم اور بزم جنگ و جدال حرب و ضرب ہر رنگ مین مہملات کو انتہا سے زیادہ دخل دیا ہے کوئی لطف ہی نہین ہے پادری صاحب کو ان بزرگوار کی تقریر بہت پسند آئی - کہا مین نے بھی خدائی فوجدار کی اس قسم کی کل کتابین ایک دن سوخت کر دین ایک دم سے جلا دین - اُنسے کہا ایک امر البتہ ان کتابون مین پڑھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ ان مین بیان عمدہ ہوتا ہے - جہاز غرق ہو گیا - طوفان زور سے آیا جنگ مین گولہ باری ہونے لگی غنیم قلعہ پر حملہ آور ہوے سرخیل نے اپنے سپاہیون کے ایسے دل بڑھا دیے کہ بزدل تک شیر نر بن گئے

اِس قسم کی کتابون کی تصنیف مین مصنف کو اظہار قابلیت کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور ہر قسم کی عبارت آرائی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ رزم بزم۔ جنگ صلح وفات ممات خوشی مسرت اور نثر و نظم دونون کا لطف اور یہ سب فصاحت و بلاغت کے ساتھ۔

فصل - ۲۱

پادری صاحب نے کہا چونکہ اِن لوگونکو جنھون نے اِس قسم کی کتابین تصنیف کی ہین بڑی آزادی نثر اور نظم مین حاصل تھی اِس سبب سے انکا کلام دلچسپ ہوا گلستان سعدی یا سکندر نامہ نظامی گنجوی یا شاہنامہ فردوسی طوسی یا مثنوی مولوی روم کی سی کوئی تصنیف مشہور ہوئی پر اُنسے جواب دیا مین خود اِس پیشے کی نسبت ایک کتاب لکھنے والا ہون جن امور کا مین نے ذکر مذکور کیا ہے اُنکا اِس کتاب مین ضرور خیال رکھونگا۔ حقیقت یون ہے کہ کوئی سو صفحے تک اِس کتاب کے لکھ چکا ہون مین نے اِن لوگونکو بھی یہ صفحے دکھائے جو اِس فن کے مبصر ہین اور اِن لوگون کو بھی جو مذاقیہ اِدھر اُدھر کی معمولی کتابین پڑھا کرتے ہین سب نے پسند کیا اِس سے امید ہوتی ہے کہ عام پسند ہوگی مگر میرا قصد اب اِسکے ختم کرنے کا نہین ہے۔ ایسی مہمل کتابین جہانتک کم ہون اتنا ہی اچھا ہے۔ اِس قسم کی چیزون سے جہلا کے دماغ خراب ہو جاتے ہین۔ وہ لوگ انکی باتون اور تذکرون کو بڑی فخر کی بات سمجھنے لگتے ہین جن لوگون نے تھیٹر اور اسٹیج کے لیے کتابین اور مثنویان لکھی ہین انکو بھی لازم ہے کہ اخلاقی امور کا زیادہ تر خیال رکھا کرین کیونکہ اسٹیج پر ایکٹ کرنے کا نتیجہ اچھا بھی ہو سکتا ہے برا بھی ہو سکتا ہے کُل امور کا دارومدار مصنف اور ناظم کی طرز تحریر پر ہے۔ اچھا نتیجہ بھی نکل سکتا ہے۔ برا بھی نکل سکتا ہے دیکھیے بلبل بیمار مین کیا کیا سین ہین۔ اندر سبھا کا ڈراما کیا لطف دیتا ہے کہ واہ واہ۔ اگر مہمل باتین زیادہ ہون تو رنگ پھیکا ہو جائے مثلاً ایک گڑھے مین فلان شخص گرا تو برسون لڑھکا ہی کیا۔ یا جن اور دیو کا ذکر۔ یا یہ تذکرہ کہ فلان شخص نے آنکھ بند کر لی تو فقیر کی دعا سے سمندر پار ہو گیا۔ نہ جہاز کی ضرورت نہ سفر بحری سے کوئی سروکار رکھا یہ امور عادات اور عقل دونون کے خلاف ہین لہذا تربیت یافتہ آدمی انکے پڑھنے سے ہرگز خوش نہونگے اگر واقعات صحیحہ کا بیان ہو تو اسٹیج پر ایکٹر لکھو کھا روپیہ لوٹ لے اور لطف کا لطف سامعین کو آئے اور اخلاقی عمدہ نتیجے الگ حاصل ہون۔ ؏ - چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار + ہم خرما ہم ثواب۔ لون لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے

مجھے افسوس ہے کہ مین نے ان سو صفحونکے لکھنے مین کیون اپنا وقت عزیز بیکار ضایع کیا مگر شکر ہے مجھے جلد خیال ہوا کہ اِن مہملات سے درگذرو اور ایسی کتاب نہ لکھو جس سے نہ دنیا کا فایدہ ہو نہ دین کا جس طرح آپ نے اِس رنگ کی کتابین جلا دین اسی طرح میری کتاب بھی سوخت کر دی جاتی پھر لیجیے

کتاب کے لکھنے سے فائدہ - وقت کا وقت رایگان ہوا اور بدنامی کی بدنامی حاصل کیا کچھ نہین حسرت اور ناکامی - ادھر یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر میان بدھو نفر نے پادری صاحب اور خلیفہ کی غیر حاضری مین اپنے آقائے نامدار دام بالا افتخار سے کہا اے پیر و مرشد - میری سمجھ مین اب یہ آتا ہے کہ آپ پر جادو کا اثر نہین ہے ہرگز جادو وادو کچھ نہین ہے بلکہ خلل دماغ ہے ورنہ بھلا چنگا اچھا بچھا آدمی اس بیکسی کے ساتھ کاہے کو قید ہو جاتا - یہ جو دو سوار آپکے ہمراہ رکاب ہین یہ آپکے شہر کے رہنے والے ہین ایک تو خلیفہ نائی ہی جو آپکا خط بنا تھا دوسرا پادری ہے - اور یہ انہین دونو نکی کارستانی ہے کہ آپ جکڑے اور بندھے ہوے جہنم کو چلے جاتے ہین خدائی فوجدار نے کہا بھائی بدھو نفر تمکو ذرا بھی عقل نہین ہے اور یہ افسوس کا مقام ہے ارے بدبخت اتنے دن میری صحبت مین رہا اور ابتک عقل نہ آئی - جن لوگون نے مجھپر جادو کیا ہے انہون نے نائی اور پادری کا بھی بھیس بدل دیا اور تجھ گدھے کو چکما دیا - پاگل تو مجھے خلل دماغ بتاتا ہے اچھا لے اب ہم سے تو گفتگو کر - منطق فلسفہ - ریاضی - علم ادب - شاعری - بلاغت - فصاحت - بذلہ سنجی - جس امر مین جی چاہے بحث کرے اگر ہار نہ جائے تو میرا ذمہ - دم بھر نہ مقابلہ کر سکے - شہسواری - پھکیتی - پٹے - کشتی - بنوٹ - مین بھڑ کے دیکھ لے - تو مجھ اس حالت مین دیکھکر مجنون سمجھتا ہے - اور خلل دماغ بتاتا ہے - ع - تفو بر تو اے چرخ گردان تفو + -

ان نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

یہ خیال اپنے دل سے نکال ڈال - اگر یہ دونون ہمارے وطن کے ہین تو پھر بندہ بھی ترک ہے اور چونکہ مین ترک نہین ہون لہذا یہ دونون بھی وہ نہین ہین جو تم سمجھے ہوئے ہو - اب اگر تمکو مجھ سے کچھ سوال کرتے ہین تو بسم اللہ پوچھتے جاؤ - مین برابر جواب دیتا جاؤنگا - کل صبح تک کہو تو جواب مین نہ بند ہون -

بدھو نفر نے جھلا کر کہا مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ آپکے دماغ مین اسقدر فتور ہو گیا ہے کہ حق اور باطل مین تمیز نہین کر سکتے - لاحول ولا قوۃ - یہ جادو ہے نہ ٹونا ہے نہ سحر ہے - یہ کچھ بھی نہین ہے - ان لوگونکے پاجی پن سے آپ اس مصیبت مین پڑے ہین - اچھا اب یہ فرمائیے کہ اگر اس طوفان بے تمیزی سے خدا نے آپکو نجات دی اور آپ اپنی معشوقہ مہر طلعت سے ملے - اسقدر کہا تھا کہ خدائی فوجدار بگڑ کھڑے ہوے فرمایا اے بدنصیب تو مجھے سودائی سمجھتا ہے لے اب جو سوال ہون پوچھ - دیکھ کیسے کیسے جواب دیتا ہون بدھو نے کہا جو دریافت کرون اسکا صحیح جواب دو غلطی ذرا نہو - فوجدار بولے راست راست بلا کم و کاست کہونگا - غلطی ذرا نہونے پائے گی - جلد پوچھ لے تمنے مجھے اور بھی پریشان کر دیا - بدھو بولا خانہ زاد کو اپنے آقا کی مہربانی اور عنایت پر پورا پورا بھروسا ہے اور اس بھروسہ کے اعتبار پر غرض رسا

ہون کہ جبسے آپ اِس پنجرے مین قید ہوے کبھی یہ بھی خیال گذرا کہ کسی طرح اِس سے نجات ملے فوجدار نے کہا بھائی صاحب حقیقت حال یہ ہے کہ جبسے مین نے اِس جادو کے زندان مین قدم رکھا جان عذاب مین ہے خدارا مجھے اِس پھندے سے نکلواؤ۔ اور نجات دو۔ بڑے بڑے پھنسے

فصل - ۲۲

بدھونفر اپنے آقاے نامدار کے اِس جوابسے از بس شاد ہوے۔ کہا بس یہی تو مین دریافت کرنا چاہتا تھا۔ اب آپکو یہ امر تسلیم کرنا پڑیگا کہ جسپر جادو کیا جاتا ہے وہ مسنخ ہو جاتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے۔ اگر کسی نے کھلا دیا کھالیا ورنہ کچھ نہین اِسسے صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ آپکے ساتھ لوگون نے پاجی بنا کیا ہے۔ جادو وادو کا نام ہی نام ہے۔ خدائی فوجدار بولے بھئی تمکو اب کون سمجھاے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو گئے۔ اے ظالم جادو کی کئی قسمین ہین۔ اور سحر کے طریقے وقتاً فوقتاً برابر بدلتے جاتے ہین مجھے پورا پورا یقین ہے کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے اسمین ذرا شک نہین بلاشبہ جادو کیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ جو لوگ میری مدد کے طالب اور خواہان ہین وہ مجھے ڈھونڈھتے ہونگے۔ بدھو نے کہا ازبراے خدا اب آپ کوشش بلیغ کیجیے۔ کہ اِس قید خانے سے آپ کو نجات ملے اور ایکدفعہ پھر پشت توسن پر جم جائیے۔ گھوڑا بیچارہ بھی پریشان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسپر بھی کسی نے سحر کر دیا۔ خدا وہ دن دکھائے کہ آپ ہتھیار باندھے ہوئے ران پڑی جمائے سوار ہون اگر کوئی کامیابی نہو تو پھر اِسی پنجرے مین واپس آسکتے ہین بلکہ بندہ درگاہ بھی حضور ہی کے ساتھ ساتھ پنجرے کے اندر ہون تو سہی۔ فوجدار نے اِنکا شکریہ ادا کیا اور کہا اگر مجھے اس بلا اور اِس پھندے سے بچالو تو گویا تم نے مجھے جلالیا۔ مگر تم کو ابھی تک یہ معلوم ہی نہین کہ مین کس مصیبت مین گرفتار ہون۔

اِس تقریر کے بعد خدائی فوجدار اور بدھونفر اُس مقام پر پہونچے جہان پادری صاحب اور خلیفہ اور اُنکے دوست دوپہر یا مناتے تھے گاڑیبان نے بیلون کو فوراً کھول دیا اور وہ ہری ہری دوب مزے سے چرنے لگے۔ بدھونفر نے پادریصاحب کی بڑی خوشآمد کی کہ میرے آقا کو ذرا دیر کے لیے پنجرے سے نکلنے کی اجازت دیجیے۔ پادریصاحب نے کہا بھئی میری تو خود خواہش ہے کہ اپنے ہم وطن اور پڑوسی کو اچھی حالت مین دیکھون مگر خوف ہے کہ مبادا پھر یہ وہی پاگل پنے کی باتین کرنے لگین اور ہمارے ہاتھ سے جاتے رہین۔ بدھو نے کہا ہم ضمانت کیے لیتے ہین۔ حاضر ضامنی۔ پادریصاحب کے دوست نے جو مصنف تھے کہا مین بھی انکی جانب سے ضامن ہوتا ہون اگر وہ وعدہ کرینگے کہ بھاگونگا نہین تو ہرگز نہ بھاگینگے۔ فوجدار صاحب خود بھی سُن رہے تھے کہا مین صدق دل سے وعدہ کرتا ہون

کہ نہ بھاگونگا چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے اور بھاگون تو بھاگ نہین سکتا ساحر مجھے فوراً گرفتار کرے گا پس میری ذرا دیر کی رہائی سے مجھپر تمہارا احسان ہوگا اور تمہارا کوئی نقصان نہین۔ مصنف نے جو انکا دوست تھا انکے وعدے اور قول واقرار پر پنجرے کا دروازہ کھول دیا اور آپ ہشاش بشاش باہر آئے سب سے پہلے تو آپ دراز ہوے اسکے بعد عراقی کی پیٹھ ٹھوکی اور کہا۔

قدم کا واایڑن میٹھی پوئی دوڑ ناجمنا	ہین سب راہون مین ترکی اور تازی تیرے لاثانی

بیٹا گھبراؤ نہین۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ہم تمہاری پیٹھ پر سوار ہونگے اور جو کام خدا نے ہمکو سپرد کیا ہے اسکو انجام دینگے اسکے بعد بدھو نفر کو ایک گوشہ مین لے گئے اور وہان کچھ دیر باتین کرکے خدائی فوجدار صاحب خوش خوش واپس آئے اور کوشش کرنے لگے کہ بدھو کی رائے کے مطابق کاربند ہون مصنف نے جو پادری صاحب کے دوست تھے انکی جانب بغور دیکھا تو انکے پاگل پنے پر سخت استعجاب کیا۔ سب سے زیادہ افسوس یہ تھا کہ سوائے ایک امر کے اور سب امور مین بڑی لیاقت سے جواب دیتے اور گفتگو کرتے تھے گھانس پر بیٹھ کے مصنف نے بڑی ہمدردی کے ساتھ کہا کیون جناب خدائی فوجدار صاحب قبلہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ اور دغا کی اول جلول کتابونکے مطالعہ نے آپکے دماغ کو اسدرجہ خراب کردیا کہ اب آپ بالکل گئے ہی گذرے اور کہین کے بھی نہ رہے آپ کو پورا پورا یقین ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ بھلا چنگا آدمی کیونکر یقین کرسکتا ہے کہ انسان دیوون اور جنون اور سایون اور اژدہون اور اژدرون اور بھوتون اور پریتون اور ہاتھیون اور شیرون سے لڑسکتا ہے جس قدر مہمل باتین ان کتابون مین درج ہین سب غلط در غلط ہین۔ دس سر کے جن سے مقابلہ ہوا اور ایک قلعہ کا قلعہ دیوون نے راتون رات بنا دیا اور کرور روپیہ کے جواہرات جادو کے زور سے مل گئے اور سوئی کے ناکے سے دس لاکھ اونٹ نکل گئے۔ سب جھوٹ بات۔ از برائے خدا ذرا غور کرو اور عقل سے کام لو۔ یہ کون انسانیت ہے۔ ذرا تو سوچیے کہ آپ یہ کیا مجنونانہ کارروائی کر رہے ہین۔ خدا نے جوہر علم و فضل دیا ہے عقل سے کام لو۔ آدمی بنو۔ بھلمنسی سیکھو۔ اگر جنگ اور رزم کی کتابونکا شوق ہو تو سکندر نامۂ نظامی گنجوی پڑھو۔ شاہنامۂ فردوسی پڑھو۔ بابر جلال الدین اکبر ہمایون بادشاہ تیمور لنگ۔ ہلاکو۔ محمود غزنوی سیواجی۔ مرہٹا۔ پرتھی راج۔ بہلول لودی کی جنگون کے تذکرے مطالعہ کرو)۔

جب انہون نے اپنی تقریر ختم کی تو خدائی فوجدار نے تھوڑی دیر تک انکو سر سے پانون تک بغور دیکھا۔ اور کہا آپ کی گفتگو کا منشا یہ پایا جاتا ہے کہ اس قسم کی کتابون مین جو کچھ لکھا ہے سب غلط اور بے معنی ہے سب یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی اور پوچ پادر ہوا ہے کسی شئے کے کچھ معنی نہین۔ اول جلول

مصنف فضول امور لکھ گئے اور کوئی زمانہ ایسا نہ تھا کہ خدائی فوجدار کوئی پیشہ سمجھا جاتا اور کسی ملک مین خدائی فوجدار تھے یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔

اسنے جواب دیا بیشک میری تو یہی راے ہے فوجدار نے کہا کہ آپ کی یہ بھی راے پائی جاتی ہے کہ اس قسم کی کتابون سے دینا کا فائدہ ہونا تو درکنا اور الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والے کے دل پر اثر بد پیدا کرتی ہین اور دماغ کو خراب کر دیتی ہین۔ لہذا انکے عوض وہ کتابین پڑھنی چاہئین جو زیادہ دلچسپ ہون جن مین واقعات صحیحہ کا ذکر ہو۔ اُسنے جواب دیا جی ہان میری بھی یہی آزادانہ راے ہے خدائی فوجدار نے کہا اگر آپ کی واقعی یہی راے ہے تو آپ کو ضرور خلل دماغ ہے اور کسی نے آپ پر جادو کر دیا ہے۔ جس شئے کو ساری خدائی مانتی اور صحیح جانتی ہے اُسکو آپ غلط بتاتے ہین تم سزا کے قابل ہو کہ ایسی عمدہ اور دلچسپ کتابون کو برا بھلا کہتے ہو۔ بھلا کوئی بھی دنیا مین اعتبار کریگا کہ ادھون کوئی دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا تھا یا رستم کی نسبت سب غلط ہی امر بیان ہوے ہین لیلی مجنون کا قصہ محض افسانہ ہے کوئی ذی عقل بھی دنیا مین یہ امر تسلیم کریگا کہ سہراب و اسفندیار صرف نام ہی نام ہین اصل مین نہ کوئی سہراب تھا نہ اسفندیار۔ ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست + اگر یہ سب فرضی نام ہین تو کل تاریخی باتونکو فرضی سمجھ لو۔ نہ کوئی سکندر تھا نہ دارا۔ سب کہانیان ہین نہ پلاسی کی جنگ ہوئی تھی نہ نپولین کوئی تھا محمود غزنوی اور فتح سومناتھ بھی قصہ کہانی ہے۔ والد بزرگوار کہا کرتے تھے کہ بیٹا دیکھو فلان بوڑھی عورت کی صورت بالکل رابعہ بصری سے ملتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ رابعہ بصری کو انہون نے دیکھا تھا اور یون نہ ماننے کی توہمات ہی اور ہے پھر کوروون پانڈوونکی جنگ عظیم کو بھی فرضی قرار دے لو۔ ٹیپو والے کے معرکون کو بھی چوہون والون کی بانی کہنے لگو۔ رنجیت سنگھ کے وجود سے بھی علی الاعلان انکار کر جاؤ۔ کہدو کہ پنجاب مین رنجیت سنگھ نام کا کوئی تھا ہی نہین محض افسانہ بے معنی ہے۔ پرتھوی راج کی جنگ سے بھی انکار کرو۔ ہری سنگھ کے حالات جو درج تاریخ ہین انکو بھی مصنوعی اور فرضی قرار دو۔ قالمون مازندرانی نے جو ایک گھونسے سے عنقریب پیل شکن کو مار ڈالا تھا۔ اُسکو فسانہ سمجھو۔ اونٹون اور دیو کا جو ذکر گلزار نسیم مین ہے اُسکو بھی غلط کہدو۔

وہ دیو لپک کے مار لایا ۔۔۔ غراتے ہوے شکار لایا
اشتر کئی جلتے تھے اُدھر سے ۔۔۔ پر آرد و روغن و شکر سے
حلوے کی پکا کے ایک کڑھائی ۔۔۔ لشتیر بنی اس دیو کو کھلائی

ان سب کو قصہ مصنوعی سمجھ لو ہماری راے ہے کہ کچھ آپ ہی پر فرض نہین ہے جو کوئی ان امور سے انکار کریگا وہ ضرور دیوانہ ہے اُسکو خلل دماغ ضرور ہے بالضرور ہے۔

پادریصاحب کے دوست کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ سودائی کس لطف کے ساتھ سچ کو اور جھوٹ کو ایک مین ملاتا ہے۔ قاطون مازندرانی کے گھونسے سے عفریت کی جان جانا اور سکندر اور دارا کی جنگ مین پوچھیے کون مناسبت ہے۔ انکو فوجدار کی لیاقت کی بھی تعریف کرنی پڑی اور افسوس ہوا کہ اسقدر پڑھا لکھا آدمی اور یہ خلل دماغ۔ کہا فوجدار صاحب آپنے جو بیان کیا اس سے مجھے کچھ کچھ اتفاق ہے خصوصًا سکندر اور دارا کی جنگ کی نسبت۔ رنجیت سنگھ کے وجود سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ جنگ پلاسی بھی صحیح ہے۔ محمود غزنوی اور فتح سومناتھ واقعات تاریخی ہین۔ مگر دیو کو انسان کا ایک گھونسے سے مارڈالنا اسکا آپ ہی کو اعتبار ہوگا بندے کو اسکا یقین نہین ہے۔

وہ دیو لپک کے مار لایا
غراتے ہوئے شکار لایا

یہ گلزار نسیم کی مثنوی ہی مین لطف دکھاتا ہے۔ اصلیت اسکی خاک نہین۔ افسوس ہے کہ آپ کا سا پڑھا لکھا آدمی اور دماغ کے خلل کے سبب سے ایسا بیوقوف ہو جائے جو فضول باتین ان کتابون مین درج ہین انکو فضول نہ سمجھے۔ اور آمنا و صدقنا تسلیم کرے۔

فصل - ۲۲

خدائی فوجدار نے کہا بھئی بڑے دل لگی باز آدمی معلوم ہوتے ہو واللہ۔ خدا کی شان بادشاہون اور قیصرون کی اجازت سے جو کتابین چھپی ہون جنکو علماے نامی گرامی نے خون جگر کھا کے تصنیف کیا ہو جسکی توصیف مین امیر غریب بڑے بوڑھے لڑکے جوان ہر قسم اور ہر طبقے کے لوگ رطب اللسان ہون وہ غلط اور جو حضور کہین وہ صحیح۔ انمین ملکونکے نام۔ مولد و ماوا۔ رزمگاہ۔ تاریخین۔ باپ دادا مان بہن میان بی بی کے نام موجود ہین مگر آپ انکو غلط بیان کرتے ہین۔ اسکا کیا جواب اور علاج ہے از براے خدا آپ ان مصنفون پر جنھون نے یہ کتابین تصنیف کی ہین تہمت نہ باندھیے۔ عقل سے کام لیجیے آپ ذرا انکو پڑھیے تو۔ اسقدر دلچسپ معلوم ہونگی کہ چھوڑنے کو جی نہ چاہیگا کہین جلتی بلتی گرما گرم جھیل کا ذکر مذکور ہے۔ کہین ہاتھی سے دس گنا بڑا لنگور ہے۔ کہین سانڈنیون کی قطار در قطار۔ کہین اژدہون کے کوس کوس بھر کے غار۔ کہین گھڑیال کا ذکر کہین اور مہیب جانورون کا حال۔ رفتہ رفتہ ایک آتشین دریا سے ایک خوفناک آواز آئی کہ روح لرز گئی اے بہادر نامدار۔ اگر تجھے خزانہ زر و جواہر کی ضرورت ہے تو اس آتشین دریا کے بیچ مین غوطہ لگا۔ اور در مقصود ہاتھ مین لا۔ اسکی سات تہ ہین اور ہر تہ مین ایک پری بزور طلسم بند ہے اسکی سیاہی دیکھکر خائف نہونا۔ بس ادھر یہ آواز سنی اور ادھر بہادر نامدار نے آؤ دیکھا نہ تاؤ خدا اور اپنی معشوقہ کا نام لے کر زن سے پھاندہی تو پڑا غڑاپ۔ کسکا کپڑے اتارنا اور ہتھیار کھولنا

اور سوچا کیا کہ مر تو نہ جاؤنگا۔ کچھ پرواہ نہین۔ وہان پہونچا تو آگ پھول بنگئی۔ گلزار جنان بھی اُسکے آگے گرد ہے۔ آسمان صاف شفاف مثل دل حق پرستان۔ آفتاب نور بار۔ سامنے سبزہ زار پر بہار سبزہ لہلہاتا۔ کچھ باغ کچھ صحرائیت کا لطف دکھاتا ہے۔ ہر سمت سے عنبر و عطر کی خوشبو آتی ہے۔ روح وجد کرتی ہے آنکھون کو نور کانون کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ مرغان خوشنوا کے زمزمے سن رہے ہین۔ کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوتا ہے۔ کہین آبشار کی روانی کہین جوئبار کا صاف ستھرا پانی بجرے چھوٹے ہوئے ہین۔ مور رقص کنان ہین درختو مین موتی کے بالے لٹکے ہوئے ہین۔ دریا کے زینے کہین زمرد کہین مونگے کے بنے ہوئے جا بجا فوارے چھوٹ رہے ہین کوئی چاندی کا۔ کوئی گنگا جمنی۔ کہین انہار آبدار۔ ہیرے موتی کے ہار ہزار در ہزار فزون از تعداد و شمار۔ ادھر چہچے اُدھر صوت ہزار۔ کسی طرف سے آواز آئی۔ (بی کہان) دفعتاً ایک محل سلطانی نظر آیا دیوارین طلاے خالص کی۔ شہ نشین ہیرے کی۔ غلام گردش آبنوس کی کڑیان ہاتھی دانت کی دروازے مونگے کے۔ کنڈیان سونے کی ان سب کے بعد دیکھا کہ حسینان نازک اندام کی ایک پلٹن کی پلٹن چلی آتی ہے۔ چھم چھم۔ چھم چھم۔

ہے لطف سینون کی دورنگی کا امانت
وہ چار گلابی ہون تو دو چار سنہتی

ان سب مین ایک رشک پری کالبدر فی النجوم بہادر نامدار کے آتے ہی لپٹ گئی اور محلسرا مین لیگئی اور بالکل برہنہ مادر زاد کرکے دودھ اور پانی سے نہلایا اور انواع و اقسام کے عطر بدن مین ملے۔ اور آب رواں کا ہلکا ہلکا سفید بگلے کے پر سا کرتا پہنایا۔ یہ بھی معطر و معتبر۔ اُسکے بعد ایک اور پری نے آن کے بوسہ لیا اور پھولونکا گہنا خوشبو کے لیے سامنے رکھدیا اب اسکو دوسرے محل مین لے گئی جسکی قیمت سمرقند و بخارا دونون کی قیمت سے دہ چند زیادہ تھی۔ اب اسکے ہاتھ آب عنبر سے دھلوائے گئے اور یہ آبنوس کی کرسی پر بصد شان متمکن ہوے اور وہ پری دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی اور باجے بجنے لگے اور مرغ چہکنے لگے اور ادھر اعلی درجے کا کھانا چنا گیا کھانے کے بعد اس سے زیادہ خوبصورت عورت آئی اور ہر کس و ناکس سے کہنا شروع کیا کہ فلان سبب سے مجھپر جادو کیا گیا اب زیادہ کون طول دے اصل امر یہ ہے کہ جس قصہ کو پڑھو جس کتاب کو کھولو جس تذکرے کو اٹھالو انتہا سے زیادہ دلچسپ پاؤگے اور ضرور حظ وافر اٹھاؤگے۔ آپ ضرور ملاحظہ فرمائیے اگر حظ نہ حاصل ہو تو میرا ذمہ۔ اگر تپ دق بھی انسان کو ہو اور وہ ایک دو صفحہ پڑھے تو واللہ چنگا ہو جائے اور درد دکھ سب بھول جائے۔ مین نے تو جب سے یہ پیشہ اختیار کیا ہے بہادر جری جرار خلیق فیاض۔ مخیر صابر شاکر ہو گیا ہون۔ گرمی کو گرمی سردی کو سردی نہین سمجھتا۔ قید خانہ بہشت معلوم ہوتا ہے گو پنجرے مین قید کر دیا گیا مگر دل قوی ہے کہ ضرور کوئی جزیرہ فتح کرونگا

اتنے مین بدھو نفر بولے حضور مجھ گنوار کو نہ بھول جائیے گا۔ خانہ زاد سے جو وعدہ کیا ہے وہ یاد رکھنا بادشاہی دلواؤ۔ ایسا نہو جزیرہ فتح کر کے بھول ہی جاؤ۔ خدا کرے جلد ملے اور اور دن کی طرح ہم بھی شاہی کرین جو جی چاہے وہ کرین اور قانع ہو جائین اور بس قناعت بہر حال ادنی ترست۔ فوجدار نے کہا بھئی اگر تمکو کہین کا نواب یا بادشاہ بناؤنگا تو کچھ تم پر احسان تھوڑا ہی ہے وہ تو فرض ہے سب ایسا ہی کرتے آئے ہین اور تم تو اچھے اچھون سے اچھے ہو صاحب۔

پادریصاحب کے دوست کو اور بھی حیرت ہوئی کہ سٹری پن کی حالت مین تاریخی واقعات کا ذکر نہین چھوڑتا اور بدھو کی باتون پر بڑی ہنسی آئی کہ بادشاہی کی فکر مین ابھی تک غلطان پیچان ہین۔

اتنے مین پادریصاحب کے دوست آدمی قاطر کے آگئے اور سبزہ پر فرش بچھا کر کھانا کھلایا اتنے مین ایک آواز آئی اسکے بعد گھنٹی کی آواز آئی۔ اسکے بعد دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی بکری بھاگی آتی ہے اوسکے پیچھے پیچھے چرواہا پچکارتا آتا ہے کہ چلی آؤ بیٹی۔ بکری نے ڈر کر اِس جماعت کیطرف رخ کیا اور زبان حال سے مدد اور حفاظت کی خواہان ہوئی اتنے مین اسنے آن کے سینگ پکڑ کے کہا دکیا حرام زادی بکری ہے یہ کیا بات تھی کیا کوئی بھیڑیا آیا تھا۔ عورت ذات ہے نا۔ تم پر خدائی مار اور لعنت اِس دیدے کی ڈھٹائی پر۔ چلو بس اب اپنے گلے مین رہو اور سب بکرے بکریون کی نگرانی کرو۔ ورنہ تمہاری دیکھا دیکھی سب طیرہ ہو جائینگے۔)

چرواہے کی گفتگو سے سب بہت خوش ہوئے اور دوست نے ہنس کر کہا یار اتنی جلد بازی نہ کرو۔ عورت ذات تو بتاتے بھی ہو۔ وہ تو اپنی ذات پر جایا چاہے آکے ہمارے ساتھ ذرا ناشتا کرو تب تک بکری بھی دم لے لیگی اور تمہارا غصہ بھی فرد ہو جائیگا یہ کہکر ایک چھری پر ایک ٹکڑا خرگوس کے گوشت کا اسکو دیا اسنے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ لوگ مجھے سودائی نہ سمجھیے گا کہ جانور سے اسطرح باتین کہین جیسے کوئی انسان سے کرتا ہے اسمین ایک بھید ہے۔ اتنے مین فوجدار صاحب بولے (جو بھید ہو وہ بیان کرو ہم تو اِس قسم کے معاملون کی تلاش ہی مین رہتے ہین ہا اتنے مین بدھو نفر نے رخصت مانگی کہ ذرا دریا کے پاس جا کے کھاپی لین اور فوجدار صاحب نے درخواست منظور کر لی اور کہا جہان جی چاہے وہان جاؤ ہم تو اب بے سنے ہوے نہ ہلینگے۔ پادریصاحب نے کہا ہم بھی بہت غور سے سنینگے۔ چرواہے سے کہا (بھئی اُس بھید کو اب بیان کرو۔ سب مشتاق ہین۔ اِسپر چرواہے نے بکری کی پیٹھ پر دو ہاتھ مارے اور کہا بس یہان ہی۔ پڑی رہ۔ بیوقوف گلے چلنے کو بہت وقت پڑا ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ بکری اسکا مطلب سمجھ گئی اور جب چرواہا بیٹھا تو وہ چپکے سے قریب پڑرہی۔ اُسکی جانب غور سے دیکھنے

لگی گویا جو کچھ چرواہا کہنے والا تھا اُسے توجہ سے سُنے گی۔ وہو ہذا۔

فصل ۔ ۲۴

اِس مقام سے تین کوس پر ایک جھوپڑی ہے گو ذرا سی جھوپڑی ہے مگر اسمین مالدار بستی تھی۔ ایک کسان اُس مین رہتا تھا۔ چال چلین کا نیک۔ گو روپیہ والا بھی تھا مگر اُسکی نیکی کے سبب سے اُسکی بڑی عزت ہوتی تھی وہ کہتا تھا کہ سب سے زیادہ میری دولت میری بیٹی ہے۔ غضب کی خوبصورت۔ غیور۔ نیک مزاج اور باسلیقہ جو دیکھتا تھا خدا کی شان پر عش عش کرتا تھا کہ کیسی کیسی مٹی کی مورتین بنائی ہین کہ واہ واہ بچپنے ہی سے حسن پھٹا پڑتا ہے بڑھ کر اور بھی پرکالۂ آتش ہو گئی۔ سولہ برس کے سن مین دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس بند ہو جاتی تھی۔ قیامت ڈھاتی تھی حسن عالم افروز کی دور دور تک شہرت ہوئی حتی کہ بادشاہ کے دربار تک اِس رشک حور کے حسن مبین کا حال پہونچا اور اسدرجہ شہرت ہوئی کہ لوگ دور دور سے اُسکے دیکھنے کو آئے گویا کسی متبرک آدمی کا مزار تھا کہ زائرین دور دور سے چلے آتے تھے۔ اِسکا باپ اِسکی بڑی حفاظت کرتا تھا اور وہ خود بھی پاکدامن تھی ورنہ باپ کیا کر سکتا تھا۔ عورت اگر بد ہے تو سات پردون کے اندر بھی کوئی روک نہ سکے گا۔ باپ مالدار لڑکی خوشرو اور طرحدار۔ بہتون نے شادی کے پیغام بھیجے باہر سے پیغام آنے لگے۔ مگر اسکا باپ حیران تھا کہ اِسقدر امیدوارون مین سے کسکو پسند کرے۔ منجملہ اور امیدوارون کے ایک مین بھی تھا۔ اور خوش تھا کہ خدا نے چاہا تو مین ہی کامیاب ہونگا کیونکہ اُسکے باپ کو معلوم تھا کہ مین نجیب الطرفین اور امیر اور نیک چلن اور کم عمر اور فہمیدہ آدمی ہون اور اُسی گانون کا مین بھی رہنے والا ہون۔ اسی گانون کے ایک اور نوجوان بھی امیدوار ہوے وہ بھی روپیہ والا اور نیک چلن تھا۔ اُس لڑکی کے باپ نے ہم دونون کو اور سب امیدوارون پر ترجیح دی بوڑھے نے اپنی لڑکی سے کہا کہ اِن دونو مین جو تم کو پسند ہو اُس سے شادی ہو جائے یہ تمہاری ہی رائے پر چھوڑتا ہون۔ اس لڑکی کا نام دلاری تھا میرا نام چھوٹے اور میرے رقیب کا نام لڈن تھا اب سنئے کہ ہمارے گانون مین ایک غریب کسان کا لڑکا تھا وہ کئی لڑائیان سر کر کے وطن کو اُنھی زمانے مین واپس آیا تھا بارہ برس سے وہ ایک کپتان کی فوج کے ساتھ گیا تھا اور بیس برس کی عمر مین واپس آیا جنگی وردی پہنے۔ تمغے لگا ہے۔ ہتھیار سر سے پانون تک۔ آج ایک وردی پہنی کل دوسری بدلی مگر جھوٹی بناوٹ خالی خولی ظاہرداری۔ لوگون نے بھانپ لیا کہ صرف تین جوڑے اُسکے پاس ہین انہین کو چالاکی سے بدل بدل کر بھڑکاتا پھرتا ہے۔ ذرا اِس وردی کے معاملہ کو یاد رکھیے گا۔ یہ ستارے کر بازار مین جا کر بیٹھتا اور گاتا بجاتا تھا اور اپنی سرگذشت مبالغے کے ساتھ اسطرح بیان کرتا تھا گویا دنیا بھر کے ملک اُنھون نے

دیکھ ڈالے تھے اور کل بڑی بڑی جنگو نمین شریک تھے (سب جھوٹ) ہزارہا آدمیونکو قتل کر ڈالا تھا اور ذرا پھانس بھی کبھی نہ چبھی۔ اِدھرا دُھر تلوار اور گولی کے زخم دکھاتا تھا مگر کسی کو دکھائی نہین دیتے تھے الغرض بڑا شیخی باز ڈینگ کی لینے والا آدمی تھا۔ ہان ایک بات البتہ تھی کہ علم موسیقی مین اچھا دخل تھا لوگ کہتے تھے کہ ستار سے گلے کا کام لیتا ہے۔ شعر شاعری مین بھی کچھ دخل تھا۔ گانون مین کوئی بات ہوئی اور بانے ٹوٹی پھوٹی نظم دھر دھمکی۔ اِس بہادر سپاہی امیر کبیر قوال کلاونت شاعر پر دلاری ریجھی ؛ ہوئی تھی زرق البرق کپڑے دور سے دیکھ کر عاشق ہو گئی اور اسکے گلے پر جان دینے لگی اور اسکے اشعار بھی لوگون نے اسکو سنائے جنمین اُسنے اپنی بہادری کا ذکر کیا تھا اور جھوٹ کے پل باندھ دیے تھے۔ رفتہ رفتہ دلاری اور اُس مین یہان تک پینگ بڑھے کہ وہ اپنے عاشق کے ساتھ گانون سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اسکے بعد مجھے اور اور امید وارون کو معلوم ہوا۔ اِسمین اپنی اُسنے اس سے زیادہ کامیابی کے ساتھ فتح پائی جو جنگون مین پائی تھی اور جنگونکی کامیابی تو مبالغہ ہی مبالغہ تھا۔

تمام گانون مین اسکا چرچا ہو گیا۔ مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ لڈن سخت متحیر۔ اُسکا باپ ہر کھانے پر آمادہ رشتہ دار شرم کے دریا مین غرق۔ سرکاری آدمی دوڑ پڑے۔ جنگل تک مین تلاش کی کوئی جگہ نہ چھوڑی تین دن کے بعد دیکھا کہ دلاری بیچاری ایک کوہ کی کھوہ مین صرف پایجامہ پہنے کھڑی ہے زیور لٹ گیا۔ ع۔ حریفان بادہا خوردند و رفتند ٭ اسکو اس کے بدنصیب باپکے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا کیا مصیبتین پڑی تھین اِسنے کہا اس کم بخت نے مجھے دھوکا دیا۔ وعدہ کیا شادی کرونگا اور میکے سے بھگائے گیا اور اسباب اور زیور چھین کے کوہ مین چھوڑ دیا مگر آبرو نہین لی۔ چوری ضرور کی اس سے ہم کو اور بھی حیرت ہوئی۔ ہم کو یقین نہ آیا مگر اُسنے اِس طرح سے کہا کہ اسکے باپ کو یقین آگیا اور روپیہ جانے کا کچھ بھی رنج نہوا۔ اب سنیے کہ جس روز واپس آئی اُسی دن اسکے باپنے ایک اور گانون اسکو بھیجدیا تاکہ لوگ اِس معاملے کو بھول جائین دھیا مٹ جائے۔ کم عمری کے سبب سے لوگون نے چندان خیال نہ کیا۔ مگر بعض آدمی یہ بھی کہنے لگے کہ یہ لڑکی بدکار ہے اور آبرو ضرور گئی اور عورت تو ہے ہی نہ رہا گیا۔ پھسل گئی۔ الغرض اُسکا جانا ہم لوگونکی تباہی اور بربادی کا باعث ہوا۔ وہ کیا گئی کہ ہماری جان نکل گئی۔ مین اور میرا رقیب لڈن مکان گھر بار دوست عزیز آشنا ادہر قسم کی راحت اور آرام چھوڑ کر اِس پہاڑ مین بیابان مین آئے ہین اور یہان ہی گلہ بانی بھی کرتے ہین اور زار زار روتے بھی ہین۔ اور ہم ہی دونون پر فرض کیا ہے بہت سے خدائی خوار ہماری طرح گھائل اور ناکام ہو کر اِس جنگل مین چلے آئے ہین اور انھین پہاڑونمین بسر الیتے ہین

کوئی دریا نہین جسکے کنارے پر دلاری کے نام کی آواز نہ آئی ہو۔ کوئی درخت نہین جسکے سائے مین ہائے دلاری ہائے دلاری کا غل نہ مچتا ہو۔ کوئی جنگل نہین جہان دلاری کے نام کے ساتھ ٹھنڈی سانسون کی آواز نہ آتی ہو۔ کوئی روتا دھوتا ہے کوئی برا بھلا کہتا ہے کوئی بد دعا دیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ اس بیچاری دلاری غریب کا کون قصور ہے ہماری بدنصیبی کو وہ کیا کر سکتی ہے۔ کوئی اُسکے حسن و جمال کا بھاٹ بنا ہوا ہے۔ الغرض سب دیوانے ہو رہے ہین اور دلاری کا نام اِسطرح یہان چمک رہا ہے جیسے یہانکی بادشاہزادی دہی تھی میرا رقیب لڈن اکثر نظم مین شکایت کرتا ہے مگر مین نے آسان طریقہ اختیار کیا ہے جو میرے نزدیک بہتر بھی ہے وہ یہ کہ مین عورتون کو برا بھلا کہتا ہون کہ عورت کا مبنس بہ باقی ہے سب کی سب کو جھوٹی بے ایمان دغاباز فسون ساز وعدہ خلاف کہتا اور سمجھتا ہون اسی سبب سے مین نے اس بکری کو کہ مونث ہے ان الفاظ سے یاد کیا تھا کیونکہ مجکو ہر قسم کی مادین سے نفرت ہے وہ میرے کل گلے مین چاہے سب سے بہتر ہی کیون نہو۔ باشد۔ اگر مین نے اسوقت سمع خراشی کی ہو تو معاف فرمائیے اسکا معاوضہ کردونگا۔ میرا جھوپڑا یہان سے قریب ہے چلیے اور وہان تازہ تازہ دودھ اور عمدہ پنیر اور ہر قسم کے تازے میوہ ہائے تر کھائیے اور دل بہلائیے۔ جنگل کا لطف اٹھائیے

فصل - ۲۵

اسکے بعد گلہ بان خاموش ہو رہا اور اس قصہ دلچسپ سے سب کو عموماً اور پادری صاحب کے دوست کو خصوصاً لطف تازہ حاصل ہوا اور انہون نے آپس مین کہا کہ طرز بیان سے چرواہا نہین معلوم ہوتا پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ انہون نے کہا مجھے اب پادری صاحب کی رائے سے پورا پورا اتفاق ہے کہ جنگلون اور پہاڑون مین بھی عالم اور فاضل آدمی مل سکتے ہین **فوجدار صاحب** سے جو ابتک کل قصہ بغور سن رہے تھے خاموش نہ رہا گیا کہا یار گلہ بان اگر میرے امکان مین ہوتا تو تمہاری دلاری کو ضرور ڈھونڈھ نکالتا چاہے جہان ہوتی اور تمھارے حوالے کر دیتا کہ ستم رسیدہ کی مدد کرنا ہم لوگون کا فرض ہے ؛

گلہ بان نے ان کی طرف غور کر کے دیکھا اور قطع شریف اور برزخ مبارک دیکھکر خلیفہ سے کہا ارے یہ کون بمبوق ہین۔ عجب الخلقت !!!) اِسنے کہا آپ بڑے نامی گرامی مشہور و معروف جرنیل اور بہادر سپاہی میان **فوجدار** صاحب ظلم کے بیخ کن۔ ظالم کے دشمن مظلومونکے یار۔ پریشان حالون کے مددگار۔ ہزارہا لڑائیان فتح کر ڈالین وہ بولا۔ اخاہ آپ ان سادہ لوح آدمیونمین ہین جو **خدائی فوجدار** بنے پھرتے ہین اتنا کہنا تھا کہ فوجدار صاحب آگ ہو گئے۔ کہا چپ ہو سور۔ کم عقل بدتمیز۔ گدی مین عقل ہے پاجی۔ اِسے سادہ لوح کہتا ہے

یہ کہکر آپنے ردی کا ٹکڑا اٹھا کر اس زور سے اسکے چہرے پر مارا کہ ناک ہی جاتی ہوگی۔ جھلا کے وہ انکو لے پڑا اور ادھر بدھو نفر نے جھپٹ کے چرواہے کو پٹخنی دی اور **فوجدار** نے زور زور سے گھونسے لگائے چرواہا چاقو لے کے بھونکنے ہی کو تھا کہ **فوجدار** نے ڈھکیل دیا اور کھانے کے برتن اور صراحی چکنا چور الغرض **خدائی فوجدار** اور گلہ بان دونوں کی گت بن گئی۔ لہولہان۔ بدھو نفر کو پادری صاحب کے دوست کے ایک آدمی نے پکڑ لیا کہ اور مار پیٹ ہونے پائی۔ اتنے میں ایک آواز آئی اور سب کی نظر اس طرف پڑی جدھر سے آواز آئی تھی دیکھا تو ایک ٹیلے سے کچھ سفید پوش آدمی اتر رہے تھے اس سال باران رحمت کے نازل ہونے سے لوگ پہاڑ پر گئے تھے کہ خدا سے بعد عجز و الحاح دعا مانگیں یہ ایک مقدس مقام تھا اور سفید پوش منہ کو ڈھانپے ہوئے تھے انکے ساتھ ایک مورت بھی تھی۔ **فوجدار صاحب** سمجھے کہ کسی بڑی شہزادی کو یہ ڈاکو زبردستی بھگائے لیے جاتے ہیں فوراً عراقی پر سوار ہوا اور نیزہ ہلاتے ہوئے کہا دیکھیے حضرات۔ ہم لوگوں کے پیشے کی کیا بات ہے ابھی اسی دم اس شہزادی کو ان بدمعاشوں کے پھندے سے نکلتا ہوں سب نے غل مچایا ہائیں ہائیں یہ کیا حماقت ہے۔ خلیفہ پادری یہ وہ سب چلاتے رہے بدھو نے گلا پھاڑ پھاڑ کر کہا یہ مورت ہے عورت نہیں ہے وہ سنتے کسکی تھی جاتے ہی مورت اٹھانے والے کو ایک ہاتھ تلوار کا دیا اور اسنے اس زور سے جواب دیا کہ **فوجدار صاحب** پشت سمند سے زمین پر آرہے اتنے میں ادھر کے لوگ بھی بیچ بچاؤ کو دوڑے اور بدھو اپنے آقا کے قریب جا کر رونے لگے (ہائے میرے آقائے نامدار ذی وقار فن حرب و ضرب کے یکتائے روزگار ابھی تمہارا سن ہی کیا تھا۔ ہائے میں اسوقت تمہاری لاش کے پاس ماتم کر رہا ہوں ہائے تمہاری جان اور میری بادشاہی گئی ارے اب مجھے جزیرے کا بادشاہ کون بنائے گا۔ ذرا آنکھ کھولدو مجھے بادشاہ مقرر کرکے بس چلے جانا یہ آواز ماتم جو سنی تو **فوجدار صاحب** نے کلبلا کر اپنی معشوقہ کو یاد کرکے کہا بدھو ذرا ہمکو اس جادو کی گاڑی پر بٹھا دو گھوڑے پر سوار ہونیکا دم نہیں ہے بدھو کی باچھیں کھل گئیں۔ کہا اب میاں ان سب کے ہمراہ اپنے گھر چلیے۔ **فوجدار** اس قدر شل ہوگئے تھے کہ دم نکلا جاتا تھا اس پر یہ بھی راضی ہوئے کہا سچ کہتے ہو مگر چلو ہمارا زمانہ ابھی بدی کی طرف مائل ہے۔ جب ستاروں کی گردش دور ہوگی تو ہم پھر خروج کرینگے خلیفہ اور پادری وغیرہ نے انکو بھر لادا اور **فوجدار** کا جلوس میمنت مانوس پھر شان کے ساتھ چلنے لگا اور تھوڑی دیر میں صرف **فوجدار** و بدھو نفر اور پادری صاحب اور خلیفہ رہ گئے اب گاڑی آہستہ آہستہ جانے لگی تو دن چلے اور اڑھائی کوس۔

پانچ دنکے بعد یہ سب فوجدار کے گانوٗن مین داخل ہوے دوپہر کو پہونچے۔ اتوار کا دن تھا بازار مین بہت سے آدمی تھے اُنکی جانب سے گاڑی گذری انکو گاڑی پر بنجر کیے اندر دیکھ کر سبکو حیرت ہوئی کہ ائین یہ تو ہمارے ہی قصبے کے ہین۔ ایک لونڈا انکو دیکھ کر دوڑا گیا اور فوجدار صاحب کی بھتیجی اور خادمہ سے کہا کہ وہ آگئے۔ چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ جب آپ مکان مین داخل ہوے تو رونا پیٹنا مچ گیا۔ بدھو کی بی بی سنکر دوڑی آئی کہا کہو گدھا تو اچھا ہے۔ یہ بولے ہان بہت اچھا ہے ہمارے آقا سے کہین اچھی طرح ہے پوچھا ہمارے اور بچونکے لیے کیا لائے۔ جوتیان دو پیسے؟ انہون نے کہا ابھی تو کچھ نہین لائے مگر ہان ابکی اگر گئے تو ہم باشاہ ہونگے اور تم بادشاہ بیگم۔ لاکھون روپیہ کی مالک۔ اِنکی بی بی نے خوش ہوکر کہا اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ وہ بولے ہم نے بڑے بڑے پہاڑ دیکھے۔ سمندر دیکھا۔ جنگل دیکھے۔ سرا دن مین رہے اور کہین ٹکانا نہ دیا۔ اب ادھر کا حال سنیے کہ پادری صاحب نے مختصر طور پر انکی حماقتون کا حال بیان کیا اور کہا بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے رکھنا۔ اِنکے کپڑے اتار کر پلنگ پر لٹایا اور دونون عورتون نے رو رو کو اُن کتابون کو کوسنا شروع کیا جن مین یہ مہمل تذکرے تھے ہر دم خوف تھا کہ مبادا بھاگ جائین۔ پھر کچھ گل کھائین جامۂ انسانیت سے خارج ہو جائین (ادہر یہی ہوا)

اِس تاریخ کے مورخ نے بڑی کوشش بلیغ کی کہ خدائی فوجدار کے تیسرے حملے کا حال معلوم ہو مگر معتبر ذریعون سے کوئی خبر نہ ملی۔ صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ تیسری مرتبہ انہون نے بڑے بڑے کارنمایان کیے جو دنیا مین آج تک یادگار ہین ایک بوڑھے طبیب نے ایک روز اپنے دادا کے وقت کی کتابین دیکھنا شروع کین تو اُن مین ایک نظم فاخرہ نظر سے گذری فوجدار کی بڑی تعریف بدھو کی خیرخواہی اور نمک حلالی۔ رشک حمار کا صبر اور انکی معشوقہ زرین کمر کے حسن وجمال کی توصیف مین وہ اشعار آبدار درج ذیل ہین۔ اگر ناظرین اِس کے مصنف کو دعاے خیر سے یاد کرین تو احسان ہے۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم		زانکہ من بندۂ گنہگارم	

اگر دعاے خیر سے یاد کرین تو عین احسان ہے مصنف سمجھے کہ اِسکی محنت ٹھکانے لگی اور اسکو رغبت اور شوق ہو کہ ایسے ہی ایسے اور قصے بھی تصنیف کرے تا کہ لطف اور حظ حاصل ہو۔

اشعار مذکرۂ بالا جو طبیب نے پائے تھے درج ذیل ہین۔

اشعار وفات حسرت آیات چکیدۂ کلک گوہر سلک شاعر غرا و سخندان بے ہمتا کہ بر مزار شریف جناب یل نامدار خدائی فوجدار کندہ شدہ بود۔

فوجدار آہ زدنیائے دنی شد بہ بہشت
قائم اللیل و سحر خیز و انیس الغبرا
سالہا سال بہ یک ضربت شمشیر روان
صبح در ماتم او چاک گریبان کردہ

وائے ویلا زچنین رستم دوران افسوس
کس بنو دست چنین گرد بہ گیہان افسوس
ظالمان را بس پا کرد ز میدان افسوس
گشت مگر دہ تر از شام غریبان افسوس

مر گئے ہے ہے خدائی فوجدار
جس طرف چمکاتے تھے شمشیر تیز
اسپ تازی زیر ران رکھتے تھے وہ
چل بسے دنیا سے ہے ہے وائے وائے

جنگ کے میدان کے تھے جو شہسوار
بھاگ جاتے تھے غنیم بد شعار
بادپا صرصر تک در شک حمار
تبلہ رخ رکھے گئے زیر مزار

اشعار در شان معشوقۂ زرین کمر کہ خدائی فوجدار از تہ دل عاشق زارش بود۔

کرون کیا جور گردون کی شکایت
نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے
وہ دلبر رو کش عذرا و وامق
محبت دل سے جب پیدا ہوئی تھی
نگاہ مست تھی ایسی ہی بیباک
کہین اسکی جبین کو کس طرح چاند
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق
وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان
ہزار افسوس وہ اب چل بسی ہے

جہان دیکھو اسی کی ہے حکایت
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد
بُری چتون سے کافر دیکھتا ہے
خدائی فوجدار اسکے تھے عاشق
طبیعت سخت ہی شیدا ہوتی تھی
کہ بس دیکھے جدھر باندھے ادھر تاک
کہ اس سے لاکھ حصے چاند تھا ماند
سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
جھلک مین موتیون سے تھی وہ چندان
اجل کے ہاتھ سے کیا بے لبسی ہے

فقرات تعریف در شان رشک حمار توسن خاص خدائی فوجدار ۔۹

یہ گھوڑے وہ گھوڑے ہین جو مان کے پیٹ ہی سے پھدکتے کودتے نکلے ہین دو باگے ہین تیاگے ہین ۔ اور سرعت کی تعریف یہ کہ کوڑے پر کوڑا جمائیے ایڑ پر ایڑ لگائیے مگر ۔۶۔ نہ ہلد نہ ٹلد

نہ جنبد ز جائے ؏ دیکھنے مین لقات - مرھیل - دبلا - پتلا - مرا ہوا اور چلنے مین نو دن چلے اڑھائی کوس کی مصداق مگر ایکدفعہ شیطان نے انگلی بھی دکھائی تھی اور ہن ہن کیتے ہنہناتے گھوڑیون کے پیچھے بھی دوڑے تھے خرمستیان بھی تھین - سودا نے اسی کی شان مین کہا تھا - ؏

لیکن مجھے رزوے تواریخ یاد ہے
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

اشعار در شان میان بدھو نفر مصاحب خاص خدائی فوجدار

بدھو صاحب مزاج انور
شاہی کی عجیب دھن بندھی تھی
حق یون ہے کہ تم تھے اوکی دم
پھیلا کر پانون سو رہو آپ

کیسے وہ کہان ہے ملک کشور
بھی ختم تھین پیادہ لوچی
آگے آقا تھے پیچھے تھے تم
وحشت کی بہت نہ بدھو تو اب

تاپو جبکے شاہ تھے آپ
گھامڑ جتنے تھے سب تھے چیلے
اتنا بھی نہ سمجھا اوبے داہی
آقا تھی سڑی تھے تم بھی پاگل

حق یون ہی بڑے تباہ تھے آپ
سردار تھین تھے بس اکیلے
بدھو نفر اور بادشاہی
وحشت کے نکالے سوت ہے بل

رکھی رہی ساری لن ترانی
کس برتے پہ تھا یہ تتا پانی

اشعار دیگر مثل خطاب مخاطب بہ مزار شریف فوجدار عظریف -

تربت مین خدائی فوجدار آئے ہین
ہر جنگ مین پیٹے گئے افسوس افسوس
لڑ بھر گے بس اب سر مزار آئے ہین
اب قبر مین از پئے فشار آئے ہین

تتمہ

بدھو نفر اب کہان ہین کوئی پوچھے
خود شاہنشاہ بنے تھے واہ میان
وہ دلبر اب کہان ہین کوئی پوچھے
وہ کشور اب کہان ہے کوئی پوچھے

اشعار داستان معشوقہ زرین کمر عروس پری پیکر کہ بر لوح مزارش بصد حسرت کندہ شدہ اند

گدبدی معشوقہ زرین کر
فوجدارون کی جو تھی مرغوب دل
ہے اجل سے ہمکنار اب ہائے ہائے
اچھے اچھونکی جو تھی مطلوب دل

قبر کی آغوش گرماتی ہے اب
بادشاہونکی جو تھی محبوب دل

خدا ہی اس حبیب کی داد دیگا کہ تربتین رقند ڈالتے ہین
اجل کے مارے ہوے کسی سے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

اسقدر اشعار تو پڑھے گئے باقی کرم خوردہ تھے - یہ سب دفتر بے معنی ایک عجائب خانہ مین رکھا گیا کہ لوگ گدے بازی کرکے کچھ نہ کچھ معنی اسکو پہنائین - خیر ہے کہ کسی لال بجھکڑ نے کود گاد کے مطلب نکالہی لیا بڑا خون جگر کھایا - اب انکا قصد ہے کہ حضرت خدائی فوجدار کے قصہ دلچسپ و نادر روزگار کی جلد ثانی نذر ناظرین اولی الابصار کرین - انشاء اللہ تعالے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ اس دلچسپ و فرحت افزا افسانہ کی جلد اول بماہ اگست ۱۹۳۴ء بار سوم نولکشور پریس لکھنؤ مین طبع ہوئی

تمہید

بخدمت ناظرین والاتمکین وشائقین اعجوبہ گزین التماس عجز اساس آنکہ

ای ناظرین اعجوبہ گزین آپ چاہے سادہ لوح ہون چاہے نرم دل۔ یہ امر ضروری ہی کہ آپ اس التماس عجز اساس کے انتظار مین ضرور رہون گے کہ دوسری جلد خدائی فوجدار کے مصنف کے خلاف کلمات ناملائم وسقط وسخت ودرشت سُنین یعنے وہ مضمون جو بطن مادر مین تولد ہو کر مین تشریف لائے اور نازل مگر مین اول مرتبہ اس دنیاے دون کی سیر کی مگر یہ آرزو آپ کی بر نہ آئیگی انسان چاہے کیسا ہی عاجز اور سید حاسد کیون نہ ہو ممکن نہین کہ انتقام لینے کو جی نہ چاہے خصوصًا اُن لوگون سے انتقام لینے کا جنسے اسکو صدمہ پہنچا ہو مگر مین اس سے بری ہون۔ شاید آپ یہ سمجھتے ہون کہ مین اُسکو مجنون یا پاگل یا دیوانہ یا گدھا کہون مگر یہ آپ کا خیال خام ہی۔ وہ اپنے گناہ کے اعمال خود بھگت لے گا۔ کہ کرد کہ نیافت۔

ایک بات البتہ میرے امکان سے خارج ہی وہ یہ کہ مجھ سے یہ ضبط نہین ہوسکتا کہ کوئی مجھے بوڑھا کہے اور مین بُرا نہ مانون اسکے یہ معنی کہ چند روز گزر جانے سے انسان بالکل بوڑھا ہو جاتا ہی اور اسکے یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ انسان کے امکان مین یہ امر ہی کہ اپنا سن گھٹا بڑھا دے اگر میرے زخم کی چمک سے جو لوگ اندھے پن کے سبب سے فائدہ نہین اٹھا سکتے تو یہ اُنکی بینائی کا فتور ہی۔

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک وخون بینی سرے

اگر انسان کے امکان مین عمر رفتہ کا واپس بلانا ہوتا تو مین پھر اِن جنگون مین شریک ہوتا نہین مین اسقدر نام پیدا کر چکا ہون۔ سپاہی کے چہرے اور بدن کے زخمون سے بڑھ کر اور کوئی شی نہین ہی۔ اسنے وہ تمغے بھی جو سپاہی کے زیب بدن ہوتے ہین ماند پڑ جاتے ہین اور ان زخمون اور تمغون سے اور سپاہیون کو بھی ترغیب ہوتی ہی کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید یہ بھی یاد رکھیئے کہ جو لوگ مصنف ہین اُنکی تحریر کو اُنکے سفید بالون سے وقعت نہین ہوتی بلکہ اُنکی تجربہ کاری سے مین نے یہ بھی سنا ہی اور بڑے غصّے سے سنا کہ لوگ مجھے حاسد کہتے ہین حالانکہ مین اس شعر کا مصداق ہون۔

ہی عدو مغموم مین خوشنود ہون
شکر ہی حاسد نہین محسود ہون

ایک صاحب کا مین تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ اُنکی راے میری نسبت یہ ہی کہ میرے ناولون سے اخلاقی نتیجے کم نکلتے ہین اور ہجو کی طرف میری راے ظاہر ہی اور ہماری راے یہ ہی کہ تم ہاجی بھی ہین اور

محقق دوانی کے طرز پر اخلاقی امور کے لکھنے مین بھی برق ہیں۔

ای ناظرین والا تمکین ذرا غور سے فسانۂ رنگین کو سُنیئے اور پڑھیے گا۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ۔۔۔ زانکہ من بندۂ گنہگارم

جو لوگ کسی مصنف کو اسکے پیٹھ پیچھے گالیان دیتے ہین اُن سے زیادہ بزدل اور کوئی نہین ہوتا اور اپنا قول یہ ہے کہ۔

گر بے ہنری زندم طعن ۔۔۔ معنی زندنش طپانچۂ لعن

الغرض کسی کے اچھا بُرا کہنے سے یہان غرض نہین اب خاکسار لعبد عجز وانکسار بہ طیب خاطر وخرمی دافر یہ فسانہ قلمبند کرتا ہی۔

ایک شہر مین ایک پاگل رہتا تھا اور ایسی مجنونانہ حرکت اُس سے سرزد ہوتی تھی کہ دیدہی نہ شنیدہی اسے مین کتون کے پلّون کو پکڑ کر ایک لکڑی سے اُنکے دونون پچھلے پانون اسطرح سے جکڑ دیتا تھا کہ پون پون کرتے بھاگتے تھے اور گر گر پڑتے تھے اور وہ دیوانہ بازار والون سے کہتا پھرتا تھا کہ یارو جیسا کتے کے پلون سے پون پون کرنا آسان ہی ویسا ہی کتاب کا لکھنا آسان ہی۔ ایک اور دیوانے کا حال سینئے۔ یہ مبوق سنگ مرمر کی ایک سِل سر پہ لیے لیے پھرا کرتا تھا سِل بہت بھاری نہین تھی۔ بلکہ بہت ہی ہلکی۔ جہان راہ مین کتا ملا اسپر پھینک دی اور کتا بیچارہ پون پون کرتا بھاگتا تھا اور کوسون تک پیچھے پھر کے نہین دیکھتا تھا کہ مبادا وہی بلا پھر نازل ہو ایک مرتبہ ایک ٹوپی والے کے کتے کے سر پر پتھر مارا کتے کی پون پون کی آواز سنتے ہی ٹوپی والا گزرے کے کود پڑا اور مارتے مارتے بھُرکس نکال دیا۔ مار کے آگے بھوت ناچے کتا بھاگا۔ ٹوپی والے نے کہا میرے شیر کو مارا۔ سور۔ بدمعاش۔ سر توڑ کے دھر دون گا۔ پاجی کہین کا۔ اُس دن سے دیوانے صاحب سیدھے ہو گئے پھر جب کبھی کسی کتے کو دیکھتے تھے تو میان پاگل صاحب ٹھہر جاتے اور کہتے تھے کہ ارے بھئی شیر آگیا اس سے بچنا چاہیئے۔ جب کبھی کوئی کتا ملا چاہے اُسکا نام گیندا ہو چاہے ٹیپو وہ شیر اہی کہتا تھا اور۔ کلوخ انداز را پاداشش سنگ ست یہ مصرع یاد کرتا تھا اسی طرح ہمارے مصنف کو بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر کتاب ذرا بھی خراب ہوئی تو بدنام ہو گئے۔ نیکنامی درکنار لعنت کا طوق گلے مین موجود۔ بس شعر گفتن سہر حضروری مصنف کا منشا تحریر کتب سے جلب منفعت ذاتی نہ ہونا چاہیئے بلکہ فائدہ خلائق۔ اگر روپیہ مصنف کے پاس نہین ہی تو نہ سہی۔ غریب کو کوئی بُرا نہین کہتا بلکہ حرامزادے کو سب بُرا کہتے ہین نیکی مثل مہر نیمروز جھلکتی ہی گو انسان مفلس ہی کیون نہو۔ لیکن اگر بد نہین ہے تو سب قدر و منزلت کرینگے ورنہ کوئی ٹکے کو نہ پوچھے گا اور حقارت سے لوگ دیکھین گے۔ نیک آدمی کی سب عزت اور توقیر کرتے ہین۔ فقط

خدائی فوجدار

یعنی

ترجمہ ڈان کوئکساٹ

مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب در سرشار

جلد دوم

پہلا باب

فصل ۔ ۱

خدائی فوجدار کی جلد دوم کے مصنف نے بیان کیا ہی کہ جب تیسری بار حضور سپہ سالار نامدار پھر روانہ معرکۂ کارزار اور ہنگامہ گیر و دار ہوئے تو قبل روانگی پادری صاحب اور خلیفہ نے ایک مہینے تک انسے ملنا ترک کر دیا کہ مبادا انکو دیکھکر از سر نو جنون جوش کرے اور پچھلی باتین یاد آجائین مگر انکی بھتیجی اور ماما سے چپکے چپکے ملتے اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے اور صلاح دیتے تھے کہ انکی بڑی حفاظت کرنا اور تسلی دینا اور ٹھنڈی ٹھنڈی چیزین کھلانا تاکہ دماغ صحیح اور دل قوی رہے کیونکہ اعضائے رئیسہ کی قوت اور صحت مقدم تر ہی۔ اُنھون نے کہا ہماری جان پر بنی ہی ہم بڑی روک تھام کرتے ہین اور کچھ کچھ امید بھی ہوتی ہی کہ دماغ صحیح ہوتا چلا ہی اس خبر کے سننے سے پادری اور خلیفہ بہت ہی محظوظ ہوے اور کہا ہمکو یہ خوب ہی سوجھی کہ پنجرے مین بند کرکے ساحر کا حوالہ دے کے لے آئے۔ انھون نے صلاح کی کہ ذرا ملکے دیکھین تو کہ دماغ کا کیا حال ہی۔ رو براہ ہی یا نہین۔ یہ تو انکو کامل یقین تھا کہ پوری پوری اصلاح دماغ محال ہی اور یہ بھی صلاح ہو گئی کہ جنگ اور توپ و تفنگ کا ذکر مذکور نہو تاکہ زخم پھر ہرے نہو جائین۔

الغرض وہ فوجدار سے ملے آپ پلنگ پر رونق افروز تھے۔ سبز رنگ کی قمیص در بر کلاہ ترکی بر سر۔ دیکھا تو لاغر ہو گئے ہین ہڈیان گن لیجئے۔ فوجدار بڑے خلق سے پیش آئے انھون نے مزاج پرسی کی تو بڑے تپاک سے پیش آئے اور بڑی فصاحت سے جواب دیا الحمد للہ بخیر ہون آپ کا مزاج انور میان خلیفہ

سب خیروعافیت ہے بعد الاتذکرہ امور مملکت اور رتق و فتق سلطنت کی بحث چھڑی کہ یہ بات سلطنت کی بنیاد کو مستحکم کرتی ہی اور فلان فلان باتون سے عملداری کو ضعف ہوتا ہی۔ تینون آدمی اسطرح بحث کرتے تھے کہ گویا رموز مصلحت ملک سے بخوبی واقف تھے ابو الفضل اور ابو الفیض فیضی فیاضی بھی اِنکے مقابل مین گرد تھے کل امور پولٹیکل کی بحث کرکے سب کو بدل دیا الغرض بقراط اور سقراط اور جالینوس اور بطلیموس اور فیثاغورث سب کے کان کاٹنے لگے۔ خدائی فوجدار نے اس خوش اسلوبی اور لطف کے ساتھ گفتگو کی کہ اِن دونون کو شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ اب اسکا داغ بالکل صحیح ہی۔

اس گفتگو کے وقت فوجدار کی بھتیجی اور ماما بھی موجود تھین اور خوش تھین کہ حق تعالے نے ہماری سُن لی اور اب خاصے اچھے ہوگئے۔ باتین کرتے کرتے پادری نے بحث کو بدلنا شروع کیا اور مختلف تذکرون کے بعد کہا کہ سنتے ہین ترکی بڑے بڑے جنگی جہاز لیکر حملہ آور ہونے والے ہین اور لوہے سے لوہا لڑے گا تمام ملک بھر مین کھلبلی مچی ہوئی ہی جیسا اور برسون مین مشہور ہوجاتا تھا کہ رومی مثل سیل عظیم اُمنڈتے چلے آتے ہین اس سے زیادہ ابکی یورش اور شورش ہے اور ساحل بحر اور بندرگاہون کی حفاظت مین صیغۂ جنگ مصروف ہی اور جزیرون کی فوج بڑھائی جاتی ہی خدائی فوجدار یون گویا ہوے ہمارے شاہنشاہ ذیجاہ نے ایسا عمدہ سامان حرب جمع کیا ہی کہ غنیم کے چھکے چھوٹ جاینگے اور جیسا آپ نے کہا ہی وہی ہوگا کہ لوہے سے لوہا لڑیگا ہان ایک امر مین انھون نے ضرور فروگذاشت کی ہی اور وہ بات بغیر ہماری صلاح کے چل نہین سکتی۔ اگر ہم سے مشورہ لین تو وہ صلاح معقول دون کہ نصف کرۂ ارض بادشاہ کی عملداری مین آجائے۔

اتنا سننا تھا کہ پادری نے ٹھنڈی سانس بھر کر اپنے دل مین کہا واہ رے فوجدار خدا تجھے اس جنون سے محفوظ رکھے۔ اس جہالت اور حماقت کی دلدل سے تیرا نکلنا مشکل ہی خلیفہ نے پوچھا بھلا سرکار وہ بات کیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ اس صلاح کو گستاخی سمجھین۔ فوجدار بولے یہ تو ہم جانتے ہین کہ۔

رموز مصلحت ملک خسروان دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر وہ صلاح دون کہ بادشاہ اچھل پڑین۔ وزراء گلے سے لگالین۔ اراکین پھڑک جائیں شعراء میری تعریف کے پُل باندھ دین۔ آپ ہین کس خیال مین بندہ نواز خلیفہ نے کہا ہم ذرا سنین تو فوجدار بولے یہ بھرے کسی اناڑی کو دینا ہم اس چکمے مین نہین آنے والے ہین کوئی سُن لے اور جاکے وزرا سے کہدے اور ہمارے دل و دماغ کے نتیجے سے خود فائدہ اُٹھائے اور ہم موچی کے موچی ہی بنے رہین

خلیفہ نے قسم کھائی کہ کسی پر افشاے راز نہ کرینگے۔ اور اِسکے ساتھ ہی مزید احتیاط کی نظر سے کئی مثالین دین اور بعد بسیل مثلین کہین۔ فوجدار نے مثلون پر ذرا توجہ نہ کی مگر میان خلیفہ کو ایماندار آدمی سمجھکر اِنکی قسم کا اعتبار کر لیا اور ادھر پادری صاحب نے بھی کہا کہ ہم اس شخص کے ضامن ہوتے ہین کہ یہ اس راز کو افشا نہ کریگا فوجدار نے پوچھا (اور آپ کی ضمانت کون کریگا)۔ پادری نے کہا (ہمارا ضامن ہمارا پیشہ ہی جس سے ہم مجبور ہین کہ رازدان ہوکر پردہ در نہون)۔

آپ نے بہت کڑک کر کہا سنو صاحبو اگر شاہنشاہ وقت چاہتے ہین کہ سلطنت کو محفوظ رکھین اور غنیم کے حملے سے بچائین تو سب سے بہتر اور آسان ترکیب یہ ہی کہ چوطرفہ اشتہار دے دین اور منادی پھروا دین کہ جتنے یلان نامدار اور مبارزان جرار اور شیران شیر شمشیر بکف دلیر اس مرز بوم مین ہین وہ سب دو ہفتے کے اندر دارالخلافت مین جمع ہو جائین۔ مین سچ کہتا ہون اگر آدھے درجن بھی ہم لوگ پہنچ جائین تو معاذ اللہ دھوئین تو اڑا دین۔ روم و شام کی کیا حقیقت ہی نصف کرۂ ارض ہم لوگ فتح کرکے دم لین۔

بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لون گی مین　　برش پکاری تو بہ ٹھہرنے نہ دونگی مین
توضربے زدی ضرب من نوش کن　　ہمہ شادی از دل فراموش کن
چل ای اشہب کلک صحرا نورد　　طرارون سے دشمن کو کر گرد برد
دکھا دے مجھے آج طراریان　　لکھون جوش مین آکے عیاریان

کان دھر کے سنو صاحبو۔ مین اکیلا دکرور پہ بھاری ہون۔ بھٹّے اور لکڑی کی طرح اڑا دون تو سہی وہ کتابین پڑھو جنمین جنگ اور جدال کا ذکر مذکور ہی کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کرکے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے لقا بہ مقابلۂ سعد بن قباد بہ مدد سلیمان عنبرین موے کوہی فردکش ہی۔ نامہ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہوکر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس و پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت ہین افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیکر ششدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی۔

یہ باتین ہوتے ہوتے خلیفہ نے کہا مجھے اسوقت ایک واقعۂ عجیب یاد آیا اگر اجازت ہو تو عرض کرون ان دونون نے کہا بسم اللہ فرمائیے اور خلیفہ نے یون کہنا شروع کیا۔

چند آدمیون نے اپنے ایک عزیز کو پاگل خانے بھیجدیا۔ یہ علم تاریخ کے بڑے عالم متبحر تھے اگر منطق مین عبور کامل ہوتا تو البتہ لوگ سمجھتے کہ پڑھا لکھا سڑی ہے کچھ دن بعد اس فاضل نے جیلخانے کے سپرنٹنڈنٹ کو لکھا کہ مین خدا کے فضل سے بھلا چنگا ہون میرے عزیزون نے میرے علاقے پر

قبضہ کرنے کے لیے مجھے پاگل بنا دیا اور وہ سب ایک ہو گئے۔ جب متواتر خطوط اس قسم کے بہونچے اور سب شستہ زبان مین بطرز خوب لکھے ہوے دیکھے تو سپرنٹنڈنٹ نے داروغہ سے کہا کہ اگر وہ واقی سٹری نہین ہے تو رہا کر دو۔ داروغہ نے دو گھنٹے تک گفتگو کی اور صحیح المزاج دیکھکر رہا کر دیا۔ نائب داروغہ نے جعلی دکھائی کہ گو وہ دو دن تک صحیح المزاج آدمیون کی طرح باتین کرتا ہے مگر اصل مین اسکو خلل دماغ ضرور ہے۔ فاضل نے کہا نائب صاحب کو میرے ان عزیزون سے رشوت ملتی ہے اس سبب سے یہ میرے دشمن ہو گئے ہین۔ الغرض رہائی کے وقت انھون نے بآواز بلند کہا اے خداے عز وجل تیری کریمی کے صدقے تیری بندہ نوازی کے قربان۔

صدقے اس بندہ نوازی کے تری مین جاؤن		باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و مشفق

مجھے تو نے اس پاگل خانے سے رہائی دی اور عقل سلیم عطا فرمائی۔ اب میرا خلل دماغ دور ہو گیا اور مین صحیح المزاج ہو کر جاتا ہون۔

اتنے مین ایک اور پاگل جو برہنہ مادر زاد ایک چٹائی پر پڑا تھا سینخچون سے جھانک کر یون ہمکلام ہوا۔

پاگل۔ یہ کون صحیح المزاج ہو کر یہان سے رہائی پا کے جاتا ہے۔

فاضل۔ ہم ہین بھائی صاحب۔ خدا نے بڑا رحم و کرم کیا۔

پاگل۔ خبردار یہان سے باہر قدم نہ نکالنا۔ نہین پھر ہر پھر کے یہین آنا پڑے گا اور ساری مشیخت رکھی رہے گی۔

فاضل۔ خدا نہ اب لائے مین پاگل نہین ہون۔

پاگل۔ اچھا خیر۔ جائیے مگر مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون جن کا مین مختار عام ہو کر آیا ہون اس جرم مین کہ تجھ سودائی کو رہائی دیتے ہین اس شہر پر ایسا قہر نازل کرونگا کہ کئی صدی تک سننے والے کانپ کانپ اُٹھین گے۔ او نادان جاہل تجھکو فاضل کون بھکوا کہتا ہے یہ۔ کیا تو نہین جانتا کہ انگارے میرے مُنھ سے نکلتے ہین اور جب چاہتا ہون شہر کے شہر پر بجلی گرا دیتا ہون۔ تو صحیح المزاج بنکے رہائی پائے اور مین سٹری سودائی بنا رہون۔ آگ لگ گئی۔ نابکار۔ پاگل خانے بھر کو پھونک دونگا۔

اتنے مین فاضل نے داروغہ کے دونون ہاتھ پکڑ کے کہا جناب داروغہ صاحب آپ اس سودائی کے کہنے کا خیال نہ فرمائیے یہ اگر خدا کا مختار ہے تو مین بیرسٹر ہون اور اسکے منھ سے اگر آگ برستی ہے تو میرے مُنھ سے سمندر بہتے ہین اگر ادھر اُسنے آگ لگائی ادھر مین نے ایسا مینھ برسایا کہ آگ گل شد۔

اب تو داروغہ کے ہوش اڑے۔ کہا اب اسوقت مختار صاحب کے مزاج کو اور زیادہ برہم نہ کیجئے اور اپنی کوٹھری مین تشریف لیجائیے جب کوئی موقع ہوگا تو چلے جائیے گا جسقدر آدمی وہان کھڑے تھے سب ہنس پڑے کہ اس سٹری نے اچھے اچھون کو سودائی بنا دیا۔ داروغہ بیچارے سخت خفیف ہوے

جب خلیفہ نے یہ قصہ ختم کیا تو فوجدار صاحب نے گرما کے کہا یہ کیا اول جلول بکے آپ بلیھ اور آگ اور مختار اور ربیر سٹر اس سے مطلب۔ تم خط بنانا جانو تمکو ان باتون سے کیا مطلب ہی۔ ہم لوگون سے پوچھو جو سلطنتون کو فتح کرتے اور غنیم کے حملے سے بچاتے ہین۔ یتیمون کی پرورش غریبون کی مدد۔ سرکشون کی سرکوبی بدمعاشون کی سزا ہمارے سپرد خدا نے کی ہی سر سے پانؤن تک مسلح ہوکر ہم لوگ چٹانون او رمیدانون مین سوتے اور رہتے ہین ساحل بحر اور دامن کوہ اور گرمی اور سردی اور آب و آتش خاک و باد ہمہ یکسان ست کبھی آسمان پر کبھی تحت الثریٰ۔ از سمک تا سما ہماری عملداری ہی اور ایک دفعہ طوفان باد جو آیا تو تین سو کوس اُڑ گئے۔ اور وہان سے جست بھری تو سمندر پار۔ ہان آج کل یہ البتہ ہے کہ بے ایمانی نے ایمانداری کو زیر کر دیا سستی نے ترقی پائی۔ کاہلی زورون پر ہی غرور اور تعلی کا رواج ہی جسکو دیکھو محتاج ہے اگلے وقتون زار غار ترسائی کوہ بلور پر ملکہ نیلوفر کو لیکر گیا اور وہان بہ امداد لوح طلسمی کہ زمرد کا گھر کہلاتا تھا دیوون کے سردار نامدار بلبوق غلطیمی کو ایک ضرب مین تہ تیغ کیا اور جب بادشاہزادے برق لامع نامے کو اُس نے اسیر چاہ فیطاق کیا تھا اس کو رہائی بخشی گو اُس نے دس لاکھ کے جواہرات دینے چاہے مگر اس نے قطعی انکار کیا کہ ہمارا کام اور پیشہ اس بخشش کا محتاج نہین ہی اگر بادشاہ ہم سے صلاح لے تو اس سے بہتر صلاح ہم نہین دے سکتے۔

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد
اے فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

صندلان صندلی پوش کو محبت فیطاق نامدار کا جوش حکم دے رہا ہی کہ بارگاہ استاد کرو اور سامان عیش مہیا ہو۔ چار پہر رات بڑے زور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرأت اطہر نامدار کی تعریفین کر رہے تھے کہ یار و فنون سپہگری مین یہ جوان انتخاب ہی ہر فن مین لاجواب ہی وہ رات بھی بسر ہوئی۔ آفتاب عالم تاب چرخ نیلوفری پر جلوہ فرما ہوکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگا۔ یکایک صندلان صندلی پوش قیطاق کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر بڑھتا چلا جاتا تھا۔

در کشورے کہ ناز و ادا می فروختند	مشتاق جان بہ نرخ گیا می فروختند

داریم شادگی کہ بہ بازار خود بستان	دز دیدہ دل ز ما د بہا می فروختند
افلاک را اگر بہمان قدر ما بد سے	مارا چسپرا بہ طالع مامی فروختند
یوسف اگر بعہد تو می بود در جہان	او را کہ می خنزید کجا می فروختند
ازمفلسی بہند مزبران سر فروشش	اسپ ویراق روز وغا می فروختند
شد تشنہ بہ قسمتے از تشنگی فنا	جاے کہ موج آب بقا می فروختند

پادری صاحب اور میان خلیفہ کو اب پورا پورا یقین ہوگیا کہ فوجدار کا جنون گھٹنے کے عوض اور بڑھتا جاتا ہی۔ ابکی بالکل اول جلول ہانک لگائی۔ اتنے مین فوجدار صاحب نے کہا خلیفہ سنو۔۶۔ کاربوزینہ نیست نجارے+عمر بھر خط بنایا کیے اب ہمکو سکھانے آئے یہ راہم کہانی اور دنت کتھا جو تمنے بیان کی اسکو ہم خوب سمجھتے ہین مطلب تمھارا یہ ہی کہ مین بھی سڑی ہون اور مجھ سودائی کی بات کا کوئی اعتبار نہین۔ مین خوب سمجھا۔ مین سڑی نہین ہون تم اگر طبریزہ مازندران طبا طبائی کا قصۂ فرح بخش پڑھو کہ سرہنگون کے سرہنگ کوہ آتش فشان جنگ جب گرنگ نقرہ خنگ پر سوار ہوا تو شیران نر کا زہرہ آب آب ہوگیا۔ ایک صف شکن دوسرا تیغ زن۔ شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران قلعہ گیر بے جنگ خدائی فوجدار بے ریو ورنگ۔

آغوش لحد مین جبکہ سونا ہوگا	جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی مین آہ کون ہووےگا انیس	ہم ہوینگے اور قبر کا کونا ہوگا

شعرا کا قول حرز جان کرنے کے قابل ہی۔ خلیفہ نے پوچھا کیون فوجدار صاحب بھلا یہ تو فرمایئے کہ کسی شاعر نے کبھی کسی زن خوبرو کی ہجو بھی کی ہی اگر چند اشعار یاد ہون تو فرمایئے۔ انھون نے کہا ہم نے تو نہین سنے شاید کسی نے کہین ہون۔

اتنے مین ایک آواز آئی اور بھتیجی اور ماما دوڑین پادری نے کہا خیر باشد اتنے مین غل مچنے لگا

فصل ۔۲

تھوڑی دیر کے لیے خدائی فوجدار اور خلیفہ اور پادری صاحب کے حال سے قطع نظر کرکے مورخ نے بیان کیا ہی کہ غل غپاڑے کی آواز جو سنائی دی وہ فوجدار کی بھتیجی اور ماما کی آواز تھی۔ وجہ یہ ہوئی کہ میان بدھو نفر باجاہ و حشم و خیل و خدم گھر مین دھنسے ہی پڑتے تھے کہ اپنے آقاے نامدار میان خدائی فوجدار سے ملین اور وہ دونون دروازے کے اندر اسکو گھسنے نہین دیتی تھین

ماما نے کہا اس موے درگور کا مکان مین کیا کام ہی چچے دور یہان سے۔ یہ سب تیرے ہی کانٹے بوئے ہوئے ہین کہ ہمارے مالک نے دشت وکوہ وبیابان کی مفت خاک چھانی بدھو بولے اری شیطان کی نانی یہ وہی مثل ہوئی کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ مین نے ان کو تباہ کیا کہ انھون نے مجھ غریب کو کہین کا نہ رکھا ان کے سبب سے مین نے البتہ کوہ ودشت وبیابان کی خاک چھانی۔ یہان سے جھوٹے وعدے کر کے بھرے دے کے لے گئے کہ کسی ٹاپو کا نواب یا بادشاہ بنا دون گا۔ اور ابھی تک مجھے امید ہو کہ کوئی نہ کوئی ٹاپو ضرور ملے گا۔ بھتیجی نے کہا اللہ کرے تیری لاش نکلے موے مونڈی کاٹے خدا تجھکو غارت کرے۔ اور یہ ٹاپو کیا شے ہو کوئی کھانے پینے کی شے ہو۔ بڑا بیٹو ہی بدھو بولے کھانے کی شے نہین ہو حکومت کرنے کی چیز ہے شہرون کی عملداری وہان کہین عمدہ ہوتی ہو۔ ماما بولی اچھا ہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے تو یہان نہ آنے پائے گا مواجوتی خورا۔ تباہ کن۔ بدذاتی کی پوٹ۔ جا لگھر جا کے ہل جوت۔ رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا ٹاپو کی بادشاہی کرین گے)۔

ان تینون کے مکالمے اور سر پھٹول سے خلیفہ اور پادری صاحب کو بڑا لطف آیا۔ فوجدار کو خوف معلوم ہوا کہ مبادا بدھو کچھ بیہودہ بک دے بے تکا تو ہی ہے اور ان کو ذلیل ہونا پڑے۔ اس سبب عورتون کو ڈانٹ دیا اور بدھو کو بلا لیا۔ خلیفہ اور پادری چل دیے اور مایوس ہو گئے فوجدار کی جہالت اور حماقت کو روز افزون ترقی ہونے لگی اور نشۂ جنون نے دماغ کو خراب کر دیا۔ پادری نے خلیفہ سے کہا خوب یاد رکھیے ایک روز پھر یہ غائب ہو جائین گے۔ اسنے کہا مجھے خوب یقین ہو دونون سڑی ہو رہے ہین۔ فوجدار اور بدھو دونون کے سر پر جنون سوار ہو۔ بدھو کو تو پورا پورا خبط ہے کہ کسی جزیرے کی بادشاہی ضرور ملے گی ساری خدائی ایک طرف ہو جائے اس کے سر سے یہ سودا نہ نکلے گا۔ ذرا آپ بھی دیکھتے رہیئے گا اللہ ان کی مدد کرے دونون حماقت اور جنون کے ہاتھوں بکے ہوے ہین یہ ڈال ڈال تو وہ پات پات۔ خلیفہ نے کہا ذرا چل کے سنین تو کہ یہ آپس مین مشورہ کیا کر رہے ہین۔ اس نے کہا اجی یہ دونون عورتین بڑی استاد ہین ضرور کان دھر کے سنتی ہون گی اور ہم سے کچا چٹھا کہدینگی۔

اب سنیے کہ خدائی فوجدار اپنے مصاحب اور یار میان بدھو نفر کو ہمراہ لے کر ایک کمرے مین گئے۔ اور یون گفتگو ہوئی۔

فوجدار۔ بدھو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے صاف صاف بیان کر دیا کہ مین تم کو بھگا کے لے گیا تھا۔ ہم تم دونون ساتھ ساتھ گئے تھے کہ نہین ہمسفر تھے یا نہ تھے دونون کا حشر ایک ہونے کو تھا

ایک حمام مین سب ننگے۔ اگر تم پر سر امین ایکبار بودی مار پڑی تو مین بھی تو کئی دفعہ پٹا۔ وہ بولا پھر آپکا تو پیشہ ہی پٹنے پٹانے کا ہے۔ فوجدار نے کہا یہ تمھاری صریح غلط فہمی ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ بدھو بولا اب آپ تو پشتو مین بھیک مانگنے لگے اور بندہ اپنی زبان کے سوا اور کوئی زبان جانتا ہی نہین فوجدار بولے بھائی صاحب۔

	چو عضوے بدرد آورد روزگار		دگر عضوہا را نماند قرار	

تم تو ہمارے عضو بدن ہو۔ بدھو نے کہا جی بجا ہی مگر جب سر امین ہماری درگت بنائی گئی تھی تب آپ کو کیون نہ درد ہوا۔ انھون نے کہا بھلا کوئی بات بھی ہی درد ہونا کیا معنے اچھا خیر اس تقریر کو جانے دو اب یہ تو بتاؤ استاد کہ لوگون کی ہماری نسبت کیا راے ہی شہر مین کیا چرچا ہے۔ امرا اور رؤسا کیا کہتے ہین ہماری بہادری اور بسالت کا کہان کہان ذکر ہی ہماری معرکہ آرائیون کی خوب خوب تعریفین ہوتی ہونگی مگر خدارا بناوٹ کی بات زبان سے نہ نکالنا راست راست بلاکم و کاست کہو۔ اگر کسی شہزادی کو سب حال معلوم ہو تو جین لکھتا ہے مگر دیکھو بدھو سچ کہنا بنا کے نہ کہنا جو سنا ہے صاف بیان کرو

بدھو بولے بسر و چشم تعمیل ارشاد کرونگا شرط یہ ہی کہ حضور خانہ زاد سے بگڑ نہ جایئن خفا ہونے کی سند نہین ہے صاف صاف عرض کرون گا۔ فوجدار نے کہا تم جو چاہو آزادی کے ساتھ کہو مین ہرگز خفا نہونگا۔ بدھو بولے حضور پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ ساری خدائی حضور کو سڑی سودائی سمجھتی ہی اور تمام دنیا مین آپ پرے سرے کے پاگل مشہور ہین اور مجھے سب کے سب الّو کا پٹھا کہتے ہین امرا کی راے ہے کہ خلل دماغ کے سبب سے آپ خدائی فوجدار بن بیٹھے۔ ایک چپا بھر زمین پر آپ رئیسون کا مقابلہ کرنے لگے۔ بھلے مانسون کی راے ہی کہ آپ اُن لوگون مین ہین جو چیتھڑے پہنکر امیری کا دعوے کرتے ہین۔ اس پر فوجدار نے جواب دیا کہ (بھئی یہ اندھیر ہی۔ اسکا کوئی جواب ہی نہین ہمارے کپڑے تو پھٹے ہوے نہین ہین۔ اور اگر کہین کہین نکل بھی گئے ہین تو اسلحہ کے بار سے اس وجہ سے نہین کہ ہم کپڑے بدل نہین سکتے)۔

بدھو بولے (اب سنیئے کہ آپ نے جو جو کارنمایان کیئے اور لڑے لڑ پڑے اس کی نسبت مختلف روایتین ہین کوئی کہتا ہے سڑی ہے مگر مسخرہ پن کے ساتھ سودائی ہے۔ کوئی کہتا ہے بہادر ہے مگر بدنصیب۔ کوئی بدتمیز بتاتا ہے مگر ساتھ ہی اس کے خلیق بھی کہتا ہے الغرض جتنی زبانین ہین اتنی ہی روایتین ہین۔

فوجدار نے جواب دیا بھئی یہ تو قاعدے کی بات ہی جتنے بڑے اور نامی نامی لوگ گزرے گئے

سب کو حاسدون نے بُرا کہا ہی۔

قیل ان الالہ ذو ولد	قیل ان الرسول قد کہنا	مانجی اللہ والرسول معًا	من لسان الوریٰ فکیف انا

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا
انسان کو عبث غرور یکتائی ہے

محکوم ائمہ و رسل کا کا نہوا
اللہ پہ اتفاق کل کا نہ ہوا

بدھو بولے حضور یہ دقیق کلام اور بیان غلام کی سمجھ سے باہر ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ کل ایک رئیس زادہ ہمارے قصبے کا لکھنؤ کے مدرسے کا طالب علم آیا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ حضور کا فسانہ تیار ہوا ہی اور اسمین خانہ زاد اور حضور کی معشوقۂ پریزاد کا بھی ذکر خیر ہی۔ واللہ اعلم مورخ کو کہان سے سب حال معلوم ہوگیا فوجدار نے کہا یاد رکھو بدھو یہ مورخ کوئی فلسفی ہی اور سحر سے بھی واقف ہی۔ ان لوگون سے کوئی شی چھپ ہی نہین سکتی بدھو نے جھلا کر کہا نہ فلسفی ہی نہ ساحر ایک مصنف ہی اگر حکم ہو تو اُس طالب علم کو دوڑ کے بُلا لاؤن۔ فوجدار نے کہا اگر بُلا لاؤ تو بڑا احسان کرو یار جب تک کل حال نہ سنونگا کھانا پینا حرام ہی۔ بدھو رخصت ہوے اور جا کے فوراً اُس طالب علم کو بلا لاے اور ان تینون دانشمندون مین بڑی دلچسپ گفتگو ہونے لگی۔

فصل ۔۳

خدائی فوجدار بفحواے الانتظار اشد من الموت طالب علم کے آنے کا راستہ دیکھا کیے اور از بس مشتاق تھے کہ بدھو کے کلام کی تصدیق ہو جائے کہ انکی تاریخ چھپ کے شایع ہوگئی یقین نہین آتا تھا کہ اس قدر جلد تاریخ شائع ہوئی ہو ابھی تو وہ خون تک انکی تلوار سے نہین چھوٹا تھا جو انھون نے اپنے دشمنون کے بدن سے بہایا تھا سوچے کہ کسی ساحر نے بزور سحر جھٹ پٹ شایع کر دیا ہوگا اگر دوست کا کام ہی تو اُسنے بڑی ہی تعریف کی ہوگی کہ صف شکن جنگجو ہی اور اگر کسی دشمن کا کام ہی تو اسنے ہجو کی ہوگی۔ کبھی سوجھی کہ ہماری سوانح عمری کسی بڑے استاد بے بدل کامل فن نے قلمبند کی ہوگی کبھی خیال آیا کہ اگر کسی غیر مذہب والے نے لکھی ہی تو دو کوڑی کی ہوگی۔ ع۔ ولیکن قلم در کف دشمن ست ٭ بڑا خیال یہ تھا کہ کہین مورخ نے حسد کے سبب سے انکی معشوقہ کو بد وضع بدکار نہ لکھدیا ہو تو غضب ہی ہو جائے انھون نے تو اُس رشک پری کے سبب سے شہزادیون اور امیرزادیون پر نظر نہ ڈالی اور مورخ کمبخت ان کی مطبوعۂ مرغوبہ کو کلمات ناملائم سے یاد کرنے غضب ہی تو ہی۔ اتنے مین بدھو اُس طالب علم کو لیکر آئے اور فوجدار بکمال خلق سے ملے۔

طالب علم کا نام خالد تھا۔ ایک معمولی آدمی۔ کوئی چوبیس ۲۴ برس کی عمر ہوگی۔ ذرا سمجھدار آدمی رنگ زردی مائل چہرہ گول۔ ناک چپٹی۔ الغرض بشرے سے ظاہر تھا کہ بڑا خوش مذاق آدمی ہی اور ایسا ہی تھا۔ فوجدار کو دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑا اور کہا ای بہادر جرار کرار غیر فرار حضرت **خدائی فوجدار** والا تبار۔ ذرا دست مقدس لائیے میں بوسے کا اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہوں آپ کے پیشے کے جسقدر بہادر ہوئے سب کو آپ نے گرد برد کر دیا۔ نہ کوئی ایسا ہوا ہی اور نہ ہوگا کئی زبانوں میں آپ کی سوانح عمری کا ترجمہ ہوا۔ خدا اس کے مصنف اور مترجموں کو غریق رحمت کرے۔ کہ بنی نوع انسان کو ایسی دلچسپ کتاب انکے سبب سے ملی فوجدار نے اس طالب علم کو اٹھایا اور کہا اس سے صاف ظاہر ہی کہ ہماری سوانح عمری چھپ کے شائع ہوگئی اور کسی بڑے عالم نے تصنیف کی۔ طالب علم نے کہا حضور اسوقت کم سے کم بارہ ہزار جلدوں سے کم ہو گی اور کئی شہروں میں دھڑا دھڑ چھپ رہی ہی۔ حق تو یوں ہی کہ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس کا ترجمہ ہوا اور نہ کوئی قوم ایسی ہی جسمیں پڑھی نہ جاے۔ فوجدار نے کہا اس سے زیادہ خوش نصیبی انسان کو کیا ہو سکتی ہی کہ جیتے جی اپنی سوانح عمری پڑھے اور اُس میں مورخ نے نیکی کے ساتھ یاد کیا ہو۔ اور اگر اسکے برعکس برا بھلا کہا ہو تو موت سے بدتر ہی۔

طالب علم نے کہا یار بدھو اگر تمھارا ذکر اس تاریخ میں نہو تو واللہ اپنا ہاتھ کٹا ڈالوں۔ بعض بعض مقام پر تمھاری تعریف کے پل باندھ دیے ہیں ہاں یہ بھی کہیں کہیں پر راے دی ہے کہ یہ خیال جو تمھارے دل پر جما ہوا ہے کہ کسی جزیرے کی عملداری ملے گی یہ غلط ہے۔ فوجدار نے ان کو ٹوکا اور کہا بھائی جان یہ بادشاہ ہوا اور رہبر ہوا اور بیچ کھیت ہو۔ بدھو کی باچھیں کھل گئیں اور فرط طرب سے تالیاں بجانے لگا ابھی تک بادشاہی کی امید باقی ہی دنیا بامید قائم۔ خدا نے چاہا تو بادشاہی کا ڈنکا بجتا ہو۔ کرم دھم گڑھم دھم۔ اور رعایا دو طرفہ سے سلامی کو کھڑی رہے۔ طالب علم سے کہا بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہماری بھی تعریف درج ہوئی ہی ازیں چہ بہتر۔ اگر کوئی امر خلاف لکھا جاتا تو غضب ہی ہو جاتا بس طالب علم نے کہا اس سوانح عمری میں ایک بڑا عیب یہ ہو گیا ہی کہ ایک فضول قصہ اسمیں ٹھونس دیا ہی جسکو آپ سے کوئی بحث نہیں ہی۔ فوجدار نے چیں بہ جبیں ہو کر بولے اگر یہ معاملہ ہی تو بندہ نواز مورخ کوئی گھامڑ گنوار ہے دانشمندی سے یہ امر بسا بعید ہی بعض گو کچھ مثل مداری لال یا بھگوتی یا منجھو نامے شاعر ایسے بھی ہوتے ہیں جو بے تکی اڑایا کرتے ہیں۔ خدا جانے سہل ممتنع ہی یا دقیق۔ طالب علم نے کہا بہت ہی سہل اور عام فہم ہے۔ بچے تک سمجھ لیں اور اس قدر زبان زد خاص و عام ہی کہ ادھر کسی نے لقات دبلا پتلا گھوڑا دیکھا اور اُدھر کہا وہ رشک حمار کا بھائی جاتا ہی اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ کتاب کبھی کتب خانے کی

الماری پر رہے۔ ہاتھون ہاتھ جاتی ہی اور کوئی لفظ خلاف شان نہین ہی۔ فوجدار بولے اگر خلاف شان ہی تو کتاب کیا۔ بھوٹے مورخون کی سزا ہم نے یہ تجویز کی ہی کہ جو سزا جھوٹے سکے چلانے والون کو دیجاتی ہی وہ اُن کو بھی دیجائے مگر سمجھ مین نہین آتا کہ مصنف نے اِدھر اُدھر کے قصّے کیون بھر دیے۔ ہماری کارگزاریان کیا کم تھین۔ بس اس بھرتی کے تو یہی معنی ہوے کہ بیٹ کے دو رُخ کو جس شے سے چاہا بھر لیا اگر میری گریہ وزاری اور بیقراری اور کارنمایان اور جنگون کا ذکر مذکور ہوتا تو بوستان خیال کی جلدون سے کہین کتاب زیادہ حجیم ہوجاتی حق یون ہی میان صاحبزادے کہ تصنیف کتاب دل لگی نہین ہے فصاحت اور لطافت کا خیال رکھ کے لکھنا بڑے مرد میدان کا کام ہی۔ ع۔ کار بوزینہ نیست نجاری۔ مذاق کے رنگ مین احمق کا حال لکھنا سب سے زیادہ مشکل ہے اور گھامڑ جو خود احمق ہو بھلا کیا کھاکے اسکو لکھ سکے گا۔ تاریخ کا لکھنا آسان نہین ہی۔ واقعات صحیح ہونے چاہئین۔ تاریخ فرشتہ دیکھئے کیا زور قلم اور زور طبع دکھایا ہی شاہنامہ گو نظم ہی مگر واقعات عمدہ ہین۔

ز شیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائے رسید ست کار
کہ تخت کیان را کنند آرزو	تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

سکندرنامے مین نظامی گنجوی نے معجزہ کیا ہی معجزہ۔

علم برکش اے آفتاب بلند	خرامان شو اے ابر مشکین پرند
بنال اے دل رعد چون کوس شاہ	بخند اے دم برق چون صبح گاہ

گلستان سعدی کو ملاحظہ فرمائیے۔ این بگفت و بر سپاہ دشمن زد و تنے چند مردان کاری رابکشت اخلاق اس سے بڑھ کے اور کون کتاب سکھا سکتی ہی۔ منت مر خدائے را عزوجل کہ طاعت موجب قربت ست و بہ شکر اندرش مزید نعمت ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات ست و چون بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفسے شکرے واجب۔

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش	عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش	کس نتواند کہ بجا آورد

بہار دانش کو دیکھئے کہین حشو و زواید نہین۔ مستانہ روی آب رودبار و خضارت سبزہ زار و خنیاگری طاؤسان مرصع دم۔ چون بیا مدہوش از دماغ ما برفت و چون بنشست فغان از نہاد ما برخاست۔ کیا آمدن اور رفتن ہے اور کیا نشستن اور برخاستن۔ ایک کریما کو پڑھیے کیا لطف کی نظم ہے۔

تواضع زگردن فرازان نکوست سخیان زاموال برمی خورند بخیل ار بود زاہد بحر و بر	گدا اگر تواضع کند خوے اوست بخیلان غم سیم و زر میخورند بہشتی نباشد بحکم خبر

طالب علم نے کہا اس کتاب پر لوگون نے اعتراض بھی کیے ہین۔ ایک یہ اعتراض بھی ہی کہ جو روپیہ بدھونے پایا تھا وہ کہان گیا اور وہ کیا کیا۔ ایسے ایسے اور بھی اعتراض اس کتاب کی نسبت ہوے ہین۔

بدھونے کہا طالب علم صاحب اسوقت میرے پیٹ مین درد ہونے لگا اب بات کرنے یا قصے سننے کی تاب نہین ہی اور حقیقت یون ہی کہ بندہ بھوکا ہی جا کے کھچڑی کھا کے ابھی آتا ہون ذرا معاف فرمائیے گا۔ آؤن تو آپ کو اور سب صاحبون کو جو جو پیارے راز ہون ہر سوال کا جواب دون کہ روپیے کو کیونکر صرف کیا اور گدھا کیونکر ملا۔ اسکے بعد نہ کسی سے پوچھا نہ گچھا فوراً اپنے گھر چلا گیا۔ **فوجدار** نے طالب علم سے بڑی منت کی کہ ذرا ٹھہرو اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ طالب علم نے دعوت قبول کی اور انکے ساتھ کبوتر کا قورمہ اور آلو کا سالن اور کباب اور پراٹھے کھانے کے وقت بہادری اور بسالت کا ذکر مذکور ہوا کیا۔ اور طالب علم نے انکے خوش کرنے کو ان کی بڑی تعریف کی کہ مہمان تھے۔ کھانے کے بعد بدھو نفر آے اور باہم یون گفتگو شروع ہوئی۔

فصل ۔ ۴

بدھو نفر گھر سے اپنے آقا کے پاس واپس آے اور جو گفتگو پہلے چھوڑ دی تھی اسکو یون از سر نو شروع کیا۔ طالب علم نے ہم سے دریافت کیا تھا کہ گدھا کیونکر چوری گیا۔ کسنے چرایا اور کب چوری ہوئی۔ اسکا جواب یہ ہی کہ جب ہم دونون اس روز بھاگے جب **فوجدار** صاحب نے اپنی دانشمندی سے سرکاری پیادون اور افسرون سے مقابلہ کر کے دس دس اور بارہ بارہ برس کے قیدی مجرمون کو رہا کیا تھا اور اُن محسن کش احسان فراموش نے **فوجدار** صاحب ہی کو ٹھیک بنایا اسقدر سنگ اندازی کی کہ ان ہی کی کھوپڑی جانتی ہوگی۔ ہم لوگ بھاگ کے ایک جھاڑی مین دھنس گئے اور وہان مارے تھکاوٹ کے نیند آگئی سویا سو کھویا مثل مشہور ہے۔ مین تو سچ مچ گھوڑے بیچ کے سویا۔ آنکھ کھلی تو دونو پائون بندھے ہوے اور گدھا غائب یا مظہر العجائب۔ ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا ندارد۔ **فوجدار** بولے یہ تو کوئی نئی بات نہین ہی۔ بدھونے کہا اب صاف صاف تو یون ہی کہ مین ایسا غافل سویا کہ اسکو اسقدر جرأت ہوئی کہ چار تھونیان گاڑ کے اُنپر ایک پلنگ رکھا اور مجھے اس پر لٹایا اور گدھے کو ہٹا لیا

بندۂ درگاہ گدھے ہی پر لدے ہوے سو رہے تھے صبح آنکھ کھلی۔ ذرا ہلا ہی تھا کہ چارون تھونیان الگ
ہوگئین اور بندۂ درگاہ زمین دوز گدھے کے ٹھونے سے زار زار رویا کئی دن بعد جب ہم سب شہزادی
کے ہمراہ جاتے تھے مین نے اپنا گدھا دیکھا اور خوب پہچانا اُس پر وہی بدذات چور دغا باز سوار تھا جسکو
مین نے اور میرے آقا نے بچایا تھا اگر گدھا گم ہوجاتا تو میری جورو الیکے لکڑی اتنی چوٹین لگاتی کہ بھُرکس
ہی نکل جاتا جو گھونسے اور مکے اور چپتین اور ڈنڈے اور لکڑیان اور بھالے اور تلوارین ہم نے کھائی ہین
انکی اگر اُجرت ملے تو واللہ صدہا ہی کا وارا نیارا ہوجائے اور مزے مین رہین۔ مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ
طالب علم نے کہا ابکی انشاء اللہ تعالے مکرر کتاب چھپے تو مصنف سے کہدونگا کہ غلطیون کو رفع کردے
اور ایماندار آدمی بدھو نفر نے جو بیان کیا ہی اس کے مطابق صحت ہوجاے تاکہ کتاب کی قدر و قیمت
زیادہ ہوجاے **فوجدار** نے دریافت کیا کہ کیا ابھی بہت کچھ اس کتاب مین باقی ہے طالب علم نے کہا
اس سے زیادہ اور قابل ترمیم کوئی امر نہین ہی۔ پوچھا کیا کوئی اور حصہ لکھا جائے گا۔ کہا جی ہان اور حصہ بھی
نکلے گا مورخ کو بڑی فکر ہی کہ کہین سے بقیہ سوانح عمری بھی ملجائے تو فوراً چھپوا دین اور ان کا مطلب یہ ہے
جلب منفعت ہو۔ پوچھا اسکے کیا معنی۔ کہا جلب منفعت سے مراد یہ ہے کہ مصنف روپیہ پیدا کرنیکی فکر مین ہی
اگر یہ فکر ہے تو ہرگز کامیاب نہوگا۔ کہین اسطرح پر مصنف کامیاب ہوا کرتے ہین اُس عجلت مین بھلا کوئی کیا
لکھ سکتا ہے اور کیا تصنیف کرسکتا ہے جیسے درزی۔ اگر درزی عجلت مین مارے گھبراہٹ کے جلدی جلدی
ٹانکے لگائے تو کام خراب ہوجائے اور پھر کوئی اُس سے کام نہ لے۔ اگر مصنف ذرا غور کر کے لکھے تو دوسرا
حصہ کیا معنے سولان حصہ ہوجائے۔ سو حصون کی نوبت آئے بدھو نے فرمایا سنو صاحب اگر ہمارے
آقا ہمارا کہنا مانین اور فوراً چل کھڑے ہون کہ ظالم کو نیچا دکھائین اور مظلوم کو بچائین اور زبردست
کو زبردست کی زبردستی سے مصئون رکھین تو فوراً ہم کو بادشاہی ملجائے اور ہم خوب دندنائین اور
انکو ضرور خرچ کرنا چاہیئے کہ انکے پیٹنے والون پر فرض ہی۔

بدھو نے یہ تقریر ختم کی ہی تھی کہ رشک حمار کے ہنہنانے کی آواز آئی **فوجدار** نے کہا بھئی یہ بڑی
فال نیک ہی اب میرا ارادہ ہی کہ تین چار دن کے اندر پھر چلون۔ طالب علم سے کہا کہ ہمارا یہ قصد ہی اب
بتائیے کہ ابکی دفعہ کس جانب سے روانہ ہون۔ طالب علم نے کہا کہ ہمارے نزدیک آپ فیض آباد جائیے
وہان بڑے بڑے معرکے ہونے والے ہین اور آپ کو خوب ہی موقع اظہار لبسالت کا ملے گا۔ آپ وہان
ضرور جائیے۔ بدھو بولے حضور وہ صلاح دیجئے کہ نون لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے
ایسی کوئی کارروائی ہو کہ ہم کو کسی جزیرے کی بادشاہی ملجائے اور ہمارے آقا کے نامدار کو کوئی

جنگ عظیم الشان ایسی فتح کرین کہ بس ہمکو ٹاپو ملجائے اور ہم اپنی بی بی اور بچون اور لڑکے بالون کو لیکر مزے سے سلطنت کرین ہم نے اپنے آقا کے ساتھ بڑی بڑی تکلیفین اُٹھائی ہین اور سختیان جھیلی ہین - اب وہ زمانہ اور وہ وقت ہی کہ ہم آسائش اور آرام کے ساتھ زندگی بسر کرین اور عمدہ سے عمدہ کھانا کھائین اور اعلیٰ سے اعلیٰ اشیا کام مین لائین کھائین کھلائین یہی کچھ دنیا مین رہ جاتا ہی اور کیا رہ جاتا ہی - رہے نام اللہ کا - مگر مجال کیا کہ ذرا غرور رہو - بدھو نفر پیدا ہوا اور بدھو نفر ہی مرونگا اگر خدا نے ہماری سُن لی اور ہمکو جزیرہ ملگیا تو سبحان اللہ انکار کرنے والے کی ایسی تیسی اگر خدا کے فضل سے کوئی گھوڑی کا بچہ ملجائے تو فوراً اصطبل مین باندھ دو اور جب زمانہ اور با کام ہو تو مزے مزے سے کام مین لاؤ اور خوب غناؤ -

طالب علم نے کہا یار بدھو نفر خدا گواہ ہی تمنے تو اچھے اچھے پروفیسرون کو مات کیا - اللہ مالک ہے اور اُسی کی مدد سے آپ کو نہ صرف جزیرے کی بادشاہی بلکہ سلطنت کی سلطنت ملجائے گی - **فوجدار** نے کہا یار تم تو عجب باتین کرتے ہو - اے بے وقوف تیری بادشاہی ہماری نظرون کے سامنے ہے - اس گفتگو کے بعد **خدائی فوجدار** نے طالب علم سے کہا کہ ایک قصیدہ ہماری معشوقۂ زرین کمر پری پیکر کی شان مین کسی سے کہیے کہ کہدے مگر صنعت توشیح مین ہو - طالب علم نے کہا خاکسار اُن شعرا مین نہین ہی جو شاعر عزا اور سخندان بے ہمتا کہلاتے ہین مگر ہان کچھ عرض کرد ونگا صنعت توشیح ذرا مشکل ہے - بہرکیف کوشش بلیغ کرونگا کہ پورا نام اسی طرح برآئے جس طرح حضور نے فرمایا ہی **فوجدار** نے کہا اعلیٰ درجہ کی نظم ہونی چاہیئے ورنہ عورتون کو پسند نہ آئیگی - مگر از برائے خدا پادری صاحب اور خلیفہ سے نہ کہیئے گا اور نہ ہماری بھتیجی اور ماما سے ذکر کیجئے گا - بالکل پوشیدہ معاملہ رہے ورنہ سب کام بگڑ جائیگا طالبعلم اُنسے وعدہ کر کے رخصت ہوے اور **فوجدار** سے کہ گئے کہ ہم سے خط کتابت ضرور رکھیئے گا اگر معاملہ دبراہ ہو تو بھی لکھنا اور اگر رو براہ نہو تو بھی اطلاع دیجئے گا اُسکے بعد رخصت ہوے باہم یہ گفتگو ہوئی کہ **خدائی فوجدار** مع بدھو کے روانہ ہون اور زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے بچائین - بدھو ضروری سامان کے فراہم کرنے کو روانہ ہوا -

فصل ۔۵

پانچوین فصل مین مترجم نے خود عذر کیا ہی کہ اکثر امور قابل اندراج اسوجہ سے نہین ہین کہ اس مین میان بدھو نفر کا ذکر خیر ہی خیر - ہمین بھی کوئی ہرج نہ تھا - بات یہ ہی کہ بدھو نفر نے ایک ایسی عمدہ اسپیچ دی کہ کوئی عالم بھی ایسی اسپیچ نہ دیتا - بلاغت اور فصاحت کے دریا بہا دیے - بدھو ایسے گھامڑ جاہل کندۂ ناتراش سے ایسی بلیغ و فصیح اسپیچ کو لوگ ضرور ہر رنگ محال سمجھین گے - بگر پھر بھی کچھ نہ کچھ تو ضرور لکھا ہی جائیگا کیونکہ مترجم پر

فرض ضرور ہی۔ اسکے بعد مترجم نے یون بیان کیا۔

بدھو اپنے گھر جو گئے تو ہشاش بشاش۔ بڑے ہی خوش۔ باچھین کھلی ہوئین انکی بی بی نے جو دیکھا کہ آج اسقدر بشاش ہین تو انسے پوچھا (جانی آج تم اسقدر خوش کیون ہو) انھون نے کہا میری پیاری جانی اسمین شک نہین کہ آج بہت خوش ہون مگر خدا کرے کہ کبھی عمر بھر ایسا خوش نہون۔ بی بی نے کہا یہ میری سمجھ مین نہ آیا انھون نے کہا میری جانی پیاری اسوجہ سے خوش اور ناخوش دونون ہون کہ میرے آقاے نامدار خدائی فوجدار اب پھر ایک دفعہ یورش کرنے والے ہین ابکی انشاءاللہ بھر صدہا روپیہ لیکے آؤنگا۔ اور بال بچونمین چین سے کھاؤنگا جسدن انثناے راہ مین کبھی میرا بال بھی بیکا ہوگا مجھے خدا کی قسم تم ہی یاد آوگی اور رنج ہوگا کہ ہاے مین اپنی بی بی کو کیون چھوڑ کے آیا اسی سبب سے مین نے کہا کہ خدا نہ کرے مین کبھی ایسا خوش ہون ان کی بی بی نے کہا بدھو پیارے تمھاری باتین کسی کمبخت ہی کی سمجھ مین آتی ہون ایسی گول گول باتین کرتے ہو کہ ذرا بھی سمجھ مین نہین آتین بدھو نے کہا جان من بات صاف صاف یہ ہی کہ ہم اپنے آقاے نامدار کیساتھ پھر جاتے ہین اور ابکی انشاءاللہ ہم تو کسی جزیرے کے بادشاہ ہونگے اور تم میری پیاری جانی بادشاہ بیگم کہلاؤگی۔ وہ دن خدا جلد دکھائیگا مگر تم کسی سے ذکر نہ کرنا کیونکہ یہان سب لوگ ہمارے اور ہمارے آقا کے خلاف ہین کوئی سڑی سودائی کہتا ہی کوئی پاگل بناتا ہی کوئی کہتا ہے ان کی فصد لو۔ غرض کہ جتنے آدمی ہین سب اپنی اپنی ہانک لگاتے ہین۔ ان کی بی بی نے کہا جانی ابکی وہ کوشش کرو کہ جزیرہ ضرور ملے اور اُس کے بادشاہ تم ضرور رہو اور ہم بھی ضرور بادشاہ بیگم کہلائین ابکی چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر تم اپنا کام نہ چھوڑنا۔ اس مرتبہ ضرور ضرور ایسی کارروائی کرو کہ کسی جزیرے کی بادشاہی نصیب ہو بدھو نے کہا میری پیاری اس دفعہ جنون اور دیوون اور اژدرون اور راجگرون سے جنگ ہوگی اور سانپون کی آواز اور ہاتھیون کی چنگھاڑ اور شیرون کی ڈکار ہم کو بچون کا کھیل معلوم ہوگا۔ ہان اگر سحر اور جادو نے اثر نہ کیا۔ بی بی نے کہا میان مین سن چکی ہون کہ تم لوگ جو **خدائی فوجدارون** کے ساتھ جاتے ہو تو کھانا کم کھاتے ہو مجھے بڑا افسوس ہوگا اگر تم روز روز ہمین اپنے حالات سے اطلاع نہ دوگے تو کھانا پینا حرام ہو جلے گا۔ انھون نے کہا پیاری جانی اگر مجھے جزیرے کی بادشاہی کی امید نہوتی تو واللہ مین ابکی دفعہ نہ جاتا نہ جاتا۔ ہرگز نہ جاتا۔ مگر دنیا بہ امید قائم۔ اگر ابکی بادشاہی نہ ملی تو جان ہی دیدونگا انکی بی بی نے کہا میرے پیارے جانی خدا تمکو کروڑون برس کی عمر دے۔

	تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار	

جزیرہ چاہے ملے چاہے نہ ملے تم زندہ رہو۔ تم اپنی مان کے پیٹ سے یون ہی آ کے تھے

بادشاہی کہان تھی۔ زندگی ہی تو سب کچھ ہی۔ دنیا مین بہت سے لوگ ایسے ہین جو بادشاہ نہین ہین مگر زندگی بخیر و عافیت بسر کرتے ہین خدا کے لیے بدھو اگر تمکو بادشاہی ملے تو مجھے اور اپنے بچون کو نہ بھول جانا یاد رکھو پیارے کہ تمھاری اور میری لڑکی اب پندرہ برس کی ہی اور جسقدر خیال تمکو بادشاہی کا ہی کہ سلطنت ملے اسی قدر مجکو خیال اس لڑکی کا ہی کہ میان اسکو ملے۔ بدھو نے کہا اگر خدا کے فضل سے مجھے کسی عمدہ جزیرے کی بادشاہی نصیب ہوئی تو اپنی لڑکی کو کسی اونچے گھر بیاہونگا کسی شہزادے کی بی بی بناؤنگا اسکی بی بی بولی بدھو خوب یاد رکھو۔ برابر والے کے یہان بیاہنا۔ پیدا ہونے کے دن سے آج تک تو سادگی کے ساتھ رہی اب جو ایک دم سے شہزادی بن جائیگی تو لوگ ہنسین گے کیونکہ شہزادیون کی سی خو بو تو ہو گی نہین۔ غریب غربا کے یہان بیاہنا۔ اچھا۔ بدھو اس تقریر سے بگڑ گئے کہا چپ بیوقوف دو تین سال مین ہماری لڑکی سب سیکھ جائیگی۔ اور نہ سیکھے گی تو کیا ہرج ہی شہزادی تو بنجاے گی۔ بی بی بولی اپنی اوقات سے بڑھ کے باتین نہ بناؤ۔ اگر شہزادے کے ساتھ عقد ہو تو سبحان اللہ مگر لڑکی خوش نہ رہے گی میان یہی کہا کرین گے کہ کن گنوارون کی لڑکی ہی کن بدتمیزون مین بڑھی ہی ہم سے پہ طعنے کی باتین سہی جائنگی لڑکی کی شادی میری ہی راے سے ہوگی۔ ہمارے محلے مین ایک بلاقی نامے لڑکا رہتا ہے سنڈاسا ہی مین اُسکو خوب جانتی ہون۔ اُس سے اگر اس کا بیاہ ہو جائے تو وہ کلیجے مین اسکو رکھے اور ہم اسکو خانہ داماد بھی کر سکتے ہین برابر والا ہی نا۔ لڑکی بھی خوش ہم بھی خوش۔ اگر محلون مین اور بڑے آدمیون مین شادی ہوئی تو چال ڈھال بات چیت کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے مین عیب بینی کرین گے اور لڑکی کی زندگی تلخ ہو جاے گی۔ بدھو نے کہا تو جھک مارتی ہی حرامزادی۔ دور ہو چڑیل۔ بھری تھالی کو کوئی ڈھلکا دیتا ہی بادشر جب چلتی ہو تو جہاز کو لنگر انداز کرنا گدھاپن ہی۔ اری بیوقوف عورت اگر خدا نے مجھے بادشاہ کیا تو تجھکو لوگ شہنشاہ بیگم کہین گے اور ہاتھی کی سواری نصیب ہو گی اور زربفت اور کمخواب اور کامدانی کے بھاری جوڑے پہنے گی اور محلون مین رہے گی۔ تمامی کے سائبان اور سونے کے کھمبے اور سلطانی بانات کے پردے ہونگے اب اس بارہ مین جھگڑا فضول ہی مین تو لڑکی کسی شہزادے ہی کے ہان بیاہونگا۔ وہ بولی بس گئی گزری لڑکی۔ شہزادی بنا ہم نہین چاہتے۔ ہماری مرضی کے بالکل خلاف ہی ہم غریب آدمی ہین جو باپ مان نے نام رکھدیا ہی وہی کافی ہی۔ بیگم ہونے سے ہمین کیا سروکار ہی بیگم بنین گے تو لوگ دیکھتے ہی دور سے طعنے دینگے کہ وہ لو دولت جاتی ہی کل جوتیان چٹخاتی تھی آج بڑی وہ بن کے آئی ہے موٹے جھوٹے کپڑے پہن کے کھیت مین کام کرتی تھی اب کیسی اتراچلی ہے ہم اس کے ہفتاد پشت سے واقف ہین ہم سے کیا دون کی لے گی اگر جو اس خمسہ برقرار رہے تو ایسی غلطی مجھ سے

سرزد نہوگی تم بھائی جا کے سلطنت اور بادشاہی کرو مین اپنی مان کی ہڈیون کی قسم کھاتی ہون کہ ذرا جنبش نکرونگی اور اس قصبے سے جہان میرے مان باپ دفن ہین قدم باہر نہ نکالونگی اور نہ لڑکی کو جانے دونگی کسی شاعر نے کہا ہی جو بیبیان نیکنامی چاہتی ہین وہ اپنی چار دیواری مین اس طرح رہتی ہین کہ گویا بالکل لنگڑی ہین اور جو لڑکیان پاک نظر ہوتی ہین وہ اپنے باپ مان کی مرضی کے خلاف کسی نامحرم پر نظر نہین ڈالتین تم اپنے آقا کو لیکر جاؤ اور مارے مارے پھرو۔ ہمارا ابھی خدا مالک ہی۔ مرضی مولی از ہمہ اولی یہ خدائی فوجدار موا کہان سے بن بیٹھا اس کے باپ دادا تک سے تو ہم واقف ہین بدھو نے کہا تیرے جسم مین شیطان کی روح حلول کر گئی ہی۔ بچہ شیطان ہم کتنی دیر سے اول جلول بکتی جاتی ہے اری حرامزادی مین نے کیا گھس ملایا اگر مین کہتا کہ لڑکی کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دو یا گھر سے نکال باہر کرو تو البتہ تو مجھ سے لڑ سکتی تھی ہم تو نیک بات کہتے ہین تو بدی کی طرف لیجاتی ہے مین تو اس فکر مین ہون کہ ہر قسم کی مصیبت برداشت کر کے بادشاہ ہو جاؤن اور تو بادشاہ بیگم کہلا ے سونے کے محلون مین رہے چین کرے۔ اشرفی لقمہ کھائے۔ اور تو بگڑتی ہے۔ بی بی نے کہا یہ وہی مثل ہوئی کہ رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا۔ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا۔ ایسی بات کیون کرین کہ خردہ گیرون اور عیب جوؤن کو طعنہ بازی کا موقع ملے بدھو نے کہا اُس گنگھی دشمن عقل اری بیوقوف مین بڑے بڑے علما کا قول کہتا ہون خالی خولی میری ہی راے نہین ہے اور وہ بات یہ ہی کہ جب کوئی آدمی عمدہ او بیش بہا لباس پہنکر مع حشم و خدم کے چلتا ہے کہ خاص بردار اور سوار ساتھ ساتھ نقیب بولتا ہی سواری ہی نواب غضنفر الدولہ بہادر کی۔ دور باش و ادب آگے ڈنکا بجتا جاتا ہی کرُم دھم کرُم دھم۔ تو لوگ اُس رئیس کی تعظیم و توقیر کرتے ہین اور اُسکی حالت گزشتہ بھول جاتے ہین اور اگر کوئی آدمی غریبی اور افلاس کی حالت سے بڑھ جائے کل جوتیان چٹخاتا پھرتا تھا آج فیل نشین ہو گیا اور اس حالت عروج پر پہونچکر لوگون کے ساتھ بہ خلق و لطف پیش آے اور فیاضی پر کمر باندھے اور پُرانے عالی خاندانون سے دب کے چلے تو اس کی بڑی ہی قدر و منزلت ہو بی بی نے کہا تمھاری اس بک بک سے میرا سر پھر گیا۔ تمھارے سر پر خبط سوار ہی (اس پر بدھو نے ٹوکا کہ خبط نہ کہو خبط کہو۔ تشدید نہ دو اور وہ بدمزاج عورت بگڑ کھڑی ہوئی) تم مجھ سے ٹھائین ٹھائین نہ کرو۔ اگر جانا ہی ہی تو اپنی لڑکی کو ساتھ لو اور بادشاہی کے اصول اسکو سکھاؤ۔ انھون نے کہا جب بادشاہ ہونگا تو بلوا لونگا اور تمکو بھی بہت سارا پیسہ دونگا اگر روپیے کی ضرورت ہوگی تو لکھو کہا مل سکے گا ہان ایک بات کا ضرور خیال رکھو لڑکی کو کپڑے گنوارون کے سے نہ پہناؤ۔ آدمیت سکھاؤ۔ وہ بولی تم روپیہ تو بھیجو۔ ہم اسکو

فرشتے کا چال چلن سکھا سکتے ہین۔ فوجدار نے کہا اچھا ہم تم اس امر مین متفق ہوگئے کہ ہماری لڑکی بیگم ہوگی بی بی نے کہا جس دن یہ بیگم ہوئی مین سمجھونگی کہ یہ مرگئی تمھارا جوجی چاہے وہ کرو۔ عورتون کو میان کا مطیع ہونا چاہیئے چاہے وہ تمھارے سے گدھے ہی کیون نہون۔

اسکے بعد بی بی نے ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ گویا اُسکی لڑکی سچ مچ مرہی گئی۔ اس پر بدھونے اسکی بڑی تسلی کی اور کہا اسمین تو شک ہی نہین کہ وہ ایک دن ضرور شہزادی ہوگی مگر ہان اتنی رعایت کرسکتا ہون کہ دیر مین ایسا ہو۔ انکا مکالمہ ختم ہوا تو بدھونفر اپنے آقا خدائی فوجدار کے پاس گئے کہ سفر کی تیاریان کرین اور روانہ ہون

فصل ۔۶

ادھر بدھونفر اور انکی زوجہ نیک اختر مین خچ چل رہی تھی اور ادھر فوجدار کی بھتیجی اور خادمہ انکے رنگ ڈھنگ اور جنون کی ترنگ سے کانپتی تھین کہ پھر نہ نکل جائین فہمائش بیکار تھی۔ چون گردگان بر گنبد ست آہن سرد کوفتن انھون نے ٹھان لی تھی کہ پھر یورش کرون اور دھاد ابول دون۔ دلیل کرتے کرتے ایک روز خادمہ نے کہا اگر آپ اپنی اس حرکت سے باز نہ آے اور نیک نامی کی تلاش مین جو اصل مین بدنامی اور رسوائی اور جگت ہنسائی ہی گھر سے نکل کھڑے ہوے تو مین خدا سے الگ دعا مانگونگی اور بادشاہ وقت سے الگ عرض کرونگی کہ خدا راہ راست پر لاے اور سرکار تمکو پاگلون کی طرح بیڑیان پہناے۔ وہ بولے سنو جی خدا اور بادشاہ سے تم اپنے سمجھ لو کسی کی پروا نہین ہی کیونکہ مین نیک کام کرنے جاتا ہون۔ع۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ خدا میری کمک کریگا اور بادشاہ وقت بیٹھ ٹھونکیگا کہ شاباش۔ع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ اسنے پوچھا بھلا اس زمانے مین کوئی اور بھی آپ کے پیشے کا ہی۔ انھون نے کہا بہت سے مین بیشمار۔ اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بادشاہ کے ہان نوکر ہین۔ اسنے کہا تو بس انھین کی طرح تم بھی نوکری کرلو اور مارے مارے نہ پھرو۔ کبھی دو دو دن کھانا نہین میسر آتا کبھی پیاس کے مارے مرتے ہو۔ کبھی راتون کو نیند نہین آتی۔ کبھی زخمی ہوتے ہو خون کی ندیان بہتی ہین۔ کبھی دانت ٹوٹا کبھی سر پھوٹا۔ تمام زمانے کی آفتین اور مصیبتین پڑتی ہین اور فائدہ کیا۔ خاک۔

فوجدار بولے جو لوگ نوکری کر لیتے ہین انکی وقعت کم ہوجاتی ہی اور ہم لوگ جو مفت جان لڑاتے ہین بہت نیکنام ہوجاتے ہین نہ دھوپ کا خیال نہ گرمی کا خوف نہ جاڑے کا ڈر۔ نہ بیماری کا خیال تلوار اور بھالا اور جنگ اور کشت و خون اور خانہ جنگی اور جدال اور حرب اور ضرب اور

زخم اور گھوڑے کی پیٹھ اور پہاڑ اور بیابان اور میدان یہ ہمارا کھانا پینا ہی اگر دیو سامنے آئے تو مار چلین دیو کے باپ سے نہ دبین - چاہے آسمان کے برابر اونچا ہو - چاہے - ع - یہ ہیکل قوی چون تناور درخت ہو - باشد - ہم کٹ ہی مرینگے اگر جہاز سے بھی بڑا ہو کچھ پروا نہین - بدن فولاد سے سخت ہو - ہونے دو - ایک گھونسے مین پہاڑ کو گرا دین - ہم کو کوئی خوف نہین - تلوار لی اور کاٹ کے پھینک دیا جیسے کوئی ککڑی کاٹتا ہی تیغ اصفہانی ہو چاہے بانس کی کھپاچ - بادشاہون کا قاعدہ ہی کہ ہم لوگون کا نام سن کے خوش ہو جاتے ہین اور تپاک سے پیش آتے ہین کیونکہ ہم لوگ رکن سلطنت ہین -

انکی بھتیجی بولی یہ سب غلط ہی اور پایۂ اعتبار سے ساقط - محض دروغ - میرا بس چلے تو اس قسم کی کتابون کو جلا دون سوخت کر دون - انکا بنس دنیا مین نہ رہنے دون -

فوجدار آگ ہو گئے کہا (خدا گواہ ہی اگر تو میری بھتیجی نہوتی تو ایسی سزا دیتا کہ تمام دنیا سنکے تھرا جاتی - کل کی چھوکری تو ان باتون کو کیا جانے چھوٹا منھ بڑی بات - اتنی سی جان گز بھر کی زبان - اللہ کی شان - اگر کوئی اور کہتا تو مار ہی ڈالتا) اسکے بعد ایک بہت بڑی فصیح و بلیغ اسپیچ آپ نے دی اور تاریخی واقعات مہمل سنائے تو بھتیجی نے کہا اس مارے پھرنے سے تو بہتر یہی ہوتا کہ وعظ کہا کرتے افسوس ہی کہ یہ لیاقت اور یہ حماقت - خلل دماغ سے ناچار ہو - اُٹھنے بیٹھنے کی تو طاقت نہین اور چلے ہین دیو سے لڑنے - غریب آدمی اور سمجھتے ہین کہ مین بھی رئیس ہون - بات کرنے مین ہانپتے ہین اور زعم یہ کہ سپہ سالار ہون **فوجدار** نے کہا تمھاری باتون کا ہم ذرا بھی برا نہین مانتے - مثل - تیلسی برانہ مانیے جو گنوار کہہ جائے ٭ ہم نے قیطرسون خاکستری کا قصہ پڑھا ہی جو اپنے نیزۂ خونفشان سے آسمان کو دو نیم کر دیتا تھا اور جسکی ذرا سی پھونک سے پہاڑ گر جاتا تھا اور جو مٹھی مین ہوا کو روکتا تھا اور دریا کو ایک منتر مین خشک کر دیتا تھا مگر امیر نہ تھا ہم نے نعمت شاہ ژند باف صاحبقرانی کی آنکھین دیکھی ہین جو دس من چاول روز کھاتا تھا - بیس من کی روٹی - دو من ترکاری چالیس بکرون کی یخنی اور دو حلوائیون کی دو کان بھر مٹھائی - اور بیس مشک پانی اور دو کڑھائی بھر اوٹا ہوا دودھ اور دو کڑھائی بھر حلواے تر - اور ایک دوکان میوۂ خشک - تو ابھی کل کی چھوکری - بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہے - ہوش کی دوا کر - ع - اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو ٭ ہمارے پیشے سے بیشمار فوائد دنیا اور اہل دنیا کو حاصل ہوتے ہین ہمین خوب معلوم ہی کہ نیکی کی راہ گو سیدھی ہی مگر تنگ ہی اور بدی کی راہ چوڑی اور وسیع ہی اور یہ بھی مین جانتا ہون کہ ان دونون منزلون کی سرا اور انجام مختلف ہی - جادۂ بدی کا نتیجہ موت ہی اور نیکی کی راہ گو تنگ ہی اور دشوار گزار مگر اس ڈھرے سے انسان کا دل خوش ہو جاتا ہے اور

انسان اننت جیون پاتا ہی۔ رباعی۔

جو مسلک خیر مین فنا ہوتا ہے		انسان وہی مقبول خدا ہوتا ہے	
دم بھر مین شہنشاہ گدا ہوتا ہے		قسّام ازل کا اک اشارہ بس ہے	

بھتیجی نے کہا اخاہ چچا جان آپ شاعر بھی ہین۔ کوئی فن اور کوئی علم ایسا نہین جو آپ نہ جانتے ہون اگر کوئی مکان بنانے کو بلائے تو اچھے اچھے معمارون اور بیلدارون کے دانت کھٹے کردین۔ اُنھون نے کہا بیٹی ہم لوگونکو منجانب اللہ آپ ہی آپ سکھایا جاتا ہی ہم چڑیا کے پنجرے بھی بنا سکتے ہین اور ہاتھی دانت بھی۔ کمال تو یہ ہے۔

اتنے مین کسی نے زور سے دروازے کو دھمدھمایا پوچھا کون ہے تو بدھو نفر نے یون جواب دیا۔ (ہم ہین بدھو)۔ اس پر داما بھاگی۔ اسکو بدھو کی صورت سے نفرت تھی۔ بھتیجی نے دروازہ کھولدیا اور خدائی فوجدار بڑے تپاک سے ملے اور کمرے مین لیجا کے دروازہ بند کردیا اور ایک اور مکالمہ جو پہلے سے بھی دلچسپ تھا آقا اور مصاحب مین ہونے لگا۔

فصل۔ ۷

جیسے ہی داما نے دیکھا کہ فوجدار اور انکے بدھو نفر خدائی خوار مین سکوٹ ہو رہی ہی وہ مدعا سمجھ گئی کہ بھاگنے کی تیاری ہو رہی ہی۔ برقع پوش ہو کر اُس طالب علم کو ڈھونڈھنے نکلی کہ آدمی پڑھا لکھا ہی شاید اسکے سمجھانے سے فوجدار راہ راست پر آجائین دیکھتے ہی قدمون پر گر پڑی اسکی پریشانی دیکھکر اس طالب علم نے کہا کیون کیون خیر باشد۔ کیا ماجرا ہی معلوم ہوتا ہی تمھارا کلیجا منھ کو آگیا ہی اسنے کہا بات ساری یہ ہی کہ میرے آقا کو پھر شیطان نے انگلی دکھائی۔ طالب علم اس کا مطلب نہین سمجھا اس نے مطلب سمجھا دیا کہ اب پھر غنا گئے ہین ایک مرتبہ بھاگ کے آئے تو نیم جان۔ ابکی دوسری بار آئے تو ایک بڑے سے پنجرے مین بند۔ ہڈی ہڈی گن لیجئے ایسی بری حالت تھی کہ اگر ان کی مان بھی دیکھتی تو نہ پہچان سکتی۔ طالب علم نے کہا اچھا تم چلکے گھر پر ٹھہرو اور انکے حق مین دعا مانگو اور ہمارے لیے گرما گرم کھانا تیار رکھو خدا نے چاہا تو معاملہ روبراہ ہو جائیگا ہم ابھی آتے ہین اسنے کہا اچھا مین دعا مانگتی ہون اور کھانا تیار رہے گا۔ یہ کہکر وہ چلی گئی اور ادھر طالب علم پادری صاحب کے پاس گئے کہ چلکے مشورہ کرین۔

ادھر فوجدار اور انکے مصاحب خدائی خوار گنسے اسوار مین گفتگو ہو رہی تھی جو مورخ نے شرح وبسط کے ساتھ قلمبند کی ہی بدھو نے کہا حضور میری بی بی اب اس بات پر راضی ہو گئی ہے کہ جہان جی چاہے مین آپکے ساتھ چلون اب وہ مانعات نہو نگی۔ فوجدار نے کہا مانعات نہ کہو۔ مانع کہو بدھو نے جھلاکر کہا خانہ زاد کئی بار عرض کر چکا ہی کہ حضور میرے الفاظ کی گرفت نہ کیا کرین۔ مگر

آپ اسکی لیتے ہین۔

فوجدار۔اسکی لیتے ہین کیا معنی۔اسکی کے معنی مین نہین سمجھا۔

بدھو۔یعنے آپ بے موقیت کی لیتے ہین۔

فوجدار۔اسکے معنی میری سمجھ مین اور بھی نہ آئے بے موقیت چہ معنی دارد۔

بدھو۔ہزار بار کہہ دیا کہ مین اَن پڑھ آدمی ہون۔پڑھا نہ لکھا۔

فوجدار۔اگر غلطی کی صحت ہو جائے تو کیا برائی ہی۔اچھا خیر یہ بتاؤ کہ تھاری بی بی نے کیا کہا۔

بدھو۔اس نے کہا۔

ہر چیز کہ دل بدان گراید	اگر جہد سگنے بدستت آید		

کہا کہ تم کو جو کچھ کارروائی کرنی ہو جلد کرو ورنہ تیر از کمان جستہ و وقت از دست رفتہ کا معاملہ ہو گا۔

فوجدار۔ہم کو اس رائے سے اتفاق ہی مگر اس کا کیا سبب ہو کہ آج تم بڑی فصاحت کے ساتھ گفتگو کر رہے ہو۔

بدھو۔ایک بڑا ضروری امر مجھے آپ سے کہنا ہو وہ یہ ہو کہ حضور ابکی دفعہ میری تنخواہ مقرر کر دین۔کم و بیش پر نظر نہین۔صرف امید موہوم پر مین نوکری نہ کرون گا۔اگر کچھ ماہواری مقرر فرمائیے تو گرہ سے تو میری کچھ نہ جائے گا بس یہ بات طے ہو جائے۔

فوجدار۔بھئی تنخواہ مقرر کر دینے مین تو کوئی ہرج نہین ہی مگر کسی کتاب مین یہ پڑھا نہین اور خلاف اسکے کوئی کارروائی نہوگی۔اگر بہ خوشی منظور ہو تو میرے ہمراہ چلو۔یا د رکھو کہ تنخواہ لے کے پچھتاؤ گے۔پھر بادشاہی واد شاہی نہ ملے گی۔اپنی بی بی سے بھی مشورہ کر لو۔اگر نہ منظور ہو تو مین کوئی اور تجویز کرون کیونکہ تم بکتے بہت ہو۔اور بکی مصاحب اور رفیق سے ہمین نفرت ہے۔اور تم گدھے پرلے سرے کے ہو اور بدتمیز بھی ہو۔گاؤدی بھی ہو۔

یہ گرما گرم فقرے جو سنے تو بدھو کو سخت رنج ہوا اور پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی۔انکو پورا پورا یقین تھا کہ انکے آقا بے انکے ہمراہ لیے نہ جائینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔اب جو انھون نے آقا کا رخ بدلا ہوا پایا اور فوجدار نے سوکھی سنائی تو اُن کو بڑا ہی رنج ہوا بالکل مردہ ہو گئے اور ادھر فوجدار صاحب اترانے لگے۔

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب	ہم سے ہی کس لیے تجھے ای گلبدن حجاب		

افسوس شرم باعث تسخیر ہو چکا	کبتک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
حسن برہنگی کے اُٹھاتے بڑے مزے	ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر	عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین	پیری مین ہی شبہ کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول	اس شرم سے ہی لاش بشبر پر کفن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہے او پری	رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو	ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمتگزار ہون	مجھ سے نہ چاہیئے تجھے اے سیمتن حجاب
دیکھ آنکھ اُٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو	کس کا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین	کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

اس عرصہ مین میان بدھو نفر کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاگزین ہوے اور سب خیالات جگر خراش اور دل شکن تھے۔ کبھی سوچتے تھے کہ ہاے بادشاہی گئی جزیرہ اب کسی اور کو ملجائیگا ہم موچی کے موچی ہی رہے۔ کبھی سوچتے تھے کہ بی بی کی بد دعا لگی۔ وہ اپنی لڑکی کو گنوار کے لٹھ کے ساتھ بیاہنا چاہتی ہی۔ اسکی بد دعا نے اثر کیا اور ہماری بادشاہی رفت و گزشت۔ ایک دفعہ سر پیٹ لیا کہ ہاے بڑا غضب ہوگیا ذراسی غلطی نے بادشاہی کھوئی۔ ستم ہی ستم ہی اتنے مین انکی بھتیجی اور داماد اُس طالب علم کو ساتھ لیکر انسے ملین اور طالب علم نے فوجدار کی جانب مخاطب ہوکر یون اسپیچ دی۔

ای شاہ اقلیم شجاعت۔ خدیو مصر بسالت۔ شاہنشاہ ملک جرأت۔ امیر کابلستان سپہگری خان قلات معنی پروری بسط اللہ ظلالکم العالی متعالی۔

ای قباے بادشائی راست بربالاے تو	مصرع ثانی یاد نیست والاے تو

اگر آپ کو جانا ہی تو بسم اللہ۔ دنیا کو آپکی اشد ضرورت ہی۔ ضرور مگر ہمت جیست بانعیے اگر خدمتگاری کی ضرورت ہی تو غلام حاضر ہی۔ اگر ہمکو یہ شرف حاصل ہو کہ حضور کی خدمت بجا لائین تو اس سے بہتر اور کیا ہی۔ فوجدار صاحب غش کھا گئے فرمایا دیکھو میان بدھو ہم کہتے نہ تھے کہ تم سے بہتر اور لائق تر اور جوان اور پڑھا لکھا آدمی ملے گا۔ اتنا سننا تھا کہ بدھو کے حواس اور بھی غائب غلہ ہو گئے۔ ع۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ کہا یہ حضور نے کیا کہدیا۔ میری جان ہی نکل گئی۔ ارے غضب۔ غلام اب بھی حاضر ہی کہ خدمات حضور والا بجا لاے اور اس طرح خیر خواہی اور دیانت کے ساتھ کہ کسی نے آج تک نہ

انجام دیا نہ دے سکے۔

طالب علم کو حیرت تھی کہ یہ کیا بک رہا ہی کیا جھک مار رہا ہی انکو یقین کامل ہو گیا کہ تمام عالم مین اتنا بڑا گدھا نہ ملے گا۔ الغرض فوجدار اور بدھو نفر مین پھر صلح ہو گئی اور بغلگیر ہوے اور یہ بات طی ہوئی کہ تیسرے دن روانہ باشند۔ فوجدار نے کہا ہمکو ایک خود لا دیجئے طالب علم نے یہ بات اپنے ذمہ لی اور کہا کہ فولادی خود لا دون کہ جسکی چمک سے آفتاب کی نگاہ خیرہ ہو جائے۔ طالبعلم کی الٹی تقریر سنکر انکی بھتیجی اور ماما نے اس کو بانی پی پی کے کوسنا شروع کیا اور اس قدر ماتم کیا کہ لوگ سمجھے فوجدار انتقال فرما گئے۔

الغرض تین دن کے بعد خدائی فوجدار اور بدھو خدائی خوار غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوے۔ صرف طالبعلم ہمراہ رکاب تھا اور بس۔ فوجدار گھوڑے پر سوار تھے اور بدھو نفر اپنے پرانے گدھے پر لدے۔ لداہی لداہی۔ فوجدار نے روپیہ اپنے مصاحب کے پاس رکھدیا کہ وقت ضرورت کام آئے اور بدھو نے روغنی روٹیان اور کباب اور تیتر کا قورمہ اور چٹنی دو روز کا سامان ساتھ لیا طالب علم تھوڑی دور جا کر ان سے رخصت ہوے اور کہا مہربانی کر کے نیک و بد سے اطلاع دیتے رہیے گا تا کہ اگر خوش نصیبی اور کامیابی شامل حال ہو تو خوش ہون اور اگر ناکامی ہو تو خدا سے دعا مانگون فوجدار نے اس بات کا وعدہ کر لیا اور طالب علم وہان سے واپس ہوا اور وہ دونون میدان وحشت کے یکہ تاز ہوے۔

فصل ۔۸

ابتداے فصل ہشتم مین مورخ فسانۂ ہذا اشہب زبان کو میدان بیان مین یون گرم جولان کرتا ہی کہ الحمدللہ والمنہ جلشانہ تعالیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اور یہ کلمات اسلیے زبان قلم پر لایا کہ اسکو سخت افسوس ہی کہ خدائی فوجدار سٹری سودائیون کے سردار اور میان بدھو نفر خدائی خوار گدھے اسوار بھی میدان وحشت کے یکہ و تاز ہوے پھر دو پاگل ہمدم و ہمساز ہوے اب بعد مدت خدائی فوجدار کے کارہاے نمایان پھر عرصۂ ظہور مین آئین گے پھر فصیح و بلیغ دھوان دھار سیچون کی بھرمار ہو گی پھر ظرافت کے دریا حباب فوجدار صاحب بہائین گے۔ اب سنیے کہ شیطان کے پورے پورے شاگرد طالبعلم ان دونون سے رخصت ہوے اور آقاے سپہ سالار اور خادم جان نثار چلے فوجدار کا رشک حمار ہنہنایا اور ادھر بدھو نفر کا گدھا سیپون سیپون ڈھیچوڈھیچو کرنے لگا فوجدار وفور طرب سے جامے مین پھولے نہ سماے بدھو نفر سے کہا یار بغلین بجاؤ گھوڑے کا سفر جانے کے وقت ہنہنانا اور گدھے کا

بولنا بڑی نیک فال ہی یہ سنتے ہی بدھو نے گدھے سے اتر کر فوجدار کے قدم لیے اور مارے خوشی کے لوٹنے لگا۔ کہا بس اب یہ فرمایئے کہ جزیرہ کتنے دن مین ملے گا۔ انھون نے کہا یا رہم نے تو کہدیا ناکہ ابھی ملجاے تو کوئی تعجب نہین اور دس دن نہ ملے تو کوئی تعجب نہین۔ اب سنئے کہ گھوڑا تو ہنہنا کے خاموش ہو رہا مگر گدھا سیپون سیپون ہی کرتا رہا اس سے بدھو نے نتیجہ نکالا کہ آقا کی خوش نصیبی سے ہماری خوش نصیبی بڑھ جائیگی اتنے مین فوجدار نے کہا یار بدھو رات بڑی تیرہ و تار ہی اور ہمکو دو رجانا ہی پہلے تو مین اپنی معشوقہ بے نظیر بدر منیر سے ملون گا کہ مین اُن کے چاندی کے پتر کے سے پانون چومون اور وہ دعا دین بے انکی دعا کے کامیابی محال ہی۔ بدھو بولے حضور اب تو اُن کا ملنا غیر ممکن ہی۔ ہان اگر کہین آٹا پیسنے جاتی ہون تو شاید ملجائین جب حضور اس پہاڑ پر جہالت کے دو باگے گھوڑے پر سوار تھے اور جنون زورون پر تھا اور حضور کا خط لیکے مین آیا تھا تو اُن کو ایک دفعہ پیستے بھی دیکھا تھا۔ فوجدار بولے ارے بیوقوف وہ تیری آنکھون کا مغالطہ تھا وہ ریشمی بوٹے دار رومال کاڑھتی ہونگی۔ اچھا اس بحث کو چھوڑو بھی اور چلو۔ غرض بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہی فیصلہ دل کا۔ بس انکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہمارا کلیجا ہاتھ بھر کا ہو جائیگا اور جرأت اور شجاعت رگ وپے مین دوڑ جائیگی اور دانش اور بہادری مین کوئی ہمارا مدمقابل نہوگا۔ بدھو بولے حضور اگر انکی صورت زیبا سے جرأت کو اسقدر ترقی ہوتی ہی اور کلیجا ہاتھ بھر کا ہو جاتا ہو تو چلیے مین ایسی صورت زیبا دکھادون کہ کلیجا گز بھر کا ہو جائے۔

ان مین سوائے چیچک کے داغون کے اور ہی کیا مین ایسی چیچک رو دکھاؤن کہ اگر اُن کے لیے پاؤ بھر قیمہ کی ضرورت ہو تو اسکے لیے سیر بھر کی ضرورت ہو جس روز مین آیا ایک دن چکی پیس رہی تھی اور۔

اور کا لفظ کہا ہی تھا کہ یہ آگ ہو گئے۔ کہا او نابکار۔ تو چیچک رو کسکو بتاتا ہی اور چکی پیستے کسکو دیکھا اور یون تو بڑی بڑی شہزادیان کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتی ہین اور بڑی بڑی مہارانیان بن مین میان کی جان نثار رہی ہین۔ مگر تو کیا یہ راز کی باتین جانے یسن لیا کہ نہین کہ ہماری تاریخ چھپ گئی۔ بدھو بولے ہمکو تو اُسنے سادہ لوح لکھدیا اور حرامزادہ بھی لکھا ہی۔ گو ہم ذرا سیدھے ہون مگر خدا ترس و خدا شناس تو ہین مذہب کو تو مانتے ہین یہودیون کے تو خلاف ہین۔ مین تو برہنہ پیدا ہوا تھا اور برہنہ ہی مرون گا۔ خدا کا نام زبان پر ہوگا جس کا جو جی چاہے وہ کہے خدائی فوجدار نے کہا ہم اس بات کو پسند کرتے ہین۔ کوئی کچھ کہے کہنے دو کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہی۔

سُن کوئی ہزار کچھ سُنائے		کیجئے وہی جو سمجھ مین آئے	

ایک شخص کا قاعدہ تھا کہ اپنے بیٹے کو کسی کام مین روکتے نہ تھے پاس پڑوس کے آدمیون نے کہا میان اس لڑکے کے کیون دشمن ہوے ہو۔ جو وہ کہتا ہی وہ تم منظور کر لیتے ہو بھلا یہ بھی کوئی بات ہی اسی لاڈ مین تو لڑکا غارت ہو جاتا ہی اسنے کہا آپ مجھے اور میرے لڑکے کو یون ہی رہنے دیجئے بخیتو بی بلی چوہا بیچارہ لنڈورا ہی ہو کے جیے گا مگر لڑکے سے کہدیا تھا کہ بیٹا جسدن تمنے سبق نہ یاد کیا کھال ہی ادھیڑ کے پھینک دونگا۔ سونے کا لقمہ کھاؤ اور اچھے سے اچھا کپڑا پہنو مگر خبردار پڑھنے لکھنے سے غافل نہ رہو۔ یہ مقدم ہی۔ استاد کی خدمت کرو اور خوب پڑھو لکھو۔

بادشاہی پسر بمکتب داد برسر لوح او نوشتہ بزر		لوح سیمینش در کنار نہاد جور استاد بہ زمہر پدر	

آخرکار یہ ہوا کہ لڑکے کے دل مین کوئی ہوس باقی نہ رہی اور جب باپ نے انتقال کیا تو لڑکا ایسا ہونہار ہوشیار سعادتمند نکلا کہ جو لوگ اسکے باپ کو نفرین کرتے تھے کہ لڑکے کو غارت کر رہے ہو وہ مداح تھے اور بعد وفات اسکے باپ کی تعریف کرتے تھے کہ سبحان اللہ کیا دور اندیش آدمی تھا اگر وہ ان جاہلون کے کہنے پر چلتا تو لڑکے کے دل مین سب ہوس رہجاتی اور باپ کے مرنے کے بعد دولت ست لٹا دیتا۔

ایک اور بات بدھو سننے کے قابل ہی ایک شاہنشاہ خاقان کلاہ کو شوق چرایا کہ تاج بی بی کا روضہ چلکے دیکھین۔ اسکے مجاور کو انھون نے طلب کیا اور حکم دیا کہ ہم پرسون تاج بی بی کا روضہ دیکھین گے۔ بادشاہ کا حکم مرگ مفاجات روضے کی آراستگی کی گئی۔ تیسرے روز بادشاہ سلامت مع ارکان روضے کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے۔ شہر بھر مین آئینہ بندی ہو گئی۔ سواری بڑے کروفر سے نکلی ہجوم عام تمام عالم جوق جوق جمع۔ بادشاہ نے روضہ منورہ اور اسکے مرقد مطہرہ ملاحظہ فرمائے۔ اور بعد ملاحظہ برج دیکھنے گئے۔ مجاور ساتھ تھا۔ جب برج خاص پر صدہا زینے طے کرکے مجاور بادشاہ کو لے گیا تو وہان جاکر اس نے عرض کی کہ جہان پناہ سلطان عالم ایک گزارش ہی وہ یہ کہ مدت سے مجھے تمنا تھی کہ حضور کو کسی برج بلند سے زمین پر پھینکون اور خود بھی آپ کو لپٹ کر کود پڑون۔ تاکہ میرا نام ہو کہ فلان شاہ کا قاتل ہی اور یہ بھی نام ہو کہ اتنے بڑے شہنشاہ ذیجاہ کے ساتھ ہم آغوش ہو کے فلان شہنشاہ نے جان دی۔ اس سے بڑھ کے آج تک کسی نے نام نیک نہ پیدا کیا ہوگا۔

شہنشاہ نے جو یہ تقریر سنی تو دنگ ہو گئے۔ کہا اب مہربانی کرکے اس محبت کے ساتھ مجھے

نہ یاد فرمائیے گا اور لوگون کو حکم دیا کہ اسکو مالا مال کردو۔ اس تقریر سے مطلب بدھو یہ ہی کہ لوگ نام پیدا کرنے کے لیے جان تک کا خیال نہین کرتے۔ یاد رکھو بدھو کہ ہم لوگ دنیا کی نیکنامی نہین چاہتے بلکہ عقبی کی نیکنامی۔ جنون اور دیوون کے قتل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہی کہ غرور کی گردن توڑین اور اگر کوئی ہم سے حسد کرے تو اس سے بہ خلق و مروت پیش آئین اور آرام کم کرین ایذا رسانی سے لوگون کو زیادہ محفوظ رکھین اور نفس امارہ پر ہمارا نفس مطمئنہ غالب آجائے کسی کی بہو بیٹی پر نظر بد نہ ڈالین اور سستی کو یون دور کرین کہ تمام عالم کی سیاحت کرین اور موقع ڈھونڈھتے رہین کہ مذہبی امور کے مطابق بھی کاربند ہون اور یلان نامدار اور مبارزان صف شکن مین بھی نام ہو۔ ای بدھو انھین باتون سے انسان نام نیک پیدا کرتا ہی۔

بدھو نے کہا جو کچھ حضور نے فرمایا وہ حرف بحرف مین سمجھا مگر اب مجھے یہ بتائیے کہ مین اصل مین کسی جزیرے کا بادشاہ ہونگا یا نہین۔ دنیا بہ امید قائم ہی۔ فوجدار نے کہا تم اور تمھارے غلام ٹاپو نہین بلکہ سلطنت کی بادشاہی کروگے گھبراؤ نہین وہ وقت اب قریب ہی کہ تم اپنی بی بی کو لیکے بادشاہی کرتے ہوگے اور تمھاری لڑکی کسی شہزادے کو بیاہی جاے گی۔ بدھو نے اپنا سر پیٹ کر کہا یہی تو خرابی ہی جناب والا میری بیوقوف ان پڑھ بی بی مجھ سے کٹی مرتی ہی لڑی پڑتی ہی کہ یہ لڑکی کسی گنوار ہی کو بیاہی جائے شہزادے کے تو نام سے اسکو نفرت ہی۔ اور میری جان عذاب مین ہی وہ کمبخت کہتی ہی کہ اگر اچھے گھر بیاہ کے لڑکی گئی تو وہان اسکی کم قدری اور بے قعتی ہوگی اور اگر کسی اپنے برابر والے کے ہان گئی تو مزے مین رہے گی اور چین کرے گی۔ مین کہتا ہون کہ خدا وہ دن تو دکھائے کہ رانی یا شہزادی بنجاے۔ پھر سمجھا جاے گا۔ رانیون کے منہ کوئی چڑھ سکتا ہی یا شہزادیون کو کوئی ٹوک سکتا ہی بھلا حضور آپ ہی فرمائیے کہ ان دو باتون مین آپ کسکو ترجیح دیتے ہین مردے کو زندہ کرنا مشکل ہی یا جن اور دیو سے مقابلہ کرکے اسکو نیچا دکھانا فرمایا زندے کو مردہ کرنا مشکل ہی جو مردے کو زندہ کردیگا وہ لنگڑون کو اسکے لنگ سے محفوظ رکھے گا اندھون کو نور بخشے گا۔ بیمار کو شفا عطا کریگا اور اُسکے مزار پر چاندی کے لمپ اور شمع کافوری روشن ہوگی اور بڑے بڑے فقرا اور خدا رسیدہ درویشان کامل فن اسکے مرقد منورہ کی زیارت کو جائینگے اور عورتین چاہین گی کہ ہمارے لڑکا ہو۔ ہمارے میان ہمسے خوش رہین۔ پرائی عورت کے پاس نہ جائین۔ خود شاہان وقت ایسے لوگون کے جنازے کو اپنے کاندھے پر لیجائینگے اور لیجاتے ہین اور انکی قبر پر شمع کافوری جلاتے ہین کہ عود و عنبر کی خوشبو سے معنبر ہوجاتی ہی مگر جو عزت ہمارے اہل پیشہ کی ہوتی ہی وہ ان بادشاہون سے پوچھیے کہ انکی رائے ہے کہ بادشاہون کے

علاوہ مقدس اور متبرک درویشون سے دریافت کیجئے دیکھیے تو کیا ہوتا ہی اور وہ کیا کہتے ہین یہی کہین گے کہ یلان نامدار نے وہ وہ کارنمایان کیے کہ کسی اور اہل پیشہ نے نہین کیے مگر بہت لوگ ایسے بھی ہین جو اس پیشے کو بدنام کرتے ہین۔

تمام شب انھین تقریرون مین گزر گیئ اور افسوس کا مقام ہی کہ کوئی جنگ یا جھگڑا یا معرکہ نہین ہوا الغرض دوسرے روز داخل منزل مقصود ہوے دور سے شہر کو دیکھتے ہی فوجدار کا دل بھر آیا مگر بدھو نفر کو سخت رنج تھا کہ آقا کی معشوقۂ گلعذار کا مکان نہین دیکھا اور حق یون ہی کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ کے علاوہ انھون نے اسکی صورت بھی نہین دیکھی تھی اور علیٰ ہذا القیاس انکے آقا نے بھی کبھی نہین دیکھی تھی شاید دو دفعہ دور سے دیکھی ہو۔ الغرض دونون کو رنج تھا۔ **فوجدار** کو رنج تھا کہ اب جمال مبین جلوہ فگن ہوگا۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک		آتش شوق تیز تر گردد	

اور بدھو کو رنج تھا کہ افسوس ہی معشوقۂ پری رخسار کو نہین دیکھا اگر **فوجدار** اسکے پاس بھیجین تو غضب ہی ہو جاے۔ انسے تو کہہ چکے کہ ہم نے خط بھی دیا اور ملے بھی وہ چکی بیٹھی پیستی تھی اور اب۔

ان کو نون تیل ہی نہ تھا گویا		آپ سے میل ہی نہ تھا گویا	

الغرض **فوجدار** نے ٹھان لی کہ شب کے وقت شہر مین داخل ہون۔ شام کو درختون کے سائے مین دونون بسر کرنے لگے جو شہر کے قریب تھے جب وقت مقررہ آیا تو شہر مین نازل ہوے اور وہان وہ وہ کارروائیان ہوئین جو قابل بیان ہین۔

فصل-۹

آدھی رات کے وقت یا قریب آدھی رات کے وقت جھاڑی سے نکلکر **خدائی فوجدار** اور انکے خدائی خوار گدھے اسوار مصاحب باوقار شہر مین داخل ہوے۔ گانون مین سنناٹا پڑا ہوا تھا سب میٹھی نیند سو رہے تھے گویا گھوڑے بیچ کے سوتے تھے۔ رات تیرہ و تار۔ بڑی اندھیری چھائی تھی سوا ے کتون کے بھونکنے کے اور کسی کی آواز نہین آتی تھی۔ **فوجدار** کے کان ان آوازون سے کھڑے ہوے جاتے تھے بدھو نفر کی راحت مین خلل آتا تھا کبھی کبھی گدھا بول اُٹھتا تھا کبھی اُلّو کی صداے دلخراش آتی تھی کبھی بلّی آہستہ سے میاؤن کر دیتی تھی چونکہ رات کا وقت تھا یہ آوازین بہت دور تک جاتی تھین **فوجدار** صاحب ان سب آوازون کو فال بد سمجھے مگر بدھو سے کہا بھئی اس رشک پری کے مکان کو چلو شاید خواب ناز مین ہون جاگتی ہون محلسرا کا پھاٹک کھلا ہو مدربان پہرا دیتا ہو۔ بدھو نے جاکے کہا محلسرا کے پھاٹک کی ایک ہی کہی واللہ مین نے

تو اسکو ایک ٹوٹی ہوئی جھوپڑی مین دیکھا تھا۔ انھون نے کہا شہزادیون اور رئیس زادیون کا قاعدہ ہو کہ تفریح طبع کے لیے ادھر اُدھر بھی چلی جایا کرتی ہین۔ وہ دیکھو سامنے وہ اونچی اونچی سی برجیان نظر آتی ہین وہ منار سر بہ فلک کشیدہ عجب نہین کہ اسی فرح بخش و دلکشا مین وہ نازنین مہ جبین جلوہ افگن ہو۔ بدھونے کہا باشد مگر مین تو اگر اپنی آنکھون سے بھی دیکھونگا تو بھی کسی مرد ود ہی کو یقین آئے واللہ مین یقین کر سکتا ہون کہ اسوقت دن ہی مگر یہ نہین یقین کر سکتا کہ وہ سلطان خانے مین جلوہ فگن ہین۔

چلتے چلتے کوئی دو سو قدم گئے ہونگے کہ وہ منار رفیع قریب آیا جسکو فوجدار صاحب معشوقہ گلعذار کا محل زرنگار سمجھے ہوے تھے دیکھا تو گرجا گھر۔ کہا بدھو گرجا آگیا وہ بولا اب قبرستان باقی رہ گیا ہی بس یہی جنون کی حرکتین تو انسان کو تباہ کرتی ہین واہی تباہی مارے مارے پھر رہے ہو فوجدار کو یہ سننے کی تاب کجا۔ کٹ مرے۔ او گیدی خر۔ او خر نا مشخص۔ کیا رئیس زادیون کے شہرون مین ہر محلسرا کے پاس گرجا نہین ہوتا خبردار ہماری معشوقہ گلعذار کی شان کے خلاف اگر کوئی کلمہ زبان سے نکالا تو مار ہی ڈالون گا۔ بدھو نے کہا آپ تو اب زبردستی کرنے لگے مین سوچتا ہون کہ آج کی شب کیونکر کٹے گی مین نے تو صرف انکا جھوپڑا (چھپر لگا کر) جھوپڑا نہین محل معلے صرف ایک مرتبہ دیکھا ہے آپ ہزارون بار دیکھ چکے مگر ڈھونڈھے سے پتا نہین ملتا۔ فوجدار بولے۔ گدھے الو ابے ہزارون بار تو کہہ چکا ہون کہ انکے جمال مبین کی زیارت کبھی عمر بھر نہین ہوئی مگر۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

انکے محل کا پتا تجھے کیا معلوم۔ صرف صیت حسن وجمال نے سنتے ہی سنتے عاشق بنا دیا۔ بدھونے کہا حضور صاف صاف یون ہی کہ خانہ زاد نے بھی کبھی انکو نہین دیکھا۔ فوجدار بولے۔ تم خط دیتے وقت دیکھ آئے تھے کہ چکی پیس رہی تھین۔ انھون نے کہا مین نے بھی سنی سنائی کہی تھی کون مردود گیا اور کس پاجی نے صورت دیکھی ہو۔ فوجدار جھلا کر بولے یہ دل لگی کا کون سا وقت ہی۔ مین نے جو کہا کہ انکے جمال مبین کی زیارت کبھی نہین ہوئی تو خود بھی وہی کہنے لگا۔

اتنے مین ایک آدمی دو قاطر لیے ہوے جاتا تھا اور کچھ گاتا تھا فوجدار نے کہا بدھو یا رشب بخیر گزرتی نہین نظر آتی۔ کیون بھئی کسان بھلا تمنے ہماری معشوقۂ زرین کمر حسن وجمال مین بے نظیر رشک بدر منیر کا آستانۂ فیض کا شانہ دیکھا ہی۔ وہ بولا صاحب مین یہان کا رہنے والا نہین ہون آپ پادری صاحب سے دریافت فرمائیے وہ خیر سے بتا دینگے مین دو تین دن سے آیا ہون مین نے کوئی محل نہین دیکھا ہان دو ایک رئیس زادیان البتہ رہتی ہین۔ انھون نے کہا بس انھین مین ایک وہ بھی ہونگی وہ

بولا ذرا گھوڑے کو تیز فرمائیے اب تڑکا ہی۔ یکگروہ لمبا ہوا کہ ایسا نہوا ور کوئی سوال کر بیٹھین۔
بدھو نے جو آقا کو پریشان حال دیکھا تو بہت گھبرایا۔ کہا سرکار اب آفتاب نکلا چاہتا ہے۔ دن کو گلی کوچون مین مارا مارا پھرنا حماقت ہی چلکے شہر کے باہر کسی جھاڑی مین قیام کیجئے صبح کو مین چپ چپا ڈھونڈھونگا۔ اور عرض کرونگا کہ حضور کے عاشق صادق خاک چھانتے بے آب ودانہ حاضر ہین جو ارشاد فرمائیے بجالائین۔ **فوجدار** صاحب نے بیٹھ ٹھونک کے کہا شاباش کیا معقول صلاح دی ہی وہیں چلو صبح کو بادب عرض کرنا اور وہ تمکو ایسا مالامال کردین گی کہ عش عش کرنے لگو گے جب آقا کو شہر بدر کیا تب بدھو کی جان مین جان آئی دو میل پر جا کے دونون نے بسیرا لیا **فوجدار** صاحب جنگل مین رہے اور بدھو شہر کو واپس آئے کہ آقا کی معشوقہ کجکلاہ سے ہمکلام ہون۔ مگر اس قاصدی مین چند سانحے ایسے ہوے جو قابل توجہ ہین اور اس لائق کہ میان بدھو نفر انعام پائین۔

فصل۔ ۱۰

اس کتاب بزرگ کے مصنف عالی وقار نے اس باب مین بیان کیا ہی کہ ان واقعات کے بعد **خدائی فوجدار** کی وحشت نے وہ زور باندھا کہ تمام عالم مین اس قسم کی وحشت کسی سے سرزد نہوئی ہوگی۔ بس جنون کی انتہا ہوگئی جو کچھ انھون نے بیان کیا ہے وہ راست بلاکم وکاست ہے۔ع۔
راست میگویم ویزدان نپسندد جز راست۔

راستی موجب رضاے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اب سنیے کہ **فوجدار** نے بدھو کو یہ کہکر رخصت کیا کہ جاکے ڈھونڈھو اور ڈھونڈھ کے اس غیرت حور سے دست بستہ عرض کرو۔

ای آنکہ باقبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ماہم نیست

کہنا حضور کا غلام شہر کے باہر زیارت کے لیے حاضر ہے۔
بدھو بولے مین گیا اور چٹکیون مین آیا اور فوراً گدھے کو تیز کیا تو یہ جادہ جا اب **فوجدار** کو تنہا غنانے دیجئے یہ تو مغموم ورنجیدہ سوچ مین ہین اور اب ہم اور آپ بدھو نفر کے ساتھ رہین گے جب بدھو **فوجدار** صاحب کی نظر سے اوجھل ہوئے تو گدھے سے اتر کر ایک سبزہ زار پر دراز ہوے اور سوچنے لگے دل ہی دل مین اپنے آپ کو خود مخاطب کر کے کہا یار بدھو نفر۔ بھائی یہ تو بتاؤ تم کہ جاتے کدھر ہو۔ کیا کوئی گدھا کھو گیا ہے۔ اچھا اب اس نجینی چڑیل کو کہان ڈھونڈھتا پھرون

اسکو یہان جانتا کون ہوگا کہ کون ہی کون نہین ہی اور اسکا سلطان خانہ کہان تلاش کرتا پھرون لطف یہ کہ جس کی تلاش کو بھیجے گئے اس کو نہ ہم نے دیکھا ہی نہ ہمارے آقائے دشمن خرد نے۔ اب ہماری عقل کی خامی دیکھیے کہ اُس مرغ کی جستجو کو نکلے ہین جس کی ایک ہی ٹانگ ہو۔ ہم پر لعنت خدا لعنت بکار شیطان اصل یون ہی کہ یہ جو ہمارے آقا ہین وہ پورے پورے سڑی سودائی ہین اور حق یون ہی کہ ہم اینجانب بھی انکے قدم بہ قدم ہین۔ ۶۔ خوب گزرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو ٭ اس دیوانے کیساتھ رہ کے ہم بھی دیوانے ہوگئے۔ اس آقا کے جنون کی کوئی حد و پایان ہی نہین۔ اسکی تو یہ فکر ہونی چاہیے کہ مشکین باندھ کے گدھے پر لاد دھوبی کی لادی کی طرح رکھدے اور خوب جکڑ دے سفید کو سیاہ اور سرخ کو زرد کہنا کوئی بات ہی نہین ہی۔ بکریون اور بھیڑون کے گلے کو با گل اغطران مازندرانی کی فوج بتاتا ہی پنچکی کو دیو کا باپ کہتا ہی۔ بہتر یہ ہی کہ مین اس گانون مین جس کسی کنجنی کو پہلے پہل دیکھ لونگا کہدونگا کہ یہی آپکی معشوقہ ہی اور قسم کھا لونگا بس اب دو ایک بار زک اُٹھائین گے تب ذرا آنکھ کھلیگی۔ کہونگا کہ کسی ساحر نے انکو اس گت کو پہونچایا اس سے بدھو نفر کے دلکو ذرا تسلی ہوئی اور جان مین جان آئی درخت کے سایے مین دراز ہوئے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھانے لگے شام کو اُٹھے اور گدھے پر سوار ہو کر کھڑ کھڑ کرتے ہوئے چلے اور اُنکی خوش نصیبی سے راستے مین تین کنجنیان تین گدھون پر سوار ملین گدھے تھے یا گدھی اس کا حال نہین معلوم۔ انکو دیکھتے ہی بدھو نے گدھے کو تیز کیا اور آن کے دیکھا تو فوجدار صاحب بہت کچھ اول جلول بک رہے تھے۔ دیکھا تو پوچھا بغیر کسی اور گفتگو یا تقریر کے صاف صاف بتا دو کہ لڑکا ہوا یا لڑکی۔ بدھو بولے حضور والا لڑکا نہ لڑکی۔ توام ہوئے اور دونون بیٹے بس اب مہربانی کر کے وقت ضایع نہ کیجیے۔ بس سوار ہو جیئے۔ فائز بمراد ہو گئے نقش مراد کرسی نشین ہوا۔ فوجدار نے کہا مار لیا مگر ایسا نہو کہ راحت کے بعد رنج ہو خوشخبری کے عوض مین ماتم کرنا پڑے۔ بدھو نے کہا جھوٹ بولنے سے فائدہ۔ چلیے اس غیرت پری کو دیکھیے اہاہاہا چاند ماند ہی۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ کالبدر فی النجوم ہمراہ ساتھ کی سہیلیان سب پری پیکر برق وش پر کالۂ آتش۔ جواہرات سے لدی ہوئین۔ لباس فاخرہ زیب بر۔ موباف زرنگار بیش بہا۔

هر دو عالم قیمت خود گفتهٔ	نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

اور تینون ناقہ ہائے بغدادی پر سوار۔ ایک ایک کی قیمت دس دس ہزار۔

باہر نکل کے وہ تینون کنچنیان نظر آئین۔ فوجدار نے دیکھا تو معمولی بازاری چھوکریان۔ کہا بدھو نفر یار یہ تو بازاری ہین بدھو نے تھبرا کے کہا حضور کی آنکھین گندی ہین ہین یہ پریون کو بازاری عورتین

بتانے ہو جی چاہتا ہی اپنی اور تمھاری دونون کی ڈاڑھی نوچ لون۔ فوجدار بولے بھئی اگر مین فوجدار ہون اور تم بدھو نفر تو یہ تینون گدھے پر سوار ہین اور اگر یہ گدھے کی سواری نہین ہی تو ہم فوجدار بھی نہین ہین وہ بولا اب وحشت کی نہ بہت لیجئے اتر کے قدم لیجئے وہ تشریف لا رہی ہین۔

یہ کہکر وہ آگے بڑھے کہ ان گنواریون سے ملین اور گدھے سے اتر کر انمین سے ایک کے گدھے کی لگام لی اور دوزانو بیٹھکر کہا (ای ملکہ ملک حسن وجمال ای بدر منیر ای رشک قمر۔ وہ یل نامدار جو آپ کے طرہ طرار کے دام کا اسیر ہی اسکو شرف حضوری بخشیے۔ع۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ وہ دوری کے سبب سے ازبس مجبور و رنجور ہی۔ مین انکا غلام اور مصاحب خاص و عام میان بدھو نفر ہون اور وہ خدائی فوجدار رئیس والاتبار یل نامدار ہین) اتنے مین یہ بھی آگے بڑھے اور غور سے دیکھنے لگے کہ اس ہین شہزادگی کی خو بو کیا ہی۔ اس عورت نے سخت غضب مین آکر کہا سڑک سے ہٹ جا اور جا جہنم کو ہمکو جلدی جانا ہی۔ بدھو نے کہا (ای یوسف مصر صباحت ای بلبل گلزار ملاحت سلامت۔ تو کان حسن ہی۔ تو جان حسن ہی ذرا ادھر تو دیکھو کہ تمام عالم کے لائق جنرلون کے افسر اعلی تمھارے قدم لے رہے ہین) اس عورت کے ساتھ کی عورتون نے جو دیکھا کہ دو عجیب الخلقت آدمی انکے ساتھ کی ایک عورت کو گھیرے ہوے ہین تو بڑا رنج ہوا اور ایک نے کہا کمبخت نابکار خدا تمکو غارت کرے۔ ایسا بدلہ ہم لین گے کہ تمہی ہین تو ملیچ و ڈاڑھی جارو۔

اتنے مین فوجدار نے بدھو نفر سے مخاطب ہو کر کہا۔ بدھو نفر بس اب دوزانو نہ بیٹھو۔ اُٹھو اور چلو۔ اللہ ہمارے خلاف ہی۔ اب مین تیری جانب مخاطب ہو کر عرض کرتا ہون (او قتالۂ عالم اور معشوقۂ عاشق کش ستمگر سُست پیمان۔ قامت قیامت آشوب دوران۔ تیری وجہ سے دیوون اور جنون سے خاکسار جنگجو ہوتا ہی۔ اور ہر قسم کی سختیان سہتا ہی۔ اور یہ سب کیون کرتا ہے۔ اس سبب سے کہ تمھارے لب جان بخش کے بوسۂ روح پرور کا کمال اشتیاق ہی مین دوزانو ہو کر دست بستہ ملتمس ہون کہ ای جان جان ناتوان ای آشوب دوران میری خواہش پوری کرو) وہ عورت بولی ارے ظالم بدبخت مجھ سے شادی کریگا۔ دور ہو یہان سے چل ہٹ۔ ہمین اب جانے دے۔ بڑا احسان ہوگا

بدھو نفر دل مین بڑے ہی خوش تھے کہ پالا مار لیا ہی چکما کارگر ہوا اب اس زن بازاری نے جو انکی معشوقہ بنی تھین اپنے آپ کو آزاد پا کر گدھے کو ایڑ لگائی اور زور سے ایک تچی جمائی گدھے کو اس زور سے قچی کھانے کی عادت تو تھی نہین بھڑکا اور بھڑک کے ٹھوکر کھائی تو زنکہ بازاری گدھے پر سے زمین پر گرین۔ ارارارا دھون۔ فوجدار نے جو یہ حال دیکھا تو اپنی معشوقۂ جادو جمال زہرہ تمثال کی

مدد کو دوڑے اور قبل اسکے کہ فوجدار صاحب مدد کر سکین وہ جلدی سے زمین سے اُٹھی اور بجلی کی طرح گدھے پر سوار ہوئی۔ عورت کیا سوار مرد معلوم ہوتی تھی۔ اسپر بدھو نے کہا خدا گواہ ہی حضور اس پھرتی سے سوار ہوتی ہین جیسے اچھے سے اچھا چابک سوار کہ پیٹھے پر ہاتھ رکھا اور پیٹھ پر تھین۔ مگر وہ تو یہ جادہ جادو اسکے ساتھ ہی وہ دونون بھی غنا گیئین۔ اور ہوا ہوگیئین اور دو میل تک پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا۔

فوجدار ٹکٹکی لگائے ہوے دیکھ رہے تھے جب نظر سے اوجھل ہوئین تو بدھو سے کہا بدھو دیکھو یارہم پر کیسا تیز جادو چل رہا ہی۔

ہر بلائے کز آسمان آید
برزمین نارسیدہ می پرسد

گرچہ بادیگرے قضا باشد
خانۂ انوری کجا باشد

ان ساحران ناہنجار اور جادوگران بدکردار نے میری معشوقۂ گلعذار پری رخسار کو ایک زن بدکار بنا دیا یعنی بازاری عورت کے کپڑے پہنا دیے۔ مگر یار بدھو تم تو کہتے تھے کہ ناقۂ بغدادی پر سوار ہین مگر ہمکو تو واللہ گدھا معلوم ہوا۔ ہان ایک بات البتہ ہی کہ خوشبو بدن سے ایسی آتی ہی کہ واہ وا واہ ابتک خوشبو آرہی ہی) بدھو بولے (ای نابکار بدمعاشان ناہنجار تم ساحر بدکار بڑے مکار و عیار ہو۔ خدا تمکو غارت کرے۔ ارے ظالمو تم نے میری بادشاہی اور سلطنت چھین لی اور جزیرے کا بادشاہ نہونے دیا۔ خدا تم سے سمجھے۔ تم بدبخت کفار ناہنجار انسان کو بہایم اور دیو کو انسان اور چڑیل کو پری اور پری کو چڑیل اور ہاتھی کو مچھر اور مچھر کو ہاتھی بنا دیتے ہو اور خوبصورت سی خوبصورت عورت کو ذرا سے منتر مین ایک بدقطع زن بازاری بنا دیتے ہو آبدار موتی کو مٹی کی گولی اور زلف چلیپا کو مار سیاہ کر دکھانا تمھارے بائین ہاتھ کا کرتب ہی۔ ہان بس ایک بات البتہ تمھارے امکان سے خارج ہی وہ یہ کہ اسکی خوشبوے دہن کو تم بدل نہین سکتے۔ تل نے اسکے رخ زیبا کو کیسی زیب دی ہی کہ واہ وا واہ) فوجدار نے کہا یار بدھو مین سچ کہتا ہون خدا نے اسکی مورت اپنے ہاتھ سے بنائی ہی ایسی شکل صورت کسی نے کب پائی ہی۔

بصورت تو بتے کمتر آفرید خدا
ترا کشیدہ دوست از قلم کشید خدا

اس کے رخسار تابان کے جن تلون کی تم تعریف کرتے ہو وہ تل نہین ہین بلکہ چاند ہین۔ اب یہ تو بتاؤ کہ انکی سواری مین کون جانور تھے مجھے تو گدھے معلوم ہوتے تھے اور تم ناقہ ہاے بغدادی کہتے تھے بدھو نے کہا حضور وہ ناقہ ہاے بغدادی کہ ع۔ جواب ندارد کمنہ ہوا ؛ اور انکی جھولین لکھوکھا روپیے کی تیاری کی ایک ایک سلطنت کے مول کی فوجدار نے کہا افسوس کہ ہم یہ سب باتین نہ دیکھ سکے ہاے کسقدر بدنصیب آدمی ہون۔ بدھو نے اپنے آقا کی حماقت دیکھکر ہنسی کو بہت ضبط کیا

ادھر اُدھر کی باتین ہوتی ہوئی منزل مقصود کی راہ لی تاکہ جو تقریب وہان سال مین ایکبار ہوتی ہی اسمین شریک ہون مگر وہان داخل ہونے کے قبل اسقدر نئی باتین سرزد ہوئین اور اس کثرت سے ان سانحون سے مقابلہ کرنا پڑا کہ دیدہ نہ شنیدہ ہی۔ آیندہ فصل مین انکا ذکر مذکور ہوگا۔

فصل - ۱۱

خدائی فوجدار دام بالافتخار کے دل پر چوٹ تو لگی ہی تھی کہ ساحران عیار و مکار نے انسے نرد دغا کھیلی اور انکی معشوقہ مشتری خصال زہرہ تمثال کو ایک زنکہ آوارہ و بدکار گنوار کے بھیس مین بدل دیا۔ اور یہ انکی سمجھ مین نہین آیا تھا کہ کس ترکیب سے اس کا بھیس بدلین اور جیسی پری زاد وہ تھی ویسی ہی نظر آنے لگے اسی غور و فکر مین غلطان پیچان تھے کہ رشک حمار کی لگام ہاتھ سے جاتی رہی اور اسنے پوری آزادی پا کر تازی تازی گھانس پر ادھر ادھر منھ مارنا شروع کیا جو اُن کھیتون مین بڑی کثرت سے تھی۔

بدھو نے انکو اس مرتبہ للکارا اور کہا سرکار اسمین کوئی شک نہین کہ رنج جانورون کیلئے خدا نے نہین پیدا کیا بلکہ انسان کے لیے لیکن اگر انسان انتہا سے زیادہ رنج کرین تو بہایم سے بدتر۔ ذرا دل کو ڈھارس دیجئے آدمی سے جانور نہ بنجائیے۔ یلان نامدار کو یہ بے کھیتی نہین لازم ہی۔ لاحول ولاقوۃ !!! آخر ہو کیا۔ اس نخنی کو شیطان کے حوالے کیجئے جان ہی تو جہان ہی اس خیال سے انکے دل کو اور بھی تقویت ہوئی اور جوش مین آن کر کہا کہ۔

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کا ندرمیان خاک و خون بینی سرے

اسکے بعد گاڑی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔ او گاڑیبان بے ایمان بچہ شیطان فوراً عرض کر کہ یہ کیستی و از کجامی آئی و کجا میروی اور اس گاڑی مین یہ کن ہبگینا ہون کو تو بجانس بھونس کے پکڑے لیے جاتا ہے۔ بگیدی خر۔ خرنا مشخص۔ گاڑیبان نے جسکو انھون نے شیطان بنایا تھا کہا سرکار ہم لوگ ایک رسم مذہبی کرنے نکلے ہین کل اس سامنے والی پہاڑی پر گئے تھے آج پورب کے رخ جاتے ہین یہ لڑکا جو دہنے ہاتھ بیٹھا ہی موت کی صورت بنتا ہی اور یہ بائین ہاتھ والا فرشتہ بنتا ہی اور وہ اُدھر والا عورت کا بھیس کرتا ہے اور جو ہمارے آقا ہین انکی بی بی ملکہ بنتی ہین اور یہ شخص سپاہی کی وردی پہنتا ہی اور انمین سے وہ جو ادھر بانی پی رہا ہی شہنشاہ بنکے آتا ہی اور بندۂ درگاہ شیطان مجسم کا روپ بھرتے ہین جو کچھ آپکو دریافت کرنا ہو مجھ سے دریافت فرمائیے کیونکہ شیطان سے بڑھ کے اور کون جانتا ہی فوجدار بولے خدا گواہ ہی اس گاڑی کے دیکھتے ہی ہمکو یقین ہو گیا تھا کہ آج بڑا معرکہ عظیم ہوگا اچھا تم لوگ بے غل و غش لطف اٹھاؤ اگر کوئی ذرا تمھاری جانب آنکھ اٹھا کے دیکھے تو تلوون سے مل ڈالون مین لڑکپن سے مذہبی کھیل تماشون کا شائق

اور عاشق ہون حسن اتفاق سے ایک شخص جو اس جماعت کے ساتھ مسخرون مین تھا انکے روبرو آیا۔ لباس بھی مسخرون کا سا اور چوطرفہ گھنٹیان لگی ہوئی تھین ٹھناٹھن بولتی تھین اور ہاتھ مین ایک لکڑی تھی۔ انکے روبرو مسخرہ پن کرنے لگا۔ لکڑی گھما کے ادھر اُدھر اچکا اور گھنٹیون کو اس زور سے بجایا اور اتنا کودا پھاندا کہ فوجدار کا رہوار باد رفتار بھڑکا اور اس زور سے بھاگا کہ فوجدار صاحب با وصف یل نامدار ہونے کے روک نہ سکے گو بدھو گدھے پر سے کودا اور مدد کو دوڑا مگر وہ گھوڑے سے زمین پر آہی رہے اب سنئے کہ ادھر فوجدار کی مدد کو میان بدھو کودے اور اُدھر مسخرے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ گدھے پر سوار ہو کر غل مچاتا ہنستا ہنساتا یہ جا وہ جا۔ نو دو گیارہ ہوا۔ بدھو نے دیکھا تو حیران پریشان کہ یا خدا گدھے کو بچاؤن یا آقا کی مدد کو جاؤن اور ادھر مسخرے نے زور زور ایڑ لگانی شروع کی اور قمچی پر قمچی جمائی اگر خود بدولت کی پیٹھ پر قمچیان پڑتین تو اتنا رنج نہوتا جتنا گدھے پر پڑنے سے ہوا مگر قہر درویش بر جان درویش جب فوجدار کو انھون نے اٹھایا تو کہا سرکار وہ مسخرہ جو شیطان کا بھی باپ معلوم ہوتا ہی گدھا لیکے فرو ہوا انھون نے پوچھا (کون شیطان) کہا وہی جو گھنٹیان پہنے ہی۔ فرمایا کچھ پروا نہین بدھو۔ اگر قعر جہنم مین بھی چھپا ہی تو ڈھونڈھ نکالونگا گاڑی تو ابھی سامنے جا رہی ہی۔ اسکے خچر چھین لین گے۔ بدھو نے کہا اب جلدی نہ کیجئے اس نے گدھے کو چھوڑ دیا اور پیدل جا رہا ہی فوجدار نے کہا کچھ پروا نہین گستاخی کی سزا اسکو ضرور پانی چاہیئے وہ نہ ملے تو اسکے کسی ساتھی کو لو۔ چاہے اس مین اُن کا شہنشاہ ہی کیون نہو۔ بدھو نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر یہ کسکی سنتے تھے فورًا گلے پر پہونچے اور کہا او جانے والو۔ بس روک لو۔ یہ کیا بات تھی ہم یلان نامدار کے مصاحبین و رفقا کے قاطرون سے اور یہ بدسلوکی! اچھا۔ لیتے جاؤ۔

ان لوگون کو انکی گفتگو سے معلوم ہوگیا کہ بدی کی جانب طبیعت مائل ہے۔ فورًا پہلے وہ لڑکا جو مورت بنتا تھا کود پڑا۔ اسکے بعد شہنشاہ۔ پھر گاڑیبان اور سب کے سب پتھر اور ڈھیلے لیکے کھڑے ہوگئے فوجدار بڑھتے ہوے ذرا جھجکے کہ بدھو نے آواز دی سرکار یہ کیا دیوانگی ہی پتھراؤ کر دینگے تو تلوار اور بھالا سب رکھا ہی رہے گا۔ اس اجڈ پن کو چھوڑو۔ ورنہ کھوپڑی چھلنی ہو جائے گی۔ ہاتھیون سے گنے کھاتے ہو۔ اسی سے تو لوگ سودائی کہنے لگتے ہین۔ یہ چھوٹی امت کے لوگ ہین۔ نام کے شہنشاہ اور ملکہ اور یہ اور وہ حضور اپنے کسی برابر والے سے مقابلہ کرین۔ ایسے ویسون کے منھ نہ لگین۔ فوجدار نے کچھ سوچ کے کہا یار بدھو سچ کہتے ہو۔ ہماری توہین ہی۔ ایک کام کرو تم انسے اپنے گدھے کا بدلہ لینا زوا ہے وہ وہ ڈانٹین بتاؤنگا کہ سب گیدی بھاگ کھڑے ہونگے۔ بدھو ایسی کب سننے والے تھے۔ کہا بس معاف فرمائیے۔ ع۔ در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ٭ فوجدار نے کہا اے عاقبت اندیش

نیک دو رہین بدھو۔ اگر یہ رائے ہے تو یہان سے چلدو۔ سخت سی سخت مہم اس ملک مین پیش آسکتی ہین اور کل جدید لذیذ۔

خود رشک حمار اور بدھو قاطر راہوار پر سوار ہوے۔ اور ادھر مورت اور انکی فوج گاڑی کی جانب روانہ باشد۔ الغرض ملک الموت کی مہم مین ہم۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت ٭ اگر بدھو صلاح معقول نہ دیتے تو فوجدار صاحب کی کھوپڑی پلپلی ہو جاتی دوسرے روز اس سے بھی بڑھ کے سخت اور حیرت انگیز معرکۂ عظیم پیش آیا۔

فصل ۔۱۲

ملک الموت کے حوالی موالیون کے پتھراؤ سے نوہ بچکر خدائی فوجدار اور بدھو گدھے اسوار شب کو ایک شجر سایہ دار کے گوشۂ عافیت مین بسیرا کیا بدھو نے دسترخوان بچھا دیا انھون نے کھانا کھایا۔ بدھو نے کہا آج اگر جنگ ہوتی تو کوئی نہ کوئی جزیرہ ضرور ملتا۔ اب تک تو سوائے گدھے کی سواری کے اور کچھ نصیب نہوا۔ فوجدار نے کہا اگر آج غنیم کا اسباب لوٹا جاتا تو تمکو شہنشاہ کا تاج زرین دیدیتا اور کچھ جواہرات۔ بدھو بولے یہ تو سب جھوٹی ٹٹی کی چیزین تھین۔ تاج زرین کجا۔ فوجدار بولے تم پہلے وِلیٹ کی عینک لگاؤ اور آنکھین نہواؤ اب ایمان سے بتاؤ کہ کسی تماشے مین۔ مذہبی ہو یا ایسا تمنے جھوٹی چیزین کبھی دیکھی ہین۔ رام لیلا مین یا محرم مین یا کہین اور ہرگز نہین۔ بدھو بولے جی ہان دیکھی ہین اور وہ دیکھی ہین تاہم اس سے کیا بحث ہی مانسے اگر جنگ ہوتی تو آپ کی کھوپڑی اور سر کے لالے پڑتے کہ مجھے تاج زرین ملتا اور مین بولتا ہی کیون۔ پاگل تو ہون نہین۔ اسی سے تو مین نے آپ کو لڑنے نہ دیا فوجدار بولے یار بدھو تم روز بروز دوراندیش ہوتے جاتے ہو اور سادگی بھی زیادہ آتی جاتی ہی۔ بدھو نے کہا اسکا سبب یہ ہی خداوند کہ زمین کیسی ہی خراب کیون نہو ممکن نہین کہ جوتنے بونے سے کچھ بھی غلہ نہ پیدا ہو مین لاکھ گدھا سہی مگر آپ کی مار کھائی ہی یا نہین۔ بس آدمی بن گیا۔ تخم تاثیر صحبت اثر۔ آپ کی نصایح وپند نے میرے ذہن ناقص تک پر رنگ اتر جما یا۔

فوجدار بڑے خوش ہوے کہ ہمارا شکریہ ادا کرتا ہی اور لطف یہ کہ میان بدھو جب فصاحت و بلاغت کی لیتے تھے تو سر کے بھل گر پڑتے تھے اور مثلین استعمال کرنے کے وقت اور بھی گنوارپن ظاہر کرتے تھے جیسا کہ اس تاریخ سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوگا۔

اس گفتگو مین رات بھیگی اور بدھو نے کہا کہ اب اپنی اپنی آنکھون کے پردے کھول دو۔ یعنی اب آرام کرو۔ ادھر رشک حمار اور بدھو کے گدھے کا حال سنیے کہ ان دونون مین انتہا سے زیادہ یارانہ ہوگیا تھا

معشوق و عاشق۔ ایک دوسرے پر فدا جان جاتی تھی دم بھر کی جدائی بھی شاق گزرتی تھی۔ اس کتاب کے مصنف نے ان دونون کے یارانے کے حال مین کئی فصلین لکھ ڈالین سچ ہی کتے مین ولی کی خصلتین ہین رفیق بے زبان اور صابر۔ اور نمک حلال اور چیونٹیون کو دیکھیے کسقدر محنتی اور جفاکش ہوتی ہین۔ سارس کو ملاحظہ فرمائیے ہردم چوکنا۔ ہاتھی سے زیادہ شرم کسی کو نہین۔ جانورون تک سے انسان کو سبق حاصل کرنا لازم ہی۔

آقا اور مصاحب علٰحدہ علٰحدہ درختون کے سائے مین سوئے۔ اتنے مین ایک آواز نے انکو جگا دیا۔ دیکھا تو دو سوار ہین۔ گھوڑے سے اتر کے ایک نے دوسرے سے کہا ارے یار بس یہان ہی اتر پڑو۔ جانورون کو گھانس کثرت سے ملے گی اور بڑے آرام کی جگہ ہی نہ غل نہ غپاڑا۔ اے نے غم زدے غم کا لاؤ گوشۂ عزلت۔ یہ کہتے ہی سو گیا اور لیٹتے وقت انکے ہتھیارون کی بڑے زور کی آواز آئی فوجدار سمجھے کہ یہ بھی کوئی نامی گرامی یل نامدار ہی۔ بدھو کو چپکے سے جگایا اور کہا یا معرکۂ عظیم سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ بدھو کہا اسوقت معرکہ کیسا۔ یہ بولے ذرا آنکھین کھول کے دیکھو تو۔ اتنے مین فوجدار نے کہا یار ذرا ٹھہر جاؤ یہ شخص گانے والا ہی۔ بدھو بولے شاید کوئی عاشق ہی۔ فوجدار نے کہا ہم مین سے کوئی بھی ایسا ہے جو عاشق نہو۔ اتنے مین گانے کی آواز آئی دونون ـــ سننے لگے آواز بُری نہ تھی یہ غزل سنی۔

پھرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا
نکل جائے دم ہچکیان آتے آتے

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہربان آتے آتے

کلیجا مرے منھ کو آئے گا اک دن
یونہین لب پر آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہی جو بیباکیان ہین
انھین آئین گی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دمین ارمان لاکھون
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمھارا ہی مشتاق دیدار ہو گا
گیا جان سے اک جوان آتے آتے

یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی
مرے منھ مین تیری زبان آتے آتے

سنانے کے قابل جو تھی بات انکو
وہی رہ گئی درمیان آتے آتے

تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہی
مری راہ پر آسمان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے
چمن اڑ گیا آندھیان آتے آتے

کسی نے کچھ اُن کو اُبھارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

ایک آہ سرد باد دل پر درد بھر کر اس غزل کو جنگل کے بانکے نے ختم کیا اور بڑی حسرت بھری آواز سے کہا (ای ستمبین نازنین فخر خوبان چین رشک حسینان عالم یہ بے مہریان تابکے۔ کیا بیداد تیرے ہتھے چڑھ گئی ہی۔)

درد بنکر دل مین آنا کوئی تم سے سیکھ جاے	جان عاشق ہو کے جانا کوئی تم سے سیکھ جاے
ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی تم سے سیکھ جاے	روٹھ کر پھر مسکرانا کوئی تم سے سیکھ جائے
آتے جاتے یون تو دیکھے ہین ہزارون خوشخرام	دل مین آنا دل مین جانا کوئی تم سے سیکھ جاے

فوجدار بولے (سب جھوٹ ہی۔ یہ سب ہماری معشوقہ زہرہ تمثال جادو جمال کی شان مین البتہ می زیبد بھائی بدھو یہ دیوانہ کیا بک رہا ہی۔ سنو شاید ابھی کچھ اور بھی کہے) بدھو کی نیند مین خلل واقع ہوا۔ کہا اجی یہ رات بھر بکے جائیگا۔

مگر فوجدار اور بدھو کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ وہ آواز پھر نہ آئی اور تھوڑی دیر کے بعد جنگل کے بانکے نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے کہا (آپ کون ہین اور کہان جاتے ہین۔ خوش نصیبون مین ہو یا بد نصیبون مین)۔ فوجدار بولے (بد نصیب) اس نے کہا (اگر بد نصیب ہو تو مہربانی کر کے ذرا تکلیف کیجیے اور میرے پاس آؤ اور اپنے حال زار سے اطلاع دو) فوجدار ان کی انسانیت سے خوش ہوے۔ اور پاس جا کے بیٹھے تو بانکے نے انکے ہاتھ مین ہاتھ دے کر کہا (ای یل نامدار آفرین باد برین ہمت کہ جنگل بیابان مین اہل دنیا کے فوائد کے لیے دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھتے کنج عزلت اور تنہائی یار اور ساتھی ہین۔ شاباش۔)

فوجدار نے کہا آپ خوب سمجھے۔ میرے نزدیک آپ زیادہ تر عشق کے گھائل ہین کیونکہ ابھی ابھی آپ نے اپنی معشوقۂ قتالۂ عالم کی تعریف کی تھی۔

ان دونون مین ذرا ہی سی دیر مین اسقدر تپاک بڑھا کہ دونون ایک مقام پر بیٹھے۔

بانکے۔ شاید آپ بھی عاشق ہین۔

فوجدار۔ میری بدنصیبی۔ شومی طالع نے مجھے کہین کا نہ رکھا مگر۔

در دلم عشق ز لیلےٰ کافی ست	خواہش وصل ز نا انصافی ست

بانکے۔ یہ صحیح ہی لیکن اگر معشوق کی جانب سے نفرت ہو تو عشق نہین حماقت ہی۔

فوجدار۔ ہماری معشوقہ نے ہم سے کبھی نفرت نہین کی

بدھو (بیچ مین بول اٹھے) کبھی نہین وہ تو بالکل بکری ہین جیسے بودی مٹی کا کھلونا۔

بانکے۔ کیا یہ آپ کا مصاحب اور رفیق ہی۔

فوجدار۔ جی ہان۔

بانکے۔ ہم نے تمام عمر مین ایسا شوخ اور گستاخ مصاحب نہین دیکھا جو اس جرأت کے ساتھ آقا کے سامنے زبان کھول سکے۔ وہ سامنے ہمارا مصاحب بیٹھا ہی آج تک ہمارے سامنے زبان بھی نہین کھولی۔

بدھو۔ ہم تو برابر بولتے ہین اور۔ اچھا خیر اب نہ کہونگا۔ اب سنیئے کہ بانکے مصاحب نے بدھو کا ہاتھ پکڑا اور کہا بک بک یہان کیون لگائی ہی۔ چلو ہم تم ملکے کہین باتین کرین اور انکو اپنی اپنی سرگزشت اور عشق اور معرکون کا حال بیان کرنے دو چھوٹا منہ بڑی بات۔ ہمارے آقا تو کل صبح تک بکتے ہی جائینگے۔ بدھو نے کہا بسر و چشم۔ چلو مین اپنا حال بیان کرون۔ دیکھو تو کسقدر بکی ہون۔

اس پر یہ دونون مصاحب ذرا دور چلے گئے اور ان مین ایسی دلچسپ گفتگو ہوئی جیسی ان کے آقاؤن مین جو متانت اور سنجیدگی لیے ہوے تھی۔

فصل۔ ۱۳

اپنے آقاؤن سے ذرا دور ہٹکر جیسا کہ گزشتہ فصل مین بیان ہوا ہی دونون مصاحبون نے اپنی اپنی سرگزشت بیان کی اور ادھر آقاؤن نے اپنے اپنے عشق کا حال کہنا شروع کیا پہلے مصاحبون کی گفتگو سنئے۔ بدھو نفر سے انکے نئے دوست نے کہا (برادر ہم لوگ بڑی مصیبت مین بسر کرتے ہین اور لہو پسینا جب ایک ہو لیتا ہی تب کہین کھانا نصیب ہوتا ہی) بدھو نے کہا (بھائی بس کیا کہین ہم لوگون کو خدا نے مصیبت ہی اٹھانے کو پیدا کیا تھا۔ نہ کھانا نہ دانہ۔ دو دو دن بے آب و دانہ) وہ بولا (مگر پھر انعام بھی تو بھر پور ملتا ہی) بدھو نے کہا (بس یہی تا کہ جزیرے کے بادشاہ ہو گئے) وہ بولا (کبھی ہم سے بھی یہی وعدہ ہوا ہی مگر ہمکو تو پادریون سے فائدہ ہوگا) بدھو بولے (تو پھر تمھارے آقا اور ہمارے آقا کے پیشے مین ذرا فرق ہی ہمکو آپ سے بہتر انعام ملے گا) اسنے کہا (ایک فانی ہی دوسری جاودانی۔ فانی کو جاودانی سے بھلا کیا نسبت خدا کرے جلد کوئی انعام ملے اور ہم اپنے گھر چلے جائین۔ ایسا بھی کوئی مصاحب ہی جسکے پاس یابو نہین یا تازی کتے نہین یا مچھلی کے شکار کا سامان نہین ہی) بدھو بولے (ہمکو ان چیزون کی کوئی ضرورت نہین مگر میرا گدھا کیا برا ہی میرے آقا کے لقات گھوڑے کی دونی قیمت کا ہی گدھا ہی تو کیا ہوا۔ اور تازی کتون کی وہان یون ہی بڑی کثرت ہی۔ شکار کار بیکار ان ست۔ پھر اگر دام صرف کر کے شکار کھیلا تو کیا۔ ان کے دوست نے کہا بھائی صاحب ہم تو اپنے آقا کی حماقتون اور مجنونانہ حرکتون سے

ایسے پریشان ہین کہ واللہ روز جی چاہتا ہی کہ گھر چلے آیئن اور بچون کی تعلیم کی جانب متوجہ ہون میرے تین لڑکے ہین۔ لڑکے کیا لعل ہین) بدھو نے کہا ہمارے دو بچے ہین اور دونون اس قابل کہ خود لیجاکے کسی بادشاہ کو نذر دے۔ اور لڑکی کو ہم کسی شہزادے کو بیاہین گے) اس نے پوچھا آپکی لڑکی کی عمر بھلا کیا ہوگی انھون نے کہا کوئی پندرہ برس کی ہوگی اور نیزے کے برابر قد کی ہی اور تر و تازہ جیسے صبح کے پھول اور خاصی مٹی گٹی گولا دنگ۔

دوست۔ بھئی شہزادہ کیا معنی۔ واللہ ایسے کے ساتھ تو فرشتہ تک عقد کرے ایسی شوخ اور مستانی ملے کہان۔ ایسی البیلی۔

بدھو (خفا ہوکر) مستانی نہین ہی۔ نہ اسکی مان ایسی تھی۔ ذرا آپ تمیز کے ساتھ گفتگو کیجیے جیسے پڑھے لکھے آدمیون مین ہوتی ہی۔

دوست۔ بندہ نواز آج کل یہی شایستہ گفتگو ہی۔ یہ تو اب رواج ہی۔

بدھو۔ اگر عام رواج ہی تو ہماری بی بی کو بھی مستانی اور البیلی کہیے۔ خدا وہ دن دکھاے کہ اسکی اور ہماری آرزو پوری ہو جاے اور ہمارے اچھے دن آیئن اور جو لوگ ہمکو دیوانہ کہتے ہین وہ خود دیوانے متصور ہون۔

دوست۔ یار سچ تو یہ ہی کہ دیوانہ ہمارے آقا سے بڑھ کے اور کوئی نہین ہی۔ بالکل سٹری سودائی ایک بازاری عورت پر عاشق ہوے ہین۔

بدھو۔ بھئی اللہ جانتا ہی کہ ہمارے آقا بھی اسی فیشن کے ہین سٹری۔

دوست۔ ہمارے آقا سٹری ہین مگر بہادر اور بڑے زود رنج اور بدنیت۔

بدھو ہمارے آقا بدنیت نہین ہین۔ بلکہ ہمارے ہی سے سیدھے ہین۔ دوپہر کو ایک بچہ تک رات کہدے وہ مان لینگے۔ اس سادگی کے سبب سے مین انکی بعض حماقتون کا خیال نہین کرتا۔

دوست۔ یہ سب سچ مگر ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ ہم تو اُنکے ساتھ برسون سے ہین اور روز لمبے چوڑے وعدے ہوتے ہین مگر روز شکست کھاتے یا سودائی پنے کی حرکتین کرتے ہی دیکھتے ہین۔ اب تو واللہ گھر کی طرف رخ کرو۔ ورنہ مطلب برآری معلوم جزیرہ وزیرہ خاک نہ ملے گا۔

بدھو۔ یہ سامنے کپڑے مین کیا بندھا ہی۔

دوست۔ کھانا ہے۔ اس قدر مین اپنے ساتھ رکھتا ہون اور باقی گھوڑے پر پیچھے رہتا ہے۔

بدھو - اللہ اللہ اسقدر کھانا ساتھ رہتا ہی - آمین کیا کیا ہی -

دوست - آمین ہرن کے کباب مسلم مرغ کے کباب - تیتر کا قورمہ - آلو کا سالن خمیری روٹی چاول اچار مگر ہمارے آقا پانی اور ہوا پر بسر کرتے ہین -

بدھو نفر ایسے مزے مین آئے اور اس قدر غنائے کہ بغیر اسکے کہ کوئی ان سے اصرار کرے کہ بسم اللہ کچھ کھائیے فوراً دستر خوان کھول کے بیٹھ گئے اور چاولون کے ساتھ تیتر کا قورمہ نوش جان کر کے ہرن کے کباب چکھے اور پانی پی کر دراز ہوے اور باتین کرنے لگے -

دوست ہم تو تر لقمہ روز کھاتے ہین - آقا چاہے آب و نمک پر بسر کرین چاہے ہوا پھانکین بندۂ درگاہ تو ہوا نہ پھانکین گے - ہم دستر خوان فراخ ساتھ رکھتے ہین اور کھانے کا اس قدر شوق ہی کہ دستر خوان کو چوم لیا کرتے ہین -

بدھو کو انھون نے تھوڑی سی شراب پلائی اور پیتے ہی نشہ تیز ہو گیا اور اول جلول بکنے لگے او شراب تو حرامزادی مردار ہی - یہ گالی نہین سہالی ہی کیونکہ ع - ناز بران کن کہ خریدار تست ۔ یہ تیرے ساتھ ہم مزاح کرتے ہین - کیون یار - یہ شراب تو بن موروسکی ہی نا - دوست نے کہا بیشک یہ بولے سچ کہیے گا کیا پہچانتا ہون - سونگھے سے پہچان جاؤن واللہ کہ کون شے ہے - اگر پی لون تو کل اجزا بتا دون تو وجہ کیا - ہمارے قصبے مین بڑی قدر ہی اور کثرت - اگر اسکی تجارت کرون تو ہزار ہا مل جائین -

دوست تو اسی سے تو کہتے ہین کہ گھر واپس چلو -

بدھو - اچھا دو ایک روز مین پھر ہم اور آپ باہم گفتگو کرینگے -

الغرض ان دونون نے ملکر گپین اڑاتے اڑاتے اس قدر شراب پی اور اس قدر بکے کہ اب تھک کے سو گئے - اب فصل آئندہ مین خدائی فوجدار اور بانکے کی گفتگو کا حال درج ہوگا -

فصل - ۱۴

یک نشد دو شد - خدائی فوجدار کے ایک ساتھی بھی مل گئے - ان دونون مین بڑی شد و مد سے گفتگو ہوئی منجملہ اس کے تاریخ سے منکشف ہوا کہ بانکے نے اپنی معشوقہ کی تعریف کے پل باندھ دیے کہ ایسی خوشرو نہ آجتک پیدا ہوئی نہ پیدا ہوگی - اس نے مجھے اپنی سوتیلی مان کے ہان نوکر رکھا دیا تھا اور وہان مین نے لاکھون لڑائیان سر کین اور بڑا نام پیدا کیا اور فتح مین وعدہ کیا کہ ابکی تم کو مالا مال کر دونگی یعنی تم سے عقد کرونگی مگر ہنوز روز اول ہی - ایک دن مجھ سے کہا کہ جاکے عفریتیہ کبریتیہ نامے دیوی کو نیچا دکھا اور گرفتار کر لا - یہ دیوی پیتل کی بنی ہوئی ہے مگر بلا جنبش سیکے ہوے

فولاد اور پتھر کی بنجاتی ہی - مین نے جاکے اسکو دیکھا اور نیچا دکھا دیا اور ایسا جکڑ دیا کہ ایک ہفتے تک ٹپی تک نہ ہلی - ایک دفعہ حکم دیا کہ بندا ناتھ پہاڑ کو جاکے تول کہ کتنا وزنی ہے ایک بار کہا کہ جاکے چاہ بابل مین سر کے بھل کود اور سرہی سے کودتا ہوا سکندر کی پرانی عملداری کی خبر لا - دوسرا اسنتا تو ہوش اڑجاتے - یہ سب مین نے کیا مگر وہان کچھ شنوائی ہی نہین ہوتی اب اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین اس ملک بھر مین سیاحی کرون اور جتنے یلان نامدار ہین اُن سب کو مجبور کرون کہ وہ اس بات کو تسلیم کرین کہ اُس سے بڑھکے دنیا مین کوئی حسینہ نہین ہی اور یہ کہ مجھ سے زیادہ بہادر اور شہ زور کوئی ساری خدائی مین نہین - نصف حصۂ ملک تو مین پھر آیا - اور کل یلان نامی اور پہلوانان ہفتخوان منازل بسالت کو زیر کر آیا اور سب سے بڑھکر کام یہ کیا کہ سب سے بڑے کو مارا اور اپنی معشوقہ کی تعریف بزور تیغ اسکی زبان سے سُنی -

اس گرما گرم فقرے پر فوجدار نے پوچھا اس کا نام کیا ہی - اس نے انکا نام لیا تو یہ جل مرے - کہا سنو صاحب آپ نے ساری خدائی سر کی ہو - باشد - مگر یہ آخر مین جسکا نام لیا ہی وہ ہارنیوالا نہین ہی - اس نے کہا ارے صاحب اسی کو شکست دی درازقد ہین - دبلے پتلے ہین - راست قامت - بڑا تیکھا آدمی ناک بازکی سی ہی - رشک حمار گھوڑے کا نام ہی - ایک گنوار ساتھ رہتا ہی بدھو نفر - گدھا اسکی سواری مین ہی - فوجدار بولے تو انکی شکل صورت کا کوئی اور ہو گا - وہ میرے بڑے دوست ہین یک جان و دو قالب - ہان تیا آپ نے ٹھیک دیا مگر کسی نے آپ پر جادو کرکے اُن کی صورت لاکے سامنے کھڑی کر دی ہو گی اور اگر اب بھی تمکو اصرار ہی تو لو - مین ہی وہ شخص ہون - ٦ - ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو ٭ چاہے پیدل لڑو یا سوار - بزور تیغ تمکو مجبور کرونگا یہ کہکر اٹھکے تلوار ہاتھ مین لی اور جواب کے انتظار مین تیوری چڑھائے رہے -

فریق ثانی نے انکی یہ کیفیت دیکھکر کہا سینے حضرت جس نے ایک دفعہ کسی کو زیر کیا وہ دوسری دفعہ بھی زیر کر دیگا مگر رات کو اندھیرے مین نبرد آزما ہوتا چوٹّون اور بدمعاشون کا کام ہے - دن کو ہمارے آپ کے مقابلہ ہو تاکہ آفتاب گواہ رہے فوجدار نے یہ عہد منظور کر لیا -

اب انھون نے اپنے مصاحبون کو ڈھونڈھا اور خراٹے لیتے پایا - فوراً جگایا - کہا اٹھو اور گھوڑے تڑکے سے قبل تیار رکھو - سویرے ہم دونون مین بڑی خونخوار جنگ ہو گی کہ چشم فلک نے کبھی ایسی لڑائی نہ دیکھی ہو گی - بدھو کے تو ہوش اڑ گئے کہ اب فوجدار ڈھیر ہوے اور جزیرے کی سلطنت گئی گزری کیونکہ بانکے کا مصاحب انکی طاقت کا حال کہہ چکا تھا - جاکے دونون نے جانورون کو

دیکھا اور سب کو تلاش کرکے نکالا۔ ذیل کا مکالمہ سننے کے قابل ہی۔

دوست۔ ایک بات اور یاد رکھو۔ ہمارے ہان یہ رسم ہی کہ جب مالک لڑتے ہین تو انکے مصاحبون کو بھی اُسی وقت لڑنا پڑتا ہی تو تم بھی تیار رہو۔ کل صبح کو ہم تم بھی جٹ جائین اور ہم تمھارا اور تم ہمارا بیٹ چاک کر ڈالو۔

بدھو۔ یہ رسم آپ کے ہان ہوگی۔ آپ دیوارون سے صبح کو سر ٹکرائیے گا۔ ہمارے ہان یہ رسم نہین ہی اور نہ بھلے مانسون مین یہ جائز ہی۔ بندہ درگزرا چاہے وہ کسی اور کو اپنا مصاحب مقرر کرلین تو صاحب جزیرے کی بادشاہی تو گئی ایسی تیسی مین۔ اور الٹا پیٹ چاک کرائین۔ اگر تھوڑا سا جبر مانہ ہو جائے تو بلا سے۔ ہم لڑنے بھڑنے والے آدمی نہین ہین۔ دنگئی آدمی سے نفرت۔ اور ہم لڑین گے کیا اپنا سر۔ تلوار یہان کہان۔ اور ہو بھی تو تلوار سے لڑنا کون جانتا ہی۔ اگر لڑا بھی تو اتنا روپیہ کہان سے آئیگا کہ زخمون کا علاج کرون کیونکہ جنگ مین سر ضرور کٹے گا اور کٹے یا نہ کٹے مجھے تو اسی وقت سے سر کی خیر نہین نظر آتی۔ کیا بُرے پھنسے۔

دوست۔ اچھا ایک کام کرو۔ رومالون سے لڑو۔

بدھو۔ منظور۔ ایک ہم لین ایک تم لو۔ رومالون کی لڑائی ہو بس۔

دوست۔ اور اگر ہمارے آقا نہ منظور کرین تو رومالون مین ایک ایک تپھر باندھ لو۔

بدھو۔ نا صاحب ہمین نہین منظور ہی۔ ہڈی پسلی توڑنا منظور نہین ہی۔ اگر بانس کی کھپاچ بھی ہو تو بندہ نہ لڑیگا۔ ہمارے آقا لڑ بھڑ کے چاہے کٹ مرین۔ مرنے دو۔ دوسری دنیا مین وہ اپنی اپنی بیتی کا حال سن لین گے ہم کیون انکی طرح سودائی ہو جائین۔ کھاؤ پیو چین کرو مرگ مفاجات مرنے سے کیا فائدہ۔

دوست۔ اچھا زیادہ نہین تو آدھ ہی گھنٹا سہی۔

بدھو۔ آدھا گھنٹا تو بہت ہوتا ہی مین ایک منٹ نہ لڑون گا خصوصاً ایسے شخص کے ساتھ جس کا مین نے نمک کھایا ہی۔ یہ نمک حرامی مجھ سے نہوگی کہ کھاپی کے میزبان سے لڑنے پر تیار رہون۔ اور بے اشتعال طبع کے کوئی لڑ کیونکر سکتا ہی

دوست۔ اس کا تو سہل علاج ہے۔ مین دو تین گھونسے زور زور سے لگاؤن گا اشتعال طبع کے لیے کافی ہی۔

بدھو۔ کہین الٹی آنتین گلے نہ پڑ جائین۔ ایسا نہو کہ اون چھینے جاؤ اور خود چھلے بھُنے کسیرو نکلے آؤ۔ چاریا بردہ کا صفایا۔ خدا دنگئی آدمی کو دوست نہین رکھتا صلح کل کو عزیز رکھتا ہی۔ تم اشتعال طبع کے

اسکے روبرو ذمہ دار ہو۔

دوست۔ بہتر ہی صبح کو قلعی کھل جائیگی۔

اس وقت ہزارہا قسم کے مرغان خوش الحان نے زمزمہ پردازی اور چہچہانا شروع کردیا نسیم سحری اور صبح دلکش کے استقبال کے لیے مبارکباد گانا شروع کیا۔

وہ صبح اور وہ چھاؤن ستارون کی اور وہ نور ۔ دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

نور شمس جو چھن چھن کے آتا تھا تو سپیدۂ صبح کھلکھلاتا تھا اور طیور ذی شعور کو وجد مین لاتا تھا۔ قطرہ ہاے شبنم آبدار موتیون کی طرح درختون پر جھلکتے تھے اور سبزہ بھی قطرات شبنم کی بارش کے فیض سے گویا اس طرح نکھرا تھا جیسے دُلھن نہا کے نکھرتی ہی۔ دور سے عطر و عنبر کی رشک دینے والی خوشبو پھولون سے آتی اور مشام جان کو قوت پہونچاتی تھی۔ فوارے گویا ہنس رہے تھے دریا کی روانی اور جنگل کے درختون کا وفور طرب سے تالیان بجانا عجب لطف مزید دکھاتا تھا۔ نہالان چمن مختلف رنگ کے لباس سے ناظرین کو لبھاتے تھے صبح کا تو یہ سُہانا سمان تھا مگر بدھوا وہی تاک مین تھے یہ کب چوکنے والے تھے اپنے غنیم کو صبح کے وقت دیکھا تو عجیب الخلقت آدمی پایا بڑا بدقطع ہی۔

دانت اسکے تھے گورکن قضا کے ۔ دو نتھنے رہِ عدم کے ناکے

دیکھتے ہی کانپ اٹھا کر اچھے گھر بیعانہ نہین دیا۔

فوجدار نے بھی اپنے مخالف پر نظر ڈالی اور کل امور پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹبری فوق البھڑک وردی پہنے ہوے ہی۔ اور بڑا بانکا سپاہی معلوم ہوتا ہی اور ہاتھ پاؤن بہت اچھے اور خوبصورت۔ خود پر انواع و اقسام کے پر پھرہرے کی طرح اُڑ رہے ہین نیزہ بھی شیطان کا ماہی مراتب معلوم ہوتا ہی مگر یہ بدھو کی طرح خائف نہین ہوے۔ للکار کے کہا اے اب اٹھو اور قبل اسکے کہ ہم تم جنگ آزما ہون بتاؤ اب تمھاری کیا راے ہی کیا مجھی کو تمنے شکست دی تھی دیکھکر اسنے جواب دیا کہ جس طرح انڈے آپس مین ملتے جُلتے دکھائی دیتے ہین اسی طرح تم اس کے ہمشکل نظر آتے ہو مگر تم کہتے ہو کہ ساحر تم کو دق کر رہے ہین تو ممکن ہی کہ تم کوئی اور ہو۔ اچھا غور کرکے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا مین وہی ہون جسکو تمنے شکست دی تھی اور میدان مین آؤ دونون سوار ہوکر میدان مین آئے اور ادھر بانکے کا مصاحب بھی نکلا۔ بدھو بھاگ کے آقا کے پاس آئے کہا خدا کے لیے ذرا اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے مجھے اس درخت پر چڑھا دو۔ اس بدقطع مصاحب کی صورت سے ڈر معلوم ہوتا ہی اس سے خودبدولت نے بھی اتفاق کرلیا اور کہا آؤ ہم درخت پر چڑھا دین۔ اور مدد دے کر درخت پر سوار کرادیا اب ان دونون مین چھڑ گئی اتفاق سے بانکے کا

گھوڑا اڑگیا اور **فوجدار** موقع وقت غنیمت سمجھکر بڑھے اور اس زور سے ہاتھ دیا کہ غلیم نشست توسن پر جم نسکا اور گرا تو بیہوش۔ وہ مارا سمجھے کہ دم نکل گیا۔ خوش خوش بدھو درخت سے اتر مالک کے پاس آئے اور **فوجدار** نے گھوڑے سے اتر کر دیکھا کہ زندہ ہی یا مرگیا۔ اگر زندہ ہی تو پانی پلائین قریب جاکے دیکھا تو کہا ارے بدھو یہ تو وہ ہمارا یار طالب علم ہی جو شہر کے باہر تک ہمارے ساتھ ساتھ آیا تھا۔ بدھو نے آکے دیکھا تو کہا حضور ضرور یہ کسی جادوگر کا کام ہی اب آپ اسکو مارہی ڈالیے طالبعلم تو یہ ہی نہین۔ ضرور کوئی ساحر ہی تو جتنے جادوگر مرین اتناہی اچھا۔ یہ تلوار اٹھانے ہی کو تھے کہ بانکے کے مصاحب نے کہا خدا کے لیے ہاتھ نہ اُٹھانا یہ تمھارا یار ہی۔ بدھو نے جو اسکی طرف دیکھا تو اسکی ناک ندارد۔ وہ بھیانک صورت ہی نہین معلوم ہوا کہ چہرہ لگا کے آیا تھا۔ بدھو نے غور کر کے دیکھا تو کہا ارے! یہ تو میرا پڑوسی موہن ہی۔ اسنے مسکرا کے کہا ہان یار بدھو مین موہن ہون خدا کیلئے طالبعلم کو بچاؤ اس سے بڑی خطا ہوئی اور لوگون کے بہکانے مین آگیا یہ ہمارا تمھارا ہم وطن ہی۔

اس عرصہ مین بانکے صاحب کو ہوش آیا اور **فوجدار** نے ننگی تلوار گلے کے پاس رکھکر کہا اگر تم میری سی نہ کہوگے تو دم کے دم مین دم نہوگا۔ اس نے کہا مین تسلیم کرتا ہون کہ آپ کی معشوقۂ زرین کمر کی پھٹی جوتی کی پھٹپھٹ کے مقابل مین میرے معشوق کی زلف عنبرین بھی گرد ہے اور آپ سب سے بڑے پل ناموں ہین جن کا ثانی روے زمین پر نہین ہی۔ **فوجدار** نے کہا وعدہ کرو کہ جاکے ہماری معشوقہ سے ملوگے اس نے یہ بھی وعدہ کر لیا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اور التجا کی کہ اب مجھے اجازت دیجیے تو ذرا زمین سے اُٹھون گویا اٹھنا محال ہے **فوجدار** نے اس کو مدد دی اور اُس شکست کھاے ہوے مصاحب نے بھی ہاتھ بٹایا مگر بدھو اسکی جانب گھورا ہی کئے اور صدہا سوال کیے کہ یہ موہن ہی ہے یا کوئی اور ہی۔ جادو کے اثر کا ایسا اسکے دل پر خوف طاری تھا کہ ابتک پورا پورا یقین نہ تھا سمجھتا تھا کہ آنکھین دھوکا دے رہی ہین۔

الغرض آقا اور ملازم دونون اسی دھوکے مین رہے اور بانکے صاحب یعنی وہی طالبعلم اور انکا مصنوعی مصاحب دونون کہ جھیپے ہوے تھے اور بہت ہی پریشان حال تھے **فوجدار** اور بدھو نفر سے رخصت ہوے کہ کہین آرام کی جگہ جاکے مرہم پٹی کرین کہ زخم بہت ہی دق کر رہے تھے **فوجدار** اور بدھو نفر نے اپنا ڈھرا لیا اب تاریخ مین ان کو چھوڑ کر جنگل کے بانکے یعنی طالب علم اور ان کے بڑے ناک والے مصاحب کا حال قلمبند ہوتا ہی کہ یہ لوگ کون تھے۔

فصل ۔ ۱۵

خدائی **فوجدار** کا جام آرزو بادۂ مسرت سے لبریز تھا کہ ہنگامۂ ستیز مین سرخرو رہے اور بڑے

موذی کو مارا اور زیر کیا اتنے بڑے نامی یل معروف وجبری کو شکست دی۔ اور یہان تک کامیاب ہوے کہ اُس سے قول لے لیا ہے کہ معشوقہ کو جا کے سب امور ضروری سے مطلع کرنا اور یہان آکے جواب کہ جانا ورنہ بری ٹھہرے گی۔ حالانکہ من چہ می سرایم وطنبورہ من چہ می سراید کا معاملہ تھا۔ وہ تو بیچارہ اس پھیر مین تھا کہ جا کے مرہم پٹی کا فکر کرے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہی۔ اسکے بعد تاریخ مظہر ہے۔ کہ حبیب طالبعلم نے **فوجدار** کو مجبور کیا کہ اگر معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی کے لیے جانا ہی تو جلد جاؤ دیر نہ لگاؤ تو یہ بات کوئی بدی کی راہ سے نہین کہی تھی بلکہ خلیفہ اور پادری صاحب کی صلاح سے یہ کارروائی کی گئی تھی کیونکہ یہ تو یقین ہی ہو گیا تھا کہ **فوجدار** کا ..کنا محال ہی اب وہ کسی کی مان کے نہین ہین۔ بہتر یہی کہ یہ پھر جنون کے گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہون او ادھر طالب علم ایک آدمی کو لیکر ان سے اثنائے راہ مین بھڑے اور شرط یہ ہو جائے کہ جو مفتوح ہوگا وہ فاتح کے حکم بموجب چلے گا اور یہ بھی یقین تھا کہ **فوجدار** جھوٹ نہ بولین گے اور لوگون کو اچھا موقع ملے گا کہ انکے مرض جنون کا جم کے علاج کرین۔

طالب علم اور موہن جو بدھو نفر کا دوست اور پڑوسی اور سادہ مزاج آدمی تھا دونون مدد کو چلے طالب علم تو خوب مسلح ہو لیا اور راوپچی بنا ہوا اور موہن نے ٹکے والا چہرہ لگا لیا جس سے صورت ازبس مہیب ہو گئی تاکہ بدھو نفر اور **فوجدار** کوئی ان دونون کو نہ پہچان سکے کہ کون ہین۔ دونون اسی راستے سے چلے اور جب گاڑی والون اور موت اور شہنشاہ سے مار پیٹ ہونے کو تھی تو یہ بھی قریب ہی تھے۔

موہن نے کہا اگر مین بیچ بچاؤ نہ کرون تو بدھو کی صلاح سے تمھارا تو کام ہی تمام ہو گیا تھا کسی کام کا شروع کرنا اور کر گذرنا تو آسان ہی مگر انجام کو پہونچانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہی۔ تم بدھو نفر کو تو ہنستے تھے کہ سڑی سودائی ہی اور خود یہ کیا ہو گیا کہ اب ہلدی لگانے کی ضرورت ہوئی۔ اب فرمائیے سب سے بڑا سودائی کون ہی سرکار یا **خدائی فوجدار** اس کا تو دماغ صحیح نہین ہی تم کیون جنون خریدتے ہو۔ طالبعلم نے کہا فرق ان دونون دیوانون مین یہ ہی کہ جو اصلی دیوانہ ہی وہ تو ہمیشہ اس مرض مین مبتلا رہے گا اور جو دیوانگی خریدتا ہی وہ ایک دفعہ کے بعد پھر یہ سودا نہ خریدے گا۔

موہن نے کہا تو اس حالت مین جب مین نے حضور کی مصاحبت کی کوشش کی تو مین واقعی سودائی تھا اب وہ سودا سر سے دور ہوا اب میری خواہش ہی کہ چپ چاپ گھر پہونچ جاؤن اور بس۔ طالب علم نے کہا ہان بھئی تم اپنے گھر جاؤ مگر مین جب تک **فوجدار** کو اچھی طرح ٹھیک نہ بنا لونگا تب تک گھر نہ جاؤنگا اب یہ خواہش نہین ہی کہ اسکے مرض دیوانگی کا علاج کرون بلکہ اب انتقام کی خواہش ہی کہ اُس سے

بدلہ لون درد اس قدر ہے کہ اب فرشتہ بنکے ایسے خیالات کا جاگزین ہونا محال ہی کہ۔ع۔ در عفو لذتیست
کہ در انتقام نیست۔

دونون گفتگو کرتے ہوے ایک گاؤن کے قریب آئے اور وہان ایک جراح ملا جس نے انکی مرہم پٹی کی موہن انکو چھوڑ کے چلدیے۔ اور طالب علم وہان رہ گئے اور انتقام کے ذریعے ڈھونڈھا کیے۔ تاریخ سے اسکا حال پیچھے معلوم ہوگا بالفعل تو فوجدار مہتاش بشاش ہین۔

فصل-۱۶-

خدائی فوجدار اس کامیابی اور فتح نمایان سے اس قدر محظوظ ہوے کہ گزشتہ باتین سب بھول گئے اور مغرور ہو گئے کہ ہم سے بڑھ کے دنیا مین کوئی بہادر یل نامدار نہین ہمچو من دیگرے نیست جہان جہان پٹے تھے جہان جہان جوتیان کھائی تھین تپھر پڑے تھے۔ دانت ٹوٹے تھے وہ سب بھول گئے اور ساحرون کے سحر اور عیارون اور عیارنیون کی عیاری سے بھی بے خبر تھے مورخ کہتا ہے کہ اس فتح نمایان نے **فوجدار** صاحب کو اور بھی سرکش کردیا اور جنون کا جوش بدرجہا بڑھ گیا انکو اگر کوئی خیال تھا تو یہ تھا کہ کسی ترکیب سے انکی معشوقہ ماہ طلعت سحر کے پھندے سے بچین۔ اتنے مین بدھو نفری ان سے کہا حضور واللہ اب تک مجھے اپنے پڑوسی موہن کی ناک جو شیطان کی آنت سے بھی بڑی تھی بخوبی یاد ہی خدا کی مار ناک ہی کہ بیکس کا لگّا۔ وہ بولے ارے ظالم تو اب تک اسی دھوکے مین ہی کہ وہ طالبعلم تھا اور اُس کا مصاحب تیرا یار موہن۔ اسنے کہا آنکھ ناک کان مُنھ چہرہ بات چیت سب وہی۔ آواز وہی۔ میرے بال بچون کا پتا تک دیا۔ میرا پڑوسی ہی۔ **فوجدار** نے کہا اچھا آؤ اسپر ہمارے تمھارے بحث ہو۔ یہ بتاؤ کہ طالبعلم مذکور کو تلوار اور نیزے اور بندوق سے کونسی بحث ہی اسکو بھی جانے دو۔ مجھ سے اس سے کونسا ایسا جھگڑا ہے کہ وہ خواہ مخواہ میرا دشمن ہو جاتا اور پھر اسکو کیا پڑی تھی کہ وہ گھر بار چھوڑ کے یہان مجھ سے لڑنے آتا۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔ بات یہ ہی کہ چونکہ مجھ سے اور طالب علم سے ایک قسم کا لطف مزید اور تپاک ہی اس سبب سے سب میرے اور اسکے دشمن ہو گئے ہیگر۔ع۔ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ۞ بازوے توانا اور قوت سردست سے اگر اس نابکار کا سر نہ توڑا ہو جسنے مجھکو اور میرے دوست طالبعلم کو لڑوانے کی کوشش کی تھی تو نام نہین۔ ارے بیٹا یہ ساحر بدذات انسان کو سور اور گدھا اور بیل بنادیتے ہین۔ یہ بڑے ظالم ہوتے ہین۔ انکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ افسوس کہ مین اپنی پیاری مطبوعہ مطلوبہ کو گنوارونکی شکل مین دیکھون۔ سر پیٹنے کا موقع ہی۔

بدھو دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ اسکو ایسا تو بنایا ہی کہ کبھی کبھی تو یاد کریگا۔ بات تیرے گیدی کی۔

نامعقول! مین نے بھی ایسا بنایا کہ عمر بھر نہ بھولے گا انکی معشوقہ کو کسی ساحر نے گنوارن بنا دیا ہو نہ ہو! کوئی پوچھے وہ معشوقہ کون ہی۔ اور وہ ساحر کون ہی۔ وہ ساحر ہم ہین اور وہ معشوقہ خدا جانے کون بخنی ہے۔ مگر میان بدھو دل ہی دل مین باتین کرتے تھے کہ مبادا یہ سُن لے اور راز افشا ہو جاے۔

اتنے مین ایک آدمی کسی گھوڑی پر سوار انکے قریب آیا۔ سبز کوٹ در بر تھے مین اودی مخمل کی چوڑی چوڑی گوٹ تھی اور گھوڑی کا سب سامان ارغوانی اور کاہی تھا تیغ اصفہانی کمر سے لگی ہوئی۔ بڑا وضعدار بانکا آدمی جب قریب آیا تو بہت بانکپن اور بھلمنسی کے ساتھ سلام کیا اور جانے لگا کہ اتنے مین فوجدار نے روکا اور کہا اگر آپ کو کوئی عجلت نہو اور اسی سڑک سڑک چلنا ہو تو ساتھ ہی ساتھ چلیے اس نے گھوڑی کو روک کر کہا مین تو چاہتا تھا مگر مین ڈرا کہ شاید گھوڑی کو دیکھکر آپ کا گھوڑا بھڑکے۔ اتنے مین بدھو بولے اجی جناب یہ اصیل گھوڑے ہین۔ اگر گھوڑی بھی اشارہ کرے تو یہ اپنی وضعداری نہ چھوڑین۔ شائستہ گھوڑے ہین صرف ایک دفعہ تو البتہ ذرا شیطان نے انکو انگلی دکھائی تھی اور ہم اور ہمارے آقا کی شامت آئی تھی پھر تب سے کان تک نہین ہلاتا۔ گھوڑی کی جانب تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتا۔

گھوڑی کو روک کر اُسنے فوجدار اور فوجدار نے اسکی جانب غور سے دیکھا اور وہ فوجدار کی انوکھی وضع دیکھکر حیران ہوا کہ این کیست عمر کوئی پچاس کے پیٹے مین۔ بال کھچڑی۔ شکل صورت سے رئیس معلوم ہوتا تھا انکو اور انکے لقات گھوڑے دونون کو عجیب الخلقت پایا۔ فوجدار سمجھ گئے کہ ہمین غور سے از سر تا پا دیکھ رہا ہی قبل اسکے کہ وہ کچھ کہے آپ خود ہی بول اٹھے مین خوب جانتا ہون کہ آپ میری اس انوکھی وضع سے بہت متحیر ہوے ہونگے اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہین۔ وہ قطع ہی اللہ کی عنایت سے ایسی ہی مین اس صدی مین وہ کار نمایان کر رہا ہون جو قطریس مقطوقی اور برادق آملی اور پا زندیق سندہ ملغونی نے مدت ہوئی کیے تھے۔ ظلم کی بیخ کنی ہمارا خاص کام ہی دیوون اور شاہنشاہان عظام سے برد آزما ہونا کار من فوجدار ست۔ یون اپنے منہ میان مٹھو بننا تو فضول ہی مگر جواب نہین رکھتا۔ میری اور میرے گھوڑے او مصاحب کی قطع اور وضع پر حیرت نہ کیجئے کیونکہ اب آپ کو میرے پیشے کا اور میرا حال بخوبی معلوم ہو گیا ہی جب فوجدار نے زبان بند کی تو دیر کے بعد اسنے جواب دیا۔ (سنیے جناب۔ واقعی آپ کی قطع اور وضع دیکھکے مجھے سخت حیرت ہوئی تھی اور اب اور بھی زیادہ حیرت ہوئی کہ اس زمانے مین بھی پرانی جہالت اب تک باقی ہی۔ لاحول ولاقوۃ ان پرانے فیشن کے بانکون کا اب اس دنیا مین کون کام ہی۔ نہ کسی کے نوکر نہ چاکر خواہ مخواہ پرائے پھٹے مین پاؤن ڈالنے کو مستعد۔ یہ جتنی باتین کتابون مین لکھی ہین سب مہمل۔ غلط محض بیوون اور یتیمون کی مدد کر رہے ہین ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچاتے ہین)۔ فوجدار بولے ابھی اپنے

دنیا ہی نہین دیکھی ہی۔ ای بندہ نواز ہماری سوانح عمری لوگون نے جیتے ہی جی ہاتھون ہاتھ چھاپ دی اور آمین ان جنگون اور معرکون اور لڑائیون کا ذکر ہی جو ہم سے اور دیوون اور جنون سے ہوئی تھین اس شخص نے کہا (اگر تمھاری سوانح عمری واقعی کسی سودائی نے لکھی ہی تو واللہ اسکے مقابل مین اور سب مہمل اور اول جلول کتابین گرد ہو گئی ہونگی) فوجدار نے کہا اچھا آپ ذرا بندے کے ساتھ رہیے ابھی ابھی معلوم ہو جائیگا کہ ان کتابون مین غلط بیان ہی یا صحیح۔

اس گفتگو سے اسکو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص پاگل ہی کچھ کہنے ہی کو تھا کہ فوجدار نے پوچھا جناب کا کہان سے آنا ہوا اور اسم مبارک کیا ہی اسنے کہا مین ایک چھوٹا سا رئیس ہون اور ایک موضع مین میرا مکان ہی جہان ہم اور آپ انشاء اللہ آج ساتھ ہی کھانا کھائینگے۔ میرا نام عبداللہ ہی۔ کچھ علاقہ ہی۔ بی بی بال بچون مین زندگی بسر کرتا ہون شکار کا بہت شوق ہی کتب بینی کا بھی ذوق ہی اکثر اپنے احباب اور ہمسایون کی دعوت کرتا ہون نہ کسی کے بھلے مین۔ نہ کسی کے برے مین۔ کسی کے کام سے غرض نہین۔ رہا ہے برد کا ہے بجور۔ غربا کی مدد بھی حتی الامکان کرتا ہون بغض و حسد عداوت سے طبیعت کو نفور ہی۔ مرنجان مرنج مزاج پایا ہی مذہبی کتابون کا مطالعہ زیادہ رہتا ہی اور پرستش کو سعادت سمجھتا ہون اور خدا کے رحم اور فضل و کرم پر بھروسا ہی بدھو یہ سب ذکر بڑی توجہ سے سن رہے تھے اور اسکو ایک راست باز اور ایماندار خدا ترس اور رسیدہ آدمی سمجھکر آپ گدھے سے اترے اور جھٹ اسکا قدم لیا اور صدق دل سے بوسے لیے اسنے حیرت مین آکر پوچھا بھئی یہ میرے قدم کیون چومتے ہو اسکے کیا معنی۔ بدھو نے کہا بس مجھے قدم چومنے دیجئے۔ اور یہ کہکر پھر گدھے پر سوار ہوے خدائی فوجدار یہ حرکت دیکھکر بعد مدت ذرا مسکرائے اور رئیس کو اور بھی زیادہ استعجاب ہوا۔

فوجدار صاحب انکی گرستی کا حال پوچھنے لگے کہئے آپ کے کتنے لڑکے ہین علماء اجل کا قول ہی کہ جس قدر خوشی انسان کو دوستون اور بچون سے ہوتی ہی کسی سے نہین ہوتی۔ اسنے کہا میرے ایک لڑکا ہی اٹھارہ برس کا۔ اگر یہ لڑکا نہوتا تو مین اور بھی زیادہ خوش ہوتا۔ اس وجہ سے نہین کہ وہ بد ہی بلکہ اسوجہ سے کہ جیسا ہونا چاہیئے ویسا نہین ہی۔ مین چاہتا ہون کہ مذہبی کتابون کو پڑھے یا سائنس۔ مگر وہ شعر شاعری کا شائق ہی۔ دیوان حافظ اور رباعیات عمر خیام اور شاہنامۂ فردوسی طوسی بہت پڑھتا ہی۔ اس بحث کی بہت فکر رہتی ہی کہ ناسخ اچھے تھے یا آتش۔

فوجدار نے کہا بندہ نواز آپ کو یہ بھی معلوم ہی کہ لڑکے جواہرات سے بھی زیادہ بیش بہا ہوتے ہین اچھے ہون یا برے۔ والدین پر فرض ہی کہ بچون کو اعلیٰ درجے کی تعلیم دین اور نیکی کا ڈھرا سکھائین

شعر و سخن بندہ نواز مثل ایک عورت نوخیز زن جمیلہ کے ہی جس کی شادی ہوئی ہو جس کسی کے ساتھ اس کی شادی ہو اسکو لازم ہی اسکی دل شکنی نہ کرے اور خاطر کرے اور گنوارون اور احمقون کی صحبت سے بچاے اگر اس عروس زیبا شمائل کو انسان اچھی طرح سنوارے تو دنیا مین نام ہو جاے۔ باقی رہا یہ امر کہ ناسخ اچھے تھے یا آتش۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے اپنے رنگ مین دونون اچھے تھے۔ اصل یون ہے کہ شاعری سیکھنے سے انسان نہین ہوتا بلکہ شاعر کے ساتھ شاعری پیدا ہوتی ہے یہ خلقی جوہر ہی آپ اپنے لڑکے کو علم نجوم بھی سکھائیے۔ اور فرسٹ کلاس جنٹلمین بنائیے۔ شعر شاعری بھی عمدہ شی ہی اور بادشاہ اور شہزادے تک شاعر کی قدر کرتے ہین۔

رئیس کو انکی تقریر سے اپنی راے بدلنی پڑی اب انکو یقین ہوا کہ یہ دیوانہ نہین ہی اتنے مین فوجدار صاحب کی نظر ایک گاڑی پر پڑی جس پر شاہی جھنڈون کے پھریرے اڑ رہے تھے۔ انھون نے بدھو کو آواز دی کہ ارے یار۔ ذرا ادھر آو اور ہمارا خود ہمکو دو۔ بدھو ایک گھوسی سے تازہ دودھ لے رہے تھے سنتے ہی دوڑ پڑے۔ گدھے کو ایڑ لگائی تو آقا کے قریب آئے اور ایک ایسا عجیب و غریب معاملہ ہوا کہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔

فصل۔ ۱۷

پیارے ناظرین۔ مورخ مظہر ہی کہ جب خدائی فوجدار نے بدھو کو آواز دی کہ خود پہلوانی جلد لاؤ تو وہ گھوسی سے اسوقت تازہ دودھ لے رہے تھے فورًا دوڑ پڑے۔ کہا حضور۔ ارشاد۔ فوجدار نے کہا بھئی بڑے موذی سے ابکی سابقہ ہی وہ آ گیا۔ بڑا معرکہ ہونے والا ہی۔ رئیس نے ادھر ادھر دیکھا تو حیرت ہوئی کہ یہ بک کیا رہا ہی۔ صرف ایک سرکاری گاڑی آ رہی ہی پھریرون سے یہ سمجھا کہ سرکاری روپیہ اسمین ہو گا۔ فوجدار سے کہا مگر انکو ایسی باتون کا کب یقین آتا تھا۔ فوجدار نے انسے کہا۔ ع۔ علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد۔ جنگ کے پہلے ہی سے انسان کو مستعد ہو رہنا چاہیئے مبادا ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے اور میرے دشمن دو قسم کے ہین ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ واللہ اعلم کس رخ سے حملہ آور ہون پھر بدھو سے خود کے طالب ہوے اب سنیئے کہ جلدی مین بدھو نے دودھ کا پیالہ خود مین رکھ دیا اور اب مارے بوکھلاہٹ کے خود مع دودھ اسی طرح دے دیا اور دودھ چہرے اور جسم اور کپڑون پہ گرا بھلا کر کہا ارے بدھو ذرا دیکھ تو یہ سفید خون کہان سے آیا۔ سر سے پانوٴن تک خون ہی خون ہو گیا اور سب سفید۔ ذرا رومال تو لاؤ۔ خود اتارا تو پیالہ بھی گرا مگر خود بدولت ایسے چوندھیاے ہوے تھے کہ ذرا خبر نہوئی۔ بدھو دل مین ہنس رہا تھا کہ اچھے الو بنے مگر خوف بھی تھا کہ مبادا فوجدار کہ

حال معلوم ہو جاے اب سنیئے کہ گاڑی قریب آئی اس پر گاڑیبان اپنے قاطر پر سوار تھا اور ایک آدمی اسکے
پاس بیٹھا تھا۔ فوجدار سامنے کھڑے ہوگئے۔ کہا یہ کس کی گاڑی ہی اور تم لوگ کون ہو اور کہان جاتے ہو
گاڑیبان نے کہا گاڑی میری ہی۔ اس مین جنرل سپر جنگ کے دو شیر ہین جو انھون نے بادشاہ کی نذر کیلئے
بھیجے ہین آپ سڑک سے ہٹجائیے یہ دونون اسوقت بھوکے ہین۔ فوجدار مسکرا‌ے کہا وہ سیر تو ہم
سوا سیر۔ شیرون کی بھی کوئی حقیقت ہی بڑے ہون خواہ چھوٹے بنگال کے ہون یا افریقہ کے۔ اچھا
اب سنو ہم خدائی فوجدار ہین جانورون تک پر ظلم روا نہین رکھتے۔ ے اب بس انکو کھول دو اگر یہ
اپنی مرضی سے آمین جاتے ہون تو لیجاؤ ورنہ ابھی کھولدو اور نہ کھولوگے تو یہ نیزہ پار ہوگا۔ وہ سمجھ گیا کہ کوئی
سڑی ہی کہا حضور اپنی مرضی سے یہ جاتے ہین آپ نے مسکرا کر کہا یہ بھونڈے چکمے کسی اور کو جا کے دنیا۔ اگر اپنی
مرضی سے جاتے ہین تو کٹہرا کھولدو۔ بند کیون کیا ہی۔ اتنے مین بدھو نے رئیس سے کہا سرکار ذرا انکو سنبھالئے
اگر شیر کھولدیئے گئے تو ہم سب کو مار ڈالین گے۔ رئیس نے کہا کیا یہ واقعی سڑی ہین۔ ارے یہ شیرون سے
جا کے لڑینگے۔ لاحول ولا قوۃ!!! اچھا مین سمجھاتا ہون فوجدار صاحب سے کہا حضرت خدا کے لیے
انکو نہ چھیڑیئے گا۔ وہ خفا ہو کر بولے خاموش۔ ع۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ آپ دخل نہ دین او گاڑی
والے کھولدے ورنہ جہنم واصل کرونگا۔ یہ کہکر تلوار لیکر چلے گاڑی والے نے کہا خدا کے لیے مجھے قاطر لے کر
بھاگ جانے دو۔ فوراً قاطر گاڑی سے کھولے اور دوڑ گیا۔ شیر پالنے والے نے جو ساتھ تھا باواز بلند کہا
ارے صاحبو۔ یہ اندھیر کیا ہی۔ آپ لوگ کیون اپنی جان کے گاہک ہوے ہین۔ دور بھاگ جائیے رہا مین
مجھ سے سدھے ہوے ہین۔

اس پر بدھو نے پھر سمجھایا۔ سرکار یہ جادو کا کھیل نہین ہی مین نے ابھی ایک شیر کا پنجہ دیکھا پنجہ کیا
ہی اس پنجے سے معلوم ہوتا ہی کہ شیر پہاڑ سے بھی بڑا ہی انھون نے بدھو کی ایک نہ سنی اور نہ رئیس کا کہنا مانا
اور اب سب کی امیدین منقطع ہوگئین۔

اب سنیئے کہ اگر فوجدار کو یہ لوگ دیوانہ نہ سمجھتے تو گرفتار کر لیتے مگر دیوانے پاگل اور شمشیر بکف سے
کون بولے۔ بدھو نے گدھے کو بھگایا۔ گاڑیبان قاطر لیکے الگ چلا رئیس نے گھوڑی کو تیز کیا بدھو اپنے
آپ کو کوستا چلا کہ اس سودائی کے ساتھ کیون آیا۔ اور شیرون سے دور رہو جانے کی سب نے
کوشش کی کہ ایسا نہو نکلتے ہی کام تمام کر دین جب سب لوگ خطرے سے دور چلے گئے تو شیر کے
پالنے والے نے کہا حضور اب بھی سویرا ہی ذرا تو غور کیجئے انھون نے اسکے جواب مین کہا خاموش
بس کھولدے ہم پیدل لڑین گے یہ کہکر رشک حمار سے اترے کہ ایسا نہو بھڑکے اور لیکے بھاگ جائے

اتر کر کٹہرے کے پاس گئے اور نیزے کو سنبھال تلوار کو سوت کر پیترے بدل کے کھڑے ہوے اور خدا اور اپنی معشوقہ کو یاد کیا۔

واضح ہو کہ اس تاریخ کے مصنف نے اس مقام پر **خدائی فوجدار** صاحب کی اعلیٰ درجے کی اجڈپن کی بسالت اور انتہاے وحشت کی بڑی تعریف کی ہے کہ شاباش اے نامی بہادر۔ ایک کچ لوہیا تلوار ہاتھ مین جس سے نکٹے کی ناک دیر مین کٹے اور تن تنہا میدان مین کھڑا کس سے لڑنے کو تیار ہے شیر سے۔ کون شیر۔ شیر ببر۔ کیسے شیر ببر۔ ایسے شیر ببر جنسے بڑے شیر نہ پیدا ہوے اور نہ ہونگے الغرض ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست۔

اب مورخ میگوید جب اس آدمی کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ یہ سودائی اب کسی طرح نہ مانے گا اور اگر نہ کھولونگا تو مار ہی ڈالے گا جیتا نہ چھوڑیگا فوراً خدا کا نام لیکر شیر نر کے کٹہرے کا دروازہ کھول دیا۔ شیر جو دیو کے برابر تھا اور بڑا بھیانک لیٹا ہوا تھا پہلے تو اس نے کٹہرے کے اندر جھومتے ہوے ایک چکر لگایا اسکے بعد ایک پنجہ باہر نکالکر لیٹا۔ بعد ازان زبان سے بدن چاٹا اور جمائی لی **فوجدار** چاہتے تھے کہ شیر نکلے تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون۔

شیر نے انسانیت کی کہ اٹھ کے دوسری جانب لیٹا۔ اسپر **فوجدار** نے اسکے پالن سے کہا ذرا اسکو دو تین گھونسے زور زور سے لگا دُکہ اسکو غصہ آئے۔ اُسنے کہا بس اب اس سے معاف فرمایئے اب جو اسوقت نہین نکلا تو دن بھر نہ نکلے گا آپ کی جرأت کا ثبوت تو ہو گیا شیر تک لوہا مان گیا **فوجدار** نے کہنا مان لیا اور کہا اچھا بند کر دو مگر ہمکو ایک سرٹیفکیٹ دو ہم اپنے ساتھی بھگوڑون کو بھی بلاتے ہین تاکہ تمھاری زبانی ہماری بہادری کا حال وہ بھی سنین۔ وہ بھی آئے مگر ڈرتے ڈرتے۔ آتے ہی پوچھا **فوجدار** صاحب کہان ہین زندہ ہین یا مار ڈالے گئے۔ انھون نے کہا ذرا انکی زبانی سنو۔ میرا کہنا اپنے منہ میان مٹھو بننا ہے۔ ان کی زبانی سنیے کہ کیا کارنمایان ہم نے کیے اس نے بڑے مبالغے کے ساتھ تعریف کی کہ یہ ہوا اور وہ ہوا اور پہلے شیر مارے ڈر کے کٹہرے سے بھاگ جانے کو تھا مگر حضور جو دروازے پر کھڑے ہو گئے تو رونے لگا کہ کوچہ گریز بند ہے آخر کار قدمون پر گرا اور پھر مارے ڈر کے بھاگ کے اُدھر ہو رہا اور اگر بند نہ کرون تو مارے خوف کے مر ہی جائے **فوجدار** صاحب نے اکڑ کر کہا کہو بدھو نواب کہو۔ جادو کی ایسی تیسی۔ بدنصیبی اور شے ہے وہ جادو کے زور سے ہم پر غالب ہے مگر ہماری جوانمردی کو تو دیکھو۔

بدھو نے آقا کے حکم کے بموجب گاڑی والے کو دو اشرفیان دین اور اسنے کہا کہ مین جس سے ملونگا اس سے آپ کی بڑی تعریفین کرونگا اور خود بادشاہ سے کہونگا۔ فرمایا کہ بادشاہ سے کہدینا کہ نوشیروان **خدائی فوجدار** نے شیر کو نوک دم بھگا دیا۔ آج سے ہمارا خطاب نوشیروان ہے

اگلے وقتون کے یلان نامدار نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بندے انکے مقلد ہین۔گاڑی اب اپنی راہ لگی اور فوجدار اور بدھو نفر اور رئیس اپنے راستے چلنے لگے۔

رئیس شش و پنج مین تھے کبھی دیوانہ سمجھتے تھے کبھی نیم پاگل کبھی عالم۔کبھی یہ راے ہوتی تھی کہ باتین عالمون کی ہین اور حرکتین پاگلون کی۔کہتا ہی ٹھیک۔مگر ہی سٹری۔پڑھا لکھا سودائی۔خوانندہ دیوانہ اس سے بڑھ کے دیوانگی اور کیا ہوگی کہ خود سر پر ہی اور دودھ کو جادو کا سفید خون سمجھے۔واہ۔اور اس اجڈپن کے صدقے کہ شیر ببر سے لڑنے چلے۔الو مر گئے اور اولاد چھوڑ گئے

اتنے مین فوجدار نے کہا جناب رئیس صاحب اسمین کوئی شک نہین کہ آپ مجھے سٹری سودائی سمجھتے ہون گے اور میری حرکتون سے بھی ایسا ہی کچھ ثابت ہوتا ہی۔سنیے جناب جو بہادر لوگ کہ بادشاہون کے ساتھ رہتے ہین وہ چمک دمک کی وردی سے بڑے بانکے سپاہی معلوم ہوتے ہین اور جو بہادر لوگ شہزادے یا وزیرزادے کی سواری بادبہاری کے ہمراہ حفاظت کے لیے رہتے ہین وہ بھی بڑی نوک کے جوان معلوم ہوتے ہین۔مگر

تو نہ رنج آزمودہ کا نہ حصار		نہ بیابان و باد و گرد و غبار	

سب سے زیادہ دلاور اور بانکے اور خوبصورت وہ بہادر لوگ ہین جو گرمی اور سردی اور برسات ایک کو نہین مانتے اور تنہائی اور عزلت اور رنج اور تعب اور کشت و خون اور جنگ و جدال کو فخر سمجھتے ہین۔اور ابد الآباد تک اُنکا نام رہتا ہی۔کوئی یل نامدار شہزادیون کی سواریون کو زینت دیتا ہی کوئی شہنشاہون کے دربار مین سنہری رُپہلی وردیان اور تمغون سے زیب بخش ہوتا ہی مگر جو سر بکف جاتا ہی وہ بندہ ہی ہی۔یہ بہتر ہی کہ ہمکو کوئی اجڈ کہے بہ نسبت اسکے کہ بودا کہے۔بودا کہنا ایسا ہی کہ جیسے ہم پر سو جوتے لگا دیئے اجڈ کہو شوق سے کہو ہم اسکا کب بُرا مانتے ہین۔ہم اجڈ ہمارے باپ دادا اجڈ۔مگر بزدل کوئی کہے تو ہم اسکو مار ڈالین۔انسان چاہے سخی نہو۔چاہے مالدار نہو چاہے عالیخاندان نہو مگر جری ضرور ہو۔یہ نہ کوئی کہے کہ فلان یل نامدار بزدل اور بودا ہی۔رئیس نے کہا ای یلان نامدار کے بعد موت نام لینے اور پانی دینے والے آفرین ہی ای بہادر آفرین۔شاباش۔آپ نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہی تمنے ان سب کا نام روشن کر دیا۔اب ذرا تیز چلیے ورنہ میرے گانوُن اور مکان تک جاتے جاتے دیر ہو جائے گی۔اس تکلیف کے بعد ذرا آرام بھی چاہیے۔گو جسمانی تکلیف نہ اٹھائی ہو مگر دلی تو اٹھائی اور دماغ اور دل کا اثر جسم پر بھی ضرور پہونچتا ہے۔فوجدار نے کہا بھائی صاحب آپ کی نوازش اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہون۔یہان سے ذرا

تیز چلے تو دو بجے دن کے یہ قافلہ رئیس موصوف کے مکان پر پہونچا ان کا نام فوجدار نے بہادر مخملی پوش سبز تہ گلگون رکھا تھا

فصل - ۱۸

خدائی فوجدار نے اپنے یار بہادر مخملی پوش سبز تہ گلگون کے مکان کا خوب جائزہ لیا اور مکان کو فراخ پایا گاؤن کی قطع کا مکان تھا اور بڑے بڑے پھاٹکون پر آلات ضرب بنے ہوے تھے اور ادھر اُدھر بیلین چڑھی ہوئین تھین اور دو چار بہت ہی بڑے بڑے چھپر پڑے ہوے جنکے بانس اور تھونیان شیطان کے ماہی مراتب کی خبر لاتی تھین جس قصبے مین **فوجدار** کی معشوقہ طرحدار رہتی تھین وہان کے کمہار مٹی کے بڑے بڑے شیر بنانے مین دور دور تک مشہور تھے - دو شیر ایک پھاٹک پر ادھر ادھر دیکھکر انکو اپنی معشوقہ یاد آئین اور یون چہچہ زن ہوے -

ای شیران گلی تمھارے دیکھنے سے مجھے اپنی معشوقہ سیمبر یاد آئین -

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا		کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے	

یہ شعر ایک شاعر نے سنا وہ شاعر کون تھا رئیس کا لڑکا - وہ اور اسکی مان دونون **فوجدار** سے ملنے آئے - انکی قطع اور وضع دیکھکر دونون کو ازبس حیرت ہوئی - **فوجدار** صاحب راہوار سے اترے اور بہت ادب کے ساتھ اجازت چاہی کہ رئیسہ کے ہاتھ کو بوسہ دین - رئیس نے کہا بی بی اپنی خلقی اور معمولی اخلاق سے نوشیروان شیر افگن **خدائی فوجدار** صاحب سے ملو آپ یل نامدار ہین اور بڑے جری بہادر سپہ سالار - تمام دنیا مین آپ سے زیادہ اور کوئی نہین ہے - یہ رئیسہ جسکا نام مہر منیر تھا بڑے تپاک سے انسے ملی اور **فوجدار** صاحب بھی با اخلاق و ادب پیش آئے اور الفاظ شُستہ استعمال کیے ان سے اور اس لڑکے سے بھی خلق و اخلاق کی گفتگو ہوئی - اور اسکی گفتگو سے **فوجدار** سمجھ گئے - کہ لڑکا ذکی اور ہونہار ہے -

مورخ نے رئیس کے مکان کا کل حال بیان کیا ہے کہ اس امیر کے مکا نمین کیا کیا اسباب تھا مگر مترجم کتاب نے انکا ذکر مرفوع القلم کر دیا کیونکہ خفیف خفیف باتون کا ذکر ان کی راے کے خلاف ہے رئیسہ نے اپنے معزز مہمان کی خاطر داری اور تواضع مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا - وہ یہ دکھاتا چاہتی تھین کہ گو مین گانؤن مین رہتی ہون مگر مجھے مہمانداری اور مہمان نوازی کے طریقے خوب یاد ہین فوجدار کو بدھو نوفر میزبان کے حکم سے ایک کمرے مین لے گئے اور وہان انکے ہتھیار اتار کر ایک کونے مین رکھے اب یہ ایک سفید پتلون اور سفید شرٹ پہنے تھے کبھی گھوڑے پانی سے انھون نے منھ دھویا کیونکہ دودھ

جو اُنکے سر اور جسم پر گرا تھا اسکی چکناہٹ کا اثر ابتک باقی تھا اس غسل صحت مین بدھو نے انکو بڑی مدد دی اور یہ نہا دھو کے صاف ہو گئے۔

رئیسہ نے اپنے میان کے مہمان کے لیے بڑی تیاریان کین اور کوشش کی کہ کوئی دقیقہ خاطرداری کا باقی نہ رہ جائے مگر انکی سمجھ مین نہین آتا تھا کہ یہ کون بزرگوار ہین۔ اُسکے لڑکے نے اپنی مان سے پوچھا (امی جان یہ کون ہین) انھون نے کہا (بٹیا مین خود نہین جانتی۔ آدمی پڑھا لکھا معلوم ہوتا ہے اپنے ابا سے پوچھو) اسنے باپ سے پوچھا (ابا یہ ہمارے مہمان کون ہین) رئیس نے کہا بٹیا اس کا جواب مین کیا دون۔ مجھے خود ہی نہین معلوم کہ کون ہین اور کیا ہین۔ میرے نزدیک ان سے بڑھ کے دیوانہ کوئی نہین پیدا ہوا۔ تم ان سے خود گفتگو کرو تو تمکو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کون ہین تقریر شستہ۔ گفتگو عمدہ۔ فصیح بلیغ۔ مگر حرکات سکنات سے جنون کے آثار قدم قدم پر موجود۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ۔۔۔ پاپوش مین لگا دی کرن آفتاب کی

رئیس زادہ اپنے مہمان **خدائی فوجدار** کے پاس گیا کہ ذرا انکی نبض دیکھے اسکے بعد رئیس زادہ والا تبار ہمارے **خدائی فوجدار** دام بالافتخار کی عقل اور دماغ کی نبض دیکھنے گئے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہی۔ عند التذکرہ **فوجدار** نے رئیس زادے سے کہا حضرت آپ کے والد ماجد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ بڑے سخن سنج طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہین اور شاعری کے فن شریف مین خداداد قابلیت رکھتے ہین اور آپ شاعر غرا ہین اس نے جواب دیا ہان شاعر تو شاید ہون مگر شعرائے غرّا کی تو جوتی کی پھپٹ مپھٹ کو بھی نہین پہونچتا۔ اس مین شک نہین کہ خاکسار کو فن شعر گوئی کا کچھ کچھ شوق ہی اور شعرائے گرانمایہ کے کلام بدیع کا بھی شائق ہون مگر جو خطاب جناب والد نے عطا فرمایا ہے اس کا مین اپنے آپ کو مستحق نہین سمجھتا۔ **فوجدار** نے جواب دیا یہ کسر نفسی عین دلیل کمال ہی خصوصًا شعرا کی کسر نفسی کیونکہ شاعر مغرور ہوتے ہین اور دون کی ہبت لیتے ہین کہ ہم ایسے او رہم مدو سا ہی پیسے اور ہمچو من دیگرے نیست۔ رئیس زادے نے کہا یہ سب سچ ہی مگر ہر قاعدے کے لیے مستثنیات ضرور ہین۔ ایسے لوگ بھی ہین کہ۔

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ۔۔۔ اسپ طرب از گنبد گردون بجہاند

فوجدار نے کہا ہان ایسے ہون مگر معدودے چند اب یہ تو فرمائیے کہ آپ کے والد نے فرمایا تھا کہ آج کل آپ کچھ فکر تازہ کر رہے ہین۔ ۶۔ کان ہین مشتاق کچھ فرمایئے ؎ اور اسی فکر مین ہر دم غلطان پیچان رہتے ہین۔ اگر کوئی قصیدہ دلکش کسی کی شان مین فرمایا ہے تو طرز نوی اس مین ہونی

چاہیے اسپ اور فیل اور شمشیر کی تعریف تو سب ہی کہتے ہین مگران سب سے بہتر ہماری معشوقہ زرین کمر کی توصیف ہی وہ کیا وہ یہ کہ ع - بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ‌‌ ۂ رئیس زادہ ابتک انکو دیوانہ نہین سمجھتا تھا مگر اس تمہید نے کہ باتین کرتے کرتے اور ہی ذکر چھیڑ دیا یہ سمجھ گئے - کہ پکا سڑی اور بڑا سودائی ہی اُنھون نے پوچھا حضور نے مدرسون مین تو ضرور تعلیم پائی ہوگی - بھلا علوم شریفہ مین کون علم آپ کو پسند ہی - فوجدار تڑ سے بول اُٹھے وہ علم جو انسان کو یل نامدار کر دیتا ہی خدائی فوجدار شعر شاعری سے کسی قدر بڑھا ہی ہوا ہے - یہ بولے اس علم کا نام مین نے آج تک نہین سنا تھا - فوجدار نے کہا تمام دنیا کے علوم اسمین شامل ہین - قانون اور قوانین کی ہر شاخ مع اصول و فروع کے علم الٰہیات کا بھی عالم اجل اور فاضل اکمل ہونا چاہیئے علم طب مین بھی دخل ہونا چاہیئے خصوصًا خواص نباتات اگر اس علم شریف سے بے بہرہ ہی کہ جڑی بوٹی کی کیا خاصیت ہی تو زخم کیا خاک اچھے کریگا - اور زخمی ہونا یلون کے لیے فخر کا مقام ہی اور قدم قدم پر دھرا ہوا ہی ہیئت دان بھی ہونا ضروری ہی کہ ستارون سے وقت دریافت کر سکے اور آب و ہوا سے معلوم ہو جاے کہ دنیا کے کس حصے مین ہی - ریاضی دان ہونیکی اشد ضرورت ہی اسکے بغیر ایک قدم بھی نہین چل سکتا اور ان سب علوم دینی و دنیوی و فلکی کے علاوہ پیراکی بھی اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے - سائیسی علم دریاؤ سے واقف ہونا چاہیے - نعلبندی مین بھی کامل ہونا چاہیے - خدا ترس خدا شناس ہونا لازم و ملزوم ہی اور اگر اپنی معشوقہ کا غلام ہوا تو کسی مصرف کا نہین - کسی کی جانب نظر بد نہ ڈالے - دروغ گو نہو - راست باز ہو حق شناس ہو - صابر و شاکر ہو - اور زیر دست کو مدد دے غربا کو کھانا کھلاے اور اگر سر بھی کٹ جائے تو جھوٹ نہ بولے - رئیس زادے نے کہا حضرت اللہ اس علم شریف کے سامنے اور سب علم گرد ہین بشرطیکہ یہ صحیح ہے فوجدار نے کہا یہ (بشرطیکہ) کے کیا معنے - وہ بولے اسکے یہ معنی کہ اس قسم کا آدمی جس مین اتنی صفتین ہون ہو ہی نہین سکتا - فوجدار نے کہا یہ تو مین خوب جانتا ہون اور کئی بار کہہ بھی چکا ہون کہ تمام دنیا کو یہ جنون ہی کہ یلان نامدار نہ کبھی تھے اور نہ ہین اور نہونگے ایک زمانہ اس جنون مین گرفتار ہی مگر وقتًا فوقتًا انکو معلوم ہو جاتا ہی کہ ہان جو سنتے تھے وہ صحیح ہی - اونٹ جب پہاڑ کے تلے آتا ہی تب اسکی آنکھین کھل جاتی ہین بندہ نواز بہت سے جاہل تو جن اور بھوت اور پریت کے بھی قایل نہین مگر انکے نہ قایل ہونے سے کیا ہوتا ہے وہ نہ قایل ہوا کرین ہان جب کوئی بھوت اندھیرے اجالے دے پٹختا ہی تب پٹخنی کھا کر چین چین کرنے لگتے ہین - ہم ثابت کر دین گے کہ زمانہ گذشتہ مین ضرور اس قسم کے لوگ تھے اور اب بھی ہین اور دنیا کو بڑا فائدہ پہونچاتے ہین آج کل ان کی تعداد کم ہی اور دنیا کے لوگ گناہ بہت کرتے ہین

سستی کاہلی عیاشی کا ڈنکا بجتا ہی۔ رئیس زادے نے اپنے دل مین کہا اب انکی دیوانگی جوش پر ہے اور اگر نئے قسم کے دیوانے کو ہم دیوانہ نہ سمجھین گے تو خود دیوانے۔

یہان پر انکی گفتگو ختم ہوئی تو کھانے کی گھنٹی بجی اور رئیس نے اپنے صاحبزادے سے پوچھا کہو انکی لیاقت کا تمنے کیا اندازہ کیا اس نوجوان نے کہا اچھے اچھے اور لائق سے لائق ڈاکٹر سر ٹپک کر مرجائین مگر ممکن کیا کہ انکے دیوانہ پن کا علاج کر سکین عجب قسم کی دیوانگی ہی۔ پڑھا لکھا سڑی اسی کو کہتے ہین اب کھانا کھانے بیٹھے۔ انواع اقسام کے کھانے۔ لذیذ و نفیس۔ **فوجدار** صاحب ایک بات سے بہت ہی خوش ہوے وہ یہ کہ سبکو دیکھو خاموش۔ سناٹا پڑا ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد دسترخوان اٹھایا گیا اور شعر شاعری کی بحث شروع ہوئی۔ **فوجدار** صاحب نے رئیس زادے سے کہا شعرا مین آپ کو کس کا کلام پسند ہے انھون نے کہا میر اور آتش اور غالب اور صبا کا کلام۔ **فوجدار** نے انکی راے سے اتفاق کیا اور کہا سودا اور ناسخ کو کیون چھوڑ دیا۔

رئیس زادہ۔ ناسخ کا کلام بھی خوب ہی اور سودا سے بڑھ کر ہاجی کوئی نہ تھا۔

فوجدار۔ مرثیہ گویون مین آپ کسکو بہتر سمجھتے ہین۔

ر۔ انیس کو میر انیس صاحب مبرور۔

ف۔ اور دبیر کو کیسا سمجھتے ہین

ر۔ وہ بھی اپنے رنگ مین اچھے تھے مگر اس سے بہتر رباعی کوئی کہ تو دے۔

آغوش لحد مین جبکہ سونا ہوگا	جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی مین آہ کون ہووےگا انیس	ہم ہوئینگے اور قبر کا کونا ہوگا

ر۔ سبحان اللہ۔ یہ رباعی بھی ملاحظہ ہو۔

جس روز کہ ہو اذا السماء انشقت	اور ہووے عیان اذا النجوم انکدرت
خاتون قیامت یہ کرین گی فریاد	اولاد مری باے ذنب قتلت

ف۔ بلاغت زیادہ ہی۔

ر۔ بیشک مگر کس قابلیت کے ساتھ۔ ایک شاعر کا شعر آپ کو سناؤن بلکہ دو شعر۔

ہوش منجوار کو اے ساقی گلفام آئے	جان آجائے لبون تک جو لب جام آئے

ف۔ خوب کہا ہے بہت ہی خوب کہا ہی۔

ر۔ اور سنیے۔

وان بھی ناکام رہے خلق سے ناکام آئے
ہم لب گور تھے جب آپ لب بام آئے

ف۔ خواجہ صاحب کا یہ شعر ہمین از بس پسند ہے۔

بھول کر ای چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

ر۔ خوش گفتہ است۔ صبا کا شعر سنیے گا۔

دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

ایک مثنوی کے چند اشعار سناتا ہون۔ ساقی نامہ سنیے۔

لندن کی پلادو آتشہ مے
آپیر مغان کدھر چھپا ہے

ہن برسے گا میکدہ پر اے یار
رندون کو جو تو کریگا سرشار

داتا پلوا شراب اچھوتی
خوشبو خوشرنگ تیز جو کھی

کوثر کی بھی نہین ہے منظور
لیڈی وائین جسے پیے حور

سرجوش شراب ناب لادے
بوتل منھ سے مرے لگادے

بوتل سے ہوگی میری سیری
مشکیزے مین لا شراب شیری

رم جھم یہ برس رہا ہے پانی
بے مے ہے حرام زندگانی

فتوے واعظ کا کون مانے
لاکھو نہین یون کھلے خزانے

گھر گھر کے یہ آرہے ہین بادل
میخانے کو کردے تو بھی جل تھل

واعظون کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہین۔

کیون قبلہ اگر کوئی پری چھم
با ناز و کرشمہ و خم و چم

بحر خوبی زپاے تا فرق
ہنستی کہتی ہوئی انا البرق

پھڑکاتی ہوئی وہ بوٹی بوٹی
ابھرا سینہ کھجوری چوٹی

پرکالۂ آتش و ستم گوش
نسرین تن و نسترن بناگوش

غیرت دہ گلرخان نوشاد
شیرین حرکات اور پریزاد

لپٹ کے گلے کہے مری جان
جو کچھ کہون مان لو مین قربان

پی لو یہ شراب پرتگالی
اٹھی ہین گھٹائین کالی کالی

اچھا ہو برا ہو پن ہو یا پاپ
جو کچھ کہے سب وہ کیجیے آپ

فوجدار نے ایک طنطنہ سبحان اللہ بلند کیا اور کھڑے ہو کر کہا۔

ای نوجوان غیرت سحبان رشک شعراے ہند وایران ہین اور میرا خدا ساری خدائی مین تمھارا سا کوئی شاعر عزاسخندان بے ہمتا نہین۔ شعر غلام شاعری تمھاری لونڈی کا نام ہے۔ از آدم تا این دم واز خاقانی تا قاآنی تمھارا ثانی کوئی نہین۔ ایسا سخنور سخن سنج خلق مین خلق نہین ہوا از براے خدا کچھ اور بھی اپنا پاکیزہ کلام سنائیے۔ اب سنیئے کہ گو رئیس زادے کو خوب یقین تھا کہ فوجدار دیوانہ آدمی ہی مگر ع۔ خوشامد مہرکہ را کردم خوش آمد۔ بھول گئے۔ اور یہ بند پڑھا۔

ہان ساقیا چھکادے مئے لالہ فام سے		ملجائین دونون لب لب رنگین جام سے	
مطلب نہین تمیز حلال وحرام سے		ہم رند ہین غرض ہی ہمین اپنی کام سے	

مانند ہوش بھاگین عدو خوب نام ہو	
موج شراب ہاتھ مین اپنے حسام ہو	

فوجدار نے اس شعر کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اب کوئی آپ کا جواب دینے والا نہین ہی چار روز کے بعد فوجدار اپنے میزبان سے خوش خوش رخصت ہوے۔ مگر میان بدھو نفر کو بڑا رنج تھا کہ مفت کا کھانا اور آرام چھوڑ کر اب جنگل بیابان مین پریشان ہونا پڑیگا۔ چلنے کے قبل فوجدار اور بدھو نفر مین بڑے مزے کی گفتگو ہوئی جس سے رئیس اور رئیس زادہ اور بھی محظوظ ہوے۔

بدھو۔ حضور وہ جزیرہ جسکے ہم بادشاہ ہونگے اب کب ملے گا۔

ف۔ اس وقت ہم شعر شاعری کے پھیر مین ہین۔

ب۔ اگر شاعری کی جانب طبیعت مائل ہو تو از براے خدا اپنی راے اور مرضی کے مطابق نہ فرمائیے گا ورنہ شعر تباہ ہو جاے گا۔

ف۔ اوگھامڑ تو چہ دانی۔

رئیس اور رئیس زادے نے اس مہمل لاطائل گفتگو کا بڑا لطف اٹھایا۔ اور اخلاق اور محبت کی باتین ہوکر دونون رخصت ہوے فوجدار صاحب رشک حمار پر سوار اور بدھو نفر اپنے گدھے کی پیٹھ پر۔

فصل ۱۹

خدائی فوجدار صاحب چند ہی قدم رئیس کے گھر سے آگے بڑھے ہونگے کہ چار سوار ملے دو طالب علم اور دو گنوار۔ دونون گدھون پر سوار گنوارونکے پاس کوئی شے تھی جو معلوم ہوتا تھا

کہ وہ کسی بڑے شہر سے لائے ہین اور ان دونون کے پاس بھی کچھ چیزین تھین۔ **فوجدار** کو دیکھتے ہی ان سبکو حیرت ہوئی اور قطع شریف **فوجدار** نے سلام کیا اور جب ان کو معلوم ہوا کہ ہمارا اور انکا دور تک ساتھ ہوگا تو بڑے خوش ہوے۔ اب سیلیے کہ انکی تیز قدم گھوڑی انکے رشک حمار سے آگے بڑھنے لگی تو انھون نے ڈانٹا کہ ذرا باگین روکے ہوے اور کہا سنو صاحب ہم یل نامدار ہین۔ **خدائی فوجدار** ہین شیر افگن ہمارا خطاب ہی۔ گنوار تو ذرا بھی نہ سمجھے کہ ۔ع۔ چہ میگویدا بو نصر فراہی ۔ مگر طالب علم تاڑ گئے کہ سودائی ہی۔ ایک نے کہا اگر آپ کسی ضروری مہم پر نہ جاتے ہون تو ہمارا بھی ساتھ آج سفر مین کیجئے ہم ایک برات مین جاتے ہین بڑی دھوم کی شادی ہی کئی کوس تک برابر جلوس رہیگا۔ پوچھا کیا کسی شہزادے کی شادی ہی کہ اس قدر دھوم دھام ہی۔ کہا نہین۔ ایک کسان کی شادی ہے دولھا دنیا بھر کے کسانون سے مالدار ہی۔ دلھن ایسی طرحدار ہی کہ اتنی حسینہ جمیلہ تمام عالم مین نہین۔ دولھا کا نام امیر کبیر ہی اور دلھن کو گلاب کا پھول کہتے ہین۔ دولھا کا سن بائیس برس کا دلھن اٹھارہ برس کی برابر کی جوڑی۔ چاند سورج کی جوڑی۔ برات کے ساتھ ناچ بھی ہوگا اور تلوار کی لڑائی۔ بھٹیا ریونکی لڑائی مینڈھون کی لڑائی۔ ہاتھیون کی لڑائی۔ گینڈون کی لڑائی بھی ہوگی اور تھیٹر بھی ساتھ ساتھ ہوتا جائے گا۔ سبز پری اور پکھراج پری اور شہزادۂ گلفام۔

محفل راجہ مین پکھراج پری آتی ہے	سارے معشوقون کی سرتاج پری آتی ہی
جس کا سایہ نہ کبھی خواب مین دیکھا ہوگا	آدمی زاد مین وہ آج پری آتی ہے

دولھا بڑا شکاری بڑا اگلچلا بڑا تلوریا بڑا لڑنتیا ہی۔ اس جرأت کو ملاحظہ فرمائیے کہ اکیلا گھڑیال کا شکار کرتا ہی۔ گھڑیال کے کنڈ مین بے تحاشا کود پڑتا ہی اور شیر کی طرح لڑتا ہی آؤ دیکھتا ہی نہ تاؤ دھم سے کود پڑتا ہی اور شیر کی طرح لڑتا ہی میرا شیر۔ ہاتھ مین صرف ایک دو ہاتھ کی چھڑی۔ ادھر یہ کودا اور ادھر گھڑیال لپکا۔ آدمی کی بو پر لپکتا ہی۔ اسکے لپکتے ہی اسنے پھرتی کے ساتھ غوطہ مارا اور گھڑیال بھی ڈوبا۔ اور یہ تڑسے وہ ہوا گھڑیال پھر بلا کی طرح لپکا اور یہ تیر کی طرح غائب۔ اُدھر وہ جھلایا اور ادھر انکو طیش آیا۔ یہ پھر غوطہ مارکے مستعد کارزار ہوے۔ اور اک دفعہ غصے مین آکے وہ انکو چھاپ بیٹھا اور انھون نے چھری سے پیٹ کو چاک کر ڈالا۔ وہ مارا۔ خون جو دریا کے سطح پر آیا تو لوگ سمجھے یہی مار ڈالا گیا اور تھوڑی ہی دیر مین اسنے گھڑیال کو نکال کے پھینکدیا۔

فوجدار کی باچھین کھل گئین۔ کہا واہ رے بہادر۔ ایسی جمیلہ نگہبدا جسینہ غنچہ دہن کے قابل تو ہی ہی ۔ع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ اس پر سب عورتین عاشق ہو جائین اور جان دینے لگین۔

شادی کے لیے ضرور رہے کہ دیکھ بھال کے کرے۔ عقلا کا قاعدہ ہے کہ سفر دراز مین کسی نہ کسی ایسے دوست یا رفیق کو ہمراہ لے لیتے ہین جو دلچسپ اور خوش مزاج ہو۔ زندگی کا بہت بڑا سفر ہی اس کے لیے اور بھی دیکھ بھال کے رفیق ساتھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ عقد کے وقت سے تا دم مرگ ساتھ ہو گا۔ بدصواب تک خاموش تھے اب یہ بھی چہکنے لگے۔ کہا مرضی مولےٰ از ہمہ اولیٰ۔ اللہ میان کے بڑے بڑے ہاتھ ہین۔

یہ دنیا دو رنگی مکارہ سرا ے	کہین کھوب کھوبا کہین ہاے ہاے

فوجدار نے جھلا کر کہا ارے بدبخت اس گفتگو کا یہ کون موقع ہے۔ تو گدھے اس شعر کے معنی تو بتا۔ خوب خوبا کو کھوب کھوبا کہتا ہے اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

اب سنیئے کہ ادھر تو ان دو تون مین یہ بحث ہو رہی تھی اور اُدھر اُن دونون طالبعلمون مین جھگڑا ہونے لگا کہ لفظ مشک صحیح ہے۔ یا مشک۔ دیوانہ باندھنا جائز ہے یا ناجائز۔

اب سنیئے کہ جھٹپٹے وقت یہ معلوم ہونے لگا کہ انکے اور گانؤن کے درمیان مین ایک آسمان پیدا ہو گیا ہے۔ اک آسمان بنا اور آسمان کے تلے یہ معلوم ہوتا تھا کہ تارے چھٹکے ہوے ہین اور آسمان جگمگا رہا ہے اور چاند سامنے سے نظر آتا ہے۔ بدر منیر بصد خوبی و شان جلوہ افگن ہے۔ اتنے مین تاشون اور شہنائی اور روشن چوکی اور انگریزی باجے کی آواز کانون مین آئی۔ کرم دھم کرم دھم۔ قصبے کے قریب آے تو دیکھا کہ ایک پھاٹک بنا ہے۔ سونے کا۔ اور چاندی کی ہانڈیان لٹکی ہین اور اس پر نوبتخانہ ہے اور نوبت مزے دکھا رہی ہے۔ شہنائی رنگت جما رہی ہے۔

بجتے ہین خوشی کے شادیانے	کیا دن یہ دکھاے ہین خدا نے

آگے بڑھے تو رنڈیان ناچ رہی ہین۔ کوئی توڑے بھر رہی ہے۔ کوئی بتا رہی ہے۔ کوئی گا رہی ہے اور آگے بڑھے تو پھبکیتی ہو رہی ہے۔ دو رویہ بازارون مین لوگ ٹوٹے پڑتے تھے اور چھینٹین پھٹی پڑتی تھین اور کیون نہو امیر کبیر اور گلاب کے پھول کی شادی تھی۔ اور دولھا دلھن کی خانہ آبادی تھی۔

فوجدار نے کہا قصبے کے اندر مین قدم نہ رکھونگا۔ طالب علمون اور گنوارون دونون نے اصرار کیا مگر انھون نے یہ عذر پیش کیا کہ ہم لوگون کو جنگلون اور میدانون مین سونا چاہیئے نہ کہ طلائی پھاٹکون کی چھتون پر۔ یہ کہکر برات سے ذرا دور ہٹ گئے اس سے میان بدصونفر کو دلی رنج ہوا کہ رئیس کے مکان مین جو آرام ملتا اس کے بعد یہ آرام اب ہاتھ سے جاتا ہے۔ مگر قہر درویش برجان درویش۔

فصل ۔ ۲۰

ادھر ۶۔ پیدا ہوا سپیدۂ ظلمت نشان صبح ٭ اُدھر خدائی **فوجدار** کی آنکھ کھلی۔ دیکھا تو سہانا سمان تڑکے کا وقت۔ بدھو ابھی تک زور زور سے خراٹے لے رہے تھے۔ انکو دیکھکر کہا واہ رے خوش نصیب خوش بخت۔ تیرا سا ستارا کس کا ہوگا۔ تیری رتی بلند ہی۔ نے غم دزد نے غم کالا ٭ کوئی فکر ہی نہین گھوڑے بیچ کے ٹانگین پھیلا پھیلا کے خراٹے لے رہا ہی۔ واہ ری الٹی باتین۔ مالک جاگتا ہی اور نوکر آرام مین ہی۔ ماشاء اللہ۔

	پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز		بہ سوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بو العجبیست

(ماشاء اللہ) اسکا بدھو نفر نے کچھ بھی جواب نہ دیا اور کیونکر دیتا وہ تو آرام مین تھا۔ وہان سنتا کون ہے **فوجدار** نے جھلا کر ایک لکڑی سے انکا سر سہلا دیا۔ انگڑائی لے کر اٹھے۔ انگڑائی لیتے ادھر ادھر آنکھین کھول کھول کے دیکھتے اٹھ بیٹھے اور چھوٹتے ہی کہا پیاز کی کیا خوشبو آرہی ہے۔ کیا دھوم دھام کی شادی ہی اور کیا خوشبودار کھانا پک رہا ہی واہ واوا ہ۔ بڑا روپیہ صرف ہوا ہو گا **فوجدار** نے کہا چپ پیٹو۔ بندۂ شکم۔ چل کے دیکھ کہین کوئی فساد اس شادی مین ہونے پائے۔ ایسا ہو کوئی رقیب پیدا ہو جاے۔ اسنے کہا اجی بندہ نواز وہ کروڑپتی آدمی ہی۔ بھلا کوئی غریب آدمی کیا اس سے رقابت کر سکتا ہی۔ لاحول ولا قوۃ!!! کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی۔ سونے اور مٹی مین فرق ہی۔

فوجدار نامعقول۔ کیا بک بک لگائی ہے اتنا بڑا بکی نہین دیکھا۔ بک بک بک بک زبان ہے یا کترنی۔

بدھو۔ ہمارے آپ کے جو شرطین ہوئی تھین انکو یاد کیجئے کہ مین جسقدر چاہونگا بکونگا۔

فوجدار۔ مجھے ایسی کوئی شرط نہین یاد ہے اور اگر شرط ہی بھی تو ہم نہین مانتے۔ جاؤ اور سکومت وہ سن باجے کی آواز آتی ہی۔ معلوم ہوتا ہی عقد اسی وقت ہونے والا ہے۔ تڑکے کا وقت ہی نا۔ گجر دم دوپہر کو عقد لطف کجا۔

بدھو نے آقا کے حکم کی تعمیل کی اور دونون سوار ہو کر روانہ باشد یہ رشک حمار پر وہ گدھے پر سبکے پہلے بدھو نے دیکھا کہ مسلم مرغ کا کباب پک رہا ہی اور کئی اور مرغ کا بھی اسی طرح مسلم کباب پک رہا ہی اور ایک جانب پلاؤ کے لیے یخنی توڑی جاتی ہی۔ اور کہین نورمحلی پلاؤ کا پساؤ ہو رہا ہی۔ کہین اردیان تلی جاتی ہین۔ کوئی مُرغ کی پھلیون کا قیمہ بگھار رہا ہی۔ کوئی پراٹھون کی تیاری کر رہا ہی۔ مگر جتنی چیزین پکائی جاتی تھین سب گنوارپن کے ساتھ نورمحلی پلاؤ مین زیرہ سیاہ۔ اردیان بے ہلدی کے۔ ہان کھانا بڑی کثرت سے تھا۔ ایک فوج کو کھلا دیجئے۔

بدھو کے کل اشیا دیکھ دیکھکر منھ مین پانی بھر آتا تھا جی چاہتا تھا کہ مرغ کا مرغ کھا جایئے۔ شراب کے قرابے کے قرابے لنڈھایئے آخر کار انسے نہ رہا گیا اور ایک باورچی کے پاس جاکر کہا یار ایک دو پراٹھے اور تلی اروین کے سالن کا پیالہ تو ادھر لاؤ اسنے کہا بھائی صاحب آج کا دن وہ نہین ہے کہ کوئی بھوکا رہے۔ برتن لاؤ۔ اور خوب کھاؤ۔ بدھو بولے جامہ ندارم دامن از کجا آرم۔ اُسنے کہا اچھا وہ برتن اٹھاؤ میان بدھو کو باورچی نے ایک پلیٹ مین پلاؤ اور ایک پیالہ اروی کے سالن اور دو پراٹھے دیے اور انھون نے خوب پیٹ بھر کے کھانا چکھا۔

اب فوجدار صاحب کی سینئے کہ انھون نے دیکھا کہ دس بارہ آدمی ایک پھاٹک سے عمدہ عمدہ اور قیمتی گھوڑیون پر سوار نکلے۔ گھوڑیان خوب سجی سجائی۔ لیس۔ سونے چاندی کے زیور سے گوندنی کی طرح لدی ہوئی اور گھنٹیان بجتی ہوئین اور بہت سے آدمی غل مچا رہے تھے کہ دولھا دلھن کی جوڑی برقرار عمر دراز۔ گلاب کا پھول وہ دلھن ہے۔ دنیا مین کسی نے دیکھی نہ سنی فوجدار کو یہ گفتگو سخت ناگوار گزری سوچے کہ ہماری معشوقہ کو ان لوگون نے نہین دیکھا ورنہ بھوک پیاس بند ہو جاتی۔ ۶۔ تم نے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے ۔ اتنے مین ایک آدمی نے تلوار کے کرتب دکھلائے لیمون کو اُچھالا اور تلوار سے دو ٹکڑے۔ آنکھ مین تلوار سے سرمہ لگا دیا۔ رومال مین چکوترا رکھکر تلوار لگائی تو چکوترے کے دو ٹکڑے اور کپڑا بدستور۔ فوجدار اس کرتب سے بہت خوش ہوے اور دل ہی دل مین اعتراف کیا کہ ایسا کرتب دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔

اس کے بعد دس بارہ خوبصورت خوبصورت معشوقان طناز نے بصد ناز رقص دکھایا۔ طاؤس زمردین پر و بال کو شرمایا۔ چودہ چودہ برس کے سن۔ مرادون کے دن۔ بعد ازان انھون نے اپنے بال جو کھولے تو غضب ہی ہو گیا۔ ۶۔ اڑتی ہوئی ناگن قد آدم نظر آئی ۔ ان سب مین ایک مہ پارہ چاردہ سالہ ایسی جادو نگاہ تھی کہ تعریف محال ہے اور رقص مین تو اپنا نظیر ہی نہین رکھتی تھی۔

اس کے بعد کہروا ناچ شروع ہوا۔ زلف چلیپا کھلی ہوئی کمر پر ہاتھ رکھکر ایسا تھرکتی تھین کہ واہ۔ بعد ازان ایک غول ماہ رخان سحر نگاہ کا اور آیا۔ پوشاک فوق البھڑک۔ زربفت اور کمخواب کا لباس اس پر عطر و عنبر کی بو باس کسی کا نام ے۔ کسی کا نام راگنی کسی کا نام ٹھمری۔

اس غول کے بعد گنوارون کا غول آیا۔ کوئی نصف برہنہ کوئی منھ پر کالا چہرہ لگائے ہوئے چہرہ دیکھکر بدھو تو ڈر گئے۔ اسکے بعد ایک نئی قسم کا بہت بڑا استار آیا چھ آدمی اٹھائے ہوئے تھے

اور دس آدمی بجا رہے تھے اور یہ غزل گا رہے تھے۔

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میرے غمگسارون مین	رہا اک دل سو وہ بھی ہی تمھارے جان نثارون مین
سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب	مرے کشتے کی تربت کونسی ہی ان مزارون مین
ترا ابھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے	کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارونمین
حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے	بہت جب نیند آئی سو رہے جاکر مزارون مین
ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ	الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے	یہ اسکے سوگوار و نہین وہ اسکے سوگوارون مین
ادھر دل لوٹتا ہے اس طرف بجلی تڑپتی ہے	الٰہی خیر ہو صحبت آپڑی دو بیقرارون مین
نظر ہے آئینے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ	وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارون مین

یہ غزل ختم کرکے وہ لوگ گئے اور انکے بعد ایک اور زاہد فریب نے آکر ناچنا اور گانا اور بجانا شروع کیا اور یہ گائی۔

سامنے اک نگار کو پایا	بوستان مین بہار کو پایا
بلور کا اک چبوترہ خوب	اک حوض بھی ہمین تھا خوش اسلوب
اسپر تخت اور تخت پر حور	یعنے اک نازنین مغرور
باغ کی سیر کوئی کرتی ہے	کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہی
کوئی گلرو ہے محو گلبازی	کوئی دکھلا رہی ہی طنازی
گلبدن اک کھڑی ہی زیر شجر	ہے لب نہر اک پری پیکر

اسکے بعد زہرہ نامے ایک مشتری خصال یون چہکی۔

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست	سلطان جہانم بہ چنین روز غلام ست
گو شمع میارید درین جمع کہ امشب	در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام ست
در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن	بے روے تو ای سرو گل اندام حرام ست
گوشم ہمہ بر قول نے و نغمۂ چنگ ست	چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام ست
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ ست	وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام ست
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز	وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام ست
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانے	کایام گل و یاسمن و عید صیام ست

اس غزل کے ختم ہونے پر ایک اور نازورہ گلبدن چمکتی ہوئی آئی اور یون چہچہائی

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید	وظیفہ گر برسد مصرفش گل ست بہ عید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست	فغان فتاد بہ بلبل نقاب گل کہ درید
ز روے ساقی مہوش گلے بچین امروز	کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد	کہ باکسے دگرم نیست برگ گفت و شنید
بکوے عشق منہ بے دلیل راہ قدم	کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
ز میوہ ہاے بہشتی چہ ذوق دریابد	کسے کہ سیب زنخندان شاہدی نگزید
گلے بچید ز بستان آرزو دل من	مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

اسکے بعد اور اور کھیل ہوئے اور ناظرین وحاضرین نے لطف وافر اٹھایا اور حظ موفور پایا اور فوجدار اور بدھو نے ان کرتبون اور تماشون کی نسبت مختلف مختلف رائین دین - بدھو نے کہا صاحب حقیقت یہ ہے کہ ان کرتبون مین جان جوکھم بھی بہت ہے دل لگی نہین ہے - اجل نہ بادشاہ کو چھوڑتی ہے نہ وزیر کو - نہ امیر کو نہ فقیر کو - نہ بھیڑ کو نہ ہاتھی کو - نہ اکیلے کو نہ ساتھی کو - اجل کی ایسی تیسی خدا اس سے سمجھے اور اسکو غارت کرے آمین -

فوجدار - بس اب ذرا چونچ سنبھال - او نامعقول - پھر بک بک کہنے لگا اگر ذرا بھی پڑھا لکھا ہوتا تو اس قدر اول جلول نہ بکتا - بپوق -

بدھو - اس سے زیادہ بکتا - اور عالمانہ بکتا - اب جاہلانہ بکتا ہون خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے -

ف - پھر بیہودہ بکا - اس کا یہ کون موقع تھا - اچھا اگر خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہی تو چھپکلی تک سے کیون تو ڈرتا ہی بے - بودے -

ب - جناب وہ جان دینے والے کوئی اور ہی ہوتے ہونگے یہان ابھی بادشاہی کرنی ہی جنون نہین ہی کہ کٹ مرین اور اس دنیا کی بادشاہی چھوڑ کر دوسری دنیا مین ہو رہین -

اسکے بعد بدھو نفر نے وہ بوتل کھولی جو باورچی نے انکو دی تھی اور اسقدر پی کہ فوجدار صاحب کا بھی جی للچایا مگر پی نہ سکے اسکا سبب آیندہ بیان ہوگا -

فصل - ۲۱ -

جب بدھو نفر اور فوجدار ہذیان بک چکے تو اک زور کی آواز آئی - یہ آواز ان تماشا کرنیوالون کی تھی جو نوشہ اور دلھن کے خوش کرنے کیلیے گھوڑون پر سوار اُچکتے اور کودتے پھرتے تھے

انکے ارد گرد ہزار ہا لکھوکھا آدمی تھے اور سب کے ہاتھ مین باجے ہزار ہا قسم کے۔ اور جو تماشائی تھے وہ بھی عمدہ عمدہ دعوت کے کپڑے پہنے تھے جب بدھو نفر نے دلھن کو دیکھا تو کہا بھئی واللہ یہ تو گنوار دن کی لونڈیا نہین معلوم ہوتی۔ یہ تو وزیرزادی معلوم ہوتی ہے۔ کیا بھاری پائجامہ ہے۔ اور کیا جھلکتا ہے کہ واہ جی واہ اور یہ مخمل کا شانی سرخ رنگ کی کرتی کیا غضب ڈھاتی ہے۔ اہو ہو ہو۔ اور یہ موباف۔ واہ وا واہ۔ دو لاکھ سے کم کا نہ ہوگا۔ سر سے پانوٴن تک سونا ہی سونا ہے چاندی کا نام نہین۔ انسان ہے یا سرو روان فوجدار نے مسکرا کے کہا۔ تو نے دیکھے ہین ناز و نزاکت والے جو کہا چہ دانی مر نکہ۔ ارے ہماری شمع قد کو دیکھ تو آنکھین کھل جائین۔

دلھن کے چہرے پر ذرا زردی سی آگئی تھی کیونکہ آرام مدت سے نہین ملا تھا دن کو بڑی دیر تک انھون نے نکھار کیا تھا اور اسی سبب سے تھک بھی گئی تھین۔ اور دلھنون کا قاعدہ ہی ہے کہ شب کے لیے بڑی دھوم کی تیاریان کر رکھتی تھین۔ دولھا اور دلھن ایک مرغزار کی جانب بصد شان چلے۔ وہان ایک عالیشان بارہ دری خاص اسی غرض سے بنائی گئی تھی کہ دولھا کا دلھن کے ساتھ عقد ہو اسکی چوبرجی سے جو بصرف زر کثیر تیار کی گئی تھی یہ دونون ناچ دیکھین گے اور تمام شب جلسہ رہے گا جیسے ہی دولھا اور دلھن نے اس بارہ دری مین قدم رکھا ویسے ہی ایک آواز بلند گوش زد ہوئی کہ (ٹھہر جاؤ۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ جلد بازی نہ کرو عاقبت اندیشی اور آخر بینی سے کام لو)

اس آواز کے سنتے ہی لوگون نے دیکھا تو ایک آدمی نظر آیا جو ریشمی کپڑے پہنے ہوے تھا۔ یہ شخص گلاب کا پھول یعنی دلھن کا بڑا عاشق زار اور دولھا کا پرانا رقیب مکار تھا۔ دیکھتے ہی سب کے سب دھک سے رہ گئے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ وہ قریب آگیا ہانپتا ہوا چہرہ مارے غصے کے سرخ۔ زہر کا بجھا ہوا نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے۔ بڑے غیظ و غضب مین تھا۔ نیزہ خارا شگاف کو جھکا کر بڑے غصے مین اسنے کہا (اے احسان فراموش محسن کش تم خوب جانتی ہو کہ ہمارے اور تمھارے مذہب کے قواعد کے مطابق تم سوائے میرے اور کسی کے ساتھ شادی نہین کر سکتین تم میری ہو اور مین تمھارا ہون مدت سے اسی آرزو مین تھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہو مگر اب تم دوسرے کی بغل گرم کرنا چاہتی ہو جو اہر خیر مین بھی اپنی جان دونگا اور اب نہ جیونگا نہ جیونگا۔ میری مرتے وقت بھی یہی دعا ہے کہ تم اور تمھارا خوش نصیب اور دولتمند میان ابدالآباد تک زندہ اور تندرست رہو) یہ کہکر اس نے چھری بھونک لی اور گر پڑا اور خون کے دریا جسم سے بہنے لگے۔

اس کے دوست احباب فوراً دوڑ پڑے سب کف افسوس ملتے تھے کہ مفت مین اسکی جان گئی

خدائی فوجدار رشک حمار سے اتر کر سب کے پہلے موقع واردات پر موجود اور اس کشتۂ ناز کی نبض دیکھی تو کہا ابھی جان باقی ہے تھوڑی دیر مین ذرا ہوش آیا تو اس نے کہا۔

جانان مرا بہ من بیارید	دین مردہ تنم باد سپارید		
گر بوسہ زند برین لبانم	تا زندہ شوم عجب مدارید		

ایک شخص نے سمجھایا کہ اب یہ وقت خدا کے یاد کرنے کا ہی معشوقہ کی یاد کو چھوڑو

چھوڑدے عشق حسینان جہان ای غافل	عاشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہین		

اسنے کہا میرا خدا میرا معشوق ہی۔ اتنے مین۔ **خدائی فوجدار** نے بھی راے زنی کی یہ بھلا کب چوکنے والے تھے۔ توبہ کر بندے۔ انھون نے کہا سنو صاحبو یہ شخص اب زیادہ جی نہین سکتا کوئی دم کا مہمان ہی بہتر ہے کہ اس کا عقد اس جادو جمال کے ساتھ ہو اور جب یہ مر جائے تو اس کی بیوہ کو امیر کبیر خوشی سے اپنی بی بی بنائے۔ اور عقد نکاح مین لائے۔ سب نے اس راے سے اتفاق کر لیا اب بیچارہ دولھا پریشان حیران کہ کیا کرے ان لوگون نے اس کو مجبور کیا کہ اس بات پر راضی ہو جاؤ ناچار راضی ہونا پڑا اب لوگون نے دلھن سے کہا کہ چلو اور اس کشتۂ تیغ جفا کے ساتھ عقد کرو۔ وہ دیر تک راضی نہوئی مگر آخرکار مجبوراً اسکے قریب گئی اور یون مکالمہ ہوا۔

دلھن۔ مین خوشی سے تمھاری دلھن ہونے آئی ہون۔

عاشق۔ (آنکھین کھولکر) تم نے ایسے وقت مین یہ خوشی کا کلمہ سنایا جبکہ مین اس دنیاے دنی سے کوچ کرنے والا ہون مگر خیر مرتے دم یہ کلمہ سننے سے میری روح کو کمال فرحت ہوئی۔ اب کچھ دم کا مہمان ہون۔ لیکن بڑے آرام اور بڑی آسایش کے ساتھ جان دونگا کہ میری پیاری جس پر میری جان جاتی ہی وہ سرہانے آکے میری بی بی بنی۔ شاید تم یہ آزمانے آئی ہو کہ دیکھون مر گیا یا زندہ ہی۔

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کے پاس	بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس		

اسکے بعد غشی کی حالت طاری ہوئی اور لوگ سمجھے کہ دم نکلنے والا ہی دلھن نے آہستہ سے کہا مین برضا و رغبت تمھاری بی بی ہوئی اور تم میرے میان ہوے۔ اسنے کہا مین بلا اکراہ و اجبار بطیب و خوشی خاطر تمکو اپنے عقد نکاح مین لایا تم میری بی بی ہوئین اور مین تمھارا میان۔ وہ بولی اور مین تمھاری منکوحہ بی بی ہوئی۔ چاہے تم لاکھ برس تک زندہ رہو چاہے اسی دم مر جاؤ۔

اتنے مین میان بدھو نفر نے ہنسکر کہا جو اسقدر زخم کاری کھائے اور جسکے جسم سے خون کے دریا روان ہون اسکا اس طرح پٹر پٹر بولنا کمال ہی۔ مردہ ایسی گفتگو کرے امر محال ہی۔ الغرض مذہبی اصول کے

مطابق ان دونون کا عقد ہو گیا۔ اور عقد ہوتے ہی وہ مکار ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ حاضرین نے کہا (اعجاز اعجاز) وہ مکار بولا (اعجاز نہین چکما چکما۔ فریب فریب) اب معلوم ہوا کہ چھری اسنے اپنے بدن مین نہین بھونکی تھی بلکہ کوئی شے کمر سے باندھے تھا اس مین چھری بھونکی اور اسی مین سے خون کے شراٹے بہنے لگے۔ دولھا کے طرفدارون نے فوراً تلوارین میان سے نکالین اور کہا کہ یہ عقد فریب سے ہوا ہی لہذا ناجائز ہے یہ کہکر اس مکار پہ جھپٹ پڑے اسکے جنبہ دارون نے بھی تلوارین کھینچین کہ اتنے مین **فوجدار** صاحب نیزہ اور ڈھال اور تلوار لیے ہوے عین موقع پر پہنچ ہی تو گئے اور للکار کے سب سے کہا خبردار۔ بس اب۔ آگے نہ بڑھنا۔ بدھو نفر اس کل کارروائی کے خلاف تھے۔ یہ وہان سے ذرا دور کھسک گئے۔

اب **فوجدار** صاحب نے یون للکار کے اسپیچ دینی شروع کی صاحبو ذرا گوش ہوش سے سنو عشق کے معاملات مین انتقام لینا خلاف قوانین عاشقی ہے عشق اور جنگ کا ایک حال ہی بعد جنگ اگر ملاقات ہو تو دوستون کی طرح ملتے ہین اب سیلنے کہ جنگ مین فریب کاری کے بغیر کام نہین نکل سکتا بس عشق کے معاملات مین بھی فریب کاری جائز ہی۔ الحرب خدعۃ۔ خدا کو ایسا ہی کرنا منظور تھا۔ تن بہ تقدیر امیر کبیر اپنے روپیے کے زور سے لاکھون حسین عورتون کو مول لے سکتے ہین۔ یہ بیچارہ کیا کر سکتا ہی لہذا ہمارا حکم ہی کہ دونون فریق ہٹ جاؤ ورنہ جو آگے بڑھے گا پہلے اسکو اس نیزے سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور یہ نیزہ سیلنے کے پار ہوگا یہ کہکر اس وحشت اور اس زور سے نیزے کو ہلایا کہ لوگ کانپ اٹھے۔ احباب نے جو دوراندیش تھے امیر کبیر کو سمجھایا کہ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ تمھاری قسمت۔ دونون فریق نے تلوارین میان مین رکھ لین اور امیر کبیر دل مین سوچنے لگے کہ عورت جب کنواری تھی تب اس مکار پہ جان دیتی تھی اب بھی اس کو اس سے ویسا ہی عشق ہوگا یہ فقط میری دولت کے سبب سے مجھ سے اختلاط کرتی تھی اچھا ہوا کہ عقد نہوا۔ سستے چھوٹے۔ امیر کبیر کے لوگ اور احباب بھی ٹھنڈے ہوے۔ مکار کے دوست اور ساتھی بھی ٹھنڈے ہوے اور امیر نے یہ امر ظاہر کرنے کے لیے کہ اس فریب اور چلکے سے مجھے ذرا بھی رنج نہین ہوا ناچ رنگ اور ہو حق کو بدستور قائم رکھا گویا ان ہی کی شادی ہو رہی تھی مگر مکار کے احباب اس مین شریک نہین ہوے انکے گانوُن چلے گئے اور **فوجدار** صاحب کو ہمراہ لیتے گئے سب کی نظرون مین انکی کمال وقعت تھی کہ یہ بڑے منصف مزاج منطقی اور جری آدمی ہین۔ بدھو اپنے دل مین مکار کو کوستے جاتے تھے کہ امیر کبیر کے ہان کا لذیذ کھانا ہاتھ سے گیا شب کو جیند چکے تھے نا۔ سر جھکائے کوستے ہوئے گدھے پر سوار ہو کر **خدائی فوجدار** کے پیچھے پیچھے چلے۔ کچھ تھوڑا سا بچا ہوا پلاؤ اور ایک پراٹھا اور کچھ تلی ہوئی اوجھون کا ابھی تک سہارا تھا۔ مگر عمدہ عمدہ تازہ تازہ کھانا کجا۔ بڑے افسوس کیساتھ

آپ اپنے آقا نامدار کے پیچھے پیچھے گھُر گھُر کرتے جاتے تھے۔

فصل - ۲۲

مکار اور انکی نئی دلھن نے فوجدار کی بڑی خاطر کی اور کہا کہ جس ستعدی اور بسالت کیساتھ آپنے انصاف کیا اور مدد دی اسکا شکریہ ادا ہونا محال ہی۔ آپ صاحب السیف و القلم ہین معجز بیان سیف زبان بدھونے کہا ہمنے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ چھری کھاکے زخمی اسقدر گفتگو کر سکے یہ نئی بات ہی۔ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ کوئی گھر اچکا ہے۔ مکار نے کہا ہمارے چند احباب کو یہ حال بخوبی معلوم تھا وہ ہمارے رازدان تھے تاکہ اس دغا اور فریب مین وہ بھی شریک ہون فوجدار بولے اسکو دغا نہین کہتے عاشق معشوق کی شادی دغا کے درجے تک نہین پہونچتی۔ لیکن ایک صلاح معقول ہم تمکو دین گے وہ یہ کہ تم ایمانداری کے ساتھ روپیہ پیدا کرنے کی فکر کرو۔ اور اپنی زوجہ حسینہ کو کہ جواہرات مین تولنے کے قابل ہی آسایش سے رکھو اور اپنی خوش نصیبی سمجھو کہ ایسی پریزاد نکہ جمیلہ خدانے تمکو دی یہ بڑی خوش نصیبی ہے اگر یہ کبھی خفا ہو تم اسکو برا نہ کہو جان سے زیادہ عزیز رکھو اسکے قدمون کو صبح اُٹھکر دھو کر پیو۔ اور اس سے کہو کہ تمھارے حق مین دعاے خیر مانگے تاکہ اسکی دعا کی برکت سے خدا تمھارے مرتبے اعلیٰ کرے ایک بات اور بھی یاد رکھنا کہ اگر ذرا بھی اسکو دق کیا تو لکھو کھا اسکے گاہک ہو جائینگے اور یہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

	چون در بر دیگری نشنید		باشد کہ دگر ترا نہ بیند

بدھونے اپنے دل مین کہا کہ مین جو ذرا بھی بولتا ہون تو یہ ٹیٹو الیتا ہی اور خود دیر سے بک رہا ہی مگر انکو روکے کون سٹری کے منہ کون لگے۔ جو خود سٹری سودائی ہو۔ مین تو جانتا تھا کہ صرف بہادری اور پہلوانی ہی کا زعم ہی مگر اب جو سُنا تو حضور ہر فن مولیٰ بننا چاہتے ہین۔ خدا اسکو غارت کرے فوجدار نے اسکو بڑبڑاتے جو سنا تو پوچھا کیا بک رہا ہی۔ اسنے کہا کچھ نہین مین یہ سوچتا تھا کہ اگر میری شادی کے قبل یہ راے دی ہوتی تو واللہ مین شادی ہی نہ کرتا۔

فوجدار۔ تو کیا تمھاری بی بی بد ہی۔

بدھو۔ جی نہین بد نہین ہی مگر ایسی بڑی نیک بھی نہین ہی۔

فوجدار۔ خبردار اپنی بی بی کے خلاف کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا تمھارے بچون کی مان ہے۔

بدھو۔ اجی میری تو کیا حقیقت ہی وہ افراسیاب خان کی تو سنتی ہی نہین سوار کو گھوڑے پر سے اتار لے۔ شیطان کی خالہ ہی۔

الغرض تین دن تک آقا اور بدھو انکے ہان رہے اور انھون نے بادشاہون کی طرح ان کی خاطر کی اب انکو شوق چرّایا کہ تاج بی بی کا روضہ اور درگا کھوہ اور آصف الدولہ کا امام باڑہ دیکھین۔ طالبعلم سے جو انکے ہمراہ تھا انھون نے یہ خواہش ظاہر کی تو اسنے کہا میرا چچا بڑا سیاح ہی اسکو ضرور ہمراہ لیجیۓ وہ آپ کو سب چیزین دکھا دیگا۔ انھون نے اپنے چچا کو بلا دیا اور فوجدار اپنے میزبانون سے رخصت ہوکر مع بدھو نفر و سیاح مع الخیر والشر روانہ یا شد پہلے آصف الدولہ بہادر کے امام باڑے کی طرف چلے سیاح سے پوچھا آپ کا پیشہ کیا ہی جناب۔ اس نے کہا تصنیف و تالیف کتب۔ بہت خوش ہوے فرمایا کون کون کتاب آپ نے تصنیف کی انھون نے کہا ایک علم طبعیات مین ہی۔ پوچھا بھلا اسباب حدوث زلزلہ کیا ہین۔ بدھو نفر بھلا یہ الفاظ کیا سمجھتے مسکرائے۔ اور سیاح نے کہا اسکے بہت اسباب ہین ایک سبب یہ ہی کہ اجزاے کبریتیہ احمریہ طلب خروج کے لیے موج زن ہوتے ہین اور جب انکو اخراج کی جگہ نہین ملتی تو جوش آتا ہی اور زمین منشق ہوجاتی ہی۔ اس قسم کے زلزلے خاص کر ان مقامات مین زیادہ تر ہوتے ہین جو جبال النار کے قریب واقع ہین۔ علماے فاضل نے زلزلہ آنے کے قبل اسکے حدوث کے حال معلوم ہونے کا ذریعہ علمی پیدا کیا ہی کہ مقناطیس کو کسی شے سے دیوار مین لٹکا دیا زلزلہ آنے کے آدھ گھنٹے کے قبل مقناطیس کی قوت جاذبہ جواب دیجاتی ہے۔ اسی مقناطیس کے نیچے ایک کرہ پیتل کا بنا ہوا رکھ دیتے ہین۔ ادھر زلزلہ آنے کو آدھا گھنٹہ باقی رہا اور ادھر مقناطیس کی قوت جاذبہ جاتی رہی اور وہ دھڑ سے گرا اور پیتل کے کرے پر ٹھناکے کی آواز ہوئی اور سب کو معلوم ہوا کہ زلزلہ می آید بس چوکس ہو گئے۔

فوجدار نے خوش ہو کر کہا آپ بڑے واقف کار آدمی ہین۔ اتنے مین بدھو نے سیاح سے پوچھا کیون بندہ پرور سب کے پہلے کس شخص نے اپنا سر کھجلایا تھا۔ میری راے مین حضرت آدم نے سب سے پہلے سر کھجلایا ہو گا۔ سیاح نے کہا ہان بیشک۔ ان کے سر بھی تھا اور بال بھی تھے۔ بدھو نے پوچھا اچھا فرمائیے پہلا شخص جو گرا کون تھا۔ سیاح نے کہا مین عرض نہین کر سکتا۔ بدھو بولے ہم بتا دین (لوسی فلک) سر کے بھل آسمان سے پھینکی گئی۔ سیاح اور طالب علم نے اتفاق کیا۔ فوجدار بولے میان بدھو تم کسی سے سیکھ کے آئے ہو یا ریتم یہ باتین کیا جانو بھلا۔ اسنے کہا بس رہنے دیجیۓ اگر سوال جواب کی جانب طبیعت مائل ہو جاے تو کل تک سوال کرتا رہون فوجدار بولے بدھو تم ذہین آدمی ہو کیونکہ بعض پڑھے لکھے آدمی ایسے گھامڑ ہوتے ہین کہ عقل کے پیچھے سونٹا لیکے دوڑتے ہین۔

اسی قسم کی مذاقیہ گفتگو مین دن تو گزر گیا اور شب کو ایک گانون مین ٹکے جہان سے آصف الدولہ کا

امام باڑہ پانچ کوس پر تھا۔ صبح کو امام باڑہ دیکھنے چلے۔ دور سے ایک بڑا اونچا پھاٹک نظر آیا فوجدار اسکو دیکھکر بہت خوش ہوے سیلاح نے کہا اسکو رومی دروازہ کہتے ہین۔ جب وہان پہونچے تو سواریون سے اترے اور دروازے کو دیکھا تو ٹوپیان ہاتھ سے روک لین۔ نہایت ہی بلند اور رفیع

یہ اوج مین کچھ طول امل سے بھی فزون ہے ۔۔۔ دروازہ ہے یا گنبد گردون کا ستون ہے

اس مقام پر فوجدار صاحب سوچے کہ اگر یہان کوئی جنگ ہو تو تمام عمر نام رہے اس کے بعد پھاٹک کے اندر آئے۔ اب پھاٹک سے چلے تو عش عش کرنے لگے واہ عجب مقام دلکش ہے۔

اگر فردوس بر روے زمین ست ۔۔۔ ہمین ست وہمین ست وہمین ست

اب حضور **خدائی فوجدار** بہادر کو اپنی معشوقہ نامدار یاد آئین۔ فرمایا اے معشوقہ من اے نامدار اے غیرت گلعذار رشک لعبتان فرخار تیری جدائی مجھے ازبس خار ہے۔ دل پہلو مین مضطر و بے قرار ہے۔ خدا گواہ ہے کہ اس نیازمند کو تہ دل سے تمھاری چاہ ہے عشق خانہ خراب سے خدا سمجھے کہ اسکے ہاتھون ہم سب تباہ ہین اور تم ہو کہ کسی کی سنتی ہی نہین۔ یا خدا مین تمکو کیونکر سمجھاؤن کہ میرے دل کا کیا حال ہے خیر ؎ ہرچہ باد اباد ما کشتی در آب انداختیم ؛ تمہارا غلام اس فرح بخش مقام پر وہ مہم عظیم کرنیوالا ہے جو چشم فلک نے دیکھی اور گوش فلک نے سنی نہوگی۔

اب سنیے کہ حضرت سودائی تو تھے ہی آپ کو یہ شوق چرایا کہ اس پھاٹک پر سے کودین اور نام کرین لوگ منع کرتے رہے مگر آپ چڑھ ہی تو گئے سنتا کون ہے سڑی تو ہین ہی۔ ہائین ہائین کس کی ہائین اور کہان کی ہوئین چالیس پچاس زینے چڑھے ہونگے کہ الوؤن اور چیلون اور چمگادڑون نے جو انکی آنے کی اور کھٹ کھٹ کی آواز سنی تو بھاگنے کی تیاری کی اور اس بھگدڑ مین انکے پرون اور بازوؤن اور چونچون اور پنجون سے حضرت کے پنجھر بگڑ گئے فوجداری و وجداری سب رکھی رہی وہان سے بہزار خرابی بصد گرتے پڑتے بھاگے خیر باشد کی آواز گونجنے لگی۔ نیچے اترے تو بدن بھر پر کوٹے پڑے ہوے منہہ بگاڑ دیا۔ کہین پنجون کے نشان کہین جسم نچا ہوا۔ خون بہتا ہوا۔ جانورون کے پرون کی آواز یہان تک آتی تھی سب کو معلوم ہوا کہ پورے ببوق بنے چلے آتے ہین۔ ہات ترے گیدی کی۔ اب لوگ پوچھتے ہین بھئی کیا ہوا۔ صدا ے برنخاست۔ ارے میان کیسی گزری منہہ بنائے کھڑے ہین جھینپے ہوے کہا بھی تو کیا کہا اے برادران و عزیزان من تمہارے اصرار کے سبب سے مجھے ایسے معارکہ عظیم سے چلا آنا پڑا جو میرا نام آفتاب سے بھی زیادہ روشن کرتا۔ صدہا دیو جانور اور دابابیل بنے ہوے لپٹ گئے اور مین نے بھی وہ وہ ہاتھ تلوار کے مارے کہ سر کاٹ کاٹ کے پھینک دیے۔ واہ رے مین۔

بدھوا اور سیلح غور سے فوجدار کی ادل جلول تقریر سنتے رہے انکی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑا درد ہے اور بہت زور دے کر آواز منھ سے نکلتی تھی۔ لوگون نے پوچھا کہ ذرا مہربانی کرکے وہان کا حال تو بیان فرمائیے کہ اس دوزخ مین آپ نے کیا دیکھا۔ انھون نے کہا خدا کے لیے دوزخ اب نہ کہنا عجب مقام ہے۔ ذرا مجھے کچھ کھانے کو دو۔ مارے بھوک کے آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین ان لوگون نے طالبعلم کی لنگی ہری دوب پر بچھادی اور اغذیۂ لذیذ و اطعمۂ روح پرور محبت سے تینون نے باہم نوش جان کیے جب لنگی جو دسترخوان کا کام دیتی تھی ہٹادی گئی تو فوجدار نے غل مچاکر کہا سب صاحب ہمہ تن گوش بیٹھے رہین کوئی بزرگوار چلے نہ جائین۔

فصل ۔ ۲۳

چار بجے دن کے وقت آفتاب جہانتاب پردۂ ابر مین نہان تھا اور جھلملاتے چراغ کی طرح کچھ یون ہی سی روشنی بادل مین سے چھن چھن کے آتی تھی۔ اس سبب سے ذرا خنکی بھی تھی۔ خدائی فوجدار ایسے موقع کو بھلا کب ہاتھ سے دینے والے تھے بے غل و غش آپ نے اپنے ان دونون معزز سامعین کو رومی دروازے عالیشان پھاٹک کا حال یون سنایا۔ وہو ہذا۔ بارہ یا چودہ گز کے عمق مین اس مقام بلاخیز وحشت مسکن جنون خیز مین ایک غار بزرگ ہے یہ جانب راست واقع ہے اور اسقدر بہن اور عریض و طویل کہ دو ہاتھیون کی گاڑی سما جائے اور پھر بھی جگہ باقی رہے۔ بغیر روشنی کے اسکے اندر جانا محال ہے اور ادھر ادھر غار شگاف اور کھوہ ہین اسقدر کہ معاذ اللہ۔ اس غار عظیم مین بندۂ درگاہ ایک رسّی سے لٹک کر دھم سے کود ہی تو پڑے ۔ ہان مرے ضمیر ترا کیا کہنا ٭ اب وہان ادھر ادھر سگ پاسوختہ کی طرح گھومتا ہون تو بوکھلایا ہوا عجب وحشتناک مقام ہے جی گھبرانے لگا۔ تھوڑی دیر ایک مقام پر ذرا آرام کیا کہ دم تو لون تم لوگون کو پکارتا ہون تو ۔ جوابے نداد و کمند ہوا ٭ جو رسّی آپ لوگ خواہ مخواہ پھینکتے جاتے تھے وہ مین نے لی اور دیکھتا ہون تو اس غار کے نیچے ایک جانب ایک اور غار پیدا شد اب تو نئی دل لگی دیکھنے مین آئی۔ این گل دیگر شگفت یک نشد دو شد۔ اب اس اتفاق کو دیکھیے کہ اس عالم بیکسی و مایوسی مین نیند آگئی اور سویا تو گھوڑے بیچ کے۔ خبرے نباشد۔ آنکھ کھلی تو جل جلالہ۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک مرغزار پُر بہار مین سنگ مرمر کے چبوترے پر ایرانی قالین بچھا ہے اور بندۂ درگاہ اس پر دراز ہین ۔ نے غم زدہ نے غم کالا ٭ سوچتا ہون کہ ۔ انچہ می بینم بہ بیداری ست یا رب یا بخواب ٭ کبھی اپنے آپ کو دیکھتا ہون کبھی اس دلکش مقام کو گھڑی گھڑی دل مین سوچتا ہون کہ خواب ہے۔ مگر اصل کو خواب کیونکر سمجھ لون۔ دل سے باتین کین اور پورا یقین ہوگیا کہ خواب نہین ہے۔

دفعتہً ایک محل سلطانی جو رشک سلطانخانہاے زمین تھا جلوہ فگن ہوا۔ دیواریں زمردکی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھین جدھر نظر اٹھا کر دیکھا عالم نور۔ بلکہ نورٌ علیٰ نور۔ اب سنیئے کہ ایک پھاٹک خود بخود کھل گیا۔ شان خدا نظر آئی۔ اور ایک مرد پیر باریش سفید یک مشت و دو انگشت ماتمی لباس پہنے ہوے سامنے آئے کلاہ تتری بر سر۔ دست مبارک مین تسبیح ہزار دانہ اور ہر دانہ سیمرغ کے انڈے کے برابر اور امام کے طول و عرض کا حال کچھ نہ پوچھیے۔ سنجیدگی بزرگی تقدس متانت چہرے سے برستی تھی۔ قریب آکر بغلگیر ہوے اور فرمایا (اے یل نامدار پہلوان ہفتخوان منازل شجاعت خدائی فوجدار برسون کے بعد آرزو دلی برآئی اور خداے پاک نے آپ کی صورت دکھائی ہم لوگ سحر کے پھندے مین پھنسے ہوے طلسم مین پڑے ہین یہان وہ وہ نادر اور بیش بہا اشیا ہین جو نہ کبھی چشم فلک نے دیکھے نہ گوش فلک نے سنے مگر آپ کا سا جری پہلوان ہو تو البتہ انکا لطف اٹھا سکے ورنہ ؎ کار بوزینہ نیست نجارے ؞ اب حضور انور اگر ذرا میرے ہمراہ آئین تو وہ کرشمے دکھاؤن کہ اچھے اچھے شاہنشاہون کی آنکھین کھل جائین یہ محل میرا ہی ہے۔ یہ میری ہی جائداد ہے اور اس کا نام غار طمطوق ہے کیونکہ میرا نام یہی ہے) سنتے ہی مین نے پوچھا کیا آپ وہی ہین جو کئی جنون سے کشتی مین سرخرو ہوکر اپنی معشوقہ کے پاس انکو لے گئے تھے۔ انھون نے کہا جی ہان مین ہی ہون اتنے مین بدصورت بوے (کیا جن کشتی بھی لڑا کرتے ہین ؟) اسپر فوجدار کو غصہ آیا اور کچھ خرخشہ باہم ہونے لگا مگر طالب علم نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ کہا آپ اس دلچسپ حال کو ادھورا نہ چھوڑیئے فوجدار نے کہا۔ الغرض وہ مرد پیر مجھے کرشمے دکھلانے لگا۔ جو محل ہے سر بفلک کشیدہ۔ جو منارہ ہے آسمان سے باتین کرتا ہوا اور ہر مقام برف سے زیادہ سرد۔ ایک جگہ سنگ مرمر کی ایک قبر دیکھی جسکا کام تاج بی بی کے روضے کو مات کرتا تھا اور ایک نامی پہلوان ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو رہا تھا۔ پتھر یا پیتل کی مورت نہ تھی۔ جی نہین۔ ہڈی اور گوشت سچ مچ آدمی۔ اسی کی قبر تھی سنیئے پر دست زبردست پیر مرد نے کہا جناب یہ بڑے بہادر آدمی کا مزار ہے مگر ایک ساحر نے اسکو بزور سحر مردہ بنا دیا۔ مین اور کئی اور مرد اور عورتین اس طلسم مین بزور سحر گرفتار ہین۔ لوگ کہتے ہین وہ ساحر بچہ شیطان ہے اور مین کہتا ہون وہ خود مجسم شیطان ہے اتنے مین اس لاش بیکفن سے آواز آئی اے یار مرتے وقت کی نصیحت بھی کچھ یاد ہے۔ اسنے کہا بھائی جان خوب یاد ہے۔ ہر مہینے کی پہلی کو تمھاری قبر پر پھول چن دیتا ہون اور ہر نوچندی کو آب پاک سے غسل کرتا ہون اور ہر منگل کو تمھارے اوپر نمک چھڑکتا ہون اور ہر صبح کو تمھارے دماغ مین بوے خوش پہونچاتا ہون۔

اسکے بعد مجھ سے کہا کہ ہم لوگ پانچ سو برس سے یون گرفتار ہین مگر جان ہے مردہ نہین ہین ہان

زندہ در گور ضرور۔ زندہ در گور کی لفظ کی مین نے تعریف کی (بدھو بولے۔ واہ واہ واہ کیا اچھی جگہ تعریف کی ہے ۔ واہ ۔ بیدردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے :) اسپر خدائی فوجدار بگڑنے ہی کو تھے کہ سیاح نے روک دیا اور یون حضور فوجدار صاحب جھکنے لگے۔ اس پیر مرد نے کہا جناب والا صرف ایک مین ان سب مین اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہون۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔ یہ کبھی کبھی کچھ بولتے ہین مگر بس اسی قدر جس قدر آپنے سنا ہی۔ ایک شہزادی بھی قید ہی۔ وہ بیچاری صبح کو ذرا آنکھ کھول سکتی ہی اور آہ سرد بھر بھر کر مرجاتی ہے ایک وزیرزادی بھی قید ہی وہ دوپہر کو اٹھ بیٹھتی ہی اور جام شراب پی کر مرجاتی ہے۔ اتنے مین پھر اس زندہ در گو نے وہی ہانک لگائی تو پیر مرد نے کہا بھائی جان تمھارے دل کی تسکین اور تسلی کے لیے ایک بات کہتا ہون وہ یہ ہی کہ تمھارے روبرو ایک بڑے جری اور بہادر شیران شیر کھڑے ہین جن کی بہادری اور نبرد آزمائی کے تمام عالم مین جھنڈے گڑے ہین جن کا نام مشہور انام خدائی فوجدار شیر افگن ہے۔ مردے نے کہا ان کی بسالت کی عرصے سے دھوم ہے اور بڑے بڑے نجومی ان کی پیشین گوئی کر چکے ہین ان کے قدم رنجہ فرمانے سے دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہکر کروٹ بدلی اور خاموش۔ اسکے بعد بیچارے مظلومون کے رونے کی آواز آئی اور ٹھنڈی سانسین سنائی دین۔ دیکھتا ہون تو ایک قطار کی قطار گلبدن گلعذار حسینون کی صف باندھے چلی آتی ہی۔ سب کا لباس ماتمی اور سب کے سرون پر سفید پگڑی۔ سب کے آخر مین ایک زن معزز برقع پوش برقع زمین پر لٹکتا تھا۔ لب سرخ۔ ابرو شعرا کی تعریف کے قابل ہاتھ سیمین۔ پا نگارین۔ دلفریب۔ جامہ زیب۔ ہاتھ مین ریشمی رومال۔ اور اس مین انسان کا دل معلوم ہوا کہ یہ سب اسکی خادمہ ہین ہفتے مین دو بار یہ جلوس نکلتا ہی اور روتے پیٹتے ادھر ادھر گھوم کر ادر اپنے اعزا کو روکر پھر سب کے سب مرجاتے ہین۔ یہ دل اسی شخص کا اسکے ہاتھ مین تھا جو قبر کے اندر زندہ دفن تھا پیر مرد نے کہا اس عورت کو اگر پیشتر دیکھتے تو آپ خود اعتراف کرتے کہ واقعی ساری خدائی مین اس رنگ روپ کی عورت نہ پیدا ہوئی گی۔ اگر حضور کی معشوقہ زرین کمر دیکھ لین تو وہ تک کہین کہ ہان کوئی شے ہے۔ اس جوار مین کیا معنی تمام دنیا مین وہ مشہور ہین مگر یہ بھی ان سے کہین بڑھ کے خوش مزاج اور خوبرو ہین۔

مین نے اسکے جواب مین کہا (سینے بندہ نواز اپنا قصہ کہے جائیے مگر تشبیہ کسی کو کسی شخص سے نہ دیجئے) وہ بولے حضور واللہ مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ وہ آپ کی معشوقہ ہین ورنہ زبان تراش کے پھینک دیتا اگر ایسا کلمہ زبان سے نکلتا۔ حور تک انکے مقابل کی نہین ہی۔

اس کلمے سے مجھے تسلی ہوئی کہ کجا میری معشوقہ اور کجا یہ۔ بدھو بولے غلام کو بڑی حیرت ہی کہ حضور اس بوڑھے کھوسٹ کیون نہ پڑے۔ انھون نے کہا لاحول ولا قوۃ۔ بوڑھے آدمی پر ہاتھ اٹھانا پاجی پن ہے

ہم سے ان سے سوال جواب خوب ہوے۔

طالب علم نے کہا حضور ہماری سمجھ مین یہ نہین آیا کہ اتنی سی دیر مین دو تین دن کی کارروائی حضور نے کیونکر کر لی اور یہ بھی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ غار اس پھاٹک کے برج پر کہان سے آیا۔ فوجدار نے پوچھا کتنی دیر مجھے ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا کوئی دس منٹ بلکہ اور اس سے بھی کم۔ فوجدار نے کہا ہرگز نہین دو شب اور تین دن ہم اس دور و دراز مقام مین رہے۔ پوچھا کھایا کیا۔ کہا ایک دانہ منھ مین نہین گیا۔ پوچھا جن لوگون پر جادو کیا جاتا ہو وہ کھانا کھاتے ہین یا نہین۔ کہا نہین۔ مگر انکے بال اور ناخن البتہ بڑھتے ہین۔ اتنے مین بدھو نفر نے چپکے سے کہا حضور وہ لوگ سوتے ہین یا نہین۔ کہا نہین۔ بدھو بولے سچ ہی صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہی تخم تاثیر صحبت کا اثر۔ اسی سبب سے حضور بھی تین دن بھوکے پیاسے رہے اور آنکھ تک نہ جھپکی مگر ایک بات عرض کرون برا تو نہ مانیے گا واللہ کس بھکوے کو ذرا بھی یقین آتا ہو۔ کجا غار۔ کجا پھاٹک کا منار۔ مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

طالب علم۔ این! یہ گستاخی! فوجدار صاحب کیا جھوٹ بولتے ہین۔ یہ کیا کہا!!!

بدھو یہ منشا نہین ہی کہ جھوٹے ہین۔

فوجدار۔ پھر کیا منشا ہی۔

بدھو۔ منشا یہ ہے کہ اُسی ساحر نے آپ کے دماغ کو خراب کر دیا اور سودائی پنے کی آپ لینے لگے۔

فوجدار۔ ہان یہ مانا مگر مین نے اپنی آنکھون یہ سب دیکھا۔ سحر کے کیا معنی!!! ایک بات تو کہنا بھول ہی گیا۔ پیر مرد نے مجھے تین گنوارنین دکھائین۔ تینون پریان۔ تینون ناچ رہی تھین مگر پہچان گیا کہ بیچ والی ہماری معشوقہ طرحدار ہے اور وہ دونون وہ ہین جو اس روز انکے ہمراہ خواصون مین تھین مین نے پیر مرد سے پوچھا انکو آپ پہچانتے ہین۔ کہا نہین مگر بڑی نامی شہزادیان ہین اور کہا کہ شہزادیان ہزارون یہان سحر کے پھندے مین ہین تو شاید یہ بھی ہین۔ تارا بائی بھی ہی چندر کنور بھی ہی بدھو نے آقا کی یہ اول جلول تقریر سنی تو قریب تھا کہ مارے ہنسی کے لوٹن کبوتر بنجائے۔ آقا کی معشوقہ کا ذکر سنکر اس سے نہ رہا گیا کیونکہ بدھو ہی نے تو آکے انکو چکما دیا تھا کہ یہی وہ آگئین۔ کہنے کو تھا کہ حضور ذرا اپنے ہوش کا علاج کرین۔ اسنے کہا خدا اس گھڑی کو غارت کرے جب آپ اس طلسم کے جہنم مین گئے تھے خدا وہ گھڑی پھر نہ لاے آپ میرے آقا ہین اس سبب سے آپ کی دیوانگی پر رحم آتا ہے یہان کیا برا تھا جو تحت الثری اور قعر جہنم پہونچے۔ انھین باتون پر تو غصہ آتا ہی بس لگے اول جلول

بکنے **فوجدار** بولے اب تمھارے منھ کون لگے۔ اسنے کہا مین بھی تمھارے منھ نہین لگتا بس آپ چاہے مارڈالیے۔ اچھا یہ تو حضور فرمائین کہ معشوقۂ رزین کمر کو حضور نے کیونکر پہچان لیا۔ کچھ اشارہ بازی بھی ہوئی تھی انھون نے کہا وہی کپڑے جو اس روز پہنے تھین وہی اب بھی پہنے تھین۔ مین نے سلام کیا۔ مگر جواب نہ ملا بلکہ اور میری جانب پشت کرلی اور تیر کی طرح بھاگین مین نے چاہا دوڑون مگر وہ ہوا ہوگیئن چا. وہ جا. پیر مرد نے مجھ سے پوچھا کوئی تدبیران لوگون کے رہائی کی نکالو اتنے مین معشوقہ طرحدار کی ایک خواص چپکے سے میرے قریب آئی اور آہستہ سے کہا ہماری خاتون بلقیس منزلت نے جھک کر آداب عرض کیا ہے اور مزاج شریف دریافت کیا ہی اور کہا ہی کہ اگر آپ کے پاس اسوقت پانچ چھ اشرفیان ہون تو مرحمت فرمائیے پھر لیجئے گا۔ مجھے سخت تعجب ہوا اور پیر مرد سے مین نے کہا کہ ایسی معزز عورت اور قرض مانگے۔ یہ کیا بات ہی انھون نے کہا بھائی صاحب ضرورت تو ہر وقت اور ہر مقام پر ہوتی ہی

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج　　احتیاج ست احتیاج ست احتیاج

اس بات کے سنتے ہی مین نے چار اشرفیان اُکی خوش سلیقہ خواص کو دےدین اور اس سے کہا میری جانی پیاری انسے کہدینا کہ اس حالت کو دیکھکر سخت افسوس ہی مگر سحر سے کیا چارہ ہی اس سے مجبوری ہی۔ خدانے چاہا تو اس سے جلد چھٹکارا ہوا جاتا ہی کہدینا کہ بغیر انکے دیکھے کھانا پینا سب حرام ہی زندگی تلخ ہی ذرا شربت دیدار پلادین لب لعل شکرخا کا بوسہ دےدین۔ مین اُنکا درم ناخریدہ غلام بلکہ غلام کا غلام ہون اور غلام کے تلام کا چولام ہون ان سے کہدینا کہ جس طرح مجنون لیلیٰ کا عاشق زار تھا اور فرہاد شیرین کا جان نثار اور وامق اور عذرا دلی یار اور یوسف اور زلیخا مین پیار تھا اسی طرح مین تمھارا غلام اور درم ناخریدہ غلام ہون۔ اگر عتاب کرو تو میرا نصیب اور اگر بوسہ اور پیار کرو تو نصیب۔

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا　　سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اس خواص نے کہا مین یہ کل پیام کہدونگی اور چارون اشرفیان لیکر ہوا ہوگئی۔

اس مقام پر بدھو نفر نے آہ سرد بھر کر کہا یا خدا مدد دے۔ اللہ اللہ ساحرون کو یہان تک قوت ہی! میرے آقا کی مت بھنگ کردی۔ اس جنون اور اس وحشت کے صدقے حضور از براے خدا ذرا عقل سے کام لیجئے اپنی عزت کا خیال رکھیے اور اس خبط سے درگذریئے اُسنے آپ کی عقل کو جہنم مین ملادیا۔ **فوجدار** بولے بھائی بدھو ہم ان باتون کا برا نہین مانتے۔ کیونکہ تم ہماری محبت کے سبب سے ایسا کہتے ہو ورنہ غیر کو کیا پڑی ہی مگر دنیا سے واقف تو ہو ہی نہین اس سبب سے خارج العقل ہو۔ ناتجربہ کار سب چیزون کو غیر ممکن ہی سمجھنے لگے مگر جیسا کہ مین پیشتر کہہ چکا ہون کسی نہ کسی روز اور باتین بھی بیان کرونگا جو مین نے

نیچے جاکے دیکھین تھین اور تب تمکو میرے کہنے کا یقین آئے گا کہ سچ کہتا ہون یا جھوٹ۔ اسمین کوئی لفظ حرف غلط نہین ہی راست براست بلا کم و کاست۔

فصل ۔ ۲۴

اس تاریخ بزرگ کے مصنف باوقار نے لکھا ہی کہ فوجدار صاحب جب رومی دروازے سے شکست کھا کر اور رحیلیون اور الوون سے زک پاکر نیچے آئے اور جوش جنون مین مہملات بکنے لگے تو بدھو نفر نے انکے قصۂ لاطائل کے باور کرنے مین تامل ظاہر کیا یہی راے بعینہ مصنف کی بھی ہی وہ کہتے ہین کہ جو امور فوجدار نے اپنی حماقت اور جہالت بلکہ دیوانگی کے سبب سے بیان کئے وہ سب خلاف قیاس ہین مگر ایک خیال اور بھی انکے دل مین جاگزین ہے وہ یہ کہ خدائی فوجدار صاحب کا سا لائق جنٹلمین اور بہادر سپاہی اور بلا مدار کبھی جھوٹ نہ بولے گا۔ اگر زندہ دفنا بھی دیا جائے تو بھی دروغ بے فروغ سے کام نہ لے گا۔ ایک بات یہ بھی قابل غور ہی کہ اتنے سے عرصے مین وہ اسقدر طومار جھوٹ کا ہرگز اپنی جانب سے گڑھ نہین سکتے تھے۔ بہرکیف خدا جانے وہ بیان صحیح ہی یا غلط مصنف اسکا ذمہ دار نہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وہ اس امر کو ناظرین ہی کی راے پر چھوڑتے ہین کہ وہ بیان کہانتک صحیح ہی۔ اسقدر لکھنا ضرور ہی کہ مرتے وقت فوجدار صاحب نے صدق دل سے بیان کیا تھا کہ یہ قصہ انھون نے کسی کتاب مین پڑھا تھا اب سینئے کہ مورخ چہ میگوید۔

طالب علم اور سیاح دونون کو استعجاب تھا کہ خدائی فوجدار نے اس استقلال اور صبر کیسا تھ بدھو نفر کی زجر و توبیخ کو کیونکر برداشت کیا۔ مارکیون نہ بیٹھے اس کا سبب ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکو دلی تسلی تھی کہ انھون نے اپنی معشوقۂ زرین کمر کو نظر بھر کر دیکھا گو طلسم مین سحر کی حالت ہی مین دیکھا سہی مگر دیکھا تو۔ اگر یہ تسلی نہوتی تو بدھو کی بدزبانی سے آگ ہو جاتے اور اسقدر سخت سزا دیتے کہ بدھو بھی کبھی کبھی یاد کرتا۔ بدھو نے ایسی باتین کہی تھین کہ کوئی آقا برداشت نہ کرتا۔ بڑی سودائی بنایا۔ اور یہ کہا کہ خدا اس گھڑی کو غارت کرے جب حضور کو یہ گدھے پن کی سوجھی کہ یہان سے قعر جہنم کا سفر کیا اور بھلے چنگے ہو کر وحشت کی لی اور اسفل السافلین کا راستا ناپا۔ آپ اپنی عزت کا خیال کیجئے اور اس پاجی پن سے درگذریے اور اسقدر اول جلول اور مہمل اور فضول نہ بکیے عقل سے کام لو بالکل دیوانے نہ ہو جاؤ۔ اس سودا اور خیال خام کو چھوڑو اور آدمی بنجاؤ فوجدار صاحب اور اسقدر الفاظ سخت کو روا رکھین۔ لاحول ولا قوۃ۔ غیر ممکن ہی۔ صرف اسقدر بدھو سے کہا تھا کہ تو ناتجربہ کار جاہل ہی۔ ہر شی کو تو غیر ممکن ہی سمجھتا ہی لیکن مین تیرے کہنے کا برا نہین مانتا کیونکہ تو میرے بھلے کے لیے کہتا ہی سیاح نے فوجدار صاحب سے کہا کہ میرا قصد ہی کہ مین کتابین تصنیف کر کے چھپواؤن اور انکو بیچون فوجدار نے کہا ہان بات تو خوب ہی مگر خریدار کہان سے آے گا۔ اسنے کہا یہان اکثر روساے گرانمایہ

مالدار امیر ہین فوراً خرید لین گے چٹکیون مین لے لین گے۔ یہ بولے بھائی صاحب امیر اور مالدار ہین سہی مگر کس کام کے شوق ہی نہین۔ پڑھنے لکھنے سے سروکار ہی نہین۔ اچھا خیر یہ تو ہوا ہی کریگا اب یہ فرمائیے کہ آج ہم آرام کہان کرینگے سیاح نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹھاکر دوارا ہی اسمین ایک سادھو رہتا ہی جو پیشتر سپاہی تھا بڑا نیک آدمی ہی اور مخیر۔ فیاض۔ اسی ٹھاکر دوارے کے پاس اسنے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنوا لیا ہی۔ ہم اور آپ سب صاحب بخوبی اسمین رہ سکتے ہین بدھو نفر نے پوچھا بھلا یہ سادھو مہمانون کو کھانا بھی کھلاتا ہی۔ یا نہین۔ **فوجدار** نے کہا (تو بڑا پیٹو ہی بے۔ ارے گدھے سادھو کو کچھ دینا چاہیئے یا اس سے کچھ اور لینا چاہیئے سادھو کیا لنگر یا نتا کرتے ہین سادھو بیچارے کو مہمان نوازی سے کیا غرض اور سروکار ہی۔ مگر اسمین شک نہین کہ تو بڑا بندۂ شکم ہی گرسنہ چشم۔ ہم تو رہنے اور ٹکنے کی جگہ ڈھونڈھتے ہین اور تو کھانے کا حال پوچھتا ہی۔)

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک آدمی نظر آیا۔ پیادہ پا۔ تیز رفتار۔ ایک قاطر جس پر نیزے اور بھالے اور اسلحہ تھے اسکے ساتھ تھا۔ انکے قریب آکر اسنے سلام کیا اور اپنی راہ لی۔ **فوجدار** صاحب نے ڈانٹ بتائی اور کہا (ٹھہر جایئے ہمین کچھ عرض کرنا ہی۔ تم چاہے تیز جاؤ مگر اس قاطر کو دق نہ کرو)۔ اسنے کہا جناب مین دم بھر رک نہین سکتا کیونکہ یہ ہتھیار جو آپ دیکھتے ہین یہ کل کام مین آئینگے مین ذرا رک نہین سکتا۔ تسلیمات عرض ہی اگر آپ یہ دریافت کرنا چاہین کہ یہ اسلحہ کس کام مین لائے جائینگے تو مجھ سے سرا مین ملیے ٹھاکر دوارے کے ادھر جو سرا ہی اسی مین مین ٹکون گا۔ اچھا خدا حافظ ہی۔ پھر رخصت ہوتا ہون۔ تسلیم۔ یہ کہکر وہ ہوا ہو گیا۔ یہ جا وہ جا۔ **فوجدار** اتنا بھی نہ پوچھنے پائے کہ کس کس مین جنگ ہوگی اور یہ نیزے اور تلوارین کس کام مین آئینگی۔ ادھر وہ روانہ ہوا اور ادھر انھون نے حکم دیا کہ سامان سفر کرو اور چلو ہم اس سرا مین فروکش ہونگے ٹھاکر دوارے مین نہین رہین گے اور سیاح اور طالب علم بھی ہمارے ہی ساتھ رہین گے۔ سب سوار ہوئے اور سرا کی جانب چلے۔ سیاح نے ان سے کہا کہ ذرا ٹھاکر دوارے کے پاس گھوڑا روک لیجئے گا۔ سادھو کے ہان بہت عمدہ شراب رہتی ہی اور چوری چوری وہ جان پہچان مسافرون کو پلاتا ہی اور دام لیتا ہی۔ بدھو شراب کا نام سنکر بہت ہی خوش اور بشاش ہوے۔ گویا لاکھون ہی مل گئے۔ اور گدھے کو تیز کیا اور انکے پیچھے پیچھے اور سب چلے **فوجدار** صاحب بھی شراب کی طمع سے اور کل امور بھول گئے۔ ٹھاکر دوارے پہونچے تو بڑے افسوس کے ساتھ سنا کہ سادھو وہان نہین ہین بدھو تو مر ہی گئے۔ جان ہی نکل گئی۔ ایک عورت سے جو سادھو کی چیلی تھی انھون نے کہا کہ اگر سادھو نہین ہین تو تم تو ہو گران سی گران اور عمدہ سے عمدہ شراب لاؤ۔ اس نے کہا شراب تو نہین ہی اگر سستا پانی لو تو موجود ہی۔ بدھو اور بھی جل گئے۔ اور جھلا کر کہا اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو کھو کھا کنوین موجود ہین۔ ہاے اس شادی کے دن کس قدر سیر ہو کر کھایا تھا

پلاؤ اور مرغ کا کباب اور سالن اور شراب عمر بھر نہ بھولونگا۔

ٹھاکر دوارے سے بعد افسوس سیرائی طرف چلے۔ ایک لڑکا تیز تیز جا رہا تھا وہ انکے قریب آیا۔ ہاتھ مین تلوار سر پر کپڑون کا گٹھا۔ ایک پائجامہ۔ دو قمیص۔ سبز مخمل کا کوٹ پہنے تھا اور ریشمی رومال پاکٹ مین تھا اور جوتا کوئی پانچ روپئے کا۔ کوئی اٹھارہ یا انیس برس کا سن تھا ہنس مکھ اور پھرتیلا۔ راستے کی تھکاوٹ دور کرنے کیلئے گاتا جاتا تھا (بالم مورا رے نیر پھوٹو جارے) اسکے بعد اسنے کہا کہ (فقط مفلسی کے سبب سے جنگ پر جاتا ہون اگر روپیہ ہوتا تو جان کا ہے کو دیتا) یہ ان لوگون نے سن لیا سب کے پہلے فوجدار صاحب مخاطب ہوے (میان صاحبزادے تم تو بڑی تیزی کے ساتھ جا رہے ہو۔ اسوقت کہان کی تیاریان ہین ہرج نہو تو بتادو) اسنے کہا افلاس اور گرمی ان دونون کے سبب سے تیز تیز جا رہا ہون۔ مین لڑائی پر جاتا ہون افلاس کا سبب فوجدار صاحب نے دریافت کیا۔ کہا گرمی تو ضرور ہے مگر تم مفلس کیون ہو۔ اسنے کہا میرے پاس ایک ہی جوڑا ہے اگر یہان پہنون تو میلا اور خراب ہو جائیگا اسیلے یہ پرانے کپڑے پہنے ہون یہان سے بارہ کوس پر ایک مقام ہے وہان میرا نام۔ نگر وٹون مین لکھا جائیگا۔ مین وہان سے جہاز پر سوار ہونگا میدان جنگ مین جا کے بادشاہ وقت کی خدمت کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی دفتر مین لکھنی چند ہو۔ مین نے اگر کسی رئیس یا امیر کبیر کی نوکری کر لی ہوتی تو مالدار ہو جاتا انکی نوکری مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ پانچ روپیے کے نوکر اور ہزارون کی آمدنی۔ ہمکو یہ بات کہان نصیب۔ لاحول ولاقوۃ۔ نہ زر نہ زیور۔ بس یہ تلوار ہی ہمارا زیور ہے۔ اور زر ہے۔ اگر ہزارون مین ہمارے ایسے ایک کے پاس بھی روپیہ ہو تو اسکو معجزہ سمجھنا چاہیئے۔ فوجدار نے کہا تم اتنے عرصے سے نوکری کرتے ہو اور تمھارے پاس سپاہیون کی وردی بھی نہین۔ اسنے کہا میرے پاس دو وردیان تھین۔ مگر نوکری چھوڑنے کے وقت وہ مجھ سے لے لی گئیں جبتک فوج مین ہین تب تک وردی رہتی ہے اسکے بعد چھین لیجاتی ہے اور دام وردی کے ہم سے پہلے ہی لے لیے جاتے ہین فوجدار صاحب بولے یہ بڑا پاجی پنا ہے۔ اچھا کچھ پروا نہین۔ تم پھر نوکری کرو۔ سب کے پہلے تو خدا کی طاعت مقدم ہے اسکے بعد خداے مجازی کی بندگی یعنے بادشاہ وقت کی نوکری خصوصًا فوج کی نوکری صاحب سیف ہونا زیادہ عزت کی بات ہے بہ نسبت صاحب قلم ہونے کے۔ یہ ہمیشہ سے ہماری رائے ہے۔ مانا کہ صاحب قلم زیادہ مشہور ہین اور تعداد مین بھی زیادہ ہین مگر صاحب سیف کی کہین زیادہ توقیر ہے ہماری ایک صلاح یاد رکھو۔

نصیحتے کنمت بشنود بہانہ مگیر	کہ انچہ ناصح مشفق بگوید ت بذیر

یہ نصیحت تمھارے کام آئے گی اور مصیبت کیوقت اس سے بڑا مطلب نکلے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ

۶۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن ۞ موت سے بڑھ کے اور کیا ہوگا۔ اچھا موت آئے تو کیا۔

شدنی امر مین یہ وہم وگمان کیا معنے || موت کے نام سے یعنی خفقان کیا معنے

اور ظاہر ہی کہ رن کے میدان مین مرنے سے زیادہ عزت کس مین ہی تلوار کے مُنھ مرنا سپاہی کیلیے بڑی معراج ہی۔ ایک بڑے نامی گرامی شہنشاہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور کی راے مین کس قسم کی موت اچھی۔ انھون نے کہا وہ موت جو دفعتہً ہو اور جس کا پہلے سے ذرا بھی گمان نہو۔ وہم وخیال مین بھی نہ ہو۔ گو مذہب کے خلاف ہی اور اسمین کسی قدر کلمۂ کفر بھی ہی مگر کہا خوب ہی۔ فرض کرو پہلی ہی جنگ مین تم مار ڈالے گئے گولی لگی اور انٹا غفیل ہو گئے۔ یا بارود سے اُڑا دیے گئے دونون ایک ہی بات ہی یون بھی مرے وون بھی مرے ایک آدمی کی راے ہی کہ سپاہی جب مرجاتا ہی تب اچھا معلوم ہوتا ہی جیتے جی اچھا نہین معلوم ہوتا خصوصًا جب کہ وہ میدان جنگ سے بھاگا جاتا ہو۔ اور ایک بات یہ بھی ہی کہ سپاہی کا بڑا فرض یہ ہی کہ اپنے افسر کی پوری پوری اطاعت کرے اسمین بھی وہی نام ہوگا جو جنگ مین ہوتا ہی یہ بھی یاد رکھو بیٹا کہ سپاہی کے کپڑون سے اگر بارود کی بو آئے تو اُس سے اچھا ہی کہ عطر اور مشک وعنبر سے اُسکی پوشاک معطر ہو۔ اگر اس پیشۂ شریف مین تم بوڑھے ہو جاؤ۔ لنگڑے ہو جاؤ زخمی ہو جاؤ تو لوگ اور بھی زیادہ تمھاری عزت کرینگے۔ مفلس بھی ہو تو لوگ نظر حقارت سے نہ دیکھینگے۔ آجکل بڑی کوشش کیجاتی ہے کہ بوڑھے اور لنگڑے لولے سپاہیون کی بڑی پرورش کیجاے وہ کوئی غلام حبشی تو ہین نہین کہ بوڑھے ہوے اور نکال دیے گئے اور بہانہ یہ کیا کہ غلامی اور اسیری سے ہم انکو آزادی دیتے ہین اور اس احسان کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ بھوکون مرجاتے ہین۔ اب زیادہ وقت نصیحت کا نہین ہی تم ذرا میرے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ لو اور سرا تک چلے چلو اور وہان میرے ساتھ کھانا کھاؤ اور سیدھے ڈھرے سے لگو۔ خدا تم کو مدد دے گا اور منزل مقصود پر بہ آرام پہونچ جاؤگے۔

اس نے کہا مجھے معاف فرمائیے مین پیدل ہی چلون گا۔ ہان کھانا البتہ آپ کے ساتھ کھاؤن گا۔ بدھو نفر نے یہان پر آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا (کیا خدا کی شان ہے اتنا لائق فائق آدمی۔ کیسی عمدہ تقریر اسوقت کی ہی کہ جی خوش ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر ہوئی کسقدر مہمل اور اول جلول بکتا تھا کہ معاذ اللہ غار مین گئے اور مردے زندہ درگور دیکھے۔ خدا انکے دماغ کو ٹھیک کردے) تھوڑی دیر مین سرا مین داخل ہوے۔ رات ہو گئی تھی بدھو بہت محظوظ ہوے کہ ان کے آقا سرا کو اصل مین سرا ہی سمجھے سلطان آنجہانی یا قلعۂ معلی نہ سمجھے جیسا کہ بیشتر سمجھتے تھے۔

سرا مین داخل ہوتے ہی خدائی فوجدار صاحب نے بھٹیارے سے پوچھا کہ جو آدمی نیزے اور

تلوار اور اسلحہ بیشمار لیکر آیا ہی وہ کہان ہی۔ اسنے کہا اصطبل مین اپنے قاطر کو باندھ رہا ہی۔ سیاح اور بدھو نے بھی اپنے اپنے جانور باندھے اور رشک حمار کو اصطبل مین سب سے بہتر جگہ دی۔

فصل - ۲۵

خدائی فوجدار نعل در آتش تھے کہ کسی طرح انکو یہ معلوم ہو جاے کہ یہ اسلحہ کس جنگ مین کام آئینگے بھٹیارے سے دریافت کر کے اس شخص کی تلاش مین نکلے اور کہا کہ لو صاحب آپکے کہنے مطابق ہم سرا مین آئے ہین اب ہمارے سوال کا جواب دو کہ کس کس سے اور کب جنگ ہونے والی ہی اسنے کہا جو جو تعجب خیز امور مجھکو آپ سے بیان کرنے ہین اُنکے لیے وقت درکار ہے اور ابھی تو مجھے اپنے قاطر کی خدمت کرنی ہے کھڑے کھڑے وحشت مین کیونکر کل امور کہ سکتا ہون سُنکے بڑا تعجب کیجیےگا یہ بوے مین مدد دونگا آپ بیان کرنا شروع فرمائیے۔ یہ کہکر فوراً قاطر کے باندھنے مین اس کو مدد دینے لگے اس سے وہ بڑا ممنون ہوا اور کہا اچھا صاحب سُنیے ایک پتھر پر بیٹھکر فوجدار کو اپنے قریب بٹھایا اور سامنے بدھو نفر اور بھٹیارا اور طالب علم اور سیاح اور وہ لڑکا جو سپاہی تھا بیٹھے اور اس نے اپنا قصہ یون بیان کرنا شروع کیا۔

حضرات ایک گانوُن مین جو یہان سے کوئی تین کوس ہوگا ایک میونسپل کمشنر کا گدھا گم ہو گیا اُس کی خادمہ ایک عورت نے چالاکی سے گم کر دیا۔ انھون نے بڑی کوشش کی مگر گدھا نہ ملا پندرہ دن کے بعد یہ کمشنر صاحب بازار مین جا رہے تھے کہ ایک اور شہر کے میونسپل کمشنر نے ان سے کہا۔ (دے اب ہماری فیس ہمکو دیجئے آپ کا گدھا مل گیا) اسنے کہا اچھا بھائی صاحب فیس لیجئے مگر یہ تو بتا دیجئے کہ گدھا تھا کہان وہ بولا آج صبح کو مین نے پہاڑ پر دیکھا۔ کاٹھی ندارد ننگی پیٹھ۔ لگام تک نہین - بڑا لقات ہو گیا ہی پہچان نہین پڑتا مین تو پکڑ لاتا مگر اسقدر وحشت کی لیتا ہی کہ مین جیسے ہی قریب گیا وہ دوڑ کے بھاگا اور جنگل کے اندر ہو رہا اگر جی چاہے تو آؤ ہم تم دونون چلین اور ڈھونڈھ لائین۔ مین اپنا گدھا گھر مین باندھ آؤن تو چلون اُنھون نے کہا واللہ بڑا احسان ہوگا گویا مول لے لیا۔ الغرض دونون کمشنر پیادہ پا ہاتھ مین ہاتھ دیئے ہوے جنگل مین گئے کہ قاطر کو ڈھونڈھین اور خوب تلاش کی اُدھر اِدھر چو طرفہ گئے مگر پتا نہ ملا۔ آخر کار دوسرے کمشنر نے کہا ارے یار ایک تدبیر ہمنے سوچی ہے جو بٹ ہی نہین پڑ سکتی بھئی اگر اُس دنیا مین بھی ہو تو پتا ملجائے اور بندھا چلا آئے مین گدھے کی بولی جانتا ہون اور اگر تم بھی تھوڑی بہت جانتے ہو تو خوب بات ہو۔ وہ بولا کیا کہا تھوڑی بہت کی بہت ہوئی۔ اے گدھا تو میرا مقابلہ خود نہین کر سکتا اسقدر مشق بڑھی ہوئی ہی خدا گواہ ہی کمشنر دوم نے کہا اچھا ابھی ابھی اس کی

آزمائش ہو جائیگی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔ تم پہاڑ اور جنگل کے ایک رُخ جاؤ اور ہم دوسرے رُخ جائین تم بھی سینپو سینپو کرو اور ہم بھی ڈھینچو ڈھینچو کرین کل جنگل کو چھان ڈالو۔ بولی سُنکے ضرور بولے گا بس گرفتار کر لو۔ وہ کمشنر بولا یار اسمین شک نہین کہ تم بالکل گدھے ہی کی طرح بولوگے کیونکہ گدھے مین اور تم مین کوئی فرق نہیں۔ وہ بولا اجی جناب یہ آپ اپنی ہی تعریف کرتے ہین مین کس قابل ہون دنیا مین کوئی گدھا یا انسان تمھارا مقابلہ نہین کر سکتا۔ اول تو زور کی آواز ہوتی ہی دوسرے سُریلی اور جلد جلد بولتے ہو سینپو سینپو۔ مین تم سے ہار گیا تمنے چارون شانے چت مارا مین تو سمجھتا تھا کہ مین بڑا ہون مگر تم گدھے کی بولی مین ہم سے بھی بڑھ گئے۔ بعض لوگ قابل تو ہوتے ہین مگر اپنی قابلیت کو کام مین نہین لا سکتے اگر ہماری تمھاری بولی سے گدھا ملجائے تو ہماری قابلیت کی قدر رہو۔ ورنہ بیکار ہی۔ یہ کہکر یہ دونون علیحدہ ہوکے اور گدھے کی بولی بولنے لگے اکثر اُنکو دھوکا ہو گیا کہ گدھا ہی بول رہا ہی۔ مگر شناخت کے لیے کچھ علامتین مقرر کر لین تاکہ دھوکا نہ کھائین۔ اور مل نہ جائین۔ اسکے بعد پھر بولنا شروع کیا۔ مگر گدھے کا پتا نہ لگا نہ سینپو کی آواز آئی۔ اور بولتا کہان، سے ایک مقام پر گھنے جنگل کے اندر مردہ ملا بھیڑیون نے آدھا کھالیا تھا۔ جب اسکے مالک نے دیکھا تو کہا مجھے بھی تعجب تھا کہ بولتا کیون نہین۔ ہماری بولی سُنتا تو ضرور ہی بولتا ورنہ گدھا نہ تھا خیر گدھا مر گیا مر گیا مگر یہ تو معلوم ہو گیا کہ گدھے کی بولی بولنے مین تم بھی گدھے کے باپ ہی ہو وہ بولا اور تم بھی تو گدھے کے چچا ہو۔ اسکے بعد گھر واپس آئے اور اپنے دوستون اور پڑوسیون سے کُل حال بیان کیا اور ایک دوسرے نے اپنے ساتھی کے بولنے کی بڑے مبالغے کے ساتھ تعریف کی اور ادھر اُدھر کے گانؤن مین بھی یہ خبر مشتہر ہوئی۔ اب سینیے کہ شیطان کو دل لگی ہاتھ آئی یہ تو ایسے موقع ڈھونڈھا ہی کرتے ہین اور گانؤن کے لوگ بھی گدھے کی بولی بولنے لگے اور ایک گانؤن سے دوسرے گانؤن اور دوسرے سے تیسرے گانؤن بولی پھیلنے لگی اب اسکی بحث ہونے لگی اور تلوارین چل چل گیئن جو لوگ گدھے کی بولی بولتے ہین انکو لوگون نے چڑھانا شروع کیا اور خانہ جنگیان ہونے لگین کل یا پرسون ہمارے گانؤن کے لوگون سے اور ایک اور گانؤن کے لوگون سے لڑائی ہوگی اسی لیے مین یہ بھالے اور تلوارین لیے جاتا ہون کہ خوب مضبوط ہو رہین۔ مین نے کہا تھا کہ وہ وہ باتین کہونگا جنسے آپکو حیرت ہوگی اگر حیرت نہین ہوئی تو بندہ مجبور ہے۔ یہان پر یہ قصہ ختم ہوا۔

اتنے مین سرا کے پھاٹک پر ایک آدمی آیا جو سر سے پانؤن تک سبز پوش تھا دور سے پکارا ای بھٹیاری نکلنے کی جگہ ہی۔ تماشے سے لوگ آئے ہین لنگور وغیرہ بھی ہین۔ بھٹیاری نے کہا اخاہ تماشے والے ہین۔ یہ آواز تو سبز پوش کی سی معلوم ہوتی ہی ایک آنکھ اور آدھے چہرے پر رومال پڑا تھا جس سے پایا جاتا تھا

کہ اس مقام پر درد ہوتا ہی۔ آؤ آؤ سبز پوش خوب چین سے آرام کرو۔ وہ لنگورا ور تماشے ولے کہان ہین دکھائی نہین دیتے۔ اسنے جواب دیا قریب ہین مین پہلے چلا آیا کہ جگہ ٹھیک کر رکھون بھٹیاری نے کہا میان چین کا بادشاہ بھی اگر آئے تو اُسکو نکال دون اور تمکو جگہ دون۔ یہان بھلے مانس لوگ ٹکے ہین انکو تماشا دکھادو کچھ مل ہی رہے گا لنگور کے کرتب دکھاؤ کٹ تپلی کا تماشا دکھاؤ۔ اسنے کہا بہتر ہی مین دونون تماشے دکھاؤنگا صرف ٹکنے بھر کا سہارا ہو جائے بس۔ اب مین جاکے گاڑی اور لنگور اور تپلیون کو لیے آتا ہون یہ کہکر سرا سے باہر گیا فوجدار نے بھٹیاری سے پوچھا یہ سبز پوش کون ہی اور لنگورا ور تپلیان چہ معنی دارد۔ اس نے کہا یہ کٹ تپلی والا ہی بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے۔ اکثر اِدھر سے تماشا لے کے جاتا ہی اور اندر سبھا کو ایسا بتاتا ہی کہ واہ واہ واہ۔ ایک لنگور کو ایسے ایسے کرتب سکھائے ہین کہ لنگور کیا ہم کہتے ہین کوئی آدمی بھی مقابلہ نہین کر سکتا آپ کوئی سوال کیجئے وہ اُچک کے اپنے آقا کے کاندھے پر بیٹھ جائیگا اور کان مین اُس سوال کا جواب دیگا اور سبز پوش وہ جواب باواز بلند کہدینگے۔ گزشتہ زمانے کا حال بتادیگا آیندہ کا حال گزشتہ سے زیادہ بتاتا ہی کبھی کبھی جھوٹ بھی نکلتا ہی مگر گویا سچ ہی معلوم ہوتا ہے کوئی جن اُس پر سوار ہی اور فی سوال ایک روپیہ لیتا ہی سبز پوش اب بڑے امیر ہو گئے ہون گے بڑے خوش مزاج آدمی ہین تمام دنیا قائل ہی کہ اس سے زیادہ ہنس مکھ آدمی کوئی نہین بڑا بکنے والا بڑا پینے والا یہ سب اپنی زبان اور لنگور کے طفیل مین حاصل کیا۔

اتنے مین سبز پوش بھی آگئے اور بے دم کا لنگورا ور تپلیان بھی آئین لنگور بدذات نہ تھا۔ دیکھتے ہی فوجدار نے پوچھا۔ ارے بھئی نجومی صاحب فرمائیے ہمارا حشر کیا ہونے والا ہی روپیہ اجرت کا حاضر ہے بدھو سے کہا روپیہ سبز پوش کو دے دو۔ سبز پوش نے کہا جناب میرا لنگور آیندہ کا حال نہین بتاتا ہے حال کا حال تھوڑا تھوڑا جانتا ہی۔ بدھو بولے لاحول ولاقوۃ۔ یہ بھی کوئی بات ہی مین تو ایسے لنگور کو جھنجھی کوڑی بھی نہ دون جو ہم پر گزری ہی اسکا حال ہمارے سوا اور کون جان سکتا ہی بیوقوفی کی بات ہی ہان حال کی بات اگر بتا سکتا ہی تو یہ روپیہ موجود ہی بتاؤ ہماری بی بی اس وقت کیا کرتی ہے اور کیسی ہے سبز پوش نے روپیہ نہین لیا کہا پیشگی ہم نہین لیا کرتے پہلے جواب سُن لیجئے یہ کہکر لنگور کو ایک تھپکی دی تو وہ اُچک کے کاندھے پر تھا دانت کھول کے اور مُنھہ بناکے کان مین کچھ کہا اور پھر کچھ سوچا اور پھر کان مین کچھ کہا اور کھٹ سے اُتر آیا اور سبز پوش نے فوجدار کے قدمون پر ہاتھ رکھکر کہا مین نے یہ قدم کیا پائے کہ نعمت پائی ہی خدائی فوجدار شیر افگن کو خدا صدوسی سال کی عمر عطا کرے کہ آپ زبردستون کو زبردستون کے ظلم سے بچاتے ہوؤن کی پرورش فرماتے دیوون اور جنون اور سرون سے لڑتے ہین

اور اسوقت تمام دنیا مین آپ کا سا بہادر نہین ہی۔)

فوجدار از بس متحیر۔ بدھو نفر دنگ۔ طالب علم حیرت زدہ۔ سپاہی چپ بھٹیاری استعجاب مین سب کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مگر سبز پوش کہتے ہی گیا۔ (ای بدھو نفر تو بھی اپنا ثانی نہین رکھتا۔ خدا دنیا مین قائم اور رکھے اور عقبے مین تجھے غریق رحمت کرے تمھاری نیک بی بی بخیریت ہی اور اسوقت کپڑے پہن رہی ہے ابھی ابھی تھوڑی سی شراب پی ہے۔) بدھو نے ان سے اتفاق کیا اور کہا واقعی بڑی نیک بی بی ہی اک ذرا اتنا تو ہی کہ ہمسے لڑ پڑتی ہی اور بات کرتے ہی منھ نوچ لیتی ہی **فوجدار** بولے حضرت واقع مین جو سیاحی زیادہ کریگا وہ بڑا لائق ہوگا اب ملاحظہ فرمائیے کہ لنگور اور یہ قابلیت۔ کل حال من وعن بتا دیا۔ اتنے مین اس سپاہی نے یعنی اُسی لڑکے نے ان سے پوچھا اچھا ذرا لنگور سے تو دریافت کیجئے کہ یہ سال ہمکو کیسا گزریگا۔ اسنے کہا یہ لنگور گزشتہ کا حال نہین جانتا اب مین چاہتا ہون کہ آپ سب صاحبون کو تماشا دکھاؤن اور مفت۔ اس پر بھٹیارے صاحب بڑے ہی خوش ہوے اور ایک عمدہ مقام تماشے کے لیے سرا مین تجویز ا۔ اور کل امور چٹکیون مین لیس ہو گئے۔

فوجدار بہت خوش ہوے اور ایک کونے مین بدھو نفر کو لے گئے اور کہا بھائی بدھو سنو معلوم ہوتا ہی سبز پوش پر کوئی چڑیل یا جن سوار ہی۔ بدھو نے کہا جناب یہ تو آپ فرمایئے میرے نزدیک تو کوئی درویش ہے یہ لنگور نہین ہے اگر لنگور ہوتا تو واللہ میری بی بی کا حال نہ بتاتا اور یہ نہ کہتا کہ ذرا سی شراب پی لی ہی مگر اتنا تو معلوم ہو گیا کہ بفضلہ اچھی ہین۔ **فوجدار** نے کہا ہمکو یقین نہین آتا کہ یہ یا اسکا لنگور کوئی بھی نجوم جانتا ہی ایک عورت نے البتہ خوب پیشین گوئی کی تھی اس سے پوچھا ہماری کتیا کے کتنے بچے ہون گے اس نے کہا تین۔ ایک سبز ایک سفید ایک سیاہ۔ وہی ہوا۔ اور یہ بھی کہا کہ بارہ اور ایک کے درمیان مین ہوگا وہی ہوا اور سیر کے دن۔ وہی ہوا اور کہا کہ دوسرے دن مر جائے گی وہی ہوا۔ بدھو بولے آپ ذرا سبز پوش سے پوچھیے کہ اس غار مین آپ نے کیا دیکھا اتنے مین سبز پوش نے آنکر کہا لیجئے خداوند تماشا تیار ہی تشریف لے چلیے قابل دید ہی۔ انھون نے کہا پہلے تم اپنے لنگور سے اتنا دریافت کرو کہ غار مین کیا ہوا۔ اسنے فوراً لنگور کو بلایا اور کہا ارے لنگور یہ ہمارے سرکار پوچھتے ہین کہ غار مین کیا ہوا تھا لنگور فوراً اُچک کر کاندھے پر بیٹھا اور کان مین کچھ کہا۔ سبز پوش نے کہا حضور اسوقت شب ہی کل صبح کو بتا دیگا مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ حضور نے خواب دیکھا ہی غار وار کسی مین نہین گئے تھے۔ **فوجدار** نے بات ٹالی مگر بدھو نفر نے کان مین جاکر کہا اب ہمکو اور بھی یقین ہو گیا کہ یہ لنگور بڑا نجومی ہی کیونکہ ہمکو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حضور کو خلل دماغ ہی اور غار فقط خواب وخیال ہی۔ واللہ یہ لنگور کاہن ہی ہمارے دل کی بات کہی ہے

فوجدار نے بات ٹالی اور کہا چلو چلکر تماشا دیکھیں ضرور کوئی نہ کوئی نئی بات ہوگی۔ آئین فرق ہی نہین۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہی۔ سبز پوش نے کہا حضور فرماتے ہین کوئی نئی بات ضرور ہوگی اور مین عرض کرتا ہون کہ ساٹھ ہزار نئی باتین ہونگی خدا کی قسم سرکار اس سے بڑھ کے تماشا دنیا مین نہین ہی اب تشریف لے چلئے دیر ہوتی ہی مجھے بہت کچھ کہنا اور بہت کچھ دکھانا ہی۔

فوجدار اور بدھو چلے اور تماشے مین آئے۔ دیکھا تو موم بتی کی روشنی ہی۔ سبز پوش پس پردہ گئے اور ایک لونڈا سامنے آن کے کھڑا ہوا کہ تپلیون کے تماشے کا حال بتاتا جائے ایک سفید لکڑی ہاتھ مین تھی اور اُسی سے وہ تپلیون کی جانب اشارہ کرتا جاتا تھا۔ سرا بھر کے مسافر اور آدمی جمع ہوے کوئی آگے کوئی پیچھے کھڑا تھا۔ مگر فوجدار اور بدھو نفر اور سپاہی اور طالب علم مونڈھون پر بیٹھے اور اس لونڈے نے وہ کہنا شروع کیا جو آگے چلکے لکھا جائیگا اگر جی چاہے پڑھیے اور حظ اٹھائیے ورنہ اپنی رادھا کو یاد کیجئے۔

فصل-۲۶

کل حاضرین اور تماشائی چپ۔ خاموش۔ کہ دیکھین اس لونڈے کے منھ سے کیا نکلتا ہی اور اس پردے سے کون کون بادشاہ آتا ہے اور کیا کیا عجائبات نظر آتے ہین اب پردے کے اندر سے باجے کی آواز آنے لگی شہنائی بجنے لگی اور اسکے بعد توپین دغنے لگین۔ دن دن جب آواز بند ہوئی تو لونڈے نے آہستہ سے کہا ای حضرت یہ قصہ سچا ہی جو ہم آپ کو اصل کر کے اسوقت دکھاتے ہین یہ لفظ بہ لفظ عربی سے لیا گیا ہی اور فارسی مین بھی اس کا ترجمہ ہوا ہی۔ ہر فرد بشر کی زبان پر اس کے اشعار ہین اور بچے تک پڑھتے اور گاتے ہین اور بازارون اور گلی کوچون مین گاتے اور لہراتے پھرتے ہین۔ راجہ اندر کا اکھاڑہ اور شہزادہ گلفام اور سبز پری اور پکھراج پری کا ذکر خیر ہے۔

	سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہے		پری جمالون کے افسر کی آمد آمد ہے	

اتنے مین تپلیان آئین اور اُس لونڈے نے کہا وہ تپلی جس کے سر پر تاج ہے اور ہاتھ مین سونے کی انگوٹھی یہ راجہ اندر ہین اور وہ تپلی جو ہرا ہرا لباس پہنے ہی اس کا نام سبز پری ہی۔ یہ بڑی منھ چڑھی ہی اور وہ پری جیسا کہ اسکی پوشاک سے ظاہر ہوتا ہی نیلم پری ہی شوخی سے سراپا بھری ہے اور یہ سامنے والی تپلی لال پری ہے سُرخ سُرخ پوشاک اسکے توشک خانے مین بھری پڑی ہی اور یہ بائین ہاتھ والی لاابالی البیلی چھیل چھبیلی پکھراج پری کہلاتی ہی اور مشعلچی کے پاس والا موٹا تازہ لمبا چوڑا

آدمی لال دیو ہی اور دوسرے مشعلچی کی بغل میں کالا دیو ہی۔

اتنے میں دوسرا پردہ پڑا اور لوگ ہمہ تن شوق دیکھنے لگے کہ چہ میشود۔ سب ٹکٹکی باندھے تھے کہ پردہ اُٹھا اور ایک قصر معلےٰ بصد شان جلوہ افگن ہوا ستون طلائی سامنے زربفت کا نمگیرہ۔ اور ادھر اُدھر اغل بغل چوبدار گنگا جمنی کے عصا لیے ہوے بڑی بڑی پگڑیاں باندھے ہوے حاضر۔ اس لونڈے نے کہا یہ راجہ اندر کا محل ہی اور یہ چوبدار کھڑے ہیں کہ جو حکم ہو بجا لائیں۔ اور اب ناچ شروع ہوتا ہے پہلے لال پری آئی اور راجہ کا قدم چوما اور سات بار سلام کرکے محفل میں راجہ کی جانب رُخ کرکے کھڑی ہوئی اس کے بعد پکھراج پری آئی۔ اس نے بھی پاؤں کو بوسہ دیا اور سات بار سلام کیا اور محفل میں حاضر۔ اس کے بعد سبز پری آئی اور اُسی طرح وہ بھی حاضر ہوئی۔ پھر نیلم پری نے آن کر بوسۂ پا لیا اور گانا شروع ہوا۔

ہی جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی
پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
مُنہ زرد دوپٹے سے نہ آنچل میں چھپاؤ
ہوجاے نہ رنگ گل رخسار بسنتی
ہی لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت
دو چار گلابی ہوں تو دو چار بسنتی
محفل راجہ میں پکھراج پری آتی ہے
سارے معشوقوں کی سرتاج پری آتی ہی
جس کا سایہ نہ کبھی خواب میں دیکھا ہوگا
ناچنے گانے کو وہ آج پری آتی ہے

کسی نے چمک کے یہ گایا۔

دھانی مری پوشاک ہی میں سبز پری ہوں
شوخی سے شرارت سے صباحت سے بھری ہوں

کوئی انا البرق کہتی ہوئی یوں نغمہ سرا ہوئی۔

سبھا میں آمد نیلم پری ہے
سراپا وہ نزاکت میں بھری ہے

یہ پری راجہ اندر کی محفل کی جان ہے۔ روح و روان ہی سب پریوں کی سرتاج ہی۔ اس سے زیادہ حسینہ جمیلہ دنیا میں کون آج ہی۔ بڑی چالاک ہی سخت بیباک ہی۔ پرکالہ آتش عدد ے شکیب ہی۔ اُس کی ایک ادا دلفریب ہی۔ بڑی گانے والی ہی۔ ہر بات نرالی ہی۔ عورت نہیں پری ہے جب ہی تو اسقدر شان بھری ہی جو اُسکے لب لعل کا بوسہ روح پرور لے بڑا با اقبال ہی کیونکہ یہ پری مشتری خصال ہے ابروے خمدار دیکھیے اور یہ طرحدار طرار دیکھیے اور اُسکے جوبن کی بہار دیکھیے۔

خدا سرے تو سودا اُٹے تری زلف پریشان کا
جو آنکھیں دے تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
غضب ہی کھینچی مصور نے کس طرح تصویر
کہ شوخیوں سے تو اک رنگ پر رہی کیونکر

اس کے بعد پردے کے اندر سے پلٹنین برآمد ہوئین ان مین جنگی رسالے کے سوار اور افسر تھے وردیان فوق البھڑک اور انتہا سے زیادہ چمک دمک۔ تلواروں کے غلاف سرخ کاشانی مخمل کی بندوقون کی سنگینوں کی نوک سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیوتک کے کلیجے کو بھونک دین سر سے پانوٗن تک ادب بنے ہوے اور ادبی کیا معنے سواران جنگی تو تھے ہی۔ دو پلٹنین صف بستہ آمادۂ جنگ و پیکار ہوئین۔ ایک طرف مغل دوسری جانب پٹھان۔ فوجدار کے بنانے کے لیے سبزپوش یعنے وہ تماشاگر مغلون کی جانب سے ایک فوجدار یعنے پہلوان پل نامور کو جو ہمارے **خدائی فوجدار** صاحب کا ہم پیشہ تھا میدان کارزار مین لایا اور دونون جانب سے جنگ ہونے لگی اور پل نامدار نے بڑھ کر کہا۔

مین ہون نامدار جہان بے عدیل	مین ہون نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر بُرّان ہے مجھکو ملی	کہ ہیبت سے ہے قبر رستم ہلی
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب	وہ برزو وہ بیژن وہ افراسیاب
چو بر دشمنان خیزم ایندم سمند	یقین گردنش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم	عجب نیست فردا شود ابترم
چو روز دگر شاہ گیتی فروز	بہ فیروزی آورد شب را بروز
در مہر بکشاد گردان سپہر	بیاراست روے زمین را بہ مہر

اتنے مین پٹھانون کے لشکر جرار کے ایک افسر تجربہ کار نے پل نامدار کو گرفتار کر لیا دیکھتے ہی ہمارے خدائی فوجدار سے نہ رہا گیا فوراً شمشیر بران لے کر جھٹ دوڑے اب سب سمجھاتے ہین غل مچاتے ہین کہ یہ کیا مجنونانہ کارروائی ہے وہ کس کی سنتے ہین۔ لے کے تلوار پٹھانون کی فوج پر جھک ہی تو پڑے اور ضرب شمشیر سے۔ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ۔ سبزپوش اپنا سر پیٹنے لگا۔ ارے او سڑی سودائی مجنون تیری دیوانگی کو اور تجھکو خدا غارت کرے اور اللہ تجھ سے سمجھے تو نے اس سودا و جنون کے سبب سے مجھے کہین کا نہ رکھا مار ہی ڈالا۔ تمام عمر کی کمائی گنوائی۔ رزق کا ذریعہ یہی تھا اب یہ پتلیان زر کثیر صرف کرنے سے بھی نہ ملین گی ارے بدبخت یہ پل نامدار نہین ہے یہ پتلیان ہین یہان کھیل تماشا ہو رہا ہے نہ کوئی مغل ہی نہ پٹھان فوجدار کو اس تقریر کی برداشت کہان ایک تلا ہوا ہاتھ سبزپوش پر بھی جما یا اگر ستون بیچ مین نہ ہو تو تماشے والے بیچارے کا سر اس طرح اڑ جاتے جیسے کوئی کھیرے کو تراش کے پھینک دیتا ہی مگر حیات مستعار باقی تھی بچ گیا اور فوجدار نے بڑے غصے اور

غیظ و غضب سے کہا اے بے ایمان دغاباز فسونساز تیری یہ ہستی ہی کہ تو کسی یل نامدار کسی خدائی فوجدار کو ذلیل کرے اور دس آدمیون کے سامنے منہ سوائے لعنت ہی تیرے اوپر۔ اتفاق سے تو بچ گیا ورنہ مین تو اپنے نزدیک کام تمام ہی کر چکا تھا پھر تلوار سے اور باقی ماندہ پتلیون پر ہاتھ صاف کیا۔ بادشاہ زخمی۔ سوارون مین کسی کا سر ندارد کسی کا دھڑ ندارد۔ حاضرین کانپ اُٹھے۔ لنگور اچک کے چھت پر ہو رہا۔ طالب علم کانپنے لگا۔ سپاہی خائف اور بدھو توجہ ہے کا بل ڈھونڈھنے لگا۔ اس سانحہ کے بعد اس نے قسمین کھائین کہ فوجدار کو ایسی حالت بد مین کبھی پیشتر نہین دیکھا تھا۔

تماشے کو بھربھنڈ کر کے فوجدار صاحب ذرا ذرا ہوش مین آنے لگے اور فرمایا افسوس ہی کہ اسوقت وہ لوگ یہان نہین موجود ہین جو ہمارے معزز پیشے کے قابل ہین اگر ہوتے تو اُنکو قائل ہونا پڑتا کہ ہم لوگ دنیا کو کس قدر فائدہ کثیر پہونچا سکتے ہین اگر مین اس وقت یہان نہ ہوتا تو اس فوج کے آدمی یلون کے نام کو غارت اور تباہ کر دیتے خدا اس پیشے کو زندہ رکھے۔ آمین۔ سبزپوش نے سر پیٹ کر کہا خدا اس دیوانگی کے پیشے کو زندہ رکھے اور مجھے اس دنیا سے اُٹھا لے۔ ہاے یہ وہی مثل ہوئی کہ کسی بادشاہ نے قید کی حالت مین کہا تھا کہ کل مین ایک سلطنت کا شاہنشاہ تھا اور آج چپہ بھر زمین بھی میرے پاس نہین ہے جس کو مین اپنی ملکیت کہ سکون ابھی آدھا گھنٹا ہوا کہ مین شاہنشاہ ہون اور بادشاہون اور سوارون اور توپخانون کا مالک تھا اور اب مین فقیر ہون بالکل مفلس ٹکا پاس نہین۔ اور سب سے بڑھکر دردناک بات یہ ہے کہ میرا لنگور چھٹ گیا۔ یہ بڑی تباہی کی بات ہے اور یہ سب اس بدبخت فوجدار کی بدولت ہوا یہ ظلم اور تعدی کے روکنے کے لیے خلق مین خلق ہوے ہین۔ ہ۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اگر مین جانتا کہ یہ سڑی آدمی ہی تو اس کمبخت کی صورت نہ دیکھتا اس نے مجھے غارت کر دیا اور میری روزی لی۔

سبزپوش کی اس دردآمیز تقریر سے بدھو نفر کا دل بھر آیا کہا بھائی سبزپوش صاحب رونے سے کوئی فائدہ نہین بیکار ہے۔ میرا دل دکھتا ہے مگر مین آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہون کہ جب یہ ہوش مین آئینگے تو اس کا بعنوان مناسب معاوضہ کر دین گے۔ اس نے کہا اگر کچھ دین تو احسان ہی نہین تو مین انکا کیا کر لون گا سر دھیٹ کے رہ جاؤن گا۔ بس ہو کیا ہی۔ ان ایسے نامی آدمی کو کسی کی جائداد غصب کرنی چاہیئے۔ فوجدار نے کہا سمجھتا مگر ہماری سمجھ مین اب تک نہ آیا کہ ہم نے آپ کی کونسی جائداد ضبط کر لی۔ سبزپوش نے کہا اب اور کیونکر جائداد ضبط ہوتی ہے ہمارا بنا بنایا گھر غارت کر دیا اب اور کیا باقی رہا میری تو روزی ہی اس تماشے پر تھی۔

فوجدار صاحب نے کہا اے صاحبان جلسہ۔ ان ساحرون سے خدا سمجھے کہ جادو کے زور سے کیا کا کیا سمجھا دیتے ہین۔ واللہ مین یہی سمجھا تھا کہ سچ مچ کی جنگ ہو رہی ہے پھر مجھے تاب کہان۔ چڑھ دوڑا اچھا جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ ہم تمھین نقدہ حرمتہ دینگے۔ جے پور کی کھری اشرفی لو۔ اور غم نہ کرو۔

سبز پوش نے جھک کر سلام کیا اور کہا حضور ایسے با مذہب اور خدا ترس سے غلام کو ایسا ہی یقین تھا جو شجاع ہوتے ہین وہ رحم دل بھی ضرور ہوتے ہین اور غربا کی دستگیری کرتے ہین۔ بی بھٹیاری اور بدھو نفر اس امر کا تصفیہ کر دین کہ میرا کس قدر نقصان ہوا۔ ان دونون نے یہ بات منظور کر لی تو اس نے پٹھانون کے بادشاہ کو اُٹھا کر کہا دیکھیے اس کا ہاتھ الگ ہو گیا اور سر پھٹ گیا اب یہ دو کوڑی کا ہے اس کی قیمت ڈھائی روپیہ ہے۔ ان دونون نے منظور کر لیا اور فوجدار نے بھی تسلیم کیا اور کہا (اور چلو)۔ اس کے بعد مغلون کے بادشاہ کو اُٹھا کر کہا یہ پتلی بڑی قیمتی ہے مگر اس حالت مین اسکو کوئی جھجھی کو بھی نہ پوچھے گا اس کے نو روپے ہین۔ بدھو نے کہا بھئی یہ بہت ہے بھٹیارے نے کہا اچھا سات روپیہ کر دو۔ فوجدار نے کہا منظور۔ دے دو۔ روپیہ سوا روپیہ کی کمی بیشی کوئی بات نہین ہے اور جلد فیصلہ کرو مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے کھانے کا وقت آیا۔ پھر ایک پتلی کو جسکا آنکھ پھوٹی بیر گیئی کا نقشہ تھا اُٹھا کر کہا اس کی آنکھ ایک روپے مین بنے گی یہ مغلون کے بادشاہ کا سائیس ہے۔ خدائی فوجدار صاحب تو مغلون کی طرف تو تھے ہی جھلا گئے کہا یہ دروغ بے فروغ ہے ہم ہرگز نہ مانین گے کہ مغلون کے شاہنشاہ اعظم کے سائیس کی آنکھ کوئی پھوڑ سکے کیا مجال۔ کوئی دل لگی بازی ہے۔ آگے چلو۔ سبز پوش نے دیکھا کہ جنون نے پھر ان کے دماغ پر تسلط کیا۔ کہا مین بھول گیا تھا یہ مغلون کے بادشاہ کا سائیس نہین ہے بلکہ پٹھانون کے بادشاہ کا سائیس ہے۔ خدائی فوجدار صاحب اس سے خوش ہو گئے الغرض اسی طرح سبز پوش نے کل اشیاے شکستہ پھر کی قیمت بتائی اور بدھو نے حسب الحکم آقاے نامدار دام دیئے اس کے بعد سبز پوش نے کہا دو روپئے اور دلوائیے کیونکہ لنگور کے پکڑنے مین مجھے بڑی محنت پڑے گی فوجدار صاحب نے یہ دو روپے بھی دلوا دیئے۔ اور کہا میرے بدن مین آگ ہی تو لگ گئی تھی کہ مغلون کے شہنشاہ کا سائیس اور اسکی ایک آنکھ پھوٹ جائے اور وہ کانا (من الکافرین) ہو جاے یہ کیا بات ہے اگر کوئی مجھے یہ بتا دے کہ سلطان ذیشان مغلیہ اسوقت کہان ہین تو دو سو روپیے تک دینے پر تیار ہون۔ سبز پوش نے کہا سواے میرے لنگور کے اور کون بتا سکتا ہے مگر اس کا بگڑا ہوا وقت ہے یا بھاگ گیا ہے شاید چلا آئے گا یا شاید بھوک کے سبب سے آئے۔ اچھا اب آرام فرمایئے کل نوروز ہی پھر سہی۔ فوجدار نے کہا آپ سب صاحب آج ہمارے ہی ساتھ کھانا کھائیے سب نے ملکر کھانا کھایا اور

میزبان کی فیاضی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جس شخص کے پاس نیزے اور تلوارین اور اسلحہ تھے وہ پہلے چلا گیا اس کے بعد سیاح طالب علم اور سپاہی ان سے رخصت کے طالب ہوے سیاح نے کہا اب مین اپنے گھر جاؤنگا اور سپاہی زادے نے کہا کہ مین منزل مقصود کو اپنے کام پر جاتا ہون اس کو فوجدار صاحب نے سفر خرچ کے لیے بارہ روپیے دیے سبز پوش اپنے دوست فوجدار صاحب کی مجنونانہ حرکتین بخوبی دیکھ چکے تھے تڑکے ہی اُٹھتے ٹوٹی پھوٹی تیلیون کو ٹٹو رلنگور کو ساتھ لے روانہ باشد اس سودائی سے جان بچائی۔ بی بھٹیاری کو دو باتون سے حیرت ہوئی ایک فوجدار صاحب کا دیوانہ پن دوسرے ان کی فیاضی۔ اس کو بھی بدھو نفر نے اپنے آقا کی اجازت سے خوش کر دیا۔ آٹھ بجے کے وقت رخصت ہو کر سرا سے چلے اور راہ راہ جانے لگے۔ ان کو اب سفر کرنے دیجئے اور آپ کچھ اور ضروری باتین سنیے۔

فصل ۔ ۲۷

اس تاریخ بزرگ کے مصنف باتوقیر نے روایت کی ہی کہ جس چور اور قیدی اور بدمعاش نے بدھو نفر کا گدھا چرایا تھا اور جس کے حال سے ناظرین والاتمکین بخوبی واقف ہین کہ فوجدار نے اسکو قید سے رہائی دی اور اس محسن کش احسان فراموش قیدی نے فوجدار پر پتھراؤ اور ہاتھ صاف کیا اور بدھو نفر کا گدھا چرایا اور پھر کچھ دن بعد میان بدھو نے اسکو پکڑ پایا اور گدھا واپس لیا اور وہ بھاگ گیا ان کے لیے پولیس کے لوگون کو حکم تھا کہ جہان سے ہو سکے گرفتار کرو۔ صرف ایک ہی دو جرمون کا مجرم نہ تھا کئی جرم تھے کیونکہ چوری سینہ زوری خون ڈاکا عورتون کو لے بھاگنا بچون کو زیور کی طمع سے مار ڈالنا سب گن پورے تھے ین کون کہے لنڈورے۔ اب انھون نے بھیس بدل کر کٹ پتلی کا تماشا بنایا اور ایک لنگور کسی غلام سے مول لیا اور جس گانؤن مین جاتے لوگون سے دریافت کرتے کہ کون کون ادھر سے گزرا اور کیا کیا واقعات ہوے سرا مین ڈیرہ لیتا۔ اور پہلے تماشا دکھاتا کٹ پتلی کے تماشے مین اس کو بڑی مشق تھی بے بدل اُستاد مشہور کر دیا تھا کہ میرا لنگور غیب کا حال بتاتا ہی جو کچھ ادھر اُدھر سنتا تھا کچھ گڈے بازی کر کے بتاتا تھا اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی کے مکان کا حال معلوم ہو گیا فوراً اُس کے ہان گیا اور لنگور سے اشارہ کیا اور کہا لنگور ہمارے کان مین یہ کہتا ہی۔ علیٰ قدر حیثیت اس کی فیس تھی۔ اس کا بڑا نام ہو گیا اور روپیہ بھی پیدا کر لیا سرا مین پہونچتے ہی فوجدار اور بدھو نفر کو پہچانا اور خوش ہوا کہ اب ان سب کو چکما دو لیکن جیسا کہ گزشتہ فصل مین بیان ہی اگر تیلیون کے خون ہونے کے وقت فوجدار کا ہاتھ ذرا بہک جاتا تو

پتلیاں درکنار اُنھین کا سر اڑ گیا ہوتا۔ اس لنگور اور تماشے کی نسبت ناظرین کو حیرت ہوگی کہ یہ کون شخص ہے لہذا لکھنا پڑا کہ سمجھ مین آجائے۔

اب فوجدار صاحب کا حال سنیے کہ انکو شوق چرایا کہ دریاے گھاگرا کی سیر کرین اور پھر اُسکے بعد تاج بی بی کا روضہ دیکھین۔ دو دن تک سفر ہی مین رہے۔ تیسرے دن ایک پہاڑ پر چڑھتے ہوے ڈھولون اور تاشون اور نقارون کی بڑی زور کی آوازین آئین پہلے یہ سمجھے کہ سپاہیون کی رجمنٹ جاتی ہے فوراً ایڑ لگائی پہاڑ پر پہونچے تو دیکھا کہ کوئی دو سو آدمی بھالے اور نیزے اور تلوار اور توپ اور بندوق اور قرابینچ اور تمپر کلے لیے ہوے جا رہے ہین قریب جا کے دیکھا تو فوج کے لوگ۔ نشانون کے پھریرے اڑ رہے ہین اور اُس پر ایک چھوٹا سا گدھا بنا ہوا سینپون سینپون کر رہا ہے اور ارد گرد جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہے (ہان گدھے بول سینپون سینپون سین) اس سے فوجدار کو یقین ہو گیا کہ یہ اُس گانو‌ن کے لوگ ہین جہان گدھے کی بولی بولی جاتی ہے انھون نے بدھو نفر سے کہا بھئی کیا اچھی لڑائی ہوگی کہ واہ۔ واللہ قابل دید۔ بدھو تم بھی کسی جانب شریک ہو جاؤ۔ اُس نے کہا حضور ہی شریک ہون بندہ گدھا نہین ہے اس گدھے پن سے درگزرے آپ اپنے دور سے دل لگی دیکھیے۔ چاہے لڑین چاہے ایک دوسرے کا سر پھوڑین۔ مارا چہ ازین قصہ۔

الغرض تھوڑی دیر کے بعد جس گانو‌ن کے لوگون نے بدتمیزی سے اپنے ہمسایون کے چڑھانے کے لیے گدھے کی بولی بولی تھی حملہ کیا اور دھاوا بول ہی تو دیا فوجدار صاحب نے گھوڑے کو تیز کیا بدھو کے ہوش اڑ گئے اس قسم کی حرکتون سے یہ ناراض ہو جاتے تھے قریب جا کے روکا دونو سمجھے یہ بھی کوئی ہماری جانب سے جوان آیا ہے (حضرات مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ ذرا دیر کے لیے باگین روکے ہوے اگر سمع خراشی ہو تو مین ذرا سے اشارے مین خاموش ہو رہونگا۔ ان سب نے کہا کہ بسم اللہ فرمائیے۔ انھون نے یون ہانک لگائی (حضرات بندہ خدائی فوجدار شیر افگن ہے۔ کام ہمارا یہ ہے کہ زبردست کو زیر دست پر ظلم نہ کرنے دین۔ بانک مین طاق پٹے مین مشاق۔ بنوٹ کا اُستاد۔ کشتی مین فرد۔ گل چلا بے مثل۔ تلوریا اپنی آپ نظیر۔ گولہ انداز لا ثانی شہسوار بے بدل ہون آپ کی بڑی غلطی ہے کہ آپ خواہ مخواہ لڑنے پر تیار رہین۔ گانو‌ن کے گانو‌ن سے آپ کو عداوت ہے۔ جنگ کے پانچ اسباب ہوتے ہین۔ ایک مذہب کی توہین۔ دوسرے جان کی حفاظت قانون اور مذہب دونون کی رو سے روا ہے۔ تیسرے اپنی یا خاندان

یا جید علاقے کی عزت قائم رکھنے کے لیے۔ چوتھے۔ بادشاہ کی طرف سے یہ مقابلہ غنیم بشرطیکہ بادشاہ برسر حق ہو۔ پانچوین ملک اور ہم وطنون کی حفاظت اور یہ قریب قریب دوسری شرط کے ہے۔ ان پانچون اسباب ضروری مین اور سبب بھی شامل ہوسکتے ہین جو بہت ہی ضروری ہین اور جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ ہم ہتھیار کام مین لانے اور لڑنے پر مجبور رہین۔ ہان ذرا ذرا سی خفیف باتون پر لڑنا بھڑنا اپنے آپ کو ہنسوانا ہی اور عقل سلیم کے خلاف۔ دانشمندون کا فعل نہین ہی علاوہ برین۔ ع۔ در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ؂ ہمکو تو حکم یہ ہی کہ دشمن تک کے ساتھ نیکی کرین اور بدی سے محترز رہین اور جو لوگ ہم سے نفرت رکھتے ہون اُن سے محبت کرین۔ بڑا مشکل امر ہی مگر خدا ترس اور خداشناس ایسا ہی کرتے ہین اور ایسا ہی کرنا چاہیئے کوئی حکم علماے مذہب نے خلاف عقل نہین دیا ہی ہان نفس کشی ضرور چاہیئے۔ ع۔ بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا ؂ بدھو نے اپنے دل مین کہا یہ ہمارا آقا تو اب پادری بن گیا اگر پادری نہین تو پادری کا بھائی تو ضرور ہی۔

فوجدار صاحب نے ذرا دم لیا اور لوگون کو متوجہ دیکھکر پھر کچھ کہنے ہی کو تھے کہ بدھو نفر نے بڑی چالاکی سے ان کو یون روکا کہ خود تقریر شروع کردی۔ کہا حضرات میرے یہ آقا خدائی فوجدار شیر افگن ہین عربی اور ترکی اور فارسی زبان جانتے ہین شعر بھی کہتے ہین سپہ گری کے کل فن یاد اور راز بر ہین۔ پھکیتی بانک پٹا بنوٹ تلوار تیر بندوق کی لڑائی۔ جو کچھ یہ فرمائین گوش دل سے سُن لو اور اسکے مطابق کاربند ہو اور یاد رکھو کہ گدھے کی بولی بولنا گدھون کا کام ہی۔ اس گدھے پن سے درگزرو۔ لڑکپن مین ہم اس طرح کی بولی بولتے تھے کہ آدمی تو آدمی گدھون تک کو دھوکا ہو جاتا تھا مگر لوگ اچھا نہین سمجھتے تھے مین اب بھی گدھے کی بولی بول سکتا ہون کیونکہ یہ فن مثل پیرنے کے انسان عمر بھر نہین بھولتا یہ کہکر بدھو نفر نے نتھنون پر انگلیان رکھ کے سیپنون سیپنون کرنا شروع کیا دور تک آواز گونجی اس گانؤن کے لوگ سمجھے کہ یہ ہمکو چڑھاتا ہی ایک موٹا سا لٹھ اُٹھا کر اس زور سے مارا کہ بدھو نفر زمین پر آرہے فوجدار نے یہ دیکھکر نیزہ لگایا نیزہ چلاتے ہی پچاس ساٹھ آدمی ٹوٹ پڑے اور پتھر اور گولیان چلنے لگین یہ جان بچا کے بھاگے یہ جا وہ جا۔ ہر قدم پر خوف تھا کہ مبادا گولی لگے اور راہ مین سے دم نکلجاے۔ وہ لوگ بھی خوش تھے کہ بھگا دیا مگر گولی نہین چلائی۔

بدھو کو ان لوگون نے گدھے پر سوار کیا اور کہا چنے دور۔ فوجدار صاحب جب ذرا دور نکل گئے تو بدھو یاد آئے گردن پھیر کے دیکھا گدھے چلے آتے ہین۔ اور کسی نے انکا تعاقب نہین کیا ہی۔ گھوڑا روک لیا۔ وہ لوگ رات بھر وہان رہے اور جب دیکھا کہ غنیم بھاگ تو خوش

خوش اپنے اپنے گھر واپس آئے اگر زمانہ قدیم کے یونانیون کے رسم و رواج سے واقف ہوتے تو اس مقام پر اپنی فتحیابی کی ایک یادگار بنواتے۔

فصل ۔ ۲۸

بہادر آدمی کبھی پشت نہین دکھاتے۔ ڈٹے لڑا کرتے ہین۔ ہان اگر کوئی چکما کھا جائین یا حریف بڑا ہی شہ زور اور شیر تر ہو تو ہٹجاتے ہین ؎ ۔ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ و کسی موقع پر زور آزمائی نہین کرتے ہین خدائی فوجدار اسی کے مصداق تھے۔ اس جنگ سے چپکے سے الگ کھڑے ہو کے سوچے کہ لوگ بھرائے ہوئے ہین اچھے گھر بیعانہ نہین دیا ؎ ۔ کہ جا ہا سپر باید انداختن ٭ پر یہان عمل کرنا چاہیئے فوراً بھاگ کھڑے ہوے اور بدھو تک کی خبر نہ لی کہ اس پر کیسی گزرے گی۔ نو اور دو گیارہ ہوے۔ بدھو بھی گدھے کو دوڑاتے پیچھے پہونچے مگر شل۔ قریب پہونچتے ہی فوجدار کے آگے گدھے سے گر پڑے سر سے پانون تک زخمی۔ نیمجان۔ مردے سے بدتر۔ بیدم۔ فوجدار نے اتر کر زخمون کو دیکھا کہا بدھو بڑی بری گھڑی تھی جب تم نے گدھے کی بولی بولی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قدر پیٹے گئے خدا کا شکر کرو کہ جان تو بچی۔ مین سمجھا تھا مار ہی ڈالا۔ بدھو نے کہا مجھ مین بولنے تک کی طاقت نہین ہی افسوس کہ تم فوجدار ہو کر مجھے چھوڑ کے بھاگ آئے۔ اب سوار ہو جیے اور یہان سے چلیے۔ فوجدار نے کہا بھاگنا اس کو نہین کہتے ہین اسکے یہ معنے کہ ہم اب نہین لڑتے دور اندیشی عجب شے ہی تاریخون مین بڑے بڑے بہادرون کا ذکر ہی کہ میدان سے ہٹ گئے کہ جان بچے اور کسی اور موقع پر اس سے بڑھ کے کارنمایان کرین تم ان باتون کو کیا جانو۔

فوجدار کی مدد سے بدھو سوار ہوے اور فوجدار بھی گھوڑے کی پیٹھ پر آئے اور کوئی سوا کوس پر ایک جنگل مین پہونچے بدھو مارے درد کے حیران تھا۔ فوجدار نے کہا اس درد کا سبب مین بتا دون انھون نے بڑے موٹے لٹھ سے تمکو مارا اسی سبب سے درد ہی بدھو نے جھلا کر کہا سبحان اللہ۔ کیا بات پیدا کی ہی واہ صاحب واہ۔ میرے درد کا سبب ایسا ہی مخفی تھا کہ بغیر آپ کے بتاے ہوے مین جان نہین سکتا تھا۔ اب مجھے حضور رخصت دین اور غلام کو آزاد کرین بندہ اب گھر جائے گا۔ درگزرا ایسی مار پیٹ لٹھ پونگے مین جاے بھوکے پیاسے مرین ایسی بادشاہی سے درگزرے۔ خدا اس پیشے کو غارت کرے جو حضور نے حماقت سے پسند کیا ہی لاحول ولا قوۃ۔ مین بھی مجنون حضور بھی سڑی سودائی ؎ ۔ خوب گزرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

فوجدار نے کہا اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ درد ور دکچھ نہین ہی ورنہ اتنی بک بک نہوتی تم احسان فراموش ہو کھلاتا ہون پلاتا ہون روپیہ دیتا ہون اب اور کیا کوئی اپنا گھر اُٹھا دیگا - بدھو نے کہا پہلے جہان نوکر تھا اس طالب علم کے باپ کے ہان - وہان مجھے زیادہ ملتا تھا - کسانی اس نوکری سے کہین اچھی - روز جوتی بیزار خوف و خطر - سواد و ایک مقام کے اور تو جہان حضور کے ساتھ رہا پریشان ہی رہا ہان اس شادی کی دعوت مین البتہ پلاؤ اور زردہ اور کباب اور شراب سے دو دن تک سیر رہا ورنہ جنگل اور بیابان اور کھوہ اور غار اور درون مین انتہا کی تکلیف اُٹھائی مار کھائی زخمی ہوئے جان پر بن آئی -

فوجدار - کیا ہم تنخواہ تھوڑی دیتے ہین میان بدھو نفر صاحب -

بدھو - حضور کچھ تو بڑھا دیجئے - ورنہ بندہ رخصت میشود -

فوجدار - اللہ نگہبان شماست پہلے کیون نہ کہا -

بدھو - اسکی کسکو امید ہی سایک نہ ایک دن یہ آپ کی حماقت آپ کی جان لیگی اس کا ہمکو پورا پورا یقین ہی - اس مین ذرا بھی شک نہین -

فوجدار - الو نامعقول اب تو ہمکو کوسنے لگا - کھاتا ہی پیتا ہے - دعوتون مین شریک ہوتا ہے گدھے انعام مین پاے - اب اور کیا کسی کا گھر لوگے تم سے نمک حرام ایسے ہی بے ایمان ہوا کرتے ہین دور ہو یہان سے مرتے - نکل جا - پاجی - اگر ایک قدم میرے ساتھ آیا تو سر الگ ہوگا دھڑ الگ ہم تو جزیرے کی بادشاہی تجویز تے ہین اور تو ہمکو چھوڑ کے چلا جاتا ہے سچ ہی شہد گدھے کے لیے نہین ہی تو گدھا ہی اور گدھے کا بچہ اور گدھے ہی کی موت مرے گا اور مرتے وقت تجھکو معلوم ہوگا کہ تو اصل مین گدھا ہے -

بدھو اس کل تقریر کو غور سے سنتے اور دل ہی دل مین فوجدار اور اپنی مان کو کوستے رہے اور کہا حضور بجا فرماتے ہین مجھ سے بڑھ کے گدھا اور کون ہوگا بس اک دم کی کسر ہی اگر کسی ترکیب سے آپ دم لگا سکین تو تمام عمر گدھا بن کے حضور کی خدمت کرون - میری حماقت پر نظر نہ فرمائیے اور معاف کیجئے - خداے تبارک و تعالیٰ تک معاف کرتا ہی میری بیوقوفی مین شک نہین مگر بد نہین ہون فوجدار نے کہا ابکی کوئی مثل نہین یاد آئی - اچھا مین معاف کرتا ہون مگر اس شرط پر کہ اب ایسی بدتمیزی نہ کرنا خبردار - اپنا فائدہ ڈھونڈھتا ہی ہمارا ذرا خیال نہین - اب کوشش کر کے محسن کا احسان مان اور یاد رکھ کہ جو وعدہ ہم نے کیا ہے وہ ضرور پورا کرین گے - دیر آید درست آید - بدھو نے کہا بہت اچھا

آیندہ ایسی خطا نہ ہوگی اب جنگل کے اندر داخل ہوے اور دونون درختون کے سایے مین بیٹھے درخت سایہ دار اور گھنے اور محراب دار تھے شب کو بدھو کے بڑا درد ہوا اور ہوا نے درد کو اور بھی بڑھا دیا اور تڑپنے لگا فوجدار صاحب اپنے خیالات فاخرہ مین غلطان پیچان تھے جب رات بھیگی تو دونون کی آنکھ لگ گئی۔ اور صبح کو دونون روانہ ہوے کہ دریاے گھاگرا جو مشہور تھا ر دریا ہی اسکی سیر کرین یہان جو واقعہ ہوا اس کا حال آیندہ کی فصل مین بیان ہوگا۔

فصل۔ ۲۹

خدائی فوجدار شیر افگن اور بدھو نفر یل روئین تن اس جنگل سے آہستہ آہستہ باہر آئے اور چلتے چلتے دریاے گھاگرا کے کنارے پر پہونچے۔ اس دریاے قہار کی روانی اور کوسون کا پاٹ دیکھکر فوجدار اس قدر محظوظ ہوے کہ باچھین کھل گیئین چو طرفہ فرش زمردین ہری ہری دوب۔ پانی ایسا شفاف و صاف کہ تہ کی چیز صاف نظر آئے اور موجون کی وہ روانی کہ ہاتھی کے پانون فوراً اُٹھ جائین۔ کیسا ہی غمگین و غم زدہ انسان کیون نہو وہ سمان دیکھکر ممکن نہین کہ روح تک کو تازگی نہ حاصل ہو۔ عجب فرح بخش و فرحت بار مقام تھا۔ انکو لنگور کی کل باتین یاد آیئن اور سب کا پورا پورا یقین ہوگیا مگر بدھو نفر انکے بیوقوف بنانے کے لیے کل باتون کو صحیح بتاتا تھا مگر دل مین سب کو دروغ بیفروغ سمجھتا تھا۔

چلتے چلتے کیا دیکھتے ہین کہ ایک چھوٹی سی کشتی جس پر آدمی نہ آدم زاد ایک درخت سے بندھی ہوئی ہی فوجدار صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً کانے ٹٹو سے اُترے اور بدھو نفر سے کہا کہ اپنے قاطر سے اُتر پڑ۔ اور دونون جانورون کو درخت سے باندھدے بدھو نے کہا یہ آپ اس قدر عجلت سے کیون گھوڑے پر سے اُتر پڑے یہ کیا ماجرا ہی۔ انھون نے کہا تم ان باتون کو کیا جانو۔ ارے یہ کشتی یہان اسلیے ہی کہ مین اس پر سوار ہون اور کسی مبارز صف شکن کو جو بڑی مصیبت مین پڑا ہو بچاؤن اور مدد دون اس کے سوا اور کوئی سبب اگر ہو تو موچھین منڈوا ڈالون کوئی بہت بڑا آدمی مصیبت مین پڑا ہی۔ اکثر ایسا ہوا ہی جب کوئی بڑا آدمی کسی مصیبت مین گرفتار ہوا تو دریا مین اسکے کسی ساتھی نے کشتی باندھدی اور کسی یل نامدار نے اسکو مدد دی اور مصیبت سے بچایا ہم لوگ بادل پر چڑھ جاتے ہین۔ یا ایک چشم زدن مین دو دو ہزار کوس اڑ جاتے ہین۔ ہماری مدد کی کسی کو بڑی ضرورت ہی دو جانورون کو باندھدو۔ ہم ضرور کشتی پر جائینگے چاہیے ؏ دھرکی دنیا اُدھر ہو جائے کچھ پروا نہین۔ ؏۔ ہرچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم ؛ بدھو نے کہا حضور اب آپ کی حماقت

اور وحشت کا پیمانہ ایسا لبریز ہوگیا کہ چھلکا ہی چاہتا ہی۔ اب بجز موت کے اور کوئی علاج نہین ہے۔ اور وہ مثل سچ ہی کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے اب میری رائے اگر لیجئے تو اس حرکت سے باز آئیے۔ یہ مچھلی پکڑنے والے کا بوٹ ہی اگر دیکھ پاے گا تو مارتے مارتے بھرکس نکالدے گا پہلوانی دہلوانی رکھی رہے گی یہان کی مچھلیان مشہور ہین جھینگا مچھلی کہلاتی ہے۔ بدھو نے بڑے رنج کے ساتھ جانورون کو درخت سے باندھا اور خدا کی راہ پر چھوڑ دیا پوچھا اب کیا حکم ہوتا ہی انھون نے کہا حکم کیا معنی بس اب سوار ہو۔ اور خدا کا نام لو۔ بسم اللہ۔ بدھو نے کہا مین بسم اللہ نہین سمجھتا۔ بولے تو گنوار کا لٹھ خاک بھی نہین سمجھتا۔ یہ کہکر اُچک کے کشتی پر ہو رہے اور بدھو نفر بھی پیچھے بیٹھ لیے۔ وہ مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا رسی کھولی اور کشتی چلی۔ تھوڑی دور چلی ہی تھی کہ فوجدار کے گھوڑے اور بدھو کے گدھے نے رنگ بدلا۔ گدھا تو زور زور سے سینپون سینپون کرنے لگا اور گھوڑا رسی تڑانے لگا بدھو نے آقا سے کہا کہ ذرا ادھر تو دیکھیے کہ کیا ہو رہا ہی۔ خدا کرے اب بھی آپ کو عقل آجاے اور اس بیوقوفیت اور وحشت کو چھوڑیے اور واپس چلیے یہ کہکر رونے لگا فوجدار صاحب بگڑے اور بگڑ کر کہا او بزدل بودے آخر ڈر کا ہے کا ہی یہ خوف کی کیا بات ہی۔ چوڑیان پہن لے بودا کہین کا معلوم ہوتا ہی جیسے توپ کے منہ جاتا ہی یا گولا چل رہا ہی یا کوئی کھاے جاتا ہی یا شیر نر سے مقابلہ ہی۔ خاصی عمدہ کشتی ہی دریا کس شان اور عظمت سے لہرین مارتا ہی بادشاہ بنے ہوے بیٹھے ہین اب کچھ دیر مین دریا سے سمندر مین ہو رہین گے روتا کیا ہی کوئی کم سے کم سات آٹھ سو میل تو نکل آئے ہونگے۔ کیا کوئی آلہ ایسا ساتھ نہین ہے کہ معلوم ہو جاے کتنی دور آے مگر ہزار کوس سے کم نہ آے ہونگے قطب نما ہوتا تو رخ معلوم کر لیتے کہ کس طرف جا رہے ہین آلہ مقیاس الحرارت بھی نہین ہی) بدھو نے کہا اگر اسی کو حرارت کہتے ہین پھر ایسی جگہ کیون چلے جہان حرارت ہوئی اب تھوڑی دیر مین جوڑی بھی آئیگی فوجدار اس کے گنوارپن پر ہنسے اور کہا مقیاس الحرارت ایک آلے کا نام ہی تو ہماری صحبت مین بھی گدھا ہی رہا۔ پہلے ہندوستان کو آتے ہوے راس خوش امید کی جانب سے آنا پڑتا تھا اب جب سے نہر سویز ہماری معشوقہ زرین کمر کے حکم سے بصرف زر کثیر کھودی گئی تب سے ادھر سے آمد و رفت ہوئی۔ بدھو نے کہا (اور یہ زر کثیر کہان سے آیا۔ بجرے کی روٹی تو اچھی طرح آپ کی معشوقہ کو کھانے کو جڑتی نہین۔ اور یہ آج معلوم ہوا کہ کانپور کی نہر آپ کی معشوقہ نے کھدوائی ہی) فوجدار صاحب نے ہنسکر کہا ابے گدھے گنوار کانپور کی نہر نہین۔ نہر سویز۔ تجھے کیا معلوم کہ سمندر کیا شے ہی اور سمندر کے عمق کو کیونکر اور کاہے سے ناپتے ہین اور تہ ہاے قعر کیونکر دریافت کرتے ہین اور نظام شمسی کسے کہتے ہین اور درات ہین

اندھیرے اُجالے کے کیا اسباب ہین بدھونے کہا اسی سبب سے تو کہتا ہون کہ حضور کے دماغ مین خلل ہی دن بھی آدمی ہی کہ اسکے پاس اسباب ہی۔ **فوجدار** صاحب پھر ہنسے اور کہا ابے گنوار کی دم اسباب۔ سبب کی جمع ہی۔ بھلا بتاؤ آفتاب کا جسم روشن ہی یا دیجور۔ بدھونے کہا مین تو آپسے ہزار بار کہہ چکا کہ مین عربی ترکی نہین پڑھا ہون گنوار آدمی ہون انھون نے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ آفتاب روشن ہی یا تاریک۔ اسپر بدھونے سر پیٹ لیا اور کہا ایکی اگر ایسا گدھے پن اور حماقت کا لفظ حضور کی زبان سے نکلا تو مین دریا مین کود پڑونگا کوئی گدھا بھی تو آفتاب کو تاریک نہ کہے گا۔ **فوجدار** صاحب ہنسے۔ کہا ابے گنوار آفتاب اصل مین جسم تار ہی۔ اسکے ارد گرد دور تک روشنی نمودار ہی۔

اتنے مین **فوجدار** صاحب نے کہا بدھو دیکھو یار وہ سامنے شہر نمودار ہی۔ وہ مسجد وہ شوالا وہ منارہ وہ عالیشان عمارت ہی وہ قلعہ ہی۔ اب مین سمجھ گیا کوئی شہزادی معلوم ہوتا ہے سخت مصیبت مین گرفتار ہے اور اسی کی مدد کے لیے ہم بلوائے گئے ہین۔ بدھونے کہا بے ادبی معاف آپ یہ کیا جھک مار رہے ہین۔ شہر کہان ہی اور قلعہ کہان ہی پنچکی سامنے بنی ہوئی ہے غلہ یہان پیسا جاتا ہی اور آٹا بنتا ہی۔ **فوجدار** کڑک کے بولے چپ رہ۔ ہزار بار سمجھا دیا کہ جادو کے زور سے کچھ کا کچھ معلوم ہونے لگتا ہی۔ بیشک شہر ہی تجھ اندھے کو جا ہے پنچکی معلوم ہو دیکھو ہماری معشوقہ گلعذار کی قطع ان جادوگرون نے گنوارون کی سی بنا دی تھی خدا ان سے سمجھے۔

اب کشتی عین دھار مین آئی اور ذرا تیزی کے ساتھ چلنے لگی اور پنچکی والون نے جو دیکھا کہ کشتی جس رخ جانا چاہیے ادھر نہین جاتی تو بڑے لمبے لمبے بانس لیکے دوڑے کہ کشتی کو روکین اور غل مچا کے کہا ارے او آنے والو کشتی کو بائین پرے جاؤ کیا ڈوبنے اور مرنے کو آئے ہو۔ ادھر نہ آؤ۔ اگر کشتی ذرا اسکے پہیون سے ٹکرائیگی تو سو ٹکڑے ہو جائیگی اور تمھاری ہڈی پسلی تک کا پتا نہ لگے گا) ان لوگون کے چہرے اور بدن پر آٹا جو اڑ اڑ کے آیا تھا اس سبب سے صورت ذرا بدل گئی تھی **فوجدار** صاحب انکو پریت سمجھے۔ کہا دیکھو بدھو وہی بات ہوئی نا۔ دیکھو کتنے جن اور بھوت اور پریت مجھ ناتوان ناچیز پر یورش کر کے آئے ہین اور کتنے لمبے لمبے نیزے ہین کہ انسان کے اٹھائے نہ اٹھین۔ دس دس ہاتھی کا انمین سے ایک ایک کو زور ہی مگر مین بھی وہ داد شجاعت دونگا کہ تمام دنیا مین نام ہوگا۔ اف کیسی خوفناک ڈراونی صورتین ہین۔ اب سنیئے کہ کشتی پر آپ کھڑے ہو گئے اور تلوار میان سے نکال اکڑ کے کہا او حرامزدو یا جیو تم نے اپنے اس قلعہ مین جس بڑے آدمی کو قید کیا ہی اسکو فوراً رہا کر دو۔ کوئی ہو امیر یا غریب۔ ہم **خدائی فوجدار** شیر افگن نامور سردار پہلوانان جہان

ہین مالک ایران وتخت وتاج کیان ہین۔ ازل سے یہ کام ہمارے سپرد ہوا ہی کہ اُس شخص کو ظالمون کے ہاتھ سے رہائی دین یہ کہکر تلوار کو تول ہوا مین انکی طرف سپترے بدلنے لگے۔ ان لوگون نے انکی آواز تو سنی مگر جو اول جلول انھون نے کہا تھا دور کے سبب سے وہ سن نہ سکے اور بانسون سے کشتی کو زور سے روکنا چاہا کہ پہیون سے ٹکرا نہ جلئے اب دھارا بڑی تیز تھی وہ اور بھی گھبرا ئے۔ بدھو نفر نے آنکھین بند کرلین اور سربسجود ہوکر خدا سے دعا مانگی کہ یا باری تعالیٰ اس خطرے سے بچالے۔ وہ توان کی طرح سودائی نہ تھا۔ صریح دیکھ رہا تھا کہ انتہا سے زیادہ خطرہ ہے۔ پنچکی کے قلیون نے بانسون سے کشتی کو دورہی سے ردکا اس زور سے روکا کہ کشتی الٹ گئی۔ جل جلالہ۔ **فوجدار** اور بدھو نفر دونون پانی کے اندر **فوجدار** کی خوش نصیبی سے ان کو پیرنا خوب آتا تھا۔ بالکل مچھلی کی طرح پیرتے تھے مگر اسقدر وزنی چیزین بدن پر تھین کہ دو دفعہ تہ پر آگئے تھے۔ اگر پنچکی والے نہ کود پڑتے تو دونون غائب ہو جاتے دونون کی جان جاتی **فوجدار** کو ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور بدھو کو پانون پکڑ کر نکالا اور الٹا ٹانگا بدھو نے تھوڑی دیر مین سربسجود ہوکر خدا کا شکریہ ادا کیا اور دعا مانگی کہ باری تعالیٰ اب اس طرح کے خطرے سے بچا اور ہمارے آقا کو راہ راست پر لا۔ اب سنئے کہ مچھلی والے جنکی کشتی پر حضور **فوجدار** صاحب سوار ہوکر تشریف لائے تھے وہ آگئے۔ کشتی کے سو ٹکڑے ہو گئے تھے انھون نے بدھو کو گرفتار کیا اور کہا کشتی کے دام لاؤ۔ ورنہ ماہی ڈالین گے۔ **فوجدار** صاحب نے بڑی سہولت اور استقلال سے کہا کہ ہم دام دے دینگے تم لوگ گھبراؤ نہین (یہ اس طرح پر کہا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا) مگر شرط یہ کرلی کہ ہم اسی حالت مین دام دینگے جب آپ لوگ اس شخص کو رہا کردین گے جسکو اس قلعہ مین قید کیا ہی اور مفت رہا کرو ایک نے کہا کچھ دیوانہ ہوگیا ابے کیسا قلعہ اور کیسا قیدی کیا پنچکی کے قلیون کو لینے آیا ہی **فوجدار** دل مین سوچے کہ ان لوگون سے گفتگو ہی کرنا فضول ہی یہ یون نہ مانین گے۔ لاتون کا آدمی باتون سے نہ مانے گا۔ مگر معلوم ہوتا ہی کہ دو جادوگرون نے اس مین میل کیا ہی ایک نے مجھے کشتی دی دوسرے نے ڈبو دیا۔ اسکے بعد پنچکی کی طرف دیکھکر کہا اے دوست اے عزیز افسوس ہی کہ ہم تمھاری مدد کرنے کے قابل نہین ہین۔ تمھاری اس مصیبت پر افسوس ہی مگر یہ پاجی لوگ ہین اور پاجیون کے منھ لگنا دانشمندون کا کام نہین ہی یہ مہم کوئی اور جری سر کریگا۔ والسلام۔

اسکے بعد مچھلی والون سے فیصلہ کیا اور پچاس روپیے انکو دیلے۔ بدھو نے روپیہ تو دیا مگر ناک بھون چڑھا کے اور کہا اگر دو ایک بار اور کشتیان ڈوبین تو کھل ہی ہو جائین گے۔ پنچکی کے لوگ اور مچھلی والے متحیر تھے کہ یہ کون عجیب الخلقت بزرگوار ہین۔ انکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ بک کیا رہا ہی واہی تباہی

اول جلول بے سرو پا۔ سمجھ گئے کہ دونون دیوانے دونون پاگل ہین پنچکی والے اپنے کام پر گئے اور مچھلی والون نے اپنی اپنی جھوپڑیون کی راہ لی فوجدار اور بدھو نفر خود جانور بنے ہوے تھے اپنے اپنے جانورون کے پاس گئے اور کشتی کی مہم یون سر ہوئی۔

فصل ۔ ۳۰

بڑی مایوسی کے ساتھ حیران و پریشان آقا اور ملازم بندہ و خواجہ اپنے جانورونکے پاس گئے بدھو نفر کو سخت افسوس تھا کہ روپیہ دینا پڑا گویا انکی چمڑی کسی نے ادھیڑ ڈالی۔ اس قہار دریا سے سوار ہو کر روانہ باشد مگر چپ چاپ۔ خدائی فوجدار کو معشوقہ زرین کمر یاد آئین اور بدھو کو جزیرے کی بادشاہی کی فکر ہوئی اب اسکو پورا پورا یقین ہو گیا کہ آقاے نامدار مجنون ہین ٹھان لی کہ کسی روز یہان سے گھر چلدے اور اس سڑی کا ساتھ چھوڑ دے مگر (یو کرم لیکھ نا مٹے کرو کوئی لاکھن چترائی)۔

دوسرے روز ایسا اتفاق ہوا کہ جنگل سے باہر نکل رہے تھے کہ فوجدار کی نظر ایک سبزہ زار پر پڑی دیکھا کہ ذرا دور پر لوگ بہت سے جمع ہین معلوم ہوا کہ شکاری لوگ ہین اور آگے بڑھ کے دیکھا کہ ایک سبزی گھوڑی پر ایک بانکی ترچھی عورت سوار ہے اور چاندی کے سامان سے گھوڑی سجی ہے اور خود سبز پوش ہے۔ اور لباس نہایت بیش بہا اور چمکتا دمکتا ہوا ہے۔ بائین شانے پر ایک باز تھا یہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی رئیس زادی اور ان سب کی مالک ہے۔ بدھو سے کہا کہ بیٹا جاکے اس رئیس زادی سے کہو کہ مین شیر افگن اور خدائی فوجدار ہون اس حسینہ کا دست سیمین چوم لون اگر وہ کہین تو مین حاضر ہون اور خدمت بجالاؤن مگر خدا کے لیے بیہودہ نہ بکنا ہرزہ درآئی نہ کرنا۔ خبردار۔ اسنے کہا کیا اور کبھی کوئی پیغام نہین لے گیا ہون۔ فوجدار بولے سواے ہماری معشوقہ زرین کمر کے اور کسی کے پاس تو شاید نہین لے گیا۔ بدھو نے اس راے سے اتفاق کیا اور کہا اجی آپ مجھے سکھائیے نہین مین سیکھا سکھایا ہون۔ فوجدار نے کہا اب جاؤ۔ خدا حافظ ہے بدھو نے گدھے کو خوب تیز کیا اور اس بانکی شکاری عورت کے پاس گیا اور سر تسلیم خم کر کے عرض کیا اے حسین رئیس زادی وہ سامنے ہمارے خدائی فوجدار شیر افگن جو ہمارے آقا اور مالک ہین آپ کے اشتیاق مین کھڑے ہین اور ہمارا نام میان بدھو نفر ہے وہ دریافت کرتے ہین کہ اگر حضور پر نور کی راے ہو تو حاضر ہون حضور کے حسن اور خوبصورتی پر عاشق ہین جان جاتی ہے اگر حکم ہو تو وہ باتین کرین جو کسی نے دنیا مین نہ کی ہون اس عورت نے کہا تم واقعی بڑے لائق پیغامبر ہو اور بڑے فصیح و بلیغ۔ اب تم اٹھ کھڑے ہو زمین دوز

ہوکر ادب کے ساتھ باتین کرنا تمھارے پیشے کے خلاف ہی۔ تم اپنے فوجدار کو بلاؤ مین اور میرے میان جو نواب ہین انکی ملاقات سے خوش ہونگے اور انکو اپنے گانؤن مین جو یہان سے قریب ہی لیجاکر رکھین گے بدھو اٹھے اور اس رئیس زادی کی امارت اور حسن گلوسوز کو دیکھکر حیرت زدہ ہوے اور اخلاق کی تعریف کی اس رئیس زادی نے فوجدار کا کچھ ذکر خیر کیا جس سے بدھو بڑے خوش ہوے اسنے کہا جاکے کہدو کہ انکے آنے سے اور گانؤن پر چلنے سے ہمکو بڑی مسرت دلی ہوگی۔

بدھو یہ جواب باصواب لیکر واپس آئے از بس محظوظ۔ گنوارپن کے ساتھ اس کی خوبصورتی اور حسن کی مبالغے کے ساتھ تعریف کی۔ خدائی فوجدار راہوار باد رفتار بدخوب اکڑ کر بیٹھے اور مسلح ہولیے اور جاتے ہی اس امیرزادی کا ہاتھ چوم لیا اس نے اپنے میان کو بلوالیا تھا اور سب حال کہدیا تھا وہ فوجدار کی سوانح عمری اور حماقتون کی تاریخ کا حصہ اول پڑھ چکی تھی اور بہت خوش تھی کہ اس سودائی سے ملاقات ہوگئی۔ فوجدار اترنے مین گھوڑے سے گر پڑے اور کاٹھی بھی زمین پر آرہی ان کو بڑی شرم آئی اور بدھو نفر سے بہت ہی بگڑے اور بڑے خفا ہوے۔ رئیس زادے نے اپنے آدمیون سے کہا کہ انکے کپڑون کو جھاڑ دو اور انسے کہا ہمین افسوس ہی کہ آپ ہمارے علاقے مین اول مرتبہ آے اور یہ بدشگونی ہوئی مگر یہ آپ کے آدمیون کا قصور ہی۔ فوجدار بولے ای نواب نامدار یہ بدشگونی نہین ہی مگر ہان میرا آدمی البتہ نامعقول اور نالائق ہی لیکن مین چاہے گر پڑا ہون چاہے پیادہ پا ہون چاہے سوار حضور کی خدمت کے لیے حاضر ہون۔ آپ کی بی بی بڑا حسینہ اور جمیلہ ہین۔ اسنے کہا ای اشجع نامدار تمھاری معشوقۂ زرین کمر کے مقابل مین کسی کا حسن نہین ہی۔

بدھو نے کہا اس مین کوئی شک نہین کہ ہمارے آقا کی معشوقہ کا حسن بےمثل ہی اسکی ہم قسم کھاتے ہین مگر فضلنا بعضکم علی بعض۔ یہ نواب زادی بھی کچھ کم نہین ہین۔ فوجدار نے رئیس زادے سے کہا مین صحیح عرض کرتا ہون کہ کسی فوجدار اور ریل نامدار کے پاس ایسا بدتمیز اور فضول گو ملازم نہ تھا جیسا بدنصیبی سے میرے پاس ہی اس سے بے بکے ہوے رہا ہی نہین جاتا اور مین ذلیل ہوتا ہون۔ انھون نے کہا اچھا کچھ ہرج نہین اسوقت بدھو نفر خوش ہین اگر آپ کی معشوقہ کی تعریف کی تو مضائقہ ندارد۔ فوجدار بولے خرابی یہ ہی کہ بڑا بکی ہی۔ انھون نے کہا اسمین کیا ہرج ہی۔ اب آپ ایک کام کیجئے چل کے ہمارے گانؤن مین رہیئے اور وہان ہمارے محل مین کچھ دن آرام کیجئے ہم وہان آپ کی وہ خاطر کرین گے جو آپکے شایان شان ہی میرے ہان اکثر یلان نامدار اور پہلوانان روئین تن آیا کرتے ہین۔

اب سنیئے کہ بدھو نے انکے عراقی کو لیس کیا اور نواب ایک عربی رہوار صرصر تگ سوار ہوے اور

بیچ مین نواب زادی ادھر ادھر فوجدار اور نواب عالی تبار۔ رئیس زادی نے بدھو نفر سے کہا کہ قریب رہو۔ انکی حماقت کی باتون سے بہت خوش تھین بدھو بھی بہت خوش تھے کہ انکی قدر و منزلت ہوئی اور تینون سوارون مین ایک چوتھے بھی شریک ہوئے نواب اور انکی بی بی کو دلی خوشی تھی کہ انکی خوش نصیبی سے ایسے یل نامدار او رانکا غلام گھامڑ ملا دو گھڑی دل لگی ہی رہے گی۔

فصل ۔ ۳۱

بدھو نفر کی باچھین کھلی جاتی تھین کہ ایسی خوبصورت نواب زادی کے دل مین جگہ کرلی اور اس خیال سے اور بھی زیادہ خوش تھے کہ ان کے محل معلی مین خوب پیٹ بھر کے عمدہ کھانا کھائین گے اور دندنائینگے اس پیٹو کو جب کبھی ذرا بھی موقع مل جاتا تھا کھانے کا ضرور بند و بست کرتا تھا چاہیے جس طرح ملے۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر یہ تاریخ مظہر ہی کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ اس محل مین داخل ہون نواب نے گھوڑے کو تیز کیا اور پہلے وہان پہونچکر آدمیون کو حکم دیا کہ ہمارے مہمان آتے ہین ادب سے پیش آنا۔ جیسے ہی فوجدار صاحب مع نواب زادی کے داخل ہوے دو سائیس سلطانی بانات سرخ کی فوق البھڑک زردیان پہنے ہوئے آے اور جھک کر سلام کیا اور فوجدار کو باادب گھوڑے سے اتارا اور کہا حضور جاکے ہماری نواب زادی کو گھوڑی سے اتارین یہ گئے مگر نواب زادی نے کہا آپ اتنے بڑے آدمی ہین آپ یہ تکلیف نہ فرمایئے رئیس نے اپنی بی بی کو خود پشت توسن سے اتارا اور فوجدار کے کاندھے پر ایک بیش بہا سوزن کار رومال ڈالا تھوڑی ہی دیر مین نواب کے نوکرون چاکرون نے فوجدار کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا مرحبا مرحبا اے گل سر سبد شجاعت اے فوجدارون کے نام لیوا پانی دیوا مرحبا مرحبا۔ خوش آمدی۔ خوش آمدی۔ یہ کہکر گلاب پاشی ہوئی اب انکا جنون اور بھی بڑھ گیا پورا پورا یقین ہوگیا کہ بیشک ساری خدائی میرے نام سے کانپتی ہے بدھو نے گدھے کو باندھا اور رئیس زادی کے ساتھ ساتھ محل مین داخل ہوے اور ایک خواص سے جو رئیس زادی کی منہ چڑھی تھی کہا کہ ذرا پھاٹک پر جا کے ہمارا گدھا کھول کر اصطبل مین باندھ دو اس نے بگڑ کر کہا کچھ پاگل تو نہین ہوگیا ہے موے درگور۔ گدھے کو باندھنا ہم لوگون کا کام ہے۔ آگ لگے تجھے اور تیرے گدھے دونون کو۔ بدھو نے کہا ہم نے تو اپنے آقا کی زبانی سنا ہی کہ ملکہ مہر جلال نے ایک نامی سپاہی کے ملازم کا گدھا اپنے ہاتھ سے باندھا۔ وہ بولی کچھ دِوانہ ہوا ہے موے۔ یہ مسخرہ پن کسی اور سے کرجا کے۔ مین ٹکڑے ٹکڑے بٹوا دونگی۔ مونڈی کاٹا۔ ہمین دل لگی نہین بھاتی ہے۔ بدھو نے کہا مین نے ایسی ایسی نخنیان بہت دیکھی ہین۔ اسپر وہ آگ ہوگئی اور کہا سوئے

بچے کچھ لیکے یہان سے جاے گا۔ پاجی شیطان کا بچہ۔ یہ اس زور سے کہا کہ نواب زادی نے گردن پھیر کر خواص کو بڑے غصے مین دیکھا آنکھین خون کبوتر کی سی سرخ۔ پوچھا کیا ماجرا ہے اس نے کہا یہ جو سامنے کھڑا ہے یہ مجھ سے کہتا ہے کہ جا کے میرا گدھا اصطبل مین باندھ آؤ۔ اور پھر کہا کہ ملکہ جہر جمال نے گدھا اپنے ہاتھ سے باندھا تھا۔ رئیس زادی نے بدھو سے کہا میان بدھو نفر ہماری خواصین گدھے نہین باندھا کرتی ہین معاف فرمایئے۔ بدھو بولے حضور گدھے تو اچھے اچھے باندھتے ہین مگر خیر قصور ہوا وہ کیا مثل ہے کہ از خردان خطا۔ فوجدار نے آہستہ سے کہا بدھو یہ مثال کہنے کا کون موقع ہے انھون نے کل حال بیان کیا تو نواب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ بدھو نفر کا گدھا باندھ دو اور خوب کھلاؤ۔ بدھو نفر سے کہا کہ اب تم اپنے گدھے کی فکر نہ کرو داروغہ سے کہدیا ہے مزے مین رہے گا۔

اس گفتگو سے بھی سب کو لطف آیا سواے فوجدار صاحب کے سب زینون پر آئے اور فوجدار ایک محراب دار کمرے مین داخل ہوے دیکھا تو دلھن کی طرح سجا سجایا ہے بیش بہا اسباب جھاڑ کنول قد آدم حلبی آئینہ چھ خواصون نے انکے اسلحہ اتارے اور خدمت کو حاضر ہین۔ نواب اور نواب زادی نے انکو سمجھا دیا کہ اس اس طرح سے انکی خدمت کرنا تاکہ انکا جنون اور بھی زور پر ہو جاے۔ فوجدار صاحب کے کپڑے جو اتارے گئے تو لقات دراز قد۔ دبلے۔ پتلے۔ گال پچکے ہوے اگر نواب نے نادری حکم نہ دے دیا ہوتا کہ فوجدار سے بکمال ادب پیش آنا تو خواصین ان کی قطع دیکھکر ضرور کھلکھلا کر ہنس پڑتین انھون نے انکو ایک باریک کرتا پنہانے کی کوشش کی مگر فوجدار نے بوجوہ چند در چند انکار کیا اور کہا بدھو کو دے دو اسکے بعد جب تنہائی ہوئی تو بدھو سے کہا کیون بے مسخرے بدعقل الو کے پٹھے اتنے بڑے رئیسون کی خواصون سے یون گفتگو کی جاتی ہے نالائق گنوار کے لٹھ۔ الو کے بچے۔ خود بھی ذلیل ہوتا ہے اور ہمکو بھی ذلیل کرتا ہے بدبخت بدنصیب روسیاہ اب اگر ایسی حرکت کی تو کھود کے دفنا دونگا۔ جہنم مین جاے تیرا گدھا۔ اور چولھے مین جا تو۔ اب سے زبان کو لگام دے۔ نہین تو زندہ نہ چھوڑون گا۔ تو صاحب خواصون سے گدھے بندھواتے ہین۔ دوزخی جہنمی۔ نابکار۔ دیکھتا نہین کہ خوش نصیبی سے کیسی اچھی جگہ آئے ہین کہ یہان سے ہمارا نام ہوگا اور تو بھی فائز بمرام ہوگا۔

بدھو نے وعدہ کر لیا کہ اب بے دو بار غور کیئے زبان نہ کھولونگا۔ بالکل خاموش۔ اسکے بعد فوجدار صاحب نے کپڑے پہنے اور رومال سرخ سوزن کار اوڑھا اور بڑے کمرے مین آئے جہان دو قطار باندھ کر خواصان گلبدن گلاب اور عطر لیے کھڑی تھین کہ انکے ہاتھ پانؤن دھلائین

اس کے بعد بارہ خواصین آئین کہ ان کو کھانے کے کمرے مین لے جائین۔ عرض کی خداوند خاصہ چنا گیا ہے سرکار بُلاتی ہین بڑے تپاک سے انکو بٹھایا اور شان وشوکت سے کھانا آیا دسترخوان کئی ہزار کی تیاری کا۔ سفید بگلے کے پر کی طرح۔ رئیس اور رئیس زادی نے دور تک انکا استقبال کیا اور ایک داروغہ جو معزز اہلکار تھا انکے ساتھ ہو لیا اور جھک کر با ادب سلام کیا اور خواصون نے جو رئیس کے ہمراہ تھین سات بار جھک کر سلام کیا۔ مہمان اور میزبانون مین بڑی تپاک سے صاحب سلامت ہوئی۔ بدھو کو بڑی حیرت تھی کہ یہ روساے عظام اس سودائی کی اسقدر توقیر کیون کرتے ہین۔ کھانے بیٹھے ہی تھے کہ بدھو نفر نے انتہا کی حماقت کی باتین شروع کین۔

بدھو۔ (فوجدار سے) حضور اگر ارشاد کرین تو غلام ایک کہانی عرض کرے۔

فوجدار (غصے کو ضبط کر کے) خاموش رہو یہ کیا واہیات بات ہی۔

رئیس زادی۔ کیون صاحب آپ انکو کہانی کیون نہین کہنے دیتے۔

بدھو۔ ہمارے گانؤن مین۔ گانؤن نہین قصبہ کہنا چاہیئے۔ اس گانؤن مین یا چاہے قصبہ اسکو کہیے۔ خیر تو اس قصبے مین جسکو گانؤن کہہ سکتے ہین۔

فوجدار۔ (جھلا کر) یا الٰہی۔ وہ گانؤن ہو چاہے قصبہ ہو اسکی کون بحث ہی۔

بدھو۔ آپ تو کہنے نہین دیتے آپ کو اس سے کیا بحث ہی۔

رئیس زادی۔ اب کچھ کہو گے بھی۔

بدھو۔ تو ایسا معاملہ ہوا کہ اس گانؤن مین۔ تو یہ بھول گیا۔ قصبے کے بیچ مین۔

فوجدار۔ لاحول ولا قوۃ۔ اگر پرایا مکان نہوتا تو فوجدار بدھو کا مارتے مارتے بھرکس نکال دیتے۔

بدھو۔ لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ نہ کہنے دینگے۔ تو اس گانؤن مین ایک امیر آدمی نے کسی معزز کسان کی دعوت کی تو وہ لڑ پڑا کہ ہم سب کے اوپر بیٹھین گے حالانکہ وہ اُس گانون یا قصبے مین امیر تھا مگر کسان سے اس پر جھگڑا ہوا تو ایک شخص نے جو وہان بیٹھا تھا کہا واہ دعوت کو آئین اور لڑائی کو تیار ہو جائین۔

فوجدار۔ اسکا مطلب ہماری سمجھ مین نہ آیا۔ اب اگر تو نے کوئی بات کہی تو مار ہی ڈالون گا (تلوار کھینچکر) بول تو مین نے بڑا ضبط کیا۔

رئیس زادی۔ (ہنسی کو ضبط کر کے) مین خود دیکھ رہی تھی۔

فوجدار۔ سو کہین کا۔ نہ مطلب نہ مدعا نہ کہانی نہ قصہ مہمل بات یک اٹھا اور مین نے پہلے سمجھا دیا تھا مگر لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا ہی۔

رئیس (ہنسی کو ضبط کر کے) جانے دیجئے قصور ہوا۔

رئیس زادی۔ کہیے آپ کی معشوقہ زرین کمر۔ توبہ

فوجدار۔ حضور میری بدنصیبی کا حال ناگفتہ بہ۔ اور معلوم ہوتا ہی تمام عمر اسی حالت مین رہونگا دیوؤن کو مین نے نیچا دکھایا ہی جنون کو مین نے شکست دی ہی۔ شیرون سے مین نہتھا لڑا ہون مگر ساحرون نے اس گلبدن کو ایک دہقان کی قطع مین بدل دیا اب دیو اور جن اور شیر جانے کس کے پاس ہی۔

بدھو۔ یہ آپ کی رائے ہوگی ہمکو تو وہ بری معلوم ہوتی تھین۔ اس پھرتی کے ساتھ چکی پیستی تھین کہ واہ۔ قیدخانے کے قیدی کیا پیسین گے۔

رئیس۔ میان بدھو تمنے بھی انکو جادو کی حالت مین دیکھا ہی۔

بدھو۔ جی ہان۔ گوبر پاتھتے۔ چکی پیستے دیکھا ہے۔ کوئی جن اُس پر سوار ہی۔ جن کا سایہ ضرور ضرور ہے۔

فوجدار۔ انھین کے لیے ہمنے بڑے بڑے دیوؤن کو مارا۔

داروغہ۔ اخاہ۔ یہ خدائی فوجدار شیر افگن تو نہین ہین (رئیس کی جانب مخاطب ہو کر) مین حضور کو اسی سبب سے منع کرتا تھا کہ اس سودائی کی تاریخ اور سوانح عمری نہ پڑھیے۔ آج انکی مجنونانہ حرکتین آپ نے اپنی آنکھون دیکھ لین (فوجدار سے) ابے تو اژدہون سے لڑتا ہی اور دیو اور جن تیرے تابع فرمان ہین۔ تو گدھا اور مجنون ہی۔ اور تیرا سر پھر گیا ہی۔ تو اپنی عقل کی فصد کھلوا اگر عقل سے کام لے تو گھر چلا جا اور علاج کر۔ بڑے فوجدار کے بچے بنے ہین وہ تیری معشوقہ کون چڑیل ہی۔ اور یہ کیا فضول اول جلول بکتا ہی)۔

فوجدار۔ چپ چاپ سنا کیے رئیس اور رئیس زادی خاموش مگر متحیر۔ فوجدار نے شائستگی کے ساتھ اس کا جواب دیا جو پورے باب مین آیندہ درج ہوگا۔

فصل ۔ ۳۲

یہ گفتگو سنکر فوجدار از سرتاپا کانپتے ہوے اٹھے اور عجب طرح کی آواز سے یون گویا ہوے (اسوقت مجھے اسقدر غصہ ہی کہ تھر تھر کانپ رہا ہون مگر ایک تو رئیس زادی کا مہمان دوسرے

رئیس باتوقیر کا مکان تیسرے دارو غہ صاحب کی پیرانہ سالی اس سبب سے مین خاموش ہون ورنہ بھلا یہ بھی ممکن تھا کہ مجھ سا جری یل نامدار اور گالیان سُن کے خاموش رہے ہم تو شیر کا بھیجا نکال لین۔ دیو کو ایک طمانچے مین بٹھا دین۔ جن۔ کو بھگا دین مگر ہم لوگ جب لڑتے ہین اپنے سے بڑھ کے بوڑھے دارو غہ کو اگر ہمنے مار ڈالا تو کون بڑا نام ہوگا۔ لوگ کہین گے واہ نرمون اور کمزورون پر شیر ہین۔ ہمارے پیشے کے لوگون کا یہ شیوہ نہین ہی ہان اگر کسی عورت کو جن ستائے تو ہم سے اور جن سے گتھم گتھا ہو اگر علما فضلا بلغا کملا ادُوسا ہمکو سٹری سودائی سمجھین تو واللہ رنج ہو مگر ان ایسے چرکٹون کے کہنے کا رنج کرنا دلیل حماقت ہی۔ ع۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک ۔ مین بیشک و شبہہ فوجدار ہون اور اسی حالت مین مرونگا مین نے وہ وہ کام کیے ہین جو انسان کے وہم و گمان مین کبھی نہین آسکے دیوؤن کو نیچا دکھایا ہی۔ جنون سے لڑا۔ بیوؤن کی مدد کی۔ شیر کا کٹھرا کھولدیا اور للکارا اور وہ دبک رہا گو مجھے ایک عورت کا عشق ہی مگر پاک محبت۔ فائدے کے سوا نقصان ہم سے کوئی نہین مرنجان مرنج اب آپ رئیس صاحب اور آپ کی بی بی خود غور کرین کہ اس قسم کے آدمی کو سٹری سودائی کہنا چاہیے یا کیا کہنا چاہیئے۔

اتنے مین بدھو نفر نے کہا کیا بات کہی ہی بھئی واللہ خوب ہی کہی۔

دارو غہ۔ اخاہ۔ میان بدھو نفر آپ ہی ہین۔ ٹاپو کے بادشاہ۔

بدھو۔ جی ہان (اکڑ کر) ہین تو آپ کا اجارا ہی۔

رئیس۔ یار بدھو نفر۔ اگر خدائی فوجدار شاہی نہ دینگے تو ہم دینگے جاؤ ہمارے ایک جزیرے کی گورنری خالی ہی۔ وہ تمکو دی۔

فوجدار۔ بدھو۔ ارے دیکھتا ہی حضور کے قدم مبارک چوم لے۔ کیون مین کیا کہتا تھا کہ ہم لوگون کے ملازمون کو بادشاہیان ملجاتی ہین۔

داروغہ۔ حضور غلام رخصت ہوتا ہی۔ ایک تو یہ لوگ یون ہی سودائی ہین دوسرے آپ انکو اور چنگ پر چڑھاتے ہین۔ مین حضور سے اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ جب تک یہ دونون پاگل یہان ہین بندہ نہ رہے گا۔

گو رئیس اور رئیس زادی نے بہت کچھ سمجھایا مگر دارو غہ جسکو خدائی فوجدار کی حرکات مجنونانہ سے نفرت تھی تیر کی طرح روانہ باشد۔ رئیس زادی نے چپکے سے کہا مجنون ان کو بتاتا ہے اور خود سٹری بنا جاتا ہے۔

ہنسی کو ضبط کر کے رئیس نے کہا فوجدار صاحب اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ آپ نے خوب ہی داد فصاحت دی اور داروغہ صاحب کو قائل کر دیا مگر بوڑھے آدمی کے کہنے کا بُرا نہ مانیے گا۔

فوجدار نے کہا جی نہین بچون اور عورتون اور بوڑھون کے کہنے کا برا نہ ماننا چاہیئے وہ کسی کو ستا نہین سکتے کیونکہ انکو کوئی نہ ستاے گا۔ بچون کے منھ کون لگے عورت کو دق کرنا کون بہادری ہے بوڑھے تو خرچرے ہوتے ہی ہین۔ مجھے کوئی رنج ان کی تقریر سے نہین ہوا صرف یہ خواہش تھی کہ ذرا عرصے تک یہ گفتگو کرتے تو مین قائل کر دیتا مگر وہ جلدی سے بھاگ گئے اگر انکی تقریر او دھن۔ یا رستم۔ یا اسفندیار۔ ہمارے پیشے کے نامی جرنیل سنتے تو مار ہی ڈالتے زندہ نہ رہنے دیتے۔

بدھو۔ درین چہ شک۔ کسی کو بُرا کہنا دل لگی بازی ہے حضور نے مجھے جزیرے کا گورنر مقرر کیا تو جل ہی تو مرا۔ جلا کرو۔

رئیس زادی کا مارے ہنسی کے برا حال تھا کہ کیا جلد یقین ہو گیا کہ جزیرے کی گورنری ملجائیگی کہین ملی نہو جس جس نے سُنا اس کی راے ہوئی کہ فوجدار سے زیادہ جنون انکے خدمتگار کو ہے بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ۔

کھانا کھا کر چار خواصین آئین ایک کے ہاتھ مین چاندی کا برتن ہاتھ دھونے کو دوسری کے ہاتھ مین چاندی کا لوٹا۔ تیسری کے ہاتھ مین چاندی کی بیسندانی۔ چوتھی کے کاندھے پر سفید تولیے اور ایک اور آئی اسکے ہاتھ مین ایک چاندی کے برتن مین خوشبودار صابون کی ٹکیان۔ منھ ہاتھ دھوکر خاصدان سے گلوریان کھائین ایک خواص نے فوجدار صاحب سے کہا ذرا آنکھین بند کر لیجئے اس ملک کا قاعدہ ہے کہ خواصین منھ دھو دیتی ہین۔ آپ نے چپکے سے منھ دھلوا لیا اور آنکھین بند کر لین اس خواص نے دیر تک انکو بنایا اور منھ دھونے کے بہانے اُبٹو بنا کے ملنوایا۔ مارے ہنسی کے سب کا برا حال تھا علیحدہ جا کر ہنستی تھین رئیس اور رئیس زادی کو کچھ تو غصہ تھا کہ سمجھا دیا تھا کہ ادب سے رہنا اور نہ ماننا اور کچھ خوش تھین کہ انعام دینے کا کام کیا کہ اسقدر لطف کی دل لگی دکھائی۔

الغرض تولیے سے انکے منھ اور چہرے کو پوچھا اور اس دل لگی کا خاتمہ بالخیر ہوا تو فوجدار نے کہا اب اسی طرح سے ہمارے میر بانون کا منھ بھی دھولانا۔ رئیس زادی بات بنانے ہی کو تھی کہ ایک

حاضر جواب طرار خواص بول اٹھی (حضور یہ کارروائی مہمانون کے ساتھ کی جاتی ہی) اب سیلئے کہ بدھو نفر بڑے غور سے یہ کارروئی دیکھ رہے تھے۔

بدھو۔ اگر اسی طرح ہمارا بھی منھ دھلوایا گیا تو ہم درگزرے پورے ببوق بنجائینگے اسوقت ہمارے آقا بالکل چنڈول بنے ہوے تھے اب سے آے گھر سے آئے۔ چند کی قطع بنا کے منھ دھلانا یہ یہان کی اچھی رسم ہے اور دل لگی یہ کہ مہمان ہی کے ماتھے جاتی ہی الو بنے تو مہمان ہی بنے۔ اچھے رہے۔ واہ رے ببوق۔

رئیس۔ کیا دل ہی دل مین چپکے چپکے باتین کر رہے ہو۔

بدھو۔ حضور بندے کا قاعدہ ہی کہ کھانا کھانے کے بعد اپنے آپ منھ دھوتا ہے غلام اس کارروائی سے مستثنیٰ کیا جائے کہ آنکھ بند کئے گھنٹون ببوق بنے بیٹھے ہین۔

رئیس۔ اچھا خواصون کو منع کردینگے ہمارے گھر کی یہی رسم ہی۔

بدھو۔ وہ جو کچھ ہو مگر غلام کو معاف ہی فرمائیے۔

خواصین بدھو کو کھانا کھلانے لے گئین اور ادھر رئیس اور رئیس زادی نے فوجدار کو بنانا شروع کیا اور انھون نے وہ وہ ڈینگ ہانکی اور زیٹ کی لی کہ توبہ ہی بھلی اور اپنی معشوقہ زرین کر کے حسن کی اس مبالغے کے تعریف کی کہ دریا بہا دیے۔

عارض ست این یا قمر یا لالۂ احمر است این ۔۔۔ یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست این
چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق ۔۔۔ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این

ز ابروان تو بے اختیار می ترسم ۔۔۔ بہ مرتضے اکہ ازین ذوالفقار می ترسم

ای رشک خوبان جہان ای امیر زادی والا دودمان آپ نے اسوقت مجھے کیون یاد دلایا ہی ع

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را ۔۔۔ دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

میری جان اور روح اسکی ایک ایک ادا پر نثار ہی۔ مگر اسکے حسن کی توصیف کرنے کے لیے بڑا زبردست اور جید منشی اور بڑا فاضل آدمی ہونا چاہیئے۔ اگر سلمان ساوجی کہے تو کہہ سکتا ہی۔

رئیس زادی۔ سلمان ساوجی کون تھے۔

فوجدار۔ سلمان تخلص تھا اور ساوہ قصبے کا نام ہی یعنے ساوہ سے سلمان جیسے طالب آملی حافظ شیرازی۔ فردوسی طوسی آتش لکھنوی وغیرہ۔ ع

تمثل صنوبری کہ دلش نام کردہ اند ۔۔۔ سلمان بیاد قد تو در بر گرفتہ است

یہ فصاحت و بلاغت۔ گویا سلمان ساؤجی کی ہی۔ تو حضور اسکے حسن کی تعریف بھلا مین کیا کرسکتا ہون
استغفراللہ۔ زبان ناطقہ لال ہی مگر ساحرون نے اُنکو گنوار بنا دیا۔

رئیس۔ ارے ایہ کس مردود کی شرارت ہی گولی مارنے کا کام کیا۔

فوجدار۔ اب وہ رنگ روپ ہی نہین وہ صورت ہی نہین وہ قطع ہی وہ وضع ہی نہین۔ گوادا تو کہان جا سکتی ہی مگر وہ بات کجا۔ ہائے افسوس۔

رئیس۔ آخر یہ ہی کون۔

فوجدار۔ بس جادوگر۔ خدا انکی قوم کو غارت کرے اتنا مادہ نہین کہ سامنے آکے دوبدو جنگ کرین۔ لاحول۔ بس جادو کے برتے پر بھولتے ہین اور شیطان کا نام روشن کرتے ہین۔ مجھے جادو کے زور سے اکثر ان لوگون نے زخمی کر دیا ہے۔ قید کر دیا ہے۔ برے برے خواب دکھائے ہین ہائے جانی ہائے جانی۔

رئیس زادی۔ آپ کی تاریخ جو چھپی ہی اسمین تو لکھا ہی کہ آپ کی جانی ایک فرضی عورت کا نام ہی۔ جو صرف آپ کے دل و دماغ کا نتیجہ ہی باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

فوجدار۔ اسکی بڑی بحث ہی۔ مین نے فرض کر لیا ہی کہ وہ بڑی نازک اندام اور خوش خرام ہی اور اس مین کوئی ہرج کی بات نہین۔ عالی خاندان معالی دودمان پری رخسار گلعذار شمع قد سیم غبغب حیا پرور عفت کوش پردہ نشین۔ مہ جبین۔

رئیس۔ مگر جہان تک مین نے سنا ہی مشہور یہ ہی کہ حسین تو انتہا کی ہی لیکن لیلی یا نور جہان یا شیرین کو نہین پاتی۔

فوجدار۔ اسمین ہمین آپ سے اتفاق نہین ہی۔ ثانی نہین رکھتی۔

رئیس زادی۔ بیشک ہماری بھی یہی رائے ہی کہ آپ کی معشوقہ فرضی نہین اصلی ہین اور حسن کی کان ملاحت کے لب کی جان ہین۔ مگر ایک بات سمجھ مین نہین آتی تاریخ مظہر ہی کہ جب بدھو نفر حضور کا خط لیکر گئے تو انکو وہ کام کرتے دیکھا جو پنہاریان اور مہریان کرتی ہین۔ یہ کیا بات ہی۔ بھلے مانسونکی یہ خو بو نہین۔

فوجدار۔ حضور بات یہ ہی کہ ہم لوگون مین سب پر طرح طرح کی مصیبتیں پڑتی ہین اور میرے اوپر جو مصائب پڑے وہ اور سب مصیبتون سے بڑھے ہوے ہین۔ اپنی اپنی قسمت کسی کا کیا اجارا ہی کچھ کسی کا چارا ہی۔ کوئی نہ کوئی نئی بات فوجدارون مین ضرور رہتا ہی کسی کا بدن اسقدر سخت ہوتا ہی کہ زخم اثر نہین کر سکتا۔ کوئی گولی سے نہین ڈرتا کوئی جادو کے سبب سے پریشان رہتا ہی کوئی کسی سبب سے

حیران رہتا ہی۔ کوئی بخجر تلوار کے اور کسی ہتھیار سے زخمی نہین ہوتا۔ اودھون کی آنکھ مین یہ تاثیر تھی کہ دشمن کو دیکھا اور وہ بھاگا جب اودھون اور پیر چند سے کاندھو کے نالے پر لڑائی ہوئی تھی تو پیر چند نے دو بار شکست دی آخرکار اودھون برہمن بنگے اسکے روبرو بھیک مانگنے گیا آنکھ ملاتے ہی پیر چند بھاگا اور کل فوج کے قدم اٹھ گئے۔ اسی طرح جنگ قلعہ چنار مین خود بخود فوج نے اسلحہ پھینک دیے۔ جادو کا اثر تھا۔ بدھو نفر نے جو چکی پیستے دیکھا تو وہ گیہون کے دانے نہ تھے وہ موتی کے دانے تھے۔ مین نے جب بار دوم اس راحت جان ناتوان کو دیکھا تو ایسی بدقطع اور بری معلوم ہوئی کہ توبہ مگر بدھو نے کہا حضور کو اسوقت ہو کیا گیا ہی پرستان کی پری کو بدقطع بتاتے ہو مجھپر جادو کا اثر اسقدر نہین ہو سکتا مگر ہان اس بیچاری سے البتہ میرا بدلا لیا اسکو کہین کا نہ رکھا یہان روز اشکباری سے کام ہی خدا کرے اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ انتہا ہی نا کہ پرستان کی پریون کی غیرت دینے والی اور بدھو اسکو اس حالت مین دیکھے۔ ہماری معشوقہ پری رخسار عالی خاندان اور شکیلہ وجمیلہ ہی اور بڑی فیاض اور مخیر اس مین کوئی شک نہین کہ ہمارے سبب سے انکا اور انکے سبب سے ہمارا نام ابد الآباد تک قائم رہے گا۔ ع

	زندست نام فرخ نوشیروان بہ عدل	اگرچہ بسے گزشت کہ نوشیران نماند	

اس مین عدل کی جگہ حسن کا لفظ لکھ دیجئے۔ ایک امر اور بھی قابل لحاظ ہی وہ یہ کہ بدھو نفر بڑے قلی خان ہین بڑے استاد۔ اور جھوٹ تو انکی گھٹی مین ہی عجیب قطع کا آدمی ہی۔ کسی بات کا یقین نہین آتا۔ اور ہر بات کا یقین کر لیتا ہے۔ کبھی کبھی تو بدمعاشی اور حرامزدگی کی باتین کرنے لگتا ہے اور کبھی کبھی پاگل گدھا ہو جاتا ہی پاجی ہی مگر مجھے پسند ہی۔ لکھو کھا روپیے بھی اگر کوئی دے تو واللہ مین اسکو نہ چھوڑون اگر کچھ دن میرے پاس رہ گیا تو خدا کی قسم اس قابل ہو جائیگا کہ بادشاہی کرنے لگے اور ہماری یہ بھی راے ہی کہ بادشاہی کیلئے کوئی ضرورت اس امر کی نہین ہی کہ انسان پڑھا لکھا ہی ہو صدہا آدمی ایسے ہین کہ برسون بادشاہی کی اور پڑھے لکھے خاک نہین۔ مگر نظم ونسق سلطنت اور رتق وفتق مملکت مین اپنی آپ ہی نظیر تھے مطلب یہ ہی کہ اگر بادشاہ کی نیت صحیح ہے تو سب معاملہ ٹھیک ہی ورنہ اگر نیت بد ہی تو غضب ہی تو ہی۔ اب ایک بات اور سن لیجیے کہ ہمارے رفیق میان بدھو نفر صاحب السیف والقلم ہین یعنے انکو کوئی ضرورت اس بات کی نہین ہی کہ کسی وزیر یا سکرٹری سے مشورہ لین ہماری صلاح ہے ہو گی کہ رشوت رعایا سے نہ لو مگر مالگزاری سرکاری ضرور پوری ہو جاے کچھ باتین اور بھی ہین جو مین پھر کبھی کہونگا۔ اور وہ سب بدھو نفر کے فائدے کی چیزین ہین اور ان کے

باعث سے بدھو نفر اپنے جزیرے کا پورا پورا انتظام کر سکے گا۔

اسقدر گفتگو فوجدار اور رئیس اور رئیس زادی مین ہوئی تھی کہ دفعۃً بہت سی آوازین سنائی دین اور اسکے بعد ہی بڑے زور سے آواز آئی۔ بدھو نفر آواز سنتے ہی دوڑ کے بھاگے۔ تو قطع شریف ملاحظہ فرمایئے ٹوپی ندارد۔ بال بکھرے ہوے۔ جوتا پانؤن مین نہین۔ اب بھاگے چلے جاتے ہین۔ ارے صاحب یہان کا قاعدہ یہ ہی کہ جو لوگ آتے ہین انکے مصاحبین مین سے جو صاحب تشریف لائین وہ داڑھی منڈوائین بدھو نفر نے کہا جناب بندہ مین اپنی بے عزتی نہین چاہتا پانی سے تو میرا منھ دھوتے ہین اور ہمارے آقا کا منھ گلاب اور کیوڑے اور عطر اور عنبر سے دھوتے ہین۔ مانا کہ ہر ملک و ہر مقام کی رسوم مین فرق ہی مگر مین اس قطع کو نہین پسند کرتا کہ آنکھین بند۔ اور منھ کھلا ہوا۔ اور پانی اوپر سے پڑ رہا ہی۔ بندہ اس سے درگذرا۔ اگر کسی نے ذرا میری ڈاڑھی شریف کا بال بھی پکڑا تو مین وہ گھونسا دونگا کہ بھیجا نکل پڑیگا وجہ یہ کہ مہمان بنا کر کسی کو ذلیل کرنا عقل کے خلاف ہی۔ اچھی مہمانداری ہی۔ لاحول ولا قوۃ رئیس زادی نے جو یہ گفتگو سنی تو مارے ہنسی کے لوٹن کبوتر بن گئین کہ بدھو نفر نے بے وجہ بے سبب اسقدر غصہ کیا مگر فوجدار صاحب بڑے خوش تھے کہ انکے مصاحب جان نثار نے اس لطف اور جرأت کے ساتھ گفتگو کی۔

اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد فوجدار صاحب آرام کرنے تشریف لے گئے اور رئیس زادی نے بدھو نفر کو بلایا اور کہا اگر آرام کرنے کو جی نہ چاہے تو چلو ہم تم اور خواصین ملکے ایک شہ نشین مین جو نہایت ہی سرد مثل یخ ہی دو چار گھنٹے خوش روزہ منائین بدھو نے کہا گرمی کے دنون مین میری عادت ہی کہ روز چار پانچ گھنٹے آرام کرتا ہون مگر آج حضور کی خاطر سے دن بھر نہ سوؤن گا اور حکم گرامی بجا لاؤن نگار رئیس نے پھر حکم دیا کہ خبردار فوجدار صاحب کو کسی قسم کی تکلیف نہونے پاے اور جس طرح زمان باستان مین یلان نامدار اور سپہ سالاران ذیوقار کے ساتھ کارروائی کی جاتی ہی جسکا ذکر پرانی کتابون مین موجود ہی اسی طرح انکے ساتھ بھی برتاؤ ہو۔

فصل ۔ ۳۳

اس سلسلے مین مورخ ذیوقار بیان کرتا ہی کہ اس روز سہ پہر کو بدھو نفر نے خلاف عادت رئیس زادی کی خاطر سے آرام نہین کیا اور اس شہ نشین مین جو بڑی ٹھنڈی تھی رئیس زادی کی خدمت مین حاضر رہے ادب کے سبب سے انکی خواہش یہ تھی کہ کھڑے ہی رہین مگر انھون نے ان کو ایک عمدہ کرسی پر بٹھایا اور کہا تم اب جزیرے کے گورنر ہو تمھاری عزت و توقیر بادشاہ تک کرینگے اور اگر گورنر نہوتے تو بھی کوئی

ہرج نہ تھا اتنے بڑے فوجدار کے مصاحب با توقیر ہو کرسی تمھارے غلامون کے لیے حاضر ہی تم تو بادشاہون کے سامنے حقہ پینے کے لائق ہو۔ بدھو نے جھک کے سلام کیا اور حسب الحکم کرسی پر بیٹھے رئیس زادی کی خواصین اور پیش خدمتین انکے ارد گرد بیٹھین اور سب خاموش کہ دیکھین ع۔ چہ میگوید ابو نصر فراہی ؛ رئیس زادی نے اس خموشی کے قفل کو توڑا۔ اور کہا اب اسوقت یہان کوئی غیر تو ہی نہین۔ آپس ہی کے سب ہین ہمنے جو فوجدار صاحب کی سوانح عمری کا پہلا حصہ پڑھا اسمین کہین کہین شک ہی پہلا حصہ چھپ گیا ہی۔ ایک بات دریافت طلب یہ ہی کہ تمنے میان بدھو نفر اپنے آقا کی معشوقہ کو تو کبھی دیکھا نہین اور نہ فوجدار صاحب کا خط انکے پاس لیگئے کیونکہ خط تو جنگل ہی مین رہ گیا تھا مگر تمنے یہ کیون کہا کہ وہ چکی پیستی تھی اور گو بر پاتھتی تھی یہ تو کمینون اور نیچ قومونکی باتین ہین بھلے مانسون کی باتین نہین ہین۔ اور ایسی حسینہ رئیسہ کی شان کے خلاف یہ تہمت کیون تراشی ایماندار مصاحب کو ایسا نہ چاہیئے۔ یہ سنتے ہی بدھو نفر اٹھ کھڑے ہوے اور کمر اور گردن جھکا کر کمرے مین ایک چکر لگایا اور پردے اٹھا کر کچھ دیکھا اور پھر آکے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور کہا مین نے دیکھ لیا سب آپس ہی کے ہین اب جو جو باتین پوچھیے سب کے جواب دونگا کوئی خوف اور خیال اب نہین ہی پہلی بات مجھے آپ سے یہ کہنی ہی کہ میرے آقا پکے سڑی سودائی ہین۔ پورا پاگل۔ گو بعض اوقات ایسی ایسی عالمانہ بحث کرتے ہین اور اس فصاحت سے بولتے ہین کہ شیطان لعین کا کان کاٹتے ہین۔ بہر کیف مجھے پورا پورا یقین ہی کہ یہ سڑی اور مجنون ہین اور جب سے یہ خیال ہمارے دل مین جاگزین ہوا ہی تب سے میرا جو جی چاہتا ہی کہدیتا ہون اور اس سودائی کو یقین اجاتا ہی جو کچھ آئین بائین شائین کہدون فوراً باور کرے گا۔ کہدیا کہ خط لے کے گیا اور ملاقات ہوئی۔ اس کو یقین آگیا۔ کہدیا کہ چلیے معشوقہ صاحبہ گدھے پر سوار جارہی ہین آپ کو پورا یقین ہو گیا کہ صحیح ہے اور جادو کے سبب سے بیچاری کی ہیئت بدل گئی ہی۔ نہ سر نہ پانوٗن۔

رئیس زادی نے کل حال انکی زبان سے سنا۔ بدھو نے کہا ابھی یہ معاملہ چھپا ہو گا کیونکہ اس واقعہ کو سات ہی آٹھ دن ہوے ہونگے۔ کل حال من وعن بیان ہو تو سامعین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائین۔ رئیس زادی بولی تمنے جو ابھی میان بدھو نفر صاحب بیان کیا ہی اسمین مجھے کچھ شک سا ہی وہ یہ کہ تم کو پورا پورا یقین ہی کہ تمھارے آقا دیوانے پاگل سڑی سودائی ہین۔ تو پھر تم کیون انکے ساتھ رہتے ہو۔ یہ کیا حماقت ہی۔ اس سے تو پایا جاتا ہی کہ تم بھی سودائی ہو اور انسے بڑھ کے سڑی ہو۔ اسپر ایک خواص بولی حضور ایسے سودائی واہی تباہی کو جزیرے کا گورنر مقرر کرنا بڑی غلطی ہے

بھلا رعایا کے ساتھ مجنون گورنر کیا عدل کر سکے گا خاک! بدھو نے کہا حضور والا واقعی میری حماقت ہی اور مجھے کبھی کبھی خود ہی خیال ہوتا ہی کہ مین پاگل ہون۔ میری قسمت مین یہی بدا تھا ورنہ اگر عقل ہوتی تو اس سودائی کو ابتک کب کا چھوڑ چکا ہوتا۔ مین اس سبب سے نہین چھوڑ سکتا کہ اول تو پڑوسی ہے دوسرے مین نے اس کا نمک کھایا ہی۔ تیسرے مجھے اس سے محبت ہوگئی ہی۔ مجھے دو گدھے دیئے نمک حرامی مجھ سے نہوگی۔ تن بہ تقدیر ہر چہ باداباد۔ اگر گورنری پر حضور نے مقرر کیا تو البتہ ہماری انکی جدائی ہوگی اور اگر نہ مقرر کیا تو جو منظور خدا ہی مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ مشہور مثل ہی ع۔ بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت ؎

تلسی بروا باگ مین سینچت سے کمھلاے ۔ رہے بھروسے رام کے پربت پر ہریاے

قبر مین شاہ و گدا امیر و فقیر سب کا ایک حال ہوتا ہی ع۔ یک گز کفن و دو گز زمین خواہد بود ؎ ع اندوہ جہت اجل بسے جگرہا خون شد ؎ اگر حضور نے دیوانگی کے جرم مین جزیرے کی گورنری دینے سے انکار کیا تو ہمارا بھی خدا مالک ہی نہ سہی۔ مرنا ہر حالتمین ہی۔ گورنری ہو خواہ فقیری۔ دودن کی زندگی کے لیے لوگ ناحق جنجال مین پڑتے ہین۔ انکی نادانی پر افسوس آتا ہی ہمنے سنا ہی کہ ایک بادشاہ کا خس خانہ ہر روز نئی خس کی ٹٹیون سے بدلا جاتا تھا اور خوشبو دو کوس تک جاتی تھی اور کیوڑے سے چھڑکی جاتی تھین اور اسقدر سردی سلطان خانے مین ہوتی تھی کہ گرمی کے دنو نمین لوگ ٹھٹھر جاتے تھے اسی بادشاہ پر غنیم تاخت لایا شکست دی اور کہا اسکو جلادو۔ جسنے کبھی گرمی مین مکان سے باہر قدم نہ رکھا ہو اور گرمی سے ناواقف ہو اسکا یہ حال۔ ایک خواص نے کہا حضور ہمنے سنا ہی کہ ایک شخص کو حاکم وقت نے کھڑا چنوا دیا۔ قبر سے آواز آتی تھی کہ جن جن اعضا سے مین نے گناہ کئے تھے انکو بچھو کاٹتے ہین اگر گورنر یا بادشاہ ہو کر انھون نے گناہ کئے اور قبر مین بچھو اور سانپ نے کاٹا تو اس سے تو یہی بہتر ہے کہ فوجدار کے مصاحب بنے رہین اور چین کرین۔

رئیس زادی کو ہنسی آتی تھی کہ یہ خواص کسقدر سادہ مزاج ہی اور بدھو کی شعر شاعری اور بات بات پر منہ بنانے اور مثل پر مثل کہنے سے ہنسی آتی تھی۔ کہا بدھو نفر یاد رکھو کہ فوجدار جو کہین گے وہی کرینگے رئیس یعنے ہمارا میان فوجدار نہین ہی مگر بادشاہ نے انکو وہ خطاب دیا ہی جو فوجداری کے خطاب کے قریب قریب ہی۔ ممکن نہین کہ وعدہ خلافی ہو۔ ضرور کسی جزیرے کی گورنری دینگے چاہے تمام دنیا خلاف ہو جاے۔ بدھو تم گھبراؤ نہین۔ ایک دم سے بادشاہی کے تخت پر بیٹھے ہوگے تاج بر سر جزیرے کی رعایا فرمانبردار۔ اگر اچھی طرح حکمرانی کی تو ملک وسیع کر دیا جائیگا مگر رعایا پر جبر و ظلم نہ کرنا۔

رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت — درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

بدھو نے کہا اس امر مین مجھے کچھ سکھانے کی ضرورت نہین ہی مین خلقی رحمدل ہون۔ خدا ترس خدا شناس۔ اگر کوئی ماتحت میری رعایا پر ظلم کرے تو کھا ہی جاؤن۔ دل لگی نہین ہی۔ ہر بات مین انصاف کو ترجیح دونگا۔ خلاف انصاف کوئی بات ہو کیا مجال ہی غربا کے لیے خیراتخانے رعایا کے واسطے شفاخانے۔ لڑکون کے لیے اسکول مکتب۔ مسافرون کے لیے سرا۔ رہروؤن کے واسطے جابجا میٹھے پانی کے کنوئین۔ ابتدا ابتدا مین حکومت کرنا ذرا مشکل ہی۔ لیکن عقلمند آدمی ہو تو سب آسان ہی اگر پندرہ دن جم کے حکومت کرون تو بادشاہی کے کام سے بخوبی واقف ہو جاؤن مگر بادشاہی کسانی سے بڑھکے کرون تو سہی رئیسہ نے کہا سچ کہتے ہو بدھو نفر۔ کوئی مان کے پیٹ سے عالم نہین نکلتا ہے شعرا اور فضلا انسان ہی ہوتے ہین تپھر کے نہین بنائے جاتے ایک بات ہماری سمجھ مین یہ آتی ہی کہ جس عورت کو تمنے گدھے پر سوار دیکھا تھا وہ اصل مین فوجدار کی معشوقہ ہی تم فوجدار کو دھوکا دینے کی فکر مین تھے مگر خود ہی دھوکا کھا گئے یہ کسی ساحر کا کام تھا کہ تمکو صاف چکما دے دیا۔ ساحر دنیا مین ایسے ہین کہ کہو لندن کا حال بتا دین کہو چین سے افیم منگا دین۔ گدھے کو بیل اور آدمی کو گدھا بنا دین ہر قسم کی انمین طاقت ہی۔ بدھو نے کہا ہان ممکن ہی کہ مین ہی غچا کھا گیا ہون تو اس صورت مین ہمارے آقا کا مقولہ صحیح نکلا کہ غار بزرگ مین انہی وضع اور لباس مین معشوقہ زرین کمر کو دیکھا تھا جسمین اس روز تھین جس روز مین چکما کھا گیا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہی حالانکہ مین یہی سمجھتا تھا کہ وہ چکما کھا گئے اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آقا اور ہم دونون اُلو کے پٹھے ہین جیسے او دھو ویسے مان۔ نہ انکے چٹیا نہ انکے کان۔ بہرکیف مین بد آدمی نہین ہون۔ ہان ساحرون کے سحر نے اگر دماغ پر اثر کیا تو مجبوری ہی۔ خدا سب کے دل کا حال جانتا ہی ہمارا دل صاف ہی رئیسہ نے کہا اچھا وہ رومی دروازے والا حال بیان کرو۔ اسنے کہا سٹری سودائی تو مین ہی جس شخص کو گنوارون کی نسبت یقین ہو گیا کہ شہزادی ہی اسکی عقل کا حال ظاہر ہی اسکی عقل ضرور گدی مین ہو گی۔ افسوس ہمین یہ ہی کہ ہمارا نام بھی احمقون کی فہرست مین چھپ گیا۔ بس یہ ستم ہی واللہ۔ خیر ع۔ این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر۔ بات یہ ہوئی کہ آپ رومی دروازے کے پھاٹک پر جو بڑا بلند پھاٹک ہی چڑھ گئے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ وہان کے جانورون نے انکو ستایا اور یہ بھاگے اور آن کے اول جلول باتین کرنے لگے کہ مین ایک غار مین گیا تھا اور وہان جادوگرون کے مارے ہوے شہزادے اور امیرزادیان اور انکی معشوقہ ملین اور مُردون سے آپ نے باتین کین۔ وہی سب جنون کی حرکتین۔

مختلف امور کی نسبت دیر تک گفتگو ہوا کی رئیس زادی کو اسکی تقریر مین بڑا حظ ملا اور یہ بات بات مین **فوجدار** کو برا بھلا کہنے لگے آخر کار انھون نے کہا بدھو اب جا کے آرام کرو۔ کل پھر گفتگو ہوگی اور خوب دل کھول کے باتین کرینگے اور تمکو جزیرے کی گورنری مل جائے گی۔

بدھو نے پھر رئیسہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا اتنا احسان کیجئے کہ میرے گدھے کو آپ کے اصطبل مین کوئی تکلیف ہونے پائے کیونکہ یہ گدھا میرا نور چشم ہی رئیسہ مسکرائین کہ گدھے کو نور چشم اور قرۃ العین کہتے آج ہی سنا عجب نہین کہ کسی روز قبلہ وکعبہ کہنے لگے) حضور کی ایک خواص سے مین نے کہا تھا کہ ذرا میرے گدھے کو باندھ دو تو وہ بہت ہی بگڑین گویا مین نے کوئی گالی دی تھی ہمارے قصبے کی خواصین تو گدھون کے پانؤن چومتی ہین۔ اب سینئے کہ وہ خواص بھی وہان کھڑی تھی جھلاّ کے کہا تیرے قصبے کی خواصین تیری ہی سی موئی گنوارنین ہوتی ہونگی اگر رئیسون کی خواص ہو تو تجھ ایسے گنوار کے لٹھ سے پانؤن دھلوائے۔ ہمکو لوگ آنکھون مین جگہ دیتے ہین اس پر رئیسہ بولی اچھا۔ بس اب لڑائی جھگڑا اتہ کر رکھو دونون خاموش رہو۔ بس ہو چکا۔ بدھو تمھارے گدھے کو سونے کا لقمہ کھلائین گے کہ تمھارا نور چشم اور قرۃ العین ہی اب گدھے کی طرف سے بے فکر رہو۔ اور ہماری رائے یہ ہی کہ جب بادشاہ ہو تو اپنے جزیرے اسکو لیجاؤ۔ وہان ہری ہری دوب چرا ؤ اور بوٹ کے کھیتون مین چھوڑ دو۔ بدھو بولے حضور اسکو مذاق نہ سمجھین ایسا اکثر ہوا ہے۔ وہ گدھے اسی طرح ہمارے سامنے جا چکے ہین اب کیا ہم نے چوری کی ہی اگر ہم اپنا گدھا لے جائین تو کیا ہرج ہی اس پر رئیسہ بہت ہنسین اور اس کی سادہ لوحی کا لطف حاصل کیا جب بدھو رخصت ہوا تو یہ اُٹھکے اپنے میان کے پاس گئین کہ اپنی اور بدھو کی گفتگو کا خلاصہ بیان کرین ان مین باہم صلاح یہ ہوئی کہ ایسی دل لگی اسکے ساتھ کرنی چاہیئے کہ جو یادگار رہے اور اس کے پیشے کے بھی خلاف ہو اور تاریخون مین بھی اس کا ذکر ہو۔ ان کو ان کے پیشے کی آڑ مین ایسے ایسے چکمے دیے گئے کہ اس تاریخ عظیم مین یادگار رہین گے۔

فصل ۔ ۳۴

بدھو اور **خدائی فوجدار** کی گفتگو سے جو حظ رئیس اور رئیسہ نے اُٹھایا وہ ان کا دل ہی جانتا ہی۔ رئیسہ کو بدھو کی اس سادگی پر بڑی ہنسی آتی تھی کہ کبھی **فوجدار** کی معشوقہ گلعذار کو فرضی اور خیالی کہتا تھا اور کبھی مان لیتا تھا کہ اس پر جادو کیا گیا ہی۔ رئیسہ نے **فوجدار** کی دل لگی کے لیے یہ تدبیر سوچی کہ رومی دروازے کے پھاٹک اور غار کی روایت کے مطابق کوئی مذاق کرنا

چاہیئے۔ آدمیون کو حکم دے کر کہ فلان فلان وقت یہ یہ کارروائی کرنا وہ **فوجدار** کو شکار کھلانے لے گئے بہت سے شکاری اور قادر انداز ساتھ تھے گویا کوئی بادشاہ شکار پر جاتا تھا بدھو اور **فوجدار** کو شکاری کوٹ سبز رنگ کے دیے جو اعلیٰ درجے کی ریشم کے تھے اور بڑے بیش بہا **فوجدار** نے اسکے پہننے سے انکار کیا اور کہا ریشمی چیز سے ہم سپاہیون کو کیا سروکار۔ مگر بدھو نفر نے فوراً لے لیا اور بڑے خوش ہوے کہ موقع پاتے ہی فوراً بیچ ڈالونگا۔

روز معہودہ **فوجدار** مسلح ہوے بدھو نیا جوڑا پہنکر گدھے پر سوار ہوے۔ انسے کہا گیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر شکاریون مین چلو مگر انھون نے گدھے کی جدائی پسند نہ کی۔ رئیسہ لباس فاخرہ زیب بدن کرکے پری بنی ہوئی نکلین اور ادب کے لحاظ سے **فوجدار** نے ان کے گھوڑے کی لگام لی۔ چلتے چلتے دو بڑے بڑے پہاڑون کے بیچ مین ایک جنگل مین داخل ہوے۔ اب شکار شروع ہوا اور علیٰ قدر مراتب ہمراہیون کے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔ ادھر بگل بجنے لگا ادھر تازی کتون نے بھونکنا شروع کیا۔ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی۔ رئیسہ گھوڑے سے اترین اور ایک بھالا جو بہت ہی تیز تھا لے کر ایسی جگہ جا کے کھڑی ہوئین جہان بنڈیلا رہتا تھا رئیس اور **فوجدار** بھی اُترے اور رئیسہ کے پاس کھڑے ہوے بدھو گدھے ہی پر لدے ہوے سب کے پیچھے کھڑے ہوے۔ اسی دم ایک بڑا بنڈیلا سور نظر آیا شکاری اور آدمی سب دیکھ رہے تھے ویسی ہی تازی چھٹے اور شکاریون نے تعاقب کیا۔ بنڈیلا بہت بگڑا ہوا تھا منھ سے پھینا نکلتا تھا۔ **فوجدار** نے ڈھال سنبھالی اور تلوار لے کے چلے رئیس بھی بھالا لے کر چلا اور رئیس زادی بھی جانے کو تھی مگر انکے میان نے منع کیا۔ بدھو نے جو اس خونخوار جانور کو دیکھا تو گدھے سے اُترے اور بھاگے اور شہتوت کے ایک درخت پر چڑھنے لگے مگر گرے۔ ایک شاخ ٹوٹ گئی اور گرنے۔ گرے تو تنے کے اوپر۔ زمین پر نہین گرے اب یہان اس قدر روئے اور غل مچایا کہ لوگ سمجھے شیر یا ریچھ یا کسی اور جانور نے مار ڈالا۔ **فوجدار** نے جو آواز سنی تو لپکے اور ان کو مدد دی۔ دیکھا کہ خود بدولت ٹنگے ہوے ہین اور گدھا نیچے ہی اسقدر محبت ان مین اور گدھے مین تھی کہ کسی دم جدا نہین ہوتے تھے ہر دم ساتھ۔ یہ ہین تو وہ بھی ہی اور وہ ہے تو یہ بھی ہین بدھو جب اتارے گئے تو انکو معلوم ہوا کہ اس گھبراہٹ اور وحشت مین انکا کوٹ ذرا نکل گیا اس سے انکو اسقدر رنج ہوا کہ گویا ایک آنکھ پھوٹ گئی۔

اب سنیئے کہ بنڈیلے کو ان لوگون نے بھالون پر رکھ لیا اور مار کے ایک اونٹ پر لادا

اور پتون سے ڈھک دیا اور ایک خیمے کی طرف لیچلے۔ وہان دیکھا کہ میز پر قرینے سے کھانا چنا ہوا ہی اور سب اعلیٰ درجے کا کھانا ہی جس سے انکا جی خوش ہوگیا بدھو کی باچھین کھل گیئن بدھو نے رئیس زادی کی فیاضی کا شکریہ ادا کیا اور پھٹا ہوا کوٹ دکھایا اور کہا یہ شکاری کوٹ ہی اگر کسی چھوٹے جانور ہرن یا بٹیر کے شکار کو جاتے تو یہ کاہے کو پھٹتا واللہ اعلم اس مین کون خوبی ہے کہ اتنے بڑے خونخوار جانور کے شکار کو جاے اگر ذرا بگڑ جاے تو نوالہ بناے۔ سچ کہا ہے۔ شکار رکار بیکار انست ظاہر ہے کہ جانورون نے تو بادشاہون تک کو کھا لیا ہے۔ انسان کی کون کہے۔ بادشاہون اور رئیسون کی بڑی غلطی اور ہٹ دھرمی ہے کہ ایسے جانور کا خون اپنی گردن پر لین جو اُن سے کوئی سروکار ہی نہین رکھتا مفت مین جان لینا کس مذہب مین روا ہے۔ رئیس نے کہا تمھاری راے غلط ہے بادشاہون اور شہزادون کو شکار کا ضرور شوق ہونا چاہیے کیونکہ جنگ اور شکار کی ایک قطع ہے وہی چال وہی گھاٹ وہی ترکیب وہی غنیم وہی تلوار وہی توپ بندوق وہی خطرہ وہی فتح و شکست۔ شکار مین سردی گرمی برسات کسی فصل کی ضرورت نہین رہتی انسان سب چیزون کا عادی ہو جاتا ہے سستی کاہلی جاتی رہتی ہے اور جسمانی طاقت کو فائدہ پہونچتا ہے پھرتی آتی ہے بس میان بدھو نفر اپنی راے بدل ڈالیے اور گورنری کی حالت مین ضرور شکار کھیلیے بدھو نے کہا شکار رکار بیکار انست ہم چار دن تو بھلا میری کھیلا کرینگے اور تین دن گیڑیان کھیلین گے اس گرما گرم فقرے پر رئیس اور رئیسہ دونون کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ ماشاء اللہ بادشاہی پر گیڑیان کھیلنا کس قدر زیب دے گا۔ بدھو نے کہا وہ مثل نہین سنی کہ چور چوری سے گیا کیا ایرا پھیری سے گیا۔ وہ بادشاہ کیا جو اپنے شوق کو کم کر دے۔ وہ مثل نہین سنی کہ اب سے آئے گھر سے آے۔ فوجدار بہت جھلّائے کہا خدا تجھے غارت کرے بدھو۔ کمبخت ایک فقرہ بھی بے مثل کے نہین کہتا ظالم۔ اور کوئی مثل موقع کی نہین۔ بالکل بے محل۔ اور مجھے اس کی چڑھ ہے۔ رئیسہ نے کہا انکی مثلون کی گنتی ہی نہین آسمان کے تارے اور ریگستان کی بالو کا گننا آسان ہی مگر انکا شمار ہی نہین۔ مجھے تو ان مثلون مین لطف آتا ہی وہ بیجل ہی سہی لیکن برجستہ کسقدر رکھتے ہین۔

اس دلچسپ و دلپذیر گفتگو کے بعد خیمے سے جنگل مین گئے کہ دیکھین کیا سامان ہو رہا ہے دن گذر گیا اور رات آئی مگر جیسی فصل تھی ویسی رات نہین۔ گرمی کے دن تھے چاہیے تھا رات صاف شفاف دکھائی دیتی مگر معاملہ اسکے برعکس تھا اب کیا دیکھتے ہین کہ جنگل ہر چہار طرف سے جل رہا ہی ویسے ہی ڈھول اور کوس اور تلوارون اور توپخانے کی آواز آنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ رسالہ جا رہا ہی اِدھر

جنگل کے جلنے کی روشنی۔ آگ تیز اُدھر فوجی باجے اور کوس و دہل اور گھوڑون کی ٹاپونکی آواز سے آنکھین چوندھیانے لگین اور کان کے پردون کو صدمہ پہونچنے لگا۔ اب سیئے کہ توپ کی آواز آئی۔ گولا دغا۔ دنتنا۔ اور فوجی باجا زور زور سے بجنے لگا اور معلوم ہوا کہ غنیم حملے پر آگیا۔ رئیس کو استعجاب ہوا۔ رئیسہ متردد۔ فوجدار متحیر۔ اور بدھو نفر مارے ڈر کے لرزنے لگے۔ جو لوگ رازدان تھے اُن کو بھی خوف ہوا۔ ڈر کے سبب سے سب پنبہ دہان۔ خاموش۔ اتنے مین ایک لونڈا ہاتھ مین ایک بڑا سا نرسنگا لیے سامنے آیا۔ رئیس نے پوچھا کیستی واز کجا می آئی وجہ کارداری وکجا میروی وآین توپ و تفنگ وسامان جنگ ازبرائے چیست۔ اُسنے بڑی کرڑی آواز سے جواب دیا مین شیطان ہون اور یہ فوج جادوگرون کی ہی۔ مین خدائی فوجدار کی تلاش مین پھر رہا ہون ان کی معشوقۂ زرین کمر اس فوج کے ساتھ ایک شاہی رتھ پر سوار ہین اور جادو کا اثر ان پر صاف آشکار ہی ہم فوجدار سے کہنا چاہتے ہین کہ کن ترکیبون سے جادو کا اثر دور ہو سکتا ہی رئیس نے کہا اگر تم واقعی شیطان ہو جیسا کہ تمھاری وضع سے صاف آشکار ہی تو تم کو جاننا چاہیئے کہ فوجدار صاحب یہ سامنے کھڑے ہین شیطان نے کہا بخدا مین نے نہین دیکھا۔ اسپر بدھو بولے بھئی یہ شیطان تو نئی قسم کا شیطان ہی خدا کی قسم کھاتا ہی اب ہمکو یقین ہو گیا کہ جہنم مین بھی فرشتے بستے ہین۔ یہ شیطان گھوڑے ہی پر سے بولا اے شیر افگن (خدا کرے تم کو شیرون کے پنجون مین دیکھون۔ ہمارے آقا تمھاری معشوقہ کو لے کر آئے ہین تم کو ترکیب تبادینگے کہ یون جادو کا اثر دور ہوتا ہی۔ بس اب بندہ رخصت۔ شیطان زیادہ بات چیت نہین کرتے) یہ کہکر اس نے نرسنگا بجایا اور یہ جا وہ جا۔ اور کہ گیا کہ خدا کرے میرے سے شیطان تیرے ساتھ رہین اور فرشتے اس رئیس اور رئیسہ کے ساتھ رہین۔

سب کے سب انتہا سے زیادہ متحیر خصوصًا بدھو اور فوجدار۔ دونون کے خیالات مختلف دونون اس شش و پنج مین کہ یہ خبر صحیح ہی۔ یا غلط۔ رئیس نے پوچھا فوجدار صاحب کیا یہان ہی رہیے گا کہا بیشک اگر کل جہنم کا جہنم حملہ کرے تو بہادرون کے پانوٴن کب ہٹتے ہین۔ بدھو نے کہا بندہ تو بھاگتا ہی اب ایسا ہی ایک شیطان اور آگیا اور نرسنگا پھر بجا تو دم ہی نکل جائے گا۔

رات اور بھیگی اور مختلف قسم کی روشنی ادھر ادھر پھرنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ گویا ستارے آسمان سے ٹوٹ رہے ہین اب بڑے زور کی آواز آئی جیسے بڑی بھاری ریل گاڑی کے پہیون سے آتی ہی اور بھیڑیے اور ریچھ بھاگ جاتے ہین۔ اسکے علاوہ ایک اور بھی آواز سنائی دی۔ بڑی تیز آواز تھی معلوم ہوتا تھا چارون طرف اژدرد ہان توپین چل رہی ہین کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی اور

صدہا گولیان چلنے لگین اور بان چھوٹنے لگے اور حملہ آورون کی آواز اور گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنائی دینے لگی۔ الغرض بندوقون توپون بان اور ڈہل اور کوس اور نفیری اور گھوڑون کی ٹاپون اور رتھ اور بیل گاڑی کی آوازون سے فوجدار عجب مخمصے مین تھے مگر ڈٹے کھڑے رہے بدھو کو غش آگیا ٹھنڈا پانی سر پر ڈالا گیا انکو ہوش آیا تو دیکھتے ہین کہ ایک بیل گاڑی آرہی ہی دونا گوری بیل اور دو دیو جنکے سر پر سینگین تھی بیلون کے سر پر ہاتھ رکھے ہوے اور دو سیاہ ڈنڈے بیلون کے سر پر اور انمین ادھر اُدھر مشعل اس گاڑی پر ایک تخت بہت بلندی پر رکھا تھا اور اس پر ایک مردِ مقدس پیر دیرینہ سال۔ ریش یکمشت دو انگشت اور بگلے کے پر کی سی سفید ڈاڑھی سیاہ چغہ زیب بدن۔ اور گاڑی دن کی طرح روشن۔ دیوؤن کی صورت بڑی ڈرونی اور مہیب۔ بدھو نے دیکھتے ہی آنکھین بند کرلین کہ بار دیگر انپر نظر نہ پڑے۔

جب گاڑی اس مقام پر پہونچی جہان یہ سب لوگ جمع تھے تو اس مرد پیر نے استادہ ہوکر بہ آواز بلند کہا مین عالم ہون اور میرا نام اویل بن زویل ہی۔ اس کے بعد دوسرا لفظ زبان سے نہ نکالا۔ اسی طرح اور ایک گاڑی اس کے بعد آئی اور اس پر سے بھی ایک پیر مرد نے کہا مین عالم ہون اور میرا نام سالطولابن شاطول ہی۔ اس کے بعد تیسری گاڑی آئی مگر اس پر کوئی بوڑھا آدمی نہ تھا بلکہ ایک ہٹا کٹا جوان جسکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑا بدمزاج ہی اس نے قریب آکے بڑی بددماغی سے کہا۔ مین ساحر ہون اور میرا نام عود بن غود ہی۔ اور خدائی فوجدارون کا جانی دشمن ہون۔ یہ کہکر روانہ باشد۔

تھوڑے فاصلے پر یہ تینون گاڑیان رُک رہین۔ اور انکے پہیون کی آواز جو بہت ہی بُری معلوم ہوتی تھی بند ہوگئی۔ اب گانے اور بجانے کی آواز آنے لگی۔ بدھو بڑے خوش ہوے کہ فال نیک ہی رئیسہ سے کہا حضور جہان گانا ہوگا وہان کوئی آفت نہین آسکتی گزند سے وہ مقام مصئون رہے گا۔ ابتک مارے ڈر کے رئیسہ کے پاس سے ایک جَو بھر بھی نہین ہٹے تھے۔ رئیسہ نے کہا ورنہ اس مقام پر کوئی آفت آسکتی ہی جہان روشنی اور مشعل ہو۔ بدھو بولے آگ سے روشنی ہوتی ہی اور بان بھی رات کو منور اور نورانی کرتے ہین اب اسی وقت دیکھ لیجئے جیسا چکاچوند ہی مگر یہ ہمکو جلا بھی دے سکتی ہی۔ برعکس اس کے موسیقی ہمہ خیر ہی شر سے بحث ہی نہین جہان نغمہ وہان عیش و طرب۔ اب فوجدار بولے کہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہی۔ اب تک خاموش سب تقریرین سُن رہے تھے انکی راے صحیح نکلی جیسا کہ آگے چلکے ظاہر ہو جاے گا۔

فصل - ۳۵

ٹھیک اُسوقت جبکہ نغمہ وسرود اور دلکش باجون کی طرب انگیز آوازون سے کانون کو سرور موفور حاصل ہورہا تھا ایک گاڑی بصد شان و عظمت نمودار ہوئی اس قسم کی گاڑی کو کالسکۂ ظفر کہتے ہین چھ بھورے رنگ کے قاطر جُتے ہوے چاندی کے اسباب سے گوندنی کی طرح لدے ہوے۔ سفید کتان کی بیش بہا جھولین پڑی ہوئین۔ مصرع۔ خر ار جبل اطلس بپوشد خرست ؂ قاطرون پر دو لوگ سوار تھے جو التائب من الذنب کما لاذنب لہ کے مسلک کے سالک ہوتے ہین یہ بھی سفید پوش۔ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع کافوری۔ بڑی بڑی۔ یہ گاڑی پہلے کی سب گاڑیون سے چند بڑی تھی۔ اغل بغل اور اوپر بارہ اور تائب تھے سفید مثل یخ۔ سب کے ہاتھ مین مشعل روشن۔ یہ کیفیت دیکھکر خواہ مخواہ خوف سا معلوم ہوتا تھا اور تعظیم کرنے کو جی چاہتا تھا دیکھتے ہی انسان عش عش کرنے لگے ایک بلند تخت پر ایک پری بصد شان دلبری متمکن تھی اور نقاب زرین رخ انور پر پڑی تھی ؎

نقاب اس بت کے چہرے پر پڑی ہے		قیامت آڑ مین اس کے کھڑی ہے

زربفت اور کمخواب کا لباس۔ اس پر عطر فتنہ کی بو باس۔ جھلکتی ہوئی پوشاک چست و چالاک۔ ازبس شوخ و بیباک۔ عالم فریب۔ طاؤس زیب۔ نقاب رنگین سے رخ نورانی کی ضیا چھن چھن کے آتی تھی عشاق کی جان جاتی تھی عجب صباحت پائی تھی۔ خدا نے اپنے ہاتھ سے ہلدو زیبا بنائی تھی۔ روشنی سے مکان جگمگاتا تھا اور رُخ زیبا کی ضیا دکھاتا تھا ابھی نام خدا اُٹھتی جوانی تھی۔

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن		امرادون کی راتین جوانی کے دن

اسکے قریب ایک شخص جو گون پہنے تھا سیاہ برقع اوڑھے بیٹھا تھا جس کا دامن زمین کی خبر لاتا تھا جیسے ہی گاڑی آئی تو رئیس اور رئیسہ اور فوجدار صاحب کے قریب آن کر گانا بند ہوگیا اور برقع ہٹا کر اس مرد نے اجل کی صورت مجسم دکھائی۔ لوگون نے آنکھین بند کرلین۔ ازبس خوفناک اور ہائل فوجدار کا چہرہ زرد ہوگیا۔ بدحواس بیجان۔ رئیس اور رئیسہ نے بھی ظاہرا خوف کی باتین کین اجل نے استادہ ہو کر عجب طرح کی آواز سے غنغنا کر دبی زبان سے اشعار ذیل پڑھے ؎

نام ہے فرقان مرا شہرت پذیر	جانتے ہین اسکو سب برنا و پیر
جھوٹے افسانون مین لوگون نے مگر	بچۂ شیطان کیا ہے مشتہر
ساحرون جادوگرون نے بیشتر	جو ہین مکاری کے فن مین نامور

پہلوانون اور شجاعون کو صریح
ہمتون سے نام کرتے ہین قبیح

مین مگران لوگون مین ہون جان لو
سب سے نیکی کرتا ہون مین کچھ بھی ہو

ایک دن جو ہی خدائی فوجدار
اس کی معشوقہ حسین وگلعذار

ناگہان مین نے سُنی اس کی صدا
جس سے یہ بیساختہ ثابت ہوا

بات کرتی ہے گنوارون کی طرح
سننے مین آواز آئی اس طرح

صاف سمجھا یہ ہے جادو کا اثر
جس سے حالت اسکی ہی اس طرح پر

چہرہ بھی دیکھا گنوارن کی مثال
کردیا ساحر نے اسکا ایسا حال

اس سبب سے دل مین آیا خیال
آزماؤن قوت سحر حلال

یعنے اصلی حال پر لاؤن اسے
سعی وکوشش اپنی دکھلاؤن اُسے

اور وہ ساحر سحر جسنے کیا
اسکے پھندے سے یہ چھوٹ جاسکے

اس کے عاشق سے کہا یہ ایکبار
ای خدائی فوجدار نامدار

دم مین برآے گی تیری احتیاج
سہل ہے مشکل نہین اسکا علاج

جو مصاحب ہے ترا بدھو نفر
یہ اسی کی ہے شرارت سربسر

چوتڑون پر اس کے کوڑے بیخطر
تین ہزار اور تین سو پڑ جائین گر

دم مین جادو کا اثر ہو جاے دور
صورت اصلی کا ہو فوراً ظہور

پھر نمایان ہو وہ حسن بے بدل
پھر تری معشوقہ ہو زیب بغل

بدھو نے اس موقع پر کہا معقول ا یہ ایک ہی کہی۔ تین ہزار کوڑے۔ اور چار بھی نہین تین لیٹر آہستہ آہستہ لگاے ہوتے تو خیر مضائقہ نہ تھا۔ جادو کا اثر دور کرنے کی واللہ اچھی ترکیب نکالی ہی۔ خدا جانے ہماری ہڈی پسلی کو جادو سے کون مجبت ہے۔ اگر ان صاحب کو اور کوئی تدبیر نہین معلوم تو خدا کرے وہ کنجنی اسی طرح جہنم واصل ہو۔

فوجدار سمجھ گئے کہ بدھو کی راے نہین ہی جھلا کے کہا ابے نامعقول۔ اگر راضی نہوا تو باندھ کے درخت مین تین ہزار تین سو نہین بلکہ چھ ہزار چھ سو کوڑے لگاؤن گا اور ایک گنونگا۔ اسنے کہا جناب اسکی سند نہین ہی۔ بدھو کو رضامندی کے ساتھ پٹنا چاہیئے۔ اور یہ اسکی مرضی پر رکھیے کہ اتنے کوڑے روز پڑین اور فلان وقت پڑین اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ چاہین تو کسی اور کے ہاتھ سے سہی ورنہ فی ہاتھ سہی بدھو بولے نہ ہلکا نہ بھاری۔ کوئی مجھے چھوے نہ پاے گا جبکی معشوقہ ہی

اور جوان کو اپنی جان اور روح کہتے ہین وہ کیون یہ تکلیف نہ برداشت کرین مین اور کوڑے کھاؤن بابابا۔ شان خدا۔ بھلا کوئی بات ہی۔

بدھو نے اسقدر کہا ہی تھا کہ پرستان کی پری نے جو آڑ مین کھڑی تھی برافگندہ نقاب ہو کر بدھو کو یون مخاطب کیا (ای بدبخت آدمی سواد الوجہ فی الدنیا اور سواد القلب فی العقبیٰ اگر تجھ سے کہا جاتا کہ تو پہاڑ کی چوٹی سے سر کے بھل گر پڑ۔ یا آگ مین کود یا اپنی بوٹیان کاٹ کاٹ کے چیلون کو دے یا اپنی بی بی اور بچون کو مار ڈال تو البتہ تیرا انکار بجا تھا یا یہ کہا جاتا کہ دو چھپکلی اور ایک سانپ اور تین بچھو کھا۔ مگر تین ہزار تین سو قمچیان تو ایک ایک مکتب کا لڑکا کھاتا ہی تم کہان کے بڑے ننھے بنگئے۔ جو سنے گا برا بھلا کہے گا کہ یہ کیسا نمک حلال آدمی ہی۔ سننے والے کو تعجب ہوگا ای سنگدل دوزخی جہنمی نابکار خدا تجھکو غارت کرے۔ کہ مجھ ایسی پری کا کہنا نہین مانتا اگر بادشاہون سے کہون تو مان لین تو کس شمار و قطار مین ہے ابھی پوری بیس برس کی بھی نہین ہون۔ والیان ملک کو تمنا ہی کہ قدم دھو دھو کے پیین او پاجی۔ او پاجی کے بچے اگر ذرا بھی حمیت ہی تو اسی دم اپنے چوترڑون پر بید لگا۔ ارے مین تیرے آقا کی معشوقہ ہون اور جادو نے مجھے اس گت پر پہونچایا تیرے آقا کی زبان اس وقت مارے غم کے خشک ہی اور تو بیدون سے انکار کرتا ہی)۔

فوجدار نے غل مچا کر کہا خدا کی قسم یہ سچ کہتی ہین زبان اور گلو دونون خشک ہین۔ رئیسہ نے پوچھا بدھو اب کیا رائے ہی۔ بدھو بولے حضور بندہ کوڑے نہ کھائے گا میرا جسم لوہے کا نہین ہی سیکڑون گالیان مجھی دین سواد ل۔ مجھے تو تلفظ بھی نہین آتا۔ رئیسہ نے کہا سواد الوجہ فی العقبیٰ۔ ان کو چاہیے تھا ہمارے لیے ریشمی کپڑے لائین۔ جوتی اسلیپر اپنے گورے گورے ہاتھون کے بنے ہوے لاتین۔ یہ سب درکنار گالیون پر گالی۔ واہ۔ وہ مثل ہے کہ فولاد پر رندہ پیہ رکھ دو نرم ہو جائے گا اور ادھر ہمارے آقا کی سنیئے وہ دھمکاتے ہین وہ درخت مین باندھ کے پٹوانے کو آمادہ ہین۔ ہم گورنری کے عوض اب کوڑے کھائینگے۔

رئیسہ۔ بھئی بدھو نفر۔ اگر خیر خواہ ہو تو اتنی سی تکلیف برداشت کر لو۔ تمھارے آقا ہین۔ واہ

بدھو۔ اتنی سی کی ایک ہی ہوئی حضور۔ کھال ادھیڑ کے پھینک دیجئے اور کہیئے ذرا سی بات ہی۔

رئیسہ۔ اب باتین تو ہو چکین۔ بے بس چلے آؤ۔ انکا نمک کھایا ہی انکے کام آؤ۔ ہلکے ہلکے

کوڑے پڑینگے۔ مر نہین جاؤ گے۔ سب ایک ہی دم سے سہی۔

بدھو۔ اجی بس رہنے دیجئے۔ حضور۔ بندہ نوکری نہ کرنے کا۔ ہمارا اب استعفا ہی۔

رئیس۔ بھئی اپنے ہاتھ سے آہستہ آہستہ لگاؤ۔ چلو چھٹی ہوئی۔ اور چاہے جس قدر لگاؤ دس روز پندرہ روز۔ یا صبح کو بیس شام کو پچاس یا دوپہر کو پچیس سوتے وقت پچیس یا ہفتہ وار دو سو تین سو۔ تاکہ اس قرضے سے جلد سبکدوش ہو جاؤ قرضہ ادا ہی کرنا اچھا اور ساری دنیا مین نام ہوگا کہ واہ رے مصاحب کتنا خیرخواہ نکلا کہ کھال تک ادھیڑ کے دھر دی جسکا نمک کھایا تھا اس کا کہنا مانا۔ ایسے ہی آدمی جان نثار ہوتے ہین بدھو کل ہے کو خاصہ وفادار بُل ڈاک کتا ہی کہ جان تک دریغ نہین۔ ضرب المثل نام ہو جائے۔

بدھو۔ ارے صاحب آپ سب ایک طرف ہین۔ اچھا راضی ہم راضی اور ہمارا خدا راضی۔ کون سب سے جھگڑتا پھرے۔

بدھو کا اتنا کہنا تھا کہ مرحبا مرحبا کی آواز آئی اور سب خوش ہوے کہ مار لیا ہے۔ باجا بجنے لگا اور بندوق سر ہونے کی آواز آئی۔ رئیس اور رئیسہ اس دل لگی سے بڑے محظوظ ہوے گاڑی چلی اور ان کی معشوقہ زرین کمر نے رئیس اور رئیسہ کو جھک کے سلام کیا اور بدھو نفر کو دیکھ کر ہنسین۔

اب صبح صادق نمودار ہوئی اور نسیم سحری نے غنچون کو گدگدا کے جگانا شروع کیا۔ اور کلیان چٹکنے لگین۔ دریا بر پری رخون کے غول کے غول ڈٹ گئے۔ ہر طرف اک عجب سمان تھا جسے سہانا سمان کہتے ہین ع۔ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ اس صبح کی کیفیت سے معلوم ہوتا تھا کہ دن بہت اچھا ہوگا۔ رئیس اور رئیسہ نے جو اس کارروائی مین اعلیٰ درجے کی کامیابی حاصل کی تو بہت ہی محظوظ ہوے اور اپنے محل مین آئے اور ٹھان لی کہ ابھی پھر دل لگی رہے گی کیونکہ اس سے زیادہ لطف کسی شے مین نہین آسکتا۔

فصل ۔۳۶۔

رئیس زادہ جم اقتدار گردون مدار کے ہان ایک اور دارو غہ نوکر تھے بڑے بذلہ سنج بڑے ہی ظریف بڑے منہ پھٹ۔ غدیرہ غزغاغی یہی بنے تھے۔ اور اس مہم نمایان کے کل امور کے سربراہ کار تھے اشعار ندرت بار مذکورۂ بالا کے مصنف بھی آپ ہی تھے اور فوجدار کی معشوقہ انھون ہی نے بنائی تھی۔ ایک گبرو خدمتگار کو سکھا دیا تھا کہ عورت بنجا۔ اب اسکے بعد لیک ظرافت نے

ایک اور دل لگی کی جو دیدہ ہی نہ شنید۔ اس سے بہتر ہو ہی نہیں سکتی۔

دوسرے روز رئیسہ نے بدھو نفر سے پوچھا کیا آپ نے توبہ کی کارروائی فوجدار کی معشوقہ گلعذار کی رہائی کے لیے شروع کردی۔ کہا جی ہاں پانچ کوڑے رات کو کھائے رئیسہ نے کہا کوڑے کاہے کے بنے تھے۔ بدھو نے کہا ہاتھ سے پانچ دفعہ رسان رسان تھپڑ لگائے تھے۔ رئیسہ نے کہا واہ یہ بھی کوئی کھیل ہی۔ اچھی کہی غدیو عزغاعی بھلا اس سے راضی ہونے والے ہین یہ چکمے بازی کیسی۔ بھئی۔ بدھو رسی کے کوڑے ہونے چاہئیں جس سے چمڑا سا کھینچا جاتا ہے۔ کچھ معلوم بھی تو ہو۔ ایسے معاملات مین بے خون بہائے لب لعل کا بوسہ کوئی لے سکتا ہے۔ توبہ کر بندے اتنے بڑے جرنیل کی معشوقہ کو ساحر کے پھندے سے بچانا کہین ایسا ہنسی ٹھٹھا ہی۔

بدھو۔ اچھا تو حضور ایسا کوڑا بنائیے جو لگے نہین میری کھال نہ ادھیڑ ڈالے۔ گو غلام گنوار ہی مگر بدن روئی سے بھی ملائم ہی۔ ذرا اس کا خیال رہے فولاد کا جسم نہین ہی اور دن کے لیے مین نیجان ہو جاؤن یہ کسی اور نے سیکھا ہو گا۔

رئیسہ۔ اچھا کل ہم ایک کوڑا دینگے جس سے آپکے بدن کو ذرا بھی تکلیف نہ معلوم ہو گی۔

بدھو۔ حضور ہم نے اپنی مکرمہ کے نام ایک چٹھی لکھا ہی۔

رئیسہ۔ (مکرمہ کے لفظ سے تجاہل عارفانہ کرکے) آپ کی مکرمہ کون؟

بدھو۔ مکرمہ ہماری جورو مینا۔

رئیسہ۔ کو جورو اور مکرمہ اور (چٹھی لکھا) کے الفاظ سنکر ہنسی آئی۔

بدھو۔ اس مین کل حال درج ہی کہ این شد و آن شد۔

(رئیسہ) کیا وہ خط آپ نے خود لکھا ہی یا کسی سے لکھوایا ہی۔

(بدھو) ای حضور مین گنوار آدمی لکھنا پڑھنا کیا جانون لیجیئے پڑھیے

بدھو کا خط

بنام

مکرمہ جورو مینا

اگر چوتڑون پر بہید ہا کوڑے پڑے تو پڑنے دو مطلب بھی تو حاصل ہوا۔ بادشاہی ملی اگر کوڑون کے ذریعہ سے۔ پیاری مینا ابھی تم اس معمے کو نہ سمجھو گی مگر مین جلد سمجھا دونگا تم ایک نئے چوکڑی پر سوار ہو گی پیدل چلنا کتے بلی کا کام ہی۔ تم گورنر کی بی بی ہو۔ کوئی آنکھ اٹھا کے دیکھ سکے

ایک ہرا کوٹ شکاری بھیجتا ہون۔ بیٹا کے پی سی لو۔ اس ملک کے لوگ میرے آقا خدائی فوجدار کو پڑھا لکھا سٹری اور احمق کہتے ہین اور مجھے بھی انھین کا برادر خرد سمجھتے ہین ہم ایک بڑے غار بزرگ مین جو پاتال مین ہے گئے تھے وہان غدیو غرغانی نے جو بڑا حکیم ہے مجھے اس کام پر مقرر کیا کہ آقا کی معشوقۂ نامدار کو جادو کی بیماری سے رہائی دلواؤن یعنی تین ہزار تین سو کوڑے پڑینگے اور وہ بکری یا بھیڑ یا گائے سے آدمی بنجائینگی تمھارے گانؤن مین انکا بھلا ہی سا نام ہے۔ کسی سے کہنا نہین وہ مثل نہین ہے کہ نکلی منھ سے بات پھر نہ آئی کرو کوئی گھات۔ چار دن مین بندہ تخت گورنری پر بیٹھا ہوگا۔ مزے مزے سے اور روپیون کے ڈھیر لگا دونگا اور تم جواہرات سے گوندنی کی طرح لدی ہوگی۔ اور تمکو بھی بلواؤنگا۔ گدھا ہمارا تمھارا نور چشم بخیریت ہے اور سیبون بھیجتا ہے وہ عمر بھر ساتھ رہیگا۔ سلطان روم بھی ہو جاؤن تو کیا ہوتا ہے۔ میرے آقا رئیس زادے تمھارے ہاتھ ہزار بار چومتے ہین تم دو ہزار بار چومیا اخلاق اور ادب سے بڑھکر اور کیا ہے کچھ نہین۔ ابکی خدا اسقدر مہربان نہین ہے کہ اسقدر زر کثیر دلواتا جسقدر پیشتر دیا تھا تم گھبراؤ نہین اللہ مہربان تو کل مہربان۔ میری پیاری جانی تم جیتی رہو کس محبت سے تم اپنے ہاتھ سے مجھے دودھ پلاتی ہو۔ زندہ رہو اور مین تمھارے پانؤن دباؤن خدا تمکو عمر خضر دے اور مین خدمت کرتا رہون۔

اس محل سے روانہ کیا۔ ۲۰ جولائی ۱۶۱۴ء

تمھارا بھتار بُ دھونا ے

رئیس زادی نے خط پڑھکر کہا دو باتون مین گورنر صاحب ذرا بہک گئے ایک یہ کہ کوڑونکے ذریعے سے گورنری پائی۔ جب ہمارے میان نے وعدہ کیا تھا کہ گورنری دینگے تب کوڑونکا ذکر بھی نہ تھا۔ جھوٹ تو نہین کہتی ہون۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمے عدل اور انصاف اور رعایا پروری کا کہین ذکر ہی نہین کیا اور طمع بہت دکھائی یہ گورنری کے خلاف ہے کہ جاتے ہی روپیے کے بندے ہو جائین بدھو بولے یہ مطلب نہ تھا۔ اچھا خلاف مرضی ہے تو دوسرا لکھون اسکو چاک کر ڈالیے۔ رئیسہ نے کہا نہین نہین اچھا خاصہ خط ہے۔ ہم رئیس کو بھی دکھلائینگے۔ اسکے بعد باغ مین گئے اور اس روز وہین کھانا کھایا۔

رئیسہ نے بدھو کا خط رئیس کو دکھایا۔ پڑھ کے بڑے محظوظ ہوے۔ بدھو سے دیر تک بڑے مزے کی گفتگو رہی باتین ہوتی ہی تھین کہ دفعۃً نفیری کی بڑی تیز آواز آئی اور اس کے بعد ڈھل بجا۔ گمگم دھم۔ لوگون کو حیرت ہوئی اور فوجدار صاحب کے کان کھڑے ہوے کہ یہ فوجی جنگی باجا کہان سے بجنے لگا۔ آواز ایسی دردانگیز اور ہولناک تھی کہ الامان۔ بدھو مارے ڈر کے تھرانے لگے اتنے مین دو آدمی لباس ماتمی پہنے ہوے باغ مین آئے لباس زمین دوز ہر شخص کے ہاتھ مین

بڑا ساکوس تھا اور کوس بھی سیاہ ۔ نفیری جو بجاتا تھا وہ بھی سیاہ پوش تھا ۔ تین شہنائی ڈالون
کے بعد ایک بڑا موٹا تازہ لمبا چوڑا آدمی تھا ع ۔ بہیکل قوی جوان تناور درخت ۔ کپڑے نہین پہنے تھا
مگر سیاہ رنگ کی رسی سے بدن بھر جکڑا ہوا ۔ اور رسی ہی کی دم بھی بڑی لمبی چوڑی تھی کمر مین پڑیلا اور سینہ مین
ایک تیغ اصفہانی لٹکی ہوئی ۔ کاٹھی سیاہ ۔ چہرے پر سیاہ چمکتا ہوا حجاب ۔ آہنین ریش یکمشت و دو انگشت
نظر آئی ۔ سفید جیسے برف ۔ آہستہ آہستہ یہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ دہل کے پاس گئے ۔ جسنے دیکھا
متحیر کہ این کیست ۔ گران ڈیل قد آور آدمی ۔ مشین ۔ سیاہ ۔ متین اور چہرہ ڈھکا ہوا اسی سنجیدگی
کے ساتھ آ کر رئیس کے قدمون پر گرا اور آداب عرض کیا اور اٹھکر حجاب رخ سے ہٹایا تو معاذ اللہ ۔
ایسی بڑی بد قطع کا واک کھڈ ڈاڑھی بھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی ۔ اور انتہا سے زیادہ گھنی ۔ بڑے زور
سے گرج کر رئیس کی جانب مخاطب ہو کر کہا ۔

(ای امیر کبیر نامور سردار بحر و بر میرا نام غور چہ ریش ابیض ہی اور ایک فوجدار ایل نامدار گینڈا اور
ہاتھی اور اژدہا اور اژدر اور مگر اور گھڑیال افگن کا مصاحب ہون اور انکی جانب سے آپکے لیے
ایک پیغام لایا ہون انکی صاحبزادی ایک مصیبت مین گرفتار ہین دریافت کیا ہی کہ نامی گرامی ایل نامدار
خدائی فوجدار شیر افگن آج کل کہان رونق بخش ہین ۔ آج تک انھون نے کوئی شکست ہی نہین
کھائی ۔ وہ خود بھی یہان آئی ہین اور اس قلعہ معلی کے پھاٹک پر کھڑی ہین اگر حکم ہو تو حاضر ہون
انکا نام شیرین جمیلہ ہی) یہ کہکر ڈاڑھی پھٹکاری اور جواب سننے کا منتظر رہا (جواب سنیئے)

(ای مصاحب فوجدار گینڈا و ہاتھی وغیرہ افگن ۔ ہمنے شیرین جمیلہ کی مصیبت اور پریشانی کا
حال کئی دن سے سنا ہی ۔ شکر ہی کہ ایل نامدار خدائی فوجدار شیر افگن ہمارے کلبۂ احزان ہی مین
رونق بخش ہین ای مصاحب باتمیز ریش ابیض نام وہ بڑی خوشی سے مدد دینگے یہ تو انکا پیشہ ہی ہے
مین خود مدد کو حاضر ہون) ۔ یہ باجا اور نفیری بجاتا ہوا باذب روانہ ہوا اور متانت کے ساتھ باغ
سے باہر گیا اور لوگون کو غرق بحر حیرت کر گیا کہ عجیب الخلقت آدمی ہی ۔

اب رئیس ہمارے خدائی فوجدار کی جانب مخاطب ہوے اور کہا حقیقت یون ہے کہ
آفتاب پر کوئی خاک نہین ڈال سکتا جری اور جرار اور کرار آدمی آفتاب کی طرح روشن ہوتا ہی
ابھی چھ ہی دن سے حضور نے یہان قدم رنجہ فرمایا ہی اور مصیبت زدہ لوگ جوق جوق چلے آتے
ہین ۔ تلاش کرتے پھرتے ہین دور دور سے آتے ہین جو کرسی یا فیل نشین ہو کر نہین آتے پیادہ
پا ۔ بھوکے پیاسے ۔ اس امید بر آتے ہین کہ آپ کی شجاعت سے انکا کام پورا ہو جائے

کہ آفتاب بسالت تمام جہان پر نور افگن ہی۔ فوجدار نے اکڑ کر کہا جناب افسوس ہی کہ اسوقت آپ کے وہ داروغہ نہین ہین جو کل اس پیشے کی ہجو کر رہے تھے ہوتے تو انکی آنکھین کھل جاتین کہ ہان یہ کیسا بزرگ پیشہ ہی۔ رئیسون کی داروغگی کر کے گھر مین دندنانا اور رماہ نچتیان اُڑانا اور بات ہی اور تلوار کا مقابلہ کرنا شی دیگر ہی۔ طالب علم کو جو راحت ہی وہ ہمکو کجا مصاحب کاہل الوجود لوگ مین چیزے دیگر ہستم آنہا چیزے دیگر ہستند خدا کا شکر ہی کہ مجھ ایسے ناچیز کو اس درجے پر ہونچایا۔ دیو سے مقابلہ ہو تو چہ پروا ست ان شہزادی صاحب کو آنے دیجیے اور جو مدد چاہین حاضر ہون مین اپنے بازو کے زور سے انکو بچاؤنگا۔ دیکھتے جائیے نا۔

رئیس اور رئیسہ بڑے خوش کہ فوجدار کو خوب ہی الو بنایا۔ آگیا دم مین۔ اور جب انھون نے سنا کہ میان بدھو نفر بھی چہرک رہے ہین تو اور بھی خوش ہوے۔ اب سینے کہ او چہ میگوید۔

فصل ۔ ۳۷

بدھو گفت کہ اگر اس شہزادی کے آنے سے میری بادشاہی مین ذرا بھی فرق آیا تو کوس کوس کے کھا جاؤنگا مین نے ایک پنساری سے سُنا ہے کہ اس فشن کے دراز ریش آدمی جہان جاتے ہین نحوست ضرور پھیلاتے ہین۔ یہ کمبخت اسوقت کہان سے آگیا۔ بنا بنایا گھر بگاڑ دیا۔ مار ہی ڈالا۔

فوجدار نے کہا یار بدھو نفر خوش نہین ہوتے کہ کتنی دور سے وہ بیچاری تلاش مین آئی ہی وہ پنساری گدھا ہی۔ علاوہ برین شہزادی ہین انکے خلاف کوئی کلمہ کہنا شرافت کے خلاف ہی۔ جس خواص سے بدھو سے گدھے کی بابت جھگڑا ہوا تھا اُسنے جھلا کے کہا۔ گنوار موا کیا جانے۔ ارے ہم سے پوچھ جو شہزادیون کی آنکھین دیکھنے والیان ہین یہ بولے ہمکو تم خواصون سے بڑی نفرت ہی۔ اسنے کہا اور مصاحبون سے ہماری جان عذاب مین ہے۔ بدھو نے کہا جب ہماری بادشاہی کا زمانہ ہوگا ہم تم کو اپنے محل مین گھسنے نہ دینگے۔ وہ بولی۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچین گی۔ یہ گفتگو ابھی اور بڑھتی مگر نفیری کی آواز آئی۔ سمجھے کہ شیرین جمیلہ کی سواری آگئی۔ فوجدار نے کہا یہ بھی شہزادی ہین استقبال کو کچھ دور چلنا چاہیئے رئیسہ جواب دینے بھی نہ پائی تھین کہ بدھو بول اٹھے شہزادی کے استقبال کو ضرور جانا چاہیئے مگر چونکہ منحوس دراز ریش ساتھ ہی لہذا کوئی ضرورت وہان جانے کی نہین ہے فوجدار جھلا کے بولے ابے تجھ سے کسنے کہا تھا کہ بیچ مین بول اٹھ۔ بدھو نے کہا۔ کہتا کون ہی

خود میرے دل نے کہا حضور سے اسکول مین تو غلام نے تعلیم پائی ہے نیک و بد مین تمیز کرسکتا ہون۔ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ رئیس نے کہا آنے تو دیجئے بات چیت ہی سے معلوم ہوجائے گا کہ کتنے پانی مین ہین۔

ڈہل اور کوس اور نقارے اور نفیری والے اب باغ مین پھر داخل ہوے اس مقام پر مورخ نے اس چھوٹی سی فصل کو ختم کردیا اور دوسری فصل شروع کی اور آمین بھی وہی ذکر مذکور جاری رکھا۔ آیندہ فصل سب فصلون سے بڑھ جائیگی اور اس تاریخ مین یادگار رہے گی۔

فصل۔ ۳۸

بدھو نے دیکھا کہ بارہ خواصین اس ماتمی باجے کے ساتھ چلی آتی ہین دو قطارون مین آئین۔ بڑے بڑے مذہبی کپڑے پہنے ہوے۔ سیاہ ریشمی۔ برقع پوش۔ کتان کا برقع۔ اور برقع لباس سے کہین بڑا۔ انکے بعد شہزادی شیرین جمیلہ تھین۔ وہی ریش دراز ہمراہ تھا۔ بہت ہی عمدہ ریشمی لباس زیب بدن تھا۔ اور چمک دمک مین اپنی آپ ہی نظیر اور اس پر کام کیا ہوا سبز ریشم کا بہت باریک کام۔ شیرین جمیلہ اسوجہ سے انکو کہتے تھے کہ ایک شخص فرہاد نامے نے تاریخی فرہاد کی طرح انکے عشق مین اپنی جان دی تھی اور جمیلہ تو تھی ہی۔ اصل نام انکا شہزادی گرگان تھا کیونکہ ان کے باپ کی عملداری مین بھیڑیے بہت تھے۔ انھون نے یہ نام بدل دیا اور شیرین جمیلہ نام رکھا۔

بارہ خواصین مع اس شہزادی کے ایک قسم کا جلوس بناے ہوے آہستہ آہستہ آئین۔ برقع سیاہ مگر برقع باریک نہ تھا۔ اس جلوس کو مشاہدہ کر کے رئیس اور رئیسہ اور فوجدار صاحب بڑھے اور انکے ساتھ اور سب بھی بڑھے۔ بارھون خواصین ٹھہر گیئن۔ رئیس اور رئیسہ اور فوجدار صاحب نے کوئی بارہ قدم بڑھ کر استقبال کیا اور اسنے زمین کو بوسہ دیکر یون کہا (آواز ذرا بھاری تھی)۔

حضور کو خدا صدوسی سال کی عمر عطا کرے اور مین لونڈی ہو جاؤن۔ مجھ پر اس طرح کی مصیبت خدا نے ڈالی ہے کہ۔ ع۔ دل من داند و من دانم و داند دل من ۔ عقل سر سے خدا جانے کہان چلی گئی منزلون ڈھونڈھ آئی۔ اسکے بعد رئیس نے شہزادی کے اخلاق اور منکسر مزاجی کی تعریف کی اور ہاتھ مین ہاتھ دیکر اپنی بی بی سے ملایا اور رئیسہ بھی بکمال خلق ملین فوجدار خاموش رہے۔ بدھو اس مصاحب کی ریش دراز دیکھکر خائف تھے مگر خواصون کے گھورنے کے بڑے شائق اور یہ امر محال تھا کیونکہ وہ برقع پوش تھین اپنی خوشی سے برافگندہ نقاب ہوتین تو ہوتین۔ سب خاموش تھے اور اس غور مین کہ دیکھین پہلے کون بولے شہزادی نے کہا اے حضور اقدس

انور وای خاتون حسینۂ سیمبر وای حاضرین ہمایون فر۔ مجھے یقین کامل ہی کہ میری اس انتہا کی مصیبت مین آپ اپنی مروت اور ریاست کو کام مین لائینگے اور پناہ اور مدد دینگے جسکی مجھے ازبس ضرورت ہی اگر مصیبت کا حال کہون تو پتھر پانی ہو جائے سنگدلون تک کو رونا آجائے لیکن قبل اسکے کہ بیان شروع کرون اسقدر ضرور دریافت کرونگی کہ اس جلسۂ فرخ مین جناب فوجدار شیر افگنان اور انکا خیر خواہ مصاحب بدھو رونق بخش ہین یا نہین) قبل اسکے کہ کوئی اور جواب دے بدھو نے انکو چڑھایا اور (افگنان) کے جواب مین کہا۔ (سرکاران بدھو حاضر ہی اور فوجدار شیر افگنان بھی ہین اور اجازت دیتان ہین کہ آپ زبان مبارکان سے فرمادان کہ ہم آپ کے غلامان)۔

فوجدار صاحب نے استادہ ہوکر شہزادی کو جواب دیا (ای خاتون اگر آپ کی مصیبت ایسی بیماری ہی کہ اس کا علاج ہمارے پیشے کے لوگون سے ممکن ہی اور ہماری بہادری کی دوا کارگر ہو سکتی ہی تو بندہ حاضر ہی۔ دُبلا پتلا ہون مگر وقت جنگ بجلی ہو جاتا ہون جیسر گرا اجل آگئی مین خدائی فوجدار شیر افگن ہون اور کام یہ ہی کہ زیر دستون کو زبردستون کے ظلم سے بچاؤن بس کوئی ضرورت منت و سماجت کی نہین ہی ای نیک بی بی صاف صاف اپنی مصیبت کا حال بیان کرو جو کہو گی وہ ہم لوگ بغور سنین گے اور مدد دینگے اگر دوا سے درد نہ کر سکے تو صلاح نیک دینگے) اس تقریر کے بعد شہزادی کی حرکتون سے ظاہر ہوتا تھا کہ فوجدار کے قدمون پر گرا چاہتی ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور قدمبوس ہوکر یون گویا ہوئین (ای شیر مرد شیر دل حضور کے ان قدمونکے تلے مین پڑی ہون یہ قدم سقف شجاعت و بہادری کے ستون ہین مین ان قدمون کے بوسے لونگی اور حضور کی خدمت بجالاؤنگی کہ اسی سے عظمت حاصل ہوگی اور مصیبت دور ہو جائیگی۔ ای ایل نامور تیری بہادری کے مقابل مین رستم سیستانی اور قنطور گرگانی کا نام گرد ہو گیا۔

اسکے بعد بدھو کی جانب مخاطب ہوکر کہا (ای خیر خواہ ملازم۔ ای نامور مصاحب۔ تیری خیر خواہی اور نیکی میرے مصاحب کی داڑھی سے بھی بڑی ہی۔ تمھاری نمک حلالی کی باتین یاد کرکے جی خوش ہوتا ہی تمھاری خوش نصیبی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا کہ اتنے بڑے نامی گرامی جرنیل کے مصاحب ہو تم بھی میری مدد کرو اور ضرورت کیوقت میرے کام آؤ کہ مجھ سے زیادہ بدنصیب اور عاجز کوئی شہزادی نہوگی۔

بدھو نے کہا حضور میری نیکی آپ کے مصاحب کی داڑھی سے بڑی ہو یا چھوٹی۔ اس سے مجھکو کوئی بحث نہین مجھے داڑھی اور مونچھ کی گفتگو سے نفرت ہی۔ دنیا مین داڑھی رہے چاہے نہ رہے مگر عقبیٰ مین خدا نہ کرے کہ فرشتے داڑھی پکڑین آپ خوشامد کرین یا نہ کرین مین ضرور آقا سے

سفارش کرونگا کہ آپکو مدد دین حالانکہ اسکی کوئی ضرورت ہی نہین کہ سفارش کیجاے اب حضور اپنے رنج اور تباہی کا حال فرمایئے ہم جو مناسب سمجھین گے وہ کارروائی کرینگے ہم باہم مشورہ کرینگے۔

رئیس اور رئیسہ کا مارے ہنسی کے بُرا حال تھا اور اس خواص کے مزاح اور خوش طبعی اور چالاکی پہ عش عش کرتے تھے۔ شہزادی نے بیٹھکر کہا لکھنؤ اور اناؤ کے درمیان مین ایک فرحت افزا مقام ہی دو کوس پر شہزادی بلقیس لقا کی عملداری تھی۔ یہ بیوہ تھین انکی ایک لڑکی تھی مہر طلعت اور یہی انکے بعد تخت نشین ہوئین مین نے انکی تعلیم مین روپیہ دل کھول کے صرف کیا اب سنئے کہ رفتہ رفتہ انکا چودھوان برس ہوا اور حسن کی آگ ایسی بھڑکی اور وہ جوبن ہوا کہ سبحان اللہ۔ اور لطف یہ کہ اس کم سنی مین عقل کا پتلا خدا نے اسکو بنایا تھا عقلمند اور اسکے ساتھ ہی حسین ساری خدائی مین اس سے زیادہ خوبصورت عورت نہ تھی اور ابتک حسن مین بےنظیر ہی۔ ہان اگر اجل نے اس کان حسن پر اپنا دست تعدی خدانخواستہ دراز کیا ہو تو اور بات ہی مگر ہمین یقین ہی کہ اجل بھی ایسی بیدرد نہوگی کہ ایسی حسینہ کو دنیا سے اٹھاے جاے جو رشک خوبان جہان ہی۔ اس رشک حسینان عالم فخر بنی نوع آدم پر جسکی توصیف ہماری زبان سے محال ہی صدہا شہزادے اور رئیس عاشق ہوے منجملہ اور عشاق کے ایک اوسط درجے کے آدمی بھی تھے وہ اسکے حسن و جمال کا عاشق و دلدادہ تھا اول تو نوجوان دوسرے حسین تیسرے عورتون کے لبھانے کے گُر خوب یاد تھے چوتھے ہنس مکھ خندہ پیشانی۔ پانچوین شاعر اور برجستہ کہنے والا۔ ادا بانکی۔ خود بانکا۔ وضع بانکی۔ قدرتی بانکپن اور ان سب پر طرہ یہ کہ بڑا بذلہ سنج اور حاضر جواب۔ ناچنے۔ گانے۔ بجانے مین فرد اور یہ نئی بات ایک اور تھی کہ چڑیا کے پنجرے ایسے بناتا تھا کہ شہر بھر مین کوئی نہین بنا سکتا تھا اگر کوئی ضرورت اتفاق وقت سے واقع ہوتی تو کاریگری کے ذریعے سے روٹی پیدا کر لیتا۔ اتنی صفتون اور خوبیون سے انسان پہاڑ تک کا دل پگھلا دے سکتا ہی ایک نوخیز دوشیزہ کا دل اپنے ہاتھ مین لے آنا کون بڑی بات ہی۔ باانیہمہ اسکی نوجوانی رعنائی برنائی خوش ادائی لبھانے کا جادو۔ آنکھون کا جادو۔ باتون کا جادو یہ کوئی کارگر نہوتا۔ اور وہ دخت شکر لب اسکے ہتھے نہ چڑھنے پاتی مگر اسنے وہ ترکیب کی کہ واہ۔ پہلے اسنے میرے دل کو اپنا کر لیا۔ اور ایسا روغن قاز ملا کہ جو اسکی خواہش تھی وہ پوری ہوگئی اور اسکا چکما پورا پورا چل گیا۔ اسکی خواہش یہ تھی کہ جس قلعہ کی مین نگہبان تھی اسکی کنجی اس قاتل کے حوالے کر دون میری سمجھ مین نہین آتا کہ مجھے کیا ہو گیا۔ ایک بات کے سبب سے خاصکر میرے اوپر چکمہ چل گیا۔ ایک دن اسنے چند اشعار پڑھے۔ پڑھے کیا معنی گاے شب کا وقت تھا اشعار سہ

جنگجو کج کلہان صلح و صفا نیز کنند
غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند

بجرم عشق تو ام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

قتل عشاق کیا کرتے ہین
بت کہین خوف خدا کرتے ہین

معلوم ہوتا تھا کہ جواہرات کے اشعار ہین اور نور کا گلا پایا ہی اکثر مین نے حکیمون کے قول کی تائید کی ہی کہ عاشقانہ غزل کہنے والے شاعرون کو جلا وطن کرنا چاہیے کیونکہ یہ اپنے جادو کے زور سے نوخیز معشوقون اور سیانی لڑکیون کو لبھا لیتے اور چکما دیتے ہین۔ عورت کسی طرح ان سے بچ ہی نہین سکتی انکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ دوسری دفعہ یہ شعر پڑھے ؎

الٰہی افعی گیسوے دستان کاٹے
اجل کہین مرے پانوٴنکی بیڑیان کاٹے

مریض وہ ہون جو درمان بے نصیب آیا
اجل ہنسی مری بالین پہ جب طبیب آیا

ای بخت سرکش تنگش ببر کش
با جام زر کش با لعل دلخواہ

ایسے ایسے شعر گائے کہ جی خوش ہو گیا۔ گاؤ تو روح وجد کرنے لگے اور پڑھو تو غش غش کرو۔ بعض اوقات مین کلیجا مسوس کے رہجاتی تھی۔ خدا کی قسم دل پر عجب اثر ہوتا تھا کہ دل ہی جانتا ہے اسی سبب سے اے سامعین باتمکین عرض کرتی ہون کہ اس قسم کے شعرا کو جلا وطن کی سزا دینی چاہیئے اور کالے پانی بھیجدینا چاہیے اور اصل مین دیکھو تو انکا کوئی قصور نہین قصور ہم عورتون ہی کا ہی کہ ذرا سی بات پر پھسل جاتے ہین۔ ہماری سادہ لوحی۔ اگر مین ذرا عقل سے کام لیتی تو انکی باتون مین نہ جاتی کہ (جان جاتی ہی) (مرتا ہون) (بغیر تمھاری ملاقات کے زندگی وبال ہے) اور ایسی ہی ایسی اور فضول باتون سے دم مین آگئی اور جب شعرا وعدے کرتے ہین کہ تمکو عرب کے نادر نادر گھوڑے تبیا؟ کی ترائی مکنا ہاتھی اور ریگستان کی سانڈنیان اور بغداد کے ناقے مول لے دینگے اور کوہ نور اور دریاے نور کے مقابل کے جواہرات خرید دینگے تو ان کا تو کچھ بنتا بگڑتا نہین قلم کے ایک اشارے مین جھوٹ کے دریا بہا دیتے ہین اچھا خیر ع۔ کجا بود منزل کجا تا ختم ٭ اورون کے عیب پر نظر پڑتی ہی۔ اور اپنا عیب بھولی ہوئی ہون۔ مجھے خدا غارت کرے بڑی بدنصیب عورت ہون اس کی شاعری اور چکمے بازی کا کوئی قصور نہین ہے قصور سراسر میرا ہی ہی کہ اسکے بھرون مین آکر چکپا کھا گئی اور اس پل فوجدار نے کامیابی حاصل کی وہ اس شہزادی کے پاس کھلے بندون جانے لگا اور مین سب سے کہتی تھی کہ یہ انکے میان ہین انمین انمین شادی گو ہو نہین سکتی تھی۔ وہ اوسط درجے کا۔ یہ شہزادی۔ اور تخت و تاج کی مستحق

کچھ دن تک گو یہ راز سربستہ کسی پر افشا نہوا۔ اور میری چالاکی اور دلالی کا مطلب حاصل ہوگیا۔ مگر کچھ دن بعد مین سوچی کہ ۔ ع ۔ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ ہم تینون نے باہم صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اور یہ رائے قرار پائی کہ یل فوجدار انکے باپ سے کہے کہ ہماری انکی شادی ہونی چاہیے یہ ہم سے قول کر چکی ہین اور شہزادیون کو قول سے پھرنا نہ چاہیے اور مین نے بہت غور سے ایک اقرارنامہ شہزادی کے ہاتھ اور طرف سے لکھوا دیا کیسا ہی منطقی ہوتا اسکے خلاف بحث نہ کر سکتا۔ غرض وہ معاہدہ انکے باپ کو دکھایا گیا انھون نے شہزادی سے قسم لی اور شہزادی نے پورا پورا اقبال کر لیا حکم ہوا کہ عدالت کی اس حوالات مین جو خاص شہزادون کے لیے ہی رہین۔

اس پر بدھو نفر چونک کے بولے ۔ کیا ۔ کیا وہان بھی حوالات اور جیل اور پولیس اور ریل ہی واللہ معلوم ہوتا ہی دنیا سب جگہ یکسان ہی اب مہربانی کر کے ذرا جلد ختم کیجیے ۔ طبیعت بیقرار ہے کہ کہین جلد انجام سنون اب دیر بھی ہوگئی ۔ کہانی کیا شیطان کی آنت ہی۔

انھون نے کہا اچھا مین ابھی ختم کرتی ہون۔

فصل ۔ ۳۹

فوجدار عجب شش و پنج مین تھے اور رئیسہ کو اپنے مہمان بدھو نفر کے ہر لفظ پر بے اختیار ہنسی آتی تھی ۔ فوجدار صاحب بدھو کو ٹوکتے جاتے تھے کہ چپ رہ (اس نے اپنی بپتی یون بیان کی (دو دن کے بعد شہزادی سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی اس پر تمھاری جان جاتی ہی ۔ اسنے کہا بیشک حکم دیا گیا کہ اسکے ساتھ تمھاری شادی ہو جائے اور اس غم مین انکی مان کو ہم سپرد خاک کر آئے ۔) اس پر بدھو بولے ۔ تو کیا بالکل مرگئی ۔ اسنے کہا بیشک (وہان زندون کو سپرد خاک نہین کرتے) بدھو نے کہا ارے صاحب کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ غش آگیا اور لوگون کو کفنا دفنا دیا ۔ شہزادی کی مان بیشک غش ہی کی حالت مین دفنائی گئین جب تک سانس تب تک آس ۔ اس شادی کے غم سے مرجانا بے معنی بات ہی اگر کسی غلام کے ساتھ شادی ہوتی یا کسی کو چین کے ساتھ بھاگ جاتین جیسا کبھی کبھی ہوا کرتا ہی تب البتہ بڑے رنج کا مقام تھا انھون نے تو یل نامدار سے شادی کی ہی ۔ اور جیسا کہ ہمارے آقا نے کہا ہی علما مین سے منتخب کر کے تو قاضی اور مفتی اور پادری اور پنڈت بنائے جاتے ہین اور فوجدارون مین سے منتخب کر کے بادشاہ اور شہنشاہ ہوتے ہین فوجدار نے کہا سچ کہتے ہو ۔ بدھو ہم لوگ ایسے معزز سمجھے جاتے ہین ۔ کسی سے کم تھوڑا ہی ہین ۔ اچھا اب انکو کہنے دو ۔ اس قصے مین ابھی تلخ کامی کا زمانہ نہین آیا ابھی تک شہد و شکر ہی کا ذکر ہی ۔ اسنے کہا تلخ کامی سی تلخ کامی حنظل سے زیادہ تلخ

خنظل تو اسکی تلخی کے مقابل مین شیرین ہی۔

خیر ملکہ نے انتقال کیا غش نہین آیا۔ ہمنے دفنا دیا۔ اور مذہبی رسوم ادا کرکے چلنے کو تھے کہ مقبرے پر عفریت شیر کش کا بھتیجا ایک چوبی گھوڑے پر سوار آکے بیٹھ گیا۔ یہ ظالم بھی ہی اور ساحر بھی ہی اور اپنے عزیز کے قتل کا انتقام لیا اور شہزادی اور اس پل فوجدار دونون پر جادو کر دیا شہزادی کو بندریا بنا دیا بتیس کی بندریا۔ اور پل کو بڑا مہیب گھڑیال خدا جانے کس دھات کا بنایا خدا جانے کس زبان کے حرف اس پر کندہ ہین مگر ترجمہ اسکا یہ ہی کہ یہ دونون بدبخت عاشق معشوق اُس دن تک اسی حالت مین پڑے رہینگے جب تک بہادر صفحکن تن تنہا مجھ سے نہ لڑیگا یہ وہ جنگ ہو گی جو کسی نے دیکھی نہ سنی۔ اس کے بعد اس نے گرانبار تیغ اصفہانی اور میان سے نکال کر مجھے ایک بال پکڑ کر اٹھایا معلوم ہوتا تھا سر کاٹ کے پھینک دے گا مین مارے ڈر کے کانپنے لگی اور آواز گلے سے نہین نکلتی تھی مین نے جان پر کھیل کر التجا کی اور بڑی منتون سے کہا از برائے خدا میرے قتل مین ذرا تامل کرو اُس نے کہا اگر قتل کرونگا تو ایذا تمکو کیا ہوگی جب سہی کہ عمر بھر ایذا اٹھاؤ ہر بُن مو مین سوئیان چبھتی ہوئی معلوم ہون۔ ہمارے سوا اور بھی کئی عورتون کی عجیب قطع کی صورت کر دی (برقع اٹھا کر دکھایا تو ڈاڑھیان کسی کی سرخ کسی کی سفید کسی کی سیاہ۔) یہ دیکھکر رئیس اور رئیسہ گویا متحیر ہوئین۔ اور فوجدار اور بدھو نفر اور کل حاضرین کو استعجاب ہوا کہانی کا سلسلہ انھون نے پھر یون قائم رکھا۔

الغرض اس دیو نے کہ بڑا بد اور بدکردار تھا ہمین یہ سزا دی کہ چکنے چکنے گالونکے عوض ریشائیل بنا دیا اگر ہمارے سر اُڑا دیتا تو واللہ اس سے بہتر تھا یہ تو غضب ہی کر دیا کہ گالون پر خار نکال دیے اسوقت حضور مجھے رونا آتا ہی بہت ضبط کرتی ہون ورنہ آنسوؤن کے سمندر بہنے لگین کیا سے کیا کر دیا اب بتائیے ڈاڑھیان لے کے کہان جائین۔ کہین ٹھکانا ہی۔ صابون سے منھ دھوئین اور گورے گورے گال ہون تب عورت کی قدر ہی اور ریشائیل عورت کو بھلا کون پوچھتا ہے شکل کیسی خراب اور بھیانک ہو جاتی ہے۔ ہائے ہم کیسے بدنصیب ہین اور وہ کیسی خراب گھڑی تھی جب ہم پیدا ہوے)

یہ کہکر اسنے بہانہ کیا کہ گویا بیہوش ہو گئی۔

فصل ۔ ۴۰

اسمین کوئی شک و شبہہ نہین کہ اس تاریخ بدیع و شگرف کے ناظرین با تمکین کو اس کے اصلی مصنف عالی دماغ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ کل حال ذرہ ذرہ قلمبند کیا ہی۔ کیسا ہی خفیف حال

کیون نہو ممکن نہین کہ انسے رہ جائے۔ اور حرف بحرف لکھا ہی۔ دلائل قاطعہ۔ براہین ساطعہ۔ طرز بیان سبحان اللہ۔ خیالات فاخرہ۔ کہین پر کوئی شک رہنے ہی نہین پاتا۔ نامی گرامی مصنف! ای خوش نصیب فوجدار۔ ای مشہور و معروف معشوقۂ خدائی فوجدار۔ ای گھامڑ بدھو خدا تمکو ابدالآباد تک قائم رکھے علیحدہ علیحدہ بھی زندہ رہو اور ملکے بھی۔ اور تم ہمیشہ کے لیے نقل محفل اور بھانڈونکے سردار رہو۔

مورخ میگوید کہ جب بدھو نفر نے دیکھا کہ وہ عالم غشی مین ہی تو چلا اٹھا کہ قسم خدا کی اور دادا جانکی روح پاک کی سوگند کہ اس قسم کی ہم کا حال مین نے اپنے آقا کی زبان سے نہین سنا۔ خدا اس دیو کو غارت کرے۔ کیا اس سزائے ریشا ٹیلی کے علاوہ اور کوئی سزا ان گنہگارون کو نہین دی جا سکتی تھی اگر ناک اڑا لیجاتی تو شاید اس سے زیادہ رنج نہوتا۔ اب یہ روز بروز ڈاڑھی بنوانا کیونکر ممکن ہی اور نہ مرد مین مرد۔ نہ عورت مین عورت۔ جان عذاب مین ہی۔ بس بجز اسکے کہ اس موذی کو کوسین اور کیا ہو سکتا ہی۔ فوجدار نے کہا گھبراؤ نہین بدھو ہم انکی مدد کو آئے ہین۔

اس عرصے مین عالم غشی دور ہو گیا اور اس نے کہا۔ یہ آواز جو کان مین آئی تو جی اٹھی ایک بار پھر التماس کرتی ہون اور دست بستہ کہتی ہون کہ وعدہ ضرور وفا فرمایئے اور ہمکو مول لے لیجئے فوجدار نے کہا مین تو خدمت کو حاضر ہی ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن۔ کچھ آپ سے الگ تھوڑا ہی ہون مین تو خادم ہون۔ وہ بولی جہان ہم لے چلین گے وہ خشکی کی راہ سے پانچ ہزار فرسنگ ہی اور آسمان کی راہ سے تین ہزار دو سو ستائیس فرسنگ گھوڑے کی سواری ہی۔ وہی اسپ چوبی جس پر خریان آملی ایک شہزادی کو لیکر بھاگا تھا بڑا شائستہ گھوڑا ہی۔ اشارون پر چلتا ہی۔ کل موڑی اور اڑ گیا۔

جو نکلے جیم منھ سے چین مین تو لام لندن مین | سواران سے ذرا جل کھکے دیکھے انکی جولانی

یہی تاریخی گھوڑا شاہ احنہ نے بلیزار فرزانہ کو مانگے دیا تھا۔ عجب طرح کی کل ہی دانہ گھانس کچھ نہین کھاتا اور اڑن کھٹولا بنا ہوا ہی۔ پرون کی بھی ضرورت نہین۔ یہی نامی گھوڑا جنگ کوہ البرز مین آگ برساتا غنیم کے لشکر سے نکل گیا۔ جہان چاہو جاؤ۔ آج لندن مین کل ختن پرسون مدراس مین۔ ہوا پیچھے یہ آگے۔ گھوڑا کیا صاعقہ ہی۔ برق ہی۔ بجلی بھی مات ہی صاف تو یہ بات ہی۔ نوشابہ جشن کے دن اسی پر سوار ہوئی تھین۔ پانی پت کا قلعہ اسی کے سبب سے فتح ہوا تھا۔

بدھو بولے واہ واہ ہم تو سمجھے تھے کہ ہمارا نور چشم جسکو عوام گدھا کہتے ہین وہی بڑا تیز رو ہے مگر یہ اس سے بھی بڑھ گیا کہ فلک سیر ہی مگر خشکی کا تو اس سے بڑھ کے تیز جانیوالا جانور نہین دیکھا۔

اس پر بڑا قہقہہ پڑا۔

راویہ نے کہا جناب من یہ گھوڑا آدھے گھنٹے مین در دولت پر حاضر ہوگا جب ذرا آفتاب غروب ہوکر تاریکی ہوجاے گی۔

بدھو۔ کیون حضور۔ اس پر کتنے آدمی بیٹھ سکتے ہین۔

راویہ۔ دو۔ فوجدار صاحب اور انکا نفر مصاحب۔

بدھو۔ اس کا نام کیا ہی۔

راویہ۔ بوسفرس تو بیشک سکندر کے خاصے کے گھوڑے کا نام تھا اور دوارا کے عربی کا نام عنرغام تھا۔ رستم کے عراقی کا نام نہنگ تھا۔ اس کا انمین سے کیا کوئی نام نہین ہی۔

بدھو۔ بس تو قلعی کھل گئی جب ان نامی گھوڑونکے نامون مین سے ایک نام بھی نہین اور ہمارے آقا کے گھوڑے رشک حمار کا بھی ہم نام نہین ہی تو کچھ بھی نہین ہی۔

رئیسہ۔ اسکا نام چوب بادپا ہی اور اسکے لیے موزون بھی چوب ہی ہی کہ نہین۔ ہوا پر جاتا ہی۔

بدھو۔ نام تو بُرا نہین ہی مگر لگام کاہے کی دیجاتی ہی۔

رئیسہ۔ کہا تو کہ لگام نہین۔ کل سے چلتا ہی۔ ذرا کل چلادی اور کبھی ادھر۔ کبھی اُدھر کبھی ہوا پر۔ کبھی زمین پر۔

بدھو۔ مگر بندہ تو سوار ہونے وار نہین ہوگا۔ گدھے پر تو اچھی طرح بیٹھ ہی نہین سکتا۔ اس ہوا کے گھوڑے پر بھلا کیونکر بیٹھا جاے گا۔ اور ریشم سے زیادہ ملائم گدی میرے گدھے کی ہے بھلا کاٹھ پر کون بیٹھے گا۔ نا صاحب۔ بندہ درگذرا۔ کسی کی ڈاڑھی رہے یا جاے کوئی نائی نہین ہون۔ میرے ذمہ تو یہ کام ہی کہ ہلکے سے بودے بان سے دو ایک ہلکے ہلکے ہاتھ پڑجایئن اور آقا کی معشوقہ کُرحدا رنج جایئن۔

رئیسہ۔ اچھا اگر ہمارے کام آو تو کیا برائی ہی۔ انسان انسان کے کام آتا ہی اور فوجدار کے مصاحب ہوکر کیونکر شریک نہوگے۔

بدھو۔ سارے صاحب ہمکو اپنے آقا کے فعل سے کیا سروکار ہی۔ نام انکا ہو اور دھرے جایئن ہم ماشاءاللہ کہین یہ بھی کسی تاریخ مین لکھا ہی کہ فلان پہلوان نے فلان نفر کی مدد سے کامیابی جنگ مین حاصل کی اگر وہ کمک نہ کرتے تو کچھ نہوتا۔ یہ کہین نہین لکھا ہی۔ لکھا ہی کہ قریطوس قاوزانی نے جو فوجدار آسمان جاہ تھا جنگ دیو اہرمن مین تین لاکھ دیوون کو تن تنہا ایک روز مین مار لیا مگر اسکے نفر یعنی مصاحب کا کہین ذکر مذکور ہی نہین حالانکہ وہ مردم شریک تھا۔ بندہ نہ جانے کا ہم اپنی مخدومہ

اور مخدوم کے ہان رہین گے جب تک ہمارے آقا واپس آئینگے تب تک غالبًا معشوقہ زرین کمر نے جادو کے روز سے نجات پائی ہوگی۔ بہرکیف چاہے ڈاڑھی کے عوض سینگ بھی ان کے سر پر نکل آئین مگر ہم نہ جائینگے۔

ریلیسہ۔ تمکو یہ نہین لازم ہی کہ اپنے آقا کو چھوڑ دو۔ کوئی ایسا کرتا ہی۔ اور ان بیچاریون کی درخواست نہ مانوگے۔

بدھو۔ سرکار اگر خدا بھی کہے تو نہ جاؤن ذراسی چڑھائی دیکھکر تو میرے ہوش فنا ہوتے ہین یہ آسمان پر کون جائے گا۔ نا صاحب۔ ہم تو سوار ہوتے ہی مرجائینگے۔ نام سنلنے سے بدن کانپتا ہی توبہ توبہ۔ مین سوار ہونگا

ریلیسہ۔ تم ان خواصون کے بڑے دشمن ہوجی بدھو۔ اس پنساری کا کہنا اسقدر اثر کر گیا۔

فوجدار۔ اچھا سب صاحب ذرا خاموش ہوجائین سنیئے بدھو میرے حکم کے خلاف ہرگز کوئی کام نکرنیگا۔ میری خواہش یہ ہی کہ وہ گھوڑا جلد آئے اور مین اور میرا مخالف فورًا برد آزما ہون خدا گواہ ہی استرا اسقدر جلد ڈاڑھی نہ اڑا سکے گا جسقدر جلد مین اسکا سر اڑا دونگا گو خدا کی خدائی مین بدکار آدمیون کا زمانہ بکام ہی مگر تا بکے۔

شہزادی نے کہا ای فخر بہادران دوران رشک یلان جہان۔ خدا کرے جیسا رحم تمہارے دل مین اسوقت ہی ویسا ہی ہمیشہ رہے تمہاری قوت اور بسالت کے بھروسے پر ہم ہزارہا میل سے یہان آئے ہین اور تمام دنیا مین تمہارا نام روشن ہی۔ ہماری حالت زار پر رحم کھاؤ۔ ہمکو بچاؤ۔ آپکا بدھو نفر ایک پنساری کے کہنے سے ہمارا دشمن ہی۔ ای دیو وعدہ وفا کرا در وہ چوب بادپا بھیج اگر یہ ڈاڑھیان یون ہی رہین۔ تو غضب ہو جائے گا۔ ع۔ خدا را بر من مسکین نظر کن ٭

انھون نے اس درد انگیز آواز سے یہ فقرے بیان کیے کہ کل حاضرین کے رومال تر ہو گئے یہان تک کہ بدھو کی آنکھ بھی نم ہو گئی اور اب دل مین ٹھان لی کہ اگر دنیا کے اس سرے بھی جانا ہو تو آقا کے ساتھ ضرور جاؤن بالضرور جاؤن اگر اسی پر یہ بات منحصر ہی کہ ایسی خوبصورت عورتین اس ڈاڑھی کے روگ سے نجات پائین

فصل ۔ ۱۴۱

اب رات ہوئی تو چوب بادپا کے آنے کا وقت ہوا۔ فوجدار کو انتظار کرنا ستم کا سامنا تھا کہ یا تو یہ شخص وہ نہین ہی یا مجھ سے جنگ کرتے ہوئے خوف کھاتا ہی۔ دفعۃً چار وحشی داخل باغ ہوئے

سبز پوش اور کاندھون پر ایک اسپ چوبی۔ زمین پر رکھکر ایک نے کہا جس فوجدار کو اپنے بل پر ناز ہو اس عراقی پر سوار ہو۔ بدھو بولے مجھے معاف رکھیے نہ بیل ہون نہ بل پر گھمنڈ ہی۔ حبشی بولا۔ اور اگر کوئی نفر بھی ساتھ ہو پیچھے بیٹھ لے۔ یہ کہکر چارون چلدیے۔

اس شہزادی نے روتے ہوے کہا۔ ای نامدار گھوڑا حاضر ہی بسم اللہ مع نفر کے سوار ہو جیے۔

فوجدار۔ یہ مین ضرور کرونگا۔

بدھو۔ اور مین ہرگز نہ کرونگا۔ اگر داڑھی بے میرے صاف نہین ہو سکتی تو کچھ پروا نہین کوئی اور نفر ڈھونڈھ لیجیے مجھے اس مکان سے زیادہ آرام کہین نہ ملے گا آتے ہی گورنری ملی۔

رئیس۔ ارے بھائی وہ جزیرہ ڈوب تو جائیگا نہین۔ نہ بھاگ جاے گا۔

فوجدار۔ آنکھین بند کر کے پیچھے بیٹھ لو۔ ہم آگے بیٹھے ہین۔

بدھو۔ بے ادبی معاف آپ تو پکے سڑی ہو گئے ہین۔

فوجدار۔ تم عقلمند ہو کے بیوقوف بنے جاتے ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہی۔

بدھو۔ اجی ہم الو سہی۔ آپ رہنے دین۔

اتنے مین عورتون نے زار زار رونا شروع کیا اور بدھو نے کہا اچھا۔ ان کے رونے دھونے نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہی۔ اتنے مین فوجدار صاحب دن سے سوار ہو گئے اور کہا بدھو نفر جلد آؤ۔ گھوڑا اڑا ہی چاہتا ہی۔ بدھو نفر بڑی مصیبت کے بعد آنکھ بند کر کے اور لوگون کی مدد سے سوار ہوے۔

بدھو۔ یا خدا بچائیو۔ انکی دیوانگی ہماری جان کی گاہک ہو گئی۔

فوجدار۔ ابے تو نامعقول! کیا پھانسی کے تختے پر ہی یا نزع کی حالت ہے۔ بزدل۔ بودا۔ ڈرپوک۔

بدھو۔ جو چاہو سو کہو۔ اب تھوڑی دیر مین پریتون سے مقابلہ ہوگا۔

فوجدار۔ تو کیا ہوگا۔ مقابلہ کرینگے۔

بدھو۔ معلوم ہو جائیگی قدر عافیت۔

حسب وعدہ و رسم دونون کی آنکھین پٹیون سے باندھی گئین اور فوجدار نے کل چلائی ویسے ہی سب کے سب نے ملکے کہنا شروع کیا۔ خدا حافظ ای یل نامدار۔ فتح فتح! اب ڈیبو گو سرس

گھوڑا بلند ہی ہوا ے آسمان اور ظفر شامل حال ہو۔ ای بدھو نفر سنبھلے بیٹھے رہو۔

فوجدار۔ بدھو دو سو کوس آئے۔

بدھو۔ مگر انکی آواز دو سو کوس سے کیونکر آتی ہی۔ بیس قدم پر تو سنائی نہین دیتی یہ تو معلوم ہوتا ہی نہین بول رہے ہین۔

فوجدار۔ بھائی یہ معمولی باتین نہین ہین کہ سب کی سمجھ مین آجائین مگر از برا ے خدا اس زور سے نہ پلٹو ورنہ مین گر پڑون گا۔ خدا جانے یہ اسقدر خوف کاہے کا ہی۔ باللہ العظیم ایسے سبک سیر جانور پر تو مین کبھی سوار ہی نہین ہوا تھا۔ ۶۔ سُبک خیز اس قدر ہلنے نہ پاے پیٹ کا پانی ؛ گویا چلتا ہی نہین اور چار سو کوس نکل آگئے۔ ارے اب کانپتا کاہے کو ہی۔ ذرا ہلتا تک تو ہی نہین۔ ایسا سکر وہی گویا ہوا ہی۔

بدھو۔ یہ مین نے مانا۔ واللہ ہوا سے ناک مین دم ہی گویا ہزار ہا پنکھے کوئی جھل رہا ہی۔

بدھو نے صحیح کہا تھا۔ واقعی وہ لوگ چو طرفہ سے پنکھا جھلتے تھے۔ رئیس اور رئیسہ اور داروغہ نے بڑی لطافت کے ساتھ اس دل لگی کو انجام دیا۔

فوجدار۔ بدھو۔ اب تو ہم غالبًا دوسرے طبقہ کائنات الجو مین آگئے جہان ہوا کی تخ بنجاتی ہی اور بجلی چمکتی اور رعد گرجتا ہی۔ اگر یون ہی رفتار رہی تو جلد کرۂ نار کے پاس پہونچ جائینگے افسوس ہی کہ ہمنے یہ نہ دریافت کرلیا کہ کل موڑنے کی کون ترکیب ہی کہ کرۂ نار سے دور رہتے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ چہرے پر ذرا ذرا گرمی معلوم ہوئی۔ بدھو کو پہلے گرمی معلوم ہوئی۔ ہاے اب مرے اسی آگ کے کرے کے پاس پہونچ تو جو جا ہیئے کہیئے۔ ڈاڑھی آگ ہو گئی۔ اگر حکم ہو تو ذرا آنکھ کھول کے دیکھون کہ ہم لوگ ہین کہان پر۔

فوجدار۔ ایسا نہ کرنا سب کیا کرایا غارت ہو جاے گا۔ فورًا مار ڈالے جاؤ گے۔ مصرع

چپ چاپ چلے چلو ڈرو مت ؛

بدھو۔ یہان جان پر بنی ہی اور آپ کو شعر شاعری کی سوجھتی ہی۔

فوجدار۔ دیکھو اب ذرا دیر مین داخل منزل مقصود ہوا چاہتے ہین۔ گو ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ روانہ ہوے ابھی کوئی آدھ ہی گھنٹہ ہوا مگر کوئی دو ہزار فرسنگ آگئے ہونگے۔

بدھو۔ واللہ اعلم۔ لیکن اگر واقعی نوشابہ اس پر سواری ہوئی تھین تو دیونی تھین شہزادی اور نازک اندام نہ تھین۔

رئیس اور رئیسہ اور کل حاضرین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اتنے مین **فوجدار** صاحب اور بدھو نفر دونون گھوڑے سے گرے۔ آنکھین کھولکر دیکھتے ہین تو وہی باغ۔ این! ایک جانب نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا استون نصب ہی اور ذیل کی عبارت اسپر لکھی ہوئی ایک تختے سے چسپان ہی (نامور اور مشہور **خدائی فوجدار** شیر انگن نے مہم عظیم سر کر لی۔ ڈاڑھیان صاف ہوگیئن اور سحر کا زور جاتا رہا پوری کامیابی حاصل ہوئی جب کوٹے بازی پوری ہو جائیگی تو سفید فاختہ باز کے ہاتھ سے نجات پائیگی اور اسکے عاشق کی بغل گرم ہوگی۔ یہ اس حکیم کی رائے ہی جو ساحرون کا بادشاہ ہی)

فوجدار صاحب سمجھے کہ ہم نے اپنی معشوقہ کو سحر سے چھڑایا اور ڈاڑھیان صاف کرا دین۔ رئیس کو ڈھونڈھا ایک مسہری پر آرام مین تھے جگایا۔ کہا۔ لو صاحب مہم سر ہوگئی اور نہ کوئی مرا نہ کسی کی جان گئی۔ وہ دیکھئے کیا لکھا ہی۔ بندگی۔ رئیس انکو لپٹ گئے اور بڑی تعریف کی۔ بدھو نفر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ وہ ڈاڑھی والیان کدھر ہین۔ سنا وہ سب چل دین۔ دنیا اپنے مطلب کی ہی۔

بدھو۔ حضور پہلے ہوا کا کرہ ملا۔ پھر آگ کا کرہ۔ پھر آگ کم ہوگئی اور دفعتہ زمین پر آرہے۔ مین نے چپکے سے دیکھا تو آپ لوگون کی دنیا ایک مٹر کے دانے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

رئیسہ۔ دنیا دیکھی یا ہم لوگون کو دیکھا۔

بدھو۔ اب ہمارے حواس کہان ٹھکانے تھے کہ یہ کل باتین یاد ہون کہ دنیا دیکھی یا آدمی دیکھے۔ جان پر بنی ہوئی تھی۔

رئیسہ۔ بھلا وہان کی ہوا کیسی تھی۔

بدھو۔ وہان کی ہوا ہمکو تو پاگل سی معلوم ہوتی ہی۔ کبھی آندھی ردگ اور کبھی گرم مین تو سمجھا کہ ہم چلے اور **فوجدار** صاحب کی وحشت نے زور پکڑا اور ہمین مار ڈالا اجل بھُن کے خاک ہوگئے اور گئے گزرے۔ مگر خدا نے بچا لیا۔ ایک مقام پر ہم اس راہ سے گزرے جہان سات بکریان معلق آسمان اور زمین کے درمیان مین لٹکی رہتی ہین۔ مین لڑکپن سے چرواہے کا کام کرتا آیا ہون۔ بہت ہی جی بھر بھرایا کہ اس سے کھیلون۔ اور تھوڑی دیر تک کھیلا کیا بڑی سیدھی۔ اور پیاری بکریان ہین اور انسان سے ہلی ہوئی معلوم ہوتی ہین مگر کیا شان خدا ہی کہ آسمان اور زمین کے درمیان مین معلق ٹنگی ہوئی ہین۔ اور انسان سے ہلی ہوتی ہین۔

رئیس۔ جناب **فوجدار** صاحب حضور اسوقت کس شغل مین تھے جب میان بدھو صاحب بکریان چرا رہے تھے۔ آپ بھی بکرے یا بکریون سے کھیل رہے تھے۔

فوجدار۔ ارے صاحب ہم تو خدا کی قسم کھا کے کہتے ہین کہ ہم نے نہ زمین دیکھی نہ آسمان نہ بالو۔ نہ پانی۔ مگر جادو کو بڑی طاقت ہی۔ بدھو نے یہ سب باتین دیکھین مگر ہم نے نہ دیکھین اس کا کیا علاج ہی۔ ہان اس مین شک نہین کہ بکریون والی کہانی کا ہمکو یقین نہین آتا۔ بدھو یا تو جھوٹ بولتے ہین یا خواب دیکھتے ہین۔ ممکنات اور محالات مین فرق ہی۔

بدھو۔ نہ خواب دیکھتا ہون نہ دروغگو ہون حضور اسوقت خدا جانے کہان تھے۔ ہم سے ان ساتون کے رنگ پوچھ لیجیے سچ جھوٹ آپ کو معلوم ہو جائے گا یہ کونسی بات ہے۔ سنیئے۔ دو سبز رنگ۔ دو سُرخ رنگ۔ ایک سفید۔ اور دو فالسائی۔

رئیس۔ سبز اور فالسائی بکریان دیکھین نہ سنین معلوم ہوتا ہی کہ زمین اور آسمان کی بکریون کی رنگت مین بڑا فرق ہی۔ سبز اور فالسائی۔

بدھو۔ بات یہ ہی کہ ہوا کی طرح اور سب چیزون مین بھی فرق ہی۔

رئیس۔ بھلا کوئی بکرا بھی تھا۔ یا سب بکریان ہی بکریان تھین وہان۔

بدھو۔ جی بکرے ادھر جا ہی نہین سکتے۔ بے سینگ والے جانور البتہ جا سکتے ہین۔ بس بکریان رنگ رنگ کی۔ بکرے کا نام نہین۔

رئیسہ نے بدھو سے اسکے بعد کوئی سوال نہ کیا کیونکہ بدھو اب اس مذاق پر تلے ہوے تھے کہ سفر کے حالات انتہاے مبالغہ کے ساتھ بیان کرین اور کل کرون مین سفر کرنے کی قسم کھا لین کہ کوئی کرہ ان سے باقی نہین رہا۔ حالانکہ باغ سے ایک قدم بھی باہر نہین رکھا تھا۔ الغرض اس دل لگی مین ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ رئیس اور رئیسہ تمام عمر نہ بھولین اور جب یاد آئے تو بے اختیار ہنس پڑین۔ بدھو نے بہت سے آدمیون سے یہ قصہ بیان کیا۔ فوجدار صاحب نے بدھو نفر کے قریب جا کر یون آہستہ سے کہا۔

فوجدار۔ تم سب کو یقین دلاتے ہو کہ یہ دیکھا وہ دیکھا زمین اور آسمان کے قلابے ملاتے تھے تو ہم نے اگر اس غار کا حال کہا تو کیا زہر ملا یا۔ علاقلان را اشارہ کافیست۔

فصل ۔ ۴۲

اس مذاق مین جو اعلیٰ درجے کی کامیابی حاصل ہوئی تو رئیس اور رئیسہ ازبس خوش ہوے کہ کیا خوب دل لگی دیکھنے مین آئی اور کس خوبصورتی کے ساتھ۔ اب ان کی کوشش ہوئی کہ اس دل لگی کو بدستور قائم رکھین اور مذاق کو واقعات کر دکھائین۔ نوکرون اور اہلکارون کو ضروری

نصیحت اور ہدایت کرکے انھون نے بدھو سے کہا کہ اب اس جزیرے کی گورنری کے لیے تیار رہیئے۔ اہل جزیرہ آپ کی گورنری سے اُسی قدر خوش ہونگے جسقدر قحط سالی مین لوگ بارش سے خوش ہوتے ہین۔ بدھو نے جھک کے سلام کیا اور کہا جب سے بندہ آسمان سے اترا ہی اور جب سے اس کی بلندی سے زمین کو دیکھا ہی کہ ایک ذراسی چیز اور رتّی بھر زمین ہی تب سے مجھے وہ خواہش گورنری کی نہین رہی جو پیشتر تھی ناخن کے برابر جزیرے کی گورنری مین کون فخر ہی۔ لاحول ولا قوۃ معدودے چند آدمیون پر اگر حکومت کی تو کون بڑی عزت کا مقام ہی اور وہ آدمی بھی بھنگے سے بدتر۔ اس بلندی سے تمام دنیا ذراسی نظر آتی تھی اگر حضور کے امکان مین ہو اور مجھے آسمان پر تھوڑی سی جگہ دیسکین چاہے کوس ہی بھر ہو تو دنیا کے بڑے بڑے سے جزیرے کی گورنری کو لات مارون۔ رئیس نے کہا ایک ناخن کے برابر بھی جگہ دینا میرے امکان سے بعید ہی وہ تو خدا کی بخشش ہی جسکو حق تعالےٰ چاہے عطا کرے۔ جو حاضر ہی اسمین حجت نہین اور غائب ممکن نہین جزیرہ حاضر ہی۔ زرخیز۔ زرریز۔ آباد۔ رعایا مطیع آب و ہوا عمدہ۔ غلہ بہ کثرت۔ عقل سے کام لو اور خوب انتظام کرو تو آسمان اور بہشت دونون کی نعمتین مل سکتی ہین۔ بدھو نے کہا بہت اچھا جزیرے کی گورنری ہی سہی کچھ اس سبب سے ہمکو اسکی خواہش نہین ہی کہ اپنا جھونپڑا چھوڑ کے بادشاہی کی طمع ہو بلکہ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ دیکھین گورنری مین کیا لطف ہوتا ہی۔ رئیس نے کہا لطف تو اسقدر ہوتا ہی کچھ پھر چھوڑنے کو جی نہین چاہتا حکومت عجب شی ہی اور لاکھون آدمیون کا مطیع ہونا عجب شی ہی اگر خدائی فوجدار شاہنشاہ ہوجائین اور ایک دن ضرور ہونگے تو انکو افسوس ہو کہ ہائے ابتک اس نعمت سے کیون محروم رہا۔ بدھو بولے حضور حکومت عجب چیز ہی۔ چاہے بھیڑ بکری ہی پر کیون نہو۔ رئیس نے کہا بھئی بدھو واللہ ہمین یقین ہی کہ تم اعلیٰ درجے کے گورنر ہوگے کیونکہ ہر فن مولیٰ ہو۔ بہرکیف کل تمکو لباس شاہی پہنائینگے اور رئے چلین گے اور گورنری لو۔ بدھو بولے جی جناب چاہے جو لباس پہنائین ہم وہی بدھو کے بدھو ہی رہینگے۔ رئیس نے کہا یہ سچ ہے مگر عہدے اور درجے کے مطابق لباس ہونا چاہیئے۔ سپاہی کو پادری کی وضع کب زیبا ہی بیرسٹر اگر باجے والون کی وردی پہنے تو ہنسا جاے۔ رئیس نے کہا تم کچھ علما کے کپڑے پہنو اور کچھ رسالداروں کے کیونکہ اس جزیرے کی گورنری کے لیے صاحب السیف والقلم ہونا چاہیئے۔ بدھو نے کہا سنیئے حضور یہان تو الف کے نام بے نہین جانتے۔ او رقیت کے کام سوا میدان جنگ سے کوئی بحث نہین۔ مگر خیر کچھ کارروائی کی ہی جاے گی۔ اللہ مالک ہی۔ رئیس نے کہا بدھو ذرا اپنے حافظے سے کام لو تو سب کام لیس ہوجائے اور تم کامیاب ہو۔ اتنے مین فوجدار صاحب آئے اور جب انھون نے سنا کہ بدھو نفر جزیرے کے

گورنر ہوگئے تو ہاتھ پکڑ کے اپنے کمرے مین لائے اور دروازے بند کرکے انکو صلاح دینے لگے کہ گورنری کی حالت مین فلان فلان امر کا ضرور لحاظ رکھنا۔

خدائے تعالیٰ کا بڑا شکر ہی۔ بدھو نفر کہ قبل اسکے کہ ہم شہنشاہ ہُدن تم گورنر ہوگئے۔ یہان ابھی دہلی ہنوز دور ست اور تم نے وہ درجہ حاصل کیا جو سوائے خدا کے اُن بندون کے اور کوئی حاصل نہین کرسکتا جو مقبول ہین۔ لوگ دعائین مانگتے ہین رشوتین دیتے ہین بے ایمانیان کرتے ہین اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہین مگر کامیاب نہین ہوتے۔ میری راے واقعی یہ ہی کہ تم پرلے سرے کے گدھے اور اُلّو کے پٹھے ہو۔ دیر کو سو کے اُٹھتے ہو اور جلد سو رہتے ہو۔ کوئی ہنر نہین۔ پڑھا لکھا نہین اور جھپ سے گورنر ہوگیا اس کے یہ معنی کہ اترا نہ جانا کہ اپنی قابلیت سے یہ درجہ پایا بلکہ خدا کے فضل وکرم کا شکریہ ادا کرو کہ اللہ میان اپنے گدھے کو بھی خشکا کھلاتے ہین اور اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی ہی کہ ہمارے ہان صحبت کا بھی اثر ہی ہمکو اپنا مربی اور سرپرست اور ہادی اور ناصح سمجھو۔ اگر ہماری صلاح پر چلوگے تو عمر کے جہاز کو آسانی کے ساتھ بندرگاہ پر پہونچاؤگے۔ ورنہ کشتی ہی اور منجدھار اور باد مخالف۔

پہلی بات تو صاحبزادے قابل لحاظ یہ ہی کہ خدا سے ڈرو۔ اگر اسکے قہر سے ڈروگے تو اچھے رہوگے دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو بھول نہ جانا کہ کیا سے کیا ہوے۔ ۶۔ چون بدولت برسی مست نہ گردی مردی ۞ ایسا نہو کہ اس مینڈھک کی طرح ذلیل ہو جس نے بیل سے مقابلہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا جس طرح لکھا گیا ہے ؎

	طاؤس را بہ نقش ونگارے کہ ہست خلق		تحسین کنند و او خجل از زشت پاے خویش	

یاد رکھو کہ سوربان پالتے تھے۔

بدھو نے کہا مانا مگر سب گورنر تیموری کے خاندان کے نہین ہوتے۔ فوجدار بولے۔ سلمنا اسی سبب سے تو ان لوگون کو اور زیادہ سنجیدگی کا برتاؤ کرنا چاہیئے جو سور پالتے پالتے گورنر ہوجاتے ہین بدھو اس بات کی شرم نہ کرو کہ کسان ہو اور اگر تم چھپاؤگے تو لوگ بنائینگے اور ذلیل ہوجاؤگے تسلیم کرو کہ تم بڑے اور پُرانے گنہگار ہو۔ پارسائی پر ناز نہ کرو۔ ہزارہا آدمی ایسے ہین جو ہیچ قوم سے تھے اور بادشاہ ہوگئے۔ اتنی مثالین دون کہ تھک جاؤ۔ راہ راست پر چلو اور مسلک صلح کل کے سالک ہو تو شاہنشاہون سے آنکھ نہ جھپکے۔ خون تو نسل کا ہوتا ہی اور نیکی مکسوبہ۔ مگر نیکی کی قدر ومنزلت خون سے زیادہ ہوتی ہے۔

اگر کوئی تمھارا عزیز ملنے آئے تو برابری کی ملاقات کرو اور اسمین شرماؤ نہین۔ اس کی خاطر کرو۔ اس سے خداے تعالےٰ خوش ہوگا۔ خدا نہین چاہتا کہ کوئی فرد بشر اُسکے کسی بندے کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ مٹی کو ہنستے ہو یا کمھار کو۔

اگر تمھاری بی بی ہمراہ ہون (اور گورنر کو بی بی ضرور ساتھ رکھنی چاہیئے) تو اسکو انسان بناؤ اور اخلاقی باتین سکھاؤ اگر گنوارن ہو تو پڑھاؤ ورنہ اگر بی بی گنوارن اور گھامڑ ہوئی تو گورنر کی بدنامی ہی۔

اگر اتفاق سے بی بی مر جاے اور یہ کبھی کبھی ہوتا ہی تو اس عورت کے ساتھ شادی کرو جو تمھاری ہم رتبہ ہو مچھلی والی یا کنجڑن کو نہ بی بی بناؤ۔ عیب کی بات ہے۔ اتنے بڑے گورنر کی بی بی کی اچھائی برائی پر سب کی نظر پڑتی ہی۔ اور اگر کوئی معیوب بات ہوئی تو جگت ہنسائی ہوتی ہی۔

غربا اور امرا کو ایک نظر سے دیکھو اور عدل کو کسی حالت مین ہاتھ سے نہ دو اگر غربا تمھارے روبرو آکر روئین تو رحم نہ کرو اور امرا طمع زر دین تو ان کی سی نہ کہو۔ غرض کہ ہر حالت مین انصاف کو مقدم سمجھو۔

اگر قانون کے رو سے کوئی مجرم سزا کا مستحق ہو تو قانون کا برتاؤ سختی سے نہ کرو۔ جج کو ذرا سا رحم دل بھی ہونا چاہیئے۔ اگر کبھی سزاے قانونی کم دینا چاہو تو صرف رحم کے سبب سے طمع زر کو دخل نہ دو۔

اگر تمھارے کسی دشمن کا کوئی مقدمہ تمھارے روبرو آئے تو پرانی خصومت کا خیال نہ کرو بلکہ واقعات کے مطابق انصاف کرو۔

اگر کسی شخص سے محبت یا یارانہ ہو تو چوندھیا کے اس محبت کے سبب سے انصاف کا خون نہ کرو اس بدنامی سے بچو کہ فلان شخص سے یارانے کی وجہ سے رعایت کی۔ یہ مشہور ہونا تمھارے حق مین مضر ہوگا۔

اگر کوئی زن حسینہ داد طلب آئے تو اس کے آنسو بہانے کا خیال نہ کرو اور اگر وہ ٹھنڈی سانسین بھرے تو اُدھر نہ دیکھو خوب غور کر کے دیکھو کہ اسکی درخواست کہان تک صحیح ہے۔ آہ سرد اور چشم تر کی رعایت نکرو۔

کسی سے بدکلامی اور بدزبانی نہ کرو۔ سزاے قانونی دو۔ تاکہ سزا سے اسکو تکلیف ہو کہ بدکردار ہی۔ گالی گلوج کوئی سزا نہین ہی۔

اگر کوئی مجرم گرفتار ہو کر آئے اور جرم ثابت ہو جائے تو اس مصرعہ کو یاد کرو کہ۔ ع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست پ سزا ضرور دو مگر رحم کے ساتھ۔ انسان کی ترکیب سہو و خطا ہی۔

بدھو اگر ان نصائح اور پند سودمند کا خیال رکھوگے اور انکے مطابق کاربند ہوگے تو عمر دراز ہوگی۔ شہرت قیامت تک رہیگی سفا لدہ مین رہوگے اور زندگی بھر خوش رہوگے جس اونچے گھر مین چاہوگے اپنے لڑکون اور لڑکیون کو بیاہ دوگے اور وہ اور ان کے بال بچے اچھے اچھے خطاب پائینگے سو برس تک زندہ رہوگے اور مرنے کے وقت تمھارے لڑکے اور انکے لڑکے تمھارے اردگرد ہونگے۔ اس سے بڑھکے اور کوئی نعمت نہین ہی ان باتون کے کہنے سے بدھو ہمارا منشا یہ ہی کہ اخلاق کی درستی ہو۔ دل آراستہ ہو۔ اب ہم وہ صلاح دینگے کہ جسم بھی درست ہو جائے۔

فصل ۔ ۴۳

گذشتہ فصل مین جو تقریر حضرت فوجدار صاحب کی چھپی ہی اسکے پڑھنے سے کوئی آدمی یہ نہین کہہ سکتا کہ وہ عاقبت اندیش اور فہمیدہ نہ تھے۔ اور یہ صحیح بھی ہی کیونکہ اس تاریخ بزرگ مین ہم بیان کر چکے ہین کہ صرف اسوقت انکے دماغ کا خلل زور کرتا تھا جب جنگ کا لفظ درمیان آتا تھا ورنہ اور امور کی نسبت گفتگو کرنے کے وقت صاف ظاہر ہوتا تھا کہ صحیح الدماغ اور تیز طبع اور فہمیدہ آدمی ہین۔ انکے افعال ہمیشہ انکے اقوال کا بطلان کرتے تھے اور انکے اقوال سے انکے افعال کی تردید ہوتی تھی۔ اب اس فصل مین جو صلاح حضور نے دی ہی اس سے انتہا کی دیوانگی اور جوش جنون کا اظہار ہوتا ہی۔

بدھو بڑے غور سے سنا کیے اور کوشش کی کہ فوجدار کی صلاح کو فی الذہن کرین تاکہ گورنری کے عہدہ جلیلہ کے فرائض بخوبی انجام دین۔ اب فوجدار صاحب نے حسب اقرار یہ صلاح نیک دی۔

بدھو۔ جو شخص اپنے جسم کے ساتھ عدل نہین کر سکتا وہ دو کوڑی کا۔ اول مقدمہ اس دفتر درستی جسم کا یہ ہی کہ انسان صفائی کے ساتھ رہے۔ ناخن ترشوائے بڑھنے نہ دے جیسا کہ بعض جہلا حماقت سے کرتے ہین اور اپنی جہالت سے سمجھے ہین کہ بڑے ناخنون سے ہاتھ خوبصورت ہو جاتے ہین اور یہ بڑی ہی بیوقوفی ہی اور اصول صفائی کے بالکل منافی۔

بدھو بغیر بٹن لگائے کہین نہ جاؤ۔ اگر لباس بے پروائی سے پہنوگے تو ثابت ہوگا کہ طبیعت مین قوت نظم نہین ہی اور یہ آدمی بدذات اور فریب کار ہی اپنے عہدے اور منصب کو جانچو اور اسکے

مطابق اردلیون کو وردیان اور وردیان کام کی ہون - فوق الپھڑک - اور بیکار نہون - اردلیون مین نصف ملازم ہون اور نصف غربا مطلب یہ کہ نصف اردلی ہون اور نصف وردیان غریبونکو دو یہ وہ صلاح ہی کہ جن لوگون کو ظاہرداری کا شوق ہی انکو کبھی یہ بات نہین سوجھی تھی -

پیاز اور لہسن دونون نہ کھاؤ ورنہ بُو سے لوگ سمجھین گے کہ کوئی پنچ قوم ہی - چلنے مین نہ بہت تیزی کرو نہ بالکل سُست چلو - گفتگو سمجھ بوجھ کے کرو - جھوٹ گفتگو مین نہ ہو - جو دل مین ہو اس کو عجز کے ساتھ بیان کرو - جھوٹ عیب ہی -

کھانا بھوک سے زیادہ نہ کھاؤ اور وقت دیکھ لو کہ کس وقت کتنا کھانا چاہیئے - ع - خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست ؂

شراب خواری کی کثرت بُری چیز ہے - نہ چاہیئے - ورنہ بدنام ہو جاؤ گے اور مطعون اور یہ بڑا عیب ہی -

سب کے ساتھ جب کھاتے ہو تو چبانے کی آواز نہ آئے اور بہت جلد جلد یا بہت دیر مین نہ کھاؤ اور خدا کے لیے مہمل اور بیہودہ مثلین اپنی گفتگو مین نہ ٹھونسا کرو گو مثل کا آنا کوئی عیب کی بات نہین مگر بار بار بے محل استعمال کرنا سخت عیب ہی - بدھو نے کہا اس عیب سے بچنا مشکل ہی ہمارے امکان سے خارج ہی اسقدر مثلین ہمین یاد ہین کہ جب باتین کرتا ہون تو وہ آپس مین لڑنے لگتی ہین کہ پہلے ہم نکلین گے جو جلدی زبان پر آگئی وہ فوراً کہدی وہ مثل ہی کہ جو زبان پر آئے وہ کہدے ورنہ ذہن کند ہو جائیگا - ع - زبان در دہان ہنر مند چیست ؂ جس گھر مین کھانا کثرت سے ہوتا ہی وہان انتظام بھی جلد ہو جاتا ہی - فوجدار بہت جھلا کے کہا ابھی مین نے صلاح دی کہ مثل بے محل نہ استعمال کرنا اور اسی دم تو نے مثلون کا تار باندھ دیا - خدا غارت کرے - ایسے موقع محل پر تو کوئی ہرج نہین اور بے محل ایسی بُری معلوم ہوتی ہین کہ جی چاہتا ہی مار بیٹھون -

گھوڑے کی سواری کے وقت کمر خم کر کے نہ بیٹھو اور نہ ٹانگین اس طرح پھیلا دو جیسے اپنے گدھے پر بیٹھے ہو - بعض آدمی گھوڑے کی سواری سے رئیس معلوم ہوتے ہین اور بعض سائیس -

سونے کی کثرت بھی اچھی نہین - تڑکے گجر دم اٹھو تا کہ دن بھر خوش رہو - بدھو یاد رکھو کہ محنت سے عظمت نصیب ہوتی ہی اور کاہلی عظمت اور خوش نصیبی کی دشمن ہی اور کاہلی سے انسان تباہ ہو جاتا ہے ایک امر گو جسم کے تعلق نہو یاد رکھنے کے قابل ہی وہ یہ کہ کبھی خاندان مین جب جھگڑا ہو تو میر فیصلی نہو - جسکے حق مین فیصلہ کرو گے وہ کچھ دے نہ دیگا - اور جسکے خلاف فیصلہ کرو گے وہ نفرت کریگا -

اب اسوقت اسی قدر صلاح کافی ہی آیندہ وقتاً فوقتاً صلاح نیک دیا کرینگے بشرطیکہ ہمین اپنے حالات سے مطلع کرتے رہو۔ بدھو نے کہا ہم مطلع کے معنی نہین سمجھے۔ فوجدار نے کہا واہ صاحب واہ یہ خوب بات ہی۔ گورنر اور مطلع کے معنی پوچھین۔ مطلع کرو کے معنی اطلاع دو۔ بدھو نے کہا یہ تو حضور نے بڑی لمبی چوڑی تقریر فرمائی۔ اور یہان حافظے کا حال معلوم۔ دو باتین صرف یاد رہین۔ ایک یہ کہ ناخن بڑھنے نہ دون۔ دوسرے یہ کہ اگر دوسری شادی کی ضرورت ہو تو کر سکتا ہون مگر یہ شیطان کی آنت۔ یہ طول امل۔ یہ اسقدر پند کون یاد رکھ سکتا ہی۔ مین تو اس طرح بھول گیا ہون جیسے کوئی پوچھے کہ پار سال رجب کی دوسری تاریخ کو کیا کھانا کھایا تھا۔ اچھا اب لکھ دیجئے ہم کسی سے پڑھوا لین گے اور موقع محل پر نصیحتون سے کام لین گے۔ فوجدار نے کہا لاحول ولا قوۃ۔ گورنر اور ان پڑھ۔ گنوار آدمی۔ بدھو بولے نام تو ہم اپنا لکھ لیتے ہین ایک عجب طرح کی لکیر سی بنجاتی ہی۔ مین اپنے سکتر دون سے لکھوا کر دستخط کر دیا کرونگا کہدونگا کہ میرے ہاتھون مین رعشہ ہی۔ فوجدار نے کہا۔ اور اگر انھون نے کوئی کاغذ پیش کیا۔ بدھو بولے (تو کہون گا پڑھ کے سنا دو۔ عینک کھو گئی) اس پر فوجدار ہنسے۔ کہا واہ رے گورنر عینک ندارد۔ بدھو نے کہا لالہ باعتبار عینک مثل مشہور ہی۔ اور گورنری کی حالت مین لوگ ہمارے عیب کو نہین دیکھین گے سب خوشامد کرینگے جہان شہد ہوگا وہان مکھیان ہونگی۔ فوجدار نے بہت جھلا کر کہا دنیا بھر کے خبیث تجھکو ستائین اور غارت کرین ظالم۔ خدا تجھ سے سمجھے بدبخت۔ یاد رکھ ان مثلون سے ایک دن تو ضرور پھانسی پائیگا۔ انھین مثلون سے تیری رعایا ایک روز گورنمنٹ تجھ سے چھین لے گی اور تخت سے اتار دینگے یہ تو نے سیکھین کہان سے نابکار۔ ای بدنصیب یہ محل مثل کے معنی کیا ہین۔ ایک مثل کا موقع پر استعمال کرنا لوہے کے چنے چبانا ہوجاتا ہی۔ بدھو نے کہا یہ حضور اسقدر بگڑتے کیون ہین۔ میرے پاس سوائے اس جائداد کے اور کوئی جائداد ہی نہین۔ مگر اب آج سے سکوت۔ فوجدار بولے اس کا تو کسی ملعون ہی کو یقین ہوگا۔ لاکھون ہی مثلین یاد ہین۔ بدھو نے کہا ایک لکڑ یا بانسے کی۔ کانی آنکھ تماشے کی۔ جو گرجتے ہین وہ برستے نہین۔ مانگا پوت پڑوسی برابر فوجدار نے کہا از برائے خدا اب اور مہمل نہ بکو۔ اگر گورنری مین کامیابی حاصل کی تو سبحان اللہ اور اگر ناکام واپس آئے تو تم گئے گزرے اور ہم شرمندہ ہوے۔ مین نے تو صلاح نیک دے دی۔ اب مان نہ مان تو ہی مہان ہو۔ مین تو بری الذمہ ہو چکا۔ خدا کرے تم عمدہ انتظام کرو اور کامیاب ہو حالانکہ معلوم ایسا ہی ہوتا ہی کہ تم اس جزیرے کو غارت کرد گے۔ مین رئیس سے کہدونگا کہ یہ شخص گدھا ہی اور بے محل مثلون کے بورے اس پر لدے ہوے ہین۔ گورنری کے قابل نہین۔

بدھو نے کہا تو سرکار مین ابھی سے دست کش ہوتا ہون۔ گورنری سے درگزرے۔ سیدھا سا آدمی نان خشک پر اسی طرح بسر کر سکتا ہی جس طرح گورنر بدھو شاہ پلاؤ اور بورانی پر۔ علاوہ برین امیر اور غریب اعلیٰ اور ادنےٰ اسے سب قبر مین ایک ہو جاتے ہین۔ بندہ تو گورنری اور بادشاہی کا نام بھی نہین جانتا تھا۔ حضور نے طمع دی۔ بدھو نفر اگر بہشت مین جائین تو اس سے بہتر ہی کہ گورنر بدھو شاہ بنکے جہنم مین بیٹھے ہون۔ مین گورنری کیا جانون۔ میرے باپ نے بھی کبھی گورنری کی تھی فوجدار نے خوش ہو کر کہا بدھو۔ خدا کی قسم یہ آخری بات تمنے ایسی کہی کہ تم ہزار جزیرونکی گورنری کے قابل ہو تم بڑے نیک دل ہو اور اگر نیکدلی ہی انسان مین نہو تو علم کو کیا لے کے چاٹے گا خدا سے دعا مانگو کہ تمھارا خیال ایسا ہی رہے اور ہمیشہ دل سے لگی رہے کہ ہر امر مین راست بازی سے کام لو خدا تمھاری مدد پر رہے گا۔ اب چلو کھانا کھائین۔ رئیس اور رئیسہ ہمارے انتظار مین ہونگے۔

فصل ۔ ۴۴

اس تاریخ کے مصنف خاص نے ایک فصل کی شرح بھی لکھی تھی مگر مترجم نے اسکا ترجمہ اصل کے مطابق نہین کیا۔ اسمین مصنف نے لکھا تھا کہ کہین کہین پر اصل واقعات کے عوض اس کو ناول لکھنے پڑے جنکو اس تاریخ سے کوئی تعلق خاص نہین ہی۔ مثلاً ان دو دوستونکی کہانی اور ایک سیدھے سادے دوست کی بی بی کی عصمت کا حال!!! لیکن مصنف کی راے ہی کہ گو اکثر ناظرین ایسے ہین جو ان ناولون کو چھوڑ دیتے ہین یا سرسری نظر ان پر ڈالتے ہین اور یہ نہین غور کرتے کہ اگر یہ ناول علحدہ طبع ہوتے تو عجب لطف مزید دکھاتے۔ فی نفسہ ناول قابل قدر ہی مگر فوجدار کی دیوانگی اور جوش جنون اور بدھو کی سادہ لوحی انکو اس قدر پسند ہی کہ نئے ناولون کو اس تاریخ مین شامل کرنا انکے خلاف ہی۔ اس حصے مین مصنف کوئی نیا ناول شامل نہ کرینگے ہان ذرا ذرا سی کہانی اکا دکا ادھر ادھر آجائے تو مضائقہ ندارد۔ وہ بھی اختصار کے ساتھ۔ وہ چاہتے ہین کہ ناظرین انکی قدر کرین۔ اس بات کی قدر نہین کہ انھون نے اسقدر لکھا بلکہ اس بات کی قدر کہ گو وہ دریا بہا سکتے تھے مگر کوزہ دریا نوش اسکو بنا دیا اسکے بعد انھون نے تاریخ کا سلسلہ یون شروع کیا۔

جس شام کو فوجدار نے بدھو کو نصائح سود مند سے مالامال کر دیا تھا ان سبکو لکھ دیا اور کہا کسی سے پڑھوا لینا۔ مگر اتفاق سے بدھو نفر سے وہ تحریر گم ہو گئی اور رئیس نے اٹھا لی اور انھون نے پڑھ کر رئیسہ کو سنائی اور دونون کو حیرت ہوئی کہ فوجدار صاحب جنون اور عقل دونون کے پتلے ہین۔

اب سنیئے کہ مذاق قائم رکھنے کی غرض سے بدھو نفر کو رئیسہ نے اسی داروغہ ظریف کے ہمراہ اس مقام پر بھیجا جو انکی گورنری کا جزیرہ تھا۔ داروغہ صاحب کے حسن انتظام اور لیاقت اور مزاج کا حال ناظرین گذشتہ فصلون مین پڑھ چکے ہین۔ بدھو انکو پہچان گیا فوجدار سے کہا حضور اگر مین جھوٹ کہتا ہون تو خدا مجھے غارت کرے۔ اس داروغہ کی صورت مین دیکھی ہی مگر اور بھیس مین۔ اور اسکی آواز بھی پہچانتا ہون۔ کیا یہ بھی جادو ہی۔ فوجدار نے کہا صورت آشنا تو مین بھی ہون۔ مگر اسکی کچھ پروانہ کرو خدا مالک ہی۔ مجھے اپنی گورنمنٹ کے کل حالات سے مطلع کرتے رہنا۔ بدھو صاحب ایک قاطر پر سوار ہوے۔ سر پر ایرانی ٹوپی۔ اور ایک ڈھیلم ڈھال جبہ اور عمدہ اچکن اور سفید گھٹنا اور کمر مین پٹکا اور بہت سے آدمی ہمراہ رکاب۔ انکے قاطر کے پیچھے پیچھے ان کا گدھا نور چشم کوتل جاتا تھا۔ نئی کاٹھی اور نئی لگام۔ بدھو پھر پھر کے گدھے کو دیکھتے جاتے تھے اگر سلطنت جرمنی بھی ملتی تو گدھے کو جدا نہ کرتے۔ رئیس اور رئیسہ سے رخصت ہوے اور فوجدار صاحب نے بادیدہ تر دعاے خیر دی اور بدھو روانہ باشد۔

اب بدھو کو ذرا دیر کے لیے آرام کرنے دیجئے اور سنیئے کہ فوجدار صاحب پر اس شب کیسی گزری ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جایئے گا۔ اگر ہنسی نہ بھی آئیگی تو بندر کی طرح سے دانت ہی کھول دیجئے گا کیونکہ فوجدار صاحب کی حرکات پر یا تو عش عش کیجئے یا خندہ زنی۔

اب سنیئے کہ بدھو کے جاتے ہی فوجدار صاحب از بس مغموم نظر آئے۔ رئیسہ نے سبب پوچھا اور کہا اگر بدھو کی جدائی کا رنج ہی تو میرے خادمون خدمتگارون سے کام لیجئے۔ مین آپکی خدمت کیلئے اپنی خواصونکو کہ گلاب کے پھول کو شرماتی ہین مقرر کر دونگی۔

فوجدار۔ شکریہ۔ مگر مجھے وہ خواصین کانٹے کی طرح کھٹکین گی۔ میری خواہش یہ ہی کہ میرے کمرے مین کوئی مرد یا عورت اہلکار یا خادم قدم نہ رکھنے پائے۔ مین تنہائی پسند ہون سہ

خوانده ام در علم مجلس ہاے رنگین صد کتاب	کرده ام یک نکتهٔ تنہا نشینی انتخاب

مین کپڑے پہن کے سو رہنا بہتر سمجھتا ہون۔ بہ نسبت اسکے کہ کوئی نوکر میرے کپڑے اتارنے مین مجھے مدد دے۔ بس جناب رئیسہ۔

رئیسہ۔ اگر یہی خواہش اور مرضی ہی تو مین حکم دے دون گی کہ پرندہ تک نہ پر مار سکے مکھی تک نہ جا سکے۔ ع۔ درین بزم رہ نیست بیگانہ را۔ آپ کے کمرے مین کل ضروری اشیا حاضر رہین گی۔ اور کوئی نہ جا سکے گا۔

فوجدار۔ عورت کی تو پرچھائین سے بھی نفرت ہی۔ خادمہ نہ آنے پائے۔

رئیسہ۔ خدا آپ کی معشوقہ زرین کمر کو صد و سی سال کی عمر عطا کرے کہ آپ سا پاک دامن جرنل انکا غلام اور عاشق ہی۔ خدا کرے بدھو کوڑون کی کارروائی سے جلد نجات پائے تاکہ حضور کی معشوقہ شیرین حرکات کا جمال ہم لوگ دیکھ سکین بڑی مشہور حسینہ ہین انکے نور حسن سے دنیا کو نورانی اور منور رہنا چاہیئے۔

فوجدار۔ حضور نے صحیح فرمایا اور یہی خیالات ایسی رئیسہ کے شایان شان ہین۔

رئیسہ۔ اب یہ اخلاق بھری خوشامد رہنے دیجئے۔ چلئے رئیس صاحب کھانیکے انتظار مین ہونگے اور آپ اتنے بڑے سفر کے بعد تھک بھی گئے ہونگے آرام جلد فرمائیے۔

فوجدار۔ لاحول ولاقوۃ۔ تھکاوٹ کیسی۔ چوب بادپا سا سبک خیز اور تیز گھوڑا دیکھا ہی نہین۔ برسون کی راہ لے گیا اور لے آیا ذرا تکان نہین۔

الغرض کھانا کھانے کے بعد **فوجدار** نے کہا حکم دیجئے کہ کوئی عورت از قسم خادمہ خواص و پیش خدمت نہ ہمارے ساتھ جائے نہ ہمارے کمرے مین قدم رکھے مبادا انیت فوادان ڈول ہو جائے۔ میزبانون نے انکی پاکبازی کی بڑی تعریف کی اور انکی معشوقہ کو بہت دعائین دین۔ ڈوم شمع کافوری لیکر حضور کمرے مین گئے اور بدھو کی جدائی کا افسوس کرتے ہوے کپڑے اتارنے لگے اتفاق سے جُرّاب جب پانؤن سے نکالنے لگے تو چر کی آواز آئی۔ ایک پانؤن کا جراب پھٹ گیا اسکا انھون نے سخت افسوس کیا کہ مفلسی مین آٹا گیلا۔ اب جراب کہان سے لائین۔ جراب کا رنگ سبز تھا۔ اگر کوئی انسے ایک اشرفی بھی مانگتا تو ایک پانؤن کے جراب کے لیے دے دیتے مگر وہان بلون اور جنگلون اور خدائی فوجدارون کی وردی کی جوڑی کی جراب کہان مل سکتی ہی۔ ویسے بھی کام نہین دے سکتا۔ گو

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

مانا کہ ع۔ زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔ لیکن موقع محل ہی۔ روپئے کے مفلس یہ نہ تھے مگر ضرورت کا افلاس ضرور تھا۔

جراب کے چاک ہونے سے خدائی فوجدار صاحب کے دل مین ان خیالات افسوسناک نے جگہ پائی مگر ذرا تسلی یہ تھی کہ بدھو ایک شکاری بوٹ چھوڑ گئے تھے آخر کار بدھو کی جدائی اور جراب کے چاک کے غم مین لیٹے۔ گرمی بہت تھی لیمپ انھون نے گل کر دیا۔ مگر گرمی کے سبب سے نیند نہ آئی بستر سے اٹھکر ایک دریچہ انھون نے کھولا تو باغ آراستہ نظر آیا۔ سنا کہ کوئی شخص ٹہلتا ہوا باتین

کر رہا ہی غور سے سنا کہ کیا کہتا ہی۔ آواز آئی ای گلبدن اصرار نہ کرو۔ مین ہرگز نہ گاؤنگی جب سے یہ اجنبی اس محل مین آکے رہا ہی نیند حرام ہی اور رونا آتا ہی۔ نہ ہماری مالکہ سوتی ہین۔ اتنے مین دوسری آواز آئی۔ نہین پیاری تم یہ خیال نہ کرو۔ رئیسہ اور سب آدمی آرام مین ہین۔ ہان اسکے لیے البتہ نوم نہین ہی جسپر تمھارا دل آیا ہی اور جو تمھارا دلبر ہی۔ ابھی ابھی مین نے دیکھا کہ اس نے کھڑکی کھول دی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جاگتا ہی۔ اگر رئیسہ سُن لیگی تو ہم کہینگے حضور آج سخت گرمی ہی۔ باغ مین ذرا دل بہلاتے ہین آہستہ آہستہ گاؤ۔ وہ بولی پیاری گانے مین کچھ حرج نہین ہے۔ مگر ایسا نہو کہ راز افشا ہو جاے اور عشق کا حال کھل جائے ؎

خوف سے لینے نہین نام کہ سنلے نہ کوئی		بیٹھے بیٹھے تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین	

یہ کہکر بین بجانی شروع کی معلوم ہوتا تھا بہادر خان کی سواری آرہی ہی۔

یہ تقریر اور باجا سنکر فوجدار عزیق لجۂ حیرت ہوے اور انکو پرانی کتابون اور پرانے زمانے کی تاریخی باتین یاد آئین کہ یون باغ مین فلان بہادر پر پری عاشق ہوئی اور یون فلان جنگل مین عاشق اور معشوق مین باہم راز و نیاز کی باتین ہوئین فلان عورت کو غش آگیا ذہن مین جم گئی کہ رئیسہ کی کوئی خواص ہم پر عاشق ہوگئی ہی مگر راز عشق افشا نہین کرنا چاہیئے کہ جگت ہنسائی ہوگی۔ سوچے کہ ایسا نہو کہ ہمارا بھی دل آجائے مگر ٹھان لی کہ دل کو قابو مین رکھون گا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے اور دعاے خیر دے کے آپ بین سننے لگے اور انپر یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ بھی وہان موجود ہین۔ آپ نے بناوٹ کی چھینک کی آواز سنائی۔ اسپر وہ بہت خوش ہوئین وہ تو چاہتی تھین کہ فوجدار کے کان تک انکی آواز جائے۔ اب اس گلعذار نے بین کو درست کرکے اور سر ملا اسپر یہ گانا شروع کیا ؎

اے خدائی فوجدار نامدار
ہی دعا لب پر یہی شام و پگاہ
بات کو میری نہ ٹالو جان من
واہ صاحب یہ کوئی انصاف ہی
آنکھ پر نم اور دل بیتاب ہی
صبر مین بے مثل اور جرأت مین فرد
فوجدار نامدار نامور

گوش دل سے سن تو میرا حال زار
تو میان ہوا اور مین بی بی تری
ورنہ مجھکو مار ڈالو جان من
تم تو ہو آرام مین ای فوجدار
رحمدل معشوقیان نایاب ہی
رحم بھی ہی جزو جرأت رحم کر
لونڈیون پر کر عنایت کی نظر

جب سے دیکھا ہی تجھے ای رشک ماہ
پوری کر بہر خدا خواہش مری
تم مکدر۔ دل ہمارا صاف ہی
ہم کھڑے یان رو رہے ہین زار زار
ای جری ای شیردل ای شیر مرد
رحم ہی جزو شجاعت رحم کر
ای خدائی فوجدار باکمال

تیری خدمت مین ہی بس یہ عرض حال
عاشقون پر یہ عتاب اور یہ جفا

قتل کر انکو جو ہون تیرے عدو
واہ صاحب واہ صاحب اہ وا

اے خدائی فوجدار جنگجو
مین ہون میدان الم کی یکہ تاز

آپ اور پھولونکی سیج اور خواب ناز

ہر دم تعب درون سے ہم آفت طلب رہے
جا کی ہی تونے منزل دل مین جو فوجدار

ہے دشمن حیات جگر مین جو تپ رہے
مطلق نہ کچھ حجاب بس ای جان اب رہے

گفتم خم دام بلا گفتا سر گیسوے من
گفتم کہ خون کردی دلم گفتا ہمین کار من ست
گفتم کہ ماہ آسمان گفتا کہ روے روشنم
گفتم کہ در عالم عیان کرد ست سحر سامری

گفتم دم تیغ قضا گفتا خم ابروے من
گفتم زدی آتش بجان گفتا کہ ہست این خوے من
گفتم کہ سرو گلستان گفتا قد دلجوے من
گفتا نگاہ کافرین نرگس جادوے من

اب معشوقۂ ناہید نغمہ خاموش ہوئین تو فوجدار صاحب نے آہ سرد کھینچی اور سمجھے کہ یہ مجھ پر ہزار جان سے عاشق ہوگئی - کہا یا خدا یہ کیا میری خوش نصیبی ہی کہ جہان جاتا ہون عورتین عاشق ہو جاتی ہین خدا میری آبرو رکھے - پیاری معشوقہ کے نصیب مین خدا جانے کیا بات ہی کہ انکے عاشق پر اور معشوق بھی عاشق ہو جاتے ہین - ای شہزادیو اور بادشاہ بیگمو از براے خدا تم کیون اس بیچاری کی دشمن ہوئی ہو - ای نوخیز ماہ رویان پانزدہ سالہ کیون اس پر سختی کرتی ہو - خدا کے واسطے اس بیچاری پر رحم کرو - اس کی جان پر عذاب نہ ڈالو - یاد رکھو کہ اس معشوقہ زرین کمر کے سوا اور کوئی میرا دل نہین لے سکتا - کیا مجال - اس کے لیے مین شہد ہون - اورون کے لیے حنظل وہ تو حسین مہ جبین دور اندیش پری چہرہ شوخ و شنگ - عالی خاندان مجھے معلوم ہوتی ہی اور سب میرے نزدیک بدتمیز اور تلون مزاج اور بیوقوف ہین - خلق مین مین اسی لیے خلق ہوا ہون کہ تم میری اور مین تمھارا ہون - یہ گلعذار جو ابھی بین پر گاتی تھی روئے یا سر پیٹے - ہرچہ بادا باد مگر بندہ تو اپنی معشوقہ کو نہ چھوڑیگا چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے -

یہ کہکر جا کے بستر پر گرے معلوم ہوتا تھا کہ انکا باپ اسوقت مر گیا یا کسی اور عزیز کے مرنے کی خبر سنی ہی - اب انکو بستر پر مرنے دیجیے اور بدھو نفر کا حال سنیے کہ گورنری کی ابتدا کیونکر ہوئی -

فصل - ۴۵

ای باعث پیدائش غلۂ دنیا - ای باعث پرورش انسان و حیوان - ای وہ جس سے نظام شمسی کا نظم ہی اور وجہ تسمیہ ہی ای وہ جسکی کرنون سے انسان کبھی کبھی مر جاتا ہی کبھی جی جاتا ہی ای آفتاب

عالم تاب۔ صبح سے شام تک دورہ کرنے والے۔ اے تاریکی شب کے دور کرنیوالے میری مدد کو آ کہ مین بدھو نفر اعظم کی جہانداری اور شہریاری کا حال معرض بیان مین لاؤن۔ سوتے ہوؤن کو تیری امداد سے جگاؤن۔ تیری اعانت کے بغیر پریشانی اور سستی اور کاہلی مین رہون گا۔ کچھ نہ کر سکونگا۔ مدد فرما۔ مدد فرما۔

الغرض بدھو مع ہمراہیون اور حشم و خدم کے ایک قصبے مین داخل ہوے جہان کوئی ہزار آدمی بستے تھے اور جو رئیس کے بہتر قصبون مین سے تھا۔ اسکا نام جزیرۂ حمق پور تھا۔ جیسے ہی شہر پناہ کے پھاٹک پر داخل ہوے افسران مینونسپل استقبال کو آئے اور گھنٹیان بجنے لگین اور لوگ حضور کو بڑے کر و فر کے ساتھ ایک مقام متبرک پر لے گئے کہ خدا کا شکریہ ادا کرین۔ بعد ازان کل دفترون اور خزانون کی کنجیان انکو دے دین اور کہا آپ کو اس جزیرہ حمق پور کی استمراری گورنری مبارک ہو۔ نئے گورنر صاحب کی قطع وضع لباس انوکھی داڑھی گنوارون کی سی صورت اور برنخ مبارک دیکھکر ان لوگون کو سخت حیرت ہوئی جو اس راز سے واقف نہ تھے اور جو واقف تھے وہ بھی اس مذاق سے متحیر تھے۔ الغرض اس مقام متبرک سے انکو ایوان گورنری مین لے گئے اور تخت گورنری پر بٹھایا۔ داروغہ نے کہا حضور اس جزیرے کا قاعدہ ہی کہ جو شخص پہلے پہل گورنری پر آتا ہی اُس سے ایک سوال کیا جاتا ہی اور جو جواب گورنر صاحب دیتے ہین اس سے لیاقت اور عدم لیاقت کا حال معلوم ہو جاتا ہی اور لوگ اس سے خوش یا ناخوش ہوتے ہین۔

داروغہ تو یہ گفتگو کر رہے تھے اور میان بدھو نفر ایک اور ہی جانب مخاطب تھے کرسی کے سامنے جلی قلم سے خط طغرا مین کچھ لکھا تھا اسکو غور سے ملاحظہ فرما رہے تھے پڑھے لکھے تو تھے ہی نہین۔ پوچھا سامنے دیوار پر گل بوٹے کیسے بنے ہوے ہین۔ لوگون نے کہا حضور کی آمد کا حال ہی لکھا ہی کہ فلان تاریخ اور فلان سال نواب بدھو نفر بھینس افگن نے اس جزیرۂ حمق پور کی گورنری کی رونق بخشی بدھو بولے یہ نواب بدھو بھینس افگن کون صاحب ہین۔ کہا حضور اور کون۔ حضور گورنر حضور بدھو بولے سنو صاحب بندہ بدھو ہی۔ نواب بدھو نفر بھینس افگن یا ارنا بھینسا افگن کوئی اور ہونگے۔ داروغہ نے کہا اور تو کوئی بدھو اس جزیرے مین آیا ہی نہین۔ انھون نے کہا بندہ تو افگن نہین ہی۔ مجھے تو ان افگنون کی صورت اور نام دونون سے نفرت ہی۔ اگر چار دن گورنری کی تو ان افگنون کا بنس نہ رکھونگا معلوم ہوتا ہی اس جزیرے مین یہ افگن تھرون سے زیادہ ہین اور مچھرون کی طرح انسان کو دق کرتے ہین۔ اچھا داروغہ اب وہ سوال کیجیے جو آپ

پوچھنے والے ہین۔ ہماری رعایا چاہے خوش ہو چاہے ناخوش۔

اتنے مین گورنر صاحب کو لوگ ہائی کورٹ مین لے گئے اور کہا کہ یہان کے مقدمات گورنر ہی فیصل کرتے ہین بدھو کچھ کہنے ہی کو تھے کہ دو آدمی عدالت مین داخل ہوے ایک گنوار دون کے سے کپڑے پہنے تھا اور دوسرا درزی ایک مقراض ہاتھ مین لیے ہوے۔ درزی نے کہا حضور مین اور یہ گنوار حضور کی خدمت مین حاضر ہوے ہین۔ کل یہ شخص میری دوکان پر آیا اور مجھ سے کہا یہ کپڑا لو اور دیکھو اس مین ٹوپی بن سکتی ہی یا نہین۔ مین نے کہا بن سکتی ہی۔ درزی تو چور بدنام ہی ہین۔ کہا دو بن سکتی ہین یا نہین۔ مین نے کہا بن سکتی ہین۔ شدہ شدہ پانچ تک کا اقرار ہوا۔ اب یہ ٹوپیان مجھ سے مانگتا ہی۔ اور اجرت نہین دیتا ٹوپیان حاضر ہین میری سلائی مجھکو دلوا دیجائے اسنے کہا یہ ٹوپیان بچون کے سر کی ہین میرا کپڑا اس سے دلوا دیا جاے۔ بدھو نے کہا درزی کو لازم تھا کہ سر ناپ لیتا اور اسکے مطابق جتنی بنتین اتنی بناتا۔ گاہک کو لازم تھا کہ یہ نبوا تا تب بنوا تا۔ درزی کی محنت گئی اور گاہک کا کپڑا۔ ٹوپیان ضبط۔ یتیمونکو دیجائین۔ چلو یہ انوکھا مقدمہ ختم شد۔

حاضرین بہت ہنسے کہ مقدمہ اور حکم دونون انوکھے ہین۔ حکم کے مطابق کارروائی کی گئی اس مقدمے کے ختم ہونے کے بعد ایک عورت ایک مرد کا ہاتھ پکڑے ہوے آئی جو دیہات والے گلہ بانون کے سے کپڑے پہنے ہوے آیا تھا اور غل مچا کر کہا۔ انصاف حضور۔ انصاف۔ دہائی گورنر کی۔ ع ۔ اگر تو می نہ ہی داد روز دادے ہست۔ اس کمبخت نے آج زبردستی میری عزت لی اور کھیت مین میری کمزوری سے فائدہ اُٹھایا۔ گورنر نے پوچھا تم کیا کہتے ہو جی۔ اسنے کہا حضور مین تقاضا کرنے گیا تھا جب واپس آیا تو راہ مین شیطان نے ورغلانا دکھایا یہ عورت جوان ہی۔ نہ رہ گیا مین نے اس کو روپیہ دیا۔ یہ زیادہ مانگنے لگی اور مجھے یہان تک گھسیٹ لائی۔ زبردستی کوئی بات نہین ہوئی۔ گورنر نے پوچھا تمھارے پاس کچھ روپیہ ہی اس نے کہا جی ہان تیس روپیے ہین۔ فرمایا اس عورت کو دے دو۔ روپیہ لے کر عورت نے شکریہ ادا کیا اور گورنر کی جان و مال کو دعا دیکر روانہ ہوئی اور ادھر گورنر نے اس مرد کو حکم دیا کہ ابھی جا کے اس عورت کو پکڑ لا۔ وہ سمجھ گیا کوئی بیوقوف یا گوکھا تو تھا ہی نہین۔ جا کے گھسیٹ لایا۔ عورت نے آتے ہی غل مچایا ای حضور گورنر اس بدمعاش کی بیباکی کو ملاحظہ فرمائیے کہ جو روپیہ حضور ایسے ذیجاہ نے دلوایا تھا وہ یہ مجھ سے بازار مین چھینتا تھا۔

گورنر۔ چھین لیا۔ روپیہ اس نے چھین لیا یا نہین۔ یہ بات بتاؤ۔

عورت چھین لینا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی۔ اس نے تو بڑا زور کیا مگر یہ اور اسکا باپ دونون ملکے چھیننے آئے تو کیا مجال تھی۔ یہ ہانپ ہانپ گیا مگر مین جمی رہی۔ ابتک ہانپ رہا ہی۔ دانتون سے بوٹیان نوچتی۔

مرد۔ حضور یہ ٹھیک کہتی ہی مین بیدم ہوگیا اور ہانپنے لگا۔

گورنر۔ ای پاکباز عورت یہ تھیلی ذرا دیر کے لیے ہمکو دے دو۔

عورت نے گورنر کو تھیلی دے دی اور بدھو نے اس مرد کے حوالے کی اور کہا ای بدکار بدکردار زن نابکار اگر تو نے اسی طرح اپنی عزت بچائی ہوتی جس طرح تھیلی بچائی تو یہ تو کیا رستم بھی تیرا کچھ نہ کر سکتا۔ ابھی اسی دم او فاحشہ میری سلطنت سے نکل جا۔ مین ایسی کسبیون کو اس جزیرے مین جینے دونگا اگر تو پھر واپس آئی تو تین سو دُرے لگائے جائینگے۔ عورت نے گردن جھکائی اور بھاگ گئی۔ مرد سے کہا سنو جی اگر اب پھر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو بُرا ہوگا۔

گنوار نے گنوارو قاعدے سے شکریہ ادا کیا۔ حاضرین اس فیصلے پر عش عش کرنے لگے اور نئے گورنر کی بڑی تعریف کی اور رئیس اور رئیسہ کو داروغہ نے کل امور سے اطلاع دی یہ بڑے انتظار مین تھے کہ نئے گورنر کی کارروائی کا حال سنین۔ اب بدھو نفر کو تو یہان ہی چھوڑیئے اور فوجدار کا حال سنیئے کہ نئی معشوقہ کے اشعار عاشقانہ سے ان کا دل کس قدر پریشان تھا۔ کہ الامان۔

فصل ۔ ۴۶

اب خدائی فوجدار صاحب کا حال زار سنیئے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس گلعذار کے اشعار عاشقانہ سے انکو کمال افسوس تھا کہ کیون عورتین ان پر جان دیتی ہین۔ بستر پر سوے۔ ایک یہ بھی افسوس تھا کہ جراب چاک شد۔ خواب کجا آخر کار تڑکا ہوا اور سپیدۂ صبح نمودار شد۔ روشنی دیکھتے ہی فوجدار صاحب نے رئیس اعظم اپنے میزبان مہربان کے گدگدے بچھونے اور آرام کے بستر کا کچھ خیال نہ کیا اور کپڑے پہن کر شکاری جوتا پہن لیا تاکہ جراب کے چاک ہونے کا عیب رفع ہو جائے ارغوانی جبہ زیب بدن فرمایا اور سبز مخملی ٹوپی جسمین رپہلی لیس ٹکی تھی فرق دان مبارک پر رکھی اور کمر سے تلوار لٹکائی اور بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ رئیس اور رئیسہ سے ملنے باغ کے جنوبی حصے کی جانب چلے جہان وہ دونون انکے انتظار مین تھے

جس روش اور انگور کی ٹٹی کی جانب سے فوجدار صاحب بہادر کی راہ تھی وہان پر گلعذار اور چند اور خواصان ماہر و عمدًا اور قصدًا کھڑی تھین۔ جیسے ہی گلعذار اور فوجدار کی آنکھین چار ہوئین اس نے بناوٹ کی راہ سے غشی کی صورت بنائی۔ ایک خواص نے اس کو سبنھالا اور کہا (ارے غش آگیا) فوجدار صاحب نے آگے بڑھ کر کہا ہم خوب جانتے ہین کہ اس غشی کا کیا سبب ہے۔ خواص بولی اس سے زیادہ تندرست اس کوٹھی بھر مین کوئی نہین ہی۔ مگر ان فوجدارون کو خدا غارت کرے آپ یہان سے چلے جایئے ورنہ یہ لڑکی بیچاری مارے غشون کے مرجائے گی۔ انھون نے چپکے سے کہا آج ہمارے کمرے مین ایک ستار رکھ دینا۔ ہم ان سے سمجھ لین گے عشق بازی کوئی بازی طفلان نہین ہے۔ یہ کہکر روانہ ہا شد کہ کوئی اور نہ سُن لے۔

جب یہ آگے بڑھ گئے تو گلعذار نے اپنی ہمجولیون سے کہا۔ ستار ضرور ضرور ان کو دینا۔ بڑی دل لگی ہوگی۔ دیکھین یہ سودائی ستار سے کیا کرتا ہی۔ رئیسہ نے یہ حال سن کے ایک آدمی کو جس نے جنگل مین فوجدار کی معشوقہ کا روپ بھرا تھا بدصونفر کی بی بی کے پاس بھیجا۔ بدصونفر کا خط بھی مصنوعی روانہ ہوا۔

اب سنیے کہ شب کو گیارہ بجے کے وقت خدائی فوجدار صاحب سونے کیلئے کمرے مین تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ باغ مین ٹہل رہے ہین۔ انھون نے ستار چھیڑا اور عجب قطع کی آواز سے اپنا نو تصنیف قصہ منظوم گانا شروع کیا ؎

ہی دنیا مین جو مہ وش و مہ لقا
ہی کام انکا صبح و مسا گیر و دار
ہو بد قطع عورت کہ ہو رشک حور
بھلے مانسون مین نہ جا پائے وہ
فقط ایک کا ناز بردار ہو
مجھے دل سے یہ قول مرغوب ہی
کجائی تو ای مہ وش رشک حور
کسی ایسی ویسی کو بیاہو نہین کیون

بجز عشق ہی کام ہی اسکو کیا
یہ تعریف معشوق ہی ای عزیز
حیا اور عفت ہو اسمین ضرور
پہلوان کو چاہیے لا کلام
فقط ایک کا عاشق زار ہو
نہ شاید ہوس باختن با گلے
مرے دل کا چین اور آنکھونکا نور
مرا دل ہی دلدار کے پاس یار

مگر جتنے ہین یان یل نامدار
کہ ہو صاحب عصمت و باتمیز
اگر عشق سے چوندھیا جائے وہ
کہ عورت کی صورت سے نفرت ہو تمام
کہا شیخ سعدی نے کیا خوب ہی
کہ ہر بامداد ش بود بلبلے
کسی اور سے دل ملاؤن مین کیون
مجھے اسکی الفت اُسے میرا پیار

دکھا دے وہ دن پاک پروردگار
کہ ہم اور معشوق ہون ہمکنار

اسقدر کہہ چکے تھے کہ اوپر سے دروازے کی راہ کسی نے ایک بڑا صندوق انکے کمرے مین لٹکایا صندوق ایک بڑی رسی سے بندھا تھا جسمین بہت سی گھنٹیان بندھی تھین۔ صندوق سے بلیون کے بچے نکل پڑے اور کمرے بھر مین پھیل گئے۔ انکی دمون اور گلے اور پانون مین گھنٹیان بندھی تھین۔ بیشمار گھنٹیون کی ٹھن ٹھن کی آواز اور بلیون کی میاؤن میاؤن سے سب کا جی گھبرانے لگا۔ روشنی بھی انھون نے گرا کے گل کردی اور دو ایک کود کے فوجدار صاحب کے بستر پر بھی آ رہین۔ جن لوگون کو یہ حال نہین معلوم تھا وہ بہت ہی خائف ہوے اور فوجدار نے پریشان ہوکر اور تلوار کھینچکر کہا اے جادوگرو۔ خدا تمکو غارت کرے۔ ابھی ابھی قتل کرکے دھر دونگا۔ یہ کہکر تلوار کی چوٹین لگانا شروع کین۔ اور بلیان بھاگین کوئی زخمی ہوئی کسی پر چھچھلتا ہوا ہاتھ پڑا۔ سب بھاگ گئین مگر ایک کا انھون نے ایسا پیچھا کیا کہ وہ بھاگ نہ سکی اور دبے پر اُچک کے انکے منھ سے لٹک گئی اور انھون نے اس زور سے غل مچایا کہ رئیس اور رئیسہ اور سب سمجھ گئے کہ دبے پر بلیون نے ٹیٹوا لیا۔ گھس پڑے تو دیکھا کہ بلی منھ سے لپٹی ہوئی ہے فوجدار صاحب نیمجان تھے مگر بڑی بہادری سے کہا خبردار میری مدد نہ کرنا مین تنہا اس دیو سے لڑونگا۔ لوگون نے بلی کو بہزار خرابی الگ کیا تو دیکھا کہ انکا چہرہ لہو لہان ہے اور افسوس کر رہے ہین کہ اس جادوگر دیو سے تنہا نہ لڑنے پائے۔

گلعذار نے اپنے گورے گورے ہاتھون سے مرہم پٹی کی اور کہا اے ظالم تو میری بد دعا سے اس مصیبت مین گرفتار ہوا خدا کرے سواے میرے اور کوئی عورت تیری بغل نہ گرمائے۔ جو مجھے کلپائے گا وہ بھی نہ کل پائے گا میری جان جاتی ہے۔ فوجدار نے صرف ایک آہ سرد بھری اور بستر پر دراز ہوے۔ رئیسہ اور رئیس کو افسوس ہوا کہ اس دل لگی مین فوجدار زخمی ہو گئے۔ پانچ دن تک یہ بیچارہ اسی حالت مین پڑا رہا۔ پانچ دن کے بعد ایک اور مہم اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہوئی۔ بالفعل مورخ اسکا ذکر نہ کرے گا اب بدھونفرا اور انکی گورنمنٹ کا حال سینیے۔

فصل ۔ ۴۷

فوجدار کو ذرا آرام کرنے دیجیے اب سینیے کہ ہائی کورٹ سے بدھونفر کو لوگ ایک محل معلّی مین لیگئے جہان دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ نہایت بیش بہا۔ پہونچتے ہی باجا بجنے لگا اور چار خدمتگار پانی لیکر ہاتھ دھلانے آئے۔ اور بڑی متانت سے ہاتھ دھلوائے۔ بدھو سب کے سر پر

بیٹھے وہان صرف ایک کرسی تھی ایک میز اور ایک گلو بند اور ایک پلیٹ ایک شخص جو طبیب معلوم ہوتا تھا۔ ایک جانب کھڑا تھا۔ ایک ہڈی ہاتھ مین۔ دسترخوان پر سے کپڑا ہٹایا تو انواع و اقسام کے فواکہ اور لذیذ لذیذ کھانے ایک پلیٹ میوون کی لائی گئی بدھو کھانے ہی کو تھے کہ اس ڈاکٹر نے ہڈی سے چھوئی اور ایک خدمتگار نے فوراً ہٹالی پھر گوشت کی رکابی آئی وہ بھی اسی طرح ہٹالی گئی۔ گورنر مر بھکے آدمی۔ ہاتھ بڑھانے ہی کو تھے کہ رکابی غائب انھون نے جھلا کے کہا ارے یارو کیا۔ اگور نرون کے ساتھ بھی دل لگی کرتے ہو ڈاکٹر نے کہا خداوند مین اس جزیرے کے گورنر کا طبیب خاص ہون۔ قاعدہ یہان یہ ہی کہ جو چیز عمدہ سمجھتا ہون وہ کھانے کو دیتا ہون۔

بدھو۔ اچھا وہ کلیجی کی رکابی اٹھا دو۔ وہ عمدہ پکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

طبیب۔ مین اجازت نہ دونگا۔ تیل پر پکی ہی۔ اور مضر صحت ہی۔

بدھو۔ یا میرے اللہ۔ اچھا تو وہ سرخ پیالہ اٹھا دو۔ وہ تو ٹھیک ہی۔

طبیب۔ اسمین ماش کی دال ہی۔ خالی خولی دال کیا کھائیے گا بھلا۔

بدھو۔ اچھا وہ چاول لاؤ۔ اس دال کے ساتھ چاول کھائین گے۔

طبیب۔ سرکار سادے چاول نہین ہین پلاؤ ہی دال کے ساتھ نہین کھایا جاتا۔

بدھو۔ پھر کاہے کے ساتھ کھایا جاتا ہی۔ لاحول ولا قوہ !!!

طبیب۔ یہ خالی کھایا جاتا ہی کسی شی کے ساتھ نہین کھایا جاتا۔

بدھو۔ اچھا پھر لاؤ ہم خالی ہی کھادین گے لاؤ تو۔ ادھر لاؤ جی۔

طبیب۔ خداوند مین صلاح نہ دونگا۔ یہ پلاؤ بڑا ثقیل بلکہ اثقل ہی۔

بدھو نے جھلا کر کہا خدا اس جزیرے کے طبیبون کو غارت کرے۔ اگر مین رہ گیا تو کل طبیبون کو جلاوطن کر دونگا۔ جب کھانا ہی نہین ملتا تو گورنری کو لیکے کوئی کیا چاٹے۔

اتنے مین ایک بگل بجا اور چوبدار نے آن کر نواب والا تبار یعنی رئیس ذوی الاقتدار کا محبت نامہ پیش کیا اور سکرٹری نے پڑھ کر سنایا۔ اسمین یہ لکھا تھا (مابدولت و اقبال) نے سنا ہی کہ ہمارا کوئی غنیم اس جزیرے پر جسکا ہمنے آپ کو گورنر کیا ہی تاخت لانیوالا ہی آپ مستعد ہو رہیے اور بھی معتبر جاسوسون کی زبانی سنا ہی کہ چار آدمی بھیس بدل کر جزیرے مین داخل ہوئے ہین کہ تم کو مار ڈالین کیونکہ تمھاری لیاقت کا انکو حسد ہی۔ ہوشیار رہنا کسی کی بھیجی ہوئی چیز نہ کھانا اور

نہ ہر ایک شخص سے ملاقات کرنا ہم کمترا کو مستعد ہین۔ گھبرانا نہین۔ تمھاری لیاقت سے امید ہی کہ عمدہ کارروائی کروگے۔ ۱۶۔ اگست۔ ۴ بجے صبح۔ راقم نواب رئیس۔ تمھارا دوست۔

بدھو کو سنکر حیرت ہوئی اور جسنے سنا متحیر ہوا۔ داروغہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا سب سے پہلے تو یہ کارروائی کرو کہ اس ڈاکٹر کو جیلخانے بھیجدو کیونکہ سب کے پہلے یہی میرے قتل کی فکر کرے گا۔ مطلب یہ کہ بھوکون مارڈالے گا بس اسکو جیلخانے بھیج ہی دو۔ داروغہ نے کہا ہماری رائے ہی کہ حضور اس کھانے مین سے کچھ نہ کھائین۔ خدا جانے کیا ہو کیا نہو۔ بدھو نے منظور کیا اور کہا ایک روٹی اور آدھ سیر انگور لادو۔ اسمین زہر کا اثر نہو گا۔ اور حضور کے نام خط لکھو کہ حضور کے حکم کی بسر وچشم تعمیل ہوگی اور حضور مہربانی کرکے میرا خط میری بی بی کے نام ضرور بھیجدین اس خاص عنایت کا شکر گزار ہونگا۔ فوجدار صاحب کا بھی شکریہ ادا کردو اور جو چاہو گھٹا بڑھا دو۔ اب مجھے کچھ کھلادو۔ پھر مین ان ساحرون اور غنیمون اور جاسوسون سے سمجھ لونگا جو جزیرے پر حملہ آور ہونگے۔

اتنے مین چوبدار نے عرض کی خداوندا ایک کسان کو کچھ عرض کرنا ہی۔ یہ بولے بھلا یہ کون وقت عرض معروض کا ہی۔ آخر ہم لوگ پتھر کے بنے ہین۔ پہلے تو یہ دیکھو کہ کوئی جاسوس تو نہین ہے۔ بھلا مانس معلوم ہوتا ہی۔ حکم ہوا آنے دو۔ فریادی حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی انسان اس کی صورت سے سمجھ جاتا کہ بھلا آدمی اور مرد نیک ہی۔

فریادی۔ گورنر صاحب کون اور کہان ہین۔

داروغہ۔ وہی جو کرسی پر رونق بخش ہین کوئی اور بھی بھلا بیٹھ سکتا ہی۔ فریادی نے کہا حضور دست بستہ عرض ہی کہ میرے دو لڑکے ایک بی۔ اے کا امتحان دینے والا ہی۔ دوسرا وعظ کیلیے تیار ہو رہا ہی۔ بی بی نے قضا کی ہین بچون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون مگر جو لڑکا بی۔ اے ہونے والا ہی وہ ایک لونڈیا پر عاشق ہوا اور اسکی جان اسپر جاتی ہی اور اس کا باپ نہین مانتا حضور سفارش کردین تو بڑا احسان ہو۔ مین موضع خرد پور کا رہنے والا ہون۔ بدھو گورنر نے پوچھا تمھاری بی بی کس عارضے مین مری۔ کہا حضور ایک گورے ڈاکٹر نے چیچک مین دست آور دوا دے دی بس پھر نہ بچی۔ بدھو نے کہا اُن سب کو قید کی سزا دیجائے گی۔ جاتے کہان ہین۔ اسکے بعد فریادی کی جو شامت آئی تو اسنے کہا خداوند غلام کو کچھ اور بھی عرض کرنا ہی اور وہ یہ کہ اگر حضور اسوقت چار سو روپیہ عنایت فرمائین تو احسان ہو۔ گورنر اس درخواست پر آگ ہوگئے

اور مارے غصے کے کرسی لے کے قریب تھا کہ سر پھوڑ ڈالین مگر داروغہ نے روک لیا۔ بدصورت جھلا کر کہا ارے گدھے بجوڑ سے جنگلے چمار کے بچے اگر اسی دم میرے سامنے سے نہ چلا گیا تو اس کرسی سے سر ہی پھوڑ ڈالون گا۔ ابھی ڈیڑھ دن بھی گورنری کو نہین ہوے اور پاجی تو نے سوال کرنا شروع کیا۔ بھیجا نکال لونگا۔ چوبدارون نے کہا ہٹ جا بے ہٹ جا۔ اور وہ بیچارہ گردن جھکا کے ہوے روانہ ہوا گویا بہت ہی شرمندہ تھا۔ بناوٹ کی بات نہ تھی۔

بدصورت کو تو اب اسی غصے کی حالت مین چھوڑیئے اور فوجدار صاحب کا ذکر خیر سنیئے کہ چہرا بگڑا ہوا زخمی پریشان۔ آٹھ دن تک اسی حالت مین رہے اس اٹھواسے مین ایک روز ایک معاملہ وقوع پذیر ہوا جس کا حال مورخ نے بہ شرح وبسط بیان کیا ہی جیسا کہ اس تاریخ مین ابتدا سے انتہا تک کل امور من وعن درج کیے ہین۔

فصل ۔ ۴۸

اب سنیئے کہ فوجدار صاحب کا حال زار معرض بیان مین لاتے ہین کہ یہ غمزدہ ستم رسیدہ کس مصیبت مین تھا بلّی کے پنجون سے کسی سپاہی یا جرنل یا ایل تامور نے یہ مصیبت نہین اٹھائی تھی شیرون کے پنجون سے لڑتے تھے مگر انکی بدنصیبی کہ بلّی نے نکوٹے مارے۔ یہ بستر پر پڑے ہوے سوچ رہے تھے کہ دفعۃً کسی نے دروازہ کھولا اور انکو یقین ہوگیا کہ وہی خواص اس غرض سے آئی ہو کہ انکو بے عزت کرے اور زبردستی اپنا کام نکالے۔ فوراً فرمایا۔ ای خواص یاد رکھنا کہ تمام دنیا بھی اگر ایک طرف ہو جائے تو مین سوا اپنی معشوقہ زرین کمر کے اور کسی عورت کی جانب رُخ تک نہ کرون۔ تہ دل سے اس کا عشق ہی اور اسی پر جان جاتی ہی اگرچہ وہ گنوارن ہی تو بھی دل وجان سے جان جائے گی اور اگر زربفت اور کمخواب اور مقیش اور زیور سے آراستہ ہو کر آئین تو بھی وہی محبت رہے اسی کا ہون اور اسی کا ہو کے رہون گا۔ اتنے مین دروازہ بخوبی کھلا اور فوجدار صاحب اٹھ کھڑے ہوے۔ زرد رنگ کی چادر سر سے پاؤن تک لپیٹے ہوے۔ اونی ٹوپی سر پر۔ منہ اور ڈاڑھی بندھی ہوئی۔ اور منہ سب چھپا ہوا۔ ڈھاٹا بندھا ہوا۔ اس قطع اور برزخ سے پریت سے معلوم ہوتے تھے۔ آنکھین دروازے سے لگی ہوئی تھین۔ گلعذار کے عوض ایک اور عورت انھون نے دیکھی ایک ہاتھ مین موم کی بتی دوسرا ہاتھ روشنی کی ٹکر بچانے کے لیے بتی پر رکھا ہوا عینک لگائے سفید برقع اوڑھے۔ آہستہ آہستہ آئی۔ ہمارے سودائی سمجھے کہ ساحرہ ہے اور دق کرنے آئی ہی۔ خدا سے دعا مانگی کہ تو محفوظ رکھنا۔

یہ پریت ادھر اُدھر گھومنے اور انکے قریب آنے لگا جب کمرے کے وسط مین آیا تو فوجدار کو دیکھا یہ مردہ تھے فوجدار کو اس قطع سے دیکھکر سمجھی کہ کوئی بھوت ڈرا رہا ہی بتی ہاتھ سے گر گئی۔ کہا یا خدا بچائیو۔ اور مارے خوف کے تھرتھرا کے گر پڑی۔

ادھر فوجدار صاحب بھی خائف ہوے مگر دب کے نکل جانا تو انھون نے سیکھا ہی نہ تھا۔ کہا ارے آسیب یا جو کوئی تم ہو۔ بتاؤ تمھین خدا کی قسم کہ تم کون ہو اور مجھ سے کیا مطلب ہی مین خدا ترس آدمی ہون اگر تم مصیبت مین ہو تو مجھ سے کہو۔ مین تمھاری مصیبت رفع کر دون گا۔ بندہ تمام کا غلام ہی اور نیکی کرنا میرا خاص کام ہی۔ اس نے کہا حضور مین نہ پریت ہون نہ آسیب مین اسی سرکار کی لونڈی ہون۔ انھون نے کہا سنو جی اگر تم کٹنی ہو اور کوئی پیغام لائی ہو تو ہم سے نہ کہو۔ ہم سوائے اپنی معشوقہ زرین کمر کے اور کسی سے کچھ مطلب نہین رکھنا چاہتے اور اگر کوئی اور بات ہے تو بتی روشن کر وا ور آؤ۔ وہ بولی خدا نہ کرے کہ ایسے پاجی پنے کے پیشے سے مین روٹی کماؤن۔ ابھی میرا سن ہی کیا ہی۔ مین بتی روشن کر لون تو حضور سے عرض حال کرون کہ آپ نے ساری خدائی کے مظلومون کی مدد کا بیڑا اٹھایا ہی یہ کہکر وہ باہر آئی اور فوجدار اسکے انتظار مین دیدے پھاڑ پھاڑ کر دروازے کی جانب دیکھنے لگے اور سوچنے لگے کہ شہزادیون اور بیگمون سے تو ہم بچ بچ کے آئے اب اگر ان ادنی ادنی عورتون پر ریجھین تو افسوس ہے۔ ہان شیطان سے خدا بچائے بڑے بول کا سر نیچا اب تک بڑی بڑی پریون کے پھندے مین تو ہم پھنسے نہین اب ان چڑیلون کے دم مین بھلا کیونکر آ سکتے ہین۔ انکی اوقات پر لعنت۔ ہم ان کو کیا سمجھتے ہین۔ ایک امیرزادی کی تصویر کھنچوائی تھی کہ اسی قسم کی چڑیلین ان کے پانون دھو رہی تھین یہ اسی قابل ہین۔

فوجدار نے اٹھکر چاہا کہ دروازہ بند کر دین تاکہ وہ اندر نہ آنے پائے مگر دروازے تک پہونچتے ہی اس سے مڈھ بھیڑ ہوئی وہ بتی روشن کر کے آ رہی تھی انکو دیکھکر پھر ڈری اور کہا اگر اس کمرے مین چلون تو کوئی ڈر تو نہین ہی بھلمنسی سے بیٹھ آؤ گے نا۔ فوجدار نے کہا مجھے تو تمھاری جانب سے یہ خوف ہے۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے یہ کمرا ایسا محفوظ ہی کہ اگر کسی کو مار بھی ڈالو تو کانون کان خبر نہ ہو۔ اور آدمی کا دل ڈانوان ڈول ہو ہی جاتا ہی۔ اچھا مجھے اپنا ہاتھ دو اس سے بڑھ کے ثبوت تمھاری پارسائی کا اور کیا ہو گا۔ یہ کہکر اسکا دست راست چوم لیا اور دونون ہاتھ مین ہاتھ دیکر چلے مورخ کہتا ہی کہ اگر مین ان دونون کو اس قطع سے جاتے ہوے دیکھتا

تو بڑی ہی ہنسی آتی حالانکہ وہ عورت کہہ چکی تھی کہ آدھی رات کے وقت بستر سے اُٹھ کے کسی عورت کے پاس جانا اچھا نہین معلوم ہوتا۔

الغرض فوجدار صاحب تو بستر کے اندر گئے اور لپیٹ لپٹا کے پڑے۔ اور وہ کرسی پر بیٹھی۔ فوجدار صاحب نے منھ کھول دیا۔ پہلے فوجدار مخاطب ہوے۔ کہ اب تم اپنے دل کا حال اور وہ راز سربستہ بیان کرو اور صاف صاف کہو مین بغور سنونگا اور پوری پوری ہمدردی کرونگا اس نے کہا حضور مین نے حضور کی معشوقہ زرین کمر کو عجب حالت مین دیکھا۔ مین اپنی بپتی کہنے نہین آئی ہون۔ انکی بپتی کہنے آئی ہون۔ جس وقت مین نے انکو دیکھا جادو کا اثر کم ہو گیا تھا فرمایا کہ اگر وہ ملین تو کہنا کہ تمہارے کارن اس مصیبت مین پڑی ہون مگر آہین انکا کون قصور ہے۔ اتنا ہے کہ جو خون فاسد جادوگرون نے انکے جسم مین بیرونی ترکیبون سے ڈالدیا تھا وہ دو دیوتاؤن کی مدد سے جو انپر مسلط ہین پسینا بن کے نکل جاتا ہے تو اب سینے حضور انکو اسکے لیے خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور اسکے بعد ان دو فوارون کا شکریہ جو ہر ٹانگ مین ہین ایک ٹانگ مین ایک۔ ان دونون کے ذریعے سے خون فاسد پسینا بن کے نکل جاتا ہے۔ یہ اطبا کی راے ہے اور اس قسم کا خون انکی ہر رگ وپے مین دوڑتا ہے۔ فوجدار نے کہا یا خدا خیر کیجیو کیا ہماری پیاری معشوقہ کے بدن سے ندیان جاری ہین۔ مجھے واللہ نہ یقین آتا چاہے کوئی درویش کامل بھی کہتا مگر جب تم کہو تو کیون نہ یقین آئے مگر ان فوارون سے ضرور عنبر اور عود اور مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اس سے ہماری سمجھ مین آتا ہے کہ فوارے صحت کے لیے بڑے مفید ہین۔

فوجدار صاحب نے یہ کہا ہی تھا کہ دروازہ کسی نے کھولا عورت کے ہاتھ سے بتی گر گئی وہ متحیر ہوئی کہ یہ کون آتا ہے اور کمرا بالکل تیرہ و تار ہو گیا اور ویسے ہی اس بیچاری کا گلا کسی نے دونون ہاتھون سے دبایا اور دوسرے آدمی نے آرام پائی سے اسکو مارنا شروع کیا۔ فوجدار سنانے ہین۔ خاموش۔ سوچے کہ مبادا اسکے بعد ہمارا ٹیٹوا کوئی لے اور پاپوش کاری ہونے لگے۔ انکا خوف بیجا نہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر مین انپر بھی بے بھاؤ کی پڑنے لگین۔ یہ ذرا کھانس لیتے تھے۔ مگر چپکے چپکے۔ زبردست مارنے رہنے نہ دے۔ آدھ گھنٹے کے بعد اس آسیب سے نجات ملی۔ وہ عورت آہ سرد بھرتی لباس درست کرتی کمرے سے باہر چلی گئی اور فوجدار سے ایک لفظ بھی نہ کہا اور یہ بیچارے مار کھاکے اور پٹ پٹا کے با دل غمگین آہ آتشین تنہا

پڑے رہے اب انکو یہان پڑے رہنے دیجئے اور غور کیجئے کہ یہ کس جادوگر کا کام تھا کہ موے پر سو دُرے۔ یہ موقع محل پر کہا جاے گا۔ اب بدھو نفر ہمکو بلاتے ہین تاریخ کا سلسلہ مجبور کرتا ہی کہ ہم اب بدھو نفر کا ذکر خیر کرین۔

فصل-۴۹

اب ہم ان گورنر صاحب والا مناقب کی طرف متوجہ ہوتے ہین یاد ہوگا کہ اس کسان سے حضور بہت ہی بگڑے تھے جسنے چار سو روپئے مانگے تھے۔ اسکو تو اب داروغہ نے سمجھا دیا کہ تو روپیہ نہ مانگنا۔ بدھو نے سب کی جانب مخاطب ہو کر کہا اور ڈاکٹر بھی موجود تھے کہ اب مجھے کامل یقین ہو گیا ہی کہ ججون اور گورنرون کو چاہیے کہ فولاد کے بنے ہون۔ اس بدبخت کو تو دیکھو کہ مرے دوزخ مین جائے یا بہشت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے جسوقت جی چاہے غرض لیکے موجود۔ کوئی وقت مقرر ہی نہین۔ اور اگر بیچارے جج کو وہ وقت نامناسب معلوم ہو یا موقع نہو تو بڑبڑانا اور کوسنا اور اسکے کلیجے بھر کو بکھاننا شروع کرین۔ اے خودغرضو اسقدر جلد بازی وا نہین ہی۔ وقت مناسب پر کل امور اچھے معلوم ہوتے ہین۔ سونے کے وقت یا کھانے کے وقت فریاد لے کے آنا عین حماقت ہی۔ ہم لوگ بھی آدمی کا جامہ رکھتے ہین ہمکو بھی کوئی وقت آرام کرنے کو چاہیئے۔ ہان اگر ان ڈاکٹر صاحب کی راے لیجائے تو یہ ہمکو بھوکون ہی مار ڈالین خدا انکو اور انکے پیشے کے سب لوگون کو یون ہی بھوکون مارے۔ میرا مطلب گوکھے اور بد طبیبون سے ہی۔ لائق اور نیک طبیبون کو تو موتیون مین تولنا چاہیئے۔

جو لوگ بدھو سے واقف تھے انکو استعجاب ہوا کہ یہ گوکھا اور اس لیاقت سے گفتگو کرتا ہی۔ اور حیرت کا مقام ہی تھا۔ گنوار ان پڑھ۔ گدھا۔ اور اس فصاحت کے ساتھ گفتگو کرے۔ شان خدا۔ سچ ہی جو ترا خود کو تو آپ سکھا دیتا ہی۔ الغرض ڈاکٹر صاحب نے اجازت دی کہ آج شب کو آپ کھانا کھائین حالانکہ اصول کے یہ بات بالکل خلاف تھی۔ اس سے گورنر کو تسلی ہوئی اور دعا مانگی کہ کہین کھانے کا وقت جلد آئے اور اسکے ساتھ ہی کھانا بھی آئے آخر کار خدا خدا کر کے وہ وقت آیا اور مرسے کا ساگ تیل مین پکا ہوا اور راونٹ کا ابلا ہوا گوشت اسپر پیاز چھڑکی ہوئی اور روٹی اسکو بھوک کے وقت اس مزے سے انھون نے کھایا کہ پلاؤ سے بہتر معلوم ہوتا تھا مطنجن کی کیا حقیقت تھی۔ مسلم مرغ کا کباب گرد تھا بریانی مات تھی۔ کھا پی کر جب پیٹ بھرا تو بدھو نے ڈاکٹر سے طنزیہ کہا یہ بھاری کھانا اب

نہ پکوائیے گا۔ مین تو بکری اور جنگلی ہرن کے گوشت اور شلجم اور پیاز کا عادی ہون اور اگر کوئی شخص بے ایمانی کرنا چاہے گا تو مین ہون اور وہ ہی۔ مل جُل کھاؤ بیو چین کرو۔

ز اتفاق مگس شہد میشود پیدا	خدا چہ لذت شیرین در اتفاق نہاد

مین اس جزیرے کی گورنری اسطرح کرونگا کہ کسی کی حق تلفی نہو اور نہ میرے حقوق پر آنچ آنے پائے۔ سب مساوی۔ روز روشن جو خدا نے پیدا کیا وہ سب کے لیے روز روشن ہی امیر ہو یا غریب۔ اگر طمع کا شہد کھاؤگے تو مکھیان نوچ کھائین گی۔ داروغہ نے کہا حضور واقعی حضور نے وہ گورنری کی کہ واہ وا۔ ہم سب اہل جزیرہ حضور کی غلامی کرینگے اور مطیع رعایا بنکے رہین گے کس خوبی سے انتظام شروع کیا ہی کہ واہ۔ بدھو نے کہا یہ آپ کی راے صحیح ہی اگر کوئی اس سے نااتفاقی کرے تو وہ گدھا ہی۔ مین ان ڈاکٹر صاحب کو پھر سمجھائے دیتا ہون کہ میرے کھانے کا عمدہ بندوبست کرین اور میرے باد پا گدھے کا بھی بہت خیال رکھین۔ کل نظم و نسق سلطنت مین یہ دو امر سب سے زیادہ ضروری ہین۔ کسی روز دورہ کرینگے تاکہ بدمعاشون اور چورون اور اچکون سے جزیرہ خالی ہو جائے۔ اور صفائی کا بھی خیال رکھین گے۔ یاد رکھو دوستو ملک مین کاہل اور سست آدمی ایسے ہی ہوتے ہین جیسے وہ شہد کی مکھیان جو خود کام نہین کرتین اور محنتی مکھیون کا حصہ کھا جاتی ہین۔ ہم کسانون کے حقوق محفوظ رکھین گے اور جو حقوق خاص یہان کے رؤسا کو حاصل ہین ان پر آنچ نہ آنے دینگے۔ اہل حرفہ کو جو قابل ہین انعام دینگے اور مذہب کو ترقی اور مذہبی آدمیون کو عزت دینگے اسکی نسبت آپ کی کیا راے ہی صحیح کہتا ہون یا آپ لوگون کا سر پھراتا ہون۔ داروغہ نے کہا حضور خدا گواہ ہی کہ آپ سے اَن پڑھ آدمی کا اس فصاحت کی تقریر کرنا ایک قسم کا معجزہ ہے۔ پہلے تو ہم حضور کو کم عقل سمجھتے تھے مگر اب تو سبحان اللہ۔ فیصلہ مقدمات مین۔ مذاق مین۔ واقعات مین۔ ملکی امور مین۔ سب مین بے مثل پایا۔

شب کو حسب اجازت ڈاکٹر صاحب کھانا کھایا اور اسکے بعد مع سکرٹری و داروغہ و اہلکاران و اعیان معززو بخشی الملک و افسران جو ڈیشل ایک بٹالین کی بٹالین لیکر روند پر چلے۔ سب کے درمیان مین بدھو نفر عصاے شاہی در دست۔ دو چار بازارون کی گشت کے بعد تلوار چلنے کی آواز آئی دیکھا تو دو آدمیون مین تلوار چل رہی ہے۔ افسرون کو دیکھکر ایک نے غل مچا کر دہائی دی۔ (بادشاہ کی دہائی ہی خدا کے نام پر یہ تو بتاؤ کہ کیا اس

قصبے مین جائز ہی کہ کوئی سر بازار حملہ کر کے مال چھین لے) بدھو بولے بھائی صاحب چیتیان نہ بجھوائے صاف صاف حال بیان کیجیے مین یہان کا گورنر ہون - اسپر دوسرے نے جواب دیا حضور مین مختصراً بیان کر دونگا - یہ صاحب اس سامنے والے قمارخانے سے ابھی ابھی آرہے ہین وہان جب کبھی ان سے کسی بے داؤن یا پانسے کی نسبت بحث ہوتی تھی تو مین انکی سی کہتا تھا یہ وہان سے گھتے کا گجھا بھر کے لائے اور مجھ سے کچھ اشارہ بھی نہ کیا اور جوے خانے سے اُٹھ کے چلے آے مجھے قاعدے کی رو سے دو اشرفیان جسکے رسے ہوتے ہین ملنی چاہئین - ان سے دلوا دیجئے بدھو نے کہا تم ان کے سبب سے کسقدر جیتے ہو - اس نے کہا حضور سو روپیہ - کہا پچاس انکو دو اور پچیس غربا کے لیے ہمارے داروغہ کو دو کہ خیرات خانے کی مد مین داخل کرے اور پچیس روشنی کے صیغے مین داخل کرو - اور اگر جوے کی علت مین دھرے گئے - تو سو درے - اور سنو جی دوسرے آدمی تم یہ پچاس تو لو مگر اسی وقت اس جزیرے سے نکل جاؤ - اگر کل تم یہان دکھائی دیے تو پھانسی دے دون گا مطلب یہ کہ جلاد کو حکم دونگا کہ پھانسی دے دو - اگر کوئی بولا تو سخت سزا پاے گا -

ایک نے روپیہ دیا - دوسرے نے جیب مین رکھا - اس نے جلاوطن کی سزا پائی یہ گھر واپس آئے -

گورنر - ان قمارخانون سے ملک تباہ ہو جائیگا مین انکو نیست و نابود کر دونگا - قمارخانے میرے وقت مین نہین رہ سکتے -

داروغہ - حضور جس قمارخانے کا ذکر کرتے ہین وہ بہت بڑے معزز آدمی کا ہی - اور وہان چھوٹی امت کے لوگ نہین آتے - جوا تو ضرور کھیلا جاتا ہی مگر تہذیب کے ساتھ - بدمعاش اچکے اٹھائی گیرے - گرہ کٹ - چور - ڈاکو اس قسم کے لوگون کا وہان گزر نہین - بیٹھک جوے کی رسم بڑی ترقی پر ہی مگر معزز جواریون اور کمینے جواریون مین فرق ہی -

گورنر - بندہ نواز - یہ وہ معاملہ ہی کہ اسکی نسبت بہت کچھ بحث ہو سکتی ہی -

اتنے مین ایک کانسٹبل ایک نوجوان کو گرفتار کیے ہوے حاضر ہوا اور کہا حضور یہ جوان ہماری طرف آتا تھا جب روند کو دیکھا تو بھاگا اور مین بھی دم کے ساتھ - اگر یہ لڑ کھڑا کے گر نہ پڑتا تو مین اسکی گرد کو بھی نہ پا سکتا - بالکل ہرن کی طرح چوکڑیان بھرتا ہی - اس کے بگٹٹ بھاگنے سے مین تاڑ گیا کہ یہ بدمعاش ہی -

گورنر۔ تم بھاگے کیون تھے بھئی۔
جوان۔ اسلیئے کہ آپ کے افسرون کی عادت ہی کہ بے کار بے وجہ سیکڑون سوال کرکے جان عذاب مین کر دیتے ہین۔ اور مین انکے جوابون سے بچنا چاہتا ہون۔
گورنر۔ اچھا۔ تمھارا پیشہ کیا ہی۔
جوان۔ مین جلاہا ہون اور تیرون کے لیے نوکین بناتا ہون حضور والا۔
گورنر۔ ہان اب آپ دل لگی بھی کرنے لگے۔ ہان ہان اسوقت یہان کیا کرنے آئے ہو۔
جوان۔ حضور ہوا کھانے۔
گورنر۔ ہوا کھانے لوگ کہان جایا کرتے ہین۔
جوان۔ خداوند جہان ہوا چلتی ہو۔ پورب پچھم۔ اتر۔ دکھن۔ جہان ہو۔
گورنر۔ ظریف بھی ہو۔ اچھا تو ہم ہوا ہین بلکہ آندھی روگ۔ ہم تمکو اڑا کے جیلخانے لیجائینگے اور وہان تمکو لیجا کے سلائینگے۔
جوان۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا مجال۔ مجھے جیلخانے مین کوئی سلا نہین سکتا۔
گورنر۔ ارے بدبخت مجھ گورنر مین تیرے نزدیک اتنی بھی طاقت نہین ہی کہ تجھکو جیلخانے مین سُلائے۔ کوئی ہی اسکو ابھی جیلخانے لیجاؤ اور داروغہ جیل سے کہو کہ اگر ذرا اسکے ساتھ رعایت کی تو دو برس قید کی سزا دونگا۔
جوان۔ سرکار حضور کی طاقت مین کوئی شک نہین مگر باانیہمہ طاقت حضور بلکہ تمام دنیا کے بادشاہون کی مجال نہین کہ مجھے جیلخانے مین سلا سکین۔ فرض کیجیے کہ جیلخانے بھیجدیا اور زنجیر و تو ق اور لوہے اور ہتھکڑی اور بیڑی سے لاد دیا۔ لیکن ہمارا جی نہین چاہتا تو ساری خدائی ایکطرف ہو جائے بھلا کوئی ہم کو سُلا تو لے۔
سکرٹری۔ اس بارے مین تو ہم بھی ان سے اتفاق کرتے ہین۔
گورنر۔ اس سے تمھارا یہ مطلب ہی کہ ہمارے حکم کی تردید نہین کرنا چاہتے بلکہ اپنی خوشی سے نہین سونا چاہتے اچھا ہمارا کیا ہرج ہی خیر اسوقت ہم تمکو چھوڑے دیتے ہین جا کے مزے سے پاؤن پھیلا کے آرام کرو۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ پھر کسی افسر سرکاری سے دل لگی نہ کرنا ورنہ جوتون پر بید پڑوا دونگا۔
وہ نوجوان اپنے گھر گیا اور گورنر صاحب روند کو چلے تھوڑی دور پہ دو کانسٹبل ملے

ایک شخص کو پکڑے لاتے تھے۔ کہا حضور گورنر صاحب یہ عورت اور خوبصورت عورت۔ مرد کے بھیس مین۔ دو تین لالٹینین لیکر ہم نے دیکھا تو عورت کا چہرہ کوئی سولہ برس کا سن موباف سبز رنگ بیش بہا۔ صورت دیکھی تو ہزار دن حور پن نثار۔ مردانہ لباس اُتارا تو دیکھا چمپئی رنگ کا دوپٹا کامدانی کی دھانی رنگی ہوئی کُرتی۔ سرخ رنگ گرنٹ کا پائجامہ اس پہ لچکا اور لیس۔ اور پائے نگارین مین گنگا جمنی بوٹ۔ رُپہلا پھندنا۔ ہاتھ مین کھانڈا۔ سب نے پسند کیا مگر کوئی پہچانتا نہین۔ شہر کے باشندے بھی نہین پہچان سکتے تھے اور جو لوگ اس دل لگی کے راز سے واقف تھے انہین بھی معدودے چندہی کو اس نئے مذاق کی خبر تھی۔ گورنر صاحب بھی اس زنگ خوش جمال کو دیکھکر ریجھے پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آتی ہو اور یہ مردانے کپڑے کیون پہنے اسنے شرما کے بجائے گردن جھکا کے کہا حضور سب کے سامنے مین اس راز کو افشا نہین کر سکتی صرف اسقدر کہہ سکتی ہون کہ مین چور نہین۔ مجرم نہین ہان رقابت کے سبب سے مین اس گت کو پہونچی ہون۔ اتنے مین داروغہ نے کہا حضور سب کو ہٹا دیجئے تاکہ تخلیے مین یہ حال دل آزادی کے ساتھ کہہ سکین۔ داروغہ اور سکرٹری اور منشی کے سوا اور سب ہٹ گئے اور اس نوخیز نے یون بیان کرنا شروع کیا مین قیارقاآنی کی لڑکی ہون جو میرے باپ کے مکان مین اکثر آتا ہی۔ اور اون کی سوداگری کرتا ہی۔ بدھو نفر نے فوراً ٹوکا۔ کہا سُنو جی ابھی تمنے کہا کہ قیارکی لڑکی ہون اور پھر کہا کہ تمھارے باپ کے گھر مین اکثر آتا ہی۔ وہ بولی حضور معاف فرمائین میرے حواس ٹھکانے نہین ہین اصل مین میرے باپ کا نام غیور غزیانی ہی۔

داروغہ۔ ہان یہ مانا ہم غیور غزبانی سے بخوبی واقف ہین۔ یہ مانا۔ وہ ایک امیر آدمی ہی۔ ان کے ایک لڑکا ہی اور ایک لڑکی جب سے لڑکی پیدا ہوئی ہی کسی نے اسکو نہین دیکھا۔ ع۔ برہنہ ندیدہ تنش آفتاب ٭ سنتے ہین مہر سپہر جمال ہی۔

عورت۔ یہ صحیح ہی اور اُنکی لڑکی وہ مین ہی ہون مین حسین ہون یا نہین آپنے مجھے خود ہی دیکھ لیا۔ (یہ کہکر وہ زار زار رونے لگی۔)

داروغہ معلوم ہوتا ہی بڑی مصیبت پڑی ہی جب تو ایسی پری کو اپنا مکان چھوڑنا پڑا۔

منشی۔ جی ہان۔ اسمین کوئی شک نہین۔ اور اس اشکباری سے اور بھی یقین ہوتا ہی۔

بدھو گورنر نے اسکی تسلی کی اور کہا تم کل صاف صاف بتادو۔ ہم لوگ تمھارے درد دل

کا علاج کرینگے گھبراؤ نہین۔ اُسنے کہا حضور دس برس سے میرے باپ نے مجھکو گھر سے نہین نکلنے دیا یعنی جب سے میری مان نے قضا کی۔ مین چار دیواری کے باہر نہین نکلی۔ دن کو آفتاب اور رات کو چاند کے سوا دس برس تک اور کچھ نہین دیکھا۔ مجھے معلوم ہی نہین کہ شہر کی گلیان اور مسجد اور شوالے اور باغ کہان ہین اور مردون مین اپنے باپ اور بھائی کے سوا اور کسی کو نہین جانتی یا قیاار کو جانتی ہون جو اون کی سوداگری کرتا ہی یہ اکثر آتا تھا اسی سبب سے اصل امر چھپانے کی غرض سے مین نے اسی کا نام لیا تھا کہ میرا باپ ہے۔ باہر نہ نکلنے اور ادھر اُدھر آنے جانے کی ممانعت سے میرا ناک مین دم آگیا تھا اور رنجیدہ نہ نکلنے سے سخت پریشانی تھی۔ میری دلی خواہش تھی کہ دنیا کو دیکھون۔ مین سنا کرتی تھی کہ بیلونکی لڑائی ہوتی ہی۔ ہاتھی لڑائے جاتے ہین۔ مینڈھے ٹکر لڑتے ہین۔ میرا بھائی جو مجھ سے سال بھر چھوٹا ہی اس سے مین یہ سب باتین پوچھا کرتی تھی اور وہ بیان کرتا تھا جس سے اور بھی شوق ہوتا تھا کہ بچشم خود دیکھتی۔ ایک روز مین نے اپنے چھوٹے بھائی سے التجا کی اور بہ منت کہا کہ بھائی ہمین دنیا دکھادے وہ بڑی ہی بُری گھڑی تھی خدا وہ گھڑی کسی کو نہ دکھائے۔

یہ کہکر وہ زنکۂ نوخیز زار زار رونے لگی۔ داروغہ نے کہا بی بی جلد بیان کرو کہ مصیبت تم پر کیا پڑی۔ بیان کو طول نہ دو تمھاری اشکباری ستم ہی وہ بولی بس اب وہی چار لفظون پر بیان کا خاتمہ ہی گو اشکون کا خاتمہ محال ہی اور میری سزا ہی یہ ہی۔ کہ از ماست کہ بر ماست منشی اسکی خوبصورتی پر عش عش کرتا تھا۔ اسنے پھر لالٹین اٹھائی اور اسکے حسن گلوسوز کو دیکھا قطرات اشک کو وہ قطرات شبنم بلکہ موتی کے آبدار دانے سمجھا۔ دعا مانگتا تھا کہ یا خدا اسکی مصیبت ایسی نہو جیسی اسکے اشکون سے ظاہر ہوتی ہی۔ گورنر نے کہا ای نوجوان عورت ہمکو تمام قصبے مین جانا ہی جلد حال زار بیان کر۔ اسنے سسکیان بھرتے ہوے بادل پر درد بیان کیا کہ میری ساری مصیبت یہ ہی کہ میرا باپ غافل سو رہا تھا۔ مین نے اپنے بھائی کے کپڑے پہنے اور اسکو اپنے کپڑے پہنائے داڑھی موچھ تو ہی نہین۔ خیر کل قصبے کی سیر کی۔ گھر پلٹتے ہوے ہمنے دیکھا کہ کچھ لوگ آ رہے ہین میرے بھائی نے کہا بہن بھاگو روند کے لوگ آگئے وہ بھاگا مین گر پڑی اور ان لوگون نے مجھے گرفتار کر لیا اور اتنے آدمیونکے روبرو مین ذلیل ہوئی۔ گورنر نے کہا لاحول ولا قوۃ ذرا سی بات کا تبنگڑ بنا یا۔ صاف کہد دینا تھا کہ باپ کی چوری سے سیر کرنے نکلی تھی۔ اتنے مین وہ کانسٹبل اسکے بھائی کو گرفتار کرکے لائے اور اسنے بھی وہی کہا جو اسنے کہا تھا اور معلوم ہوا کہ بیان

صحیح ہی۔ ان دونون کو گورنر نے رخصت کیا اور ناصحانہ کلمات زبان پر لائے اور بہت سی مثلین کہین اور کہا خبردار اب اس طرح پر دنیا کے دیکھنے کا شوق نہ کرنا شریف میلی لڑکیون کو ٹانگ توڑ کے گھر مین رہنا چاہیئے۔ اپنی مرغی بری نہو تو پرائے گھر جا کے انڈا کیون دے بس سمجھ جاؤ۔ اور خوش خوش گھر جاؤ۔

ان دونون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا اور کہا آپ کی ہمدردی نے بندہ احسان کر لیا ہی اور روانہ باشد۔ گھر جا کے دروازہ چپکے سے دھمدھمایا خادمہ نے جو واقف راز بھی کھولدیا اور رونڈ والون مین دل لگی رہی کہ دنیا کے دیکھنے کا اچھا شوق چرّایا۔ ان دونون کے حسن کا نقش بھی دلون پر جم گیا سب کی رائے تھی کہ یہ سب بچپنے کی باتین ہین۔ منشی کہ عاشق ہو گئے تھے سوچنے لگے کہ کل ہی اس حسینہ کے باپ سے کہونگا کہ ہم اسکو عقد مین لانا چاہتے ہین ممکن نہین کہ گورنر کے مصاحب سے انکار کرے اور ادھر گورنر سوچ رہے تھے کہ اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے کے ساتھ کرین ممکن ہی کہ گورنر کی لڑکی سے کوئی انکار کرے۔ لوگ تخریبہ بیاہین

الغرض اس رات کی رونڈ اس طرح پر ختم ہوئی اور دو دن کے بعد گورنر بھی تشریف لے گئے جل جلالہ۔ بدھو کا بنا بنایا گھر ہی بگڑ گیا۔ واہ رے شیخ چلّی

فصل ۔۵۰

مورخ نے قسم کھائی ہی کہ راست براست بلا کم و کاست حرف بحرف لکھینگے۔ کل واقعات صحیحہ۔ پیشتر بیان ہو چکا ہی کہ ایک خواص فوجدار کے کمرے مین گئی تو دوسری خواص نے دیکھ لیا اور چونکہ خواصون کو غیبت کرنیکی بڑی بُری عادت ہوتی ہی ایک اور خواص کو ہمراہ لیکر جھانکنے گئی تو فوجدار کے کمرے مین وہ خواص بیٹھی پائی فوراً آکے رئیسہ سے کہدیا اور انھون نے اپنے میان کو اطلاع دی اور دل لگی دیکھنے کے لیے انھون نے ان دونون خواصون سے کہا کہ جا کے دونون کو بیٹھو۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

اب سنیئے کہ اس مذاق کے بعد رئیسہ نے ایک آدمی بدھو کے گانون روانہ کیا۔ جب وہ وہان پہونچا تو دیکھا کہ عورتین ندی مین نہا رہی ہین۔ پوچھا تم مین سے کوئی بدھو نفر کو جانتی ہر جو خدائی فوجدار کا مصاحب ہی۔ ایک جوان لونڈیا نے جو نہا رہی تھی کہا ہان وہ میرا باپ ہی اور فوجدار ہمارے آقا ہین۔ آدمی نے کہا انکا خط لایا ہون۔ لونڈیا بڑی خوش ہوئی اور کپڑے بدل کر ننگے سر ننگے پانون دوڑتی اچکتی کودتی پھاندتی اس آدمی کے گھوڑے کے

آگے آگے چلی تھوڑی دور جاکر اسنے کہا یہی ہمارا مکان ہی یہ کہکر اپنی مان کو پکارا (امان کوئی ابا کے پاس سے آیا ہے) اور اس آدمی سے کہا کہ امان بڑے تردد مین تھین کہ بہت دن سے خبر نہین آئی ہی - اب اچھا ہوا کہ تم آگئے - انھون نے کہا بڑی خوشخبری لایا ہون اتنے مین ایک ادھیڑ سی عورت آئی گھٹنا پہنے ہوے جسمین دو پیوند لگے ہوے تھے اور میلا دوپٹا اور موٹے نین سکھ کی پھٹی ہوئی کرتی پیوڑی سے رنگی ہوئی - چرخا کات رہی تھی - آکے کہاری لڑکی کون آیا ہی - سوار نے گھوڑے سے اتر کر کہا حضور لیڈی صاحب مین آپکا غلام حاضر ہوا ہون اور یہ کہکر قدمون پر گر پڑا اور کہا حضور ذرا اپنا ہاتھ دین تو چوم لون کہ حضور انکی منکوحہ بی بی ہین جو جزیرۂ حمق پور کے گورنر ہین - اس نے کہا یہ کیا کانٹون مین گھسیٹتے ہو - مین ایک غریب عورت کھیت مین کام کرکے ہمسایہ پاس کے زندگی بسر کرتی ہون - مین گورنر کی جورو نہین ہون - وہ بولا یہ خط لیجیے اور یہ تحفہ اس سے حضور کو معلوم ہو جائیگا کہ حضور کون ہین - یہ کہکر اسنے مالاے مرجان انکے گلے مین پہنا دیا اور کہا یہ خط ملاحظہ فرمائیے ایک تو حضور کے شوہر ہمارے جزیرے کے گورنر کا ہی اور دوسرا ہمارے آقا اور انکی بی بی نے بھیجا ہی - یہ سخت متحیر ہوئی اور مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائی اور علی ہذا القیاس لڑکی بھی - لڑکی نے کہا معلوم ہوتا ہے یہ سب ہمارے آقا فوجدار کی کارگزاری ہی - عرصے سے وعدہ تھا - سوار نے کہا انھین کی اعانت سے میان بدھو اب گورنر مقرر ہوے ہین -

بی بی - اچھا ان خطون کو پڑھ دو - مین کاتنا جانتی ہون پڑھنا لکھنا نہین جانتی -

لڑکی - اور نہ مین پڑھ سکتی ہون - کہو تو طالب علم یا پادری کو جاکے بلا لاؤن -

سوار - اجی نہین اسکی کیا ضرورت ہی مین کاتنا نہین جانتا پڑھنا جانتا ہون -

پہلے سوار نے بدھو کا خط پڑھ کے سنایا جو ناظرین کی نظر سے گزر چکا ہی لہذا قلم انداز کیا جاتا ہی بعد ازان رئیسہ کا خط سُنایا - وہو ہذا -

میری پیاری - تمھارے میان بدھو نفر کی قابلیت اور دیانت دیکھکر مین نے اپنے پیارے شوہر سے سفارش کی کہ وہ اسکو ایک جزیرے کی گورنری دین - ہم نے سنا ہی کہ وہ اعلی درجے کا انتظام کر رہے ہین اور اس سے ہم ازبس محظوظ ہوے - شکر خدا کہ جو انتخاب ہم نے کیا تھا اسمین ہم نے دھوکا نہین اٹھایا - حق یون ہی بہن کہ آج کل لائق گورنر ملنا مشکل ہی - خدا کرے مین ویسی ہی نیک ہو جاؤن جیسا بدھو لائق گورنر ہی مین ایک مالا بھیجتی ہون اسمین سونا بھی ہی - اور یہ بھی تو

تو مان کا پان بھلا رفتہ رفتہ ہمارے تمھارے ملاقات بڑھے گی اور ملین گے اور خدا جانے کیا کیا پلنگ بڑھین گے اپنی لڑکی سے کہدو کہ جب کبھی شادی کی خواہش ہو ہمسے کہدے سنا ہی کہ آپ کے قصبے کی جھڑبیری بہت بڑی اور کھٹے مٹھی ہوتی ہی مہربانی کرکے دو درجن بیر بھیجدیجیے آپ کی شے کی مین قدر کرونگی۔ جواب جلد لکھیے اور خیر و عافیت سے مطلع فرمائیے۔ اور جس شے کی ضرورت ہو فوراً لکھ بھیجیے زبان ہلانے بھر کی دیر ہوگی۔ خدا حافظ۔ آپ کی بہن۔

خط سنکر بدھو کی بی بی گورنرن نے کہا واہ شہزادیان یہ کہلاتی ہین۔ سادہ مزاج ملنسار۔ غرور نہین۔ نہ کہ ہمارے گانوٗن کی امیرزادیان۔ زمین پر قدم نہین رکھتین۔ کسی کی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتین اور ہم لوگون کی طرف دیکھتا تو گویا اپنے آپکو ذلیل کرنا ہی ایک یہ نواب زادی ہین اس قصبے مین کوئی انکے پاسنگ کو بھی نہین پہونچتی اور کس رنگ سے لکھتی ہین۔ اچھا بیٹی ان مہمان کی خاطر کرو۔ انکے گھوڑے کو اصطبل مین باندھ دو اور گھانس آگے ڈالدو۔ اور انڈے لاؤ اور گوشت۔ مین جھڑبیری جھوّے کا جھوّا لادونگی اس شخص کی خاطر داری کرنی چاہیے کہ ایک تو خوشخبری لایا ہی دوسرے خوشرو ہی۔ اچھا اب مین جا کے پڑوسیون کو خوشخبری سناتی ہون یا دری سے کہونگی اور خلیفہ سے جو انکے بڑے دوست ہین۔ لڑکی نے کہا امان جاؤ آدھا مالا مین لونگی نواب زادی کوئی بیوقوف نہین ہوا کرتی ہین کہ سب کا سب تمھین کو دے دیا ہو ہمین ہم بھی شریک ہین مان بولی بیٹا تم پورا مالا کا مالا لے لو۔ مگر تین چار روز مجھے پہننے دو میرے دل کی کلی کھلی جاتی ہی پیامبر نے کہا اور جب وہ ریشمی لباس بیش بہا دیکھو گی جو اس صندوق مین لایا ہون اور جو سوا گورنرون کی بیبیون اور بیٹیون کے اور کوئی نہین پہن سکتی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگی یہ کپڑے گورنر نے اپنی صاحبزادی کے لیے بھیجے ہین کہ لڑکی نے پوچھا صاحبزادی کسے کہتے ہین اسنے کہا آپ کے لیے بھیجے ہین۔ خوش ہوکر بولی (خدا انکو ہزار برس کی عمر دے اور لانے والے کو اس سے کم نہ بخش۔ بلکہ دو ہزار برس اگر ضرورت ہو)۔

بدھو کی بی بی خطوط لیکر اور مالا پہنکر باہر گئی مالے کو بار بار دیکھتی اور اچھالتی جاتی تھی ایتر کے مگر تیتر۔ اتفاق سے پادری صاحب اور طالب علم سے راہ مین مڈھبھیڑ ہوئی۔ کہا قسم کھا کے کہتی ہون کہ اب ہمارے عزیز کوئی غریب آدمی نہین ہین مین گورنرن ہوگئی ہے اب کوئی امیرزادی ہمارا مقابلہ تو کرے۔ کیا مجال ہم سمجھتے کیا ہین۔ پادری نے کہا یہ کیا بک رہی ہے یہ اور کاغذ کہانسے اٹھا لائی یہ بولی بک نہین رہی ہون۔ یہ خطوط میرے نام نواب اور گورنرون کے آئے ہین اور یہ مالا

بڑا بیش بہا ہی اور سونے کے دانے بھی اسمین ہین۔ اور مین اب گورنر کی بی بی ہون۔ طالب علم نے کہا خدا خیر کرے ہماری کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا کہ تم کہتی کیا ہو۔ وہ بولی ارے صاحب یہ خط لیجئے اور یہ مالا دیکھئے۔ پادری صاحب نے خطوط پڑھ کر طالب علم کو سنائے اور مالا کو جو دیکھا تو واقعی قیمتی۔ سونا خاص جی پور کی اشرفی کا۔ مونگا۔ بے مثل مگر سمجھ مین نہ آیا کہ اتنی بڑی شہزادی اور دو درجن جھڑبیری منگوائے۔ پوچھا یہ خط اور مالا کس سے پایا اسنے کہا میرے گھر چلکے دیکھ نہ لو قاصد آیا ہی دونون ملکر گئے کہ اس چیستان کے معنی تو سمجھین کہ چہ معنی دارد حیرت سی حیرت ہی بدھو کی بی بی انکو ساتھ لے کر مکان پر گئی۔ دیکھا کہ سوار گھوڑے سے باتین کر رہے تھے اور لڑکی سوار کے لیے انڈے تل رہی تھی۔ سوار کی شکل صورت دیکھکر دونون خوش ہوے۔ باہم علیک سلیک کر کے طالب علم نے فوجدار اور بدھو نفر کی خیر و عافیت دریافت کی اور کہا گو ہمنے دونون خط پڑھے مگر سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا معاملہ ہی کجا بدھو نفر کجا جزیرے کا گورنر۔ اسنے کہا جناب بات یہ ہی کہ بدھو کے گورنر ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین۔ اب اس سے مجھے کوئی بحث نہین کہ جزیرہ ہی یا شہر ہی اس قصبے مین کوئی دو ہزار کی آبادی ہی طالب علم نے کہا اور اتنی بڑی شہزادی نے یہ جھڑبیری کیسے منگوائین۔ اسنے جواب دیا بندہ نواز گو وہ کم دیتی ہین مگر منکسر مزاج اسقدر کہ ایکدفعہ ایک پڑوسی سے تھوڑی دیر کے لیے کنگھی منگوا بھیجی تاکہ اگر انکے ساتھ کوئی احسان کرین تو انکو شرم نہ آئے۔ وہان کی شہزادیان غربا سے بعجز ملتی ہین۔ غرور اور انکسار اور مقامون کی شہزادیون کی طرح انکے مزاج مین نہین ہی۔ بے تکلف بیٹھ آتی ہین۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ لڑکی نے آن کر کہا لیجئے انڈے تیار ہین اور یہ بتائیے کہ ابا تو ہمارے باپ گورنر ہین۔ مسالے کی ٹوپی پہنے ہین یا نہین۔ اس نے کہا مین نے کچھ خیال نہین کیا۔ وہ بولی اہو ہو ابا چاندی کی ٹوپی پہن کے کتنے اچھے معلوم ہوتے ہونگے۔ اس نے کہا بس اگر دو مہینے بھی گورنری رہے تو للّی گھوڑی بنجائینگے۔

سوار کی اس تقریر سے ان دونون کو یقین ہو گیا کہ مذاق کرتا ہی مگر اسقدر بیش بہا مالا اور ایسے سونے اور ریشمی لباس فاخرہ سے انکو تعجب ہوتا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہی۔ لڑکی کی گفتگو سن سن کر انکو ہنسی آتی تھی اور زیادہ تر ہنسی تب آئی جب بدھو کی بی بی نے کہا دیا دری اگر کوئی بنارس جانے والا ہو تو ہم عمدہ عمدہ تھان وہان سے منگوائین اور گورنر کی بی بی بنکے اپنے میان کے پاس جائین اور گدھون کی گاڑی پر سوار ہون اور رعایا جھک جھک کے سلام

کرے۔ لڑکی نے کہا اور ہم شادی کرلین۔ یا خدا میری شادی کل ہوتی ہو تو آج ہو جاے اور ہم میان کو جو کڑی پر بٹھائے ہوے ہوا کھائین لوگ جل جل کے کہین کہ ارے یہ وہی لہسن والی لونڈیا ہے دو کوڑی کی اور ہین زمین پر قدم ہی نہ رکھون۔ اور انسے کہون اب تم جلا کرو۔ جلو کیون امان۔ اچھی کہی نا مین نے۔ وہ بولی۔ بہت اچھی کہی۔ پیارا بدھو ہمسے بیٹھین گوئی کر گیا تھا ابھی اور برٹھین گے مین شہزادی ضرور ہونگی۔ بھارے باپ جو مثلون کے باپ ہین کہا کرتے تھے کہ جب ہم لوگون سے کہتے ہین کہ ہم گورنر ہونگے تو وہ ہنستے ہین مگر ہنستے ہی گھر بستے ہین۔ لڑکی نے کہا اگر امیر لوگ ہماری غریبی کی حالت یاد کرکے حقارت کی نظر سے دیکھین گے تو کیا ہمارے پیر پیغمبر یا دیوار ستائے جائین گے۔ کوئی سونے کا بچھا لیکے مان کے پیٹ سے نہین نکلا تھا جلین گے تو جلین۔ راجہ روٹھین اپنا راج لین رانی روٹھین اپنا بھاگ لین۔ پادری نے کہا مجھے یقین ہی کہ بدھو کے خاندان کے چھوٹے بڑے سب مثلین بیٹ مین لیے ہوے پیدا ہوے تھے۔ کوئی فقرہ کسی کی زبان سے بے مثل نہین سُنا۔ سوار نے کہا مین کہنے ہی کو تھا کہ ہمارے گورنر صاحب بے مثل بات ہی نہین کہتے گو خیر سے اکثر اوقات بے محل فرماتے ہین مگر ہماری شہزادی کو بہت پسند ہین۔ طالب علم نے کہا تو آپ واقعی پھر فرماتے ہین کہ وہ گورنر ہو ہی گئے اور تحفے شہزادی نے بھیجے ہین۔ اس مین شک نہین کہ قیمتی ضرور ہین۔ عجب نہین کہ فوجدار کی کوئی کارستانی ہو۔ سوار نے کہا حضرت سینے مین اپنے والدین سے عشق رکھتا ہون انھین کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ بدھو نفر واقعی گورنر ہین اور یہ تحفے بے شبہہ ہماری شہزادی نے بھیجے ہین۔ اور یہ جو آپ نے کان مین کہا تھا کہ جادو کا زور۔ اس کا حال مجھے نہین معلوم۔ اگر یقین نہ آئے تو ایک صاحب چل کے دیکھ لیجئے۔ کانون سے سنکر باور نہ کیجئے تو آنکھون سے دیکھیے۔ ع۔ آنکھون سے بھی دیکھیے جو کانون سے سُنا۔ لڑکی ٹائین سے بول اٹھی۔ اچھا ہم چلتے ہین ہمین پیچھے بٹھا لینا۔ سوار نے کہا بسر و چشم۔ مگر گورنرون کی لڑکیان یون نہین جایا کرتی ہین۔ اور خاص بردار خاصے کے گھوڑے گاڑیان ہون تو مضائقہ ندارد۔ وہ بولی اجی ہم اپنے گدھے کے پیچھے پر بھی اسی آسانی اور آرام سے بیٹھتے ہین جیسے عمدہ سے عمدہ گاڑی پر۔ مین تم لوگون کی ٹیم ٹام سے نفرت کرتی ہون۔ اسکی مان نے کہا چپ حرامزادی تو کیا جانے یہ ٹھیک کہتے ہین۔ جیسا موقع ہو ویسا کرنا چاہیئے۔ اب گورنری کی لیاقت کے موافق کام کرنا چاہیئے۔ جھوٹ کہتی ہون؟ سوار نے کہا بہت صحیح کہتی ہو۔ اچھا اب مجھے جلد کھانا کھانا ہی اور پھر واپس جانا ہی۔ جلدی ہی۔ پادری نے کہا

آپ گھر چلیے اور ماحضر تناول فرمائیے۔ مطلب یہ تھا کہ ان کو چل کے ٹٹولو کہ کتنے پانی مین ہین۔ اُس وقت کیو قت تنہائی مین سُنین کہ فوجدار کجاست و آن بمبوق چہ میکند۔ پہلے تو اسنے انکار کیا مگر پھر راضی ہو گئے۔ طالب علم نے بدھو نفر کی بی بی سے کہا لاؤ خط لکھ دین مگر اسنے کہا معاف کیجئے ہم اپنے لکھوالین گے۔ اسنے ایک اور آدمی سے کچھ دے کے دو خط ان دونون کے جواب مین لکھوائے دو انڈون اور ایک روٹی پر لکھے گئے یہ لکھائی کی اجرت تھی۔ دونون کی عبارت خود گورنر کی بی بی نے بتائی تھی۔ یہ خط بھی اس تاریخ مین یادگار رہین گے۔ آگے چلکے ملاحظہ فرمائیے گا۔

فصل-۵۱

سوار اور بدھو نفر کا حال تو یہان رہا اب ذرا گورنر صاحب کے ہان کا ذکر سنیے۔ منشی کو تمام شب نیند نہین آئی ہر دم اُسی مہ وش مہ پارہ کی یاد۔ ادا بانکی چتون ترچھی۔ چال مستانہ داروغہ صاحب اپنے آقا اور انکی زوجہ بلقیس مرتبت کے لیے بدھو گورنر کی دوراندیشی و حماقت کا ذکر لکھنے لگے کہ گو سڑی ہی مگر کبھی کبھی بات پکی کہ جاتا ہی اور کبھی گنوار ین۔ جلی اور ممتاز قلم سے ایک شی لکھی ہی اسکو گل بوٹے بتاتا ہی۔ صبح کو جب گورنر بیدار ہوے تو ڈاکٹر کی رائے سے ارہر کی کھچڑی اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی دیا گیا اگر روٹی کا ٹکڑا لہسن کے ساتھ اور ایک خوشہ انگور دیا جاتا تو یہ بہت خوش ہوتے مگر قہر درویش برجان درویش۔ ڈاکٹر نے ان سے کہا کہ جناب گورنری کے لیے دماغی قوت کی ضرورت ہی جسمانی قوت کی ضرورت نہین ہی اور زود ہضم غذا سے دماغ صحیح نہین رہتا۔ بدھو ذرا سی کھچڑی کھا کے بھوکے رہے۔ لیکن ڈاکٹر کو گالیان دین اور گورنمنٹ کو اور جس نے گورنمنٹ دی دونون کو کوسا۔ بہر کیف کچھ زہر مار کر کے اجلاس پر بیٹھے تو ایک نیا مقدمہ آیا جو انکے جزیرے کا نہ تھا۔ ایک معزز شخص نے کہا۔

حضور لارڈ گورنر۔ ایک لارڈ کی عملداری مین ایک دریا ہی اور وہ اُسکی عملداری کے دو حصون کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہی۔ حضور ذرا غور سے سنین کیونکہ معاملہ سنگین ہے اور بڑا ضروری اس دریا پر ایک پل تھا جسپر پھانسی بنی ہوئی ہی اور ایک مکان عدالت کا بنا ہوا جس مین عموماً چار جج اجلاس کرتے ہین۔ اس پل پر ایک خاص قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص پل پر سے گزرے اس سے سوال کیا جاتا ہی کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو۔ قسم لے لی جاتی ہی۔ اگر سچ بولا تو حکم ہوا کہ جاؤ۔ اور اگر جھوٹ بولا تو پھانسی۔ سیکڑون آدمی آئے گئے۔ اور ججون نے تاڑ لیا کہ سچ بولتے ہین مگر حال مین ایک شخص نے جو پل پر سے گزرتا تھا

قسم کھا کر کہا مین حلفیہ کہتا ہون کہ مین اس پھانسی پر چڑھ کر مرنے جاتا ہون یہان آنے سے اور کوئی غرض نہین ہی۔ججون نے جو غور کیا تو شش وپنج مین۔اگر آزادی کے ساتھ جانے کی اجازت دین تو وہ شخص جھوٹ بولا کہ پھانسی پر چڑھنے جاتا ہون اور از روے قواعد اسکو پھانسی پانی چاہیئے اور اگر پھانسی دین تو دے نہین سکتے کہ وہ سچ بولا تھا۔چونکہ حضور کی قابلیت کا شہرہ ہی لہذا ججون نے آپ کے پاس بھیجا ہی۔بینوا و توجروا۔ججون کو کونسی کارروائی کرنی چاہیئے مہربانی کرکے ذرا بعد غور راے زرین سے مطلع فرمائیے۔

بدھونفر نے کہا اگر پنچ صاحب تمکو یہان نہ بھیجتے تو بڑی تکلیف سے تم بچ جاتے۔ان پیچیدہ معاملات مین ہمکو دخل نہین ہی۔معمولی بات ہوتی تو ہم راے دیتے۔اچھا ذرا پھر تو صورت معاملہ بیان کرو شاید سمجھ مین آجائے۔سائل نے دوبارہ صورت معاملہ سمجھائی تو انھون نے کہا ہماری راے مین مختصر طور پر اسکی صورت یون ہی۔مجرم نے قسم کھائی کہ وہ پھانسی پر چڑھ کے مرنے جاتا ہی اگر اسکو پھانسی دیجاے تو اسکا قول صحیح نکلا اور قواعد مقررہ کی رو سے اسکو آزادی ملنی چاہیئے کہ پل سے گزرے اگر پھانسی پر نہ چڑھائین تو وہ جھوٹ بولا اور اسی قاعدے کے موافق اسکو پھانسی پانی چاہیئے۔سائل نے کہا حضور صاف سمجھ گئے اور اب کیا سمجھنے مین باقی رہا۔بدھونے کہا اچھا تو پھر ہماری یہ راے ہی کہ جس حصۂ جسم سے وہ جھوٹ بولا اسکو تو بچالو۔اور دوسرے حصۂ جسم کو پھانسی دو۔قانون کا مطلب حاصل ہو جائے گا۔سائل نے کہا سرکار اس صورت مین تو نتیجہ وہی ہوا کہ اسنے پھانسی پائی۔اور یہ حق تلفی ہی۔بدھونے کہا بھائی صاحب اسمین شک نہین اسکے پھانسی دینے مین کئی وجوہ بھی اسی قدر قوی ہین جسقدر اسکے آزاد کرنے کے وجوہ ہین لیکن ایک تجربہ کار کا قول مجھے یاد آیا وہ یہ کہ اگر جرم مین احتمال ہو کہ کیا یا نہین کیا دس حصہ یقین ارتکاب جرم کا ہو اور دس ہی حصہ اس امر کا کہ وہ مجرم نہین ہی تو مجرم کو بری کر دینا چاہیئے لہذا اس شخص کو جسکا مجرم اور غیر مجرم ہونا محل شک مین ہی۔بری کرنا لازمۂ عدل وانصاف ہی۔اگر مین لکھا پڑھا آدمی ہوتا تو خود لکھدیتا آپ جا کے ہماری جانب سے کہدیجیے کہ اس سے زیادہ انصاف اور کچھ نہین ہو سکتا۔یہ فیصلہ ہمنے اپنے اتالیق اور آقا خدائی فوجدار کے نصائح مین سے اخذ کرکے قلمبند کیا ہی مطلب یہ ہی کہ یہ راے انکی ایک نصیحت کا جزو ہی۔داروغہ جی اگر تم پھر پیٹ کھانا دو تو وہ وہ فیصلے کرون کہ عش عش کر جائیے اس طرح چٹکی بجاتے فیصلہ کرون کہ ادھر آپ شمع کو پھونک کے گل کیجیے اور ادھر ہم فیصلہ کر چکین۔

داروغہ نے اس مرتبہ انکو بھر پیٹ کھانا کھلایا اور ڈاکٹر کی ایک نہ سُنی۔ فواکہ کھا ہی رہے تھے کہ خدائی فوجدار کا نامہ بنام بدھو نفر آیا۔ آپ نے سکرٹری کو حکم دیا کہ پڑھ کے سناؤ فوجدار کے خط کا ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے لائق ہی۔ اگر کوئی امر مخفی نہو تو زور زور پڑھو۔ سکرٹری نے پڑھنا شروع کیا۔

نامہ خدائی فوجدار شیر افگن بنام بدھو گورنر جزیرہ حمق پور۔

یار بدھو۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ تم گدھا پن اور ناعاقبت اندیشی سے کام کرتے ہوگے مگر جو آتا ہی تعریف کرتا آتا ہی کہ بڑی لیاقت سے انتظام کرتے ہین خدا کا شکر ہی کہ وہ اپنے گدھے کو خشکا کھلاتا ہی اور کبھی امیر کو فقیر کر دیتا ہی ؎

قسام ازل کا اک اشارہ بس ہے
دم بھر مین شہنشاہ گدا ہوتا ہے

سنا تم انسان کی طرح گورنری کرتے ہو اور خلیق ایسے ہو جیسے گدھا مسکین ہوتا ہی۔ ایک نصیحت ہماری اور مانو کہ بہت منکسر مزاج بھی نہو۔ رعب رکھو۔ ۶۔ جرأت لازم ہی بادشاہی کے لیے۔ دوسری یہ کہ لباس گورنری پہن کے جایا کرو۔ جامۂ پہلوانی دربرا اور جبیرہ زعفرانی برسر۔ اس قطع سے دیوان عام مین نہ جانا۔ رعایا کے خوش رکھنے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ خلق سے پیش آئے اور پیداوار کثرت سے ہو۔ اور ارزان۔

نیکی کے مسلک کے سالک ہو۔ اور بدی سے احتراز کرو۔ دور اندیشی کے یہ معنی ہین کہ نہ بہت سختی سے پیش آؤ نہ بہت نرمی سے۔ مدرسون بازارون شفاخانون کو اکثر ملاحظہ کرتے رہو۔ گورنر کے قدوم میمنت لزوم سے بڑی برکت ہوتی ہی۔ بزقصابون پر تاکید رکھو کہ بیمار جانور کا گوشت نہ بیچین اور کوئی دوکاندار کم وزن باٹ نہ رکھنے پائے۔ یہ کبھی نہ ظاہر کرو کہ پرائی عورت پر نظر بد ڈالتے ہو۔ اور کھانے کی حرص نہ کرو۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے اور ذلیل و خوار۔ جو امور ہین نے تمھارے گورنر ہونے کے قبل لکھدیے تھے انپر لحاظ رکھو مکرر سہ کرر غور کرو ہر قدم پر دقتین واقع ہونگی ہمارے دستور العمل کے مطابق چلوگے تو اچھے رہوگے۔ اپنے آقا رئیس نامدار اور شہزادی کا شکریہ ادا کیا کرو۔ احسان فراموشی اور تکبر سے انسان تباہ ہو جاتا ہی۔ جو محسن کے ساتھ احسان فراموشی کریگا وہ خدا کے احسان کو بھی بھول جاے گا۔

تمھاری بی بی کے پاس شہزادی نے ایک قاصد اور تحائف اور خط بھیجے ہین۔ جواب آتا ہی ہوگا۔ ایک واردات یہان ہوگئی تھی ناک اڑ ہی گئی ہوتی۔ ایک ساحر بلّی بنکر آیا مگر ۶۔

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ۔ بلیون سے کہ شیر کی خالہ ہوتی ہین بڑا معرکہ اور مقابلہ ہوگیا تھا۔ ہمارے نفس مطمئنہ کا امتحان شیطان نے لیا تھا اگر نفس لوامہ غالب نہ آتا تو شہزادی کے سامنے ذلیل ہوتا مگر ع۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ مین نے عربی فارسی اس سبب سے لکھی کہ اب تم گورنر ہو۔ پڑھ گئے ہوگے۔ اچھا اب خدا حافظ

تمھارا دوست خدائی فوجدار

بدھو نے بڑے غور سے اس خط کو سنا اور جس جس نے سنا اسنے تعریف کی کہ کیا خوب حکیمانہ نصیحتین کی ہین۔ بدھو نفر نے فوراً علیحدہ جاکر سکرٹری کو بلایا اور اس نامے کا جواب لکھوایا اور تاکید کردی کہ خبردار جو لفظ میرے منہ سے نکلے وہ لکھنا۔ کم نہ بیش۔ سکرٹری نے تعمیل حکم کی۔ وہو ہذا۔

نامہ بدھو نفر بنام نامی حضور خدائی فوجدار

میرے آقا جب سے مین گورنر مقرر ہوا آرام اور نوم غائب غلہ۔ صوم سر پر سوار آج کھانا ملا تو کھانے مین پیشتر عید ہوگئی۔ اس کثرت سے کام ہی کہ سر کھجانے اور اگر مکھی ناک پر بیٹھے تو اس کے منہکانے اور ناخن تک بنوانے کی فرصت نہین۔ ناخن بہت بڑھ گئے ہین خدا مدد کرے اسی سبب سے حضور کو اپنے نیک و بد سے اطلاع نہ دے سکا جب ہم اور آپ جنگل بیابان مین گھومتے تھے تب بھی واللہ اتنے بھوکے نہین رہتے تھے جتنے اس گورنری مین ہین۔

حضور شہزادہ بہادر نے لکھا تھا کہ ہوشیار رہنا کچھ لوگ تیرے مار ڈالنے کی گھات مین ہین مین نے جاسوس چھوڑے تو خبر غلط نکلی ہان ایک قاتل البتہ یہان ہی وہ ڈاکٹر ملازم سرکاری ہی وہ مجھے بھوکون مارتا ہی خدا اسکو غارت کرے ہم سمجھے تھے کہ گورنری کی حالت مین تر لقمہ کھائینگے شیر مال گھی دودھ کی۔ انگور کے خوشے۔ مگر سوکھی روٹی بھی اس ملعون ڈاکٹر کے سبب بہ دقت تمام ملتی ہی۔ گدگدے بچھونے کے عوض پتھر پر سونا پڑتا ہی گورنری کا ہے کو ہی فقیری ہے سادھو بننے آئے ہین اگر یہی لیل و نہار ہی تو بندہ انشاءاللہ عنقریب فیل ہو جائے گا۔ اب تک رشوت نہین لی ہی مگر یہان کی رسم ہی کہ قرض کے نام سے خوب لوٹے کل شب کو روند کے وقت ایک پری پیکر مردانہ لباس پہنے ملی منشی اس پر عاشق ہو گیا ہی۔

بندہ بازار جاتا ہی جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہی اور وہان دغابازون کو سزا دیتا ہی بڑی خوشی کی بات ہی کہ شہزادی نے میری مکرمہ معظمہ بی بی کو خط اور تحفے بھیجے موقع وقت پر

شکریہ ادا کرونگا۔ مہربانی کرکے اُن کے دست مبارک کو میری جانب سے بوسہ دیجیے۔ اور کہہ دیجئے کہ بندہ احسان فراموش نہین ہی وقت پر خود ظاہر ہو جائیگا۔ خدا کیلئے انسے لڑنہ پڑنا ورنہ مین کہین کا نہ رہونگا۔ حضور نے نصیحت کی ہی کہ احسان فراموشی نہ کرنا حضور کو بھی لازم ہی کہ احسان فراموشی نہ کرین انکے ایوان عالیشان مین بڑی بڑی خاطر داریان ہوئی ہین۔ ناک والی بلی والا مضمون سمجھ مین نہ آیا۔ سب جادو کی بات ہی۔ ناک بچی یا نہین۔ خدا جانے ہمارے گھر کا کیا حال ہے بی بی بچے کیسے ہین۔ خدا حضور کو ان کمبخت ساحرون اور مجھے اس پاجی ڈاکٹر سے نجات دے ورنہ میری ہڈیان اس جزیرے مین دفنائی جائینگی۔

حضور کا غلام بدھو نفر گورنر۔

سکرٹری نے خط لکھکر فوراً روانہ کیا اب لوگون نے صلاح کی انکی گورنری کا قلع قمع ہونا چاہیئے۔ شب کو بدھو نے کچھ دستور العمل بنائے کہ شراب کا ٹکس معاف ہو جسکا جی چاہے لائے اور پی جائے۔ اور غلہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بلا قید ٹکس و چونگی بھیجا جائے اگر کوئی شخص شراب مین پانی ملائے تو پھانسی پائے گھی مین اگر آمیزش ہوگی تو مجرم کو حبس دوام شہر مین بندوق چلانے والے پر سو دُرّے۔ جوتون کی قیمت کم کر دیجاوے اگر کوئی شخص رات کو فحش گیت گائے تو دو سو دُرّے۔ اگر کوئی نابینا کوئی نظم گائے تو لائیسنس پاس رکھے کہ جھوٹی نظم نہ گائیگا۔ ورنہ دو برس قید تنہائی۔ اگر فقیر بازار مین بھیک مانگے تو کانسٹبل دیکھ لے اندھا۔ لولا لنگڑا۔ اپاہج ہی یا نہین اگر نہو تو دس برس قید سخت۔ اگر شرابی لڑھکتا ہوا راستے مین ملے تو زبان داغ دیجائے۔ الغرض اتنے قاعدے جاری کیے کہ آج تک وہان مشہور ہین۔ آئین بدھو نفر گورنر اعظم۔ جلیسے آئین اکبری مشہور ہی۔

فصل۔ ۵۲

مورخ میگوید کہ جب خدائی فوجدار کے نکوٹے مرہم پٹی کی مدد سے اچھے ہوگئے تو ان کو دور کی سوجھی۔ سوچے کہ ہم لوگون کی شایان شان نہین ہی کہ محلون اور گدگدے بچھونون رہین اور دو وقتہ پلاؤ اور شب دیگ اور زردہ اور کباب کھائین اور سُستی مین بسر کرین اور دنیا کے فائدے سے کوئی غرض نہ رکھین۔ اب میزبان سے اجازت لیکر رخصت ہونا چاہیئے اور چل کے اس تقریب مین شریک ہونا چاہیئے جہان مبارزان فتحیاب کو انعام ملتا ہی ایک دن کھانا کھا رہے تھے کہ دو عورتین از سر تا پا لباس ماتمی پہنے آئین۔ ایک آکے فوجدار کے قدمون پر

گر پڑی اور بادل پر درد آہ سرد بھرنے لگی۔ سب ششدر کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ رئیس اور رئیسہ نے تاڑ لیا کہ انکے نوکر دن نے کوئی دل لگی کی ہی فوجدار نے رحم کھا کر اسکو زمین سے اٹھایا اور کہا یہ برقع چہرے سے ہٹاؤ۔ برقع ہٹایا تو وہی خواص نکلی اور دوسری اس کی بیٹی تھی جسکے ساتھ امیر کسان کی لڑکی نے نرد دغا کھیلی تھی۔ رئیسہ سے اجازت لیکر اسنے فوجدار کی جانب مخاطب ہو کے کہا مین حضور سے عرض کر چکی ہون کہ ایک بدمعاش کسان نے میری اس بدنصیب لڑکی کو تباہ کر دیا۔ حضور نے مدد کا وعدہ کیا تھا اب سنا کہ حضور یہان سے رخصت ہونیوالے ہین اللہ آپ کو فائز بمرام کرے مگر جانے کے قبل اس گنوار کی کان گوشی کیجیے کہ اسکے ساتھ شادی کرے جیسا کہ اسنے اقرار کیا تھا۔ اپنے آقا یعنی اُس شہزادی صاحبہ سے توقع امداد رکھنا ایسا ہی جیسے گولر کے درخت سے آم کھانے کی امید۔ مین عرض کر چکی ہون خدا حضور کو تندرست اور زندہ رکھے۔

بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ فوجدار نے جواب دیا آنسو کم کر دو بلکہ خشک کر دو اور ٹھنڈی سانس نہ بھرو۔ مین مدد دونگا۔ رئیس کی اجازت سے مین ابھی جاتا ہون اگر خلاف وعدہ اسنے کیا تو قتل کر کے آؤنگا پیشہ ہی ہمارا یہ ہی کہ ظالم کو غارت کر دین۔ رئیس نے کہا پہلے ہم کوشش کر لین اور اس کسان کو وقت دے لین پھر اگر وہ نہ مانے تو آپ جائیے۔ فوجدار اس بات پر راضی ہو گئے اور رئیسہ اور رئیس کو وقت کافی مل گیا کہ غور کرین کہ کس ترکیب سے یہ نیا مذاق انجام پاوے۔

یہ غور کر ہی رہے تھے اور کھانا بھی ختم ہونے پر تھا کہ سوا نے آن کر بدھو کی بی بی کے دو خط پیش کیے رئیسہ نے کہا وہان کا حال تو کہو اسنے کہا حضور تخلیے مین عرض کرونگا۔ بالفعل حضور خط پڑھ لین خط دیکر سلام کر کے باہر کھڑا ہوا۔ ایک کا لفافہ یہ تھا۔ (بنام بیگم رئیسہ شہزادی مقام جو کہ مجھے نہین معلوم) دوسرے کا لفافہ ملاحظہ ہو۔ (بنام میرے شوہر بدھو نفر گورنر جزیرہ حمق پور۔ خدا انکو مجھ سے زیادہ عمر دے) رئیسہ نے اپنے نام کا خط لیکر پڑھا (بدھو نفر کی بی بی کا خط بنام شہزادی) بڑی خوشی اور انتہا کی مسرت آپ کا عنایت نامہ پڑھکر ہوئی۔ مالا بہت قیمتی ہی اور ریشمی کپڑے بھی قیمتی ہین۔ کل گانؤن خوش ہی کہ حضور کی بدولت بدھو گورنر ہو گیا مگر کسی کو یقین نہین آتا خصوصًا پادری اور خلیفہ اور طالب علم کو مجھے اسکی کیا پرواہی۔ ہونہ!!! جسکا جو جی چاہے کہنے دو۔ سچ یون ہی کہ اگر لباس ریشمی پیش بہا اور مالا بیش قیمت نہ آتا تو مین بھی یقین نہ کرتی

اس گانوئن مین ہر کوئی میرے میان کو گدھا سمجھتا ہی جو بھیڑون اور بکریون کے گلے کی گورنری کے قابل ہی۔ بس اللہ اسکا مالک ہی اور اسکے بڑے بڑے ہاتھ ہین اب حضور ذرا میرے میان سے کہئیے کہ بی بی کہتی ہی نکھٹو اب گورنر ہوا ہی روپیہ تو بھیج۔ نہین اُن کے پیٹ پھاڑ ڈالونگی اور بھس بھر دونگی۔ نوانکما۔ ایسا بندوبست ہو کہ ہم اور ہماری لونڈیا گاڑی پر سوار ہوکر پہونچین لوگ پوچھین کہ یہ کن بیگمون کن رانیون کی سواری آتی ہی۔ اور ہمارے آدمی جواب دین گورنر کی جورو اور لونڈیا ہمارا اور بدھو نفر دونون کا نام ہوگا۔ ابکی جھڑبیری آندھی کے سبب سے بہت کم ہوئی تھوڑی سی بھیجتی ہون۔ ہاے افسوس پار سال نہین معلوم تھا جھوون پن کے بوڑ لاتی بھیلنس کے انڈے کے برابر ہوتی ہین۔

حضور مجھے کبھی کبھی خط لکھا کرین مین فوراً جواب بھیجونگی اپنی خیر و عافیت سے اطلاع دونگی اور صلاح مشورہ کرونگی اور حضور کی جان اور مال کو دعا دونگی۔ ہمکو بھول نہ جائیے گا میری لونڈیا اور لونڈا حضور کے ہاتھ چومتے ہین حضور کی زیارت کو بہت جی چاہتا ہی۔

حضور کی لونڈی بدھو کی بی بی

بدھو کی بی بی کا خط سنکر بڑے قہقہے پڑے اور رئیسہ اور رئیس سب سے زیادہ محظوظ ہوے۔ رئیس نے حسب اجازت **فوجدار** بدھو نفر کے نام کا خط بھی کھولا سینے اور غور سے سینلے (نامہ بی بی بدھو نفر بنام شوہر گورنر تمھارا خط سُن کے باچھین کھل گئین۔ خدا کی قسم کھا کے کہتی ہون کہ مارے خوشی کے دیوانی ہو جانے کو تھی۔ بھائی جان تیری گورنری سن کے مارے خوشی کے دم نکل جانے کو تھا۔ ایسی خوشخبری مین لوگون کی جانین گئی ہین لڑکی رونے لگی اسقدر خوش تھی مالا اور ریشمی کپڑے اور قاصد اور خط دیکھکر مین کہتی تھی یا اللہ یہ خواب ہی یا سچ مچ ہی یقین نہ آیا کہ ایک مزدور اور گورنر ہو جائے۔ شاہی گاڑی جلد بھیجو بھائی جان ارے مجھے اپنی گورنری کی صورت تو دکھا دے تیرے اجلاس ہی پر آن کے اتنا چومون کہ تو بھی یاد کرے تیرا کہنا ٹھیک نکلا۔ امان کہتی تھین کہ بیٹا اگر زندگی ہی تو آدمی بہت کچھ دیکھے گا۔ مجھے ابھی بہت کچھ دیکھنا ہی۔ یہان کے امیرون کی جورون بہت جلین گی کہ یہ مزدورن اس درجے کو پہونچ گئی جلنے دو۔ اب مجھے بلواؤ۔

پادری اور خلیفہ اور طالب علم کسی کو یقین نہین آتا کہ تو گورنر ہو گیا ہی وہ کہتے ہین فوجدار کی اور باتونکی طرح یہ بھی جادو ہی۔ طالب علم کہتا ہی کہ وہ تیری اور فوجدار کی دیوانگی کو کھڑے کھڑے

سر سے نکال دیگا میں ہنستی ہون اور مارے سے کھیلتی ہون اور اس فکر مین ہون کہ ریشمی کپڑے پہنا کر لڑکی کو بازار بھیجون کہ امیرون کی عورتین دیکھ کے جلین۔ ہمنے شہزادی کو کچھ جھڑبیریان بھیجین کھا کے خوش ہو جائینگی۔ کیا میوہ ہوتا ہی اپنے جزیرے مین ضرور ہوتا۔ انگور اور انار کی کیا حقیقت ہی۔ ہمین موتی کے کچھ گلوبند بھیجدو۔

یہان کی تازہ خبر یہ ہی کہ میرے چچا کی لڑکی جو تمکو بہت چھیڑا کرتی تھی ایک جلنشی کے ساتھ بھاگ گئی اور رونوا کے مکان کے نکڑ طرف جو کچا مکان کبڑیے کی دوکان کے پاس تھا وہ گر گیا اور جبر کا آٹا تین پیسے سیر بکتا ہی لڑکی کہتی ہی ہم اب گیہون کا آٹا کھایا کرینگے آج کل سرکہ بازار مین کم بکتا ہی سپاہیون کی رجمنٹ یہان آئی تھی دو لڑکیان بھگا لے گئی۔ ہماری تمھاری لڑکی بھی انکے ساتھ بھاگی جاتی تھی مین نے رجمنٹ مین جا کے غل مچایا اور چھین لائی۔ بڑی مستانی ہو رہی ہی اسکو جلد بیاہ دو۔ مگر برابر والے کے ساتھ۔ وہ اب ایک آنہ روز کھاتی ہی۔ مگر اب وہ ایک اشرفی روز اونکو دے سکتی ہی گورنر کی لڑکی ہی کہ باتین بازار کا چشمہ خشک ہو گیا ہی اور گرمی بہت پڑنے لگی ہی۔ اس کا جواب جلد بھیجنا۔ اور میرے بلانے کی نسبت کیا رائے ہی خدا تمکو مجھ سے زیادہ عمر دے یا اسی قدر عمر عطا کرے کیونکہ مین اپنے بعد مین تمکو اس دنیا مین تنہا نہین رکھنا چاہتی۔

تمھاری بی بی گورنرن۔

ان خطون نے پیٹ مین بل ڈال دیے اور لوگ لوٹن کبوتر بن گئے کہ کیا جلد یقین آگیا اب سینے کہ وہ خط بھی آگیا جو بدھو نے فوجدار کے نام لکھا تھا یہ بھی پڑھا گیا اور اس سے لوگ شک کرنے لگے کہ بدھو سیدھا سادہ نہین ہی۔ رئیسہ نے جا کے سوار سے بدھو کے گانوٗن اور بی بی کا حال دریافت کیا اور اسنے موبمو بیان کیا راست براست۔ اس نے جھڑبیری کا بنڈل دیا اور پنیر کا ٹکڑا۔ رئیسہ نے شکریہ کے ساتھ تحفہ قبول کیا۔ اب ہم ان دونون میان بی بی کو یہین چھوڑتے ہین۔ اسکے بعد گورنرون کے فخر میان بدھو گورنر جزیرہ حمق پور کی گورمنٹ کا حال بیان کرتے ہین۔

فصل ۔ ۵۳

اس دنیا مین یہ سمجھنا کہ سدا یکسان حال رہیگا بڑی غلطی ہی۔ ع۔ کس کی رہی اور رہے گی کس کی توبہ کر بندے۔ آج فیل نشین ہین۔ کل جوتیان چٹخاتے نکلتے ہین۔ کبھی گرمی ہی کبھی سردی ایک دائرے مین کل چیزین چکر کھاتی رہتی ہین پہیے کی طرح سے زمانہ چکر کھاتا جاتا ہی۔

دارا رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا　　مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

یہ مورخ کتاب ہذا کے خیالات قابل قدر ہین۔ دنیا خواب وخیال ہی۔

دنیا خوابیست زندگانی دردی　　خوابیست کہ در خواب بہ بینی آنرا

مورخ نے بڑی تعظیم کے ساتھ میان بدھو کی گورنمنٹ کے خاتمہ بالخیر کا حال درج کیا ہی کہ کسقدر جلد تباہ اور کالعدم ہوگئی۔ گویا اصل مین خواب ہی تھا چٹ پٹ دھوان بنکے اڑگئی۔

اب سنیے کہ ساتوین شب کو یہ دل مین سوچ رہے تھے کہ نہ کھانا ملتا ہی نہ شراب ملتی ہی اور دن رات جھکی بینی پڑتی ہی فیصلہ کرو اور تنازع رفع کرو۔ لاحول ولاقوة۔

یہ سوچ ہی رہے تھے کہ بندوقون کی آواز آئی۔ کان کھڑے ہوے۔ آواز اور تیز ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ سمجھے کہ کل جزیرہ ڈوبا جاتا ہی۔ اُٹھ بیٹھے اور غور سے سننے لگے سمجھ مین نہ آیا کہ اس کا سبب کیا ہی۔ باجے ڈھول اور دُہل کی آواز اسقدر بلند ہوئی کہ اب یہ اور زیادہ خوف کرنے لگے اُچک کے انھون نے اسلیپر پہنی کیونکہ سیل وہان بہت تھی اور ٹوپی بھی نہ پہنی اور بھاگے تو دیکھا کہ کوئی بیس آدمیون کے قریب تلوارین ننگی لیے اور مشعل روشن کیے غل مچاتے آتے ہین گورنر صاحب ہتھیار بند ہوجیے غنیم آگئے۔ اب مردانگی کی داد دیجیے ورنہ گئے گزرے جلدی کیجیے ورنہ جزیرہ تباہ ہوگا اور ہم سب کے ساتھ ہتھیار باندھیے بدھو بھوق بنے ہوے اُلو کی طرح چپ۔ کہا ارے صاحبو ہمکو ہتھیار سے کیا سروکار ہی ہمارے باپ نے بھی کبھی ہتھیار کیصورت دیکھی تھی خدائی فوجدار کو بلواؤ وہ دم کے دم مین مار کے ہٹادین۔ انھون نے کہا کہین ایسی بزدلی بھی نہ کرنا۔ وہ لوگ بازار لوٹ رہے ہین۔ بڑے شرم کی بات ہی۔ بدھو نے بفحواے قہر درویش برجان درویش وبے دانتون کہا اچھا پھر ہتھیار لگاؤ۔ مین تو کچھ جانتا نہین۔ لوگون نے انکو جکڑنا شروع کیا پہلے شالباف سے توند کو کسا اسکے بعد خود سر پر رکھا بڑا بھاری اور نوبت کا ڈھونسا بیٹ سے باندھا تلوار ہاتھ مین دی اور کمر سے تینچے اور کٹار اور چھری لگائی اور کہا جلد کیجیے چلیے اور ہماری کمان کیجیے۔ آگے آپ پیچھے ہم۔ انھون نے بحسرت کہا جلدی کون چلے یہان ہلنے کی تو طاقت ہی نہین۔ قدم نہین اٹھایا جاتا اور مارے بوجھ کے دبا جاتا ہون لاش کو چاہے لاد لیچلو۔ انھون نے کہا ہمین شرم آتی ہی کہ ایسا بودا بزدل گورنر ملا۔ ڈوب مرو جاکے چلو وہ قریب آگئے۔ یہ بیچارے ذرا ہمسے تھے کہ دھڑ سے گر پڑے جیسے کچھوا گردن دھڑ کے اندر کرکے بیٹھتا ہی یا جیسے ڈونگی کو دریا سے نکال کر باہر ریت مین اُلٹا کھڑا کردیتے ہیں۔ اسپر بعض شہدون نے

مذاق کو مذاق کی حد سے زیادہ کردیا۔ یعنی اس نیمجان کو کچلنا شروع کیا اور ادھمرا کردیا اور غل مچانے لگے بان چلاؤ۔ توپون بر بتی دو۔ ایک رسالہ داہنی جانب بڑھ چلے توپخانہ گورنر کے ساتھ رہے بدھو بیچارے بے بس بیکس سمٹ سمٹا کے گٹھری بنکے بیٹھے ورنہ ان لوگون نے تو دل لگی مین بے ہی ڈالا تھا اور ہڈی پسلی چور چور کر ڈالی تھی۔ غل مچا رہے تھے دیکھو غنیم کے باجے کی دھن سے آواز آرہی ہی۔ وہ بم کا گولا چھوڑا۔ ہان جوانو بڑھے ہوے۔ ای مردان بکوشید۔ الغرض پورا سمان جنگ کا کردیا اور یہ معلوم ہوا کہ دشمن تاخت ے ہی آیا۔ بدھو نے دل ہی دل مین کہا خدا کرے غنیم انکو شکست دین اور مین مر جاؤن یا اس جزیرے سے نجات پاؤن۔ ویسی ہی خلاف امید آواز آئی۔ فتح ہی فتح ہی۔ غنیم بھاگ گیا گورنر صاحب اُٹھیے آپکے نام فتح ہی۔ خوشیان منائیے اور مال غنیمت لیجئے۔ گورنر غمگین نے کہا ذرا مجھے اٹھاؤ تو۔ مشعلین گل کرکے میری ہڈی پسلی غنیم نے توڑ ڈالی انھون نے اٹھا کے کھڑا کیا۔ انھون نے کہا خدا کرے یہ جتنے غنیم تھے سب لوہے کی کیلون سے میرے ماتھے پر ٹھوک دیے جائین مین مال اور غنیمت کا بھوکا نہین ہون لیکن اگر کوئی مجھپر ترس کھائے تو ذرا شراب پلائے کہ مین ادھمرا ہو گیا ہون اور گلا سوکھ کے کانٹا ہوا جاتا ہی۔ فوراً ان لوگون نے (اکسا انمبرون برانڈی) کے جام پلائے اور بدن دبایا۔ مگر مارے تھکاوٹ اور انتہا کی پریشانی کے غش آگیا۔ اب سب کو رنج ہوا کہ مذاق اسقدر بڑھ گیا۔ لخلخا سنگھایا منھ دھلایا جب ہوش آیا پوچھا کیا وقت ہی۔ معلوم ہوا کہ سویرا ہی جب یہ لوگ ذرا ہٹ گئے تو چپکے سے کپڑے پہنے اور اصطبل مین جاکے گدھے کو پیار کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا جب تیری پیٹھ پر ہم لد کے چلتے تھے تو مزے مین تھے اب ہوس نے زور کیا۔ الو اور مبوق بنگئے۔ تجھکو جو تھکاوٹ اور مصیبت کا ساتھی تھا چھوڑ دیا۔ اس غرور اور بلند پروازی سے ہزارہا تکلیفون ہزارہا مصائب جھو کھا آفتون مین گھر گئے یہ کہکر انھون نے کاٹھی کسی اور لدے اور سکرٹری اور منشی اور ڈاکٹر کیجانب خطاب کرکے یون گویا ہوے۔ اب حضرات بندہ رخصت میشود و اللہ نگہبان شماست اس گورنری اور اس جزیرے دونون پر خدا کی مار۔ اب اس موت سے خدا نجات دے مین کیا جانون کہ گورنری اور موچہ بندی کیا ہے مین تو کھیتی کا کام خوب جانتا ہون۔ جوتنا بونا۔ قانون سے کون مطلب ہے۔ میرے ہاتھ مین ہنسیا اچھی معلوم ہوتی ہی نہ کہ عصائے گورنری۔ بہتر ہی کہ اپنے گھر مین موٹی روٹی اور پیاز کی بھجیا پیٹ بھر کے کھاؤن بہ نسبت اسکے کہ گورنری مین فاقے کرون اور نالائق نابکار پاجی ڈاکٹر دن کے پاجی پن کے سبب سے بھوکون مرون۔ مین تخت سے درگزرا درخت کے سایے مین بے غل وغش

آزادی کے ساتھ سونا اچھا۔

مبارک بادشاہون کو ضیاے شمع کافوری	گدا کو نور کافی ہے فقط مہتاب تابان کا

مین برہنہ شکم مادر سے پیدا ہوا تھا اور برہنہ ہی قبر مین جاؤنگا۔ یہ لارڈ سے کہدینا یعنی جب اس جزیرے مین آیا تھا تو بہ یک بینی و دوگوش اور اب بھی اسیطرح جاتا ہون۔ اور لوگ جزیرون کے گورنر مالا مال ہوجاتے ہین اب مجھے جانے دو۔ تمام بدن چور چور ہی۔ ڈاکٹر نے کہا آپ نہ جایئے مین وہ شراب پلاتا ہون کہ ابھی زخم کا درد کم ہوجاے اور تر و تازہ ہو جایئے اور کھانیکو آج سے جو جی چاہے وہ کھایئے۔ بدھو بولے اب تو بندہ ٹھہرنے والے کو کچھ کہتا ہی کافر ہو جانا اس سے بہتر ہی کہ یہان رہون۔ اب اس جزیرے کی گورنری پر طلاق۔ اور اسپر کیا فرض ہی کوئی گورنری ہی آزمودہ را آزمودن جہل ست میرا خاندان بدنام ہی کہ یہ لوگ بڑے ہٹی ہوتے ہین اگر نہین منہ سے نکل جاے تو تمام دنیا ہان نہین کہلا سکتی۔ گورنری گورنرون کو مبارک۔ جتنی چادر ہو اتنے ہی پانون پھیلانے چاہیین۔ ایاز قدر خود بشناس۔ اب مین جاؤنگا دیر ہوتی ہی۔

داروغہ۔ حضور یہان کا قاعدہ ہی کہ جب کبھی کوئی گورنر جاتا ہے تو ایک روز اس کو ایوان گورنری کے باہر رہنا پڑتا ہی۔

بدھو نفر۔ ہم اس قاعدے کا برتاؤ نہین کرتے ہم جیسے مفلس آئے تھے ویسے ہی مفلس جاتے ہین اس سے ہمارا فرشتہ صفت ہونا ثابت ہی۔

ڈاکٹر۔ خدا کی قسم بدھوے اعظم بر سر حق ہین اب انکو جانے دو۔ رنج تو ہم سب کو ہی مگر شہزادی انکی ملاقات کو ترستی ہونگی اور ملنے سے خوش ہونگی۔

سب نے اتفاق کیا اور کہا انکے ہمراہ چلو اور جس شی کی ضرورت ہو وہ مہیا کر دو۔ بدھو نفر نے کہا ہمارے گدھے کو دانہ گھانس کھلا دو اور ہمکو روٹی مکھن اور انگور راستے دو نہین ہی اور کسی شی کی ضرورت نہوگی کھانا کھا ہی لیتے ہین۔ وہ لوگ انسے بغلگیر ہوے اور یہ روتے ہوے انسے ملے اور بڑی تعریف کی جس امر کو دور اندیشی سے دل مین ٹھان لیا وہ ہی کیا۔ آفرین۔

فصل ۵۴

شہزادے اور شہزادی نے دل لگی دیکھنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ خدائی فوجدار انکی اس رعایا کو سزا دین جس نے خواص کی لڑکی سے شادی کا عہد کیا اور انکار کر گیا۔ گو وہ شخص سزا سے بچنے کے لیے بمبئی بھاگ گیا تھا مگر انھون نے اسکی جگہ پر ایک اور کو مقرر کیا اور کل امور کی پہلے ہی

سے ہدایت کردی۔ فوجدار سے کہا پرسون وہ یل آئیگا اور آپ سے لڑنے پر تیار ہی۔ یہ بڑے خوش ہوے کہا ازین چہ بہتر۔ ہم تو ایسے موقع خوشی کے ساتھ ڈھونڈھا ہی کرتے ہین وہ وہ کارستانیان دکھاوٗن کہ عش عش کرنے لگے قوت سردست اور بازوے توانا کو دیکھئے گا اگر شادی پر راضی نہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ بڑی بے صبری سے انھون نے تین دن کاٹے۔ تین دن تین سو سال معلوم ہوے اب اس زمانہ نے کو ختم ہونے دیجئے اور بدھو کا حال سنیئے کہ گورنری چھوڑ کر گدھے پر سوار ہوے جسپر سے وہ دنیا بھر کے جزیرہ دن کی گورنری کو ترجیح دیتے تھے۔

یہ اپنے جزیرے سے چندہی قدم پر گئے ہونگے کہ چھ فقیر ملے جو گاتے ہوے بھیک مانگتے ہین ہاتھون مین لمبی لمبی لکڑیان لیے ہوے۔ جب قریب آئے تو یہ سب قطار باندھ کے آئے اور گاکر مانگنے لگے۔ بدھو انکی بولی نہ سمجھے۔ صرف ایک لفظ سے سمجھے کہ خیرات مانگتے ہین مورخ کہتا ہی کہ بدھو نہایت بڑے فیاض تھے۔ انھون نے آدھی روٹی اور کچھ پنیر اور انگور دیے۔ یہ انھون نے خوشی کے ساتھ لے لیے اور کہا (امبتو۔ امبتو) بدھو نے کہا ہم امبتو وبتو نہین سمجھتے۔ انھون نے تھیلی دکھائی اس سے بدھو سمجھ گئے کہ روپیہ مانگتے ہین اشارے سے کہا روپیہ پاس نہین ہی۔ اتنے مین ایک فقیر نے آگے بڑھ کے انکی کمر پکڑ کر کہا ہم بھی کیا خوش نصیب ہین بعد مدت اپنے پڑوسی بدھو کو دیکھا ارے یار پہچانا۔ بیشک تم بدھو ہو۔ نہ کچھ نشہ مین ہون نہ خواب مین۔ بدھو متحیر کہ یا الٰہی یہ کون ہے اجنبی آدمی۔ نام لیا۔ لپٹ گیا۔ غور سے دیکھا مگر نہ پہچانا۔ اسنے کہا ارے یار تم اسقدر جلد اپنے قصبے کے دوکاندار دینا کو بھول گئے۔ بدھو نے پھر غور کرکے دیکھا اور پہچانا اور گدھے ہی پر سے بغلگیر ہوے اور کہا ارے کمبخت اس بھیس مین تجھے کون پہچانے۔ سنو تو تم یہان کیونکر پھر رہے ہو تم تو جلاوطن کیے گئے تھے۔ دھر لیے جاوٗگے۔ اسنے کہا جبھی تو ایسا بھیس بدلا کہ تم تک نہ پہچان سکے۔ سامنے چلو وہان اور لوگ بھی ہین۔ وہین کھاوٗ اور ہماری بپتی سنو تمنے سنا ہوگا کہ بادشاہ کے اشتہار سے ہم مصیبت زدون کو تباہی کے ساتھ بھاگنا پڑا تھا۔

بدھو راضی ہو گئے یہ ایسی باتون مین کب چوکنے والے تھے۔ دینا نے اپنے ساتھیون سے کہا اور سب جا کے سڑک سے دور ایک باغ مین جو بہت گھنا تھا بیٹھے۔ لکڑیان رکھدین اور فقیری لباس اتار کر صرف کرتے پہنے رہے سب جوان اور ہنس مکھ لوگ تھے دینا البتہ ذرا ادھیڑ تھے دُوب کو دسترخوان بنا کر اسپر روٹی اور تلی اردیان اور پنیر اور نمکدانی اور طیور کا بھنا ہوا گوشت اور چھریان رکھین اور سب نے ایک ایک بوتل نکال کر بوتل ہی سے شراب پینی شروع کی

آسمان کیجانب گردن کی اور چڑھا گئے۔ دنیا کی بوتل مین بدھو بھی شریک ہوے اور حکومت جلنے اور زخمی ہونے اور پٹنے کا سب حال بھول گئے۔ واہ ری شراب۔ اسکے ساتھ کھانا بھی ہوتا جاتا تھا اور ایک فقیر نے رہو مچھلی کا قورمہ بھی نکالا سب سے زیادہ لطف دینے والی چیز شراب تھی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو کوئی لطف نہ آتا اب۔ ؎۔ نے غم وزد نے غم کالا ٭ شراب بھی ہے اور گوشت بھی ہے۔ احباب بھی ہین اور کنج تنہائی تو ہی ہی۔ بدھو بھی انھین لوگون کی طرح بوتل سے شراب ڈھالنے لگے۔ انکو یہ مثل خوب یاد تھی کہ جیسا دیس ویسا بھیس۔ آپس مین چہل مذاق بھی ہوتا جاتا تھا۔ اور قہقہے پڑتے تھے۔ کسی نے کہا بدھو یار تم بھی خوشبو ہی پر پہونچتے ہو۔ مانتا ہون واللہ۔ بدھو نے کہا مفت راچہ گفت مفت کی تو قاضی کو بھی حلال ہے۔ پی پلا کر سب دو بجے سوئے مگر بدھو اور دنیا جاگتے رہے ان لوگون نے کم بھی پی تھی کیونکہ ایک بوتل مین دو شریک ہوگئے تھے۔ اور باتین بھی کرنی تھین۔ دونون علیحدہ جاکے گفتگو کرنے لگے۔ دنیا نے کہا۔ تمکو یاد ہے بھائی بدھو کہ بادشاہ کے اشتہار نے ہماری کل قوم کے دلون پر کسقدر خوف پیدا کیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ ہمکو بھاگنا پڑا۔ اور اشرفیان جو ہمارے پاس تھین وہ ہمنے ایک مقام پر دفنا دین اور خوب سیاحی کی پہلے بمبئی گئے وہان سے جزیرہ بیرم گئے وہان دو مہینے رہے وہان سے پھر ہندوستان آئے۔ کراچی بندر مین اترے۔ سندھ کی سیر کی۔ پنجاب گئے وہان ضلع جھلم مین گئے۔ دہان ایک قصبہ بھون ہی وہان چھپے رہے دہان سے ادھر آئے۔ انہو نہ ایک قصبہ ہی اسمین رہے۔ غرضکہ اب یہ بھیس بدلا۔ اگر تم ہمارے ساتھ چلو تو خدا کی قسم بڑی مدد ملے۔ اشرفیان کھود کے نکال لین تمکو بھی سوا اشرفی دین۔

بدھو۔ ارے بھائی مین دو کرور اشرفیان چھوڑ کے آیا ہون مین کس سے کہون بھائی۔

دنیا۔ کیا دو کرور اشرفیان چھوڑ دین دو کرور اشرفیان تو ساری خدائی مین نہو نگی اور آپ نے چھوڑ کیون دین۔

بدھو۔ ارے یار جزیرے کے گورنر ذیجاہ ہوگئے تھے مگر جزیرون کی گورنری اور نفس کشی کے ایک معنی ہین ڈاکٹر ہر وقت سر پر موجود۔ یہ نہ کھاؤ وہ نہ کھاؤ۔ یہ اٹھا لیجاؤ۔ وہ اٹھا لیجاؤ۔ بھوکون مرو۔ اور کام اس کثرت سے کہ مرنے تک کی فرصت نہین اور اگر غنیم آئے تو مسلح ہو۔ اور یہان کسان آدمی۔ تلوار ڈھال کیا جانین۔

دنیا۔ تم تو یار پاگلون کی سی باتین کرتے ہو۔ ارے گورنری اور تم۔ آدمیان گم شدند ملک

خدا خیر کرے گرفت پڑ اور وہ جزیرہ ہی کہان؟

بدھو۔ یہان سے کوئی تین کوس پر ہی آج ہی تو وہان سے بھاگا۔ ابھی آتا ہون۔

دینا۔ جزیرہ جانتے ہو کسے کہتے ہین۔ ٹاپو کو۔ اور ٹاپو سمندر مین ہوتا ہی یہان ٹاپو کجا معلوم ہوتا ہی خلل دماغ ہو گیا ہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بدھو۔ بھائی صاحب آپ اپنی راہ جائیے اور ہم اپنی راہ جائین ہم تمھارا راز کسی پر ہرگز افشا نہ کرینگے۔ ہمکو ضروری کام ہوتا تو ضرور ساتھ چلتے۔ ہمکو بھی اشرفیان ملتین تم بھی فائدے مین رہتے

دینا۔ ارے یار ہم اصرار نہین کر سکتے مگر یہ بتاؤ کہ جب میری بی بی اور بیٹی چلی گئین تو تم قصبے مین تھے یا کہین باہر چلے گئے تھے۔

بدھو۔ گھر پر تھا۔ تمھاری لڑکی ایسی خوبصورت اور خوش ادا تھین کہ تمام شہر زیارت کو جاتا تھا اور سب کہتے تھے کہ اس سے بڑھ کے خوبصورت دوسرا نہین ہی جاتے ہوے بہت روئی اور سب سے گلے ملی اور کہا میری بہبود کے لیے خدا سے دعا مانگو میرا ساسخت دل آدمی تک رو دیا۔ اکثرون نے چاہا کہ جا کے راہ سے چھین لائین مگر بادشاہ کے حکم سے خوف معلوم ہوتا تھا وہ مہاجن جو نیل گاے کی جوڑی پر نکلتا تھا اس پر جان دیتا تھا اسکو بڑا ہی رنج ہوا جب وہ گئی تب سے گانون مین اس مہاجن نے صورت نہین دکھائی معلوم ہوتا ہی اس فکر مین گیا ہی کہ اُسکو بھگا لاے۔

دینا۔ مین بھی جانتا تھا کہ وہ میری لڑکی پر مرتا ہی اور یہ بھی مجھے معلوم تھا کہ لڑکی بڑی سیدھی اور نیک ہی۔ قومیت کے اختلاف کے سبب سے ان مین میل نہین ہو سکتا تھا وہ کبھی اس سے ہنس کے بھی نہ بولی۔

بدھو۔ تو دونون مین دل نہ ملے گا۔ اچھا اب مین رخصت ہوتا ہون میرے آقا خدائی فوجدار منتظر ہون گے۔

دینا نے کہا اچھا بھائی بدھو نفر جاؤ خدا حافظ ہی۔ دونون بغلگیر ہوے اور بدھو گدھے پر سوار ہو کر روانہ باشد۔

فصل - ۵۵

دینا کے پاس دیر تک رہنے کے سبب سے بدھو اس دن خدائی فوجدار اور ریئس تاباندہ سے نہ مل سکے کوس بھر محل رہ گیا تھا مگر شب تار کی وجہ سے انھون نے چاہا کہ کہین سڑک سے الگ سو رہین۔ مگر بدنصیبی سے ایک غار مین مع گدھے کے گرے لیکن ویسے ہی گدھے نے قدم

جما لیے اور یہ اچک کے نکل آئے انھون نے خدا کا شکر ادا کیا کہ جان بچی اور چوٹ بھی نہین آئی ادھر ادھر بدن کو دیکھا تو فضل الٰہی شامل حال۔ مکرر شکریہ ادا کیا کیونکہ انکو یقین ہو گیا تھا کہ ہزار ہا ٹکڑے ہو جائینگے۔ اب گدھے کو نکالتے ہین تو نہین نکلتا یہ بڑی مشکل ہوئی۔ کہا دنیا مین جو پیدا ہوا ہی اسکو انواع و اقسام کی مصیبتین سہنی پڑتی ہین۔ کون جانتا تھا کہ جو شخص ابھی گورنر تھا اور ہزار ہا آدمیون اور رعایا کا مالک وہ آج گڑھے مین گریگا اور یہ حال ہوگا۔ اب ہم دونون مر گدھا تو زخم اور صدمے کے سبب اور مین گدھے کے رنج مین فوجدار بھی کیا خوش نصیب آدمی ہین۔ غار مین گرے بھی تو گون سے وہان انواع و اقسام کی نعمتین دیکھین اور ہم گرے تو اس مصیبت مین۔ اپنا اپنا نصیب ہی۔ انھون نے خوبصورت خوبصورت عورتین اور بیش بہا اشیا دیکھین۔ ہم یہان غالباً سانپ بچھو دیکھینگے۔ جو کچھ ہو بیٹا گدھے اگر تمھاری جان گئی تو ہماری جان بھی تمھارے ساتھ ہی جائیگی۔ اکیلے نہ مرینگے اور تاریخ مین لکھ جائیگا کہ بدھو اور انکا بیٹا گدھا دونون نے مرتے دم تک ساتھ دیا۔ ایسے عاشق ایک دوسرے کے تھے ہماری شومی طالع ہمین یہان لائی ورنہ اگر اپنے گھر مین مرتے تو کوئی وقت پر پانی دینے والا تو ہوتا اور دم آخری کسی کے زانو پر سر رکھکر آرام سے تو مرتا۔ ای نور چشم راحت جان تو ہی اس مصیبت کے وقت میرا ساتھی ہی۔ اگر زندگی باقی ہی تو دانہ دونا کر دونگا اسوقت بس ہم ہین اور تم ہو۔ اور اللہ کا نام ہی۔

اب جو غور سے دیکھتے ہین تو خود بھی گڑھے کے اندر ہین۔ گدھا نیچے۔ خود ذرا اوپر۔ جل جلالہ یہ روتے اور غل مچاتے تھے اور گدھا چپ چاپ سنتا تھا تمام شب گریہ و زاری مین بسر کی صبحکو دیکھتے ہین کہ۔ع۔ کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی۔ گدھے کا اوپر سے ہٹنا اور بلا اعانت گڑھے سے نکلنا انتہا زیادہ محال اب انھون نے جان بوجھ کے بآواز بلند غل مچانا شروع کیا کہ شاید کوئی سنلے مگر بے سود وہ راستہ بہت ہی کم چلتا تھا یقین ہو گیا کہ یہین قبر بنی۔ گدھا دل کی آنکھون سے روتا تھا۔ روٹی نکال کے انھون نے گدھے کو دی اور گدھے نے کھائی۔ بدھو نے اسکو مثل سنائی۔ اگر آدمی چاہے کہ درد دکھ مین جی کو سنبھالے۔ تو ضرور ایک ٹکڑا روٹی کھالے۔

آخر کار خدا خدا کر کے ایک دروازہ سا پچھم جانب دکھائی دیا اور اسکے اندر حضرت داخل ہوئے تو دیکھا کہ اندر ہی اندر راستہ اس غار مین دور تک چلا گیا ہی۔ گدھے کو لیکے چلے روشنی خاصی تھی مگر تھوڑی دور پر پھر اندھیرا ہو گیا۔ ٹٹول ٹٹول کے چلے ہی گئے فوجدار نے جو باتین غار بزرگ کی بیان کی تھین وہ بار بار یاد آتی تھین اور ہر مقام پر خوف تھا کہ مبادا زمین دھنس جائے اور یہ بھی

اسکے اندر دھنس جائین۔ تخمینہ کیا تو یہ اپنے نزدیک کوس بھر کے قریب آگئے ایک مقام پر روشنی سی معلوم ہوئی۔ سمجھے کہ دوسری دنیا کا راستہ آگیا۔

مورخ نے اس مقام پر جاکر بدھو کا ذکر چھوڑ دیا اور بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ فوجدار صاحب کا حال قلمبند فرمایا جناب خدائی فوجدار صاحب بہادر اس دن کے بڑے شوق سے منتظر تھے جو جنگ کے لیے مقرر تھا کہ اس خواص کی لڑکی کے ساتھ جو بے ادبی اسکے مصنوعی عاشق نے کی تھی اسکی سزا دین۔ ایک روز صبح کو گھوڑے پر سوار اس غرض سے باہر نکلے کہ جنگ کے لیے ذرا مشق کر لین کہ ایک مقام پر جنگ سے دو ایک روز قبل گھوڑا ذرا دھلس جانیکو تھا کہ انھون نے باگ کڑی کر لی ورنہ ایک غار کے اندر مع گھوڑے کے دھنس جاتے گڑھے کی جانب دیکھا تو آواز سی سنائی دی۔ ذرا اور قریب گئے تو آواز یہ آئی ارے کوئی خدا ترس آدمی یہان ایسا ہے جو رحم کھائے اور مجھے اس گڈھے سے نکالے غور کر کے سنا تو بدھو کی سی آواز آئی کہ ارے مین گورنر سابق بڑی تکلیف مین ہون۔ فوجدار نے بآواز بلند کہا۔ اس غار مین سے کسکی آواز آتی ہی کون پکارتا ہی۔ اسکے جواب مین گڑھے سے آواز آئی۔ سوا مجھ ستم زدہ کے اور کون ہو سکتا ہی۔ مین مصیبت رسیدہ بدھو نفر گورنر ہون۔ مصاحب خاص نامی گرامی یل ذیجاہ خدائی فوجدار شیر افگن۔ فوجدار کو اور بھی استعجاب ہوا سمجھے کہ بدھو مر گئے اور انکی روح توبہ کرنے آئی ہی۔ انھون نے کہا تمکو خدا کی قسم سچ بتاؤ کہ کون ہو۔ اگر کسی کی روح ہو اور عذاب مین ہو تو بتاؤ مین تمھارے لیے کیا کر سکتا ہون کیونکہ میرا پیشہ یہی ہی کہ ہر مظلوم اور مصیبت زدہ کو مدد دون اور غربا اور بیبسون کے کام آؤن۔ اور انکے لیے جنگ کرون۔

آواز آئی کہ ۱ این! یہ رنگ گفتگو تو میرے آقا فوجدار کا ہی۔ کوئی دوسرا ہو ہی نہین سکتا) فوجدار نے کہا۔ ہان مین فوجدار شیر افگن ضرور ہون اور میرا پیشہ یہ ہی کہ مصیبت کیوقت انسان کے کام آؤن چاہے زندہ ہو چاہے مردہ۔ بتاؤ تم کون ہو اگر بدھو ہو اور مر گئے ہو اور روح کی مخلصی چاہتے ہو صاف صاف بیان کر دو۔ ہمت مردان مدد خدا۔ آواز آئی (خدا گواہ ہی کہ مین بدھو نفر حضور کا غلام ہون۔ زندہ صحیح و سالم ہٹا کٹا۔ مین عمر بھر نہین مرا۔ اس جزیرے کی گورنری بوجوہ چند در چند جنکو وقت فرصت بیان کرونگا۔ چھوڑ کر یہان آیا ہون۔ اس غار مین مع حمار وفادار گر پڑا۔ گدھا بھی یہان ہی استنے مین گدھے نے فوراً سینون سینونکی آواز لگائی۔ واہ رے گدھے گویا سمجھ گیا آخر گدھے کا گدھا تھا یا نہین فوجدار نے جو گدھے کی آواز سنی تو کہا کہ واہ معتبر ہے

آواز پہچانی۔ بدھو گھبراؤ نہین شہزادی کا مکان سامنے ہی مین وہان سے لوگون کو بلاتا ہون وہ تمکو اس غار سے نکالین گے جسمین تم اپنے گناہون کے سبب سے پڑے ہو۔ بدھو نے کہا از براے خدا جلد جائیے اور جلد لائیے۔ زندہ در گور ہون اب زیادہ اسکا برداشت کرنا محال ہی خوف الگ مارے ڈالتا ہی۔

فوجدار نے جاکے اپنے میزبانون کو اطلاع دی اور انکو یہ سنکر بڑا استعجاب ہوا مگر پھر سوچے اس غار بزرگ مین جو مدت العمر سے فلان مقام پر ہی ضرور گر پڑا ہوگا۔ مگر سمجھ مین نہ آیا کہ گورنمنٹ بغیر ہماری اطلاع کے کیونکر چھوڑ دی۔ لوگ رسی اور چارپائی لیکر گئے اور بہزار دقت بدھو کو اس غار تیرہ و تار سے نکالکر روز روشن مین لائے اور گدھے کو بھی نکالا۔ انکو دیکھکر ایک طالبعلم نے کہا (خدا کرے نالائق گورنر جتنے ہین وہ سب اسی طرح اپنی گورنمنٹون سے نکالے جائین جس طرح یہ گنہگار آدمی اس غار کے قعر سے نکالا جاتا ہی بھوکا پیاسا نیجان اور مفلسا بیگ) یہ بولے اے گھنے اور کوسنے والے آدمی۔ ابھی تھوڑے ہی زمانے کی بات ہی کہ مین ایک جزیرے کا گورنر تھا جہان دو دو دن تک ایک ٹکڑے روٹی اور پنیر پر بسر کی۔ ڈاکٹرون نے بھوکون مارا اور دشمنون نے ہڈی پسلی کا برادہ صندل بنایا۔ اور رشوت در کنار ایک ادھی تنخواہ کی بھی نہ پائی۔ مگر ع۔ کار ے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال۔ ہم تو اللہ میان کی گاے ہین لیکن۔

تلسی بُرا نہ مانیے کہ جو گنوار کہہ جاے
جیسے گھر کا نابدھا بُرا بھلا بہ جاے

فوجدار نے کہا بدھو کسی جاہل کے کہنے کا برا نہ مانو۔ تمہارا تو دل صاف ہی۔ بس لوگون کو بکنے دو۔ اگر کوئی گورنر مالامال ہوکے آیا تو لوگون نے کہنا شروع کیا کہ اسنے خوب رشوت لی اور اگر خالی ہاتھ آیا تو خندہ زنی ہونے لگی کہ اس گدھے سے بڑھکے بھی کوئی گدھا ہوگا گورنری کرکے بھی جوتیان ہی چٹخاتے آئے ہین۔ بدھو بولے یہ تو ہم بھی جانتے ہین کہ لوگ ہمکو گدھا کہین گے۔ مگر چور نہ کہین گے۔

یہ گفتگو ہوتی جاتی تھی اور فوج طفلان مفت ساتھ تھی اس برزخ سے حضور شہزادے کی ڈیوڑھی پر آئے اور دونون میزبانون کو استقبال کے لیے پھاٹک پر پایا۔ بدھو نے کہا آپ لوگ جائیے مین جب تک گدھے کے دانے گھانس کا سامان نہ کرونگا نہ آونگا یہ بیچارہ رات بھر حیران رہا۔ اسکے بعد جاکے شہزادی اور شہزادے کے قدمون پر گر پڑے اور کہا۔ ای آقا و زوجہ معظمہ آقا حضور کے حکم سے غلام نے جزیرے کی گورنری قبول کی۔ مگر جیسا مفلس گیا ویسا ہی مفلس آیا۔ نہ کچھ کھویا نہ پایا سلطنت کا انتظام اچھا کیا یا برا اسکے گواہ موجود ہین۔ مین نے شکوک رفع کیے مقدمے فیصل کئے اور بھوکون مرا

کیونکہ وہ بدبخت ظالم مجھے کھانے نہین دیتا تھا اور کہتا تھا کہ جزیرون کے گورنرونکو کم خوراک ہونا چاہیئے دشمنون نے حملہ کیا۔ شبخون مارا جزیرے والے کہتے ہین کہ ہمارے بازوے توانا و قوت سرفرست سے انکو شکست ہوئی وہ خداشناش لوگ ہین جھوٹ کیون کہتے۔ مگر اب سے آسے گھر سے آئے یہان اب کان پکڑتے ہین۔ گورنری سے بدتر کوئی کام نہین ہے۔ کام بہت اور کھانا ندارد اور خوف ہر دم ہر گھڑی۔ کل مین جزیرے سے روانہ ہوا۔ وہی سڑکین وہی بازار وہی مکان وہی ہتین وہی گھڑکیان چھوڑکے آیا ہون جو پہلے تھین نہ کسی کا قرضدار ہون نہ زردار۔ گو وضع قوانین کا جی چاہتا تھا مگر سوچا کہ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت پہ کا معاملہ ہوگا۔ جزیرے سے صرف گدھا میرے ہمراہ تھا۔ اور بس۔ ایک غار مین گرا رات بھر چلایا کیا مصیبت پر مصیبت بڑی فوجدار کمک کو نہ آئین تو ہم پاتال کی خبر لائین۔ دس دن کی گورنری مین یہ تجربہ ہوگیا کہ اگر کوئی گورورن دیے بھی دے تو گورنری نہ کرے۔ صرف جزیرے ہی کی نہین۔ تمام دنیا کی بھی ملے تو لات مارے مین حضور کے قدم کی جوتیان ہون۔ بلی بخشے جو ہا لنڈورا ہی ہو کے جیے گا مین پھر اپنے آقا کی خدمت مین حاضر ہوا پیٹ بھر کے کھانا تو ملتا ہی۔ پلاؤ نہین چنا ہی سہی۔

بدھو خدا خدا کر کے خاموش ہوے اور لمبی چوڑی تقریر ختم کی۔ فوجدار کو خوف تھا کہ مبادا بہت کچھ بیہودہ بکین مگر جلد بخیر گزشت اسکا انھون نے شکریہ ادا کیا رئیس نے بدھو کو گلے لگا کر کہا واللہ اس مین دلی رنج ہوتا ہی کہ اس قدر جلد آپ نے گورنمنٹ چھوڑ دی مگر ہم آپ کو کوئی اور عہدہ اپنے ملک مین دینگے جسمین کام کم آرام بہت ہو۔ شہزادی نے بھی کہا ہم تمھاری تکلیف کا معاوضہ کر دینگے تم بہت زخمی ہوے ہو۔

فصل ۵۶۔

رئیس اور رئیسہ خوش تھے کہ بدھو نفر کی گورنری کا لطف بہت اچھا رہا اور جو جزیرہ انکو دیا تھا اسکی گورنمنٹی انھون نے خوب نباہی۔ اسی روز داروغہ بھی آگیا اسنے پوست کندہ کل حال بیان کیا اور غنیم کی حملہ آوری اور خفیف سی زد و کوب کی کیفیت سنکر دونون کمال محظوظ ہوے کہ مارے خوف کے بدھو بھاگ آئے۔

اب سنیئے کہ جنگ کا روز معہودہ آن پہونچا اور رئیس نامدار نے اپنے سوار کو سمجھا دیا کہ خدائی فوجدار کو زیر کرنا مگر نہ مار ڈالنا نہ زخمی کرنا۔ فوجدار سے کہا اپنے نیزے سے لوہے کے سرے نکال لو کہ اس جنگ مین خون خرابہ ہونا چاہیئے۔ فوجدار نے کہا بہتر۔ جو راے ہو ہم تو ہر طرح

سے لڑنے کو تیار رہین۔

آخرکار روز معہودہ آیا۔ بڑے معرکے کا دن تھا۔ رئیس کے حکم سے باغ کی املاک کے سامنے ایک چبوترہ بنگیا تھا اور اسپر شامیانہ نصب ہوا اور اسمین جنگ کے میر فیصلی یا پنچ اور مستغیثہ خواص اور اسکی لڑکی یہ سب بیٹھے اردگرد کے قصبون سے لوگ جوق جوق جمع ہوے کہ اس جنگ کو دیکھین جسکا نام بھی آجتک کسی زندہ یا مردہ نے نہین سنا تھا۔

سب سے پہلے دنگل مین مہتمم جنگ آیا۔ دیکھا کہ زمین ہموار ہے چوطرفہ خود گیا اور دیکھا کہ کہین کوئی ایسی جگہ تو نہین ہے جہان بے ایمانی سے کسی نے پولی زمین رکھی ہو کہ مخالف گرجاے اسکے بعد مستغیثہ اور اس کی لڑکی دونون برقع پوش آئین اور بڑے تردد کا اظہار حرکات و سکنات سے کیا۔ بعد ازان فوجدار صاحب آئے اور اسکے کچھ عرصے کے بعد انکا مخالف بڑے کروفر کے ساتھ آیا۔ ڈھول اور تاشے اور نوبت خانہ بجتا ہوا۔ اور نقارخانون کے گھوڑون ٹاپون کی آواز دو کوس سے سنائی دیتی تھی۔ جس عراقی پر یہ سوار تھا وہ جہان پر جاتا تھا دھرتی دھمکنے لگتی تھی۔ سر سے پانون تک مسلح۔ اونچی بنا ہوا سینہ بڑا چوڑا۔ چیتے کی سی کمر۔ شیر کا سا پنجہ۔ ع۔ بہیکل قوی چون تناور درخت۔ نہ رنگ بھورا اور چہرے پر جھائیان۔ شہزادے نے بہت اچھی طرح ہدایت کردی تھی کہ اس اس طرح پیش آنا سمجھا دیا تھا کہ خبردار فوجدار پر چوٹ نہ آنے پائے مگر اپنے آپ کو بھی بچاے رہنا ورنہ موت رکھی ہوئی ہے اگر جنگ جوش کے ساتھ ہوئی تو غضب ہی ہو جائیگا۔ مخالف آن کے مستغیثہ کے قریب بیٹھا اور غور سے دیکھنے لگا کہ مجھے کون اپنا شوہر کہتی ہے۔

جنگ کے فوجی منتظم نے خدائی فوجدار کو آواز دی اور انکے مخالف کے روبرو پوچھا کہ کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ فوجدار تمھاری طرف سے تمھاری پیروی کرین۔ انھون نے کہا بیشک۔ انکی کارروائی مثل ہماری ساختہ پرداختہ کارروائی کے ہوگی انکو پورے پورے اختیار ہین۔ رئیس اور رئیسہ ایک اونچی جگہ پر جو خاص اسی لیے بنوائی گئی تھی متمکن ہوے تماشاگاہ یعنے جنگگاہ مین دور تک تل رکھنے کی جگہ نہین تھی لوگ بڑی خوشی سے گئے کہ اس نئی قسم کی جنگ کو دیکھین جو دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔ شرط یہ تھی کہ اگر فوجدار فاتح ہون تو مخالف کو مجبور ہوکر اس خواص کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنی پڑیگی اور اگر شکست کھائی تو وہ آزاد ہو جائیگا اور عورت اسکو شادی پر مجبور نہ کریگی۔ اور بس۔

مہتمم جنگ نے دونون کی مساوی رعایت کے ساتھ کھڑے ہونے کا بند و بست کیا کہ تم یہان رہو اور تم یہان رہو۔ بگل ہوا اور باجا بجنے لگا۔ زمین گھوڑون کی ٹاپون سے ہلنے لگی تماشائیون کے دل دھڑ دھڑ کرتے تھے کہ دیکھین کسکی جان پر بن آتی ہی اور کیا ہوتا ہی خدائی فوجدار اپنی معشوقہ ماہ سیما کو یاد کرکے منتظر تھے کہ ادھر جنگ کی جھنڈی کو اشارہ ہوا اور ہم جھٹ جا پڑین۔ انکے مخالف کے او رہی خیال تھے اسنے جو اپنی قتالہ کی طرف نظر ڈالی تو حسن خداداد کا عاشق ہوگیا اور عشق خانہ برانداز نے انکے دل مین جگہ کرلی۔ او راب یہ اندھے ہوگئے خدائی فوجدار کی برچھی تو پیچھے اثر کرتی اس پری کی نگاہ کی برچھی پہلے ہی سے آر پار ہوگئی۔ دیکھتے ہی گھائل ہوگیا۔

عشق درآمد ز در گفت سلام علیک ۔ عقل برون شد ز سر گفت سلام علیک

یہ تو معشوقہ پری وش کے گھورنے مین پڑے تھے۔ س

اسقدر بادۂ الفت نے کیا ہی مدہوش ۔ مجھکو اپنے سر و پا کی ہی خبر کچھ بھی نہین

ادھر جھنڈی سے اشارہ کیا گیا اُدھر خدائی فوجدار تیر کی طرح ہو چلے اور بدھو نے آواز دی ای شاباش۔ مرحبا۔ خدا کو سونپا آج شمشیر شجاعت کے جوہر دکھاؤ۔ تم برسر حق ہو۔

گو مخالف نے دیکھا کہ فوجدار صاحب بڑھتے آتے ہین۔ ع۔ نہ ہلّد نہ ٹلّد نہ جنبد ز جاے۔ مخالف نے منتظم جنگ سے پوچھا کہ یہی شرط ہی نا کہ اگر ہم شکست پائین تو اس نازنین کو بیاہین۔ اسنے کہا جی ہان۔ مخالف نے کہا ہم ہارے۔ ہم اس نامی پہل نامدار کا مقابلہ نہین کرسکتے۔ اب ہمارا اس پری کے ساتھ نکاح ہوجائے۔ بدھو تو چاہتے ہی تھے کہ جنگ نہو۔ انھون نے کہا بیشک عہد کے مطابق ضرور شادی ہونی چاہیئے۔ خود اور جنگی وردی مخالف نے گھوڑے ہی پر سے اتار ڈالی تو خواص اور اس کی لڑکی نے غل مچا کر کہا دغا دغا۔ فریب فریب۔ یہ وہ شخص نہین ہی) اتنے مین مخالف نے جاکر اس نوخیز کی مان سے کہا۔ ہم راضی ہمارا خدا راضی۔ بے جھگڑے کے ہم شادی کرنے پر تیار ہین۔ ع۔ گڑ سے جو مرے تو زہر کیون دو۔ فوجدار نے للکارا کہ شادی ضرور ہونی چاہیئے۔

اب فوجدار نے آکے مخالف سے کہا (جوان کیا ہمت ہار گئے عورت کے پھیر مین بہادری کو خاک مین ملادیا۔ واہ) بدھو بولے حضور ان کی راے سے ہمکو اتفاق ہے جو ہیا کو جو کچھ دینا ہو وہ بلی کو دے دو بس کوئی دقت نہوگی۔ اور اُن عورتون کے پاس جاکر کہا بی ہو۔ یہ وہی شخص ہی۔ مگر جادوگرون نے تمکو دق کرنے کے لیے یہ ہتھکنڈے کیے ہین۔ ایک بڑے

نامی بہادر کو ہمارے آقائے نامدار نے شکست فاش دی تو جادوگرون نے اس کی صورت بدل کر طالب علم کی صورت بنادی اور انکی معشوقہ پری وش کو گنوارن بنادیا۔اس پر خواص نے کہا اچھا اسی کے ساتھ ہماری لڑکی کی شادی سہی۔بی بی بن کے رہنا اس سے بہتر ہے کہ مایوسی مین زندگی بسر ہو۔

اب فیصلہ یہ ہوا کہ جو اصل شخص ہی اس کی تلاش ہو اور دس بارہ دن مین مخالف کی صورت بدل جاے اور اصل آدمی ہی ظاہر ہون تو انکے ساتھ شادی ہو کیونکہ جادو کا اثر ایک ہفتے سے زیادہ نہین رہ سکے گا۔دو ہفتے کے لیے میان مخالف قید کیے جائین فوجدار صاحب کی فتح کا باجا بجنے لگا۔تماشائی تماشا دیکھنے گئے تھے مایوس ہوے کہ نہ تلوار چلی نہ بھالا چلا اور لطف ہی کیا جب کسی کی بوٹیان کٹتے نہ دیکھین اسکول کے لڑکون کا قاعدہ ہی کہ جب کبھی کسی کو پھانسی پر چڑھتے دیکھنے جاتے ہین اور سنتے ہین کہ پھانسی کا حکم منسوخ ہو گیا تو بڑا رنج ہوتا ہی۔بھیڑ بھیٹ گئی۔فوجدار اور رئیس گھر واپس گئے۔مخالف قید۔خواص اور اسکی لڑکی بڑی خوش ہوئین کہ گو اصل مجرم نہ ملا۔مگر شادی تو ہو گی۔کسی کے ساتھ سہی۔

فصل ۔ ۵۷

خدائی فوجدار صاحب نے اب ٹھان لی کہ چاہے جو کچھ ہو ہم اس آرام کی زندگی نہ بسر کرینگے پڑے پڑے مفت کی روٹیان توڑتے ہین ما ما مچلیان اڑاتے ہین۔خدا کو کیا صورت دکھائینگے۔ایک دن رئیس سے اجازت کے طالب ہوے اور دونون میزبانون نے افسوس اور قلق کے ساتھ اجازت دی۔رئیسہ نے بدھو کو اسکی بی بی کا خط دیا اور بدھو اسکا مطلب سنکر رونے لگے کہ ہاے گورنری کا لطف ہماری بی بی نے نہ اٹھایا اور ہمکو اب پھر اپنے سودائی کے ساتھ جان کھپی کرنی پڑی شکر ہی کہ بی بی نے شہزادی کو جھڑبیری بھیجدی اگر نہ بھیجتی تو ہمین رنج ہوتا۔وہ جھڑبیری ہی سہی۔مان کا پان بھلا۔احسان فراموشی تو نہین کی۔الغرض جس حیثیت سے مین جزیرے کے اندر گیا اسی قطع سے باہر واپس آیا۔برہنہ پیدا ہوا تھا۔برہنہ ہون۔نہ لیا نہ دیا مگر اس مقام سے جانے کا بڑا رنج ہی میان بدھو نفردل سے یہ باتین کر رہے تھے کہ خدائی فوجدار سر سے پانون تک مسلح ہو کر آن موجود ہوے۔ادھر ادھر سے لوگ انکے دیکھنے کو جمع ہو گئے۔رئیس اور رئیسہ بھی آئے۔بدھو گدھے پر سوار مگر بہت ہی خوش۔رئیس کے داروغہ نے انکو سفر خرچ کے لیے دو سو اشرفیان دین اور فوجدار اس حال سے واقف نہ تھے اور سب انکی زیارت

کرنے آئے تھے کہ اتنے مین وہ خواص جوان پر عاشق ہوئی تھی آئی اور حسرت کے ساتھ یون گانے لگی۔

اے بے رحم تو جاتا کہان ہی
ذرا تو روک لے للّٰہ رہوار
مصیبت پر مری کچھ رحم کھاؤ
کرو اب رحم میری بیکسی پر
مین ہون فرہاد تو شیرین اگر ہی
سنو بیتی مری میری زبانی
دہائی ہی گیا چوری مرا دل
فقط دل ہی نہین اسنے اڑایا
عجب اس دیس کی ہی ریت یہ واہ
ٹھگون کی ہی وہ بڑھیا بیشک و بیب
گورنر بنکے ہو پنچے آپ ٹاپو
سیچے دُر ہو خدا کی مار تجھ پر
کر تہہ بانیسے کیا حاصل ہی پیارے

خبر ہی کچھ کہ روتی کون یان ہی
یہ عجلت کیا ہی کیون جلدی پڑی ہی
مہینے دو مہینے بعد جاؤ
مجھے غارت کیا اس عشق نے ہاے
خطا گر کچھ ہوئی بندہ بشر ہی
تمھین دیکھا ہی جبسے آنکھ بھر کر
کسی کھوٹے نے پایا ہی کھرا دل
اڑائی ٹوپیان بھی مخملی تین
کہ چورون اور ٹھگونکو کہتے ہین شاہ
بڑین چوتڑ پہ اسکے کوڑے ہر روز
وہان چندیا بنی کوہ سپالو
خدائی فوجدار ناموس سے
ہمارے تم بنو اور ہم تمھارے
خدا غارت کرے تمکو جہان ہو

نہ تجھو ہون نہ کچھ مین سانپ تن ار
خراب و خستہ یان بندی کھڑی ہی
کرو اب رحم میری بیکسی پر
بڑا پالا ہی اک بیرحم سے ہاے
حقارت سے نہ دیکھو مجھکو جانی
ہوا ہی دل ہمارا عشق کا گھر
فقط دل ہی نہین اسنے چرایا
چورا کر لیگیا طنبورہ اور بین
جو بدھو ساتھ ہی مکار و پر عیب
گہن سے تب چھٹے ماہ شب افروز
ارے ٹھاٹ گدھے تو اور گورنر
صبا پیغام میرا جاکے کہدے
جو مانو تو ہی احسان گر نہ مانو

فوجدار غور سے سن رہے تھے جب اسنے اشعار ختم کیے تو بدھو کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ کیا کہتی ہین بھئی یہ مخملی ٹوپی کیسی اور بین کی چوری چہ معنی دارد۔ بدھو بولے ٹوپیان تو ہین مگر بین اور طنبورے کا حال نہین معلوم۔ رئیس نے دل لگی مین کہا کیون صاحب یہ چوری اور سینہ زوری۔ ٹوپیان اور بین اور طنبورہ ابھی دے دو یا ہمسے جنگ کرو۔ فوجدار نے کہا لاحول ولاقوہ۔ یہ محسن کشون کا کام ہی۔ بھلے مانس کہین احسان فراموش ہوتے ہین آپ پر اور تلوار نکالون۔ ٹوپیان بدھو نفر کہتے ہین کہ انکے پاس ہین وہ لے لیجیۓ طنبورہ اور بین نہ ہمارے پاس ہی نہ بدھو نفر کے پاس بندہ نہ کبھی چور رہا ہوگا۔ ہان اگر کوئی یہان مجھ پر رجھے تو میرا کون قصور ہی حضور مجھے خوب جانتے ہین اچھا رخصت۔

رئیسہ نے کہا فوجدار صاحب خدا آپ کو ہر مہم مین کامیاب کرے اب اگر آپ زیادہ یہان رہین گے تو ان عورتون کی آتش عشق اور بھڑکے گی۔ خدا حافظ ہی اور رہین تو آج ہی ان سب کو

سید صاحب کیے دیتی ہون نا محرم پر نظر ڈالنا کیا معنی۔ اتنے مین اس خواص نے کہا فوجدار صاحب مین نے عشق کے نشہ مین چور ہو کے کہا تھا واقعی بین اور طنبورہ یہان ہی ہے یہ وہی مثل ہوئی ڈھنڈھورا شہر مین لڑکا بغل مین۔ بدھو نے کہا ہم جانتے تھے اگر مجھے چوری کرنی ہوتی تو اپنی سلطنت مین ہزارون گھاتون سے چوراتا۔

فوجدار نے سر تسلیم خم کر کے رئیس اور رئیسہ اور حاضرین کو سلام کیا اور گھوڑا پہ چڑھ چلا بدھو کا گدھا ٹخ ٹخ کرتا پیچھے پیچھے۔ اب دونون چلے۔

فصل ۵۸

فوجدار صاحب نے بعد مدت اپنے آپ کو کھلے میدان مین پایا آدمی نہ آدم زاد کسی عورت کی گستاخی اور اشارہ بازی کا ڈر۔ جی خوش ہو گیا کہ اس سستی اور آرام کی جگہ سے اپنے موقع پر آگئے اور اسلحہ سے کام لینے کو تیار ہوے بدھو کی جانب مخاطب ہو کر کہا (بدھو آزادی سے بڑھکر اور کوئی عطیۂ خدا نہین عجب چیز ہے۔ گوہر کان اور دُر دریا کی اسکے مقابل مین کوئی اصل و حقیقت نہین آزادی اور آبرو کے لیے جان دے دے تو میز یبد سب سے بدنصیبی انسان کی یہ ہے کہ غلامی مین بسر کرے شہزادی کے مکان پر سونے کے لقمے کھائے اور برف کا پانی پیا اور فالسے کی برف کیسر کی برف بھنگ کی برف نوش کی برف شربت کی برف۔ دودھ کی برف بالائی کی برف پلاو بریانی زیرہ پلاو مطنجن زردہ سفیدا انواع و اقسام کے کباب کندن قلیہ مسلم مرغ کباب فیرنی سفید امبٹی اور نایاب آم طرح طرح کی مٹھائیان کھائین شرابین ایسی پین جو بادشاہون کو نصیب نہین ہوتین مگر بیکار ہم تو اپنے حساب بھوکے رہے۔ آزادی کجا۔ پراے گھر کھایا تھا نا۔

یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم	محتاج برادران و خویشان نشوم
بے منت مخلوق مرا روزی دہ	تا از در تو بر در ایشان نشوم

بدھو نے کہا یہ بھی حضور کو کچھ خبر ہے کہ دو سو اشرفیان زاد راہ کے لیے ساتھ کر دی ہین وہ آزادی نہ سہی۔ آڑ تو ہے۔ سراؤن مین سواے زد و کوب کے اور کیا ہے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ دس بارہ آدمی جو کسانون کے کپڑے پہنے ہوے تھے دکھائی دیئے ہری ہری دوب پر کھانا کھاتے تھے۔ ایک جانب کوئی شی سفید چادر سے ڈھکی ہوئی تھی فوجدار صاحب نے سلام کر کے پوچھا کیون بندہ نواز اس چادر کے نیچے کیا ڈھکا ہے۔ انھون نے کہا کچھ مورتین ہین جو ہم اپنے گانؤن مین لیے جاتے ہین چادر ڈالدی کہ گرد نہ پڑے۔ اور اپنے کاندھون پر لیے

جاتے ہین کہ لٹ نہ جائین فوجدار نے کہا جو چیز اس احتیاط سے جائیگی وہ ضرور عمدہ ہوگی دوسرا بولا حضور بہت ہی عمدہ۔ چلیے دکھا دون۔ چادر اٹھائی تو مہا دیو کی مورت بیل پر سوار بھبوت لگائے۔ سانپ اور اژدہے گلے سے لٹکے ہوے۔ کل مورت سونے کی نظر آتی تھی۔ فوجدار نے کہا یہ کوئی ہم لوگون کے پیشے کے تھے۔ نرگاؤ سوار اژدر افگن۔ اسکے بعد ایک عورت دیکھی کالی جی کی مورت سیاہ فام۔ لال لال زبان نکلی ہوئی۔ خونخوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین۔ فوجدار نے کہا کیا جلال ہی۔ بدھو بولے حضور یہ اس مثل کو پوری کرتی ہین کہ جسکی تیغ اسکی دیغ۔ فوجدار مسکرائے اور تیسری مورت دیکھی۔ ہنومان جی بجرنگ بلی سر سے پانؤن تک لال۔ ہاتھ مین گجر کوئی اٹھارہ من کا دم دو سو کوس کی فوجدار بولے یہ ہم سب کے دادا پیر تھے۔ پہاڑ کے پہاڑ ایک انگلی پر اٹھا کر تبت سے سیلون لے گئے۔ ایک اور چادر اٹھائی تو بھیرون جی۔ کالے کتے پر سوار شراب کی بوتل ہاتھ مین۔ فوجدار ہنسے اور کہا یہ جنگ بازخانی معلوم ہوتے ہین بدھو نے کہا جنگ بازخانی کیا معنے۔ فوجدار بولے ہماری اصطلاح مین شراب پینے والونکو جنگ بازخانی اور شراب کو جنگ بازخان۔ اور بھنگ کو ٹھنٹھیا اور تاڑ کو ملدرازخان کہتے ہین۔ انکی تصویر بھی شراب در دست بنوائی گئی۔ بدھو یہ سب ہمارے پیشے کے لوگ ہین۔ اژدر اور دیو اور شیر کو سمجھتے کیا تھے اور ہم کیا سمجھتے ہین تمنے خود دیکھا کہ اس روز شیر ہمسے دب گیا۔ اور باہر نہ نکلا اچھا بھائی صاحب اب آپ مورتون کو ڈھک لیجیے۔ یہ سب ہمارے پیشے کے لوگ ہین فرق یہ ہی کہ وہ دیوتا تھے حقانی رموز پر لڑتے تھے اور ہم گنہگار دوزخی ہین دنیوی امور مین پھنسے ہوے ہین۔ واللہ اعلم ہمارا کیا حشر ہوتا ہی۔ وہ تو سب اچھے رہے اور ہمارا خدا حافظ ہی اگر معشوقہ زرین قید سحر سے رہا ہون تو جان مین جان آئے اور دماغ بھی ہمارا صحیح ہو جاے۔ بدھو نے اپنے دل مین کہا یا خدا اسکی سن لے اور مدد کرنا۔

ان لوگون کو فوجدار کی بر نرخ اور گفتگو دونون پر استعجاب ہوا۔ اور مطلب کم سمجھے اور کھانا کھا کر اسباب سنبھالا اور فوجدار سے رخصت ہوے۔

بدھو اپنے آقا کی یادداشت پر عش عش کرنے لگے کہ کوئی تاریخی واقعہ ایسا نہین ہی جو انکو حفظ نہو۔ کہا حضور یہ دن اچھا رہا۔ نہ ڈنڈا پونگا چلا نہ لٹھ چلا نہ زخمی ہوے نہ بھوکون مرے خدا کا شکر ہی۔ فوجدار نے کہا سچ کہتے ہو مگر ہر وقت یکسان تھوڑا ہی رہتا ہے۔ بعض لوگ ضعیف الاعتقاد ہوتے ہین گھر سے چلے اور چھینک پڑی بس پلٹے چلے آتے ہین گو یا چھینک نے

توپ لگادی۔ بعض آدمی دھوبی کی لادی دیکھکر سفر نہین کرتے گویا لادی کھا جاے گی۔ ان منترون
کے دیکھنے سے بدھو نفر کو بڑی امیدین بندھین۔ بدھو نے کہا الحمد للہ ایک بات دریافت
طلب یہ ہی کہ بیسواڑے کے آدمی جنگ مین یہ ضرور کہتے ہین (سدا بھوانی داہنی کہ سدھ کرین
گنیش۔ پانچون دیوتا رکھشا کرین تو برہما بشن مہیش)۔ فوجدار نے کہا بونڈے ہی رہے
ارے بدنصیب ان بہادرون کے نام سے جوش پیدا ہوتا ہی۔ بدھو نے گفتگو کا رنگ بدل دیا
کہا اس خواص نے تو ستم ہی ڈھایا۔ مالک مالکن تو مین سب کے سامنے اظہار عشق۔ مگر عشق بھی
کیا بدبلا ہی لوگ کہتے ہین کہ عشق ایک کمسن لڑکا ہی اور اندھا ہی۔ ایسا کاری تیر لگا کہ جگر کے پار
ہوگیا۔ عشق بس حیا اور عصمت کا جانی دشمن ہی وہ ناگن ہی کہ اسکا کاٹا پانی تک نہین مانگتا فوجدار
بولے سنو بدھو عشق کو عقل سے کوئی بحث نہین۔ اگر عقل دماغ مین باقی رہیگی تو عشق دور بھاگے گا۔

اگرچہ نامی ست نزد عاقلان　|　مانمی خواہیم ننگ و نام را

خوف اور شرم اور حیا سے عشق کو کیا سروکار۔ خواص نے شرم اور خوف دونون کو عشق
کی بدولت بھون کھایا کھُل کھیلی بین گرپڑ اگیا تھا کہ یا آلہی چہ کردہ شود۔ بدھو نے کہا آپ
سنگدل اور بیرحم اور ظالم آدمی ہین۔ مین تو اسکا غلام ہوجاتا۔ اللہ ری تمھاری سنگدلی۔ اگر
ایک نظر بھر کر مجھے دیکھ لیتی تو عمر بھر غلام رہتا مگر سمجھ مین نہین آتا کہ حضور مین اسنے کیا دیکھا کون
نئی بات دیکھی کہ عاشق ہوگئی۔ سر سے پانون تک غور کرکے جو آپ کو دیکھتا ہون تو کوئی پہلو درست
نہین۔ اونٹ تیری کون کل سیدھی۔ میرے نزدیک تو حضور کی صورت ڈراؤنی ضرور ہی باقی
اللہ اللہ خیر صلاح۔ فوجدار بولے بات یہ ہی بھائی بدھو کہ حسن دو طرح کا ہوتا ہی جسمانی اور روحانی
اول قسم کا حسن مثل مہر نیم افروز روشن ہوتا ہی۔ صاحب غیرت۔ پابند سلسلہ وضع۔ شجاع۔ مخیر۔
خداترس۔ غریب پرور۔ خلیق۔ بدقطع آدمی مین بھی یہ صفات ہو سکتے ہین۔ جب کوئی شخص اس
حسن پر جان دیتا ہی وہ عشق صادق ہوتا ہی اور خدا اس سے خوش ہوتا ہی۔ گو مین خوبصورت
نہین خوب جانتا ہون مگر بدقطع بھی نہین ہون ایماندار آدمی کی لوگ ضرور تعظیم کرینگے بشرطیکہ
ان صفات سے محروم نہو جو اوپر معرض بیان مین آئی ہین۔

یہ باتین کرتے کرتے وہ ایک جنگل مین پہونچے جو سڑک سے قریب تھا فوجدار ایک دفعہ
کسی سبز سبز بیل مین جو کئی درختون تک گئی تھی پھنس گئے سمجھے نہین کہ یہ کیا معاملہ ہی بدھو سے
کہا یار ہمکو تو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مہم عظیم پیش آنے والی ہی عجب نہین کہ ساحرون نے اس

خواص کا انتقام لینے کے لیے یہ کوشش کی ہو کہ ہم اس سفر مین آگے نہ بڑھنے پائین اور جسطرح سوا سیر اک پھنس کے عاجز آجاتا ہی اسی طرح ہم اس بیل مین پھنس کے منزل پر نہ پہونچ سکین گے انپر جلد ثابت ہو جائیگا کہ اگر فولاد کا جال بھی ہو اور رستم کے ہاتھ کا بنا ہو تو مین توڑ کے نکل جاؤنگا جسطرح نپولین اس جزیرے سے جہان وہ قید ہو انکل گیا تھا۔ بھالے سے کاٹ کے نکل جانے کو تھے کہ دو نوجوان عورتین جو گڑریون کی لڑکیان تھین درختون سے نکلکر سامنے آئین۔ لباس تو گلہ بانون کی عورتون کا سا تھا مگر کپڑے بیش بہا اور ریشمی اور سنہری لیس اور بانکڑی ٹکی تھی اور سر کے بال آفتاب کی کرنون کی طرح چمکتے تھے اور جوڑا کھلا ہوا دونون زلفین کاندھون پر دو ناگنون کیطرح لہرائی تھین سر سے پانون تک عالم نور۔ رشک حور دور از قصور عمر پندرہ اور اٹھارہ برس کی بیچ مین۔ بدھو نفودنگ فوجدار عش عش کرنے لگے معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب تک انکی دید کے لیے ٹھہر گیا۔ سب سکوت مین آخر کار ایک زنکہ نے کہا ای پہلوان جری۔ مہربانی کر کے اس بیل کو نہ توڑیے گا یہ ہمنے اپنے دل بہلانے اور تفریح کے لیے چڑھائی ہی۔ اسکی وجہ بھی مختصر طور پر سن لیجئے۔ ایک قصبے مین جہان بہت سے رؤسا اور امرا اور عمائد رہتے ہین ایک دن یہ صلاح ہوئی کہ وہ اپنی بہو بیٹیون بیبیون بہنون کو لیکر یہان آئین اور خوش روزہ کرین کیونکہ اس جوار مین یہ مقام بہت ہی دلکش اور فرح بخش ہی ہم لوگ تفریح طبع کے لیے گلہ بان اور چرواہے بنتے ہین اور وہی لباس پہنتے ہین ہمکو کئی گیت گڑریون کے یاد ہین جنکے ایک ہندی کے مشہور کب بلاقی داس جی مصنف ہین اور دوسرے کے مصنف ملک محمد جایسی۔ ابھی اسکی نوبت نہین آئی کیونکہ کل ہی سے تماشا شروع ہوا ہی سامنے ایک بڑا دریا ہی اسکے کنارے پر چھولداریان ہمنے نصب کر دی ہین اور اسکے چوطرفہ سبزہ زار اور مرغزار پر بہار ہی۔ کل ہمنے یہ جال ڈالا جو بیل کی صورت نظر آتا ہی تاکہ چڑیان اسمین پھنسین اور ہم گرفتار کر لین۔ اگر آپ ہمارے مہمان ہون تو آپ کی بڑی خاطر کی جاے اور خوش خوش شریک دعوت ہو جیئے یہان غم اور رنج کا نام بھی نہین ہی۔

جب وہ خاموش ہوئی تو فوجدار نے یون جواب دیا۔ اسمین کوئی شک نہین ای نوجوان حسینہ کہ فرقون غا آنی بت پندار لیلی فرخار کو روز بار پر غسل کرتے ہوے دیکھکر اسقدر متحیر نہوا ہو گا جسقدر مین تمکو دفعتہً دیکھکر خوش ہوا۔ مین خوش ہون کہ آپ دل بہلانے کے لیے یہان آتی مین اور میری جو آپ نے دعوت کی اس کا شکریہ ادا کرتا ہون اگر کوئی امر آپ کی خدمت گزاری کے لیے میرے امکان مین ہو تو فرمایئے بخوشی بجا آوری احکام کیلئے حاضر ہون کیونکہ میرا تو پیشہ یہی ہی کہ ہر قسم

لوگون پر احسان کرون خصوصًا آپ کی طرح کے لوگون پر۔ اگر یہ جال تمام دنیا بھر مین پھیل جاے تو دوسری دنیا پیدا کرکے اسمین سے گزر کرون اور اس جال کو نہ توڑون اور اگر یقین نہ آئے تو سنو کہ مین کون ہون (خدائی فوجدار شیر افگن) دوسری نوخیز بولی۔ اخاہ فوجدار صاحب آپ ہی ہین۔ ای بہن یہ تو بڑے پہلوان نامور ہین تاریخین بھری پڑی ہین۔ اگر مورخ نے جھوٹ بولا ہو تو مجبوری ہے اور عجب نہین کہ یہ جو انکے ساتھ ہین یہ بدھو نفر بڑے ظریف مصاحب ہین بدھو نے کہا جی ہان۔ بدھو نفر صاحب جسکی ظرافت مشہور ہی بندہ ہی ہی۔ اسکی بہن نے کہا اب انکو ضرور ہی لیچلو۔ انکی ملاقات سے ہمارے باپ بھائی سب محظوظ ہونگے ہم نے سُنا ہی کہ یہ بڑے پہلوان ہین اور انکی معشوقہ جن پر انکی جان جاتی ہی بڑی حسینہ عالم مین فرد ہین۔ فوجدار بولے بیشک فرد ہین ہان اگر آپ کا حسن دیکھکر لوگ امتحان لینا چاہین تو وہ اور بات ہی آپ لوگ مجھ سے اصرار نہ کیجیے مین ٹھہر نہین سکتا آرام کرنا میرے پیشے کے خلاف ہی۔

اس عرصے مین ان چارون کے پاس انہین سے ایک نوعمر کا بھائی آیا یہ بھی گلہ بانون کے کپڑے پہنے تھا مگر بہت ہی قیمتی۔ بہن نے بھائی سے کہا یہ صاحب فوجدار شیر افگن اور یہ انکے ساتھی بدھو نفر ہین جن کے حالات ہم نے تاریخ مین پڑھے ہین۔ اس نے کہا جناب آپ کی دعوت ہی۔ فوجدار کو دعوت قبول کرنی پڑی اور انکے ہمراہ چلے۔ جال ہٹا لیا گیا۔ دیکھا تو اسمین انواع واقسام کی خوش رنگ چڑیان پھنسی ہوئی تھین اور زبان حال سے یہ مصرع سناتی تھین۔ ع۔ دام ہر رنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ وہان کوئی تیس آدمی گلہ بانون کا لباس پہنے جمع تھے۔ فوجدار اور بدھو نفر کے شریک ہونے سے وہ بہت ہی خوش ہوے کیونکہ ان دونون کا حال انکو پیشتر سے معلوم تھا۔

یہ جھٹ پٹ کھانے کے کمرے مین گئے وہان طرح طرح کے کھانے چنے ہوے تھے اور کثرت سے تھے۔ فوجدار کو انھون نے سب سے پہلے بٹھایا اور سب متحیر تھے کہ اس قطع کا آدمی دیکھا نہ سُنا جب دسترخوان ہٹایا گیا تو فوجدار نے یون تقریر کی (لوگون کی راے ہے کہ سب گناہون سے بڑا گناہ تکبر ہی مگر میری راے ہی کہ احسان فراموشی سے بڑھکر اور کوئی گناہ نہین۔ مین نے کبھی احسان فراموشی کا جرم نہین کیا کیونکہ اس کو پاجیون کا کام سمجھتا ہون بلکہ پاجی بھی اکثر احسان فراموش نہین ہوتے اگر احسان کا معاوضہ نہین کر سکتا تو ڈھنڈھورا پٹوا دیتا ہون کہ فلان شخص نے ہمارے اوپر احسان کیا ہی محسن افضل اور اشرف ہوتا ہے اور

جس پر احسان کیا جاتا ہی وہ کمتر درجے کا ہوتا ہی۔ اسی سبب سے خدا کا درجہ سب سے اشرف ہے کہ وہ سب پر احسان کرتا ہے مین آپ کے احسان کا معاوضہ نہین کر سکتا مگر اسقدر کر سکتا ہون کہ ادھ کو جو راستا گیا ہی وہان دو دن تک رہون اور ڈنکے کی چوٹ کہون کہ یہ نوجوان خاتونین جو سوائے ہماری معشوقہ زرین کمر کے اور تمام خدائی کی عورتون سے بہتر ہین یہ کسی کو گالی دینا نہین ہی۔ بدھو ان کی تقریر غور سے سُن رہے تھے۔ کہا حضرات بھلا یہ ممکن ہی کہ کوئی شخص ہمارے ان آقا کی تقریر سنے اور رانکوسٹری سودائی سمجھے۔ بھلا کوئی مولوی کیسا ہی عالم کیون نہو ممکن نہین کہ انکا مقابلہ کر سکے۔ بدھو کی طرف مخاطب ہو کر فوجدار نے کہا (او بدھو تمام دنیا مین کوئی ذی عقل ایسا بھی ہی جو ایک نظر تجھے دیکھے اور کامل یقین نہو جائے کہ تو بڑا ہی گھامڑ گدھا اور پاجی اور حرامزادہ ہی تو سور کے بچے میرے معاملات مین کون دخل دینے والا ہی۔ اگر جواب دیگا تو مار ہی ڈالون گا۔ جا کے گھوڑے کو کس۔ مین ابھی روانہ ہونگا اور جو کہا ہی وہ کر دون گا۔ یہ کہکر بڑے غصے مین اٹھے اور کہا اگر کوئی ہمارے کلام کی تردید کرے تو سمجھ لے کہ اس کا سر تن سے جدا ہی) حاضرین جلسہ حیرت مین ہوے کہ یہ واقعی سٹری ہے بھلا چنگا۔

ان لوگون نے کہا آپ کا ہے کو تکلیف کیجئے گا ہمکو خود یقین ہی کہ آپ واقعی شریف زادے اور سپاہی ہین۔ آپ کی سوانح عمری پڑھ ہی چکے ہین۔ فوجدار نے کسی کی ایک نہ سنی اور سوار ہو کر نیزے کو گھماتے ہوے شاہ راہ عام کے بیچون بیچ مین کھڑے ہوے جہان سے اس مرغزار کو راہ گئی تھی۔ بدھو گدھے پر پیچھے پیچھے۔ اور وہ کل جماعت ساتھ کہ دیکھین اس تکبر اور غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہی۔

الغرض بیچون بیچ مین کھڑے ہو کر حضور فوجدار نے بہت غل مچا کر کہا (ای مسافرو۔ سہرو۔ پہلوانو پیادو۔ سوارو جو ادھر سے گزر رہے ہو یا آج سے کل تک گزر کرو سنو کہ خدائی فوجدار شیر افگن یہان اس امر کے لیے مستعد کھڑے ہین کہ آپ سب تسلیم کر لیجیے کہ جو پریان اس سبزہ زار کو آج کل رونق بخشتی ہین وہ ساری خدائی مین باعتبار حسن و جمال کے سوائے ایک معشوقہ زرین کمر کے اور سب سے تمام عالم مین بہتر ہین اگر کسی کو اسمین اختلاف ہو تو بسم اللہ۔ ۶۔ ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو۔ دو بار کہا مگر دونون بار جواب نہ ملا۔ اتفاق سے اسی دم بہت سے سوار نکل گزر ہوا۔ ہاتھون مین بھالے۔ کانون مین بالے۔ گھوڑے بگٹٹ آ رہے تھے۔ اور بعض سوار جوش کے ساتھ بھالے ہلا رہے تھے۔ مرغزار والے ذرا دور ہٹ گئے کہ مبادا اس

خون خرابے مین کسی چلپیٹ مین آجائین۔ فوجدار اور بھی تن گئے ذرا خوف نہین۔ بدھو کی نانی مرگئی۔ جب سوار قریب آئے تو ان مین سے ایک نے کہا ارے راستے سے ہٹ او بچہ شیطان ورنہ یہ ناگوری بیل کچل کے دھر دینگے۔ انھون نے باواز بلند کہا او حرامزادو۔ تمھارے بیلون کو ہم کیا سمجھتے ہین اگر دنیا بھر کے مست سانڈ ہون تو کیا پرواہی۔ او پاجیو یا تو اقرار کرو کہ جو مینے کہا وہ صحیح ہی یا جنگ کرو) کسانون کو جواب دینے کا موقع نہ ملا اور نہ فوجدار وہان سے ہٹے۔ اور کل خونخوار بیل اور گائین اور بھیڑ کے لوگ دھنس پڑے اور فوجدار اور بدھوا اور گھوڑا اور گدھا۔ کوئی ادھر گرا کوئی اُدھر گرا۔ بدھو زخمی ہوے فوجدار ششدر۔ گدھا نیمجان۔ گھوڑا بھی کسی قدر زخمی۔ فوجدار اُٹھے۔ ادھر گرے اُدھر گرے۔ بہزار خرابی اٹھے اور غل مچا کے کہا۔ ای ساحرو ای نابکارو۔ ٹھہرو۔ ایک پہلوان تن تنہا تم سب سے لڑنے کو مستعد ہی۔ بھاگے کا پیچھا نہ کرنا چاہیئے ایک مشہور مثل ہی مگر ہم پیچھا کرتے ہین مگر ان لوگون نے پھر کے نہ دیکھا کہ کون ہی اور کیا بکتا ہی۔ تھکاوٹ کے سبب سے راہ مین فوجدار بیٹھ گئے کہ بدھو گدھے اور گھوڑے کو لیکے آتا ہوگا۔ جب بدھو آیا تو دونون سوار ہوے اور بغیر اسکے کہ مرغزار کے میزبانون سے رخصت ہون شرم اور خفت کے ساتھ آگے روانہ ہوے۔

فصل۔ ۵۹

فوجدار اور بدھو نفر بیلون اور سانڈون کی مڈھ بھیڑ سے خستہ ہو گئے تھے کیونکہ لڑائی ذرا دقت کی تھی خاک دھول مین لت پت۔ مگر چلتے چلتے ایک تال ملا۔ پانی صاف شفاف اور تال سے ایک چھوٹی سی ندی ایک باغ مین جاتی تھی۔ رشک حمار اور رقاطر کو آزاد کر دیا اور آقا اور ملازم خراب و خستہ دریا کے کنارے بیٹھے۔ دونون نے منہ ہاتھ دھو کر شراب پی اور کچھ روٹی اور پنیر اور انڈے کھائے تو ذرا خستگی کم ہوئی۔ پہلے تو فوجدار نے کھانے سے انکار کیا کہ مارے غم کے کھانا نہ کھاؤنگا اور بدھو نے بھی ادب کے سبب سے نہ کھایا۔ فوجدار نے کہا ہم تو غم کھانے کے لیے پیدا ہوے ہین اور تم بدھو کھانا کھانے کے لیے۔ بدھو نے کہا سرکار بھوکے رہین۔ بندہ تو پیٹ بھر کے کھائیگا وہ مثل نہین سنی کہ امیٹھا سنگھ کی جنگ مین چاہے بندر یا مرجاے مگر بھوکی نہ مرے۔ کھاؤ خوب اور لڑو خوب۔ منہ چلا جاے۔ چاہے اسکے ساتھ پیٹ بھی چلے اس سے بڑھ کے دیوانہ پن اور کیا ہوگا کہ انسان کل امور سے مایوس ہو کر کھانا چھوڑ دے ہماری صلاح یہ ہے کہ روٹی اور پنیر اور کھائیے اور شراب موجود ہی ہی نوش فرمائیے اور اس

فرشِ زمردین پر ذرا آرام کیجئے۔ بیدار ہو کر سب تھکاوٹ دور ہو جائیگی۔ فوجدار نے انکی راے سے اتفاق کر لیا اور کہا بدھو تمکو تو ہم بیوقوف سمجھتے تھے مگر تم فلاسفر نکلے۔ اچھا بدھو ہم تمھارے کہنے سے سوتے ہین تم ذرا دور جا کے گھوڑے کی لگام سے تین چار سو کوڑے اپنے لگاؤ کہ وہ بیچاری اس جادو کے طلسم سے نجات پاے۔ بدھو نے کہا سینے حضور اب اسوقت ہم اور آپ دونون سو رہین۔ کوڑے بازی کی بحث پھر ہوا کریگی۔ انسے کہو ذرا صبر کرین اس خستگی کی حالت مین کوڑے کھانا محال ہی ابھی تو مین زندہ ہون دیکھا جائیگا وعدہ پورا کر دینگے۔

کھانا کھا کر شراب پی کر سوئے اور گھوڑے اور گدھے کو خدا کی راہ پر چھوڑ دیا کہ ہری ہری دب خوب چرین دیر مین بیدار ہوئے اور سوار ہو کر ایک سرا مین پہونچے جو وہان سے کوئی کوس بھر کے فاصلے پر تھی پوچھا ٹکنے کی جگہ ہی۔ بھٹیارے نے کہا (ہی۔ اور ہر طرح کا آرام ہی) بدھو نے اُتر کر ایک صاف ستھرا کمرا لیا اور جانورون کو اصطبل مین باندھا۔ اسباب رکھا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس سرا کو فوجدار سلطان خانہ نہین سمجھے۔ فوجدار صاحب ایک بنچ پر بیٹھے تھے۔ بھٹیاری نے کہا جو حکم ہو بجا لاؤن۔

فوجدار نے کہا کھانے کی فکر کرو۔ بدھو نے بھٹیارے سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہی۔ اسنے کہا تمام دنیا کی نعمت موجود ہی مچھلیان۔ مرغ۔ مرغابی۔ فاختہ۔ ہریل۔ بکری کا گوشت۔ جو حکم ہو۔ بدھو نے کہا اس سب کی کیا ضرورت ہی صرف دو مرغ کا قورمہ تل دو بس ہمارے مالک بہت ہی کم خور ہین اور ہم بھی علی ہذا۔ بھٹیاری بولی۔ مرغ آج نہین ہی ہمارے میان کو معلوم نہ تھا۔ بدھو نے کہا کہ اچھا پھر چار فاختہ ہی کھانا پکے۔ وہ بولی فاختہ پچاس کے قریب بازار بھیج چکی ہون بدھو نے کہا اچھا بکری کا گوشت پکاؤ۔ وہ بولی چھ سیر گوشت سامنے والے مسافر نے لیا ہے۔ بدھو نے کہا ارے انڈے تو ہین۔ اسنے کہا مرغیان ہی نہین۔ انڈے کہان سے ہونگے۔ بدھو نے کہا از برائے خدا کچھ تو ہی یا کچھ بھی نہین۔ وہ بولی بط کے انڈے اور آلو ہین کڑھائی مین آلو تلے ہین۔ اور انڈون کے ساتھ پک رہے ہین اور پکار رہے ہین کہ آؤ اور گرما گرم کھاؤ۔ بدھو نے کہا لاؤ جلد لاؤ۔ بھٹیاری نے کھانے کے وقت کھانا حاضر کیا مگر قبل اسکے کہ یہ کھانا کھائین انھون نے دیکھا کہ انکے قریب کے کمرے مین دو مسافر ٹکے ہین۔ ایک نے کہا آؤ یار خدائی فوجدار کی تاریخ کا دوسرا حصہ پڑھین۔ اسنے کہا اجی ان مہملات کو چھوڑو بڑی سودائی کی بات کا کون ٹھکانا ہی۔ اس نے جواب دیا کہ سچ ہی کیا ہی۔ کچھ تو لطف آوے ہی گا۔ مگر افسوس ہی کہ مورخ نے لکھا ہی کہ فوجدار

کو اب اپنی معشوقہ زرین کمر کا پیار نہین رہا۔

فوجدار نے جو یہ سنا تو مارے غصے کے بدن تھرتھرانے لگا۔ زور سے کہا اگر کوئی شخص کہے گا کہ خدائی فوجدار نے اپنی معشوقہ زرین کمر کو چھوڑ دیا تو مین بزور شمشیر اس کو قائل کر دون گا۔ نہ وہ ایسی معشوقہ ہی کہ بھول سکے اور نہ فوجدار ایسے ہر دیگی چمچے ہین۔ فوجدار کے پیشے کا جزو اول یہ ہی کہ مستقل مزاج رہین۔ اور شجاعت کے اصول کا برتاؤ کرین۔ دوسرے کمرے سے آواز آئی (یہ کون ہماری بات کا جواب دے رہا ہی) بدھو بولے (وہی خدائی فوجدار جو اپنی قوت بازو سے شیر کو بھیڑ بنا دیتے ہین اور جو کسی سے دب کے نہ رہے)۔

ویسے ہی دو رئیس فوجدار کے پاس آئے اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا (اے شیر افگن نامور زہے نصیب کہ آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضور نے اس صدی مین بڑا نام کیا۔ سپہر بسالت کے نیر اعظم ہو آپ کا نام تاریخ تک مین درج ہی کہ فخر رستم و اسفندیار ہوے اب یہ تاریخ لیجئے حضور کا ذکر اسی مین ہی فوجدار نے کتاب لیکر ادھر ادھر الٹ کے دیکھی۔ کہا تین باتین قابل غور رہین۔ اولاً زبان خراب۔ مؤنث اور مذکر کی غلطیان۔ دوسرے مکالمہ غلط۔ تیسرے واقعات غلط نام ولنا مین بھی غلطی کی ہے۔ الغرض۔ ۶۔ خود غلط املا غلط انشا غلط * اور لکھا ہے کہ بدھو نفر کی بی بی نکاحی نہ تھی۔ بدھو نے کہا جھک مارتا ہے۔ اس رئیس نے کہا (آپ کی نسبت میان بدھو نفر صاحب اس مورخ نے لکھا ہے کہ گربہ چشم ہی اور سادہ لوح بالکل خرکب) بدھو نے کہا خدا اس سے سمجھے میرا نام ہی نہ لیا ہوتا تو خوب تھا۔ اب سے آئے گھر سے آئے۔

ان دونون نے فوجدار سے کہا کہ حضور چل کے ہمارے ساتھ کھانا کھائین کیونکہ خوب جانتے تھے کہ سرا مین انکے موافق کھانا نہین ہی۔ فوجدار صاحب خلیق تو تھے ہی دعوت قبول کر لی اور انکے ساتھ کھانا کھایا۔

بدھو نے بھٹیارے کے ساتھ بط کے انڈے اور آلو نوش کیے عند التذکرہ ایک نے پوچھا کہ فوجدار صاحب آپ کی معشوقہ ابھی دوشیزہ ہی ہین یا شادی ہو گئی۔ اور اب انکا حال کیا ہی۔ انھون نے کہا جناب ابھی دوشیزہ ہی ہین۔ خط کتابت ابتک تھی مگر اب جادوگرون کے پاجی پنے سے ہیئت بدل گئی ہی اور گنوارن کی قطع ہو گئی۔

اسکے بعد کل واقعات جو غار مین اور رئیس کے ساتھ پیش آئے تھے بصد حسرت بیان کیے یہ لوگ ششدر تھے کہ اسکو سودائی کہین یا مولوی یا منشی ایسا خوش تقریر نغز گفتار اور دماغ

یہ حال۔کبھی کچھ کبھی کچھ۔

بدھو نے خوب پی اور بھٹیارے کو اسقدر پلائی کہ وہ دھت ہوگیا اور انھون نے **فوجدار** کے پاس جاکے کہا (حضرات۔خدا کرے ایک دفعہ اس کتاب کا مصنف میرے ساتھ کھانا کھائے مجھے مربھکا لکھتا ہی لعنت۔شکر ہی کہ شرابی نہ کہا۔انھون نے جواب دیا (تمھاری صورت سے تو گربہ چشم ہونا ثابت نہین ہوتا۔بدھو بولے حضور واللہ یہ اس کتاب کے **فوجدار** اور بدھو ہم دونون نہین ہین۔کوئی اور ہی ہونگے۔ہمارے آقا جری دور اندیش اور عاشق تن۔مگر یک درگیر و محکم گیر مین سادہ مزاج نیک۔فہمیدہ۔کمخور۔خوش مزاج۔زندہ دل۔

رئیس۔حضور کی تاریخ کے قابل تو بس حصۂ اول کا مصنف تھا۔یہ تو نالائق آدمی معلوم ہوتا ہی۔اسکندر اعظم کی بھی یہی رائے تھی کہ (ہمارا حال صرف اپیلاس ہی لکھ سکتا ہے۔)

فوجدار۔اجی کسے باشد۔مگر جھوٹ نہ لکھے۔واقعات درج کرے۔چشم ما روشن دل ماشاد۔

رئیس۔آپ کسی روز بزور تیغ سمجھ لیجئے گا۔جاتا کہان ہی گیدی خر۔ٹھہر تو جائے۔آپ ذرا اس کتاب کو غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

فوجدار۔مین یہ مشہور کرنا چاہتا ہون کہ مین نے اس کتاب کو پڑھا نہین تاکہ مورخ کو معلوم ہو جائے کہ اس کی محنت رائگان گئی اور جو دکھ وہ مجھے دینا چاہتا تھا وہ بات حاصل نہ ہوئی۔

رئیس۔جہان جانے کی آپ نے ٹھانی ہے وہ مقام حضور کے قابل نہین۔اور وہ تو قابل دید ہی مگر سالار کے میلے جانا شایان شان نہین۔

فوجدار۔نہ جاؤنگا اور اس غرض سے تمام پر ظاہر کرونگا کہ مین وہ **فوجدار** نہین ہون جسکا ذکر اس کتاب مین کیا گیا ہی اب مجھے اجازت دیجئے تو ذرا آرام کرون۔

بدھو۔اور غلام کو بھی آزاد فرمائیے۔اب نیند آئی ہے۔

یہ دونون رخصت ہوے اور دونون رئیس آہستہ آہستہ باتین کرنے لگے کہ بھئی جہل اور عقل کو آج یکجا دیکھا۔انکو کامل یقین ہوگیا کہ انھین **فوجدار** اور بدھو کا ذکر خیر دیج تاریخ تھا اور مورخ نے بہت ہی صحیح حال قلمبند کیا تھا۔

فوجدار تڑکے گجر دم اٹھے۔اور اپنے اُن دوستون سے رخصت ہوے بدھو نے

بھٹیارے کو خوش کر دیا اور صلاح دی کہ اب آیندہ قیمت کم لیا کرو اور کھانا اچھا دیا کرو۔

فصل - ۶۰

صبح کا سہانا سمان تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چل رہی تھین اور یقین کامل تھا کہ دن بھر ایسا ہی موسم رہیگا اور فوجدار اسپ بادرفتار پر سوار ہو کر چلے۔ اودھ کی راہ چھوڑ دی اور اب نربدا دریا کے اس مقام کی تلاش مین چلے جہان مصنف تاریخ یعنی جلد دوم کے مصنف کا مکان تھا اور جسنے انکو بے سبب بدنام کیا تھا چھ دن تک۔ کوئی بات قابل اندراج سرزد نہوئی ساتوین دن شب کو درختون کے تلے انھون نے بسیرا لیا۔ دونون اپنے اپنے جانورون سے اترے اور بدھو فوراً سو گیا۔ یہ خوب بھوک کے کھانا کھا چکا تھا۔ فوجدار بھوکے تھے اور طرح طرح کے خیالات بھی انکے دل مین جاگزین تھے۔ انکو نیند کہا۔ ہزارہا خیال دل مین آتے جاتے تھے کبھی رومی دروازے کی سیر کرتے تھے کبھی معشوقہ کو بندریا کی شکل مین دیکھتے تھے کہ اچک پھدک رہی ہے اور حکیم اس سے کہہ رہے ہین کہ تمھارا مصاحب بڑا ناکارہ ہے صرف پانچ کوڑے روز لگاتا ہے اور اتنے ہزار کوڑے ابھی باقی ہین۔ انکو بڑا برا معلوم ہوا کہ انکا مصاحب بڑا احسان فراموش نکلا۔ اور دل ہی دل مین کہنے لگے کہ اگر بدھو نہین مانتا تو ہم خود اپنے ہاتھ سے اسپر کوڑے پھٹکارینگے۔ تین ہزار کوڑے کو دیکھیے اور پانچ کوڑے روز کو۔

فوجدار نے گھوڑے کی لگام لی اور بدھو کے پاس گئے اور آہستہ سے اپنی لکڑی سے جگانا شروع کیا۔ بدھو نے کلبلا کر کہا کون ہے میان۔ سونے دو۔ کیون دق کرتے ہو۔ فوجدار بولے ہم ہین فوجدار ہم کوڑے لگانے آئے ہین معشوقہ رزین کر تکلیف مین ہین اور تم بیفکر اور ہم پریشان آج ہم نہ مانینگے۔ کم سے کم تین ہزار کوڑے لگائینگے کچھ تو قرضہ کم ہونا چاہیئے۔ بدھو نے کہا ع۔ دیوار گوش دارد فہمیدہ گو۔ بھلبان پہ سنو صاحب کوڑون کی بحث مین زبردستی نہین ہو سکتی یہ خوشی کی بات ہے۔ بالفعل ہماری خواہش نہین ہے۔ ہان کچھ دن بعد ضرور عرض کرونگا چاہے چابک لگائیے چاہے داغ دیجیے چاہے گل لگائیے۔ فوجدار نے کہا اب یہ معاملہ تمھاری راے پر نہین چھوڑا جا سکتا۔ گو گنوار ہو مگر نازک بدن اور بزدل۔ یہ کہکر بدھو نفر کے کپڑے اتارنے لگے اور کہا اب نہ چھوڑونگا۔ بدھو نفر نے انکو گرا دیا اور ران پر چڑھ بیٹھا۔

فوجدار۔ او بے ایمان آقا سے جسکا نمک کھاتا ہے یہ بے ادبی۔ لعنت خدا۔

بدھو۔ مین نہ بادشاہ نہ بادشاہ گر۔ اگر خاموش رہو اور کوڑون کا ذکر نہ کرو۔ تو فوراً

چھوڑ دو ن ورنہ ای دغا باز ابھی مار ڈالتا ہون تو نے میری بی بی سے دغا کی۔
فوجدار۔ ہم کوڑے بازی کا نام بھی نہ لین گے۔ تمھاری ہی رائے پر چھوڑا۔ بس۔
بدھو بھاگے اور دور جا کے کھڑے ہوے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی چیز سے ان کا سر ٹکرایا۔ ہاتھ سے ٹٹولا تو دو پانؤن مع بوٹ کے ہاتھ مین آ گئے۔ مارے خوف کے دوسرے درخت کے پاس گئے اور وہان بھی وہی واقعہ ہوا۔ خدائی فوجدار کو پکارا (مدد دے) فوجدار نے جا کے پوچھا کیا ماجرا ہی ڈر کا ہے کا ہی۔ کہا ان سب درختون سے انسان کے پانؤن اور جوتے نکلتے ہین فوجدار نے دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہا ڈرو مت بدھو یہ ہاتھ پانؤن اور جوتے ڈاکوؤن کے ہین افسران سرکاری جب انکو جنگلون مین گرفتار کرتے ہین تو بیس بیس اور بتیس بتیس کو درختون پر پھانسی دے کے چل دیتے ہین۔ اب معلوم ہوتا ہی کہ قریب ہی منزل مقصود ہی۔ یہ خیال انکا صحیح تھا۔

صبح کو فوجدار اور بدھو نفر نے دیکھا کہ ڈاکوؤن کی لاشین جا بجا ٹنگی ہین یہ ان کو دیکھکر تو خائف ہوے ہی تھے مگر ویسے ہی چالیس کے قریب ٹھگ زندہ جیتے جاگتے وہین پہونچے اور کہا جب تک ہمارا کپتان نہ آئے جنبش نہ کرنا فوجدار پیادہ تھا گھوڑا چرتا تھا۔ بھالا الگ درخت کے پاس کھڑا تھا۔ بالکل بے بس۔ ٹھگون نے گدھے کا کل سامان چھین لیا خوش قسمتی سے وہ اشرفیان جو رئیس کے ہان ملی تھین وہ بدھو کے پاس چھپی ہوئی تھین۔ وہ لوگ ان کے سر سے پانؤن تک تلاشی لیتے مگر اسی وقت ان کا کپتان آ گیا۔ چونتیس برس کی عمر۔ موٹا تازہ۔ میانہ قد سے اونچا۔ متین آدمی۔ بھوری رنگت۔ گھوڑے پر سوار۔ سبز رنگ کا چغہ۔ دو پستول۔ دیکھا کہ لوگ بدھو کو لوٹ رہے ہین منع کیا۔ تعمیل حکم فوراً کی گئی اور بدھو کی اشرفیان بچ گئین۔ تعجب سے دیکھا کہ نیزہ درخت سے لگا ہوا ہے اور خود رکھا ہی اور فوجدار زرہ پہنے ہوے بہت ہی افسردہ دلی اور پژمردگی کے ساتھ کھڑے ہین اور غم کی صورت نظر آتے ہین۔ کپتان انکے قریب گیا۔ کہا بھائی صاحب یہ نہ سمجھئے گا کہ آپ کسی قاتل کے ہاتھ مین پڑے ہین مین رحمدل ہون ظالم نہین ہون میرا نام یل زوریل ہی فوجدار بولے میری پژمردگی کا سبب یہ نہین ہی کہ مین آپ لوگون مین گھر گیا بلکہ یہ سبب ہی کہ مین پشت توسن پر نہ تھا اور مسلح نہ تھا حالانکہ ہمارے پیشے کے لوگون پر فرض ہی کہ ہر دم مسلح اور سوار رہین اگر مسلح اور سوار ہوتا تو آپ کے یہ سپاہی آسانی سے مقابلہ

نہ کر سکتے مین خدائی فوجدار شیر افگن ہون جسکی بہادری سے سارا زمانہ واقف ہی۔

بل زوریل سمجھ گیا کہ بہادر تو نہین کوئی سڑان ہی گو ادھر اُدھر فوجدار کا نام سنا تھا مگر اسکو یقین نہین آتا تھا کہ انسان اسقدر پاگل ہوسکتا ہی۔ خوشی یہ تھی کہ جس شخص کے پاگل پن کا حال دور سے کانون سُنا تھا اسکو اب پاس سے بچشم دیکھا۔ اُسنے کہا۔ آپ متردد نہون آیندہ اپنے پیشے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کیجیئے گا خدا پر بھروسا رکھو وہ دم کے دم مین غریب کو امیر اور رنجیدہ کو خوش کر دیتا ہی۔

فوجدار شکریہ ادا کرنے ہی کو تھے کہ سوارون کے گھوڑون کی ٹاپون کی سی آواز آئی اور ایک نوجوان سوار کوئی بیس برس کا سن سبز وردی ڈانٹے لیس لگی ہوئی پتلون چست قرابنچہ لیے ہوے تلوار اور خنجر کمر سے لگا ہوا آیا اور کہا ارے بل زوریل مین تمھاری ہی تلاش مین ہون کہ تمھاری مدد سے ہماری مصیبت دور ہو جائیگی۔ مین آپ کے دلی دوست رضا کی لڑکی جانی ہون کٹورنامے ایک شخص مجھپر ریجھا اور مجھ سے وعدہ کیا کہ شادی کرون گا مگر اب دوسرے کے ساتھ شادی کرنے والا ہی مین حضور کے پاس اس بھیس مین آئی ہون کہ مجھے بچائیے اور میرے باپ کی حفاظت کیجیئے۔ مین نے اپنا بدلا اس سے لینا چاہا اور جنگل مین جہان وہ چھپا پھرتا تھا قرابنچہ بھونک دیا اور پستول سر کر دی اب آپ مجھے اور میرے باپ کو بچائیے۔ مین نے ضرور اس کا خون کیا واللہ اعلم بچا کہ مر گیا۔

بل زوریل کو اس حسینہ گلفام جانی نام کی کم عمری اور جرأت اور حسن گلوسوز اور بہادری پر سخت تعجب تھا۔ کہا اچھا بانو چلو چلکے دیکھین زندہ ہی یا مر گیا اسکے بعد غور کیا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیئے۔

فوجدار صاحب نے جو غور سے سُن رہے تھے کہا کوئی اس امر مین دخل نہ دو۔ ہم سمجھ لین گے ہتھیار اور گھوڑا لاؤ۔ بدھو نے کہا خدا کی قسم شادی بیاہ کے معاملے مین تو ہمارے آقا اُستاد ہین ابھی ایک پہلوان کو پچھاڑ کر بازی جیتی۔ بل زوریل نے آقا اور بدھو کی ایک نہ سنی اور سپاہ سے کہا جو کچھ اس آدمی (بدھو) سے چھینا ہی وہ واپس دو اور یہ کہکر جانی کو لیکر روانہ ہوا۔ ایک مقام پر خون پڑا دیکھا اور پہاڑ کی جانب کچھ آدمی نظر آے۔ بل زوریل اور جانی نامے نے دہی ڈھرا لیا۔ معلوم ہوا کہ کتور کے آدمی اسکو لیے جاتے ہین۔ زندہ خواہ مردہ۔ یہ نہ معلوم ہوا۔ علاج کے لیے اسپتال لیے جاتے ہین یا دفنانے کے لیے قبرستان۔ بڑی جلدی کی کہ ان تک پہونچ جائین دیکھا کہ کتور کے آدمی اسکو لیے جاتے ہین اور اس نے آہستہ سے کہا ارے اب مجھے

نہین دفنا دو۔ زخم اب آگے نہین جانے دیتے۔ جانی اور بل زوریل گھوڑون کے اوپر سے کود کو دکے قریب گئے۔ نوکرون نے بل زوریل کو دیکھا تو کانپ اٹھے اور جانی کو کنور کی حالت پر رحم آیا کچھ سنگدلی اور کچھ رحمدلی سے زخمی کے ہاتھ مین ہاتھ دے کر کہا اگر معاہدے کے مطابق یہ ہاتھ تمنے مجھے دیا ہوتا تو اس مصیبت مین نہ پڑتے۔ زخمی بیچارے نے ذرا آنکھین کھولین اور جانی کی آواز پہچانی اور کہا ای بانوے جمیلہ تمھاری راے بر سر غلط تھی افسوس کہ تمھارے ہاتھون مین نے جان گنوائی اور بے وجہ بے سبب۔ کوئی قصور نہین۔ میری جانب سے ایسی کوئی بات نہین ہوئی جس سے مین ایسی سخت سزا کا مستحق سمجھا جاتا۔ مگر قسمت۔ جانی نے کہا کیا یہ جھوٹ ہی کہ تم کل شمشیر بہادر کی لڑکی لڈن سے شادی کرنے پر نہین آمادہ تھے اس نے کہا ہاے افسوس کون لڈن اور کیسے شمشیر بہادر۔ مین اس مرتے وقت خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ میری کبھی اس قسم کی نیت نہ تھی کسی دشمن نے تمھارا دل میری طرف سے پھیر دیا خیر یہی غنیمت ہی کہ مرتے دم تمھارے زانو پر سر رہے۔ آرزو یہ تھی کہ دم نکلے تمھارے سامنے *

جانی نے گالون پر ہاتھ پھیرا اور معلوم ہوا کہ اس کا دل کوئی مسوستا ہی کہ مفت مین جان لی۔ اور فوراً غش آگیا اور عاشق کے سینے پر گر پڑی اور ادھر کنور کا منکا ڈھل گیا۔ بل زوریل کے ہاتھ پانون بھول گئے کہ کیا کرین کیا نہ کرین نوکر جا کے تازہ پانی لائے کچھ چھڑ کا کچھ پلایا جانی کو ہوش آیا مگر کنور نے آنکھین پھیر دین۔ اور ٹھنڈا ہو گیا۔ جانی نے اپنے دوست صادق کی جان کنی اور اسکے بعد راہی ملک بقا ہونے کا حال دیکھا تو اشک خونین کا دریا آنکھون سے روان ہوا۔ زار زار رونے لگی گریۂ تلخ کی آواز کوسون کی خبر لائی جسنے سُنا دور سے سمجھ گیا کہ کسی کا کوئی جوان عزیز قریب مرا ہی خود کہنے لگی ای ظالم جلد باز عاشق کش قاتلۂ بیگناہ عورت۔ ہاے تو نے کسی بیجرم کو مفت مین قتل کر ڈالا۔ بیگناہ کی جان لی۔ جو تجھ پر مرتا تھا اسکو تو نے مار ہی ڈالا۔ ہاے رقابت والے رقابت۔ ہاے بستر عروسی پر آرام کرنے کے عوض اُس بیچارے نے آغوش لحد مین جگہ پائی۔ بل زوریل باوصف سنگدلی کے خود بھی رونے لگا حالانکہ ہزارون کو قتل کر چکا تھا۔ نوکر زار زار رونے لگے۔ جانی کو ہر ہر قدم پر غش آنے لگا دور تک غم اور ماتم کی صورت مجسم نظر آتی تھی۔

بل زوریل نے ہر دے کے نوکرون سے کہا کہ اپنے آقا کی لاش انکے باپ کے مکان پر لیجاؤ کہ یہان سے قریب ہی وہان یہ دفنائے جائین گے۔ جانی نے کہا ہم اپنی ان کی طرح فقیر ہو جائین گے

اور جنون کی مسجد مین جا کے رہین گے بل زوریل نے کہا تمھارے لیے اب یہی مناسب ہی - گو بل زوریل نے انسے کہا کہ جہان کہو تمکو پہونچا آؤن اور تمھارے باپ کو بھی کنور کے عزیزون سے بچا دُن گا مگر وہ تنہا ہی چلی گئی اور بل زوریل بھی اپنے آدمیون مین واپس آئے اور عاشقی و معشوقی اور رقابت کا جھگڑا یون طے ہوا کہ کنور کی مفت مین جان گئی اور جانی کو فقیرن اور جوگن بننا پڑا اور یہ سب رشک کا سبب تھا اور رشک بھی بے سبب -

بل زور نے اپنے آدمیون کو مع فوجدار کے لیس پایا آپ اسپیچ دے رہے تھے کہ تم لوگ یہ پیشہ چھوڑ دو اسمین جسم اور روح دونون کا ہر دم خطرہ رہتا ہی - وہ لوگ خوش "گنوردل - بپاڑی" سمجھے بھی نہین کہ یہ بک کیا رہا ہی - بل زور نے آتے ہی بدھو نفر سے پوچھا کہ ان لوگون نے تمہارا اسباب سب دے دیا - اس نے کہا جی ہان - مگر تین مخملی ٹوپیان نہین ملین جو بہت قیمتی ہین کسی قدر رد و بدل کے بعد وہ بھی واپس ہوئین - اور بل زور نے سب آدمیون کو قطارین کھڑا کیا اور لوٹ کا اسباب اور نقد اور جواہرات سب مین تقسیم کر دیا اور فوجدار سے کہا اگر ان بیچارون کو انکا حق نہ ملے تو بسر کیونکر کرین - بدھو نے کہا ایک بات تو ہمنے ضرور دیکھی وہ یہ کہ چورون تک مین انصاف کے بغیر کام نہین چلتا - یہ فقرہ سننا تھا کہ انمین سے ایک چور آگ ہو گیا اور بندوق اُٹھا کے کندا انکے سر پر مارنے ہی کو تھا کہ فوراً بل زور نے روکا ورنہ بدھو کا سر کھل جاتا اور سب سخرا پن بھیجے کی راہ نکل جاتا - بدھو مارے ڈر کے کانپ اٹھے اور ٹھان لی کہ ان لوگون مین بات کرنا بلکہ لب تک ہلانا حماقت ہی اتنے مین دو سوار اسی ٹھگون کی پلٹن کے آئے اور کہا حضور کچھ سوار اور کچھ پیادے جاتے ہین - بل زور نے پوچھا کس قسم کے ہین جنکے ہم گاہک ہین یا جو ہمارے گاہک ہین - انھون نے کہا جنکے ہم گاہک ہین - حکم ہوا پکڑ لاؤ - ایک بھی نہ بھاگنے پائے وہ روانہ ہا شد اور ادھر فوجدار اور بدھو نفر اور بل زوریل باہم باتین کرنے لگے -

بل زور نے فوجدار سے کہا بھائی صاحب ہم ٹھگون کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے ہر دم خطرہ - ہر قدم پر خوف - ہر مقام پر ڈر - اب دھرے گئے اور اب دھرے گئے - مگر ایک قسم کی مجبوری ہی وہ ایک وجہ ہی ایسی ہو گئی ہی ورنہ خدا گواہ ہی مین بڑا نیکدل اور رحمدل اور خوش نیت آدمی ہون اگر خواستہ خدا ہی تو اس کمبخت پیشے سے نجات پاؤنگا اور آدمی بنجاؤنگا - انشاءاللہ -

فوجدار کو تعجب ہوا کہ بل زور ایسا فصیح اور فہمیدہ ہی - ٹھگ اور ایسا خوش تقریر - چوری چکاری ڈاکے والے اور ایسے خوش کلام - بل زور سے کہا مریض کی خوش نصیبی یہ ہی کہ تشخیص مرض ہو جا

خدا تمھارا حکیم ہی علاج کیون نہ کارگر ہوگا گنہگار اگر عاقل ہو تو بیوقوف گنہگار سے کہین اچھا ہے تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی کہ بڑے فہمیدہ ہو خدا تمکو مدد دیگا اگر اس پیشے کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ رہو تو ہم اپنا پیشہ تمکو سکھا دین۔ وہ ہنسا اور رجانی کا حال بیان کیا اور ربدھو کو بڑا رنج ہوا کہ ایسی شوخ اور بیباک اور طرار اور حسین نوجوان اور یہ مصیبت۔

اب بل زور کے چیلے مع ساتھیون کے واپس آئے۔ دو شریف زادے گھوڑون پر سوار دو جاتری پیادہ پا۔ ایک گاڑی پر عورتین بھری ہوئین جنکے ساتھ چھ ملازم پیادہ تھے اور کچھ ملازم سوار اور دو خچر والے۔ ٹھگ چو طرفہ سے گھیرے ہوے۔ بل زور نے ان دونون شریفون سے پوچھا آپ کون ہین۔ انھون نے کہا ہم دونون حیدر آباد کی فوج کے کپتان ہین اور رخصت لیکے وطن جاتے ہین سپاہی کی اوقات کیا کچھ اشرفیان ہمارے پاس ہین۔ اسکے بعد عورتون سے وہی سوال کیا انکے ملازم نے کہا ہمارے آقا کی صاحبزادی ہین اور باقی سب انکی پیش خدمتین ہین۔ جاتریون نے کہا ہم جاترا کرکے بندرابن متھرا جاتے ہین۔ بل زور نے کپتانون سے کہا جناب آپ نصف روپیہ مجھے قرض دیتے جائیے۔ انھون نے یہی غنیمت سمجھا۔ اسکے بعد جاتریون سے پچاس روپیہ وصول کیا۔ باقی معاف۔ عورتون سے انکے ملازمون کے ذریعے سے دو سو [200] اشرفیان وصول کین۔ شہزادی نے مارے خوشامد کے خواہش ظاہر کی کہ بل زور کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ مگر بل زور نے انکار کیا اور کہا آپ میری مان بہن ہین مجھے معاف فرمائیے کہ مین نے آپ کو تکلیف دی۔ اسکے بعد جاتریون سے جو وصول کیا تھا وہ انکو واپس کر دیا اور کچھ اپنے پاس سے دیا اور کپتانون سے کہا آپ لوگ بھی ہماری طرح سپاہی ہین اور ہم آپ کی تعظیم کرتے ہین مگر پیشے سے مجبور ہین انھون نے انکا شکریہ ادا کیا اور بل زور نے قلم دوات کاغذ منگوا کر ایک پاس سب کو لکھ دیا اور کہا کہ ہماری پلٹن کے ٹھگ اگر ملین تو یہ پاس دکھانا کوئی تم سے نہ بولے گا۔ اسکے بعد سب سے رخصت ہوے اور شہزادی کو ادب کے ساتھ سلام کیا سب عش عش کرنے لگے کہ واہ رے ٹھگون کے افسر۔ تو اور یہ رحمدلی!! ٹھگون مین سے ایک شخص نے کہا ہمارے کپتان صاحب ٹھگون کی افسری کے قابل تو کیا ہین ہان پادری بننے کے قابل البتہ ہین آیندہ ہم نہ مانینگے لڑ پڑینگے۔ بل زور نے سن لیا اور تلوار نکالکر دو ٹکڑے کر کہا بدتمیز بے ادب سپاہی کی یہی سزا ہے۔ سب سپاہی تھرا اٹھے کہ آیندہ کے لیے کان پکڑے۔ ذرا زبان تک نہ ہلائینگے یہ ہمیر تو پورا پورا ٹھگون کے افسرون کا برتاؤ کرتا ہی اور اوروں کیلئے اسکندر اعظم

پہنچاتا ہی بل زور نے فوجدار صاحب کو ایک خط لکھدیا اسکے ایک دوست دریاے نربدا کے پاس رہتے تھے انکو لکھا کہ میرے نامی دوست خدائی فوجدار جنکی شجاعت مشہور آفاق ہی آتے ہین۔ انسے بکشادہ پیشانی پیش آنا اور انکی خاطر کرنا یہ سلح گھوڑے پر سوار مع اپنے مصاحب بدھو نفر کے آتے ہین اور مصاحب گدھے پر ہین۔ ہمارے دوست نیاڑی کو بھی اطلاع کردو کہ نقل محفل مے آید۔ مدعی تک آن سنے خوش ہو جائینگے کیونکہ انکا جوش دیوانگی اور مجذونانہ حرکتین اور انکے ملازم کا مسخرا پن ساری خدائی کے خوش کرنے کو کافی ہی۔ بل زور نے اپنے ایک ٹھگ کو خط دیا اور اسنے بھلے مانسون کے کپڑے پہنے اور خط مکتوب الیہ کے پاس لے گیا۔

فصل - ۶۱

بل زور کے ساتھ فوجدار صاحب تین دن اور تین رات رہے اگر تین سو برس بھی رہتے تو ہر روز ایک نئی بات سوجھتی اور اپج ہی کی لیتے۔ کھاتے کہین تھے۔ پیتے کہین تھے کبھی بھاگ کے اُدھر کبھی بھاگ کے اِدھر۔ کبھی کمینگاہ مین کھڑے کھڑے سو رہے ہین ذرا سے کھٹکے مین منزلون دور۔ ہر دم جاسوس روانہ کیے جاتے تھے۔ سنتری پہرے پر رہتے تھے اور بندوقین دلغتے تھے۔ بل زور شب کو ساتھیون سے الگ رہا اور ان مقامون پر جہان کسی کا گزر نہ تھا کیونکہ گورنر سرکاری کے بیشمار اشتہار اس کی گرفتاری کے چھپ کر شائع ہو چکے تھے کہ اسکو گرفتار کر لو اس سبب سے ہر دم خائف رہتا تھا۔ وہ کسی کا اعتبار نہین کرتا تھا اور خوف تھا کہ مبادا اسی کے آدمی اس کو دھر وادین کیونکہ سرکار سے انعام کی طمع دیگئی تھی اس کی زندگی قابل رشک نہ تھی بلکہ بڑی مصیبت کی زندگی تھی۔

الغرض بل زور بل اور بدھو اور فوجدار چھ جوانون کو ہمراہ لیکر دریاے زبدا کی طرف چلے اور اثناے راہ مین بل زور نے فوجدار سے کہا کہ بالفعل آپ میرے ایک دوست کے ہان جو دریاے نربدا کے کنارے درگاگڑھ نامے قصبے مین رہتے ہین چلیے وہان بھی بڑا لطف ہوگا کئی دن کے بعد داخل ہوے اور باہم خلق اور تپاک کی باتین ہو کر بل زور رخصت ہوا کہ مبادا کوئی گرفتار کرلے۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد مہر جہانتاب بصد آن بان و شوکت و شان نمودار ہونے لگا اور نسیم سحری نے غنچون کو گدگدانا شروع کیا۔ مشرق سے نور برسنے لگا۔ جوانان چمن پر بھی عجب جوبن تھا کہ اتنے مین باجے کی آواز نے قوت سامعہ کو تازگی بخشی اور رفتہ رفتہ کوس اور دہل اور انگریزی باجے کی آواز آئی اور معلوم ہوا کہ

سوارون کا رسالہ شہر کے باہر آتا ہی اب شعاع زرنگار مہر اور بھی تیز ہوئی اب سنیئے کہ فوجدار اور بدھو نفرنے پچھم کی طرف دیکھا تو دریاے نربدا موج زن ہی اب تک یہ دریا نہین دیکھا تھا۔ یہ دریا انکے قصبے کی ندی سے بہت بڑا تھا۔ اتنے مین ایک بڑی کشتی نظر آئی۔ اک شان کیساتھ آرہی تھی (اسمین جنگی) باجا بج رہا تھا اور ادھر شہر سے صدہا رئیس برق دم باد رفتار اسپان عربی و ترکی پر سوار خاص برداروں اور سپاہیون کو ساتھ لیے ہوے برآمد ہوے۔ کشتی پر سے سپاہیون نے کئی باڑھ بندوقین سر کین اور اسکے بعد توپ دغنے لگی دھنا دن قلعہ کی دیوارون سے توپین داغین اور توپخانہ بزرگ کی دھرتی دھمک توپون سے گہوارۂ زمین ڈاوان ڈول ہونے لگا اور آواز بازگشت سے معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا مین توپین چل رہی ہین۔ دریا کا پانی صاف اور کہین ذرا ہل چل نہین خشکی مین جدھر دیکھو خوش وقتی ہوا صاف۔ نہ بالکل بند نہ تیز کہ جھنکار ہوجاے ہان توپ کے دھوئین سے البتہ ذرا مطلع تیرہ ہو جاتا تھا۔ ان کل باتون سے شہر بھر مین خوشی کے شادیانے بجتے تھے بدھو اس فکر مین تھے کہ لتنے اتنے بڑے جہاز بے پانون کے کیونکر ادھر ادھر پانی مین چلتے پھرتے ہین انھون نے سولے ندی کے کوئی بڑا دریا نہین دیکھا تھا۔ اتنے مین شہر کے رؤسا گھوڑے سرپٹ دوڑاتے آئے اور جنگی طریقے سے آن بان کے ساتھ فوجدار کے پاس آئے اور یہ اسوقت بڑے ہی حیرت مین تھے کہ یا خدا یہ کیا ہو رہا ہی۔ اتنے مین بل زورنہ کے دوست نے بڑھ کے کہا۔ خوش آمدی خوش آمدی۔ مرحبا مرحبا۔ خدائی فوجدار شیر افگن رشک یلان نامی گرامی فخر و افتخار پہلوانان زمن مہر سپہر شجاعت حضور کی تاریخ کا حصہ اول بہت صحیح ہی دوسری جلد کے مورخ نے جھک مارا ہی۔ فوجدار نے بدھو سے کہا یار یہ تو ہمکو خوب جانتے ہین واللہ ہماری تاریخ ضرور معائنہ کی ہی۔ دوست نے کہا فوجدار صاحب اب ہمارے ساتھ چلیے ہم آپ کے غلام اور آپ کے دوست بل زوریل کے دلی یار ہین۔ فوجدار نے کہا صاحب ہم تو بندۂ احسان ہین جہان کہیے چلین۔ سہ

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوست انکو ساتھ لیکر شہر کی جانب چلے۔ باجا بجتا ہوا اشان کیساتھ جاتے تھے کہ دفعۃً فوجدار اور بدھو نے غل مچایا۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو لونڈون نے جو شیطان کے بھی کان کاٹتے تھے رشک حمار یعنی گدھے کی دم مین سُتلی باندھی اور ایک سرا درخت سے باندھ دیا اور دونو کی رفتار رک گئی اور بدھو گدھے پر سے گر پڑے۔ فوجدار بھی گرنے کو تھے مگر شہسوار آدمی تھے فورًا

رُک گئے میزبان نے چاہا کہ ان لونڈون کو سزا دین مگر انکا پتا کہان اب یل زور کے دوست کے مکان پر داخل ہوے۔ جیسا کہ امیرون کا مکان ہونا چاہیئے ویسا تھا کشادہ اور صاف۔ مورخ انکو اب یہان ہی چھوڑتا ہی۔

فصل ۔ ۶۲

فوجدار کا میزبان مذاق کا آدمی تھا مگر اعتدال اور دور اندیشی کے ساتھ اسکا نام شاہ زرغام تھا۔ سوچا کہ انکی دیوانگی کا خط حاصل کرنا ضرور ہی مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی خیال ہوا کہ ایسا مذاق نہو جس سے انکا دل دکھے اور نہ کوئی مذاق ایسا ہو جس سے کسی کو چوٹ چپیٹ آئے۔ فوجدار کے ہتھیار انھون نے پہلے ہی اتروالیے۔ دیکھا تو تلوار اور نیزہ زنگ آلود اور خود اسقدر دبلے کہ ہڈی ہڈی گنوا لیجیے جیسا کہ بیان ہو چکا ہی۔ انکو ایک چھت پر شامیانے کے نیچے بٹھایا اس روز میلا تھا یہ سمجھے کہ یہ سب سامان ہمارے ہی لیے ہوا ہے۔ کبھی سوانگ نکلے اور ٹھہر کر کرتب دکھاے کبھی میلے والون نے غل مچایا۔ ریلا پیلا۔ بدھو بہت خوش کہ رئیس کے ہان کی طرح یہان بھی مہمان نوازی ہوگی اور اس شادی مین خوب خوب شرابین پیین گے اور مرغ کے کباب اور پراٹھے اور پلاؤ چکھین گے۔ کچھ کھائی کچھ باندھی پوٹ۔

شاہ زرغام نے کئی اور دوستون کی دعوت کی اور سب نے فوجدار کی تعظیم کی جس سے یہ اور بھی پھول گئے اور ضبط نہ کر سکے۔ بدھو کی باتون اور مسخرے پن پر سب نوکر چاکر عاشق تھے۔ میزبان نے کہا بدھو نفر ہمنے سُنا ہی کہ تم کو فتون اور گوشت کے عاشق ہو کہ کھاتے ہو اور پھر بھی باندھ لیجاتے ہو۔ بدھو نے کہا حضور یہ خبر کسی نے غلط بیانی کی ہی۔ مین ایسا ندیدہ نہین ہون آقا سے پوچھ لیجیے آٹھ آٹھ دن تک ہم اور ہمارے آقا فقط ذراسی جھڑبیری کھا کے رہتے ہین۔ ہان اگر مرغن کھانا ملے تو ضرور ذرا زیادہ کھاؤنگا۔ گرسنہ چشم بندہ نہین ہی۔ اور یون بے مرنے اور تہمت دھرنے کی تو بات ہی اور ہی۔ فوجدار نے کہا جناب اسکی تو ہم بھی گواہی دینگے اسکی صفائی اور نکھوری ضرب المثل ہی اور آب زر سے لکھنے کے قابل۔ بھوک کے وقت جب اسکو کھانا ملتا ہے تو ذرا جلد جلد بڑے بڑے نولے لیتا ہی اور پیٹو معلوم ہوتا ہی مگر اس صفائی کی تو قسم کھانی چاہیئے اور گورنری کے زمانے مین تو انار کے دانے اور انگور تک چھری سے کھاتا تھا صفائی کا اسقدر خیال تھا۔ شاہ زرغام نے کہا (کیا! کیا بدھو نفر گورنر ہو گئے تھے) بدھو نے کہا (جی۔ دس دن تک گورنری کی مگر خدا کی مار) فوجدار نے کل حال من وعن گورنری کی نسبت بیان کیا اور سامعین

بہت محظوظ ہوے۔

کھانا کھانے کے بعد فوجدار کو انکے میزبان ایک کمرے مین لے گئے جہان فرش نہ تھا مگر ایک میز پر ایک سر بنا ہوا تھا۔ غالبًا کسی سخت اور کمیاب دھات کا تھا۔

شاہ۔ ایک راز سربستہ بیان کردن مگر ظاہر نہ ہونے پائے۔

فوجدار۔ قول شجاعان جان دارد۔ کیا مجال۔ چاہے کوئی مار ڈالے مگر نہ کہین۔

شاہ۔ دیوار گوش دارد فہمیدہ لب بجنبان۔ اگر ظاہر ہوگیا تو مر جاؤنگا۔

فوجدار۔ ممکن نہین۔ لب تک نہ جنبش کرین۔ ہم راز دان لوگ ہین جناب۔

شاہ۔ اب یہان سوائے ہمارے اور تمھارے اور کوئی نہین ہی یہ سر ایک بڑے نامی اور مشہور زمانہ ساحر کا بنایا ہوا ہی۔ یہ ایک او جہا تھا اور سرآئو نامے جادوگر کا نامی شاگرد جسکا آج تک نام ہی اور وہ شہرۂ آفاق ہی۔ ہزار روپیہ انعام کے وعدے پر اُسنے ہمارے ہان رہ کر یہ سر بنایا اور وصف اسمین یہ ہی کہ جو سوال کیجئے جواب لے لیجئے۔ ستارون کے حساب خسوف اور کسوف اور خدا جانے کن کن باتون کا لحاظ کر کے اسنے یہ سر بنایا۔ کل اسکا وصف مین دکھاؤنگا جمعہ کے دن نہین بولتا آج جمعہ ہی کل تک غم کھائیے تب تک آپ غور کر رکھیے کہ کیا سوال پوچھیے گا۔ میرا تجربہ ہی کہ جواب غلط تو ہونے ہی نہین پاتا فوجدار کو اسکا یقین نہ آیا مگر یہ سوچے کہ غلط ہوتا تو کل کا وعدہ نہ کرتا۔ شاہ انکو باہر لے گئے اور دروازہ بند کر دیا جہان سب احباب بیٹھے تھے اور بدھو نفر اپنے آقا کی مجنونانہ حرکتون کو فخریہ بیان کر رہے تھے یہ بھی وہان پہونچے۔

شام کو فوجدار صاحب کو انھون نے خچر پر سوار کیا اور بھلے مانسون کے کپڑے پہنائے اور اچکن کی پشت پر کڑھوا دیا۔ (خدائی فوجدار) جو جو لوگ ان کے نام سے واقف تھے وہ مع لونڈے کے ساتھ ہو لیے۔

فوجدار۔ شاہ زرغام صاحب۔ دیکھیے ہمارے پیشے کے یہ اعزاز ہین۔ لوگ جانتے بھی نہین اور ہمراہ رکاب ہو لیے۔

شاہ۔ مشک کہین چھپ سکتی ہی۔ تو یہ سپہگری کے فنون کے استادون کا نام آفتاب کی طرح نور برساتا ہی۔ کہین آفتاب پر کوئی خاک ڈال سکتا ہی۔

اتنے مین آواز آئی ارے او پاگل فوجدار سڑی۔ ابے تو ابھی تک زندہ ہے۔ جا بیجا اسقدر پٹ پٹا کے اتنک ٹیان سا موجود ہی۔ اور لطف یہ کہ تو خود تو پاگل ہی ہی مگر وصف

یہ ہے کہ اوروں کو بھی پاگل کر دیتا ہی یہ جو دو ساتھی میرے ہمراہ ہین انکی حالت پر ہم کو رحم آتا ہے۔ اب بے ہگیدی اس پاگل پن سے در گزر اور جاکے اپنی آراضی کو دیکھ اور بال بچون سے مل ورنہ رہا سہا دماغ اور بھی ڈھکھل ہو جائے گا۔) شاہ نے کہا بھائی صاحب بڑے ناصح نہ بنیے اپنی راہ لگیے۔ فوجدار صاحب کو آپ کی صلاح کی کوئی ضرورت نہین ہی وہ صحیح و سالم ہین اور ہم لوگ کوئی سڑی نہین بس اب دور ہوا ور خبردار اب بیہودہ نہ بکنا۔ اسنے کہا حضور بجا فرماتے ہین ان کو صلاح دینا۔ چون گردگان بر گنبد است۔ مگر افسوس ہی کہ اتنا بڑا لائق آدمی اور جہان سپہگری کا ذکر آیا بس سڑی ہو گیا۔ اب بندہ کسی کو صلاح نیک نہ دے گا چاہے خضر کی عمر بھی کیون نہو صلاح بھی دو اور دھمڑ کی بھی کھاؤ۔

ناصح صاحب روانہ باشند اور جلوس فوجدار روان۔ لڑکون اور تماشائیون کی اس قدر بھیڑ ہو گئی کہ شاہ نے کسی بہانے سے فوجدار کو بڑا سا رومال اڑھا دیا اور گھر واپس آئے وہان شاہ زرغام کی بی بی نے جو خاتون کہلاتی تھین اور بڑی خوبرو خوشخو زندہ دل اور معزز عورت تھین کئی معزز عورتون کو بلوایا تھا کہ فوجدار کی دیوانگی اور جوش جنون کا لطف اٹھائین۔ بڑی عمدہ دعوت میزبان نے کھلائی اور دس بجے ناچ شروع ہوا۔ دو شوخ طبع عورتون نے فوجدار کو بہت چھیڑا فوجدار دبلے پتلے مرے ہوے لقات۔ لمبا بیڈول قد۔ زرد رنگ اور بد قطع۔ انکو دیکھکر سب کو ہنسی آتی تھی۔ ان دو عورتون نے ان سے عشق ظاہر کیا اور انھون نے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا اور انھون نے باواز بلند کہا ہمین آرام کرنے دو لعنت بر کار شیطان۔ ہم اپنی معشوقہ زرین کمر کے سوا اور کسی کو آنکھ اٹھاکے نہ دیکھین گے۔ بس۔ یہ کہکر بیٹھ گئے بہت ہی خستہ تھے۔ شاہ نے کہا ان کو بستر پر لٹا دو۔ بدھو بھی آئے اور انکو معلوم ہوا کہ یہ بھی ناچ مین شریک تھے کہا (میرے آقا یہ کیا سوجھی۔ تمکو اس کہروا ناچ سے جو بازاری عورتون کا ناچ ہی کیا سروکار۔ تمہارا ناچ تلوار کی باڑھ ہی۔ یا یہ تھرکنا۔ مجھے بلا لیا ہوتا مین ہی ذرا ناچتا۔ گو نچنیا نہ سہی مگر تم نہ تھکتے) اس تقریر پر سب ہنس دیے اور بدھو نے آقا کو بستر پر لٹا کر چادر اڑھا دی کہ پسینے آئین۔

دوسرے دن شاہ نے اس جادوگر کے بنائے ہوے سر کا تجربہ کرنا چاہا۔ لمع فوجدار اور بدھو نفر اور دو سہیلیون اور اپنی بی بی کے شاہ نے اس کمرے مین جاکر قفل لگا لیا اس کی خاصیت بیان کر دی اور کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا۔ آج اول مرتبہ امتحان کا ہی شاہ کے

دوستون کے علاوہ اور کسی کو اس راز کا حال معلوم نہین تھا اور اگر انسے نہ کہا گیا ہوتا تو وہ بھی اور لوگون کی طرح ہبوق ہو گئے ہوتے اس چالاکی اور حزم سے وہ کل تیار ہوئی تھی۔ سب کے پہلے خود شاہ زرغام نے پوچھا (ای سر۔ اپنی کشش کے زور سے بتاؤ کہ ہم اس وقت کیا سوچ رہے ہین) ہونٹھ تک نہ ہلے اور جواب سنا (مین کسی کے دل کی بات نہین بتا سکتا) سب متحیر کہ کمرے بھر مین ہم لوگون کے سوا اور کوئی نہین یہ آواز کہان سے آئی۔ شاہ نے پوچھا (اس کمرے مین کون کون ہی۔ آواز آئی (آپ اور آپکی بی بی اور دو آپکے دوست اور ان کے دوست اور ایک مشہور پہلوان خدائی فوجدار اور انکا مصاحب۔ بدھو نام) اب اور بھی زیادہ حیرت ہوئی شاہ نے کہا ہمکو تو یقین ہو گیا کہ ہمنے دھوکا نہین کھایا اب کوئی اور صاحب سوال کرین۔ ایک بی بی نے بڑھکر کہا (بھلا ہم خوبصورت کیونکر ہو جائین) جواب سنا (حیا پروری کی عادت اختیار کرو) دوسری نے کہا سر میرا میان مجھے پیار کرتا ہی یا نہین) جواب سنا (اسکے برتاؤ سے تم خود جان سکتی ہو) اب شاہ کے ایک دوست نے جاکے پوچھا (ہم کون ہین) جواب (تم خود جانتے ہو) سوال (ہم تو جانتے ہی ہین)۔ تم بتاؤ۔ جواب (تم منشی پارولے ہو) دوسرے نے پوچھا۔ (اچھا بتاؤ ہمارے لڑکے کی کیا خواہش ہی جواب۔ (خواہش ہی کہ تمکو دفنا دے) یہ بھی بھڑک اٹھے کہا واقعی وہ ایسا ہی نالائق ہی۔ اب کچھ نہ پوچھونگا

اب شاہ کی بی بی نے جاکے کہا۔ ای سر میری سمجھ مین نہین آتا کہ کیا پوچھون۔ بھلا بتاؤ ہمارے میان کب تک زندہ رہین گے۔ جواب سنا (مدت تک۔ کیونکہ تندرست آدمی ہین اور قوی الجثہ اور اعتدال کو کسی شی مین ہاتھ سے نہین دیتے بڑی عمر ہوگی۔ اب فوجدار صاحب آئے۔ کہا ہم نے جو رومی دروازے مین جاکر جو غار بزرگ کا ذکر کیا تھا صحیح ہی یا غلط۔ اگر بدھو پر کوڑے پڑین تو ہماری معشوقہ جادو سے نجات پائین یا نہین۔ کیا وہ جادو ہی مین رہین گی۔ جواب سنا (غار کے بارے مین کچھ سچ ہی کچھ غلط۔ بدھو پر کوڑے کم کم اور دیر مین پڑین گے معشوقہ جادوگرون سے نجات پائین گی) فوجدار نے کہا بس یہی چاہتا ہون کہ معشوقہ صحیح رہین۔

سب کے آخر مین بدھو نے سوال کیا۔ ای سر۔ کیا دوسری گورنری مجھے ملے گی۔ مصاحب پہلوان کی کمبختی کی زندگی کب ختم ہوگی۔ مین اپنی بی بی اور بچون کو دیکھ سکونگا یا نہین) جواب آیا۔ تم اپنے ہی گھر کے گورنر ہوگے اور اُن سے تم ملوگے اور اس زندگی سے نجات پاکر گھر مین چین سے رہو گے۔) بدھو نے کہا لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو خود بھی مین جانتا تھا فوجدار نے جھلاکر کہا او جانور۔ اب اور کیا چاہتا ہی اس سے بہتر جواب اور کیا ہوگا۔ بدھو بولے جی ہان۔ مگر

ذرا اور صاف صاف ہوتا تو بہتر تھا۔

دوسرے دن **فوجدار** صاحب کا دل چاہا کہ ذرا بازار کی سیر کریں۔ ادھر ادھر سیر کرنیکے بعد ایک مقام پر سائین بورڈ دیکھا۔ (مطبع نور) فوراً چھاپے خانے کے اندر داخل۔ دیکھا کہ مصلح سنگ پتھر پر غلط حروف کو کاٹ کاٹ کے صحیح کر رہے ہین۔ آگے بڑھے تو دیکھا کاتب لکھ رہے ہین۔ زرد کاپیا اور چھاپے کی سیاہی۔ اور آگے بڑھے کلون کو دیکھا۔ ٹائیپ فونڈری کو دیکھا۔ مشینین دیکھین۔ اب کتابون کے گودام مین آئے پوچھا یہ کون کتاب ہے۔ کہا (دیوان ظہیر فاریابی) ۸ر قیمت۔ **فوجدار** نے مسکرا کر کہا۔ ۵

دیوان ظہیر فاریابی		در مکہ بُدزد گر بیابی

اب ۸ر کو بکتا ہی۔ یہ لال لال جلد کی کون کتاب ہی۔ کہا جی یہ اخلاق جلالی ہی **فوجدار** نے کہا عمدہ کتاب ہے محقق دوانی کی تصنیف لطیف۔ بس فارسی مین یہ دو کتابین اخلاق کی نایاب ہین۔ اخلاق جلالی اور اخلاق ناصری۔ محقق دوانی کا کلام ہی اور یہ محقق طوسی علیہ الرحمۃ کا۔ کتب فروش نے کہا آجکل یہ نئی کتاب طبع ہوئی ہی (مثنوی بزم وصال۔ طبع بھی حال ہی مین ہوئی ہی اور تصنیف بھی خاص عجم کا کلام ہی۔ اور یہ جام ہوشربا ہی **فوجدار** نے کہا ہمکو یہ ایشیائی قصے پسند نہین آتے۔ گلزار خیال اور جام ہوشربا اور طوطے مینا کی کہانی اور فسانۂ عجائب فی نفسہ عمدہ ہون مگر پرانا فیشن ہی۔ وہی معمولی کہانیان۔ مبالغے کے دریا بہا دیے۔ جن اور بھوت اور پریت اور دیوؤن کا ذکر جسکا سر نہ پیر۔ ہمکو اس قسم کے قصون مین کوئی لطف نہین آتا ہی۔ ذرا اگر دروغ ہو تو خیر مضائقہ نہین اور جو سر سے پانون تک دروغ ہو تو پڑھنے کو جی نہین چاہتا۔ اس سے تو واللہ یہ چوہے نامہ اور بلی نامہ اچھا ہے۔ کوڑی ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین۔ آپکے ہان مثنوی علدمن بھی چھپی ہی۔ کہا ہان چھپی ہی۔ **فوجدار** نے ایک جلد خریدی۔ اشعار۔

دل گفت کہ ای طبیب نادان		رنجم مفزای با مدادان		معشوقۂ نازنین طلب کن
عناب لبش بکار تب کن		آگاہ نئی تب درون را		نشتر چہ زنی رگ جنون را

کتب فروش نے شاہنامہ فردوسی و طوسی سامنے رکھ دیا وہ بھی **فوجدار** صاحب نے خرید لیا اور کہا یہ ہمارے پیشہ شریف کے متعلق ہی۔ ۶ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ؟

کتب فروش نے مسکرا کر ایک کتاب دی اور کہا حضور اسمین کسی **فوجدار** صاحب کا حال درج ہی۔ **فوجدار** نے کہا مین نے ادھر ادھر یہ کتاب پڑھی ہی میرے نزدیک اس قابل ہی

کہ اب تک پھونک دی گئی ہوتی مہمل کتاب۔ قصے کہانی کی کتابین وہان ہی تک ٹھیک ہین جہانتک واقعات روزمرہ کے قریب تر ہون اور سچی تاریخون کی تعریف یہ ہو کہ سب سچ ہی ہو۔ شاعری نہو۔ یہ کہکر مطبع کے دفتر سے چلے گئے اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی قدر آزردہ خاطر ہین۔

اس دن شاہ نے کہا کہ چلیے سمندر کی سیر کرین اور وہان کے عجائبات دکھائین۔ بدھو نفر بہت خوش ہوے۔ کیونکہ عمر بھر سمندر نہین دیکھا تھا۔ شاہ نے وہان کے لوگون کو اطلاع دی کہ خدائی فوجدار صاحب کو لیکر بندہ آتا ہی ذرا سیر اچھی طرح دکھائیے گا ان لوگون نے انکا کچھ کچھ حال سُنا تھا فصل آیندہ مین اس مہم کے واقعات قلمبند ہونگے۔

فصل ۔ ۶۳

فوجدار صاحب عرصے تک اُن جوابون پر غور کیا کیے جو اس سر نے پیشین گوئی کے طور پر کہے تھے اور ذرا نہ سمجھے کہ آمین کوئی قریب ہو اور یقین ہوگیا کہ معشوقہ زرین کمر جادو سے نجات پائینگی۔ خوش تھے کہ جلد شاہد مراد سے ہم آغوش ہونگے۔ بدھو کو گو اب گورنری سے نفرت ہو گئی تھی مگر اب تک یہ آرزو تھی کہ حکمرانی کرین کیونکہ دس دن کی مصنوعی گورنری تاشے نے انکے دماغ کو اور سے اور کر دیا تھا۔

دوسرے روز شاہ مع احباب اور فوجدار اور بدھو کے سمندر کی سیر کو گئے اور افسر فوج نے آتے دیکھکر حکم دیا کہ سلامی سر کرو اور فوجی باجا بجاؤ۔ پہونچتے ہی ملاحون نے جھک جھک کے سلام کیا اور فوجدار غتا گئے کہ شہزادون کی طرح ہمارا استقبال کیا گیا۔ افسر فوج نے بغلگیر ہو کر کہا حضور آج گھی کے چراغ جلاؤنگا کہ اتنے بڑے نامدار اور پہلوان جرار نے جہاز کو رونق بخشی تمام دنیا مین حضور کا نام ہی۔ شجاعت مشہور خاص و عام ہی۔ جہاز بہت ہی آراستہ تھا سبزہ اور گل اور بیل اور بوٹے۔ کپتان نے حکم دیا کہ جہاز کو روان کرو۔ اور سب ملاح ذی شعور اپنے اپنے کام پر حاضر ہوے بدھو کے دل مین خوف پیدا ہوا کہ مبادا ان اتنے بھوتون سے فوجدار بگڑ جائین تو غضب ہو۔ یہ اتنے اور ہم اکیلے۔ چاہین ٹانگ پکڑ کے سمندر مین دونون کو پھینکدین اتنے مین ایک قطار باندھ کر ملاح کھڑے ہوے اور بدھو کو لیکر ایک سرے سے جو ہاتھون ہاتھ اچھالا تو کونے تک ہاتھون ہی ہاتھ سے گئے۔ بدھو کو یقین کامل ہو گیا کہ پریت ہین کہا ہم ایسے جہاز کی سیر سے درگذرے۔ فوجدار نے جنرل سے کہا اگر یہ کوئی رسم ہی کہ جو اول مرتبہ یہان آئے اسکی یہ گت بنائی جائے تو بندے کو معاف فرمائیے۔ ذرا کسی نے

ہاتھ لگایا اور ہم نے تلوار نکالی۔

یہ کہکر فوجدار صاحب پتیرا بدل کر کھڑے ہو گئے اور شمشیر برہنہ لی اور ادھر جہاز پر بڑا غل مچا اور غل کے ساتھ ہی جہاز ہلا اور یہ جا وہ جا۔ بدھو کو یقین ہو گیا کہ اس جہاز پر جادو کیا گیا ہی۔ کہا فوجدار صاحب اب اس سے نکلنا معلوم۔ ع۔ آن پڑے کٹھ پنجرے مین کہ لیو رام کا نام ÷ فوجدار نے کہا ارے یار اگر کپڑے اُتار ڈالو اور کوڑے لگاؤ تو جلدی بیچاری بلا سے نجات پائے اور جادو کا اثر دور ہو۔ جنرل پوچھنے ہی کو تھا کہ کوڑون اور جادو کا ذکر کیا ہی کہ اتنے مین آواز آئی (قلعہ منجھوا سے اشارہ ہوا ہی کہ ایک کشتی پچھم کی جانب بھاگی جاتی ہے دوڑو۔) اتنا سنتے ہی جنرل کود پڑا اور کہا (تیز چلو تیز۔ جانے نہ پائے) دو جہازون کو حکم دیا کہ منجھدار کی راہ لو اور ایک جہاز ساحل کی طرف چلے تاکہ کشتی کسی طرف بھاگنے نہ پائے۔ کشتی والون نے جو دیکھا کہ جہاز آتا ہی تو بہت ہی تیزی سے چلے مگر پکڑے گئے۔ کشتی کے ناخدا نے کہا کشتی کو لنگر انداز کرو اور قیدی بنجاؤ ورنہ اگر جہاز کا جنرل پکڑ آگیا تو اسی دم اڑا دیگا۔ مگر لوگون نے نہ مانا اور بندوق سے جہاز کے دو ملاحون کو مار ڈالا اور انجام یہ ہوا کہ کوئی چھتیس آدمی گرفتار ہوے سب جوان اور موٹے تازے اور ہٹے کٹے۔ جنرل نے پوچھا تمھارا افسر کون ہی اس نے کہا یہ صاحب (ایک نوجوان بیست سالہ کی طرف دیکھکر کہا) کیون بے کتے جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ اب بچنا محال ہی تو میرے دو آدمیون پر بندوق کیون سر کی۔ دو جانین مفت مین لین۔ اتنے مین نائب السلطنت کے آنے کی خبر تو تھی ہی سامنے سے انکا جہاز دکھائی دیا اور انھون نے آن کر کہا (جنرل تمنے تو آج خوب شکار کیا نا۔ جنرل نے کہا شکار حضور کے سامنے تہ تیغ پر ہو گا۔ نائب السلطنت نے کہا اسکے کیا معنی۔ اسنے کہا حضور بے وجہ بے سبب خلاف رسم و آئین اس کپتان کے حکم سے ہمارے دو آدمیون کی جان گئی۔ نائب السلطنت نے کہا ای نوجوان تمھاری نوجوانی اور حسن گلو سوز اور شرافت پر رحم آتا ہی مگر مجبوری ہی تم مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی۔ شادی ہوئی ہی یا نہین۔ اس نوجوان نے جو انتہا سے زیادہ حسین تھا اور جسکی مشکین کسی ہوئی تھین کہا مین مرد نہین ہون آپکی ہم قوم عورت ہون اگر قتل کا فتوی ذرا ٹال دیجئے تو میری سرگزشت سن لیجئے اگرچہ ؎

کون سنتا ہی کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری

بدلا اپنا آپ لین مگر ذرا تامل کرین۔ جنرل نے اجازت دی اور اسنے اپنی بپتی یون سنائی

مین مرد نہین عورت ہون مصیبت کے دنون مین میرا باپ مجھے چھوڑ کر وطن سے بھاگا اور جواہرات اور اشرفیان دفنا کر مجھے جگہ دی۔ دوار غام نامے ایک شخص نوجوان میرے اوپر عاشق ہوا اور ہمارا اسکا عشق بڑھا۔ مین اپنے دو چچا دُن کی حفاظت مین تھی ایک روز مین اور وہ۔ دونون بھاگے اور شام پور نامے ایک مقام پر ایک سرا مین فروکش ہوے وہان کے نواب نے مجھے بلوایا اور ہم تو مجھکر پوچھا کہ یہان کیونکر آنا ہوا۔ مین نے کہا فرقہ مخالف کے جور نے جلا وطن ہونے پر مجبور کیا نہ باپ کی خبر ہی نہ عزیزون کی اتنے مین کسی نے کہدیا کہ اسکے ساتھ ایک بیس انیس برس کا گبرو ہو اب سینئے کہ وہان کے لوگ عورتون کو اسقدر نہین چاہتے جسقدر گبرو کو چاہتے ہین۔ مین نے کہا حضور وہ بھی عورت ہی۔ حکم ہوا کہ مرد ہو چاہے عورت ابھی حاضر کرو۔ زنانہ لباس پہناکر مین اسکو لے آئی۔ نواب عاشق ہو گئے اور ایک سرکاری باغ مین اسکو جگہ دی اور چوکی پہرا بٹھا دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ تم کشتی لو اور جا کے اپنی اشرفیان اور جواہرات لے آو۔ یہان دو ملاحون نے جو شراب کے نشے مین چور تھے بلا حکم سارجنٹ کی بدمستی کے طفیل مین دو آدمیون کو بندوق سے مارا۔ اب میری خواہش یہ ہے کہ آپ میری تجہیز و تکفین میرے مذہب کے اصول کے مطابق کیجئے گا کہ آپ کے ہم مذہب ہون اور میری کوئی خطا بھی نہین ہی۔ شرابیون کی خطا نے میری جان لی۔

سامعین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور جنرل نے کہ بڑا رحم دل افسر تھا کہا۔ اچھا اچھا ہم نے معاف کیا اور قریب جا کر اپنے ہاتھون سے مشکین کھولدین۔

اتنے مین ایک شخص فقیرانہ بھیس کیے ہاتھ مین بڑی لمبی لکڑی لیے اس نوجوان عورت کے پاس گیا اور کہا (دتو۔ ہمین پہچانا۔ نائب السلطنت صاحب یہ میری بیٹی ہے۔ لڑکی باپ کو لپٹ گئی اور دونون ملکے بہت روئے۔ بدھو نے جو غور کرکے دیکھا تو یہ اس فقیر کو لپٹ گئے اور جنرل سے کہا حضور ابھی چند روز ہوے یہ ہمکو راستے مین ملے تھے ہمارے پڑوسی اور یار ہین انھون نے ہم سے کہا کہ ہمارے ساتھ ملکے اشرفیان کھود و مگر ہم نہ جاسکے اپنی لڑکی کا بھی حال پوچھتے تھے وہ خدا کے فضل سے مل ہی گئین۔ اس لڑکی نے غور کرکے دیکھا۔ اخاہ یہ تو بدھو نفر ہمارے گانون کے معلوم ہوتے ہین۔

حاضرین کو بڑا تعجب ہوا کہ کس حسن اتفاق سے بچھڑے ہوے ملے سب کی آنکھین اشکبار تھین جنرل نے کہا آپ لوگون کی اشکباری اور حضور کے حکم کی تعمیل سے مجبور ہون حالانکہ

قسم کھائی تھی کہ خون کا بدلا لونگا۔ اچھا اے دتو جان خوش وخرم رہو اور جلاد کو بلاؤ جی۔ ان دونون کو پھانسی دے دو۔ نائب السلطنت نے کہا کہ انکو بھی چھوڑ دو۔ اپنے ہوش مین نہ تھے جنرل نے تعمیل حکم کی مگر بڑی ہوشیاری کے ساتھ۔

اب یہ فکر ہوئی کہ دوارغام کو کس طرح وہان سے رہائی دیجاے۔ کیونکہ اسکی جان بڑے خطرے مین تھی۔ فقیرانہ مجلس مین جو تھا اسنے دو ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر کوئی دوارغام کو اس قید سے رہائی دے تو ہم اسکو دو ہزار روپیہ دین بحث ہوتے ہوتے آخر کار ایک آدمی نے بیڑا اٹھالیا کہ ہم چھڑا لائینگے جس مکان مین وہ قید ہی وہ میرا جانا ہوا ہی اور کئی بار وہان ہو آیا ہون۔ جنرل اور نائب السلطنت کو اس شخص پر اعتقاد نہ تھا مگر اس جادو جمال اور اس کے باپ نے ضمانت کردی۔ اس کے بعد نائب السلطنت ساحل پر گئے اور جنرل مورنیو اپنے ساتھ اس جادو جمال کو اور اسکے باپ کو اپنے گھر لے گئے۔ اور نائب السلطنت نے کہا کہ اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو ہم سے منگوا لینا اور انکی خوب خاطر کرنا جادو جمال کے حسن اور بانکی ادا پر لوٹ تھے اور ہزار جان سے عاشق۔

فصل ۶۴

جنرل مورنیو کی بی بی نے جو جادو جمال کو اپنے مکان مین دیکھا تو بڑے ہی تپاک سے پیش آئین اور بڑی عاجزی کے ساتھ استقبال کیا اور کہا۔ زہے نصیب کہ آپ نے کلبۂ فقیر کو رونق اور عزت بخشی۔ ع۔ ای وقت تو خوش کہ وقت ماخوش کردی ٭ اسکے حسن اور عفت اور ادا اور ہو بیٹیون کے انداز و ناز سے عاشق ہو گئی۔ شہر کے سب لوگ اسکے دیکھنے کو جوق جوق جمع ہو گئے گویا کوئی بڑا تماشا تھا۔

فوجدار صاحب نے جنرل مورنیو سے کہا کہ آپ نے نامناسب طریقہ دوارغام کی رہائی اختیار کیا ہی۔ امید کم اور مایوسی کا احتمال زیادہ ہی۔ اگر کسی جگہ خشکی مین بھاگ کے آتے اور وہان سوار ہوتے تو اچھے رہتے۔ جنرل جعفر نے اپنی بی بی ملسندرا کے ساتھ یہی کارروائی کی تھی۔ بدھو بولے اجی حضرت آپ بھولتے ہین۔ ملسندرا کو وہ سمندر ہی سمندر اڑا لائے تھے۔

فوجدار نے کہا موت کے سوا اور سب چیزون کی دوا ہی اگر کوئی جہاز آئے تو اسکی ہم جا کے لے آئین۔ بدھو نے کہا جی بجا ہی کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہی۔ وہ جو لانے گیا ہے بڑا ایماندار معتبر آدمی معلوم ہوتا ہی۔ مورنیو نے کہا اگر نہ آیا تو **خدائی فوجدار** صاحب کی رائے پر

عمل کیا جائیگا۔ دو دن کے بعد دوارغام کی تلاش مین کشتی روانہ ہوئی یہ بڑی کشتی تھی اور پانی پر خوب بہتی تھی اور اسکے دو دن کے بعد جنرل جہاز لیکر روانہ ہوے اور نائب السلطنت سے کہہ گئے کہ دوارغام اور جاد دجال کی جو سرگزشت ہو اس سے اطلاع دینا۔

ایک دن صبح کے وقت **خدائی فوجدار** صاحب ہوا کھاتے ہوے ساحل بحر کی طرف جا رہے تھے اور سر سے پانوٗن تک مسلح تھے انکا قول تھا کہ میری زینت اسلحہ ہی اور میری تفریح جنگ ہی چلتے چلتے کیا دیکھتے ہین کہ ایک اور پہلوان اونچی بنا ہوا ڈھال تلوار کٹار قرابین بندوق نیزہ کل اسلحہ سے لیس ایک شان کے ساتھ چلا آتا ہی۔ قریب آن کر زور سے ڈانٹ کر کہا۔

بس **خدائی فوجدار** شیر افگن ٹھہر جانا خبردار قدم نہ بڑھانا۔ مین بھی تمھارے ہی پیشے کا ہون اور تمکو تو کتا ہون بلکہ ہمارے تمھارے اسی میدان مین تلوار چلے ہمارا نام جہان پہلوان صف شکن بدر الدجےٰ ہی اور یہ ڈھال جو چاند کی طرح چمک رہی ہی اس بات کی شاہد حال ہی شرائط ہمارے آپکے یہ ہونگے کہ اگر ہم کامیاب ہون تو تم سال بھر تک ہتھیار نہ اُٹھاؤ۔ بالکل ننھے بن جاؤ اور ہتھیار ہاتھ تک مین نہ لو۔ اور گھر پر رہو اور آرام کرو۔ اور اگر ہم ہار جائین تو ہماری نیکنامی تمھاری طرف منتقل ہو جاے اور ہمارا سر کاٹ لو اور تمام دنیا مین نام ہو جائے۔ اور بحث یہ ہی کہ ہماری مطبوعہ حسن مین بدر جہا بہتر ہی اتنا سننا تھا کہ **فوجدار** نے غور سے انکو دیکھا اور کہا ای جہان پہلوان صف شکن بدر الدجےٰ۔ اول تو مجھے خوب یقین ہی کہ تم نے آجتک ہماری معشوقہ زرین کمر کو دیکھا ہی نہین۔ ع۔ تو نے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے ۔ لیکن آپ نے خود چھیڑا ہی تو بسم اللہ۔

کرتے جون کوہ نہین ہم تو سخن مین سبقت	پردہ کچھ ہم سے سنے گا جو سنائے گا ہمین

اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ (ہماری نیکنامی آپ کی جانب منتقل ہو گی) اس سے معاف فرمائیے بندے کو معلوم ہی نہین کہ آپ کی نیکنامی کیا ہی۔ اسنے کہا پھر جو کچھ ہونا ہو آج ہی ہو اور چٹکیان بجاتے ہو۔ **فوجدار** کو اسکی گستاخی پر بڑا غصہ آیا۔ کہا اچھا پھر ہو جاے یہان ہر دم تلے رہتے ہین۔ آئیے بسم اللہ جسے خدا دے وہ لے۔ یہ تو اللہ کی دین ہی۔

جہان پہلوان صف شکن بدر الدجےٰ کا حال اہل شہر کو معلوم ہو گیا اور دیسرائے و نائب السلطنت کو بھی اطلاع ہوئی کہ **فوجدار** سے کوئی پہلوان بر سر پیکار ہی۔ ویسرائے سمجھے کہ جنرل مورنیو نے کوئی شگوفہ چھوڑا ہی بہت سے احباب کو لیکر ساحل بحر پر آئے اور دیکھا کہ دونون پہلوان نبرد آزما ہونے ہی کو ہین۔ پوچھا کیون صاحب یہ اسقدر جلد آپ مین اور انمین کیونکر چل گئی اسنے کہا

یہ کہتے ہین کہ انکی معشوقہ سے خوبصورت دنیا مین کوئی نہین ہی اور ہم کہتے ہین ہماری معشوقہ ان سے کہین بڑھ چڑھ کے ہین شرطین بھی بیان کردین۔ ویسرائے نے بل زور کے دوست سے جس کے فوجدار صاحب مہمان تھے علیحدہ دریافت کیا کہ یہ بدر الدجیٰ کون ہی جسکی ڈھال چاند کی قطع کی بنی ہوئی ہی اور چاند کی سی چمکتی ہی۔ انکو بھی نہین معلوم تھا تب ویسرائے نے کہا اگر آپ لوگون کی یہی مرضی ہی کہ اس بحث مین لڑ مرین تو بسم اللہ۔ مگر آثار سے انکو معلوم ہو گیا تھا کہ دل لگی ہی۔ فوجدار کو بیوقوف بناتے ہین۔ بدر الدجیٰ اور فوجدار نے انکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا اور گھوڑے کو ایڑ دیکر مخالف پر جھپٹ پڑے اور نیزہ لیکر کام تمام ہی کرنے کو تھے کہ جہان پہلوان اسپ باد رفتار کو کاوا دیکر اس زور سے ایک ہولا دیا کہ راکب اور مرکب دونون بر سر زمین جہان پہلوان کود کے ان کی چھاتی پر ہو رہے اور چھری گردن پر رکھکر کہا اب یا تو تسلیم کرو کہ ہماری معشوقہ سب سے خوبصورت ہین یا یہ خنجر ہی اور یہ گلو۔ فوجدار نے کہا ہماری معشوقہ زرین کمر سے کوئی بڑھ کے نہین ہی (یہ معلوم ہوتا تھا کہ قبر یا کنوین کے اندر سے کوئی بولتا ہی) بہت زور سے گرے تھے دماغ مین چکر آ گیا)۔ کہا اب تم ہمکو مار ڈالو۔ ہمارا کیا کرایا سب خاک مین ملگیا مگر امر حق سے انکار نہین کر سکتا۔ جہان پہلوان نے کہا مین تمھاری جان نہ لونگا۔ خدا تم کو عمر طبعی عطا کرے مگر حسب شرائط اب آپ ہتھیار اُتار دیے اور سال بھر تک گھر مین بآرام زندگی بسر کیجیے۔

ویسرائے اور بل زور کے دوست اور کل حاضرین نے یہ تماشا دیکھا۔ فوجدار نے کہا۔ قول مردان جان دارد حسن مین تو ہماری معشوقہ بےمثل ہین مگر اور شرائط ہم ضرور پورے کرینگے۔ جہان پہلوان نے گھوڑے کو تیز کیا اور یہ جا وہ جا۔ ویسرائے نے بل زور کے دوست سے کہا آپ بھی ان کی دم کے ساتھ جا کے دریافت کیجیے کہ یہ کون کون صاحب ہین۔ لوگون نے فوجدار صاحب کو زمین سے اٹھایا اور دیکھا کہ چہرہ زرد ہی اور دل سرد اور پسینون مین شرابور گھوڑا بالکل مردہ ہو گیا۔ ہلنے کی طاقت نہین۔ بدھو گریان و حیران کہ یہ کیا ہوا۔ سوچا کہ یا تو خواب ہی یا جادو کا کھیل۔ بڑا رنج تھا کہ آقائے نامدار نے شکست فاش پائی اور اس ذلت کے ساتھ مخالف چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور اب سال بھر تک ہتھیار چھو نہین سکتے انکی بہادری یاد کر کے افسوس کرتے تھے کہ وہ سب کارنمایان ملیامیٹ ہو گئے اور آفتاب ناموری گہن مین آ گیا۔ اسکو یقین ہو گیا کہ گھوڑا نہ بچے گا اور فوجدار کی ہڈی پسلی ٹوٹ گئی۔ فوجدار صاحب کو ویسرائے کی ایک کھلی گاڑی پر لاد کے لے گئے اور ویسرائے بھی گئے کہ دریافت کرین کہ جہان پہلوان کون ہین جسنے فوجدار

کو ادھمرا کر دیا۔

فصل ۔۶۵

جنرل موریونے جہان پہلوان کے گھوڑے کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا۔ انکے ساتھ بہت سے لڑکے سرائے کے دروازے تک گئے جو شہر کے اندر تھے بل زور کے دوست ان کی تحقیقات کو گئے دیکھا کہ ایک آدمی جہان پہلوان کے ہتھیار اُتار رہا ہی۔ انھون نے جو دیکھا کہ یہ شخص وہان سے پیچھا کیے ہوے آتا ہی تو کہا مین خوب سمجھتا ہون کہ آپ کیون پیچھا کر رہے ہین۔ آپ یہ دریافت کرنے آئے ہین کہ مین کون ہون اور مین آپ سے یہ امر مخفی نہ رکھونگا مین اور فوجدار ایک ہی وطن کے رہنے والے ہین اور مین طالب علم ہون فضیلت کی پگڑی باندھی گئی ہی فوجدار کی دیوانگی کا حال آپ پر روشن ہی عالم و فاضل آدمی ہی مگر دماغ صحیح نہین۔ مین نے اس ترکیب سے ان کو خانہ نشین کیا ایک مرتبہ اور مین پہلوان بن کے آیا تھا مگر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مین اس زور سے گرا کہ کئی دن تک بیمار پڑا رہا اب پھر وطن کے احباب نے کہا کہ جا کے اس سڑی سے لڑو اور اسکو آدمی بنا دو۔ اپنے قول کا یہ شخص اسقدر سچا ہی کہ جو کہا وہی کرے گا۔ اب آپ کی خدمت مین یہ التجا ہی کہ مہربانی کر کے انپر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ مین کون ہون اور انکے دادا پیر بدھو نفر چھپا نہ بھی نہ پائین۔ بل زوریل کے دوست نے کہا اجی بندہ نواز یہ آپ نے کیا غضب کیا تمام دنیا کا نقصان کیا ایسے سڑی سودائی کو جس سے ساری خدائی کا دل بہلتا تھا آپ نے آدمی بنا دیا اب انکی مجنونانہ حرکتون اور میان بدھو نفر کی ٹائین ٹائین اور مسخرے پن کی دل لگی گئی۔ خدا کرے یہ اپنے ہوش مین نہ آئین اور بدھوان کے ساتھ رہین روتے کو ہنساتا ہی مگر ہمین یقین ہی کہ آپ اس مین کامیاب ہونگے طالب علم نے کہا ہمین خوب معلوم ہی کہ ہم کامیاب ہونگے اپنے کہنے کا فوجدار کو بہت خیال ہی۔ الغرض طالب علم ہتھیار خچر پر رکھ کر رخصت ہوے اور بل زور کے دوست نے جا کر کل حال ویسرائے سے بیان کیا انکو کمال رنج ہوا کہ فوجدار اور بدھو نفر جو نقل محفل تھے انکی صحبت کا لطف جاتا رہا۔

فوجدار صاحب چھ دن تک بیمار بستر پر پڑے رہے اور طالب علم اپنے وطن مین داخل ہوے مع الخیر والعافیت۔ فوجدار غمزدہ دل شکستہ ستم رسیدہ ہر دم اپنی شکست کا افسوس کرتے تھے بدھو نے تسلی دینی شروع کی کہا جناب من۔ دل کو ڈھارس دیجیے جو لڑے گا جیتے گا بھی ہارے گا بھی جوتے بھی کھائے گا شکر کیجیے کہ ہڈی پسلی نہ ٹوٹی۔ بڑا اچھا یا بدن آپکا ہی مین اس

زور سے گرتا تو خدا گنج پہونچتا آپ ہٹے کٹے بنے ہوے ہین۔ اب گھر چلیئے اور واہی تباہی مارے مارے نہ پھریے۔ اگر انصاف سے دیکھیے تو ہمارا آپ سے زیادہ نقصان ہوا گور نری گئی اور اب آیندہ کوئی امید نہ رہی۔ کل آرزوؤن کا خون ہوا۔ ۶۔ آرزوئین ہوئین سب خون ٹپرا رن کیسا ٭ فوجدار نے کہا بدھو نفریہ کیا بک رہے ہو۔ ارے بھائی یہ قید اور شرط تو صرف سال بھر کے لیے ہی۔ سال بھر کے بعد پھر ہم گلگون صرصر تگ پر سوار ہو کر اونچی نبے ہوے یہان آئینگے۔ اور نوابی اور راجگی تمکو دنیا بائین ہاتھ کا کرتب ہی۔ بدھو نے کہا یا خدا ہماری سن لے اور شیطان کو بہرا کر دے ہمنے اکثر سُنا ہی کہ دنیا بامید قائم ہی۔

اتنے مین بل زور کے دوست آے اور بدھو نفر خاموش ہو گئے۔ اس نے کہا فوجدار صاحب لیجئے دوارغام کو وہ لے آئے اور بلوہ لائے یہ خوشخبری لایا ہون اب وہ دسیرلے کے پاس آگئی ہونگی۔ فوجدار نے کہا الحمد للہ۔ اگر نہ لاتے تو ہم جاتے اور بزور تیغ لاتے مگر تیغ کجا ہم تو شکست پاکے اب کسی مصرف کے نہ رہے۔ چوڑیان پہنین۔ تلوار کہان۔ بدھو نے کہا خاموش ۶۔ بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ٭ مثل مشہور ہی۔ ہار جیت ہوا ہی کرتی ہی گھوڑے پر جو چڑھے گا وہ گرے گا بھی ضرور اگر گرکے ہچکچا گیا تو گیا گذرا۔ اور گر کے پھر سوار ہوا تو شہسوار ہو گیا اب آپ دوارغام سے ملیے معلوم ہوتا ہی وہ آگئے کیونکہ گھر مین کھلبلی مچی ہوئی ہی۔

بدھو کی راے صحیح نکلی۔ جو بہادر آدمی کشتی پر جا کے دوارغام کو لائے تھے انھون نے کل حال بیان کیا اور اس جادو جمال کو دیکھکر دسیرلے بہت خوش ہوے۔ دوارغام نے مردانے کپڑے کشتی پر پہن لیے تھے۔ جامہ زیب ایسے تھے کہ اگر گدڑی بھی پہنے تو گدڑی کے لعل معلوم ہوتے جسنے دیکھا خدا کی شان کی تعریف کی کہ کیا صورت زیبا ہی۔ سن کوئی سترہ اٹھارہ برس کا۔ درویش مع اپنی جادو جمال لڑکی کے اُن کے استقبال کے لیے آئے ذرا الجا کے اور شرما کے جادو جمال دوارغام سے ملی۔ بوسہ بازی نہین ہوئی کیونکہ وفور عشق و محبت مین ذرا شرم اور لحاظ زیادہ ہو جاتا ہی۔ دوارغام اور جادو جمال دونون کا حسن ضرب المثل ہو گیا۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ یہ دونون آنکھون ہی آنکھون مین باتین کرتے تھے۔ بہادر نے دوارغام کی رہائی کا مختصر طور پر ذکر کیا اور درویش یعنی بدھو کے ہموطن جادو جمال نے حسب اقرار بہادر کو انعام دیا

اب یہ فکر ہوئی کہ درویش کو ظلم ظالمان سے بچائین اور رشوت اور خوشامد کے ذریعے سے اپنا کام لین مگر درویش نے کہا کہ جس ظالم شقی کے تعلق بادشاہ نے ہمارے جلا وطن کی

کارروائی کی ہی وہ رشوت اور خوشامد دونون سے نفرت کرتا ہی۔ اسکے لیے کوئی اور ہی تدبیر ہونی چاہیئے ایسی ایسی تدبیر کارگر ہوگی۔ بل زوریل نے کہا ہم اپنے احباب کے ذریعے سے کوشش کرینگے کہ آرزو برآئے۔ آئندہ السعی منی والاتمام من اللہ۔ دوارغام کو ہم اپنے ساتھ لیجائینگے کہ اپنے والدین سے ملے وہ انکی جدائی مین تڑپ رہے ہونگے۔ جادوجمال ہمارے ہان رہینگی اور دوسیرا خوشی کے ساتھ درویش کو اپنے ہان قیام کرنے کی اجازت دیگے جب تک ہم اپنی کوششون مین کامیاب ہون۔

دوسیرا نے اس صلاح سے کلی اتفاق کرلیا۔ دوارغام نے پہلے تو ناراضی ظاہر کی اور کہا ہم اس زن جادوجمال کو چھوڑکے نہ جائینگے مگر پھر سوچا کہ اسی بہانے والدین سے ملونگا وہ بیچارے پریشان ہونگے لہذا اتفاق کرلیا۔ جادوجمال بل زوریل کے دوست کے ہان انکی بی بی کے ساتھ رہی اور درویش اسکا باپ دوسیرا کے ہان مقیم ہوا بل زوریل کے دوست کی روانگی کا دن آیا اور اسکے دو دن بعد **فوجدار** اور بدھو روانہ ہوے شکست کے سبب سے اس سے پیشتر روانگی محال تھی جب دوارغام اپنی مطبوعہ جادوجمال سے رخصت ہوے تو دونون اشکبار دونون کے دل پر درد۔ دونون کے لب پر آہ سرد۔ درویش نے داماد سے کہا اگر ضرورت ہو تو ہزار روپیے کی تھیلی لیتے جاؤ مگر دوارغام نے صرف سو روپیہ بل زوریل کے دوست سے قرض لیا اور کہا رام نگر مین واپس کردونگا۔ الغرض دونون روانہ ہوے اور انکے تھوڑی دیر کے بعد **فوجدار** اور بدھو نفر رخصت ہوے اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی **خدائی فوجدار** بے ہتھیار مسافرون کی وضع بنائے ہوے اور بدھو نفر پیادہ پا کیونکہ انکے گدھے پر **فوجدار** صاحب کے اسلحہ لدے ہوے تھے۔

فصل۔ ۶۶

وہان سے روانہ ہونے کے وقت **فوجدار** پہلے اس مقام پر گئے جہان شکست فاش پائی تھی وہان جاکے باآواز بلند کہا ہماری کشتی ناموری اسی مقام پر غرق ہوگئی اور ہم تمام عمر کیلئے گئے گزرے اب ہمیشہ بدنامی ہی رہے گی۔ بدھو نفر نے جو یہ حسرت کی باتین سنین تو کہا سینے صاحب بہادر وہ جو مصیبت اور ذلت کے وقت بھی خوش رہے۔ ہمکو دیکھیے گورنری مین بھی خوش تھے اور اب پیادے بنے ہین اب بھی مزے مین ہین۔ خوش نصیبی جس کا نام ہی وہ ایک بدکارہ عورت ہی اور بدمست مستی مین کسی آشنا کو تباہ کردیا کسی کو آسمان پر چڑھادیا۔

فوجدار نے کہا بدھو تم تو فلاسفرون کی سی گفتگو کرتے ہو۔ مرد آخر بین اور فہمیدہ ہو۔ خدا جانے یہ باتین کہان سے تمنے سیکھین مگر اتنا یاد رکھو کہ خوش نصیبی جس شی کا نام ہی وہ نام ہی نام ہی کوئی بات اتفاق سے سرزد نہین ہوتی۔ بلکہ حکم خدا سے۔ یہ قول صحیح ہی کہ انسان اپنی حالت کو خود درست کر سکتا ہی تمنے دوراندیشی کے خلاف کیا یہ نہ سوچے کہ ہمارا لقات گھوڑا اس دیو کے اسپ عربی کا بھلا کیا مقابلہ کریگا مگر قول مردان جان دارد۔ جو کہا وہ کرینگے۔ چلو بدھو اب سال بھر گھر مین رہین سال بھر دم لیکے ہرے ہو جائینگے اور پھر تلوار اور بھالے کو کام مین لائین گے یہ تو جان کے ساتھ ہی۔ جلد جلد آؤ۔ بدھو نے چلکے کہا سرکار اب پیادہ تو ہمسے جلد نہ چلا جائیگا۔ ہمارے نزدیک خود اور بکتر اور تیرہ وغیرہ کسی مقام پر ٹانگ دیجئے اور گدھے پر ہمکو لدنے دیجئے ورنہ چلنا دوبھر ہو جائیگا۔ **فوجدار** بولے بھئی کیا بات کہی ہی۔ چلو ٹانگ دین اور وہان کسی لوح پر کندہ کر دین۔

یہ ہتھیار اُٹھائے وہ مرد جوان		ڈرے جس سے بدر الدجے پہلوان	

بدھو نے کہا حضور مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑے کو بھی اسکے ساتھ ہی ٹانگ دیجئے مگر پیدل چلا نہ جائیگا۔ **فوجدار** نے کہا نہ رشک حمار کا قصور ہی نہ ہتھیار کی درستی کا فتور ہی۔ یہ سب ہماری ہی بیوقوفی ہی۔ بدھو بولے جی ہان گھوڑے گھوڑے لڑین بدنام ہو موچی۔ کرے گدھا بدنام ہو بالان۔ نیکی کا ثمرہ بدی۔ ہتھیار اور گھوڑے کا تو یون ہی بھرکس نکل گیا ہی اور مین پیدل ایک قدم نہین چل سکتا۔ اس گفتگو اور بحث مین پورے چار دن گزرے مگر کوئی ایسی بات نہین ہوئی کہ جو قابل بیان ہو پانچوین روز ایک گانون مین داخل ہوے سرا کے دروازے پر بہت سے آدمی جمع تھے جب **فوجدار** اور بدھو قریب آئے تو انمین سے ایک نے کہا ان دونون صاحبون مین سے ایک صاحب ہماری شرط کا فیصلہ کر دینگے یہ مسافر لوگ ہین نہ ہمکو اور نہ فریق مخالف کو پہچانتے ہین۔ **فوجدار** نے کہا شرط کا حال بتائیے ہم ابھی فیصلہ کر دینگے اسنے کہا اس گانون مین دو آدمیونمین شرط ہوئی کہ کوس بھر زمین بدبد کے دوڑین ایک بڑا موٹا ہی۔ تین من دس سیر اور دوسرا ایک من دس سیر۔ موٹے آدمی نے ٹوکا تھا اب وہ کہتا ہی کہ دُبلا آدمی جو ایک من دس سیر وزنی ہے وہ دو من بوجھ اٹھا کے دوڑے اور دُبلا راضی نہین ہوتا۔ بدھو نے کہا اجی ہم فیصلہ کر دینگے تمام عالم جانتا ہی کہ گورنری کر چکے ہین اور پیچیدہ پیچیدہ مقدمے فیصل کئے ہین۔ **فوجدار** نے کہا یار بدھو تم ہی فیصلہ کر دو ہمارا سر چکرا رہا ہی دماغ صحیح نہین ہی۔ بدھو نے کہا سنو صاحب پہل موٹے کی طرف سے ہوئی ہی سپہگری کا قاعدہ یہ ہی کہ جو ٹوکا جاے اسکو اختیار ہی کہ جس ہتھیار سے چاہے لڑے موٹے نے

پہل کی تو دومن اپنا گوشت میان بھدے صاحب کاٹ چھانٹ کے پھینک دین اور برابر کی دوڑ ہو۔ دُبلے والے بہت خوش ہوے مگر موٹے والون نے کہا یہ فیصلہ منظور نہین بدھو سوچ کہ میر فیصلی تو بنے ہی ہین آؤ کچھ ے مرین کہا اچھا تو اب آخری حکم یہ ہی کہ نصف شرط موٹا دے اور نصف دبلا اور شراب اور روٹی اور گوشت کی دعوت ہو اور ہم اور ہمارے آقا بھی شریک ہون۔ وہ لوگ راضی ہوگئے مگر **فوجدار** بہت بگڑے۔ کہا بدھو تم بڑے بیٹ ہو یہ کہکر گھوڑے کو تیز کیا اور مجبور ہو کر بدھو نے بھی گدھے کو خیز کیا مگر آقا کو گالیان دیتے ہوے کہ دعوت اور شراب چھوڑی۔

شب کو آقا اور بدھو نے آسمان کے شامیانے مین آرام کیا اور کھیتون کی ہوا کھائی آسمان صاف شفاف تھا دوسرے دن چلے تو ایک پیادہ نظر آیا۔ آتے ہی **فوجدار** کے قدم لیے کہا حضور چلیے رئیس اور شہزادی نے بلایا ہی سامنے تو ڈیوڑھی اور باغ ہی۔ مجھے حضور نے پہچانا نہین مین ہی پہلوان ہون کے لڑنے آیا تھا مگر اس لڑکی کو حسینہ دیکھکر نہ لڑا اور انجام یہ ہوا کہ دوسرے دن شہزادی نے سزا دی کہ جنگ کے قبل جو ہدایت کی تھی اسکے خلاف کیون کیا۔ بدھو نفر نے کہا لاحول ولا قوۃ ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی پہلوان ہی تم تو ٹکے کے پیادے نکلے واہ رے جادو کے کھیل اسنے کہا اچھا ہمارے پاس شراب ہی اور عمدہ سے عمدہ پنیر۔ آئیے کھائیے **فوجدار** نے گھوڑے کو آہستہ آہستہ بڑھایا مگر بدھو جم گئے۔ اور کھا پی کے کہا۔ بھائی صاحب ہمارے آقا اب بگڑ جائینگے ہمکو جانے دیجئے اس نے کہا سچ کہنا کتنا سودائی ہی۔ بدھو نے کہا اب سال بھر تک ہتھیار نہ اُٹھائین گے۔ کشتی ہار کے آئے ہین۔ پیادہ نے مفصل حال دریافت کرنا چاہا۔ بدھو نفر نے کہا اب دیر ہو جائیگی۔ خلاصہ یہ ہی کہ جہان پہلوان نے ان کو گرادیا۔ یہ کہکر گدھے پر سوار ہوے اور کہا اب اور کسی دن وقت فرصت انشاء اللہ بیان کرونگا۔ یار زندہ صحبت باقی بدھو ڈاڑھی صاف کر کے پھر پیادے سے رخصت ہوے اور اپنے آقا کے پاس حاضر ہو کر کہا چلیے۔ یہ ایک درخت کے سائے مین منتظر تھے۔

فصل۔ ۶۷

شکست پانے اور ذلت اٹھانے کے قبل **فوجدار** نامدار کے دل مین بہت سے وساوس نے جگہ پائی تھی اور جب رشک حمار کی پشت سے زمین پر آرہے تو گویا عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے انپر پڑے اور محاربون اور معرکون مین تو۔

بلغنا المراد و زال العنا	لک الحمد والشکر یا ربنا

کہتے تھے مگر ابکی گرے تو چار دن شانون چت۔ گو نبرد آزمائی کے جوہر خوب دکھائے مگر جنگ دو سر دارد ٭

شکست و فتح نصیبون سے ہی ولے ای میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہی حضور نے ایک درخت کے سائے مین بسیرا لیا تھا اور جسطرح چیل بوٹیون پر اور مکھیان شہد پر گرتی ہین اسی طرح ہزار ہا قسم کے خیالات نے انکے مرغ دل تردد منزل کو اپنا شکار بنایا تھا۔ کبھی معشوقۂ زرین کمر کے جادو سے نجات پانے کا خیال کبھی شکست فاش کا ملال یا آلہی اب اس قید کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہوگی۔ بدھو نے آکے کہا حضور شہزادی کے پیادے نے کیا عمدہ شراب پلائی تھی اور پنیر سبحان اللہ۔ فوجدار بولے یار بدھو تمکو ابتک یہی یقین ہی کہ وہ پیادہ تھا پہلوان نہ تھا بھول گئے کہ ہماری معشوقہ کو جادو نے کیا سے کیا کر دیا تھا۔ بالکل گنوارن کی قطع برزخ ہی بدل گئی۔ اور فوجدار سنجیل رو آئینہ ابرو کو اس طالبعلم کی ہیئت مین مبدل کر دیا جو ہمارا دوست تھا اور یہ سب ان جادوگرون کی کارستانی تھی جو میری آبرو کے خواہان تھے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ شہزادی کے اس آدمی سے تمنے یہ بھی پوچھا تھا کہ اس پریزاد کا حشر کیا ہوا۔ اب بھی میری جدائی اور فرقت کے صدمون سے پریشان ہی یا ہر کہ از دیدہ دور از دل دور کا معاملہ ہی۔ آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار۔ آنکھین ہوئین اوٹ دلمین آئی کھوٹ۔ بدھو بولے اجی جناب مین اس حماقت مین نہین پڑتا کسی کے دل کا حال کیا معلوم اور پھر عورتونکے عشق کا حال کوئی کیا جان سکتا ہی۔ فوجدار نے کہا بھائی بدھو یاد رکھو کہ عشق سے جو مجنونانہ حرکتین سرزد ہوتی ہین وہ اور شی ہی اور جب انسان کسی کے بار احسان سے دبا ہوتا ہی تب جو بات کرتا ہی وہ شی دیگر ہی۔ ممکن ہی کہ اسکے دلمین عشق نہو مگر یہ ممکن نہین ہرگز ممکن نہین کہ ناشکر گزار ہو اور احسان فراموش۔ یہ پری واقعی مجھپر عاشق ہی تم جانتے ہی ہو کہ اسنے مجھے تین مخملی ٹوپیان دین۔ جب اس سے جدا ہو کے چلنے لگا تو اس نے کوسا۔ میری مفارقت نے اسکو آٹھ آٹھ آنسو رلائے اور کیا کیا نہ کیا۔ اور گو شرمیلی ہی مگر راز دل سب پر افشا کر دیا کہ مجھے گھائل کیے جاتا ہی یہ سب اس امر کی علامتین ہین کہ وہ تہ دل سے میرے اوپر عاشق تھی اور جب عاشق ناکام و نامراد ہوتا ہی تو برا بھلا کہنے اور کوسنے لگتا ہی۔ مین نے اسکو کوئی امید نہین دلائی اور نہ کوئی روپیہ والا ہون کیونکہ میرا دل تو معشوقۂ پریزاد کے ہاتھ مین ہی۔ اور میرا خزانہ برائے نام خزانہ ہی ؎۔ قرار در کف آزادگان نگیرد مال ٭ ہان اسکی یاد کا مٹنا میرے دل کی فنا پر موقوف ہی مگر عشق اپنی معشوقہ پریزاد ہی کا ہی۔ اسکی یاد کو ترجیح دونگا۔ اگر تم اپنے چوتڑون پر کوڑے کھا لیتے

اور تمھاری کھال بھی انکے نام پر ادھڑ جاتی تو اچھا تھا۔ خدا کرے تیری کھال کو بھیڑیے کھائین تو نے اس ستم زدہ کا خیال نہ کیا اور ذراسی کرڑی نہ جھیلی گئی۔ کیڑے ہی پڑینگے۔ بدھو نے کہا حضور کسی ملعون ہی کو یقین ہوگا کہ میرے کوڑے کھانے سے جادو کا اثر کم ہو جاتا۔ لاحول ولا قوۃ!!! یہ تو وہی مثل ہوئی کہ مار دن گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ مجھے پورا پورا یقین ہی کہ آپ نے کسی کتاب مین یہ نہ پڑھا ہوگا کہ کسی پر کوڑے لگانے سے کسی کے جادو کا اثر کم ہو گیا ہو۔ لاکھون کتابین پڑھ ڈالی ہونگی مگر یہ نہ پڑھا ہوگا خیر خلاصہ یہ کہ جب کبھی جی چاہے گا تفریحاً کوڑے بھی ہلکے ہلکے کھالونگا امر مرہون باوقات ہے۔ فوجدار نے کہا بدھو خدا تمکو توفیق نیک عطا کرے اور تمھارے دل مین ایسی بات آجائے کہ تم میری معشوقہ کی مدد کرو کیونکہ تم میرے ملازم ہو اور مین انکا غلام ہون۔

یہ باتین کہتے کرتے راہ راہ جا رہے تھے کہ وہ عین اسی مقام پر پہونچے جہان بیلون کے نیچے کچل گئے تھے فوجدار نے وہ جگہ پہچان لی اور بدھو سے کہا یہ وہی مقام ہی جہان رنگین طبع نوجوانون اور انکی خوبرو عورتون کی خاطر سے ہم مدعو ہوے تھے اور وہ گڈریون اور گڈرنونکے بھیس مین تھے پرانے زمانے کے بھیڑی چرانے کی تقلید کی تھی اور خوب ہی سوجھی تھی میری صلاح یہی کہ جب تک مین پھر فوجدار نہ بنون تب تک ہم تم بھی انھین لوگون کی تقلید کرین مین بھیڑی اور اس پیشے کی ضروری اشیا تمکو خرید دونگا اور ہمارا نام فوجو چرواہا اور تمھارا نام بدھا چرواہا ہوگا اور ہم پہاڑون پر چکر لگائینگے اور جنگلون اور مرغزارون مین گھومینگے کہین گائین گے کہین بخت نارسا کی شکایت کرینگے اور چشمون کا آب صاف نوش کرینگے ندیون اور تھار دریاؤنکا پانی پئین گے۔ درختون کے لذیذ لذیذ پھل کھائین گے اور اشجار رفیع تنادر درختون کے سائے مین بیٹھین اور لطف اٹھائینگے۔ پھولون کی بھینی بھینی مہک مشام جان کو معنبر کریگی اور مرغزارون کی دوب کا فرش زمردین اور مختلف مختلف گیاہ سے ہزار ہا قسم کے فرش مکلف و مشجر نظر افروز ہونگے۔ صاف ہوا سے سرد روح کو وجد مین لائے گی۔ ماہ منیر اور ستارون کی روشنی ضیا بخش ہوگی اور شب دیجور شکست پائے گی۔ نغمہ باربدی سے فرحت حاصل ہوگی اور جی خوش ہوگا دل مین شعر و سخن کا ولولہ پیدا ہو جائیگا اور حسن و عشق کا لطف آئیگا اور تصنیف و تالیف اور عشقبازی سے ابدالآباد تک نام رہے گا۔ بدھو بولے خدا کی قسم مین تو اس قسم کی زندگی پر جان دیتا ہون اور عجب نہین کہ خلیفہ اور طالب علم بھی ہماری دیکھا دیکھی ہمارا تتبع کرین اور خدا نے چاہا تو پادری صاحب بہادر بھی گلہ لیے ہمارے ساتھ ہون بڑا خوش مزاج زندہ دل آدمی ہی فوجدار نے

کہا بھئی بدھو واللہ ہمکو تمسے اتفاق ہی۔ طالب علم کا نام تلبوا چرواہا رکھا جائیگا بشرطیکہ چرواہا ہونا منظور کرے اور کیون نہ منظور کریگا۔ خلیفہ کو ہم کسبت چرواہا کہینگے ایک اور کا بھی یہی نام رہ چکا ہی۔ اب رہے پادری صاحب۔ اُنکا نام ذرا غور طلب ہی انکے پیشے کے مطابق انکو ہم بدرو چرواہا کہین گے اب رہین عورتین۔ لنکے نام گڑریون کے نام کے مطابق اپنی اپنی پسند سے تجویز کرینگے ہماری معشوقہ کا نام ایسا جامہ زیب ہی کہ شہزادی اور فقیرن سب کے لیے موزون ہی کوئی تردد ہمکو نہ کرنا پڑیگا۔ بدھو تم کوئی نام اپنی دائی کے لیے تجویز لو۔ بدھو بولے جو ہماری بھدی بھدی بی بی کا نام ہی وہی سب سے زیادہ موزون ہی۔ بس اسی پر اکتفا ہی۔ ۶۔ قناعت بہرحال اولی ترست شعر مین بھی وہی نام ہر ردیف مین چمکے گا ؎

کہن خرقۂ خویش آراستن	به از جامۂ عاریت خواستن

ہان پادری صاحب کو البتہ چھیل ہی رہنا چاہیئے کیونکہ وہ پادری ہین اگر طالب علم کو ضرورت ہو تو مضائقہ ندارد۔ فوجدار نے کہا خدا کی قسم بدھو عجب لطف کی زندگی ہوگی۔ ہڑک بے دے ماکو چلم تماکو کی آواز نکلے گی۔ کھنجڑی گلا ریتی جان لیگی۔ کینگرڑی کے تار لگاتار دل کو لبھائینگے اور گز کے گھونگھرو کی چھُن چھُن مزہ دکھائیگی۔ جھانجھ کی آواز سوتون کو جگائیگی۔ بدھو نے پوچھا کیون جناب یہ کینگرڑی کیا شی ہی۔ انھون نے کہا ایک قسم کا پرانا باجا ہی دکھن مین بھی اسکا استعمال ہے اور یہان بھی گز سے بجائی جاتی ہی اور گز مین گھونگھرو ہوتے ہین اور کینگرڑی کے تار گز سے بجائے جاتے ہین۔ کینگرڑی ہندی لفظ ہی شہنائی فارسی لفظ ہی۔ شہنائی۔ یعنی جتنی نَے ہین سب کا بادشاہ۔ شہنائی سے گلہ بانون کو کون بحث ہی۔ مختلف زبانون سے مختلف زبانون کے الفاظ علم موسیقی مین لیے جاتے ہین۔ مین شاعر بھی ہون اور علم موسیقی سے بھی واقف ہون اور طالب العلم صاحب کو بھی ان باتون کا ذوق ہی۔ پادری صاحب کی نسبت مین کچھ عرض نہین کر سکتا مگر شاید کچھ شعر کہہ سکتے ہین اور خلیفہ نے بھی صحبت پائی ہی شعر سمجھ لیتا ہی۔ ستار کا سب کو شوق ہی۔ ہم معشوق کی جدائی کا افسوس کرینگے اور تم عشق کی باتین کرنا۔ اب دو آدمی باقی رہے۔ ایک سر پیٹے گا کہ ہائے ہمکو سب نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور دوسرے کو اسکی رائے ہی پر چھوڑ دو چاہے گائے چاہے بجائے الغرض سب اپنے دھندے لگین گے اور خوب دل لگی رہے گی۔ بدھو بولے افسوس ہی کہ ہمین ذرا بھی امید نہین کہ ایسا دن دیکھنے مین آئیگا ایسی قسمت کہا اگر یہ ہو تو ایسے ایسے لکڑی کے چمچے بناؤن کہ واہ ہی واہ۔ ہار بناؤن۔ کڑھی وہ جو کبھی کسی نے کھائی نہو۔ ساگ تیل مین ایسا پکاؤن کہ

انگلیان چاٹو۔ اگر کوئی عش عش نہ کریگا تو بُرا بھی نہ کہے گا۔ کسی نہ کسی شی کا استاد ضرور کہے گا۔ ہماری لڑکی کھانا لیکر کھیت مین آیا کریگی مگر ہوشیار رہیے گا وہ بڑی پیاری لونڈیا ہی اور گڑ بڑے بڑے ہی حرامزادے ہوتے ہین یہ نہو گا کہ کوئی ذات شریف اسکو ٹانچ لیجائین۔ جاہے گانون ہو چاہے شہر۔ نیک اور بد سب کہین ہوتے ہین۔ اسمین شہزادہ ہو خواہ باری کہار مثل ہی کہ جوانی پر گدھی بھی اچھی معلوم ہوتی ہی۔ اور جب عاشق معشوق راضی تو کیا کرے قاضی۔ اور دل مین دونون طرف سے پیار۔ تو کیا کرے گی مان مُردار۔ **فوجدار** نے کہا بس بدھو بس۔ اب ذرا ان مثلون کو تہ کر رکھو۔ ہم انکے بغیر ہی نفس مطلب کو پہونچ گئے۔ ہزار بار سمجھایا کہ مثلون کو محدود رکھو مگر برگنبد ستا یہ مثل تمھارے اوپر صادق آتی ہی۔ بدھو بولے (اور حضور پر یہ مثل صادق آتی ہی۔ خود را فضیحت دیگران را نصیحت۔ چھلنی کیا کہے سوپ کو کہ جسمین نو سو چھید) **فوجدار** نے کہا بھائی مین موقع محل پر استعمال کرتا ہون جیسے نگینہ انگوٹھی پر جم گیا مگر تم تو مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ مثل کے معنے بتا چکا ہون کہ چھوٹے چھوٹے فقرے ہون ناقل و دل مشہور و معروف زبان زد۔ اور تم مثل کو بے محل اور مہمل استعمال کرتے ہو۔ اچھا اب اس بحث کو ختم کرو رات زیادہ آئی اب آرام کرنا چاہیے اور ذرا سرک کے ہٹ کے رہو۔ دیدہ باید کہ شب حاملہ فرداچہ زاید۔

وہان سے دور دور جا کے بستر جمایا کھانا دیر مین کھایا اچھا کھانا نہ تھا۔ بدھو بہت خفا تھے کہ اس پیشے کے گوکھون کے ساتھ جنگلون اور پہاڑون مین رہنا ستم ہی مگر جب وہ ایک امیر میزبانون اور دعوتون کا کھانا یاد آیا تو خوش ہو گئے کہ وہ البتہ مزیدار چیزین تھین۔ سوچ کہ ؏۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن ٭ یہ تو خراٹے بھرنے لگے اور انکے آقا کی آنکھین تک نہ جھپکین۔

فصل - ۶۸

کبھی کبھی آفتاب جہانتاب اپنا دورہ ختم کر کے اس دنیا کا سفر اختیار کرتے ہین اور کرۂ ارض کو تیرہ و تار چھوڑ جاتے ہین۔ ہو کا عالم۔ اس فصل کے ابتدا کے وقت بعینہ یہی حال تھا یعنی مصنف باوقار کہتا ہی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اندھیری رات چھائی اور مہتاب نے بھی صورت چھپائی **فوجدار** میٹھی نیند سوئے مگر آنکھ فوراً کھل گئی برعکس اسکے بدھو نفر نے جو لمبی تانی تو تڑکا کر دیا۔ خر خر۔ صحیح المزاج اور بیفکرے پن کی دلیل۔ **فوجدار** کی آنکھین کٹورا سی کھلی تھین انھون نے بدھو کو جگا کر کہا (بدھو تم بھی عجیب الخلقت آدمی ہو۔ خدا جانے پتھر کا بنا ہی یا پیتل کا کوئی حس ہی نہین مین تو جاگتا ہون اور تمکو سوتا پاتا ہون۔ مین روتا ہون تو گاتا ہی۔ یہان مارے بھوک کے آنتین

قل ہو اللہ پڑھتی ہین اور تم پیٹ بھرے ہو۔ بیٹو جو تمیزدار اور شائستہ ملازم ہوتے ہین وہ اپنے آقا کی مصیبت کے وقت عیش و راحت بھول جاتے ہین اور ان کی مصیبت مین شریک حال ہوتے ہین۔ دیکھو رات کس طرح کی بھیانک ہوتی ہی اور ہو کا عالم۔ جی چاہتا ہی کہ ایسی رات مین کچھ سوئے تو کچھ جاگے بھی۔ خدا کے واسطے بیدار ہو۔ اٹھو اور جی کڑا کر کے تین چار سو کوڑے کھاؤ تاکہ معشوقۂ پریزاد قید فرنگ سے آزادی پائے۔ یہ کوئی زبردستی نہین ہی اگر ایسا کرو تو احسان ہی مین تم سے لپاڈگی نہین کرنا چاہتا۔ اس مرتبہ تمھاری قوت آزما چکا ہون جب تم پر کوڑے پڑ چکین گے تو تم مزے سے گانا دندنا نا اور مین بھی خوش ہونگا اور آج ہی سے وہ زندگی شروع کرینگے جو ہم اپنے گانون مین بسر کرینگے یعنی گلہ بانی۔ بدھو نے کہا حضور بندہ کوئی سڑی سودائی یا بڑا مذہبی آدمی نہین ہی کہ میٹھی نیند چھوڑ کے کوڑے کھائے اور نہ خدا نے اس قسم کی طبیعت دی ہی کہ کوڑے کھانے کے بعد گانے کی سوجھے اب مجھے سونے دیجئے اور اسقدر دق نہ کیجئے کہ مجبور ہو کے مجھے آپ سے مخالفت کرنی پڑے بس فوجدار بگڑ گئے کہا او سنگدل شقی القلب ای احسان فراموش نمکحرام محسن کش۔ نمک پھوٹ پھوٹ نکلے گا۔ میرے ہی سبب سے تو گورنر ہو گیا۔ میری ہی وجہ سے تو بادشاہی پاتا یا کوئی اور ایسی شے جو انسان کو کم ملتی ہی مگر دیر آید درست آید۔ تیری بدنصیبی کو مین کیا کرون۔ بدھو نے کہا یہ کچھ بھی ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ ہم تو یہ جانتے ہین کہ جب آرام کرتے ہین تو دنیا و مافیہا سے بیفکر ہو جاتے ہین۔ ع۔ نے غم دزد نے غم کالا ☼ نیند بھی کیا شی ہی کوئی فکر ہی آدمی کو نہین رہتی۔ نہ بھوک معلوم ہوتی ہی نہ پیاس۔ گرمی اور سردی دونون یکسان نیند وہ سکہ ہی جس سے کل اشیا انسان خرید سکتا ہی اور بادشاہ و فقیر دونون کا نیند مین ایک درجہ ہو جاتا ہی۔ جاہل اور عالم دونون یکسان۔ ہان بس ایک عیب نیند مین البتہ ہی۔ وہ یہ کہ نوم اور موت کا ایک درجہ ہی سونے والے اور مردے مین کوئی فرق نہین۔ فوجدار نے کہا ایسی فصاحت بیان اور طلاقت زبان تو تمنے کبھی پیشتر نہین ظاہر کی تھی تمھاری مثل سچ ہی کہ تخم تاثیر صحبت کا اثر اسنے کہا۔ فرمائیے خداوند نعمت اب کون مثلین کہنے لگا آداب عرض ہی۔ ہمارے اور آپ کے فرق صرف یہ ہی کہ آپ موقع پر استعمال کرتے ہین اور ہم بے موقع۔ مگر چاہے جو ہو مثل تو ہی۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک آواز سنائی دی اور جنگل گونجنے لگا۔ فوجدار نے اٹھ کر تلوار ہاتھ مین لی۔ بدھو آنکھ بند کر کے گدھے کے نیچے چھپ رہے اور گدھے کے پالان سے ادھر ادھر دبکے۔ انکو خوف تھا اور فوجدار کو استعجاب رفتہ رفتہ آواز تیز ہونے لگی اور بدھو لرزنے اور

فوجدار اکڑنے لگے۔ بات یہ تھی کہ کچھ لوگ کوئی چھ سو سُور فروخت کے لیے ایک میلے مین لیے جاتے تھے اور اس گروہ کے چلنے اور سُورون کے گھُرگنے کی آواز سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی۔ انکی سمجھ مین نہ آیا کہ کیا ماجرا ہی۔ چھ سو سورون کا اس زور سے ریلا آیا کہ بدھو کچل گئے اور فوجدار اور رشک حمار دونون گرے۔ ان نجس جانورون کے گھُرگنے اور جماعت کثیر اور ریلے سے راکب اور مرکب بدھوا اور فوجدار زین اور پالان سب گر پڑے۔ بدھو جھاڑ پونچھ کے اٹھے اور فوجدار سے کہا ذرا تلوار تو دینا مین ان سورون سے تو سمجھ لون۔ یہ سور نکلے۔ فوجدار نے کہا جانے بھی دو۔ یہ ہماری سزا ہی شکست کھائے ہوے پہلوانون کو بھڑ کانے مین لومڑیان کھا جاتی ہین اور سور کچل جاتے ہین۔ بدھو بولے شکست کھائے ہوے پہلوانون کے رفقا کی یہ سزا ہے کہ مکھیان کاٹین اور کیڑے کھائین اور بھوکون مرین اور لطف یہ کہ ہم لوگ نہ پہلوانون کے لڑکے نہ عزیز ہم ناحق گھُن کی طرح گیہون کے ساتھ پستے ہین بدھو کو فوجدار سے کون قرابت ہے۔ کوئی نہین۔ اچھا اب بقیہ شب آرام سے سوئیے خدا نے چاہا تو کل ستارۂ قسمت چمک جائیگا۔ فوجدار بولے حضور آرام فرمائین میان بدھو نفر صاحب۔ آپ سونے ہی کے لیے پیدا ہوے ہین۔ بندہ نہ سوئے گا۔ مین رات بھر جاگون گا اور دل کو ان اشعار سے بہلاؤنگا جو مین نے کل کہے تھے تمکو ابھی نہین سنائے ہین۔ بدھو نے کہا حضور شعر شاعری مین جسقدر وقت چاہین ضائع کرین بندہ تو آرام سے پانؤن پھیلا کے سوے گا۔ یہ کہکر پانؤن پھیلا کر انٹا چت پڑے اور پھر خراٹے لینے لگے۔ ع۔ نے غم دزد نے غم کالا۔ فوجدار ایک درخت پُرمیوہ و سایہ دار کے نیچے لیٹ کر با دل سرد و آہ پُردرد یون پڑھنے لگے۔ ؎

عشق کا انجام یارو موت ہے — چاہنے والون کا مطلب فوت ہی
جب سنو ہی لب پہ آہ آتشین — غمزدہ۔ افسردہ دل۔ خاطر حزین
ناخدائے کشتی عشاق زار — ہے اجل ای مرد غافل ہوشیار
روز مرگ عشاق کی بکر ید ہے — موت عاشق کے لیے اک عید ہی
جان انکی جاتی ہی ہر روز و شب — ہر گھڑی کی موت ہی یارو غضب
ہر گھڑی ہی لب پہ یہ میرے دعا — ہو بخیر انجام عاشق یا خدا

ان اشعار کے اختتام پر فوجدار نے کئی بار ٹھنڈی سانسین بھرین اور زار زار روئے تنہا کا رنج اور قلق تھا کہ شکست فاش پائی منھ کی کھائی اور معشوقہ پریزاد ہاتھ نہ آئی۔

بدھو نے آہستہ سے کہا (بکر یدکون لفظ ہی) مگر فوجدار نے اس کا خیال نہ کیا۔

اب روز روشن نمودار ہوا اور بدھو نفر کلبلا کر آنکھین ملتے ہوے اٹھے اور شعاع مہر کو دیکھکر انگڑائی لی اور سور کے چرانے والے کو بہت کوسا اور سورون کو دعاے بد دی دونون سوار ہو کر چلے تو سہ پہر کے وقت انکو کچھ لوگ ملے دس سوار اور پانچ چھ پیادے فوجدار متحیر۔ بدھو خائف کیونکہ یہ لوگ سر سے پانوٗن تک مسلح تھے اور جنگی قاعدے سے آتے تھے۔ فوجدار نے کہا بدھو بھئی اگر وہ زمانہ ہوتا تو واللہ بھٹے کی طرح سے مین نے انکے سر اڑا دیے ہوتے مگر افسوس۔ اتنے مین ان سب نے آن کے فوجدار کو گھیر لیا اور تلوارون اور بھالون سے چھیتیا لیا اور کہا ہم مار ڈالین گے۔ ایک پیادے نے انکے گھوڑے کی لگام لی اور سڑک کے باہر کھینچ لایا اور اشارہ کر کے کہا خبردار۔ زبان نہ ہلانا۔ اور لوگ بدھو کو مع گدھے کے انکے قریب کھینچ لائے دو تین بار فوجدار پوچھنے کو تھے کہ مجھے کہان لیے جاتے ہو مگر زبان ہلنے بھی نہ پائی اور انھون نے تلوار اٹھائی۔ یہی بدھو کا بھی حال تھا۔ بولنا محال تھا۔ لب کے ہلتے ہی لوگ انکو اور گدھے دونون کو تلوار کے نیچے دھر لیتے تھے۔ رات زیادہ آگئی اور دونون قیدیون کا خوف بڑھتا گیا اور سوار اور پیادے کہتے جاتے تھے کہ (چلے چلو قیدیو بھیڑیو۔ کتو مردار خورو۔ خبردار جو ذرا لب کو جنبش ہوئی) فوجدار اور بدھو کے کان پک گئے گالیون کی بھر مار۔ بدھو نفر دل ہی دل مین کہنے لگے کہ مردار خورو اور بھیڑیون اور کتون کے الفاظ ہم سے نہ سہے جائین گے یہ لوگ ہم پر برس ہی پڑے۔ گویا ہم کتے ہین خدا کرے اس مصیبت سے نجات ملے۔ اس سے بدتر وقت نہ خدا دکھائے۔

فوجدار ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے مگر متردد۔ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کیون یہ لوگ گالیان دے رہے ہین۔ انکو یقین ہو گیا کہ کچھ برا ہی دن دیکھنے مین آے گا خدا خیر کرے۔ اسی حالت مین کوئی ایک گھنٹے کے بعد ایک محل کے قریب آئے اور فوجدار نے بھچا تا کہ یہ اُس شہزادی کا مکان ہی جہان ابھی رہے تھے۔ کہا یا خدا مدد دے۔ دیکھیے کیا حشر ہوتا ہے اس مکان مین ہمہ ساغ ہمہ عیش ہی مگر مفتوح اور بچھڑے ہوے پہلوان کے لیے عیش منغص بہ رنج ہو جاتا ہی اور ساغ مبدل بہ زہر۔ اب محل معلے کے احاطے کے اندر داخل ہوے اور دیکھا کہ از سرتا پا آراستہ ہی اور اس طرح سے آراستہ ہی کہ خوف اور استعجاب دو بالا ہو گیا جیسا ذیل کی فصل سے منکشف ہوتا ہی۔

فصل - ٦٩

سوار گھوڑون سے اترے اور پیادے آگے بڑھے اور کل جماعت نے جا کر فوجدار اور بدھو کو زبردستی اتارا اور احاطے مین لائے جسکے قریب صدہا جھاڑ اور کنول روشن تھے اور ادھر ادھر کوئی پانچ سو چراغ جگمگاتے تھے گو رات بہت تیرہ و تار تھی مگر اس روشنی کے سبب سے روز روشن کو بھی شرم آتی تھی۔ درمیان مین ایک قبر تھی۔ زمین سے کوئی دو گز اونچی سیاہ مخمل کا شامیانہ اسپر نصب تھا اور تنو۔ سونے کی شمع کافوری ضیا بخش قبر پر ایک زنگہ روشن جمال زاہد فریب کی لاش۔ اجل خود خوبصورت معلوم ہوتی تھی زربفت کے ایک تکیے پر سر رکھا تھا اور عنبر بار و مشک آگین پھولون کا تاج زیب سر اس کے ہاتھ چھاتی پر تھے اور خوشبودار گلہاے معنبر کے ہار۔ ایک جانب ایک تھیٹر سا بنا تھا۔ دو کرسیون پر دو آدمی متمکن تھے۔ قطع سے معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ ہین۔ اور ان کرسیون کے بعد تھوڑی دور پر دو اور کرسیان تھین جنپر خدائی فوجدار اور بدھو بٹھاے گئے سب خاموش تھے ان دونون سے بھی کہدیا گیا تھا کہ چپ رہنا۔ اگر نہ بھی کہا جاتا تو بھی یہ خاموش ہی رہتے کیونکہ حیرت نے انکی زبان بند کر دی تھی تھیٹر کی اسٹیج پر دو بڑے آدمی آئے جنکے ہمراہ بہت سے لوگ تھے فوراً فوجدار نے پہچان لیا کہ رئیس اور رئیسہ یعنے شہزادے اور شاہزادی ہین جنکے ہان یہ بہت عرصہ تک مہمان رہ چکے تھے۔

رئیس اور رئیسہ دو بڑی بیش بہا کرسیون پر ان دونون کے قریب متمکن ہوے جو بادشاہ معلوم ہوتے تھے۔

فوجدار غور کر کے جو دیکھتے ہین تو وہی خواص جو انپر عاشق ہوئی تھی قبر پر مردہ پڑی ہی جو دیکھتا اسکو حیرت ہوتی جب رئیس اور رئیسہ تھیٹر مین رونق بخش ہوے تو فوجدار اور بدھو نفر نے جھک کے سلام کیا اور ان دونون نے گردن کے اشارے سے جواب دیا اتنے مین ایک افسر نے آن کر بدھو کو ایک بڑا بھاری فرغولہ جو چغے کا بھی باپ تھا پہنایا اس کے ہر طرف انگارے نکل رہے تھے۔ سیاہ رنگ۔ اسکی ٹوپی اتار کر اسنے ایک بڑی اونچی لمبی چوڑی نکیلی ٹوپی اسکے سر پر رکھی اس قسم کی ٹوپی قیدیون کو وہان پہنائی جاتی تھی اور کان مین کہا کہ اگر ذرا کان ہلایا تو مار ہی ڈالونگا یا گلا گھونٹ ڈالونگا۔ بدھو نے دیکھا تو چغے سے شعلے نکل رہے ہین مگر بدن جلتا نہین سمجھ گیا کہ چھینٹ ہی اس قسم کی ہے۔ کچھ پروا نہ کی۔ ٹوپی

اتار کے دیکھتا ہی تو شیطان بنے ہوے بھر بہن لی اور کہا کچھ پروا نہین۔ نہ چخہ جلاتا ہے نہ ٹوپی کے شیطان دقا کرتے ہین۔ **فوجدار** نے بھی غور سے دیکھا گو خائف تھے مگر ہنسی آہی گئی کہ واہ کیا برزخ شریف ہی۔ اب قبر کے نیچے سے ہلکی ہلکی آواز باجے کی آنے لگی۔ انسان کی آواز کا کہین پتا ہی نہ تھا اس سبب سے صدائے دلکش اور بھی لطف مزید دکھاتی تھی۔ اسکے بعد اس جسم مردہ کے قریب ایک خوبصورت جوان نے باآواز خوش ستار پر بڑی خوبی سے یہ رباعیان گائین۔

جانان مرا بہ من بیارید
گر بوسہ زند باین لبانم
مستم زغم عشق تو مستم مستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی

وین مردہ دلم بدو سپارید
تا زندہ شوم عجب مدارید
دل در طلب وصل تو بستم بستم
منکر نتوان بود کہ ہستم ہستم

ان بادشاہان مصنوعی مین سے ایک نے کہا ای ساحر حق شناس بس اس خواص کی نسبت جو آپ نے فرمایا تھا اسکا مطلب ہم سمجھے۔ **فوجدار** جو انکے معشوق ہین وہ اب **فوجدار** نہ رہے ہان انکا نفر البتہ تھوڑی سی مصیبت سہے تو وہ بچ جاے۔ گو ظاہرًا ہنشوہی مگر ۔۶۔ زندہ ست نام فرخ آن مہ جبین بہ حسن ٭ ای ساحر غرطیث نام عالی مقام زبان فیض بنیان سے فرمائیے کہ اس خواص بیچاری کی رہائی کون تدبیر سے ہی فورًا ترکیب بتائیے تاکہ وہ بیکس جلد زندہ ہو جاے۔ غرطیث نے سنتے ہی کہا۔ سنو ای صاحبان والاشان و حاضرین منیع المکان و امرا غربا و افسران و ماتحتان یکے بعد دیگرے جاؤ اور بدھو نفر کے منھ کو چوبیس ٹانکون سے ٹانکو اور انکا ڈنڈا گولا بناؤ تو خواص فورًا قید طلسم سے رہائی پائے۔ یہ سنکر بدھو سے نہ رہا گیا۔ کہا خدا کی قسم اب خاموش نہین رہا جاتا۔ بھلا کوئی ہاتھ تو لگاے۔ مر جاؤن مگر منھ نہ سلواؤن بھلا اس کارروائی کو خواص کی رہائی سے کیا سروکار ہی **فوجدار** کی معشوقہ پر مصیبت پڑی ہم دھرے گئے کوڑے ہمپر لگائے گئے۔ فلان بوڑھیا پر جادو ہوا ہماری شامت آئی خواص مرگئی ہماری جان پر بنی۔ لو صاحب اب یہ فکر ہونے لگی کہ ہمارا منھ سیا جاے اور ڈنڈا گولا بنایا جاے۔ کسی اور الو کو پھانسیے۔ تم ڈال ڈال تو ہم پات پات۔ دل لگی نہین ہی بدھو کو غیظ کی نظر سے دیکھکر اسنے خوفناک آواز سے کہا (اب تمھاری موت آئی ہی اگر شیر بھی ہو تو بکری بنا دون خبردار۔ اگر ایک لفظ بھی بولا تمھارا منھ سیا جاے اور بیچ کھیت سیا جاے۔ اور گولا ڈنڈا تو خیر اور سوئیان بدن مین چبھوئی جائین۔ نامعقول! ای افسر تعمیل حکم کرو اگر ذرا توقف ہوا تو

جہان سے ہو وہین پہونچا دونگا۔

اتنے مین سامنے سے چھ خواص علیٰ کباز کی قطار نظر آئی۔ سب کے داہنے ہاتھ اٹھے ہوے اور کمر برہنہ بدھو کو گرفتار کرنے ہی کو تھین کہ اسنے غل مچا کے کہا بس خبردار۔ چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جاے جسطرح ہمارے آقا کا منھ درگت کے ساتھ دھلایا گیا تھا اسیطرح ہمارا بھی دھلایا جاے چاہے تیز سی تیز چھری سے بدن بھونکا جاے کچھ پروا نہین۔ چاہے جلتے بلتے انگارون سے بدن جلادو صبر کرونگا مگر یہ ممکن نہین کہ خواص میرے بدن پر ہاتھ لگاے۔ استغفر اللہ کیا مجال۔ ہونہ!!!

اتنے مین فوجدار صاحب نے بھی ہانک لگائی (بیٹیا ذرا صبر کرو اور ان بھلے مانسون کا کہنا مانو اور ہمارا شکریہ ادا کرو کہ تمکو ایسا کردیا کہ اب ہر مقام پر پوچھے جاتے ہو بچہ۔ اور جادو کے اثر سے تم ہی نجات دیتے ہو اور قم باذنی کہکر مردے کو زندہ کرتے ہو) اتنے مین خواصون نے انکو گھیر لیا اور یہ بہت سنبھل کے اور زور کر کے پریشان و حیران کرسی پر ڈٹے رہے اور داڑھی و چہرے کو ہاتھون سے چھپا لیا۔ انھون نے آکے ذرا انکو تھپتھپایا اور جھک کے سلام کیا۔ بدھو نے جل بھنکر کہا بس اب بہت ادب کی نہ لو۔ خواصو ہمپر احسان کرو۔ تمھارے ہاتھون سے سر کے کی بو آتی ہے۔ مگر وہ کب سنتی تھین سب کی سب نے ملکر انکے جسم کو سوئیون سے چبھونا شروع کیا اور یہ اسقدر عاجز ہوے کہ جھلا کر ایک مشعل روشن کو لیکر دوڑے کہ منھ ہی جھلس دونگا اور وہ سب گر پڑکر بھاگین اور انھون نے غل مچایا (دور ہو۔ دوزخی عورتو۔ کیا مین پیتل یا تانبے کا بنا ہون کہ یہ سب سختیان برداشت کرسکون۔ بس اب اگر ذرا ادھر رخ کیا تو جلا ہی دونگا۔

اب سنئے کہ وہ بیچاری خواص دیر تک ایک کروٹ لیٹے لیٹے تھک گئی تو مجبور ہو کر کروٹ بدلنی پڑی۔ کروٹ بدلنا تھا کہ سب نے نعرۂ خوشی بلند کر کے کہا (زندہ ہو گئی۔ زندہ ہو گئی۔ کیا شان خدا۔ کیا اسکی کریمی ہے۔ مردے کو زندہ کردیا) بدھو سے کہا گیا کہ اب غصے کو ذرا تھوکسئے دو تمھاری مہربانی سے مردہ زندہ ہو گیا۔ فوجدار نے جو یہ حیرت انگیز معاملہ مشاہدہ کیا تو فوراً بدھو کے قدمون پر گر پڑے اور کہا بھائی جان یار عزیز رفیق و شفیق بالتحقیق بدھو نواب وقت آگیا کہ تم کوڑے کھا کے ہماری معشوقہ پریزاد کو بھی قید سحر سے بچاؤ۔ بدھو نے کہا بجا ارشاد ہوا کیا اچھا وقت آپکو ہاتھ آیا ہے۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ بدن مین ابھی ابھی سوئیان چبھوئی گئین کوڑے کھانے کا کیا اچھا موقع ہے۔ نمک بر جراحت۔ اب میری گردن مین پتھر باندھ کے کنوین مین ڈال دو کہ سب کی بلا میرے ہی سر آجاے۔ ایک دفعہ ہی سب کی بلا رد۔ اس عرصے مین خواص مردہ سیدھی ہو کر

قبر پر بیٹھی اور کئی باجے اپنا لطف دکھانے لگے بایان جوڑی اور ستار۔ اور کئی آدمیون نے ملکر کہنا شروع کیا یہ خواص مدت العمر تک زندہ رہے آمین آمین۔ رئیسہ اور رئیس اور ان دونون بادشاہون نے کھڑے ہوکر فوجدار اور بدھو کو ساتھ لیا اور خواص کے استقبال کو گئے کہ اسکو قبر سے اتارین خواص نے جسکے قالب مین گویا از سر نو جان آئی تھی بڑی بڑی نزاکت سے ان کو اشارہ کر کے سلام کیا اور فوجدار کی جانب اشارہ کر کے کہا خدا تمکو معاف کرے ای خدائی فوجدار تمھاری ہی بیرحمی کے سبب سے مین خدا جھوٹ نہ بلائے ہزار برس تک مردہ رہی اور ای بدھو نفر تمھاری بھی تمام عمر شکر گزار رہونگی تم کو چھ عمدہ عمدہ قمیص دیتی ہون۔ نئی نہین مگر صاف تو ہین۔ بدھو نے کلاہ تری ہاتھ مین لیکر زمین کو بوسہ دیا اور اس کا ہاتھ چوم لیا۔ رئیس نے حکم دیا کہ ان کی ٹوپی اور جغہ اتار لو اور اس کے کپڑے اسکے حوالے کرو۔ تعمیل حکم کی گئی۔ بدھو نے عرض کی کہ حضور یہ ٹوپی اور جغہ مجھی کو دے دیجئے کہ اپنے وطن لیجاؤن اور آج کا دن عمر بھر یاد رکھون کہ عجب دن ہی۔ رئیسہ نے کہا دوست ہو۔ لیجاؤ کون بڑی بات ہی اب رئیس نے حکم دیا کہ سب چلے جاؤ اور جگہ خالی کر دو اور فوجدار اور بدھو کو انکی پرانی جگہ مین آرام کرنے دو۔

فصل ۔ ۷۰

اس شب کو بدھو اپنے آقا کے کمرے مین ایک دری پر جو چارپائی پر بچھی تھی سوے اگر امکان مین ہوتا تو آقا کے کمرے سے دور رہتے کیونکہ انکو خوب معلوم تھا کہ آقا مارے سوالون اور جوابون کی بھرمار کے سونے نہ دینگے اور انکو بولنا شاق تھا کیونکہ اب تک درد باقی تھا اور بولنے کی تاب نہ تھی۔ اگر ایک چھپر مین تنہا سونا ملتا تو اس آراستہ کمرے مین سونے پر اس کو ترجیح دیتے کہ فوجدار کی صحبت سے نجات ملتی۔

انکا خوف صحیح تھا جو سوچ تھے بعینہ وہی ہوا۔ فوجدار بستر پر کمر سیدھی کرتے ہی کفن پھاڑ کر بولے بدھو آج شب کی سرگزشت کی نسبت تمھارا کیا خیال ہی۔ خدا نہ کرے کہ کوئی کسی کو چاہے اور چاہنے والا ناکام رہے اور معشوق نظر حقارت سے دیکھے۔ یہ خواص کسی تلوار کے گھاؤ یا گولی یا زہر سے نہین مری تھی صرف اس سبب سے مری تھی کہ مین حقارت سے دیکھتا تھا۔ بدھو نے کہا وہ مری یا زندہ رہی۔ برس بھر پہلے مرتی یا دو برس بعد۔ میری جوتی کی نوک سے۔ مگر مجھپر یہ مصیبت کمبخت نے کیون ڈھائی ایک ناعاقبت اندیش خواص کے جنون کو میرے جسم کی اذیت سے کون بحث ہی۔ خدا ان ساحرون کو جہنم واصل کرے یہ تو جادو کرتے ہین اور ہماری کھال اُدھیڑی

جاتی ہی بہر کیف اب غلام کو آرام کرنے دیجیے اور نکیرین کی طرح سوالون کی بھرمار نہ کیجیے ورنہ ٹھوکی سے کو دیڑونگا۔ **فوجدار** نے کہا خدا حافظ ہی۔

دونون سو رہے۔ اس مقام پر مورخ نے بیان کیا ہی کہ **فوجدار** ستم رسیدہ کسطرح پر اور کیونکر شہزادے کے مکان پر واپس آئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ طالب علم جو بیڑا اٹھا کر آئے تھے کہ **فوجدار** کو شکست دے کر راہ راست پر لاوینگا اول مرتبہ شکست کھا گئے تو قسم کھالی کہ نکر لڑونگا اور اس مرتبہ کامیاب ہوے اور جب اس کی خبر شہزادی کو معلوم ہوئی تو انکو اپنے آدمی بھیجکر پکڑوا بلوایا تاکہ ذرا دل لگی رہے اور وہ طوعًا و کرہًا گرفتار کر لائے اور انکی چاہنے والی خواص کو قبر پر مردہ بنا کے سلایا جیسا کہ اوپر ہم معرض بیان مین لاچکے ہین اور جسکا اعادہ اب فضول ہی۔

خواص نے جو **فوجدار** کی راے مین مردہ سے زندہ ہوگئی تھی اپنے آقا کے مذاق کو قائم اور برقرار رکھا۔ وہی ہار کا تاج زیب سر کیے ہوے جو قبر مین سر پر تھا اور سفید اطلس کا ڈوپٹا اوڑھے جس مین سنہری لیس ٹکی تھی بال بکھرے ہوے ہاتھ مین آبنوس کی سیاہ لکڑی لیے ہوے وہ اس انداز سے **فوجدار** کے کمرے مین داخل ہوئی کہ اس بھوت کو جو مردہ سے زندہ ہوگیا تھا دیکھکر **فوجدار** ڈرے اور لحاف سے منھ کو ڈھک لیا۔ گھگھی بندھ گئی۔ وہ انکے سرہانے ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور آہ سرد بھر کر کہا۔ (جب معزز شریف زادیان عشق سے ایسی چوندھیا جائین کہ عفت اور حیا کا مطلق خیال نہ کرین اور بالکل عشق کے ہاتھ بک جائین تو ان کو بھی سزا ملنی چاہیئے جو مجھ دکھیا کو ملی ہی۔ ہاے مین بھی اُنھین بدبخت عورتون مین سے ہون جن کو اس خانہ خراب عشق نے خراب کر دیا مگر اس حالت مین بھی مین نے حیا پردری کے خلاف نہ کیا اور اس قدر سکوت اختیار کیا کہ ضبط نہ کر سکی اور جان دے دی۔ ۶۔ کان سوختہ راجان شد و آواز نیامد ‌‌ ۔ تو بڑا سنگدل ہی۔ تیری بیرحمی نے مجھے دو دن مردہ رکھا خدا نے بچا لیا ورنہ مر تو گئی ہی تھی۔ خدا گنج پہونچ گئی ہوتی۔

اتنے مین بدھو بولے جی ہان عشق ایسی ہی بلا ہی۔ میرا گدھا بھی اسی مین مبتلا ہی اب یہ تو فرمائیے کہ خدا گنج مین کیا کیا دیکھا۔ دوزخ مین کیا کیا ہی۔ تم ایسی ہرجائیون کو دوزخ ہی مین جگہ ملی ہوگی وہ بولی اگر دوزخ کے اندر چلی جاتی تو پھر حشر تک نہ آسکتی پھاٹک تک گئی تھی وہان کوئی درجن بھر شیطان ٹنس کھیل رہے تھے۔ عجیب الخلقت لوگ۔ لباس بھی واہیات۔ آگ سے کھیلتے تھے اور آگ ہی کی کل چیزین تھین۔ بالکل نئی اور انوکھی بات دیکھی۔ اور اس سے بھی انوکھی بات یہ تھی کہ جب کوئی

ہارتا تھا تو کتابون کو زور زور ہتون سے پٹیتا تھا سب سے زیادہ مار ایک کتاب پر پڑی ایک شیطان نے کہا دیکھو تو کون کتاب ہی دوسرے نے کہا (حصہ دوم سوانحعمری خدائی فوجدار شیر افگن) سب کے سب نے مل کے لعنت کا لفظ کہا اور کہا اسکو قعر جہنم مین پھینکو۔ بڑی بری کتاب ہی۔ فوجدار کا نام بھی لیا گیا مین یہ طلسم دیکھا کی کہ جسپر عاشق ہون اسکا نام لیا جاتا ہی۔ فوجدار بولے اس دنیا مین طلسم ہی طلسم تو ہی ہی۔ اور ہی کیا۔ خیر ہمارا نام اس دنیا سے اس دنیا تک تو ہوگیا۔ اگر اچھی کتاب ہی تو حشر تک نام رہیگا اور اگر خراب ہی تو چند ہی روز مین مٹ جائیگا۔

خواص شکایتون کے دفتر کھول ہی رہی تھی کہ فوجدار نے بات بیچ مین کاٹ دی اور کہا بی بی صاحب مین نے اکثر بار کہا ہی کہ آپ نے مجھ سے ناحق دل ملایا۔ مین بجز شکریہ کے اور کوئی معاوضہ نہین کر سکتا ہون مین اپنی معشوقہ کے سوا اور کسی کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھونگا وہ میری اور مین انکا کوئی کیسی ہی حسین کیون نہو۔ باشد۔ اب آپ اپنی عزت اپنے ہاتھ رکھیے محالات کو کوئی ممکنات نہین کر سکتا۔

یہ سنکر خواص نے غصے اور غیظ کی آواز بنا کر کہا خدا تجھے غارت کرے۔ گنوار کا لٹھ۔ پتھر سے زیادہ سخت۔ شیطان کے بچے۔ آج ہی نہ آنکھین پھوڑ ڈالی ہون تو سہی۔ اور مفتوح پیٹ کے جوتیان کھا کے آنے والے بے شرم۔ کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ مین نے تیرے عشق مین جان دی۔ تجھپر لعنت تجھ ایسے کتون کو ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون۔ تیری صورت سے تو مین بیزار ہون تجھ ایسے پر جان دیتی بھلا!۔ بدھو بولے (سچ ہی عشق مین جان دے دنیا جھوٹی باین ہین کوئی لاکھ کہے ہم کب مانتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ!!!۔)

اس گفتگو مین وہ قوال اور مطرب اور شاعر آیا جسنے وہ اشعار گائے تھے اور فوجدار کو جھک کے سلام کر کے کہا حضور مجھے اپنے غلامون مین تصور کرین حضور کا بڑا نام ہی فوجدار بولے آپ کون صاحب ہین معلوم ہو تو اسی کے مطابق اخلاق سے پیش آؤن۔ اسنے کہا (بھول گئے اس روز اشعار سنائے تھے گانا ہوا تھا) فوجدار نے کہا (اب پہچانا۔ مگر وہ اشعار ہمارے مذاق کے خلاف ہین۔ شاعر بولا (اپنا اپنا مذاق ہی شاعرون کو سب جائز ہی۔)

فوجدار جواب دینے ہی کو تھے کہ میزبان آگئے اور مزے مزے کی گفتگو ہونے لگی جسمین بدھو نے وہ مسخرہ پن کیا کہ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے کچھ سادگی اور کچھ مسخرہ پن تھوڑی دیر کے بعد فوجدار اپنے میزبانون سے رخصت ہوے اور کہا کہ مفتوح پہلوان کو سور کے بھاٹے مین

رہنا اس سے بہتر ہی کہ محل شاہی مین رہے۔ خواص کی نسبت جوان سے سوال کیا گیا تو کہا اس عورت کو کوئی ایسا کام دیجیے جس مین محنت پڑے اور سستی کم ہو جاے۔ انھون نے کہا ہے کہ جہنم مین لیس کی ضرورت ہوئی ہے۔ لیس بنانا ان کو سکھائیے وہان کام آے گا۔) بدھو نے اس راے سے اتفاق کیا اور کہا کسی لیس بنانے والی عورت کو ہم نے کبھی کسی پر مرتے نہین دیکھا مین جب پھاوڑا لے کر زمین کھودتا ہون تو اپنی مکرمہ یعنی جورو نہین یاد آتی۔ حالانکہ پلکون سے زیادہ عزیز ہی رئیسہ نے کہا اچھا بدھو اب ہم اس عورت سے سلائی کا کام لین گے۔ اس مین یہ برق ہے۔ خواص بولی (کسی علاج کی ضرورت نہین ہی۔ بڑا علاج یہ ہی کہ اس بدبخت کی لاش میرے سامنے سے دور رہے مجھے اس کتے کی صورت سے نفرت ہے) یہ کہکر روتی صورت بنائی اور رومال منھ پر رکھ کر چلی گئی۔ بدھو نے کہا اس بیچاری پر ہمین افسوس آتا ہی عاشق بھی ہوئی تو اس پر جس کا دل پتھر ہی اور قلب فولاد کا۔ اگر مجھے دل دیا ہوتا یہ دن کاہے کو دیکھتی۔

اس گفتگو کے بعد فوجدار نے کپڑے پہنے اور رئیس اور رئیسہ کیساتھ کھانا کھایا اور سہ پہر کو روانہ ہوئے

فصل ۔ ۱۷

بیچارے خدائی فوجدار شرمندہ و خوار شکست کھاکے افسردہ دلی کے ساتھ سفر کر رہے تھے شکست کا انتہا سے زیادہ ملال تھا مگر خوشی یہ تھی کہ معشوقہ پر یزاد اب قید جادو سے رہائی پاے گی کیونکہ بدھو ایک عورت یعنے خواص کو انکے روبرو چنگا کر چکا تھا۔ بدھو نے کہا حضور بندۂ درگاہ بھی بڑے خوش نصیب آدمی ہین۔ طبابت بھی کی تو کوڑے کھائے اور سوئیان چبھوئی گیئن حالانکہ طبیب مریضون کو مار ڈالتے ہین اور اس پر بھی فیس لیتے ہین۔ الٹی بات ہے ہم زندہ کرنے مین جوتیان کھائین۔ وہ قتل کرنے مین انعام پائین فوجدار بولے بھائی خدا کا شکریہ نہین ادا کرتے کہ ان پڑھ جاہل بدھو کو یہ نعمت عطا کی کہ مرے کو زندہ کر دے اور جادو گر کا جادو پھیر دے واہ رے بدھو۔ کیا علم ہی خلقی علم۔ قدرتی علم۔ کوڑے پڑے اور مریض چنگا ہو گیا سوئیان چبھوئین اور مردہ زندہ۔ جاہل آدمی اور مسیحائی کا دم بھرتا ہے خدا ہر ایک کو یہ نعمت نہین دیتا۔ بڑی خوش نصیبی ہی۔ خدا تم پر بڑا مہربان ہے۔ اللہ مہربان تو کل مہربان۔ اگر اسکول مین پڑھتے تو روپیہ صرف ہوتا محنت کرنی پڑتی تم گنوار آدمی بھلا زر کجا۔ اور ڈنڈا ڈھونے والے کو اس سے کیا کام ہی۔ خدا نے گھر بیٹھے تمکو یہ جوہر عطا کیا اس کا شکریہ ادا کرو۔ ہاتھ پانؤن پر ڈاکٹری کرنے لگے) بدھو نے کہا ہاتھ پانؤن پر تو ڈاکٹر ہی نہین

کرتے ہین - ہان جوتے ڈون پر البتہ ڈاکٹری کرتے ہین کوڑے کھاتے ہین بس ایک جوتے کھانے باقی ہین ابکی کوئی مریض ایسا بھی خدا بھیجدے گا جو بغیر ہمارے جوتے کھائے اچھا نہو سکے - فیس دینے والا کوئی نہین - جوتے مارنے والے سب ہین - کوڑے پھٹکارنے والے موجود - معشوقون کے ساتھ لطف صحبت کوئی اٹھالے اور کوڑے میان بدھو کھائین اس اندھیر کا بھی کوئی ٹھکانا ہی - ایسا مریض کوئی نہ ملا جو ہمکو صبح شام پنیر اور مکھن اور روٹی کھلائے اور شراب کا جام پلائے اور اس ترکیب سے مریض شفا پائے - یا علاج یہ ہو کہ میان بدھو کو سو اشرفیان دیجائین تب جا کے مریض اچھا اور مردہ زندہ ہو جائے یا جادو کا اثر جاتا رہے -

فوجدار نے کہا بھائی صاحب اگر فیس ہی کا رونا ہی اور پہلے ہمین پر ہتھا صاف کرنا ہے - تو بسم اللہ - جو کہو حاضر ہی - مگر وہ بیچاری تو اس مصیبت سے کسی طرح نجات پائے اب سے آئے گھر سے آئے - لے اب ہماری خاطر سے پانچ سو چھ سو سات سو آٹھ سو کوڑے تو کھا لو - بدھو نے کہا بس آٹھ ہی سو پر کفایت اور قناعت کی ہم تو سمجھے تھے کبھی ختم ہی نہو گا - اچھا فرمائیے کیا دیجیئے گا - جھوٹا کھائے میٹھے کے لالچ - ہم راضی ہمارا خدا راضی - یہ بولیے مول تول کی سند نہین ہی - اور کچھ نہین تو بی بی بچون ہی کا فائدہ سہی - کوڑے تو کوڑے ہم تو جوتے تک کھانے کو تیار ہین مگر ہاتھ تو گرمائین - بی بی اور بچون کی محبت سے یہ بھی منظور - کچھ پروا نہین - اب جھٹ پٹ فرمادیجئے کہ فی کوڑا کیا دیجئے گا - بندے حاضر ہین چاہے کھال ادھڑ جائے

فوجدار نے کہا بھئی جو تم مانگو گے وہ دینگے - ہم ایسے بند نہین ہین - وہ بیچاری اچھی ہو جائے چار دمڑی کا پیسا چاہے رہے چاہے جہنم مین جائے - جان ہی تو جہان ہی ہم اُن لوگون مین نہین ہین کہ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے - اب ان دونون مین مول تول ہونے لگا -

بدھو - صاحب یہ تو معاملہ کی بات ہی - اس مین صفائی چاہیئے -

راستی موجب رضائے خداست		کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست	

فوجدار - اگر معاملہ ہی ہے تو پھر معاملہ کی طور پر ہونا چاہیئے - تم کہو کہ ہم اتنے پر راضی ہین - بس فیصلہ ہو جائے وہ بات ہی کیا ہی -

ب - ای تو کچھ کہو گے بھی - خالی خولی باتون سے کیا فائدہ ہی -

ف - تم خود ہی کہو - ہم غور کر کے جواب دے دینگے - لے بولو -

ب - ہم فی کوڑا دو آنہ لین گے - تین ہزار تین کئی کوڑے ہین -

ف ۔ منظور ۔ جو کہو وہ منظور ۔ ہمکو کسی بات مین عذر نہین ہی ۔

ب ۔ تو ہمکو بھی منظور ہی ۔ ہمکو تو روپیے سے مطلب ہی ۔

ف ۔ بدھو تمنے ہمکو مول لے لیا ۔ ہم تمھارے غلام کے تلام کے جو لام ہین جسوقت معشوقۂ زرین کمر جادو کی قید سے نجات پاے گی معلوم ہوگا کہ چاند گہن سے چھوٹا ہے ۔

وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا — ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
غرور حسن نے نازان کیا انھین ورنہ — نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی — ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا
چکور ہوتے ہین رخسار یار کے صدقے — کمال ماہ ہی حسن شباب سے ہوتا
قریب ہی کہ کرے آفتاب حشر طلوع — کمال ننگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا

شرابخوار ہون رندی سمجھ نہ سہل آتش
شناوروں کا گزارا ہی آب سے ہوتا

ای پیارے بدھوے ۔ ای بدھوے عزیز ۔ ای جان جان بدھو پیارے مین اور معشوقہ زرین کمر دونون درم ناخریدہ غلام ہو جائینگے اور تمام تمھاری غلامی کا دم بھرینگے اگر وہ ہیئت اصلی پر آجاے اور ضرور آئیگی تو ہمکو اپنی شکست کا بھی رنج نہو ۔ بلکہ اسکو فال نیک سمجھین اب یہ بتاؤ کہ کوڑون کی کارروائی کب سے شروع کرینگے کوئی وقت مقرر کردو ۔ اگر جلد کارروائی ہوئی تو دو آنہ کوڑے کے عوض سوا دو آنہ کردونگا ۔ بدھو بولا (کب سے) کیا معنی آج ہی شب سے سہی ۔ جب ایک کام کرنا ہی ہی تو تاخیر کیون ہو ۔ چلیے کسی کھلے میدان مین چلین ۔

اور بسم اللہ الرحمن الرحیم — لاؤ کلھاڑا کاٹو نیم

فوجدار رات کے انتظار مین ۔ ۶ ۔ چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر ست ۔ یا خدا جلد رات ہو اور شاہد آرزو سے ملاقات ہو ۔ الانتظار اشد من الموت کا نقشہ تھا ۔ خدا خدا کرکے رات آئی اور انکا کلیجا ہاتھ بھر کا ہو گیا ۔ ورنہ کہتے تھے کہ یا خدا عاشقون کی شب ہجر کی طرح اس دن کی انتہا ہی نہین ۔ ختم ہی نہین ہونے آتا ۔ آفتاب آج غروب ہی نہو گا ۔ خدا خیر کرے شب کہ پردہ دار عاشقان ست کا کہین ذکر ہی نہین ۔ رات کی صورت ہی نہین دیکھنے مین آتی آج اس دن کی رات ہی نہین ہی ۔ دن ہی دن ہی ۔ شاید ہماری آرزو پوری نہوگی اور شاید آرزو سے ہم آغوش نہونگے ۔

شب کو فوجدار اور بدھو نے تھوڑی دور جا کے گھوڑے اور گدھے کو کھول دیا۔ فوجدار نے کہا یار۔ دیکھو کھال نہ اپنی ادھیڑ ڈالو۔ ایسا نہ کرنا کہ کھال ادھڑ جائے اور پھر کل اس قابل نہ رہو یا جان پر بن آئے۔ بدھو نے کپڑے اُتار کر لنگی باندھی اور چھ سات کوڑے فوجدار کے روبرو زور زور سے اپنے لگائے اور کہا حضور بندہ درگزرا۔ محنت بہت اور مزدوری کم۔ ساڑھے تین آنے کوڑا ہو تو خیر۔ ع۔ این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر۔ فوجدار نے کہا ہمت نہ ہارو۔ ہم چار آنے فی کوڑا دینگے۔ بدھو بولے تو پھر تو چاہے کوڑون کا مینھ ہم پر برسنے لگے فوجدار خلقی رحم دل آدمی تو تھے ہی ذرا الگ آڑ مین ہٹ گئے۔ بدھوا ایک ہی حرامزادے انھون نے کوڑے درختون پر پھٹکارنے شروع کیے اور غل مچاتے جاتے تھے کہ ہاے مرا۔ کھال ادھڑ گئی۔ جان نکل گئی۔ فوجدار کو بڑا رحم آیا۔ کہا۔ بدھو کوئی ہزار کے قریب تو پڑے ہونگے۔ اب بھائی صاحب جان کے دشمن نہو جیے۔ کل پر رکھیے۔ سہتے سہتے۔ بدھو بولے جناب کھری مزدوری اور چوکھا کام۔ اب آپ ذرا ہٹ جائیے تو ہزار کوڑے اور لگالون۔ فوجدار بولے بھئی اب ہم سے نہین دیکھا جاتا۔ تمکو اختیار ہے۔ بدھو نے میدان خالی پا کر ساٹ ستّر کوڑے پھٹکارنے شروع کیے اور کئی درختون کی چھال اڑا دی اور زور سے (ہاے مرا) کہکے گر پڑا۔ فوجدار نے دوڑ کے اُٹھا لیا اور اچھی جگہ لٹا کر کہا اے بھئی بس۔ اب ہمارے لیے اپنی جان شیرین نہ دو اپنی بی بی بچون پر رحم کرو۔ بدھو نے کہا مارے پیٹون کے بُرا حال ہے ذرا کچھ اڑھا دیجیے صبح کو دونون روانہ ہوے اور ایک سرا مین پہونچے۔ اور اسکو فوجدار صاحب بھی سرا ہی سمجھے محل نہین سمجھے شکست پانے سے عقل سلیم سے ذرا ذرا کام لینے لگے تھے فوجدار صاحب سرا مین ٹکے تو کمرے مین کئی کتابین دیکھین۔ مثنوی۔ نلدمن۔ نل اور دمن کی عشقبازی۔ ؎

نل گفت کہ ای طبیب نادان		رنجم مفزاے بامداوان	

اسکے بعد یوسف زلیخاے جامی پر نظر پڑی۔ ؎

الٰہی غنچۂ امید بکشاے		گلے از روضۂ جاوید بنماے	

بعد ازان نسخۂ بہار دانش دیکھا اور ریدپنجسم کی ورق گردانی کی اور کہا یہ سب اگلے وقتون کے جھوٹے قصّے ہین۔ کوئی بات صحیح نہین۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ دماغ ذرا ذرا صحیح ہی بدھو سے کہا اب آج کی شب باقیماندہ کوڑے کھاؤ گے یا نہین۔ اسنے کہا جی ہان مگر درختون کے نیچے فوجدار نے کہا آج دم لے لو۔ بدھو نے

اس کے جواب مین بہت سی مثلین کہین اور فوجدار نے جھلا کر انکو روکا کہ بس اب مثلین موقوف کر دیجیئے۔ صاف صاف گفتگو کرو۔ از برای خدا۔ اکثر منع کیا مگر برگنبد ست۔ بدھو نے کہا اب اس عادت کو مین کیونکر دور کرون۔ بے مثل کے مین کوئی بات کر ہی نہین سکتا۔ مثل کے ہاتھ بک گیا ہون۔ میری بدنصیبی۔ اگر ممکن ہوا تو اس عادت کو بدلونگا۔ اس وقت کی گفتگو یون ختم ہوگئی۔

فصل - ۲ - ۷

فوجدار اور بدھو دن بھر اس انتظار مین تھے کہ کہین رات آئے تو کوڑے لگانے جائین اور کامیابی کے ساتھ معشوقۂ پریزاد قید سے نجات پائین۔ اس اثنا مین ایک رئیس تین ملازمون کے ساتھ سرا مین آے۔ ایک ملازم نے کہا حضور خوب سرد مقام ہے اور صاف یہین قیام فرمایئے فوجدار نے کہا بدھو۔ یاد ہمین یاد آتا ہے کہ دوسرے حصۂ سوانح عمری مین اسی شخص کا ذکر ہے کیونکہ اسکے آدمی نے اس کا نام جنرل فرغول بتایا۔ فوراً اس سے انھون نے اور اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین جواب وسوال کے بعد فوجدار نے کہا اخاہ آپ وہی تو نہین ہین جنکا ذکر خدائی فوجدار شیر افگن کے حصۂ دوم سوانح عمری مین درج ہے۔)

فرغول۔ جی ہان۔ وہی جنرل فرغول بندہ خاکسار ہے اُن فوجدار صاحب سے مجھ سے یارانہ تھا۔ مین اور وہ ایک جلسے مین شریک تھے۔

فوجدار۔ بھلا ہماری اور انکی صورت اور قطع ملتی ہے یا نہین۔

فرغول۔ مطلق نہین۔ ان کے ساتھ ایک مصاحب رہتا تھا۔ بدھو نفر بڑا گدھا۔ اُلو کا پٹھا۔ بڑا پیٹو۔ اور واہی۔

بدھو۔ وہ کوئی مصنوعی بنا ہوا بدھو ہوگا۔ اصل بدھو نفر بندہ ہے۔ گدھا کوئی اور ہوگا۔ ہم بڑے ہنسوڑ ہین۔ سال بھر ہمارے ساتھ رہیے تو معلوم ہو۔ اور یہ فوجدار صاحب ہین۔ بہادر۔ جری۔ عاشق تن۔

فرغول۔ حضرت آپ تو واللہ سچ مچ ظریف نکلے مگر پہلے جس بدھو نفر کو ہم نے دیکھا تھا وہ تو بڑا لگھامڑ تھا۔ گدھا بالکل گدھا۔ اور بڑا کھاؤ۔ بڑا پیٹو۔

بدھو۔ وہ بنا ہوا تھا۔ مگر آپ کو اُسنے خوب چکما دیا واللہ۔

فرغول۔ جی ہان۔ مگر قطع آپ ہی کی سی تھی۔ اور بڑا پیٹو اور گدھا۔

فوجدار۔ ہمارے نام سے ایک آدمی مصنوعی فوجدار شیر افگن بنا ہوا جنگل کوہستان مین عنایا کرتا ہی اور اسکے ساتھ ایک مصاحب بھی رہتا ہی۔ بھلا ہمارے مصاحب کا اور اس کا کیا مقابلہ۔ کجا یہ طرار ظریف بذلہ سنج۔ کجا وہ گھامڑ۔ بدتمیز۔ بے سلیقہ۔

بدھو۔ ہمکو اسکو ذرا بھڑا دیجئے تو مزہ آئے۔ بھلا جسقدر مثلین مجھے یاد ہین اگر اسکے باپ کو بھی یاد ہون تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن۔ کیا دل لگی ہی کچھ۔ وہ مثل نہین آپ نے سنی

فوجدار۔ خدا کے واسطے اول جلول نہ بکو۔ مثلین وثلین نہ کہا کرو۔ ہزار بار کہدیا ہی مگر تم سنتے ہی نہین۔ اور باتون مین مقابلہ کرو تو مضائقہ ندارد تمنے گورنری کی ہی جزیرون کی بادشاہی کی ہی۔ اسکے تو باپ کے باپ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی ۔؎۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

بدھو۔ ایک جزیرہ اسکو دے اور دوسرا ہمکو۔ پھر دل لگی دیکھئے وہ وہ حکم جاری کرون کہ اچھے اچھے دنگ ہوجائین۔ وہ سور کیا جانے۔

فوجدار۔ نہ ہمارے مصاحب کا مقابلہ انکا مصاحب کرسکتا ہی نہ ہماری معشوق کا مقابلہ انکا معشوق کرسکتا ہی۔ اس گفتگو کے بعد یہ اپنی راہ گئے وہ اپنی راہ گئے۔ فوجدار صاحب نے ٹھان لی کہ اب بخط راست گھر چلین اور آرام سے سال بھر رہین یا مزے مزے سے گلہ بانی کرین اور کھیتون اور جنگلون مین سیر کرین خوب گائین بجائین لطف اٹھائین۔ شاید وہ پری بھی بصد شان دلبری جلوہ افگن اور رونق بخش کہسار ہو۔ اب دلی خواہشین یہ ہین کہ ہم دونون میان بی بی گلہ بانی کرین ان خیالات اور خواہشات سے وہ ایک چھوٹی پہاڑی پر چڑھے اور وہان سے انکا گانون انکو دکھائی دیا۔ یہ دیکھکر بدھو نے سجدہ کیا اور کہا اے وطن مالوف اپنی آنکھین کھول اور اپنے لڑکے بدھو نفر کو دیکھ پھر تیرے پاس آیا ہی گو امیر نہین مگر خوب کوڑے کھلکے آیا ہی اور اسی طرح اپنے فرزند فوجدار سے بھی ہم آغوش ہو۔ گو مفتوح ہوکر آیا ہی تاہم خود بھی فاتح ہی اور بڑا فاتح۔ روپیہ بھی میرے پاس ہے۔ کوڑے تو کھائے مگر بھلے مانس بن کے بھی آیا ہون۔ فوجدار نے کہا بدھو اس گدھے پن کی باتون کو چھوڑو چلو بخط راست اپنے وطن اور اپنے گانون چلو۔ اور وہان چلکے مشورہ اور غور کرو کہ گلہ بانی کا پیشہ کیونکر اختیار کرین یہ کہکر پہاڑ سے اترے اور بخط راست اپنے گانون گئے

فصل ۔۳۔ ۷

مورخ کہتا ہی کہ اس گانون مین داخل ہونے کے پہلے فوجدار نے دیکھا کہ دو لڑکے

کھیت مین لڑ رہے ہین ایک نے دوسرے سے کہا بہت پریشان نہو پران مل۔ اب ایسی بات تمام عمر نہ دیکھو گے۔ فوجدار نے یہ سنکر بدھو سے کہا دوست تمنے کچھ سنا یہ لڑکا کیا کہہ رہا ہی (اب ایسی بات تمام عمر نہ دیکھو گے) بدھو نے کہا خدا جانے کیا کہتا ہی یہ فوجدار بولے یہ میری جانب مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ معشوقہ پریزاد کو کبھی نہ دیکھو گے۔ بدھو کچھ کہنے ہی کو تھے کہ ایک خرگوش جسکے پیچھے بہت سے کتے اور شکاری دوڑتے آتے تھے پناہ لینے کے لیے بدھو کے گدھے کے نیچے آن کے چھپا اور بدھو نے زندہ پکڑ کے فوجدار کے حوالے کیا اور فوجدار نے کہا بس اب معشوقہ نہ ملے گی۔ بدھو بولے اسکے معنی یہ ہین کہ معشوقہ خرگوش ہی اور کتے جادوگر۔ انسے چھوڑا کر مین نے آپ کو دے دی اب آپ ہمکنار ہون۔ فال نیک ہی بد نہین ہی۔

وہ دونون لڑکے خرگوش کی تلاش مین آئے بدھو نے ایک سے پوچھا کہ یہ جھگڑا کیا تھا اس نے کہا ایک لڑکے نے دوسرے سے ایک پنجرا چھین لیا اور کہا اب کبھی عمر بھر یہ نہ ملے گا بدھو نے فوجدار سے کہا جناب آپ فال نیک اور فال بد کے پھیرین نہ پڑیے مذہبی لوگ ان باتون کو خاک نہین مانتے اب اس فکر کو چھوڑیے اور گھر چلیے۔

شکاریون نے آن کر خرگوش مانگا اور فوجدار نے حوالے کر دیا اور چلے تو گانو کے پاس پادری صاحب اور طالب علم ایک کھیت مین ملے اب سنیے کہ بدھو نے وہ جبہ آتشبار گدھے پر جھول کی طرح لٹکایا اور کلاہ تتری اسکے سر پر رکھی۔ مگر ع۔ خر ار جل اطلس بپوشد خرست ہنوز پادری صاحب اور طالب علم دونون نے ان دونون کو پہچانا اور تپاک سے ملے۔ فوجدار گھوڑے سے اترے اور بغلگیر ہوے۔ لڑکون نے جو گھوڑے کو اس قطع سے دیکھا تو دوڑے آئے۔ شیطان تک نے انسے پناہ مانگی ہی۔ کہا لڑکو آؤ دیکھو بدھو کا گدھا کس ٹھاٹھ سے آتا ہی اور فوجدار کا گھوڑا اور بھی لقات بنکے آیا ہی آخر کار فوج طفلان مفت پادری و طالبعلم ہمراہ گانو مین داخل ہوے اور فوجدار کے گھر پہنچے۔ دروازے پر ماما اور بھتیجی کھڑی تھین کیونکہ انکو ان کے آنے کی خبر مل چکی تھی۔ بدھو کی بی بی نے بھی سنا تھا نیم برہنہ۔ لڑکی کو گھسیٹتی ہوئی بال کھلے ہوے میان کو دیکھنے آئین۔ وہ تو سمجھی تھی کہ گورنر بنکے آتے ہونگے متحیر ہو کے کہا ارے یہ تو کس گت سے آیا ہی۔ (کتے کی طرح پیادہ پا۔ چمار ہی کہ گورنر) بدھو نے کہا چپ رہو جی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ دانت ہین روٹی ندارد۔ گھر پر چلکے وہ وہ باتین سناؤن کہ تمکو اچنبا ہو جاے۔ روپیہ میرے پاس موجود ہی مقدم بات تو یہ ہی۔ اپنی قوت سے کمایا ہی۔ وہ بولی بس روپیہ ہی چاہیئے۔ چاہے جسطرح سے

پیدا کیا ہو۔ اس سے کوئی بحث نہین۔ کوئی نئی بات نہین ہی۔ لڑکی باپ سے ملی۔ اور کہا کہو کچھ لائے ہو۔ بڑی آرزو تھی کہ بتسے ملون جیسے اندھے کو آنکھون کی آرزو ہوتی ہی لڑکی نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور بی بی نے بیٹی پکڑی اور گدھے کو آگے آگے لیکر یہ قافلہ گھر روانہ ہوا اور فوجدار صاحب یہان ماما اور بھتیجی اور پادری اور طالب علم کے پاس رہے بلا تکلف اور بے موقع وقت دیکھے فوجدار صاحب اپنے دونون دوستون کو علیحدہ لے گئے اور آہستہ سے کہا یار ہم شکست کھا گئے اور شرط یہ ہی کہ سال بھر تک ہتھیار نہ اُٹھائینگے اور اب ممکن کیا کہ اسکے خلاف کوئی کارروائی ہمسے سرزد ہو استغفر اللہ اصول کے خلاف ہی اب ہم ایک سال گلہ بانی کرینگے اگر فرصت ہو تو آپ بھی جنگل چلیے اور شریک ہو جیئے۔ بھیڑی اور بکری خرید لین گے اور آپ کے لیے گلہ بانی کے نام بھی تجویز ین گے۔ طالبعلم کا نام تلبو رکھا ہی۔ (کل نام جو تجویز ے تھے وہ فوجدار صاحب نے بتائے)

فوجدار کی اس نئی حرکت مجنونانہ پر ان دونون کو اور بھی حیرت ہوئی مگر سوچ کہ شاید اس کارروائی سے پچھلے جنون کا دفع دخل ہو اور انکو یقین دلایا کہ ہم بھی شریک ہونگے تلبو گڑریے نے کہا مین شاعر ہون تفریح طبع کے لیے گنوارو شعر کہا کرون گا۔ یہ آپ کو خوب ہی سوجھی اچھا پیشہ ہی۔ مگر پہلے اپنی اپنی معشوقون کے نام تجویز کرنے چاہئین کہ شعر مین وہی نام لائین اور ہر درخت کے تنے پر انکی تعریف ہو جیسے سلف کے گڑریے شاعرون کی عادت تھی فوجدار نے کہا صحیح ہی مگر مجھے تو اسکی کوئی ضرورت نہین ہی مین تو اپنے معشوق کے نام پر فدا ہون۔ رونق انجمن۔ شمع محفل۔ زینت کوہ۔ زیب جنگل۔ مہر سپہر بدلہ سنج۔ مرغولہ گیسو عذار یا حسن و جمال دونون دوست رخصت ہوے۔

اب اتفاق دیکھیے کہ ماما اور بھتیجی نے یہ تقریر سن لی اور انکو تنہا پا کر کمرے مین آئین بھتیجی نے کہا چچا اب جو خدا خدا کر کے اتنے دن بعد گھر آئے ہو تو آرام سے زندگی بسر کرو۔ یہ اونچ کی اپنی لی کہ پھر جنگلون مین گھومو اور تباہ ہو۔ اس خیال سے درگزرئیے۔ ماما نے کہا اور یہ تو فرمائیے سرکار کہ جیٹھ۔ بیساکھ کی گرمی اور ساون بھادون کی برسات اور ماگھ پوس کے جاڑے مین گلہ بانی کا کام بھلا آپ سے ہو سکے گا۔ ہرگز نہین۔ یہ سنڈے سنڈے گنوارون کا کام ہی جو لڑکپن سے اس کے عادی ہین سچ یون ہی کہ اس سے تو وہی پیشہ اچھا تھا۔ اب میری صلاح مانیے دھوپ مین مین نے چونڈا سفید نہین کیا ہی انچاس سے اوپر عمر ہونے آئی۔ گھر مین مزے سے رہیے اور علاقہ دیکھیے۔ اور اس خبط سے درگزرئیے۔ فوجدار بولے اپنا کام کرو صاحب مجھے عقل

نہ سکھیا ؤ مین ذرا بے چین ہون مجھے بستر پر سلا دو۔ خوب یاد رکھو کہ چاہے مین فوجدار والا تبار ہون چاہے گڈریا مگر تمکو کھانے بھر کو کمی نہو گی۔ تجربہ اس کا شاہد ہی۔ وہ دونون نیک بیبیان ماما اور بھتیجی انکو بستر تک پہونچا آئین اور کھانا کھلایا اور خاطر کی۔

فصل ۔ ۷۴

مورخ این فسانہ رنگین و روایت دلنشین میگوید کہ کوئی شی دنیا مین انقلاب سے خالی نہین ہی۔ اعلیٰ سے ادنےٰ ہو گئے اور امیر سے فقیر اور گدائے گوشہ نشین کرو ریتی بنگئے فوجدار بھی اس انقلاب کے چکر سے خالی نہ تھے۔ انکے دل مین انقلاب نے جگہ کی واللہ اعلم اس کا سبب کیا تھا۔ شاید مفتوح ہونے کی شرم سے ایسا ہوا یا منجانب اللہ۔ الغرض انکو تپ شدید آگئی اور چھ دن تک صاحب فراش رہے احباب یعنی پادری صاحب اور طالب علم اور خلیفہ انکی عیادت کو جایا کرتے تھے اور انکے خیر خواہ مصاحب بدھو نفر انکے پاس سے جنبش بھی نہین کرتے تھے۔ سب کو یقین تھا کہ شکست پانے کے غم اور معشوقہ کی قید کے رنج نے ان کی یہ درگت بنائی ہی اور یہ بری گھڑی دکھائی ہے لہذا کوشش بلیغ کی کہ ان کو ڈھارس دین۔ تلبو نے کہا اب اٹھیے اور کمر ہمت چست باندھکر گلہ بانی کیجیے۔ اس کے جواب مین فوجدار نے کچھ اول جلول باتین کین۔ لغو اور بے معنی انکے احباب نے طبیب کو طلب کیا۔ نبض دیکھکر طبیب نے اپنے طور پر ان سے کہا صاحب اب انسے کہیے کہ خدا کی یاد کرین۔ مزاج کا حال تو ظاہر ہی۔ ۶۔ مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھے ہی تو آن کے پاس) فوجدار نے باستقلال تمام یہ گفتگو سُنی مگر اسکے برعکس ماما اور بھتیجی اور بدھو سے نہ رہا گیا اور وہ زار زار روئے گویا فوجدار کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ڈاکٹر نے رائے دی کہ ناامیدی اور دلکی پریشانی سے انکی یہ نوبت ہوئی۔ فوجدار نے کہا مین ذرا آرام کرنا چاہتا ہون مجھے سونے دیجیے۔ سب وہان سے چلے گئے اور یہ پانون پھیلا کے سوئے چھ گھنٹے تک سویا کیے اور ماما اور بھتیجی سمجھی کہ اب بیدار نہو نگے یہ آخری نیند ہی۔ مگر یہ بیدار ہوے اور زور سے کہا الحمد للہ تعالےٰ جلشانہ۔ خدا نے میرے اوپر بڑا احسان کیا۔ اسکی کریمی کے صدقے۔

دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

بھتیجی نے بغور یہ گفتگو سنی۔ سوچی کہ چچا نے آج خلاف معمول عقل کی بات کی۔ بیماری کے وقت سے آج یہ کلمات سننے مین آئے اسنے پوچھا آپ کیا کہہ رہے ہین کیا کوئی نئی خلاف

معمول بات ہوئی۔ کہا بیٹا خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ باوصف گناہ بخش دیا۔ اب میری راے صائب ہی۔ وہ ابر جہالت جو میرے دل پر چھایا ہوا تھا دور ہو گیا اور یہ سب میری شامت اعمال کا نتیجہ تھا۔ نہ مین وہ فضول اور جاہل نامعقول کتابین پڑھتا نہ اس گت کو پہونچتا۔ دیو سے آدمی لڑا اور شیرون کا کچھار چھین لیا اور ظالم سے مظلوم کو بچایا۔ اب مجھے اپنے مغالطہ پر افسوس آتا ہی۔ از ماست کہ بر ماست۔ افسوس ہی کہ اسقدر عرصے کے بعد مجھے اپنی حماقت کا یقین ہوا اب اتنا وقت بھی نہین کہ تلافی مافات کر سکون۔ بیٹا مین اب قریب المرگ ہون آج مرا کل دوسرا دن۔ شکر ہی کہ سڑی بنکے نہین مرتا ہون۔ مین دیوانہ تو ضرور ہو گیا تھا مگر اب مرنے کے وقت بقید مذہب ہون۔ بیٹا ذری میرے دوستون کو بلوالو۔ پادری صاحب طالبعلم اور خلیفہ۔ مین اپنی حماقت کا افسوس کرونگا اور وصیت لکھون گا۔ اتنے مین وہ تینون خود ہی آگئے۔ دیکھتے ہی فوجدار نے کہا بھائی صاحب مجھے مبارکباد دیجئے کہ مین اب سڑی سودائی نہین رہا۔ فوجداری کا زمانہ گیا اب مین صحیح المزاج ہون اب مین عزغاط قیسوقی اور مہمل قصّے کہانیون کے پہلوانون اور انکی اولاد کا دشمن جانی ہون۔ ان بوچ یاد رہوا باتون سے نفرت کامل ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔ مین اپنی حماقت کا معترف ہون۔ ہاے اگر نہ پڑھتا تو اس دہاڑے کو کاہے کو پہونچتا۔ تجربے نے میری بیوقوفی مجھ پر ثابت کر دی اور اب مجھے اس پیشے کے نام سے تنفر ہی۔ ؎۔ شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ؛ یہ دن دیکھا۔

ان تینون کو فوجدار کی تقریر کا یقین نہ آیا سمجھے کہ یہ بھی کوئی شعبۂ جنون ہی۔ طالب علم نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ معشوقۂ پریزاد نے قید سحر سے رہائی پائی اب وقت عیش ہے چلیے گلہ بانی کرین یہ آپ کس خبط مین پڑے ہین۔ فوجدار نے کہا بھائی اب یہ بنانے کا وقت نہین ہی۔ اب ہمارا دم آخری ہی۔ اب ہم مجنون نہین ہین۔ آپ نوٹری اور عالم مذہبی کو بلوائیے سرکاری افسر کے سامنے ہم وصیت لکھنا چاہتے ہین۔ ان معاملون مین سہل انکاری نہ چاہیئے۔ پادری صاحب تو موجود ہی ہین۔ نوٹری کو بلوائیے۔

فوجدار صاحب کی تقریر سنکر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا۔ گو حیرت تھی اور شک ہوتا تھا مگر انکی بات کا یقین ہو گیا چونکہ دفعۃً دیوانگی کی حالت سے خاصے بھلے چنگے ہو گئے اس سبب سے لوگون کو اور بھی یقین ہو گیا کہ اب انکے آخری دن ہین اس کے بعد جو خیالات فوجدار نے ظاہر کیے انسے کامل یقین ہو گیا کہ اب خلل دماغ نہین ہے

پادری نے سب کو کمرے سے باہر کر دیا اور طالب علم جا کے افسر سرکاری کو لے آئے کہ وصیت لکھی جاے۔ بیچارے بدھو نفر کو جو یہ معلوم ہوا کہ انکے آقا کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور ماما اور بھتیجی کو گریان جو دیکھا تو خود بھی ڈھاڑین مار مار کے رونے لگے۔ پادری صاحب اور نوٹری کی مایوسی کی گفتگو سنکر یہ تینون اور بھی زار زار رونے لگے۔ فوجدار صاحب چاہے جس حالت مین تھے ہر دل عزیز تھے۔ صرف گھر ہی کے عزیز انکو عزیز نہین رکھتے تھے بلکہ ایرے غیرے بھی محبت کرتے تھے۔

اب سرکاری افسر اور معزز گواہون کے مقابل مین وصیت نامہ لکھا گیا اور فوجدار نے یون لکھوایا (مین بہ ثبات ہوش وحواس وصیت کرتا ہون کہ اپنی جنون کی حالت مین جو روپیہ مین نے اپنے رفیق بدھو نفر کو دیا تھا اس کا ایک ایک جتے کا حساب مین نے لے لیا ہی اگر احیاناً کچھ روپیہ اسکے پاس باقی ہو تو وہ اسی کا مال سمجھا جاے گا اگر دیوانگی کی حالت مین مین نے جزیرے کی گورنری اس کو دے دی تو میری خواہش اب حالت ثبات نفس مین یہ ہی کہ خدا اس کو کسی سلطنت کا شہنشاہ کر دے۔ بڑا خیرخواہ اور وفادار ملازم ہی۔ بھائی بدھو نفر خدا کے لیے ہمکو معاف کرنا۔ ہم جب دیوانے ہو گئے تھے تو ہمکو یقین تھا کہ ہمارے پیشے کے لوگ ظالم سے مظلوم کو بچاتے تھے تمکو بھی ہمنے دیوانہ کر دیا تھا۔ افسوس۔

بدھو نفر نے اس کا یون جواب دیا۔ (میرے آقاے نامدار۔ خانہ زاد کی صلاح مانیے اور مرنے سے احتراز کیجئے مرنے سے کیا فائدہ۔ اگر کوئی گولی مارے اور انسان مرجاے تو وہ اور بات ہی مگر از خود جان دینا یعنے چہ۔ چلیے کھیتون مین گلہ بانی کرین۔ شاید معشوقۂ پریزاد کسی جھاڑی مین نظر آجاے۔ اگر شکست پانے کا غم ہے تو کل الزام میرے سر پر رکھیے کہیے کہ گھوڑے کو اچھی طرح کسا نہ تھا۔ پہلوان جیتے بھی ہین اور ہارتے بھی ہین۔ اس کا کیا غم ہی۔ آج ہارے۔ کل جیتے۔) طالب علم نے کہا بدھو نفر بڑا تجربہ کار آدمی ہی کیا عمدہ راے دی ہی۔

فوجدار نے کہا حضرات۔ اب میری دیوانگی کی حالت کا ذکر جانے دیجئے اور فوجداری کی باتین نہ کیجئے اور جو وقعت آپکی نظر مین پیشتر میری تھی وہی اب بھی ہونی چاہیے اب وصیت کا سلسلہ شروع ہوتا ہی (مین اپنی بھتیجی کو اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا وارث مقرر کرتا ہون۔ جو تنخواہ ماما کی آج تک باقی نکلے وہ اس کو دیجاے اور پانچ اشرفیان

مزید بران - مین پادری صاحب اور طالب علم کو جو یہان موجود ہین اپنا وصی مقرر کرتا ہون مین وصیت کرتا ہون کہ اگر میری بھتیجی شادی کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہی مگر وصی ضرور اس امر کی تحقیقات کرلین کہ جسکے ساتھ اس کا عقد ہو اس نے اس قسم کی فضول کتابین نہ پڑھی ہون جنمین دیو دن اور انسان کی لڑائی اور پہلوانون اور شیرون اور اژدھون کی جنگ کا ذکر ہو جنسے ہمین خلل دماغ ہو گیا تھا - اگر وہ جان بوجھ کر کسی ایسے کے ساتھ عقد کرے تو کل جائداد ضبط اور وصی کو اختیار ہوگا کہ کسی اچھے کام مین لائے - اگر میرے کسی وصی کو اس مصنف کا نام معلوم ہو جائے جس نے دوسرا حصہ سوانح عمری فوجدار تصنیف کیا ہی تو میری جانب سے معافی مانگین کہ مین نے جوش دیوانگی مین اس کا وقت عزیز رائگان کیا اور اسکو اسقدر مہملات لکھنا پڑا -

کچھ اور فقرون کے بعد وصیت نامہ ختم ہوا اور اس پر دستخط کیے اور تصدیق کی گئی کہ دفعۃً غشی فوجدار پر طاری ہوئی اور ہاتھ پانون پھیلا کے بستر پر دراز ہوے - یہ کیفیت دیکھکر حاضرین سمجھ گئے کہ وقت آخری ہی مدد کو دوڑے - مفرح قلب ادویہ پلائین اور مسکنات اور مقویات اور شراب کی مدد سے تین دن زندہ رہے گو بار بار غش آتا تھا مگر بھتیجی مزے سے کھاتی تھی ماما ماما نچلیان اڑاتی تھی بدھو نفر کو دل مین کوئی رنج نہ تھا وجہ یہ کہ وہ وصیت جس مین زر کا ذکر ہوتا ہی غم کو مبدل بہ راحت کرتی ہی اور جو رنج عزیز کی وفات کا ہونا چاہیئے وہ نہین ہوتا آخر کار ان مہمل کتابون کے خلاف بہت کچھ کہکر کہ وہ محض لغو حبلول پوچ پادر ہوا ہوتی ہین - فوجدار کا وقت آخری آگیا نوٹری نے ان کے استقلال کی بڑی تعریف کی اور فوجدار نے داعی اجل کو لبیک کہا - پادری صاحب نے افسر سرکاری سے کہا کہ مہربانی کر کے ایک سرٹیفکٹ لکھیے کہ انھون نے آپ کے روبرو بعد تحریر وصیت انتقال کیا تاکہ کسی اور مورخ کو جرأت نہو کہ انکی سوانح عمری کی تیسری جلد تالیف کر کے فضول اور بے معنی قصون سے لوگون کے دماغ کو پھیر دے -

الغرض خدائی فوجدار شیر افگن کا یون حشر ہوا - مورخ نے ان کے مقام ولادت کو اس وجہ سے مخفی رکھا ہی کہ اور شہرون کو رشک نہو کہ ہاے ہم کیون اس سعادت سے محروم رہے جسطرح سے یونان کے سات شہر باہم کٹ مرے کہ بقراط کی پیدائش یہین

ہوئی تھی) - ہم اس مقام پر عمداً بدعو نفرادرہا ماادر طالب علم کی گریہ وزاری کا حال قلم انداز کرتے ہین اور لوح کے سنگ پر جو اشعار پیشتر درج ہوے تھے ان کے عوض اشعار مصنف حضرت طالب علم صاحب لکھتے ہین ۔ ع

یہ ہے مرقد پہلوان دلیر	یل نامور رشک غرندہ شیر
حقیقت مین تھا پہلتن شیر نر	نہ خوف اجل اور نہ مرنے کا ڈر
بہ یک ضربت تیغ خارا شگاف	پرے کے پرے دم مین کرتا تھا صاف

بہت دن رہی اس کی دیوانگی
کٹا وقت آخر بہ فرزانگی

اس فسانہ اعجوبہ روزگار سرگزشت فوجدار باوقار کے مصنف عالی تبار نے اپنے قلم کی جانب خطاب کر کے یون کہا ہے - (اے میرے خامۂ ندرت طراز سحر بیان شاباش صفحۂ قرطاس پر وہ وہ گلفشانیان کی ہین کہ جسقدر زیادہ تیری تعریف کی جاے کم ہی - خدا نے تجھے منقار ہزار داستان عطا کی ہی اور یہ نعمت غیر مترقبہ بخشی ہی کہ آج کوئی تیرا جواب دینے والا نہین ہی - شاہان جہان تیری تعظیم کرتے ہین اور رستم تیرا دم بھرتے ہین مین اسی لیے خلق مین خلق ہوا تھا کہ خدائی فوجدار شیر افگن کی سوانح عمری لکھون اور داد سخن دے کر ارباب صافی مذاق مین نام نیک پیدا کرون اور وہ بھی اسی لیے دنیا مین جلوہ افگن ہوے تھے کہ ہمارے قلم مریم شکم سے انکے حالات زیب صحائف روزگار ہون اب کسی کی کیا مجال ہی کہ ہمارے فوجدار کی سرگزشت لکھنے کو قلم اٹھائے یا زبان طعن دراز کرے - ع

گر بے ہنرے کشد دم طعن	معنی زندش طپانچۂ لعن

فوجدار کی سوانح عمری لکھنے کے لیے دل و دماغ چاہیئے - ع

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو این جاست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اب منشیان دقیقہ رس کو لازم ہی کہ اس نامور اور جری شیر مرد کی سرگزشت لکھنے کا درد سر نہ اٹھائین اور فوجدار صاحب کو اپنے مرقد منورہ اور مزار مطہرہ مین بہ آرام تمام میٹھی نیند سونے دین یہ نہ کرین کہ ان کو مرقد سے خواہ مخواہ بھر اٹھائین اور جس طرح بعض مورخون نے مردون کو زندہ کر دیا ہی اسی طرح انکو قم باذنی القلم کہکر زندہ بنائین اور

تیسری مہم تو بھیجین - دو مہمین جو فوجدار صاحب نے اس کامیابی کے ساتھ سر کی ہین اور جن کے حالات کے مطالعہ سے انکے ہموطن اور تمام دنیا کے شائقین اعجوبہ گزین از بس محظوظ و مسرور ہوے وہ اس مجنونانہ پیشے والون کے عبرت کے لیے کیسا کم ہین - خداشناس ناظرین پر فرض ہے کہ مذہبی اصول کے مطابق اپنے دشمنون کے ساتھ بھی دوستی کرین مجھے فخر کا مقام ہے کہ سب سے پہلے مین ہی نے آپ ایسے بہادر مبارز نامدار کی سوانح عمری قلمبند کی اور آپ کے کارہاے نمایان کی تاریخ شگرف لکھی میری اصلی خواہش یہ تھی کہ ان مجنونون اور دیوانون کی دیوانگی اور جنون کا خاکا اڑاؤن اور تمام عالم پر ظاہر کردون کہ کیسے سڑی سودائی لوگ تھے اور کیسے کیسے مہمل و بےمعنی ان کے قصے ہین - امید ہے کہ خدائی فوجدار کی حماقتون اور مجنونانہ حرکتون سے اس پیشے کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوجاے گا اور انشاءاللہ اب ابدالاباد تک غروب ہی رہے گا - آمین - آمین -

خاتمۃ الطبع

الحمدللہ کہ یہ فسانہ اعجوبہ روزگار سرگذشت خدائی فوجدار جسمین مزاح و مذاق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے بڑے حسن اہتمام سے اختتام کو پہونچا لائق مصنف نے خدائی فوجدار کی تحریر سرگذشت مین جو ندرت طرازی اور سحر بیانی کی ہے وہ درحقیقت ایک نقش اول تھا مگر فاضل مترجم نے اس کے اردو لباس پہنانے مین جو ہمہ دانی اور قابلیت صرف کی ہے وہ ارباب صافی مذاق کی داد کے قابل ہے اس مین اصلا شک نہین کہ یہ کتاب بجاے خود ایک دلکش اور مذاق انگیز فسانہ ہے لیکن اس کا یہ اُردو ترجمہ بھی اپنی خاص خوبیون اور محبوبیون کے سبب سے ایک نئی تصنیف کی وقعت رکھتا ہے اس معاملہ مین لائق مترجم کی گلفشانیون کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے کس لیے کہ مترجم نے اس کے دلچسپ بنانے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور اب ممکن نہین کہ کوئی کیسا ہی افسردہ دل ہو اور اسکو پڑھے اور اسکے دل کی کلی نہ کھلجاے واقعی اس سے زیادہ دلچسپ کتاب شاذ و نادر ہی دیکھنے مین آئی ہوگی یہ بہت پرانی کتاب ہے زمانۂ سلف مین ملک اسپین مین خدائی فوجداری کے ٹائپ کے آدمیون کی بڑی گرم بازاری تھی یہ وہ حضرات تھے جو

غلبۂ شجاعت سے پرائے پھٹے مین پاؤن دینے کو تیار رہتے تھے ان لوگون نے اسکو مذاقیہ پیشہ اختیار کرلیا تھا۔ خدائی فوجدار نے بہت سے مہمل اور فضول قصے دیکھے تھے انکو بھی سوجھی لاؤ ہم بھی اس پیشہ کو اختیار کرین اور مظلومون کو ظالمون کے پنجے سے چھڑائین اور زیر دستون کو زبردستون کے ظلم سے نجات دین اسی دھن مین یہ اپنے مکان سے کئی مرتبہ باہر نکلے ان کے ہمراہ ایک ملازم بھی تھا اس ملازم کی عجیب وغریب وضع ہے جب آقا خدائی فوجدار ہو تو نوکر کو کیون نہ دور کی سوجھے۔ میان بدھو نفر جزیرہ کی فرمانروائی چاہتے تھے اور انکی یہ آرزو ایک دل لگی باز رئیس نے پوری کی انکا قصہ بڑے مذاق کا ہی جب ایک جزیرہ کے گورنر ہوکر گئے تو وہان آپ کا بڑی دھوم دھام سے استقبال ہوا اور مسند گورنری پر جگہ دی گئی کلہم اجمعین آپ نے سات روز حکومت کی اور اس عرصہ مین بڑے بڑے مقدمے بھی فیصل کیے آخر کار مصنوعی جنگ ہوئی اور اسمین آپ کو لوگون نے خوب ہی الّو بنایا۔ بھوک کے مارے یہ بہت پریشان تھے ڈاکٹر کوئی چیز کھانے نہ دیتا تھا اور جب جزیرہ کی حفاظت کے لیے یہ لڑنے کو آئے تو آپ کا بھرکس ہی نکل گیا بالآخر یہ گورنری چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے بدھو نفر کی سرگذشت نے قصہ مین جان ڈال دی ہی یہ بڑا ظریف شخص تھا خدائی فوجدار نے اپنی ایک فرضی معشوقہ بھی قرار دی تھی اور سفر وحضر مین کوئی لمحہ اسکی یاد سے خالی نہ جاتا تھا جب بادیہ پیمائی اور جنگ وجدل سے مہلت ہوتی تو یہ اپنی معشوقہ پری جمال کو یاد فرمایا کرتے تھے الغرض کئی سال کی صحرا نوردی اور صف آرائی کے بعد گھر پلٹ کر آئے اور پھر آتے ہی آپ کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ بس قصہ تو اتنا ہی ہی مگر اسکے ضمن مین اور دلچسپ قصّے آتے گئے ہین اور یہ سب قصّے بحیثیت مجموعی نہایت ہی مذاق انگیز ہین غالبًا جو صاحب ایک نظر ملاحظہ فرمائینگے ضرور بالضرور داد سعی دینگے۔ الحمد للہ کہ یہ فسانۂ رنگین وروایت دلنشین جس کا ایک ایک حرف مذاق سے پر ہی بار سوم مطبع منشی نولکشور بمقام لکھنؤ مین باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع بماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ع بصحت تمام چھپکر زینت دہ بزم مشتاقان ہوا۔

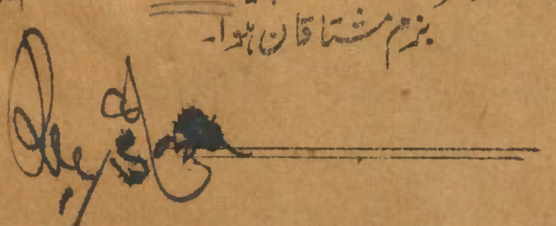

نام کتاب	قیمت
ضلع ہمیرپور۔ بہ اضافہ تصاویر مناسب مقام۔ اس ترجمہ کی عبارت ایسی دلچسپ ہے جو سوائے مطالعہ کے زبان قلم سے ادا نہین ہوسکتی۔	۲آ عہ ر
دیگنر و نسیڈا۔ ترجمۂ ناول دی وہر دولف مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب موصوف یہ ناول نہایت عمدہ قابل دید ہے اگر ابھی تک آپنے اسکو نہین پڑھا ہے توضرور طلب کیجیے۔	۱۲آ عہ ر ب
روز ایمبرٹ۔ مترجمۂ منشی امراؤ مرزا صاحب حیرت دہلوی حصۂ اول۔	عہ ر پ
ایضاً۔ حصہ دوم	عہ پ
خون ناحق۔ مترجمۂ منشی خلیل الرحمان اس مین علاوہ دیگر مفید مطالب ہونے کے سراغ رسانی پولیس قابل ملاحظہ ہے۔	۶ ر پ
الف لیلہ اردو نثر بطرز ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب اسمین قصص بترتیب رات نمبروار درج ہین حصۂ اول حصۂ دوم کا	للعہ ر
مجموعۂ افسانۂ دلپذیر۔ ترجمہ کتاب ٹیلس فرام اس قصہ سے بہت سے نتائج سودمند نکلتے ہین مولوی احسان اللہ صاحب وکیل عدالت منصفی بانس گانون ضلع گورکھپور نے بڑی قابلیت سے ترجمہ کیا ہے لطف	

نام کتاب	قیمت
یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح وہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہے کاغذ سفید۔	عہ ر
ہنگامۂ عشق۔ ناول پاسٹورا کا ترجمہ ہے ایسا دلفریب ناول ہے کہ ایک دفعہ اگر ہاتھ مین آجائے پھر ممکن نہین کہ بے ختم کیے چھوڑنے کو جی چاہے۔	ے
عائشہ بیگم ایک تاریخی قصہ کے ضمن مین حسن وعشق کے جذبات جرات وہمت کے مردانہ کارنامے ہندوستانکی مختلف اقوام کے میل جول اور اتفاق واتحاد پر ایک قسم کی روشنی ڈالی گئی ہے مصنفہ موہن لال فہم	۱۰ ر
دھوکا یا طلسمی فانوس۔ مترجمہ منشی سجاد حسین مرحوم ایڈیٹر اودھ پنچ۔	۲آ عہ ر
بادشاہ سلامت۔	۱۵ ر
بوالہوس۔	۱۲ ر
چابک سوار معشوقہ۔	۱۲ ر
حور عین حصہ اول۔	۴ ر
خلق مجسم۔	۱۴ ر
منارہ قیصری۔	۱۰ ر
خواتین ثلثہ۔	عہ

Habeebali Mohamedali Khan. Lucknow.

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
معشوقہ فرنگ	۵ر	ثمرہ نیکی	۸عگر
طلسم شہر عزت گلاب کنور	۱۲ار	کرشمہ تقدیر	۰۷ر
فریب نیرنگ	۴ر	شہید جفا	۸عہ ر
جام زہر	۱۰ار	ہنگامہ عشق	۷ر
ناشاد	۰۷ر	تسخیر	۵ر
خوش نصیب	۶ر	لال کپتان	۰۵ر
مفید خاص وعام	۴ار	اسرار ہند	۹ر
شمس وقمر	۲ر	نیرنگ فرنگ	۴ار
التمش	عہ ر	پرتاب	۱۰ار
سندر شانتا کامل ۴ حصہ	۵عہ ر	وقائع نادری	۵ر
جفا و وفا	۱۰ار	بالاس کماری	۱۳ار
پھول وتی چاروں حصہ	۶عگر	سیتا	سے ر
دلچسپ حصہ اول	۴ر	لال چین	۱۰ار
حجاب عصمت	۲ر	پرتاب	۴عہ ر
غریب الوطن	۹ر	روہنی ۔ مترجمہ منشی جوالا پرشاد صاحب بی۔اے۔ برق سب جج	۸ رپ بلاو[illegible]
فرمان قضا	۸ر	بنگالی دلہن	۱۰ر
کرشن کانتا کامل	۲عگر	مار آستین	۸ر
حرمان خانم	۴ر	مرنالنی	۸ر
خاتون اودھ	۱۰ر		
حامد محمود	۸ر		

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

Sarshār, Ratan Nāth

S246

Khudā'ī fawjdār (2 vols in one)
(Free adaptation of Don Quichotte by Michel Cervantes)
Lakhna'ū, Nawalkishōr Rēs, (1934)

MG7

8679

Order No. cB9 1953-54
Ordered
Agent
Received 1956
Fund
Requested by
Date
Send to
8679

L.-M. CO —D65842

Adventures of Don Quixote
Author's surname followed by Christian name
MG7
.C
.U
1547-1616
Saavedra
Cervantes, ~~Michel~~ Miguel de,
Title
Khudā'ī fawjdār (translation of
Don Quichotte by Sarshār, Ratan Nath)
No. of vols.
Place Publisher Date
Lakhna'ū, Nawal Kishor, 1934
Edition
No. of copies
Price
Report
Dr. ~~Rahbar~~